MANKIND AND HISTORY OF WORLD CIVILIZATIONS

نوع انسان اور تاریخ و تہذیب عالم

از

اے۔ اے۔ ہاشمی (بدایونی)

بی۔ اے۔ آنرز، ایم۔ اے (تاریخ و انگریزی) بی۔ ٹی (علیگ)

سابق پرنسپل اسلامیہ کالج مظفرنگر

ایجوکیشنل بک ہاؤس

مسلم یونیورسٹی مارکیٹ

علی گڑھ ۲۰۰۱-۲

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ

تیسرا ایڈیشن ۱۹۷۷ء

تعداد ۱۰۰۰

قیمت Rs. 20-00

مطبوعہ (کوہ نور پریس دہلی)

پبلشر

ایجوکیشنل بک ہاؤس

مسلم یونیورسٹی، مارکیٹ علی گڑھ

۲۰۲۰۰۱

UGAABI 03055198538

انتساب

محترم و استاد مکرم پروفیسر محمد حبیب صاحب مرحوم

کے نام نامی

[illegible] سے اس حقیر تصنیف کو معنون کرتا ہوں۔

پیش لفظ

تاریخ و تہذیب عالم اپنے موضوع پر ایک گراں قدر تصنیف ہے، اس کے مصنف پروفیسر اے۔ اے۔ ہاشمی بڑے وسیع المطالعہ اور بالغ نظر ماہر تاریخ ہیں۔ انھوں نے موضوع کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے اور سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ کے بعد اس کے نچوڑ کو قاری کے سامنے پیش کیا ہے اور اس کام کو انھوں نے اس کارآگہانہ طریقے سے انجام دیا ہے کہ ان کی تصنیف ہر اعتبار سے مکمل و جامع صورت اختیار کر گئی۔

چوں کہ پروفیسر ہاشمی ایک تجربہ کار استاد ہیں، اس لئے انھوں نے اپنے پیش نظر طالب علموں کی ضرورت کو بھی رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں کہیں ابہام و اشکال کا عیب نظر نہیں آتا۔ اِس کے علاوہ اُن کے سادہ اور سلیس اسلوب بیان نے اِس میں ادبیت کی شان پیدا کر دی ہے جس کی وجہ سے کتاب ادب و تاریخ کی ایک مکمل تصنیف بن گئی ہے۔

تاریخ و تہذیب عالم میں مصری، رومی، یونانی، چینی، اسلامی، ہندوستانی اور یورپی تہذیب و تمدن کا تاریخی جائزہ لے کر انھوں نے طلبہ کی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب نہ صرف انٹر، بی، اے اور ایم، اے کے طلبہ کے لئے مفید ثابت ہوگی بلکہ عام قاری بھی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ ملک کو پروفیسر ہاشمی کا ممنون ہونا چاہیئے کہ انھوں نے اردو کے تاریخی سرمایہ میں اتنا اہم اضافہ کیا ہے جو ہر اعتبار سے وقیع اور معتبر ہے۔

محمد مشتاق ایم، اے، بی۔ ٹی (علیگ)
پرنسپل رحمانیہ کالج، مودھا، ہمیرپور)

تاثراتِ مصنّف

نوعِ انسان اور تاریخ تہذیب و تمدن کا تعلق براہِ راست اقدارِ حیاتِ انسان سے منسلک و پیوستہ ہے۔ افسوس ہے کہ اُردو زبان میں تاریخ نگاری میں تمام تر زور سوانحی اطلاع قلمی مرقعوں اور مخاصمانہ چشمکوں پر دیا جاتا رہا ہے۔ تاریخی حادثات اور تحریکات کو ذاتی اغراض کی بناء پر مسخ کر کے منظرِ عام پر لایا جاتا ہے۔ اور یہ نہیں سوچا جاتا کہ تاریخی و سیاسی تغیر و تبدل اور سماجی انقلابات سے ہی تعمیر و تشکیل اور شکست و ریخت ہوتی ہے جو "نوعِ انسان اور تاریخ تہذیبِ عالم میں "نشانِ راہ" کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حیاتِ انسان کا عروج و تنزل بحرِ بیکراں ہے۔ تہذیبی و تمدنی فروغ کے تصورات اوّلاً چند افراد کی ذہنی ریاضت اور کاوش کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ پھر رفتہ رفتہ یہ تصورات حقیقت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہ حقیقتیں اجتماعی شعور میں سرایت کر جاتی ہیں۔ ان چند مخصوص افراد کی مسلسل کوششوں سے محرکات کا حلقۂ اثر وسیع تر ہوتا ہے۔ ان میں ایک اضطراری جوش و سرگرمی ہوتی ہے۔ جس کے اثرات سے مدتوں کے انجماد میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور فکر و عمل کے لئے سانچے وجود میں آتے ہیں اور ان ہی سانچوں میں عالمی تہذیبی و تمدنی قدریں ڈھل کر نکلتی ہیں اور ان میں نکھار آجاتا ہے۔ مصنف نے ان ہی تہذیبی و تمدنی قدروں پر روشنی ڈالی ہے اور انسان کے عروج و زوال کے مختلف منازل و مدارج اور مسائلِ حیات کو عالمگیریت کی لڑی میں منسلک کرنے کی کوشش کی ہے اور تاریخی جائزہ لینے میں تسلسل کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس تصنیف میں انسانی ذہن کی ترقی اور پیچ ساخت اور اس کے جذباتی و فکری نشو و نما اور ارتقاء پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

نوعِ انسان کے تہذیبی و تمدنی فروغ کے ساتھ فلسفۂ حیاتِ انسان میں جو پیچیدگی، تنوع اور حُسن کاری مختلف عہدوں میں رونما ہوتی رہی ہے اس پر بھی مصنف نے خاص طور پر روشنی ڈالی ہے۔

نوعِ انسان اور تاریخ تہذیبِ عالم (MANKIND AND HISTORY OF WORLD CIVIL AZATON) دورِ جدید میں اہم ترین عنوان ہے اور بقول ڈاکٹر آنجہانی رادھا کرشنن سابق صدرِ جمہوریۂ ہند "جب تک نوعِ انسان کا عالمگیریت تخیل استوار ہو گا عالمی شہرت میں استحکام نہیں آئے گا۔ اور نسلی و قومی و ملی اور ملکی مفاد کو عالمی فلاح و بہبودی کی خاطر ایثار و قربان نہ کیا جائے گا نوعِ انسان تباہی سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔"

انگریزی اور دیگر زبانوں میں اس موضوع پر کثیر تعداد میں کتابیں ملتی ہیں لیکن اس ترقی یافتہ زمانے میں بھی اردو زبان میں ایسی تصانیف نظر نہیں آتیں۔ مصنف کو اپنی مادری زبان کی کم مائگی کا شدید احساس ہوا۔ اس شدت نے تصنیف کی شکل اختیار کر لی۔ راقم الحروف نے مختلف زبانوں میں لکھی ہوئی سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اس تصنیف کی تکمیل کی۔ مصنف اپنی اس سعی میں کہاں تک کامیاب ہوا اس کا فیصلہ اہلِ نظر ہی کریں گے۔

اس کتاب کی تصنیف میں اسلوب بیان کی سادگی۔ سلاست۔ وضاحت اور رفتاری کی دلچسپی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ کتاب نہ صرف ہر معیار کے طلباء کے لئے مفید ثابت

ہو گی بلکہ عام قاری بھی اس کتاب کے مطالعہ سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کتاب کو بے عیب نہیں کہا جا سکتا میں نہ تو تجربہ کار مصنف ہوں اور نہ مورخ۔ میری حیثیت محض طالب علم کی ہے جس نے علم تاریخ کے بحر بیکراں سے جو کچھ بھی مل سکا ہے رفاہ عام کی نیت سے حقیر پیشکش کی شکل میں منظر عام پر لانے کی پُر خلوص کوشش کی ہے۔ خامیوں کی طرف توجہ دلانے والے حضرات کا اظہار تشکر کروں گا۔

اس تصنیف کی اولین محرک میری والدہ مرحومہ عامیہ صغریٰ فاطمہ عرف فاطمہ صغریٰ تھیں جنھوں نے میرے عہد طفولیت میں مشاہیر عالم کی دلچسپ داستانیں تہذیب و تمدن کی قدروں سے بھر پور حکایتیں سنا سنا کر میرے ذہنی شعور کو بیدار کر دیا اور اس بیداری کی شدت نے مجھے قوت ارادیت بخشی جس کی بدولت اس تصنیف کی تکمیل ہو سکی۔

زمانۂ طالب علمی میں پروفیسر محمد حبیب صاحب سابق صدر شعبۂ تاریخ و سیاسیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے تہذیبی و تمدنی قدروں کا متلاشی بنایا۔ بعدہٗ پروفیسر شیخ عبدالرشید صاحب سابق صدر شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے مجھے اس موضوع پر لکھنے کی ترغیب دی۔ ان اساتذہ سے مجھے پدرانہ شفقت ملی اور ان کے پیدا کردہ ذہنی نقوش نے اس تصنیف کی شکل اختیار کر لی۔ میں ان تمام مصنفین و مؤرخین کا بھی شکر گذار ہوں جن کی تصانیف نے اس کتاب کی تیاری میں میری مدد کی ہے۔

مجھے اپنے مشفق دیرینہ ایس، ایم۔ مشتاق صاحب شارق میرٹھی پرنسپل رحمانیہ کالج موڈھا ہمیر پور سے ناقابل فراموش تعاون ملا۔ موصوف نے باوجود اپنی ذمہ داریوں اور مصروفیتوں کے اپنے مفید مشوروں سے اکثر اوقات میری دلجوئی اور حوصلہ افزائی کی ہے۔ میں اپنے احباب کنور بہادر مصرا (ایم، ایل، اے)، حکیم الدین (چیرمین میونسپل بورڈ موڈھا) ڈاکٹر سید محمد شمیم جعفری، حبیب احمد صدیقی، محمد احمد عبدالکریم۔ جیشودی دت شاستری۔ ایس۔ کے۔ پانڈے۔ صلاح الدین اور کاشی پرشاد کا شکر گذار ہوں کہ ان حضرات نے حسب ضرورت تعاون دینے سے کبھی گریز نہیں کیا۔

یکم مارچ ۱۹۷۷ء — اے۔ اے۔ ہاشمی

فہرست مضامین

باب اول

THE EGYPTIAN CIVILZATION (مصر)

دوسرا باب

THE MESOPOTAN CIVILIZATION

(سمرین۔ بیبیلین۔ اسیرین اور کھلڈین تہذیب)

تیسرا باب

THE MEDITERRANEAN CIVILIZATION

بحر روم کی تہذیب (کریٹ فلسطین اور فنیشیا کی تہذیب)

چوتھا باب

THE GREEK CIVILIZATION

پانچواں باب

روم کی سلطنت (تہذیب) THE ROMAN CIVILIZATION AND EMPIRE

چھٹا باب

(چین کی ابتدائی تہذیب اور ایرانی سلطنت)

THE CIVILIZATION OF ANCIENT CHINA AND THE IRANIAN EMPIER

ساتواں باب

THE HUNS, TURKS, MONGALS AND ARABS

آٹھواں باب

THE ISLAMIC HISTORY

(آنحضرت محمد رسول اللہؐ۔ خلافت راشدہ، خلافت امیہ۔ خلافت عباسیہ۔ علوم و فنون، دور علم اصول و قوانین)

نواں باب

THE CHRISTIANITY (عیسائی مذہب)

دسواں باب

(پاک رومن سلطنت، گرجا۔ اور صلیبی جنگیں)

(HOLY ROMAN EMPIRE CHURCH AND THE CRUSADES)

گیارھواں باب

(مغرب میں ازمنہ وسطیٰ)

(THE MIDDLE AGES)

بارھواں باب

THE RENAISSANCE AND THE REFORMATION

(تجدید یا نشاۃ ثانیہ علم و ہنر و سائنس وغیرہ مذہبی اصلاح، انکشافات مخالف اصلاح)

تیرھواں باب

(SEA POWER, COLONIALISM AND MONARCHY)

چودھواں باب

DEMOCRATIC AND NATIONALIST REVOLUTIONS

AND MOVEMENTS THE ENGUSH REVOLUSTION THE AMER[ICAN]

THE FREBCH REVOLUTION THE INDUSTIAL REVOLUTION AND SOCI[ALISM]

پندرھواں باب

NINETEENTH CENTURY CIVILIZATION AND CULTURE ALONG WITH LATEST EVENTS

گزشتہ سے پیوستہ پچیس سالہ تاریخ و تہذیب عالم (۱۹۵۰ء سے یعنی ۱۹۷۵ء تک کا سیاسی احوال و تاریخی و تمدنی جائزہ اور سال رواں ۱۹۷۶ کے ابتدائی دور پر اجمالی نگاہ

LAST TWENTYFIVE YEARS WORLD HISTORY-AND CIVILIZATION

(سولھواں باب)

سترھواں باب

PACTS CONVETIONS PERSONALITIES CONFLICTS TREATIES TREATIES AND ORGANISATIONS)

اٹھارواں باب

AGREEMENTS, WARS CHANGES IN GOVERNMENTS AND RECENT HISTORICAL EVENTS)

انیسواں باب

MODERN WORLD AFFAIRS AND THEIR SIGNIFICANCE

بیسواں باب

GLIMPSES INTO CURRENT WORLD HISTORY AND POLITICAL ENVIRONMENT (1975 - 1976)

(۱۹۷۵ء کا سیاسی ماحول و تاریخی جائزہ اور سال ۱۹۷۶ء کے آغاز پر طائرانہ نظر)

اکیسواں باب

(ضمیمہ باب اول (الف))

باب اول (ب)

باب اول (ج)

باب اول (د)

۱۔ مصری تہذیب پر جغرافیائی اور مذہبی اثرات :

دریائے نیل مصر کے جغرافیائی حالات نے اس کی تہذیب کے بنانے میں بڑا اہم حصہ لیا ہے خصوصاً دریائے نیل تو مصر کے واسطے بہت ہی مفید ثابت ہوا۔ اس دریا کو ہیروڈوٹس نے تحفۂ مصر کہا ہے۔ مصر کو دختر نیل بھی کہا گیا ہے۔ مصر کی مٹی اسی دریا کی لائی ہوئی ہے جب دریائے نیل کی طغیانی ختم ہو جاتی تو اپنی مٹی میدانوں میں چھوڑ جاتا تھا اس طرح مٹی کی تہہ جم گئی اور زمین زرخیز ہو گئی۔ اس کے علاوہ اس دریا سے مصریوں نے بہت سی نہریں نکالیں جو آبپاشی کے نقطہ نظر سے بہت مفید ثابت ہوئیں۔ اس دریا ہی کے کنارے ابتدائی بستیاں بسیں اور مصر کی تہذیب کا آغاز ہوا۔ یہ دریا چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا ایک عمدہ ذریعہ رہا ہے۔ اس کی بدولت تجارت کو فروغ ہوا اور دیگر ممالک سے مصر کے تعلقات پیدا ہوئے۔ اس دریا کے مدو جذر سے لوگوں نے زندگی کے نشیب و فراز کو سمجھا مصری لوگ اس کو اپنی خوشحالی کا سرچشمہ سمجھتے۔ انہوں نے اس کو دیوتا کا درجہ دیا۔ اور اس کی تعریف میں بہت سی نظمیں لکھیں جن سے اس دریا کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

بارش کی کمی اور آب و ہوا اس ملک میں بارش کی کمی کی وجہ سے لوگوں نے آبپاشی کے لئے نہریں نکالیں اور اس کمی کو پورا کر دیا۔ یہاں کی آب و ہوا گرم ہے اس نے لوگوں کو سخت محنتی بنا دیا۔ وہ کام سے بالکل نہیں گھبراتے ہیں کام کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اس طریقہ سے ان کے اندر اتحاد پیدا ہو گیا ہے جو انسانی ترقی کے واسطے

بہت ضروری ہے خشک آب وہوا کے بدولت مصری قبریں اور ان کے اندر دفن کی ہوئی چیزیں اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں۔ مثلاً فرعون بادشاہوں کی لاشیں اب تک سڑی گلی نہیں ہیں بلکہ جیسی دفن کی گئی تھیں ویسی ہی موجود ہیں۔

محفوظ حدود مصر کے حدود محفوظ ہیں۔ اس ملک کے اندر داخل ہونے کے صرف تین راستے ہیں جو نہایت تنگ ہیں۔ (۱) جنوب کی طرف دریائے نیل کے ذریعہ سے داخل ہو سکتے ہیں۔ (۲) مغرب میں بحر روم کے ساحلی سرحد سے آسکتے ہیں (۳) شمال مشرق میں سینائی میں ہو کر اندر آیا جا سکتا ہے ریگستان پھیلے ہونے کی وجہ سے یہ ملک دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہا۔ دیگر قوموں نے بار بار حملے نہیں کئے اسلئے مصریوں کو اپنی تہذیب و تمدن کو فروغ دینے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔

پیپرس مصر میں پیپرس نام کا پودا ہوتا تھا لوگوں نے اس پودے سے اور مختلف مصالحوں سے ایک موٹی سی چیز بنائی جو کاغذ کی طرح ہوتی تھی اس طرح کے کاغذ کو وہ پیپرس کہتے تھے۔ اس پر وہ طرح طرح کی تصویریں اور نشانات بناتے تھے اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے تھے کتابیں ان پیپرس کے ٹکڑوں پر لکھی جاتی تھیں اور ان کو لکڑی کے ڈنڈوں پر لپیٹ کر محفوظ کر دیا جاتا تھا۔ اس طرح ان کے قوانین دوامی صورت میں رہ سکتے تھے۔ کاروبار کے سلسلہ میں لکھی ہوئی تحریریں بھی اسی طرح محفوظ کی جا سکتی تھیں جو وقت ضرورت کام آتی تھیں۔ اس طرح پیپرس پودہ کی پیداوار مصریوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی۔

پتھر اس ملک میں پتھر بآسانی مل سکتے تھے پتھروں کی موجودگی سے لوگوں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ فن عمارت اور فن سنگ تراشی میں حیرت انگیز ترقی کی۔ اہرام مصر (پیرامڈس) بھی انھیں پتھروں کی بدولت وجود میں آئے پتھروں سے انھوں نے عالی شان عمارتیں بنائیں۔ دیوتاؤں کے مندر تعمیر کئے اور پتھروں پر طرح طرح کے نقش و نگار بنائے گئے۔ پتھروں کو تراش کر بت

اور مجسمہ تیار کئے گئے اس طرح پتھروں کی وجہ سے فن سنگ تراشی میں بے حد ترقی ہوئی۔ پرامڈ اور ابوالہول (اِسفنکس) مصر کے ہنر اور سنگ تراشی کے بہترین نمونے ہیں۔

پرامڈ کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اتنے بھاری بھاری پتھر کس طرح اتنی اونچائی پر لے جائے گئے تھے اور ان کو کس ترکیب سے ایک دوسرے کے اوپر جمایا گیا۔ کہ اب تک اپنی جگہ سے ایک پتھر بھی نہیں ہلا۔ مصریوں نے پہاڑوں کی چوٹیاں کاٹ کاٹ کر اور چٹانوں کو توڑ توڑ کر مقبرے تیار کئے اور اس کے اندر عالی شان کمرے بنائے۔ ان کمروں کے اندر ہر طرح کی ضروری چیزیں بھی مردے کے ساتھ رکھ دی گئیں کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ روح دوبارہ اس جسم میں آئے گی اور پھر اس آدمی کو چیزوں کی ضرورت پڑے گی اسی خیال کے ماتحت وہ سب کچھ کرتے تھے۔

مذہب پر اثر جغرافیائی حالات نے مصر کے مذہب پر بھی اثر ڈالا۔ ماحول سے متاثر ہو کر مصریوں نے مذہبی عقائد کی بنیاد ڈالی جب ان کو یہ لگتا ہوا کہ دریائے نیل ان کو پانی دیتا ہے اور ان کی زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے تو اس کو وہ فصلوں اور موسموں کی تبدیلی کا دیوتا ماننے لگے۔ اسی طرح انہوں نے دیکھا کہ سورج کی چمک اور روشنی ان کو فائدہ دیتی ہے تو وہ اس کو سب سے بڑا دیوتا ماننے لگے۔ وہ اس کی پوجا کرتے اور انھوں نے اس کا نام ری یا را رکھا۔ مصر میں ہر سال خشکی کے بعد لوگوں نے ہریالی، سرسبزی اور شادابی دیکھی۔ انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ ایک ایسی طاقت جو زمین کو سرسبز و شاداب کرتی ہے اور ان کو ان کی غذا مہیا کرتی ہے اس طاقت کو یہ لوگ ادیمی رس کہنے لگے اس کو وہ روح افزا اور حیات بخش سمجھتے تھے۔ چاند اور آسمان کے فائدوں کو دیکھ کر ان کی بھی پوجا شروع کر دی انھوں نے محسوس کیا کہ تاڑ کے درخت ان کو سایہ دیتے ہیں اور پانی کے چشمے سے ان کو نخلستان میں پانی ملتا ہے اس طرح درختوں اور چشموں کی بھی پرستش ہونے لگی۔ مصری لوگوں نے جن جانوروں کو اپنے چاروں طرف دیکھا ان کی عزت اور پوجا

کرنی شروع کر دی مثلاً بیل۔ ناکا۔ شکرا۔ گائے۔ بکری۔ کتا اور سانپ وغیرہ کی بھی پوجا کرتے تھے۔ جب مصر میں قحط پڑتا تو وہ سمجھتے کہ یہ دیوتا کا کام ہے اس لئے وہ سیت یا سِت کو خوش کرنے کے لئے ان کی پوجا کرتے۔ قحط کے بعد جب خوشحالی کے دن آتے تو اس کو بھی ایک دیوتا کی برکت سمجھتے۔ ان کا خیال ہونے لگا کہ یہ ہی زمین اور تمام چیزوں کے پیدا کرنے کی طاقت ہے اور اس کا نام انہوں نے اِسیس رکھا۔ انھوں نے اپنے ماحول میں یہ چیز محسوس کی کہ ہر سال ایک چیز ختم ہونے کے بعد اپنی اصلی حالت میں پھر پیدا ہو جاتی ہے۔ انہوں نے سوچا یہی حالت انسان کی بھی ہے۔ اسی خیال سے انہوں نے مردہ جسم کو محفوظ رکھنے کی ترکیب پیدا کی اور اس کے ساتھ روزانہ کے استعمال کی چیزیں رکھیں تاکہ اس کے کام آسکیں۔

اس طرح یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ جغرافیائی حالات کی بدولت ان کی تہذیب اور تمدن میں ترقی ہوئی اور جغرافیائی ماحول نے اُن کے مذہبی عقائد پر اثر ڈالا یہ سب جغرافیہ کی ہی برکتیں ہیں۔

۲۔ قدیم مصری تہذیب و تمدن پر طائرانہ نظر:

مصر کی تہذیب و تمدن معلوم کرنے میں اس کے آثار قدیمہ پرامڈ۔ ممی۔ اسفنکس وغیرہ وغیرہ سے کافی مدد ملتی ہے اور تہذیب و تمدن کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔

مذہب

مصری لوگوں کے مذہبی عقائد در اصل ان کے ماحول اور جغرافیائی حالات کی پیداوار ہیں۔ دریائے نیل کے فائدوں کو دیکھ کر اس سے عقیدتمندی پیدا ہو گئی۔ اس کو زرخیزی زمین، عمدہ فصل اور ذریعہ آبپاشی کا سرچشمہ سمجھنے لگے اور اس کو دیوتا کا درجہ دیا۔ دریا کے دیوتا کو اوسیرس کہتے تھے۔ انہوں نے سورج کی برکتوں کو دیکھا۔ اس کی پرستش کرنے لگے۔ سورج کے دیوتا کا نام را تھا۔ جب مصر میں قحط پڑتا تو وہ سمجھتے کہ دیوتا ناراض ہے۔ اس دیوتا کو وہ ست

کہتے تھے اور اس کی پوجا کرتے تھے ان کی خوشحالی کا دیوتا اور تمام چیزوں کے پیدا کرنے کا ذریعہ اسیس تھا۔ اس دیوتا کی بھی پرستش کرتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ جانوروں کی بھی عزت اور ان کی پوجا بھی کرتے۔ گائے بیل سانپ وغیرہ سے خاص عقیدت مندی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ دیوتا جانوروں کے روپ میں رہا کرتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے ایسے مجسمے بنائے جن کے بدن جانوروں کے اور سر آدمیوں کے ہیں۔ یہ لوگ درختوں کی بھی پوجا کرتے تھے۔ درختوں سے ان کو سایہ ملتا تھا۔ پھل ملتے تھے اور ان کے نیچے بیٹھ کر آرام کرتے تھے۔

مصر کے لوگ آواگون پر عقیدہ رکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ انسان کی روح ختم نہیں ہوتی۔ انسان کے مرنے کے بعد روح کو کاموں کے مطابق سزا یا جزا دی جاتی ہے۔ اچھی روحوں کو اوسیرس کی برکتیں نصیب ہوتی ہیں اور بری روحیں جانوروں کے روپ میں پھر پیدا کر دی جاتی ہیں۔ سب سے بری روحوں کو سور اور گدھ کا روپ دیا جاتا ہے۔ جب تک روح پاک نہیں ہو جاتی اور اعمال کی سزا نہیں مل جاتی وہ طرح طرح کے برے روپ میں زندگی گزارتی ہے۔ اور جب یہ بالکل پاک ہو جاتی ہے تو پھر انسان کے جسم میں آجاتی ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ تمام روحیں کسی نہ کسی دن اپنے اصلی جسم میں آجائیں گی۔ اور ان کو روزانہ کی چیزوں کی ضرورت پڑے گی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کھانے پینے کی چیزیں اور ضرورت کے دیگر سامان مُردوں کے ساتھ رکھ دیتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ بدن کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ اگر جسم برباد ہو گیا تو روح کس طرح جسم میں آئے گی۔ اگر چراغ کا برتن ٹوٹ جائے تو چراغ کیسے روشن ہوگا۔ اسی وجہ سے مصری لوگ تیل اور مسالے اور دوائیں لگا کر مردہ جسموں کو شاندار قبروں میں محفوظ کرتے۔ یہ لوگ مذہبی رسوم پابندی سے ادا کرتے تھے۔ لوگ مندر بناتے تھے حکومت کی طرف سے مندروں کو امداد ملتی تھی۔ مندروں کے لئے زمین بھی وقف ہوتی تھی۔ مختصر یہ کہ مصر کے لوگ مذہبی عقائد رکھتے تھے اور مذہبی رسوم کی پابندی کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔

سماج قدیم مصریوں کا سماج مختلف طبقوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ امراء۔ مذہبی علماء۔ سوداگر۔ کاریگر اور غلام۔ امراء کے پاس جاگیریں تھیں۔ نہایت عیش و آرام کی زندگی گذارتے تھے۔ کچھ زمانہ گذرنے کے بعد ان کی قوت کم ہوگئی اور رفتہ رفتہ ان کا اثر ختم ہوگیا۔ مذہبی علماء کے پاس بھی زمینیں اور جاگیریں ہوتی تھیں ان کا اثر اس قدر زیادہ تھا کہ بادشاہ کا بنانا اور اُتارنا انہی کے رحم و کرم پر ہوتا تھا۔ امین کے پجاریوں نے اتنی قوت اور اثر حاصل کرلیا تھا کہ وہ بحیثیت وزیر کے کام کرتا تھا۔ ایک مرتبہ تو اس کو مصر کا بادشاہ بنادیا گیا تھا۔ اونچے طبقہ کے لوگ فنون کو ترقی دینے میں ہر طرح کی کوشش کرتے تھے۔ ان لوگوں نے علوم فنون۔ سائنس، صنعت وحرفت کو ترقی دی۔ غلام لوگ غریب ہوتے تھے یہ لوگ مزدوری کرتے تھے۔ کھیت جوتتے۔ محل۔ مندر اور عمارتیں بناتے تھے نہریں کھودتے تھے۔ غریب لوگ مزدور گڈریوں اور چرواہوں کا کام کرتے تھے۔ ان کی تعداد کافی ہوتی تھی۔

مصری سماج میں عورتوں کی حالت عورتوں کو سماج میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا ان کو بہت اختیارات دئے گئے تھے۔ ان کو آزادی حاصل تھی۔ ان کو قانون کی نظر میں مرد کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ بہت سی عورتیں تو جاگیردار ہوتی تھیں اور وہ خود اس کا انتظام کرتی تھیں۔ گھر کے اندر عورت کا مرتبہ بہت بڑا تھا۔ وہ گھر کی مالک سمجھی جاتی تھی اور سارے انتظامات عورت کے ہاتھ میں ہوتے تھے۔

حکومت اور انتظام آج سے ہزاروں سال قبل بھی مصر میں انتظام حکومت نہایت عمدہ تھا۔ ابتدائی زمانہ میں لوگوں کا ایک سردار ہوتا تھا جو زراعت کی دیکھ بھال کرتا اور ٹیکس کو جمع کرتا تھا۔ کچھ زمانہ گذرنے کے بعد ساری زمین اس سردار کے قبضہ میں آگئی اور اب وہ چھوٹا بادشاہ بن گیا۔ مصر کے بادشاہ کو فرعون کہتے تھے۔ اس بادشاہ کے

ماتحت چھوٹے چھوٹے بادشاہ ہوتے تھے۔ ان کو مختلف صوبے دیے گئے تھے۔ وہ
مقدمے فیصل کرتے۔ صوبے کی فوج ان کے ماتحت تھی۔ مندروں کا انتظام بھی
یہ لوگ کرتے تھے۔ یہ لوگ جانوروں اور اناج کی شکل میں ٹیکس وصول کرتے اور
میمفس بھیج دیتے۔ میمفس مصر کا دار السلطنت تھا۔ یہاں بادشاہ رہتا تھا۔
یہ مطلق العنان ہوتا۔ یہ افسروں کا تقرر کرتا وہ ملک کی فوج کا سپہ سالار بھی تھا
صوبوں کے مقدموں کی اپیلیں بھی اسی کے دربار میں آتی تھیں۔ ملک کے لئے قانون
بنانا بھی اسی کا کام تھا بادشاہ کی مدد کے لئے دو وزیر ہوتے تھے۔ انتظام کی آسانی
کے واسطے صوبے کو ضلعوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اور اس کا انتظام ضلع کا حاکم
کرتا تھا۔ یہ افسر ضلع سے ٹیکس جمع کرتا اور مقدموں کا فیصلہ کر دیتا۔ ٹیکس جنس کی شکل
میں وصول ہوتا۔ بہت سے گودام بنے تھے جن میں اناج کو جمع کر دیا جاتا تھا۔ رعایا
خوش حال تھی۔ اور بادشاہ رعایا کے آرام کے لئے ہر وقت کوشش کرتا اور ملک
میں امن قائم رکھتا تھا مختصر یہ کہ مصر میں ہزاروں سال پہلے بھی نہایت عمدہ
انتظامِ حکومت موجود تھا جس سے مصر کی تہذیب و تمدن کا پتہ چلتا ہے۔

اقتصادی زندگی زراعت، صنعت و حرفت اور تجارت زرخیزی زمین
اور پانی کی فراوانی کی وجہ سے مصر کے لوگوں کا خاص پیشہ
زراعت ہو گیا۔ حکومت کی طرف سے کسانوں کو امداد ملتی تھی۔ پجاریوں کی مالی حالت
اچھی تھی ان کو جاگیریں ملی ہوئی تھیں۔ کھیتوں کی جتائی ہل اور بیل سے ہوتی تھی اس کے
علاوہ چرواہے، گڈریے اور مزدور لوگ بھی کھیتوں میں کام کر کے روزی کماتے تھے۔

صنعت و حرفت میں ترقی ہوئی۔ لوگ تانبے کے اوزار بناتے۔ زیورات
تیار کرتے۔ سونا۔ ہیرا اور جواہرات کا کام بھی ہوتا تھا۔ شیشے کے برتن اور طرح طرح
کے سامان تیار ہوتے۔ لنن عورتیں بنتی تھیں۔ مصری لوگ جہاز بھی بنانا جانتے تھے۔
تجارت کو بھی فروغ ہوا۔ یہاں کے لوگ اندرونی اور بیرونی تجارت کرتے تھے۔ اندرونی
تجارت میں آپس کی چیزوں کا تبادلہ ہوتا تھا۔ بیرونی تجارت میں جہازوں کا استعمال

ہوتا تھا۔ یہ لوگ سیریا سے شراب مچھلی۔ خوشبو۔ مویشی اور جہاز منگاتے تھے۔ یورپ سے سونا آتا تھا۔ ایتھوپیا سے سونا۔ ہاتھی دانت اور شتر مرغ کے پر آتے تھے مصر کا سامان یعنی پیپرس۔ زیورات۔ برتن اور لنن باہر کے ملکوں کو بھیجا جاتا تھا۔ ان تمام باتوں سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ملک میں صنعت و حرفت اور تجارت کو فروغ حاصل تھا لوگ خوش حال تھے مالی اعتبار سے لوگ سکون کی زندگی گذارتے تھے۔

علم و ہنر اور سائنس

مصری لوگ فن عمارت اور سنگ تراشی سے خوب واقف تھے۔ انہوں نے پتھروں سے محل۔ پرامڈ۔ قبریں اور عبادت گاہیں بنائیں جو اب تک موجود ہیں۔ مصری فن تحریر جانتے تھے انہوں نے پیپرس بنایا۔ یہ لکھنے میں لکڑی۔ چمڑا اور مٹی کے برتن کا استعمال کرتے تھے۔ کاروباری معاہدے۔ افسروں کی رپورٹیں اور شاہی قوانین پیپرس پر لکھ کر لکڑی کے ڈنڈوں پر لپیٹ دئے جاتے تھے۔

اس کے علاوہ کاریگر پتھروں پر نقش و نگار کرتے۔ ان پتھروں سے اونچے اونچے بُت اور مجسمے بناتے۔ مندروں کی دیواروں پر تصویریں بنا کر سجاتے۔ غرضیکہ فنِ تحریر۔ سنگتراشی اور عمارت سازی میں مصریوں کو کمال حاصل تھا۔

یہ لوگ علم نجوم جانتے تھے۔ سیاروں کی رفتار دیکھ کر حساب لگاتے۔ سال کی مدت کا ان کو اندازہ تھا۔ آجکل کے کلینڈر کو ان لوگوں نے بنایا۔ انھوں نے وقت کا اندازہ لگانے کے لئے سایہ دیکھنے کی گھڑی۔ سورج۔ چاند۔ ستاروں کا حساب اور رفتار معلوم کرنے کے لئے طرح طرح کے اوزار بنائے۔ وہ الجبرا علم اعشاریہ سے واقف تھے۔ انسانی بناوٹ اور طب کا علم رکھتے تھے۔ ان کو پاؤڈر کا استعمال آتا تھا۔ وہ لوگ ٹوپ۔ اُسترا۔ پیالے اور چمچے بھی استعمال کرنا جانتے تھے۔ ان کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ڈاک کا انتظام رکھتے تھے انھوں نے مردم شماری کی تھی۔ اس کے علاوہ انھوں نے شیشہ، روشنائی اور کاغذ بھی بنایا۔

ادب مصری عالموں اور ادیبوں کے قدر دان تھے۔ فن تحریر اور کاغذ کی ایجاد سے ادب میں ترقی ہوئی۔ ان کا ادب مذہبی رنگ لئے ہوئے تھا۔ یہ لوگ سائنس، حساب، طب، تاریخ، دینیات وغیرہ مضامین پر لکھتے تھے۔ مردہ کے تابوت میں اس کی روح کے فائدہ کی غرض سے وہ کچھ لکھتے تھے انھوں نے (The Book of the Gates) (Coffin Texts) لکھیں۔ شاہی دور میں (The Book of the Dead) بھی لکھی گئی۔ مصریوں نے Amon اور Aton کی تعریف میں بھجن بھی لکھے یہ تحریریں اب تک موجود ہیں۔

مصریوں کے مذہبی عقائد ان کی سماجی حالت، انتظام حکومت، اقتصادی حالت۔ زراعت۔ صنعت وحرفت وتجارت۔ علوم وفنون اور سائنس کی ترقی ادب وفلسفہ سے واقفیت کا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ ان میں آج سے ہزاروں سال پہلے بھی تہذیب وتمدن موجود تھا اور مصر علوم وفنون اور تہذیب کا سرچشمہ تھا جس سے دیگر ممالک کے لوگ بھی فائدہ اٹھاتے تھے۔

۳۔ سلطنتوں سے قبل مصری ترقی کا دور:

۵۰۰۰۔۳۵۰۰ ق م قدیم مصری تحریروں سے اس زمانہ کی تاریخ معلوم کرنے میں بڑی امداد ملتی ہے۔ اس زمانہ میں زراعت کے پیشہ کی ابتدا ہو چکی تھی۔ زراعت کے مقصد سے لوگوں نے بہت سی نہریں نکالی تھیں دریائے نیل کے پانی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے اور جمع کرنے کے واسطے (Dykes) اور (Reservoirs) بنائے گئے تھے۔ اس طرح بارش کی قلت سے جو نقصان ہوتا اس کو پورا کیا جا سکتا تھا۔ کھیتوں کی جتائی کرنا یہ لوگ جانتے تھے۔ غلام مزدور گدھے اور چرواہے کھیتوں میں کام کرتے تھے۔ آبپاشی کے کام کی دیکھ بھال کے واسطے یہ لوگ ایک سردار چن لیتے تھے۔

یہ پانی دینے کا ٹیکس وصول کرتا۔ اگر کوئی ٹیکس ادا نہیں کرتا تو اس کو پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ اب بیل ہل کے ذریعہ کھیت جوتتے تھے۔ اس طرح کم وقت میں زمین کا زیادہ حصہ قابل زراعت بنایا جا سکتا تھا اور فصلیں بھی عمدہ ہوتی تھیں۔ لوگ وقت پر پانی اور کھاد دینا سیکھ گئے تھے۔

ان لوگوں نے سال کو تین موسموں میں تقسیم کیا اور ہر موسم میں چار مہینے ہوتے تھے۔ مہینہ کی مدت کا اندازہ چاند کے حساب سے لگاتے تھے۔ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد انھوں نے بارہ مہینے کا ایک کلینڈر ایجاد کیا اور ہر مہینے میں ۳۰ دن ہوتے تھے۔ اس طرح سال میں ۳۶۰ دن ہوتے۔ انھوں نے اس میں پانچ دن اور شامل کر کے ۳۶۵ دن کا سال کر لیا۔

کاغذ کی ایجاد بھی اسی زمانہ میں ہوئی۔ وہ پیپرس پودے اور دیگر مسالوں کو ملا کر کاغذ جیسی چیز بناتے تھے۔ یہ کافی موٹی ہوتی تھی۔ انہی دنوں قلم اور روشنائی کی بھی ایجاد ہوئی۔ مصریوں نے لکھنا بھی اِسی دَور میں سیکھا۔ شروع میں تصویروں سے کام نکالتے تھے۔ رفتہ رفتہ انھوں نے مختلف آوازوں کے لئے مختلف نشانات بنائے۔ اس طرح فن تحریر بھی انھوں نے معلوم کر لیا۔

اس دور میں مصر کے لوگ دوسرے ملکوں سے تجارت بھی کرتے تھے۔ اپنے ملک کی چیزیں دوسرے ملکوں میں بھیجتے اور دوسرے ملکوں کی چیزیں اپنے یہاں منگاتے تھے۔ برتن۔ پیپرس۔ لنن اور زیورات دوسرے ملکوں کو بھیجتے اور سونا شراب، مچھلی وغیرہ منگاتے تھے۔ تجارت کرنے میں وہ لوگ کشتیوں کا استعمال کرتے تھے۔

اس زمانہ کی چیزوں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصری لوگ تانبے کے اوزار بناتے تھے۔ یہ اوزار مضبوط ہوتے تھے اور دیرپا بھی ہوتے تھے۔

مصری لوگ اپنے مُردوں کو دفن کرتے تھے۔ ان تمام باتوں سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مصر میں اس زمانہ میں بھی تہذیب کی ابتدا ہو چکی تھی اور یہاں کے باشندے ترقی یافتہ اور مہذب تھے۔

۴۔ مصری پرامڈ دور کے مخصوص پہلو :

۴۰۰ ۳ - ۲۵۰۰ ق۔م اس دور کی تاریخ اور تہذیب ہم ان تصویروں سے معلوم کرتے ہیں جو اس زمانہ میں بنائی گئی تھیں۔ یہ تصویریں ان مقبروں میں محفوظ ہیں جو پرامڈ کے چاروں طرف پائے جاتے ہیں۔

اقتصادی زندگی زراعت میں کافی ترقی ہو چکی تھی۔ لیکن ابھی تک یہ لوگ گھوڑے سے بالکل ناواقف تھے۔ صنعت و حرفت میں کافی ترقی ہوئی سُنار۔ نقاش۔ سنگتراش۔ کمہار۔ معمار طرح طرح کی چیزیں بناتے تھے۔ تانبے کے اوزار تیار کئے گئے۔ سُنار عمدہ اور قیمتی زیورات بناتے تھے۔ کمہار چاک پر مٹی کے برتن بناتے اور اُن کو آگ میں پکاتے تھے۔ شیشہ سازی کا کام شروع ہو گیا۔ شیشے کی بوتلیں اور خوبصورت برتن بنائے جاتے تھے۔ شیشے کے خوبصورت ٹکڑے (Tiles) بنائے جاتے تھے۔ ان چمکدار اور خوبصورت ٹکڑوں سے محلوں اور گھروں کی دیواریں سجائی جاتی تھیں۔ شیشے کو رنگ کر رنگین چیزیں بھی تیار کی جاتی تھیں۔

گھروں کے اندر کپڑا تیار ہوتا۔ عورتیں کرگھے سے لنن تیار کرتی تھیں۔ عورتیں اس کے علاوہ بیلیں اور کامدار چیزیں بھی بناتی تھیں۔

نیل کی دلدل سے لوگ پیپرس کے پودے حاصل کر کے کاغذ بناتے تھے۔ کاریگر لوگ عمدہ کرسیاں۔ آرام کرسیاں اور خوبصورت آرائشی سامان امیروں کے استعمال کے واسطے بناتے۔ اس دور میں جہاز سازی کا کام شروع ہو گیا تھا۔ جہاز تجارت میں کام آتے تھے۔ ہر جگہ بازار تھے۔ ملک کے اندر چیزوں کا تبادلہ ہوتا تھا سکے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ سونے اور تانبے کے چھلّے استعمال ہوتے تھے۔ کشتیاں بھی کام میں آتی تھیں۔ ٹٹو اور گدھے کام میں لائے جاتے تھے۔ سوڈان سے آبنوس کی لکڑی۔ ہاتھی دانت۔ شتر مرغ کے پر اور خوشبو وغیرہ لائی جاتی تھیں۔

سماج اس زمانہ کی سوسائٹی کئی طبقوں میں تقسیم کی گئی تھی۔ شاہی خاندان

سب سے اونچا طبقہ ہوتا تھا۔ شاہی خاندان کے لوگ خدا کے بچے سمجھے جاتے تھے۔ شاہی طبقہ کے نیچے امیروں اور شریفوں کا طبقہ تھا۔ ان لوگوں کے پاس بہت سی جاگیریں ہوتی تھیں۔ اور زندگی کے سازوسامان بھی ان کے پاس موجود تھے۔ امیروں کے نیچے بیچ کا طبقہ تھا۔ سوداگر اور افسر لوگ اسی طبقہ میں شامل تھے۔ عوام کا طبقہ سب سے نیچے تھا یہ لوگ یا تو زمین کو جوتتے تھے یا سُنار، جولاہے، معمار، کاریگر، غلام ہوتے تھے۔ گھر میں بیوی کا رتبہ کافی ہوتا تھا۔ اس کی عزت کی جاتی تھی۔ عورتوں کو قانون کی نگاہ میں برابر سمجھا جاتا تھا۔ لوگ اخلاق کے قائل تھے اور خوش وعدہ اخلاق کو خدا کے خوش کرنے کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ ایمانداری کو ایک اچھی خوبی خیال کرتے تھے۔

حکومت اس دور میں حکومت ایک طاقتور بادشاہ کے ہاتھوں میں تھی۔ وہ خود کو بالکل آزاد سمجھتا تھا اس کا خیال تھا کہ وہ خدا کی اولاد ہے رعایا کو اس کے معاملہ میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ وہ قانون بناتا، مقدمے سنتا فوج کی سپہ سالاری کرتا، تجارت وصنعت وحرفت کا انتظام کرتا اور رعایا کی بھلائی کے کام بھی کرتا تھا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ مرنے کے بعد بادشاہ ری دیوتا کے ساتھ رہے گا۔ چالیس ضلع تھے۔ ہر ضلع ایک افسر کے ماتحت ہوتا تھا۔ مقامی افسر ٹیکس جمع کرتے اور مقدموں کا فیصلہ کرتے تھے۔ حکومت امن قائم رکھتی، زراعت کی دیکھ بھال کرتی ٹیکس کی وصولیابی کا انتظام کرتی تھی۔ اس دور کا پہلا بادشاہ یا فرعون مینیز تھا۔ اس نے پہلے خاندان کی بنیاد ڈالی تھی۔ چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ملا کر اس نے ایک حکومت کی بنیاد ڈالی ایک شہر آباد کیا جس کا نام ممفس تھا۔ اس بادشاہ نے فلسطین فنیشیا اور سیریا پر حملے کئے تھے۔ چوتھے خاندان کے بادشاہ خیوپس نے سب سے بڑا اہرام بنوایا۔ اس دور کے بادشاہوں نے پانچ سو سال حکومت کی۔ اس کے بعد ملک میں بدامنی پھیلی اور ان کا اقتدار ختم ہوگیا۔

موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا عقیدہ لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد دوبارہ آدمی زندہ ہوگا۔
اگر اس کے جسم کو برباد کر دیا گیا تو روح کیسے جسم میں داخل ہوگی۔ اگر چراغ کے برتن کو توڑ دیا جائے تو چراغ کیسے روشن ہوگا۔ ان کا خیال تھا کہ پھر اس کو چیزوں کی ضرورت پڑے گی۔ اسی وجہ سے وہ مردہ جسم کو مسالوں سے محفوظ کر دیتے تاکہ وہ خراب نہ ہوں اور مقبرہ کے نیچے کے کمرہ میں رکھ دیتے تھے۔ کھانے پینے کی چیزیں سامان۔ اوزار وغیرہ مردہ کے ساتھ کمرہ میں رکھ دئے جاتے تھے۔ مقبروں کی دیواروں پر نقش و نگار کرتے اور تصویریں بھی بناتے تھے۔

سنگتراشی پتھروں کو تراشنے اور نقش و نگار بنانے میں مصریوں کو کمال حاصل تھا وہ پتھر سے بُت اور مجسمے بناتے تھے۔ انھوں نے پتھروں کے اونچے اونچے ستون بنائے۔ پرامڈ بھی سنگتراشی کے بہترین نمونے ہیں۔ وہ مجسموں کو مختلف رنگوں سے رنگتے بھی تھے۔ انھوں نے پتھروں سے شاندار محل اور مکانات بنائے۔ پتھروں کے ذریعہ اسفینکس تیار کیا گیا تھا۔ ان تمام چیزوں کو دیکھ کر یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ مصر میں اس زمانہ میں سنگتراشی عروج پر تھی۔

اس دور کے مختلف پہلوؤں پر نظر ڈالنے کے بعد ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ پرامڈ دور میں مصر کے لوگ تہذیب و تمدن کے لحاظ سے کافی ترقی یافتہ تھے اور وہ طرح طرح کے علوم و فنون سے واقف تھے۔

۵۔ مصری ابتدائی جاگیرداری نظام کے خاص پہلو:

جاگیرداری کا دور ۲۵۰۰۔۱۸۰۰ ق۔م پرامڈ دور کے بعد بادشاہت کے زوال سے مذہبی طبقہ نے فائدہ اٹھایا۔ ان کے پاس جاگیریں تھیں۔ ان لوگوں نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا اور ان کی خود مختار حکومتیں قائم ہوگئیں۔ یہ تمدن کا دور تھا۔ بول چال کی زبان اور

تحریر کی زبان میں شستگی اور صفائی تھی۔ کہانیاں۔ ناٹک۔ نظمیں وغیرہ لکھی گئیں۔ سائنس تاریخ اور دینیات پر تحریری کام ہوا ان کو علم ریاضی اور علم نجوم سے بھی واقفیت پیدا ہوئی۔ اس زمانہ میں مردہ کے ساتھ تابوت کے اندر کچھ تحریریں بھی لکھے جانے کا رواج تھا۔ ان کا خیال تھا کہ ان تحریروں کی امداد کے ذریعہ سے مرنے والا اپنے دوسری دنیا کے سفر میں سانپ اور دیو وغیرہ کا مقابلہ کر سکے گا۔ کچھ تحریروں میں غریبوں کی مصیبتوں کا ذکر ہوتا تھا۔ نیچے طبقہ کے لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کرنے کی اپیل کی جاتی تھی۔ اور ایک شاندار مستقبل کی پیشین گوئی بھی ہوتی تھی۔ جب ایک نیک اور ایماندار حکمراں سب لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کرے گا تو خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔

اس زمانے میں سڑکیں بنائی گئیں۔ نہریں اور بند بھی باندھے گئے۔ تجارتی جہاز بھی تیار ہوئے۔ پرامڈ، مقبرے اور مندر بھی بنائے گئے۔

دشمنوں کے حملے جاگیرداروں میں آپس میں نااتفاقی تھی۔ مصر کے دشمنوں نے حالات سے فائدہ اٹھایا اور حملے شروع کر دئے۔ یہ دشمن سیریا کے خانہ بدوش تھے۔ ان کے بادشاہ ہائکسوس یا شیفرڈ کنگس کہتے تھے۔ یہ لوگ جنگ میں گھوڑے اور رتھوں کا استعمال کرتے تھے۔ ان کے پاس تیر اور نوکیلے نیزے ہوتے تھے۔ ان کی تلواریں ترچھی ہوتی تھیں۔ مصریوں کے پاس پیادے تیر کمان اور بھالے تھے۔ ان کے پاس تلواریں اور گھوڑے نہیں تھے۔ یہ دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ دشمنوں نے تباہی اور بربادی کی۔ مصریوں کی عبادت گاہیں ناپاک اور گندی کی گئیں۔ ان کی دولت چھن گئی۔ ان کے محل مسمار ہو گئے۔ اور ان کو غلام بنا لیا گیا۔

اموسیس جس زمانہ میں شمال میں ہائکسوس حکمراں تھے انہی دنوں جنوب میں ایک مصری سردار نے خود مختاری کا اعلان کیا۔ اس سردار کا نام اموسیس تھا۔ اس کے جھنڈے کے نیچے مصریوں کی ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی ان سب لوگوں نے مل کر ایسی بہادری کے ساتھ دشمنوں پر حملہ کیا کہ دشمن مصر چھوڑ کر

سیریا اور فلسطین بھاگ گئے۔

مصریوں نے ہائکسوس کے جنگی طریقے سیکھ لئے اور اب یہ لوگ گھوڑوں اور رتھوں کے استعمال سے بھی واقف ہو گئے نیزے اور تلواریں بھی انکے علم میں آگئیں۔

اس دور کا مذہب ان کا عقیدہ تھا مرنے کے بعد انصاف ضرور ہو گا سزا اور جزا دی جائے گی اچھائی اور برائی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ ان کا خیال تھا کہ اگر مذہبی آیات کو آدمی پڑھتا رہے تو وہ گناہ سے بچتا رہے گا۔ اس دور کے لوگ اوسیرس سے خاص عقیدت مندی رکھتے تھے اور اسی کی پرستش کرتے تھے۔

دیگر ترقیاں مصری بادشاہوں نے جہازی بیڑہ تیار کیا۔ یہ بیڑہ Aegean Archipelago اور Mediterranean میں رہتا تھا۔ انہوں نے ایک نئی نہر بھی کھدوائی تھی۔ اس نہر کے ذریعہ دریائے نیل اور بحر قلزم کو ملا دیا تھا۔ مختصر یہ کہ اس دور میں ترقیاں ہوئیں۔ مصریوں نے بہت کچھ سیکھا۔ اور یہ دور ۱۰۰۰ ق۔م تک باقی رہا۔

۶۔ مصر کی ابتدائی سلطنتیں اور ان کی تہذیب و تمدن:

سلطنتوں کا دور ۱۵۸۰ سے ۱۲۰۰ ق م تک یہ دور نمایاں ترقی کے لئے خاص طور سے مشہور ہے اس دور میں ہر شعبہ میں ترقی ہوئی۔

حکومت اس دور میں بادشاہ منتظم اور فوج کا سپہ سالار تھا۔ تمام امرا اس کے ماتحت ہوتے۔ اس کے دو وزیر تھے ایک وزیر امین کا مذہبی پیشوا تھا بادشاہ سلطنت میں گشت لگاتا تھا تاکہ افسروں کی دیکھ بھال رہے۔ بدامنی اور گڑبڑ کو دور کرے اور ٹیکس ٹھیک وقت پر وصول ہو۔ انتظام میں سہولت کی غرض سے ۴۲ ضلع بنائے گئے۔ ہر ضلع ایک حکمران کے ماتحت ہوتا تھا۔ قوانین

اس زمانہ کے رواج اور دستور کا لحاظ رکھتے ہوئے بنائے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ کچھ نئے قوانین بھی عمل میں لائے گئے۔

اس دور کے مشہور بادشاہ

اموسس، فراعین کے اٹھارویں خاندان کا بانی تھا۔ اس زمانہ میں مصری فوجوں نے مشرق میں کئی ممالک فتح کئے۔

تھٹموس اول
۱۵۴۵-۱۵۱۴ ق۔م

تھٹموس اول بھی ایک مشہور بادشاہ ہوا ہے اس نے فلسطین، سیریا، فرات کی اوپری وادی پر فوج کشی کی اور ان علاقوں کو فتح کیا اس طرح اس نے اپنے وطن کی شان و شوکت کو بڑھایا۔ تھٹموس سوم اور ملکہ ہاٹ شیپسٹ یہ دونوں نہ صرف مصر بلکہ دنیا کی تاریخ میں بے مثال شاہی جوڑے کی حیثیت سے مشہور ہیں انہوں نے فلسطین، سیریا اور فنیشیا پر قبضہ کیا۔ ملکہ نے کارنک شہر کو خوبصورت کر دیا بہت سے مندر بنوائے۔ تجارت اور صنعت و حرفت میں خوب ترقی ہوئی۔ تھٹموس سوم کو مصر کا نیپولین کہتے ہیں۔ اس نے ایک بڑا جہازی بیڑہ بھی بنوایا تھا۔ ان کے بعد سیتی اول اور ریمیسس سوم ہوئے۔ سیتی نے نیل سے لیکر بحر قلزم تک نہر بنوائی۔ مگر اس کو ریمیسس نے پورا کیا۔ ریمیسس سوم نے ۶۷ سال حکومت کی۔ رعایا کے آرام کے واسطے کام کئے۔ اس نے محل۔ مندر اور دیوتاؤں کے مجسمے بنوائے۔ یہ اس دور کے مشہور بادشاہ ہوئے ہیں۔

سماج

اس دور کی سوسائٹی میں تین خاص طبقے تھے۔ افسر، سپاہی اور پجاری و مذہبی پیشوا۔ افسروں نے امراء کی جگہ لے لی تھی۔ رفتہ رفتہ سپاہیوں کا اثر بھی بڑھنے لگا تھا۔ پجاریوں کی تعداد بڑھ گئی اور یہ لوگ مالدار ہو گئے۔ ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ جس کو یہ چاہتے بادشاہ بناتے اور جس کو چاہتے تخت سے اتار دیتے تھے۔ آمن کے پجاری کو بھی بادشاہ بنایا گیا تھا۔ ان کے علاوہ سوداگروں۔ اہلِ فن۔ کاریگروں اور غلاموں کا بھی ایک طبقہ تھا۔

سلطنت قائم ہونے سے مصر میں دولت آئی۔ نیوبیا سے سونا آتا۔ سینائی سے تانبا آتا تھا۔ لوگ عیش کی زندگی گزارتے تھے فیشن ایبل کپڑے پہنتے۔ زیورات کا استعمال ہوتا۔ لکڑی اور چمڑے کے سینڈل پہنے جاتے تھے۔ آنکھوں اور ہونٹوں کو رنگتے تھے۔ ناخونوں پر سُرخی لگائی جاتی۔ تیل اور خوشبو کا استعمال ہوتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ سماج ترقی یافتہ تھا تہذیب و تمدن میں اضافہ ہو گیا تھا۔

مذہب مذہب میں رسومات کا اضافہ ہو گیا۔ ایمن کی اہمیت بڑھ گئی مندروں کی زمین کا ۲/۳ حصہ ایمن کا ہوتا تھا۔ جادو بھرے فقرے بنائے گئے موت کے بعد کامیابی حاصل کرنے کے واسطے ان کو مردہ کے ساتھ رکھ دیا جاتا تاکہ وہ ان کو پڑھ کر سانپ اور دیگر ڈراونی چیزوں سے محفوظ رہے۔ اب مردہ کی لاش کو مسالے لگا کر محفوظ کرنے کا طریقہ عام ہو گیا۔ ہر شخص اس طریقہ کو استعمال کرنے لگا تھا۔ پہاڑوں کی چوٹی کو کاٹ کر مقبرے بنائے جاتے تھے۔ کپڑے، کھانا، سامان، ہیرا جواہرات ان میں رکھ دئے جاتے تھے۔

علم و ہنر و سائنس و تجارت اور ادب ہنر اس زمانہ میں عروج پر پہنچ چکا تھا۔ تھیبس میں خوبصورت عمارتیں بنوائی گئی تھیں۔ کارنک کا مندر سب سے زیادہ خوبصورت مندر تھا۔ تھتمس اول نے ایک شاندار ہال بنوایا۔ ایمنحوٹیپ سوم نے لکسر کے مقام پر ایک شاندار مندر بنوایا تھا۔ ملکہ ہیٹ شیپ سٹ نے بھی ایک مندر بنوایا۔ اخنیٹن نے ایک نیا شہر بنایا۔ ایٹن کے بہت سے مندر بنائے گئے۔

سنگتراشی میں بھی لوگوں نے کمال حاصل کیا۔ رمیسس دوم، ہیٹ شیپ سٹ اور تھٹموس سوم کے پتھر کے مجسمے تیار کیئے گئے۔ لڑائیوں کے منظر، مذہبی رسومات کی ادائیگی کے منظر مندروں اور مقبروں کی دیواروں پر بنائے گئے۔ بہت سے مناظر کو رنگین کیا گیا تھا۔

اس زمانہ میں تجارت کو فروغ ہوا مسالے۔ لکڑی۔ اوزار۔ گھوڑے اور مویشی

وغیرہ باہر سے منگائے جاتے تھے۔ برتن لنن وغیرہ باہر بھیجی جاتی تھی۔

اس دور کا ادب پرانڈ ادب کے مقابلہ میں گھٹیا تھا۔ البتہ کچھ نقلیں عمدہ تھیں اور ان کے اندر اچھے خیالات موجود تھے۔ ایمن اور ایٹن کی تعریف میں بھجن لکھے گئے تھے۔ مصری لوگ دائرہ مستطیل اور مثلث کا رقبہ نکالنا جانتے تھے۔ انھوں نے سیلینڈر کا حجم نکالنا سیکھ لیا تھا۔ وہ تقسیم وغیرہ سے واقف تھے۔ انھوں نے ستاروں کا خوب مشاہدہ کیا لیکن علم نجوم میں معمولی قابلیت تھی۔ وہ دوائیں کا استعمال کرتے تھے مگر زیادہ اعتقاد جادو پر تھا۔

۷۔ مصری شہنشاہیت کا زوال:

مصری حکومتوں کا زوال مصر میں یکے بعد دیگرے بہت سے بادشاہ ہوئے رمسس دوم نے بہت سی لڑائیاں لڑیں۔ رمسس سوم نے ملک محفوظ رکھا لیکن وہ بغاوتوں کو نہیں روک سکا۔ اخناتین کے زمانہ میں سیریا میں بغاوت ہوئی۔ کادیش اور ببلس کے علاوہ دیگر علاقے بھی ہاتھ سے نکل گئے اور مصری سلطنت کا زوال شروع ہوگیا۔ رمسس سوم کے دور میں پجاریوں اور مذہبی پیشواؤں کا اقتدار بڑھ گیا اور ساری قوت ان کے ہاتھ میں آگئی۔ اس کے بعد رمسس نام کے آٹھ بادشاہ اور ہوئے۔ رمسس بارہ کے دور میں مصر کا ڈیلٹا آزاد ہوگیا۔ اس کے بعد سیریا۔ فلسطین اور نیوبیا بھی مصر سے علیحدہ ہوگئے ۶۷۰ ق م میں اسیرین نے مصر کو فتح کرلیا۔ ۶۶۳ ق م میں سامیٹیچس نے غیر ممالک کے لوگوں کو مصر میں رہنے کی اجازت دیدی اور نیل کے ڈیلٹے پر یونانی آباد ہوگئے۔ ۵۲۵ ق م میں ایرانیوں نے مصر کو فتح کیا۔ پہلے بیبلن اور اس کے بعد فارس کے بادشاہوں نے مصر کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ ۳۳۲ ق م میں یونان کے بادشاہ سکندر اعظم نے مصر پر حملہ کیا اور اس کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ پھر پہلی صدی عیسوی میں رومن بادشاہوں نے مصر پر

فوج کشی کی اور اس کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ مصر دشمنوں کے پے در پے حملوں کی تاب نہ لا سکا۔ ہر حملہ آور نے تباہی اور بربادی کی۔ دن بدن مصری حکومت کی جڑیں کمزور ہوتی گئیں۔ یہاں تک کہ مصری سلطنت کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ اور غیر ممالک کے بادشاہوں کی حکومتیں قائم ہوئیں اور فراعین کے وطن پر ان کا تسلط ہو گیا۔

۸۔ مصری ابتدائی تہذیب کے دنیا پر برکات و فیوض:

مصر کا ملک تہذیب و تمدن کا سر چشمہ کہلاتا ہے۔ ہر زمانہ میں مصریوں نے دنیا کو اپنے فیوض سے نوازا ہے۔ مصر کے لوگوں نے تہذیب کے ہر شعبہ میں کوئی نہ کوئی نئی چیز ضرور پیدا کی۔ مندرجہ ذیل باتوں سے ثابت ہو جائے گا کہ دنیا کے ممالک نے مصر سے کیا کیا سیکھا۔ مصر نے دنیا کو سنگتراشی اور نقاشی کا علم سکھایا۔ پرامڈ۔ اسفنکس کا ثانی دنیا اب تک نہیں بنا سکی۔ آج سے ہزاروں برس پہلے بھی مصری لوگ اپنے مردہ جسموں کو مسالوں کے ذریعہ محفوظ رکھنا جانتے تھے۔ مردہ لاش کو اصلی حالات میں رکھنے کا علم بھی دنیا نے مصر سے سیکھا۔

مصریوں نے فن تحریر ایجاد کیا۔ انھوں نے روشنائی۔ قلم اور کاغذ سب سے پہلے بنایا۔ موجودہ زمانہ کے بارہ ۱۲ مہینے اور ۳۶۵ دن کا کلینڈر بھی مصر میں ایجاد ہوا جس کی بدولت آجکل ہر ملک فائدہ اٹھا رہا ہے۔ دن۔ تاریخ۔ مہینے اور سال کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ مصر کے عالموں نے حساب، علم ریاضی اور اعشاریہ معلوم کیا وہ دائرہ مستطیل اور مثلث کا رقبہ نکالنا جانتے تھے۔ ان کو سیلنڈر کا حجم نکالنا آتا تھا۔

انھوں نے وقت معلوم کرنے کے لئے دھوپ گھڑی بنائی اور اجسام فلکی کے مشاہدہ کے واسطے آلہ ایجاد کیا۔

مصر میں نہر نکالی گئی جس کے ذریعہ بحر روم اور بحر قلزم کو ملایا گیا۔ مصریوں نے ڈاک کا انتظام کیا۔ اس کے علاوہ کشتیاں، تانبے کے پائپ اور طریقہ تعلیم ایجاد کیا۔

ان لوگوں نے شیشہ سازی کے فن کو ایجاد کیا۔ طرح طرح کے رنگین شیشے کی بوتلیں اور برتن بنائے گئے۔

سب سے پہلے چاک مٹی کے برتن بنانا اور ان کو آگ پر پکانا مصریوں نے سیکھا۔ دنیا کے کمھار اب تک اسی طریقے کی نقل کرتے ہیں اور خوبصورت برتن بناتے ہیں جو ہماری روزانہ کی ضرورتوں میں کام آتے ہیں۔

مصریوں نے ایسے پرامڈ بنائے جن کو دنیا کے عجائبات میں شمار کیا جاتا ہے۔ دور دور کے ملکوں سے سیاح ان پرامڈ کے دیکھنے کی غرض سے آتے ہیں۔

مصریوں نے سب سے پہلے کمان بنائی۔ اس کے علاوہ معدنیات کا علم بھی مصریوں کو تھا۔ دنیا کی سب سے پہلی ملکہ ہیٹ شیپ سٹ تھی جو مصری تھی۔ تھٹموس سوم جس کو پہلا نیپولین کہا جاتا ہے مصر کا ہی تھا۔

مصر میں فیشن پیدا ہوا۔ گھر، محل، عمدہ لباس، خوشبو، سرخی، پاؤڈر اور آرائشی فرنیچر سب سے پہلے مصر میں بنائے گئے۔

سماجی، اخلاقی، سیاسی اور مذہبی خیالات کی داغ بیل بھی مصر میں پڑی مصریوں نے صنعت و حرفت، تجارت اور علم و فنون کو ترقی دی اور اچھے قوانین بنائے اور عمدہ انتظام سلطنت کیا۔

مصر نے سماجی اور انفرادی فرائض و حقوق دنیا کو سکھائے تاریخ اور فلسفہ پر کتابیں لکھی گئیں۔ شاعری کی ابتدا مصر میں ہوئی۔ ادب کی ترقی میں مصریوں نے خاص طور پر حصہ لیا۔

اس طرح مصریوں نے ہر شعبہ میں نئی ایجاد کی اور اپنی ایجادات سے دنیا کے ممالک کو فیض پہنچایا۔ تمام ممالک اپنی تہذیبی اور تمدنی ترقی کے لئے مصریوں کے احسان مند ہیں۔

۹- اجمالی نظر:

(۱) مصر تحفۂ نیل۔ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

(۲) ہائکسوس۔ یہ لوگ آریہ نسل کے جنگجو تھے جو سیریا میں چلے آئے اور فلسطین

سے گذر کر مصر پر ۱۸۰۰ ق م میں حملہ کیا۔ مصری لوگ ان کو ریگستان کے شہزادے کہتے تھے مصر کی دولت دیکھ کر ان کو لالچ پیدا ہوا وہ گھوڑے اور رتھ لیکر مصر میں آئے۔ مصریوں کے پاس پیادے اور صرف تیر و کمان تھے۔ مصری ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ انہوں نے نیل کے ڈیلٹے پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد انھوں نے قتل عام کر ڈالا۔ مصری مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا۔ شہر کو جلا ڈالا۔ مندروں کو ناپاک کیا۔ محلوں کو مسمار کر ڈالا انھوں نے اوپری مصر کو فتح کر لیا۔ باقی حصوں کے حکمران ان کے باجگزار کی حیثیت سے باقی رہے۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں نے مصر کے رسم و رواج اور مذہبی عقائد اپنا لئے لیکن پھر بھی وہ خود کو مصریوں سے بالکل الگ سمجھتے تھے۔

کچھ عرصہ بعد یہ لوگ کئی طبقوں میں تقسیم ہو گئے اور انہوں نے چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لیں۔ ان کی حالت سے کیمس نامی شہزادہ نے فائدہ اٹھایا۔ اس نے آزادی کی کوشش کی اور جنگ شروع کر دی اور اس کے جانشین نے اس کام کو پورا کیا۔ اس نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کو شکست دی۔ یہ لوگ ۱۵۸۰ ق م میں سیریا اور فلسطین میں بھاگ گئے۔ ان لوگوں نے مصری تہذیب کو نقصان پہنچایا۔ ان کی حرکات دیکھ کر مصریوں کو ایشیائی قوموں سے نفرت ہو گئی۔

(۳) ملکہ ہیٹ شیپ سٹ یہ تھتموس بادشاہ اول کی لڑکی اور تھتموس سوم کی بیوی تھی اس نے اپنے شوہر کے ساتھ ۱۵۰۱ ق م سے ۱۴۷۹ ق م تک حکومت کی۔ اس کے مشیر لائق تھے۔ اس کا خزانہ بھرا ہوا تھا۔ اس نے شاندار مندر بنوائے۔ ایمن اور ابوسیس کے مندر اسی کے بنوائے ہوئے ہیں۔ اس نے بہت سے اسفنکس بھی بنوائے تھے۔ اس نے کارنک اور لکسر میں بھی شاندار مندر بنوائے اس نے ان مندروں کو بھی دوبارہ بنوایا جن کو ہائکسوس نے برباد کر ڈالا تھا۔ اس کو لڑائیوں سے نفرت تھی اس لئے اس کا عہد امن و سکون کا عہد تھا۔ اس کے زمانہ میں رعایا خوشحال تھی۔ اس نے غیر ممالک کی تجارت میں ترقی کے سامان کئے۔ پانچ جہازوں کا بیڑہ پنٹ بھیجا گیا تاکہ وہاں سے چیزیں منگوا کر اپنی عمارتوں اور باغوں کی خوبصورتی کو بڑھائے۔

وہ ایک طاقتور اور دلیر عورت تھی۔ وہ دنیا کی پہلی ملکہ تھی۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس کو مردانہ لباس میں ظاہر کیا گیا ہے اور ایک دیوتا مانا گیا ہے جس کی داڑھی بھی دکھائی گئی ہے۔ اس کی موت کے بعد اس کے شوہر نے ان تمام چیزوں کو برباد کر دیا جن کا تعلق اس ملکہ سے تھا۔ اس کا شوہر اس کے بعد بھی حکومت کرتا رہا۔

(۴) تھٹموس سوم یہ ملکہ ہیٹ شیپ سٹ کا قریبی عزیز تھا اور اس نے اس سے شادی بھی کی۔ اس کی ملکہ کی حیات تک اس کی کوئی آواز نہیں تھی لیکن بیوی کی موت کے بعد وہ سلطنت کا مالک ہو گیا۔ بیس سال تک اس نے کیے وہ سیریا، فلسطین اور مغربی ایشیا کے دیگر حصوں پر حملے کئے۔ تمام دُنیا میں اس کی فتوحات کی گونج پیدا ہو گئی۔ اس نے ہر آفت کامیابی حاصل کی اسی وجہ سے اس کو مصر کا نیپولین کہا گیا۔

مصر، فلسطین، سیریا، سائپرس اس کی سلطنت میں شامل تھے۔ مشرقی بحر روم میں اس کے جہازی بیڑہ کا ثانی نہیں تھا۔ اس کے بس دو کام تھے۔ وہ جنگ و جدال کرتا۔ ممالک فتح کر کے اپنی سلطنت کے حدود بڑھاتا۔ اگر فتوحات سے فرصت ملتی تو مندر بنا تا تھا۔

وہ ایک زبردست بادشاہ تھا۔ وہ کبھی کام سے نہیں تھکتا تھا۔ اس میں بے حد قوت موجود تھی۔ وہ ہر سال فتوحات کرتا۔ اس نے سلطنت کا نہایت اچھا انتظام کیا۔ اس نے عبادت گاہیں بنوائیں۔ وہ خراج خود وصول کرتا تھا۔ فرصت کے وقت وہ شاعری کر کے دل بہلاتا تھا وہ شان کے ساتھ حکومت کرنے کے بعد ۱۴۴۷ ق م میں مر گیا۔

(۵) اخنیتن اس کا پہلا نام امنیہوٹیپ چہارم تھا وہ ۱۳۷۵ ق م میں مصر کے تخت پر بیٹھا اور ۱۳۵۸ ق م تک حکومت کی وہ اٹھارہ سال حکومت کرنے کے بعد ۳۰ سال کی عمر میں مر گیا۔

اس نے شروع میں بہت سی ریاستوں کو اپنا مطیع کیا۔ بعد کو وہ پکا مذہبی آدمی ہو گیا۔ وہ بہت سی دیویوں اور دیوتاؤں کو نہیں مانتا تھا اس نے حکم لگا دیا تھا۔ کہ اس کی سلطنت میں صرف ایک دیوتا کی پرستش کی جائے، صرف سورج دیوتا یعنی

ایٹن کی پوجا ہو۔ اُس نے اس دیوتا کی ایک تھالی بنائی تھی جس میں سے بہت سی کرنیں نکلتی تھیں اور ایک ہاتھ کی شکل بن جاتی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ دیوتا کا ہاتھ سب کی حفاظت کرتا ہے۔ اس سے متاثر ہو کر اس نے اپنا نام بھی اخنیتن رکھ لیا۔ اس دیوتا کی کوئی انسانی شکل نہیں تھی مگر اس کی شفقت باپ کی سی تھی۔

یہ بادشاہ اپنے زمانہ کے رسومات اور عقیدوں میں یقین نہیں رکھتا تھا اسلئے پرانے دیوتاؤں کے مندر بند ہو گئے اور دیوتاؤں کے ناموں کو مندروں کی دیوار وں سے مٹا دیا گیا۔

اس نے تھیبس سے ۳۰۰ میل کے فاصلے پر ایک نیا شہر بنایا جس کا نام ٹیل الامار تھا۔ یہ شہر ایٹن کے لئے وقف کر دیا گیا تھا۔ لوگ نہ تو اس کے نئے مذہب کو سمجھتے اور نہ وہ اپنے پرانے دیوتاؤں کو بھلا سکے۔ مذہبی پیشوا اُس اور پجاریوں نے اس کے رتبہ کو کم کرنے کی کوشش کی۔ اس کی فوج بھی اس سے ناراض تھی کیونکہ اس نے بغاوتوں کو نہیں دبایا۔ ان تمام وجوہات سے لوگ اس کے خلاف ہو گئے۔ آخر میں اس کی باتیں اس کی موت کا سبب بن گئیں۔ اس کی موت کے ساتھ اس کا مذہب بھی ختم ہو گیا۔

اس کی موت کے بعد پرانے دیوتاؤں نے اپنی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کر لی۔ ایمن کے پجاریوں کا اثر بڑھ گیا اور تھیبس پھر ایک بار دار السلطنت بن گیا۔ وہ مصر کا اشوک اور اکبر تھا۔ وہ اشوک کی طرح امن و امان میں یقین رکھتا تھا اور اس کی کوشش تھی کہ رعایا چین سے رہے اور اکبر کی طرح اس نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی لیکن اس میں نہ تو صبر تھا اور نہ اکبر کی سی ہوشیاری۔ اس نے مذہب میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ لوگوں نے اس کو لامذہب کہکر رد کر دیا تھا۔

(۶) پرامڈس پرامڈ لفظ پرایمس (PER-EM-US) سے نکلا ہے۔ اس کے معنی ایک ایسی عمارت کے ہیں جس کے کنارے ڈھلوان ہوں

یہ پرامڈ پتھر سے بنائے گئے ہیں۔ ان کی کرسی بہت لمبی اور چوڑی اور عام طور سے مربع ہوتی ہے۔ ان کی دیواریں چاروں طرف سے بہت اوپر جاکر ایک نقطہ پر مل جاتی ہیں۔ ان پرامڈ کے بنانے کا یہ مقصد تھا کہ مصر کے بادشاہوں کی لاشوں کو تیل

اور سامان لگا کر ان کے اندر کے کمروں میں رکھ دیا جائے تاکہ یہ محفوظ رہیں اور جب ان کی روح دوبارہ ان کے مردہ جسموں میں داخل ہو تو ان کو اصلی حالت پر پائے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کی لاشیں مدتوں تک اسی طرح رہیں گی اور زمانہ ان کو برباد نہ کر سکے گا۔ یہ پرامڈس میمفس یا قاہرہ سے کچھ میل کے فاصلہ پر مشرق کی طرف ریگستان میں ہیں۔ یہ پرامڈ نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔

خوفو (KHUFU) بادشاہ نے ۳۰۰۰ ق م میں غازہ میں سب سے بڑا پرامڈ بنوایا تھا۔ یہ چاروں طرف سے ۷۵۵ فٹ لمبا اور ۴۸۱ فٹ اونچا ہے ۱۳ ایکڑ زمین گھیرے ہوئے ہے۔ ساٹھ لاکھ ٹن پتھر خرچ ہوئے۔ ایک لاکھ ۲۰ ہزار مزدوروں اور کاریگروں نے ۲۰ سال تک کام کیا۔ اس پرامڈ کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بادشاہ لائق اور مالدار تھا۔ اس میں تنظیم کی قابلیت موجود تھی۔ حالات پر قابو پا سکتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تانبے کے اوزاروں کا استعمال اس کے بنانے میں کیا گیا تھا۔ اس پرامڈ کی دیواروں پر اس بادشاہ کی زندگی سے متعلق تصویریں بنائی گئی ہیں اور ان پر کچھ کھدی ہوئی تحریریں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس پرامڈ کا شمار دنیا کے عجائبات میں ہوتا ہے۔

اس پرامڈ کے اوپر چڑھنے سے بہت سے اور پرامڈ کو دیکھا جا سکتا ہے۔ دریائے نیل کے کنارے ۶۰ میل تک پرامڈ کی قطاریں چلی گئی ہیں۔ ہر پرامڈ کے اندر ایک بادشاہ کی قبر ہے۔ یہ پرامڈ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ مصر ایک پرامڈ دور سے بھی گزرا ہے۔ ان کے سائز مختلف ہیں۔ بادشاہوں کے پرامڈ کے چاروں طرف ان کے امرا اور درباریوں کے مقبرے ہیں۔

(۷) اسفنکس یہ کاریگری اور سنگتراشی کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ ایک پتھر کا مجسمہ ہے اس کا سر تو آدمی کا سا ہے اور باقی جسم شیر کی طرح کا ہے کچھ لوگوں کے خیال کے مطابق اس مجسمہ سے فرعون بادشاہ اور سورج دیوتا دونوں کا ظاہر کرنا مقصود تھا۔ کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ سر تو خفری بادشاہ کا ہے۔ مگر اس بات کی ابھی تحقیق نہیں ہوئی۔ یہ تقریباً ۱۶۰ فٹ لمبا اور ۷۰ فٹ چوڑا ہے اس کا سر

۳۲ فٹ لمبا ہے چہرہ ۱۳ فٹ ۸ انچ چوڑا ہے اس کی ناک ۵ فٹ، ۷ انچ ہے۔ اس قسم کے مجسمے مصر میں جگہ جگہ پائے جاتے ہیں ان کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مصریوں نے فن سنگ تراشی میں کس قدر ترقی کر لی تھی۔

(۸) کارنک کا مندر

اس کو تھیبس میں بنایا گیا تھا۔ ہر زمانہ اور ہر بادشاہ کے عہد حکومت میں اس میں اضافہ ہوتا رہا۔ اس مندر کے پورا ہونے میں ...۲ سال لگے۔ اس مندر کا سب سے قدیمی حصہ جاگیر داری کے دور میں بنا۔ نئے حصے کو مصر کے یونانی بادشاہوں نے بنوایا اور اس مندر کا خاص حصہ سلطنتوں کے دور میں بنایا گیا تھا۔ اس کے اندر بہت سے مندر تھے سامنے کی طرف ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں دو ٹاور تھے دروازہ کے ہر طرف بادشاہوں کے مجسمے رکھے گئے تھے۔ اس مندر کی خوبصورتی کو تھٹموس اول ملکہ ہیٹ شیپ ستس اور تھٹموس سوئم نے اور بھی زیادہ بڑھا دیا تھا۔

یہ ½ میل لمبا ۳۳۸ فٹ چوڑا اور ۱۷۶ فٹ گہرا تھا۔ اس کے اندر ۱۳۴ ستونوں کی ۱۶ قطاریں تھیں۔ بیچ کے ستون ۶۹ فٹ اونچے تھے ان ستونوں پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ اس کے دروازہ سے کرنیل تک مجسموں کی قطاریں چلی گئی ہیں اس کے اندر ستونوں سے بھرا ہوا ہال کمرہ ہے ان چیزوں نے اس مندر میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس مندر سے مصر کی تاریخ۔ ہنر و فن اور مذہب کے بارے میں معلومات ہوتی ہیں۔

ٹیوٹنخامن کا مقبرہ

ٹیوٹنخامن اخنیٹن کا داماد تھا۔ وہ دس سال کی عمر میں تخت نشین ہوا اور بارہ ۱۲ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ اس کے واسطے ایک نہایت خوبصورت مقبرہ بنایا گیا۔ اس کے مردہ جسم کی ممی بنائی گئی۔ اور اس کو سات تابوتوں کے اندر رکھا گیا۔ سب سے اندر کا تابوت سونے کا بنا ہوا تھا۔

ہزاروں سال تک مقبرہ چھپا رہا۔ اس کو ۱۹۲۲ء میں ہوڈر کارٹر نے معلوم کیا یہ ایک ایسا مقبرہ ہے جس کا انکشاف بڑا اہم ہے اس مقبرہ سے اس زمانہ کے ہنر اور کاریگری کا پتہ چلتا ہے۔ اس مقبرہ کو شاندار آرائشی سامان سے سجایا گیا تھا

اس کے اندر نہایت قیمتی منقش صندوق اور شاندار شاہی تخت موجود تھے۔ ان چیزوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کس قدر ترقی کر چکا تھا۔

سوالات

۱۔ جغرافیہ اور مذہب مصری تہذیب پر کس طرح اثر انداز ہوا؟

۲۔ قدیم مصری تہذیب و تمدن پر روشنی ڈالئے۔

۳۔ سلطنتوں سے قبل کے دور کی مصری ترقی بیان کیجئے۔

۴۔ مصری پرامڈ دور کے نمایاں پہلوؤں کا تاریخی جائزہ لکھئے۔

۵۔ ابتدائی مصری تاریخ کے جاگیرداری دور کی خصوصیات تحریر کیجئے۔

۶۔ مصر کی ابتدائی سلطنتوں کے دور کے تہذیب و تمدن پر مختصر مضمون لکھئے۔

۷۔ مصری شہنشاہیت کے زوال کے اسباب بتائیے۔

۸۔ مصری تہذیب و تمدن سے دنیا کو کیا کیا برکتیں اور فیوض پہونچے؟

۹۔ مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھئے:

مصر تحفۂ نیل۔ ہائکسوس۔ ملکہ ہیٹ شیپ سٹ۔ تھٹموسس سوئم۔
اخناتین۔ پرامڈ۔ اسفنکس

۲

سمرین بیبلین۔ اسیرین اور کھلیڈین تہذیب

۱۔ سمرین تہذیب کے خاص خاص پہلو:

سمرین ایک خانہ بدوش قوم سے تعلق رکھتے تھے یہ لوگ دجلہ اور فرات کے درمیان کے ملک میں آکر آباد ہو گئے اس علاقہ کو مسوپوٹامیہ کہتے ہیں۔ ان کا

رنگ سفید ہوتا تھا یہ لوگ چھوٹے قد کے تھے ان کا چہرہ گول اور ناک سیدھی ہوتی تھی ان کی تہذیب کے خاص خاص پہلو مندرجہ ذیل ہیں:-

سوسائٹی انھوں نے اپنی سوسائٹی کے تین طبقے کئے تھے (۱) شرفا اور امرا کا طبقہ۔ اس میں افسر اور مذہبی پیشوا شامل تھے (۲) درمیانی طبقہ اس میں سوداگر۔ جاگیردار کاریگر اور استاد وغیرہ شامل تھے (۳) تیسرا طبقہ ادنیٰ تھا اس میں غلاموں اور مزدوروں کی اکثریت تھی۔ یہ لوگ عورتوں کی بیحد عزت کرتے تھے۔ عورتوں کی حالت مصر سے بھی زیادہ اچھی تھی۔ ان کی عورتیں اگر چاہتی تھیں تو ان کو طلاق بھی دیدی جاتی تھی۔

وہ چاند کے بارہ ۱۲ مہینے مانتے تھے۔ ہر تین سال کے بعد ایک مہینہ کا اضافہ کر دیتے تھے سال کا نام کسی خاص واقعہ سے وابستہ کر دیتے تھے تاکہ ان کو ہر سال یاد رہے۔

مکانات۔ کھانا اور لباس وہ ٹیلوں کے اوپر مٹی کی اینٹوں سے مکانات بناتے تھے مکانوں میں دو منزل رکھتے تھے مکان کے بیچ میں ایک صحن ہوتا تھا اور صحن کے چاروں طرف کمرے ہوتے تھے۔ فرش پر چٹائیاں بچھاتے اور دیواروں پہ پلاسٹر کرتے تھے۔ یہ لوگ گیہوں جو اور مچھلی کھاتے تھے شروع میں انھوں نے بھیڑ کی کھال کے کپڑے بنائے بعد کو بنے ہوئے لباس استعمال کرنے لگے۔

تحریر اور تعلیم ان کا طرز تحریر ... ۲ ق۔م تک رائج رہا۔ یہ لوگ قلم سے چکنی مٹی پر لکھتے تھے۔ ان کی تحریر کے حروف کھڑی اور پڑی لکیروں کی طرح تھے۔ چونکہ پتھر اور پیپرس کی کمی تھی اس لئے یہ لوگ مٹی کے ٹکڑے ہی استعمال کرتے تھے۔

لڑکے اور لڑکیوں کو پجاری لوگ مندروں میں تعلیم دیتے تھے۔ طلبا ڈمٹی کے ٹکڑوں پر لکھتے تھے۔ لڑکوں کو محرر بنایا جاتا تھا کیونکہ حکومت کو ایسے لوگوں کی ضرورت پڑتی تھی۔ یہ لوگ اعشاریہ جانتے تھے یہ ایک عدد کو ۱۰ یا ۶۰ حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔ اس لئے گھنٹوں منٹوں اور دائروں کو ۶۰ حصوں میں بانٹ دیا گیا تھا۔

صفر کی کوئی علامت نہیں تھی۔

اقتصادی زندگی۔ زراعت صنعت و حرفت۔ تجارت اور ہنر وغیرہ

یہ لوگ زیادہ تر کاشتکار تھے۔ گیہوں جو اور دیگر فصلیں پیدا کرتے۔ آبپاشی کے لئے بندھ بناتے اور خندق کھودتے تھے۔ یہ لوگ دھاتوں کا استعمال جانتے تھے۔ تانبے سے برتن۔ اوزار وغیرہ بنائے جاتے تھے۔ یہ لوگ سونا۔ چاندی اور سیسہ بھی استعمال کرتے تھے۔ اونی کپڑا بھی تیار کیا جاتا تھا۔

مویشی ان کی دولت تھے۔ وہ بھیڑوں اور بکریوں کے گلے رکھتے تھے بیل ہل جوتتے تھے یہ لوگ گائے کی اتنی عزت کرتے تھے کہ انہوں نے گائے کو ایک دیوی مان لیا تھا ان کا خیال تھا کہ گئو دیوی ان کے گھوڑوں کی حفاظت کرتی ہے۔

یہ لوگ دھات کے سامان۔ اونی چیزوں۔ کھجوروں اناج کو تجارتی مال سمجھتے تھے۔ یہ لوگ پتھر لکڑی دھات باہر سے منگاتے تھے۔ ان کے جہاز تجارتی مال لاتے اور لے جاتے تھے۔ سکہ کا رواج نہیں تھا۔ ان کے یہاں کریڈٹ سسٹم رائج تھا انکی تجارت بحرروم اور دریائے سندھ تک ہوتی تھی۔ ان کے تعلقات مصر سے بھی تھے۔

یہ لوگ اپنی چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جہازوں، پہیہ والی گاڑیوں اور رتھوں میں لے جاتے تھے بیل اور گدھے بھی استعمال کئے جاتے۔ رتھ ٹھوس لکڑی کے بنتے اور ان کے پہیوں پر چمڑے یا تانبے کے ٹائر چڑھائے جاتے تھے۔

سمیرین لوگ عمدہ معمار نہیں تھے۔ یہ لوگ مصریوں کی سی سنگ تراشی اور کاریگری نہیں جانتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سمیریا میں پتھروں کی کمی تھی۔ ان کی کھدی ہوئی تصویریں اچھی ہیں لیکن ان لوگوں نے دھات کے کام میں کمال پیدا کیا اور مصریوں سے سبقت لے گئے۔ انہوں نے گول اور لمبی مہریں بھی تیار کیں۔

حکومت

سٹی اسٹیٹ ہوتی تھیں ہر سٹی اسٹیٹ پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ ایسی حکومت میں اصلی بادشاہ دیوتا ہوتا تھا۔ اور

بادشاہ اس کا ایجنٹ ہوتا تھا۔ یہ مندر کا پجاری اعلیٰ تھا اس کو پٹیسی (Patesi) کہتے تھے وہ مذہبی رسومات کی ادائیگی کرتا صلح اور جنگ کے دنوں میں لوگوں کے اندر تنظیم رکھتا تھا۔ آبپاشی اور زراعت کی دیکھ بھال کرنا بھی اسی کا کام تھا قوانین کا نظام تھا اور عدل و انصاف کیا جاتا تھا۔

پانی کے لینے دینے پر سٹی اسٹیٹس میں آپس میں لڑائیاں ہوتی تھیں۔ اس طرح سٹی اسٹیٹس کئی بار برباد ہوئیں ان کے پاس برچھیاں اور نیزے ہوتے تھے ڈھال بھی رکھتے تھے ان کے پاس چمڑے کی بنی ہوئی زرہ بکتر ہوتی تھی۔ دھات کی ڈھال اور چمڑے کی زرہ بکتر سے اپنے جسم کی حفاظت کرتے تھے پہیہ والے رتھ جنگوں میں استعمال کئے جاتے تھے حکومت جس کو چاہتی وقت ضرورت فوجی خدمت کے لئے طلب کر لیتی تھی۔

مذہب اور مردہ دفن کرنا

یہ لوگ مذہب کو بڑی اہم چیز سمجھتے تھے۔ بہت سے دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی تھی۔ اینلل ہوا کا دیوتا تھا اور اینکی پانی کا دیوتا تھا۔ بھیڑیں۔ بکریاں۔ کھجوریں مکھن اور روٹی وغیرہ ان پر نذرانہ ہوتا تھا ہر شہر میں ایک مندر ہوتا۔ ان کا خیال تھا کہ موت کے بعد اچھے اور بُرے کاموں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ جنت اور جہنم کے قائل نہیں تھے۔ دوسری دنیا جہاں مرنے کے بعد ہر ایک کو جانا ہے بہت ہی خراب جگہ ہے۔ یہ لوگ شگون کے قائل تھے ان کا عقیدہ تھا کہ ہوا میں بھوت پریت رہتے ہیں اور یہ سب کو پریشان کرتے رہتے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ چاند سورج اور دیگر سیارے دیوتاؤں کی مرضی کے مطابق حرکت کرتے ہیں۔

وہ لوگ مردہ جسم کو مقبرہ میں دفن کرتے تھے ان کا خیال تھا کہ اگر مردے کو دفن نہ کیا جائے تو وہ سڑکوں پر گھومتا پھرتا ہے۔ بادشاہ کو دفن کرتے وقت اس کے نوکر بھی مار ڈالے جاتے تھے تاکہ دوسری دنیا میں وہ اس بادشاہ کے ساتھ رہیں۔ سونے چاندی کے زیورات اور دیگر چیزیں بھی مردہ جسم کے ساتھ دفن کر دی جاتی تھیں۔

عام لوگوں کے ساتھ اگر وہ مرد ہوتے تو کھانا بھی دفن کر دیا جاتا تھا اگر عورتیں ہوتی تھیں تو شیشے اور آئینہ دفن کر دئے جاتے تھے۔

۲۔ سمرین کی تہذیب کا دنیا کی تہذیب میں اضافہ :

سمریا پہلا ملک ہے جہاں پر دنیا کی پہلی ریاستیں اور سلطنتیں بنیں۔ سمریا کے مذہبی پیشوا نے پہلی بڑی سلطنت قائم کی۔

سمریا نے آبپاشی کے نئے نئے طریقے نکالے۔ سمرین تہذیب کا یہ ایک بڑا اہم کارنامہ ہے۔ انھوں نے اصل میں آبپاشی کے طریقوں کی بنیاد ڈالی۔

تجارت میں سمرین لوگوں نے سب سے پہلے سونا اور چاندی استعمال کیا۔ تجارت میں معاہدوں کا رواج سمرین نے شروع کیا۔ سمریا پہلا ملک ہے جہاں کریڈٹ سسٹم کی ابتدا ہوئی۔

سمرین لوگوں نے پہلی مرتبہ قانون کی کتاب مرتب کی۔ بعد کو ان کے بنائے ہوئے قانون کی تقلید بیبلونین نے کی۔ ہمورابی کی مشہور قانونی کتاب کا سرچشمہ بھی سمرین کی قانونی کتاب تھی۔

سمرین نے فن تحریر کو فروغ دیا۔ اور انھوں نے مٹی کی بنی ہوئی تختیاں ایجاد کیں ان تختیوں کو بعد میں بیبلونین اور اسیرین لوگوں نے استعمال کیا۔ تحریری کام کی بدولت کتب خانے بنائے گئے۔

سمرین نے فن عمارت میں گھر۔ مندر۔ محراب وغیرہ کی بنیادی شکلوں کی داغ بیل ڈالی۔ ان لوگوں نے سب سے پہلے پہیے کا استعمال کیا۔

سمرین نے ۶۰ کی گنتی ایجاد کی۔ اسی کی بدولت موجودہ زمانہ کے گھنٹہ منٹ اور دائرہ کی تقسیم کی گئی۔

انھیں فن جنگ میں فوقیت حاصل تھی۔ انھوں نے اس فن کو پایۂ تکمیل تک پہونچایا۔ ڈھال۔ زرہ بکتر ان کی ایجاد ہیں۔ ان لوگوں نے دھاتوں کو خوب استعمال کیا۔ اور تیر وغیرہ بنائے انھوں نے دھاتوں کی کاریگری میں کمال پیدا کر لیا تھا۔

ان لوگوں نے سب سے پہلے دنیا کی تخلیق اور سیلاب کے قصے لکھے ادب اور

شاعری میں ان کو دلچسپی تھی۔ انھوں نے عمدہ عمدہ زیورات تیار کیئے۔ قدیم محل اور مندر انہی کے بنوائے ہوئے ہیں۔ اس طرح سمرین لوگوں نے دنیا کو اپنے فیوض پہونچائے اور دنیا کی تہذیب میں اضافہ کیا۔

۳۔ سمرین تہذیب اور مصری تہذیب میں اختلاف :

مصری تہذیب	سمرین تہذیب
(الف) مصر میں ایک بادشاہ ایک بڑی سلطنت پر حکومت کرتا تھا۔	(الف) سمریا میں بہت سی ریاستیں تھیں ان ریاستوں پر مختلف بادشاہ حکومت کرتے تھے۔
(ب) بادشاہ پُجاری اور مذہبی پیشوا نہیں ہوتا تھا	(ب) بادشاہ مذہبی پیشوا کی حیثیت سے بھی کام کرتا تھا۔
(ج) مصر میں اتحاد تھا	(ج) ریاستوں میں آپس میں جنگ ہوا کرتی تھی۔
(د) اسکی تحریر کو (Heirogliphic) کہتے تھے اور اس میں حروف ہوتے تھے۔	(د) اس کی تحریر کو (Cunei form) کہتے تھے اس میں حروف نہیں ہوتے تھے۔
(ہ) مصری پیپرس پر لکھتے تھے	(ہ) سمرین مٹی کی تختیوں پر لکھتے تھے۔
(و) مصریوں نے سنگتراشی میں کمال پیدا کیا	(و) سمرین نے دھات کی کاریگری میں کمال حاصل کیا
(ز) مصریوں نے پرامڈ اور عالی شان مقبرے بنائے۔	(ز) ان لوگوں نے پتھر کی کمی کی وجہ سے بڑے مقبرے اور پرامڈ کی طرح کی کوئی چیز نہیں بنائی۔
(ح) یہ لوگ جنت و جہنم پر عقیدہ رکھتے تھے۔	(ح) یہ لوگ جنت اور جہنم کو نہیں مانتے تھے۔
(ط) اپنے مُردوں کو شہر کے باہر دفن کرتے اور قبروں پر عالی شان مقبرے بناتے تھے۔	(ط) اپنے مُردوں کو اکثر شہر کے اندر ہی دفن کرتے تھے۔ یہ لوگ قبروں پر اونچے اور عالی شان مقبرے نہیں بناتے تھے۔

بیبلین تہذیب

۴۔ ابتدائی بیبلین تہذیب کے بارے معلومات :

اکھیڈین سلطنت کے زوال کے بعد ایلمائٹس اور اموراٹیس دو سیٹمیک قبیلے مسوپٹامیہ کے علاقے میں آئے۔

اموراٹس بابل میں آباد ہو گئے۔ بیبلون کے بادشاہ ہموراَبی نے بہت سی فتوحات کیں اور اس نے سمریا۔ اکھڈ اور اسیریا پر قبضہ کر لیا۔ اس کی سلطنت بیبلین سلطنت کہلاتی ہے۔ ہموراَبی کا عہد سنہرا عہد کہلاتا ہے۔

سماجی زندگی سوسائٹی کو تین طبقوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ امراء کا طبقہ۔ بیچ کا طبقہ اور غلاموں و عوام کا طبقہ (مندر اور بادشاہ کے بہت سے غلام ہوتے تھے) غلام اور اسکی اولاد اپنے آقا اور مالک کی ملکیت سمجھے جاتے تھے غلام پر سختی نہیں تھی۔ وہ زمین اور جائداد خرید سکتا تھا اور آزادی بھی حاصل کر سکتا تھا۔ شادیاں بالکل سادہ ہوتی تھیں۔ طلاق کا رواج تھا لیکن بیوی کو طلاق حاصل کرنا ایک مشکل کام تھا۔

لوگ زیادہ ٹھاٹ سے نہیں رہتے تھے۔ ان کا لباس سادہ ہوتا ان کے سامان اور دیگر زندگی کی چیزیں بھی سادہ ہوتی تھیں۔ وہ شراب پیتے اور خوشبو کا استعمال کرتے تھے۔ عورتیں سنگھار کرتی تھیں۔ اپنی خوبصورتی بڑھانے کی کوشش کرتی تھیں لیکن وہ پردہ یا نقاب استعمال کرتی تھیں گود لینے کی رسم کا رواج عوام میں تھا۔

عورتوں کی حالت اچھی تھی۔ وہ تجارت کرتیں اور دفتر میں کام کر سکتی تھیں۔

سال بارہ (۱۲) مہینے کا ہوتا تھا ۶ مہینے ۳۰ دن کے اور ۶ مہینے ۲۹ دن کے ہوتے تھے۔ بارہ گھنٹے کا دن ہوتا تھا اور ایک گھنٹہ میں ۳۰ منٹ ہوتے تھے۔

کھانا۔ لباس۔ تحریر۔ علم اور ادب یہ لوگ ترکاریاں کھاتے تھے چمڑے اور اُون سے کپڑے تیار کرتے تھے

ان کا طرزِ تحریر کا یاد کرنا مشکل تھا۔ ان کو ۳۵۰ علامات یاد کرنی پڑتی تھیں۔ اسی لئے عالموں کی بڑی عزت کی جاتی تھی۔ وہ تحریر کی اتنی قدر کرتے تھے کہ ان کا خیال تھا جو تختی کے لکھنے میں سبقت لے جائے گا وہ سورج کی طرح چمکے گا۔

طلباء مندروں میں تعلیم حاصل کرتے تھے تقسیم۔ تفریق اور اعشاریہ ان کو سکھایا جاتا تھا مختلف پیشوں کی تعلیم بھی لڑکوں کو دی جاتی تھی ۱۹۵۰ء میں ایک ۶۵ مربع فٹ کمرہ معلوم کیا گیا ہے۔ یہ کلاس روم ہوتا تھا۔

طلباء علم حیوانات۔ علم نباتات۔ علم نجوم سیکھتے تھے۔ یہ لوگ سیاروں کی فہرستیں تیار کرتے تھے وہ جراحی اور علم طب میں بھی واقفیت رکھتے تھے۔

اقتصادی زندگی۔ زراعت صنعت وحرفت۔ تجارت۔ ہنر وغیرہ

زراعت ان لوگوں کا خاص پیشہ تھا۔ ان لوگوں نے آبپاشی کے لئے نہریں کھودیں اس کے علاوہ یہ اونی اور سوتی کپڑا بنتے تھے۔ تانبا۔ سیسہ۔ لوہا۔ چاندی اور سونا استعمال کیا جاتا تھا۔ جست بھی استعمال میں آتا تھا۔

ان لوگوں نے تجارت کو خوب فروغ دیا مٹی کی تختیوں پر تجارتی معاہدے، دستاویزیں، کمیشن اور دیگر تحریر لکھی جاتی تھیں۔

یہ لوگ غلہ۔ تیل اور اونٹ باہر بھیجتے تھے۔ دھاتیں، پتھر اور اونٹ وغیرہ باہر سے منگواتے تھے۔ سکہ کا استعمال نہیں تھا بلکہ چاندی کے ٹکڑے استعمال کئے جاتے تھے۔ اندرونی تجارت کے لئے گدھے کی گاڑی استعمال ہوتی اور باہر کے ممالک سے تجارت کرنے میں گھوڑے والی گاڑی کا استعمال ہوتا تھا۔

پینٹر اور سنگ تراش بہت کم تھے۔ اونی کپڑوں پر تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ ان کو عمارتیں بنوانے کا شوق تھا۔ ان کی عمارتیں بڑی ہوتی تھیں مگر اُن میں خوبصورتی اور پائیداری نہیں ہوتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ میں مہریں بنانے کا فن زوال پر تھا۔

حکومت اور جنگ بادشاہ طاقتور ہوتا تھا۔ حکومت نہریں کھدواتی پرانے مندروں کی مرمت کراتی اور نئے مندر بنواتی تھی اس کے علاوہ زمین کا ٹیکس بھی حکومت وصول کرتی تھی۔ ہمورابی نے قوانین بنائے اس دور میں لڑائیاں اکثر ہوا کرتی تھیں۔ فوجیں سرحد کی حفاظت کرتی تھیں۔ وقت ضرورت عوام میں سے بھی فوجی خدمت کے واسطے لوگ طلب کر لئے جاتے قوانین سخت تھے۔ نقب لگانے والا قتل کر دیا جاتا وہ اس گھر کے سامنے دفن کر دیا جاتا تھا۔ اگر بیٹا باپ پر ہاتھ اٹھاتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا۔ اگر کوئی کسی کا دانت توڑتا تو اس کے بھی دانت توڑ دئے جاتے تھے۔

مذہب یہ لوگ بہت سے دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ اینلل کی جگہ مردک نے لے لی تھی۔ مردک بڑا دیوتا تھا۔ سورج کے دیوتا کو شماش کہتے تھے۔ سن چاند کا دیوتا تھا۔ اشتر محبت کا اور بیل ہوا کا دیوتا تھا۔ ہر شہر اور ہر خاندان کا ایک نہ ایک خاص دیوتا ہوتا تھا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ دیوتا آدمی کی طرح پیدا ہوتے ہیں۔ لڑتے اور محبت کرتے ہیں کچھ دنوں زندہ رہنے کے بعد جہان فانی سے چلے جاتے ہیں ان میں آدمی سے زیادہ عقل اور طاقت ہوتی ہے۔

ان کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد روحیں نیچے کی دنیا میں چلی جاتی ہیں اچھی روحیں خوش رہتی ہیں گنہگار اندھیرے میں رہتے ہیں اور مٹی و کیچڑ کھاتے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ جن لوگوں کو دفن نہیں کیا جاتا ان کی روحیں دنیا میں بھٹکتی پھرتی ہیں۔ یہ لوگ جادو وغیرہ کا استعمال کرتے تھے۔

مندر مذہبی اور اقتصادی کاموں کے مرکز ہوتے تھے۔ مندر برج نما ہوتے تھے یہ چبوتروں پر بنے ہوتے تھے۔ "ہفت عالم" کا مندر دیکھنے کے قابل ہے۔ اس کے سات چبوترے تھے۔ مندر کے پاس پجاریوں کے حجرے بنے تھے مندروں کو جنس کی شکل میں ٹیکس دیا جاتا تھا۔ مندروں میں اسکول اور لائبریریاں ہوتی تھیں۔ مندروں میں بینک کا کام بھی ہوتا تھا یہ لوگوں کو قرض دیتے تھے۔ مندروں کے نام زمینیں وقف تھیں۔

ہر مندر میں بہت سے پجاری ہوتے تھے۔ ہر پجاری کا ایک الگ دیوتا ہوتا۔ ان لوگوں کا بڑا اثر تھا۔ یہ لوگ آنے والے واقعات کی پیشین گوئی بھی کرتے تھے یہ لوگ علم نجوم جانتے تھے۔

۵۔ ہمورابی کے کارنامے :

ہمورابی بیبیلن کا بہت مشہور بادشاہ ہوا ہے اس نے ۲۰۶۷ ق م سے ۲۰۲۵ ق م تک حکومت کی اس نے اپنی ۴۲ سال کے عہدِ حکومت میں ۳۰ سال تک شمال اور جنوب میں لڑائیاں کیں۔ اس نے سمریا۔ اکھڈ اور اسیریا پر اپنا قبضہ کیا۔ اس نے الامائٹ بادشاہ کو بھی شکست دی۔

اس کے عہد کے آخری ۱۲ سال تک امن چین رہا۔ وہ صلح و جنگ کے اعتبار سے ایک بہت بڑا بادشاہ گزرا ہے وہ ایک قابل حکمراں تھا۔ اس نے عمدہ انتظام حکومت کیا۔ بہت سے قوانین بنوائے۔ اس کے عہد میں بابل کی شان و شوکت میں خوب اضافہ ہوا۔

وہ نہایت منتظم تھا وہ ہر بات کی دیکھ بھال خود کرتا۔ اس کے ہاتھ اور اسکی آنکھیں ہر وقت سلطنت کے کاموں میں لگی رہتی تھیں وہ لاپرواہ اور نالائق افسروں کو فوراً سخت سزا دیا کرتا تھا۔ اس نے بہت سے مذہبی اور رفاہِ عام کے کام کئے وہ لوگوں کی اپیل خوب غور سے سنتا تھا اور عدل و انصاف کرتا تھا۔ فریادی کبھی مایوس نہیں ہوتا تھا۔ ٹیکس کے جمع کرنے میں وہ سختی سے کام لیتا تھا۔

ہمورابی کے خطوط خطوط کی تعداد ۵۵ ہے یہ مختصر لکھے گئے ہیں۔ یہ اصل میں احکام ہیں۔ ان کو اس نے اپنی سلطنت کے گورنروں کے پاس بھیجا تھا۔ یہ خط اس کے پرائیویٹ سکریٹری نے لکھے تھے گورنروں کے پاس سے جو خطوط آتے ان کو بھی بادشاہ کے سکریٹری پڑھتے تھے اس کے اہم خطوط میں مندرجہ ذیل باتیں لکھی ہیں :

دریا فرات سیلاب سے اَٹ گیا ہے۔ اس نے گورنر کو حکم دیا کہ چینل صاف کر کے آمد و رفت کے قابل بنایا جائے۔

اس نے افسروں کو حکم دیا کہ وہ بابل آکر بہار کے موسم میں بھیڑوں کی پرورش کے سلسلے میں کاموں میں حصہ لیں۔

چونکہ سال ایک مہینہ کم کا ہے اس لئے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس مہینہ کا اعادہ کر دیا جائے۔

ایک خط میں اس نے حکم دیا کہ لوگوں کو ٹیکس دینے میں دیر نہ کرنی چاہئے۔ ورنہ ان کو سخت سزا دی جاوے گی۔

ایک خط میں حکم دیا گیا کہ اس افسر کو سزا دی جاوے کیونکہ اس نے رشوت لی ہے۔

ہموراَبی کے خطوط اسی قسم کے احکام سے بھرے ہیں۔

ہموراَبی کے قوانین اس نے اپنی سلطنت کے ہر جگہ کے قانون دستور اور رواج کو جمع کیا۔ ان کو ترتیب دی۔ اس نے ان میں ضروری تبدیلیاں کیں اور کچھ نئے قوانین کا اضافہ کیا پھر اس نے سب قوانین کو ایک جگہ کر دیا اور اس طرح ایک قانونی مجموعہ تیار کیا۔ ان کو ترتیب وار لکھا گیا تھا۔ ایک پتھر کے ٹکڑے پر لکھائی ہوئی۔ یہ پتھر آٹھ فٹ اونچا تھا۔ اس میں ۳۶۱۴ سطریں لکھی گئی تھیں۔ اس پتھر کے اوپر ایک شاندار منظر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ اس میں دکھایا گیا تھا کہ بادشاہ سورج دیوتا سے قانون لے رہا ہے تاکہ دیوتا کی مرضی بھی شامل ہو جائے پھر اس پتھر کو مردک کے مندر میں رکھ دیا گیا۔

اس قانونی مجموعہ میں ۲۸۵ قوانین تھے۔ جو مختصر اور سادے تھے۔ یہ قوانین تجارت، شادی، مزدوری، قتل، چوری اور قرض کے متعلق تھے قانونی طور سے معماروں کی مزدوری۔ اینٹ بنانے والوں کی اجرت۔ اساتذہ کی تنخواہ۔ بڑھئی وغیرہ کی اُجرت مقرر کر دی گئی تھی۔

بعض قوانین نہایت سخت تھے آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت

کا رواج تھا۔ اگر گھر گرنے سے گھر کے مالک کا لڑکا مر جاتا تو گھر کے معمار کو پھانسی دیدی جاتی تھی۔ اگر بیمار آپریشن سے مر جاتا تو ڈاکٹر کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے تھے اگر چوری ہوجاتی تو شہر کا گورنر نقصان کو پورا کرتا تھا۔ اگر جادو کیا جاتا۔ گواہ کو دھمکایا جاتا۔ محل یا مندر سے چوری ہوتی۔ چوری کی چیز کوئی لیتا۔ کسی کا بچہ چرا لیا جاتا تو موت کی سزا دی جاتی تھی۔

اگر کوئی عورت فضول خرچ ہوتی یا پجارن شراب کی دکان پر جاتی تو اس کو بھی سخت سزا دی جاتی تھی۔ ہموربی کے قوانین حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قوانین سے ملتے جلتے ہیں غریب بیوہ اور یتیم کے ساتھ انصاف ہوتا ان کے قوانین سے عقلمندی انصاف۔ رواداری ظاہر ہوتی ہے۔ یہ قوانین کے مجموعہ کا بہترین نمونہ ہے۔

اسیرین تہذیب

۶۔ اسیرین کی سیاسی تاریخ پر اجمالی نظر:

قدیم زمانہ میں دریا دجلہ کے کنارہ اشر شہر آباد تھا اس جگہ کے لوگوں کا دیوتا اشر تھا اسی وجہ سے اس شہر کو وہ لوگ اشر کہتے تھے۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں نے اپنی طاقت کو بڑھایا۔۔۔ ۱۳۰۰ ق م میں انہوں نے مسوپوٹامیہ پر قبضہ کر لیا اس طرح دجلہ اور فرات کی وادی میں اسیرین سلطنت کی بنیاد پڑی اور اس کے بعد ۷۳۲ ق م میں ان لوگوں نے دمشق فتح کیا۔

اسیرین سلطنت میں کئی مشہور بادشاہ ہوئے ہیں ان بادشاہوں کے حالات پڑھ کر اسیریا کی سیاسی تاریخ معلوم ہوتی ہے۔

سارگون دوئم ۷۲۲ سے ۷۰۵ ق م: اس بادشاہ نے اسیریا کی فوجی قوت کو بڑھایا اس کی فوج نے مصر کے بادشاہوں کی طرف کوچ کیا اور ان کو شکست دی۔

ان مصری فراعین نے خراج دینا منظور کیا۔ اسی طرح عرب اور سائپرس کے لوگوں کو بھی مرغوب کر لیا گیا۔ انھوں نے بھی خراج دینا شروع کر دیا۔ سارگون دوئم کے زمانہ میں یہودیوں نے بغاوت کی اس کو بڑا غصہ آیا اس نے ان کے ملک کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ یہودی لوگ اپنا وطن چھوڑ کر اسیریا میں آکر رہنے لگے۔ اس بادشاہ کے عہد میں اسیریا کو مسٹریس آف ویسٹرن ایشیا کہا جاتا تھا۔

سیناکریب

۷۰۵ تا ۶۸۱ ق م

یہ سارگون کا بیٹا تھا۔ اس نے سلطنت کے حدود کو بڑھایا۔ اس نے تارسس بندرگاہ کو لوٹا۔ نینوا کے پرانے شہر کو نئے سرے سے آباد کر کے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ وہ بیبلن سے سخت ناراض تھا اسی لئے اس نے اس کو بھی تباہ و برباد کر ڈالا اور تخت پر دوسرا بادشاہ بٹھایا۔ جودا کے شہزادے نے بھی بغاوت کی، اسکو بھی شکست ہوئی۔ اس کے عہد میں بہت سی بغاوتیں دبائی گئیں۔ اس کی سلطنت بہت وسیع سمجھی جاتی تھی۔ اس نے نینوا کو شاندار شہر بنایا۔ اس نے محل اور مندر بنائے۔ نہریں کھودی گئیں۔ باغات لگائے رعایا کے آرام کے کام کئے وہ سیاست داں تھا۔ اسے اس کے لڑکے نے مار ڈالا۔

ایسارہیڈن

۶۸۱ سے ۶۶۸ ق۔م

اس نے مصر کی طرف فوج کشی کی اس کی زبردست فوج نے مصریوں کو شکست فاش دی۔ اس کے عہد میں مصر کو اسیریا کا صوبہ بنا لیا گیا تھا لیکن مصر میں بغاوتیں ہوتی رہیں۔

آشوربانی پال

۶۶۰ سے ۶۲۵ ق.م

وہ سیناکریب کا پوتا تھا اس کے زمانہ میں اسیریا کی دولت اور عظمت میں اضافہ ہوا اور فوجوں نے کارنامے کئے۔ سب سے پہلے اس نے مصر کی بغاوتوں کو دبایا لیکن مصر آخر کار ہاتھ سے نکل ہی گیا اس کے عہد میں بیبلن کے تخت پر نیا بادشاہ بٹھایا گیا۔ آشوربانی پال عالم تھا اور علماء کی قدر کرتا تھا۔ اس کو عالم لوگوں کی صحبت میں رہنے کا شوق تھا اس کو دیگر زبانیں سیکھنے کا بھی ذوق تھا۔ اس نے سمرین زبان سیکھی تھی

اس نے نہایت عمدہ کتابیں جمع کر کے ایک کتب خانہ بھی بنایا تھا اس کی سلطنت ایران کے پلیٹو سے لے کر بحر قلزم اور بحر روم تک پھیلی تھی۔ مغربی ایشیا کے سارے ممالک اسکو اپنا بادشاہ مانتے تھے وہ اپنے زمانہ کے علوم وفنون سے خوب واقف تھا۔

اسیرین حکومت کا زوال اسیریا سلطنت کے بہت سے دشمن تھے ان کو آشور بانی پال نے دبا رکھا تھا۔ اس کی موت کے بعد سب نے سورش برپا کر دی۔ اسیرین لوگ جنگجو تھے۔ لہٰذا ان کے زمانہ میں صنعت وحرفت کو فروغ نہیں ہو سکا۔ تجارت آرامینس کے ہاتھوں میں تھی۔ ان حالات میں آرامینس نے اسیریا پر حملہ کر دیا۔ بیبیلونیا، فلسطین اور فیونیشیا بھی اسیریا سلطنت سے الگ ہو گئے اسی زمانہ میں میڈیا کی ریاست اور ایرانیوں نے اسیریا پر حملہ کر دیا۔ ۶۱۶ ق م میں کھلیڈین بادشاہ نے اسیریا بادشاہ کو شکست دی اور ۶۱۲ ق م میڈیا نے اسیریا پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر لیا۔

اسیریا کے شہروں کو تباہ وبرباد کر دیا گیا۔ نینوا پر بھی تباہی آئی لوگ لوٹے گئے ان کو مصیبتیں پہونچائی گئیں ان کو غلام بنایا گیا ان کو سزائیں دی گئیں اس طرح اسیریا سلطنت ختم ہو گئی اس سلطنت کا زوال افسوسناک اور دردناک ہے۔

۷۔ اسیرین تہذیب سے متعلق اہم معلومات:

(۱) سماجی زندگی ان لوگوں کا سماج آزاد افراد، کاریگر، مزدور اور غلام پر مشتمل تھا۔ آزاد طبقہ میں شاہی خاندان کے لوگ اور بعض اوقات حکام اور سپاہی شامل ہوتے تھے۔ ساہوکار، تحرر، کمہار، نان بائی، وغیرہ کاریگر اور ہنرمند سمجھے جاتے تھے۔ مزدوروں کو حقوق حاصل تھے اور ان کو کمین (Proletariats) کہتے تھے جنگ کے قیدی غلام بنا لئے جاتے تھے۔

عورتوں کی حالت اچھی نہیں تھی۔ اُن کو اپنے شوہر کا بالکل مطیع سمجھا جاتا تھا ان سے یہ امید کی جاتی تھی کہ وہ اپنے شوہر کی اچھی بُری جائز وناجائز ہر بات مانا کریں۔

ان کو حقوق بھی کم حاصل ہوتے تھے۔

ڈاڑھی رکھنے کا فیشن تھا۔ گھونگھر والے بال ہوتے تھے لیکن اپنا سر منڈواتے اور کان چھدواتے تھے۔

انھوں نے بیبیلن تحریر کے طریقہ میں کچھ تبدیلیاں کرکے اس کو اپنا لیا۔

تمدن

ان کے ادب کی بنیادیں بیبیلن ادب پر رکھی گئی تھیں۔ اسیرین مٹی کی تختیوں پر اپنے بادشاہوں کے کارنامے لکھا کرتے تھے۔ یہ لوگ علم کیمیائی سے واقف تھے۔ شیشہ سازی کا کام بھی جانتے تھے۔

ان کے زمانے میں نینوا ایک ترقی یافتہ شان و شوکت کا شہر بن گیا تھا۔ اس میں تمدن موجود تھا۔ اس شہر میں ایک بڑی لائبریری بھی تھی۔ اس کتب خانہ میں قدیم زمانہ کی سائنس، مذہب اور ادب پر کتابیں تھیں۔ اشور بانی پال کے کتب خانہ میں ۲۲۰۰۰ مٹی کی تختیاں تھیں۔ یہ تختیاں مختلف مضامین پر لکھی گئی تھیں۔ انھوں نے خود کوئی تمدن پیدا نہیں کیا۔ یہ تمدن کا محفوظ رکھنا جانتے تھے انھوں نے بیبیلن کے تمدن کو محفوظ رکھا اور آنے والی نسلوں کو یہ تمدن دیا گیا۔ ان لوگوں نے دو مردوں کے تمدن کو اپنایا۔ انھوں نے اینٹوں کو رنگنے اور خوبصورت بنانے کا آرٹ بیبیلوں سے سیکھا۔ زیورات بنانا ان لوگوں نے مصر سے سیکھا۔ ان کے ہاتھی دانت اور آبنوس کے سامان کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مصری اثر تھا۔ اس کے علاوہ انھوں نے ہٹی ٹس سے محل بنانے کا آرٹ سیکھا۔

یہ لوگ گھوڑوں اور رتھوں کا استعمال جانتے تھے۔ جنگ میں تیر و کمان، بھالے اور تلوار استعمال کرتے تھے۔ یہ لوہے کے تیز ہتھیاروں سے کام لیتے تھے۔

اقتصادی زندگی

ان کا خاص پیشہ زراعت تھا۔ ہندوستان سے سوت جاتا تھا لیکن یہ لوگ اس کا استعمال زیادہ نہیں کرتے تھے۔ کپڑے بننا اور برتن بنانا بھی ان کا کام ہوتا تھا۔ ان پر مُہر ہوتی تھی ان سے سکوں کا کام لیا جاتا تھا۔ بینک ہوتے تھے۔ یہ لوگ صنعت و حرفت کو

زیادہ ترقی نہیں دے سکے کیونکہ انہوں نے اپنا زیادہ روپیہ جنگوں میں خرچ کر ڈالا۔

سیاسی معاملات

(i) انتظام حکومت۔ بادشاہ کی قوت بہت زیادہ تھی سارے انتظام میں اسی کا ہاتھ تھا ملک کے مختلف حصوں کے انتظام کے واسطے وہ گورنر مقرر کرتا تھا صوبوں کا انتظام مصر اور بیبیلن سے اچھا تھا۔ مغلوب علاقوں سے بہت زیادہ خراج لیا جاتا تھا۔ سڑکوں کے بنانے کا انتظام بھی حکومت کرتی تھی۔ ڈاک کا بھی انہوں نے اچھا انتظام کیا تھا۔ ہرکارے ایک جگہ سے دوسری جگہ خطوط لے جایا کرتے تھے۔ اسی طرح ماتحت لوگوں کے پاس سے ڈاک آیا کرتی تھی۔

(ii) قوانین

ان کے قوانین سخت تھے اور ان کی سزائیں ہمورابی کی سزاؤں سے بھی زیادہ سخت تھیں۔ مجرم کو پانی میں پھینک دیا جاتا تھا۔ زخمی شخص اسکو سزا دے سکتا تھا جس نے اسکو تکلیف پہنچائی ہے اگر کوئی اپنا معاہدہ توڑتا تھا تو اسکو موت کی سزا دی جاتی تھی۔

عقابی

(iii) فوج

اسیرین فوج بہت بڑی فوج تھی سب مردوں کو فوجی خدمت کرنی پڑتی تھی فوج میں تیر انداز ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ سپاہیوں کے پاس بھالے اور ڈھال ہوتی تھیں ان کے سپاہی محاصرہ کرنے کی ترکیب جانتے تھے وہ جنگ میں اتنے ہوشیار تھے کہ مضبوط اور محفوظ قلعے بھی ان کے حملوں سے نہیں بچے تھے سپاہی لوگ قطاریں بنا کر لڑتے تھے بادشاہ لوگ بھی جنگ کے فن کو جانتے تھے ان لوگوں کے پاس لوہے کے ہتھیار ہوتے تھے۔ ان لوہے کے ہتھیاروں کی وجہ سے ان لوگوں کو فتح ہوا کرتی تھی کچھ عرصہ بعد اسیرین فوج میں غیر ممالک کے لوگ آگئے جس کی وجہ سے زوال شروع ہوا۔

ہنر اور فن عمارت

اسیرین کے فن عمارت کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اس فن کو کافی فروغ دیا تھا یہ لوگ عمدہ قسم کی محراب بناتے تھے۔

انہوں نے پتھر کو کاٹ کر بیل کی مورتیاں بنائی تھیں۔ سر انسانی معلوم ہوتا تھا۔ پتھروں سے انہوں نے مختلف جانوروں کے مجسمے بنائے ان لوگوں نے پتھروں کو کاٹ کر ایسے منظر بنائے جیسے

جس میں بادشاہوں کو شکار کھیلتے اور جنگ میں لڑتے دکھایا گیا تھا یہ لوگ رنگ کے استعمال سے اپنی بنائی چیزوں میں خوبصورتی پیدا کرتے تھے انھوں نے ہٹیٹس (Hittites) کے محلوں کی طرح محل بھی بنوائے۔

مذہب بیبلن اور اسیرین کے مذہب میں بہت کم فرق تھا۔ بیبلین کے لوگ تو ترک پتھروں کی پوجا کرتے تھے اور ہر اس چیز کی پرستش کرتے تھے جو دیوتاؤں کی سی قوت رکھتے تھے لیکن اسیرین لوگ اپنے قبیلے کے اشور دیوتا کی پوجا کرتے تھے۔ یہ جنگ کا دیوتا تھا۔ اس کے علاوہ اسیرین اشتر کی بھی پوجا کرتے تھے۔ یہ محبت کی دیوی تھی۔ یہ لوگ بھوت پریت سے بہت زیادہ ڈرتے تھے اور جادو کا استعمال کرتے تھے یہ لوگ شگون میں بھی عقیدہ رکھتے تھے۔

۸۔ دنیا کی تہذیب میں اسیریا کا عطیہ:

اسیریا پہلا ملک ہے جس نے دنیا کو شخصی حکومت کرنا سکھائی اسی ملک میں مرکزی حکومت کا سب سے پہلے قیام ہوا۔ اس دور میں مختلف قوموں میں آپس میں تعلقات پیدا ہوئے۔ اس ملک کے طرز حکومت کی تقلید ایران نے کی اور روم نے بھی اسی طرح کی حکومت کو قائم کیا۔

اس کی فتوحات اور قوت کو دیکھ کر دنیا نے ایک عالمگیر حکومت کا تخیل پیدا کیا۔

اسیرین نے فن عمارت میں بہت زیادہ کمال پیدا کیا۔ نینوا کے شاندار محلوں نے ایشیا میں فن عمارت میں ایک نئے باب کا آغاز کیا۔ روم کے لوگوں نے انکے فن عمارت کی تقلید کی۔

ان لوگوں نے اس قدر فوجی قوت پیدا کر لی اور حالات ایسے ہو گئے کہ یہودیوں نے خدا کے تخیل کی ابتدا کی۔ اسیرین کی اس خصوصیات کا اثر دنیا پر دیر تک رہا۔

اسیریا میں بڑے بڑے کتب خانے بنائے گئے۔ نینوا میں نہایت عمدہ کتب خانے موجود تھے۔ شاہی کتب خانہ میں ۳۰۰۰۰ مٹی کی تختیاں تھیں۔ ان کتب خانوں کی وجہ سے اسیریا کا دنیا کی تاریخ میں بہت بڑا درجہ ہے۔

ان لوگوں نے علم تاریخ کو فروغ دیا۔ انہوں نے اپنے کتب خانہ میں اپنے ملک کی تاریخ کو محفوظ رکھا دوسرے ممالک کے کارناموں کی تاریخ کو بھی اسیرین نے یاد رکھا۔ انہوں نے بیبیلن کے کارناموں کو زندہ رکھا بیبیلن کی سائنس، ادب کو برباد ہونے سے انہوں نے بچایا اور ساری سلطنت میں اس کو پھیلایا۔

فن جنگ میں تو انہوں نے بہت کچھ کیا طرح طرح کے رتھ بنائے گئے پیادہ اور سوار فوج کی تنظیم کی گئی شہروں کا محاصرہ کرنے کی نئی نئی ترکیبیں نکالی گئیں۔ اسیریا میں پہلی بار لوہے کے ہتھیار بنائے گئے اور استعمال کئے گئے ان کی فوجی طاقت اتنی زبردست تھی کہ دیگر ممالک ان سے ڈرتے تھے۔

اسیرین نے سڑکیں بھی بنوائیں۔ سڑکیں ان سے پہلے کسی دوسرے ملک میں نہیں بنائی گئیں۔ اس طرح انہوں نے دنیا کی تہذیب کی ترقی میں بہت بڑا حصہ لیا ہے اور دنیا کو فیوض پہونچائے۔

۹۔ کھلیڈین تہذیب کا جائزہ:

سیاسی واقعات: کھلیڈین لوگ سیمیٹک تھے۔ بابل میں آکر آباد ہوگئے انہی کے نام پر جنوبی بابل کھلیڈ کہلانے لگا۔ کچھ عرصہ بعد تمام بابل کو کھلیڈ کہنے لگے ۶۲۵ ق۔م میں ان کا جنرل نیوبولسر (Nabopolasar) بادشاہ ہوگیا اس کے بعد میڈیس اور کھلیڈین نے مل کر اسیریا سلطنت کو برباد کر ڈالا۔ اس سلطنت کا سب سے مشہور بادشاہ نیبوکیڈنیزار (Nebuchadnezzar) ہوا ہے اس نے مصر کے بادشاہ نیکو کو شکست دی اسیریا کو اپنی سلطنت میں شامل کیا یہودیوں کو بھی اپنا محکوم بنایا اور ان کے بادشاہ سے خراج لیا۔ فنیشیا اور اسیریا کی بغاوت کو اس نے دبا دیا۔ ان کے دارالسلطنت ٹائر اور یروشلم کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ اور اپنی سلطنت کے حدود کو وسعت دی اور ایشیائی ممالک میں اس کی دھاک بیٹھ گئی۔

اس کے عہد کی چٹانوں اور مٹی کی تختیوں کی تحریروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی رعایا کا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا۔ اس نے بابل میں شاندار محل اور خوبصورت

مندر بنوائے۔ اس نے ایک فصیل بھی تیار کروائی تھی فصیل اور محل کے درمیان کی زمین میں کھیتی ہوتی تھی اس کے عہد میں بابل تجارت کا مرکز تھا۔ دور دور سے لوگ تجارت کی غرض سے یہاں آتے تھے۔

اس بادشاہ نے اشتر گیٹ بنوایا تھا اس کے علاوہ اس کے عہد میں دریا فرات پر ایک پل بنوایا گیا۔

اس نے اپنی ملکہ کے واسطے جو ایران کی شہزادی تھی لٹکتے ہوئے باغات، ایک باغ کو دوسرے باغ پر بنایا گیا تھا اور محرابوں پر یہ باغات قائم تھے ان باغوں کو دنیا کی ایک عجیب وغریب چیز سمجھا جاتا ہے۔

وہ ایک اچھا سپہ سالار، عمدہ سیاست داں اور مشہور حکمراں ہوا ہے اس بادشاہ نے ۶۰۵ ق م سے ۵۶۲ ق م تک حکومت کی۔

اس کے جانشین کمزور۔ نالائق اور بزدل تھے۔ وہ اس سلطنت کو قائم نہ رکھ سکے ۵۳۸ ق م میں ایرانیوں کا تسلط قائم ہوگیا۔

کھلیڈین کے عہد میں تجارت کو ترقی ہوئی صنعت، وحرفت کو فروغ ہوا علوم وفنون میں کمال پیدا کیا گیا۔ مذہبی اور ادبی ذوق پیدا ہوا۔ عمارتوں کے بنانے میں انھوں نے اسیرین کی تقلید کی انھوں نے اپنے آبا واجداد کے تمدن کو اپنایا۔ انھوں نے بابل کی شان وشوکت میں اضافہ کیا۔ انھوں نے دوائیں بنائیں اور جراحی کے واسطے آلات بھی ایجاد کئے۔

علم نجوم علم نجوم میں ان کو کافی کمال تھا۔ ہر مندر کو مشاہدہ کرنے کی جگہ سمجھا جاتا تھا۔ آسمان کا مشاہدہ کیا جاتا چاند سورج کی گردش کے متعلق لکھا جاتا تھا۔ کیڈینو اور نیبو رمانیو مشہور نجومی ہوئے ہیں۔

نیبو رمنیو نے بہت زیادہ غور کے بعد معلوم کیا تھا کہ سال میں ۳۶۵ دن گھنٹے ۱۵ منٹ ۴۱ سکنڈ ہوتے ہیں۔ کڈینو موجودہ زمانہ کے جوتشی لوگوں سے بھی زیادہ ہوشیاری سے مشاہدہ کرتا تھا۔ اگر کھلیڈین کو جوتش اور علم نجوم کا موجد کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ سیاروں کی گردش کا اثر انسان کی قسمت پر پڑتا ہے۔ لہذا یہ لوگ سیاروں کی پرستش کرتے تھے۔ ہر سیارہ کی پرستش کے واسطے ایک دن مقرر کیا گیا تھا۔

یہ لوگ شگون کے ذریعہ آئندہ واقعات کی پیشین گوئی کرتے تھے۔ یہ لوگ خواب۔ بجلی۔ چڑیوں کی پرواز اور پتیوں کے ہلنے کی آواز سے آنے والی باتوں کے بارے میں پیشین گوئی کر دیتے تھے۔

سوالات

۱۔ سومرین تہذیب کے خاص خاص پہلوؤں پر روشنی ڈالئے۔

۲۔ سمرین کی تہذیب نے دنیا کے تہذیب و تمدن میں کیا اضافہ کیا؟

۳۔ سمرین تہذیب اور مصری تہذیب کا موازنہ کیجئے۔

۴۔ ابتدائی بیبلن تہذیب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۵۔ ہمورابی کے کارنامے تحریر کیجئے۔

۶۔ اسیریا کے سیاسی واقعات کا خلاصہ لکھئے۔

۷۔ اسیرین تہذیب کی اہمیت بیان کیجئے۔

۸۔ دنیا کی تہذیب میں اسیرین تہذیب نے کیا اضافہ کیا ہے؟

۹۔ کھلیڈین تہذیب کا خلاصہ لکھئے۔

۳
بحر روم کی تہذیب، کریٹ۔ فلسطین اور فنیشیا کی تہذیب

۱۔ ہیٹی ٹس ایک نظر میں :

یہ ایک طاقتور قوم تھی۔ ہائیکوسس کے مصر پر حملہ کرنے سے پہلے ان لوگوں نے ایشیائے کوچک میں حکومت قائم کی تھی۔ انھوں نے اپنی سلطنت کے حدود کو جنگ و الحاق کے ذریعہ بڑھایا۔ ۱۲۰۰ اور ۱۴۰۰ ق۔م میں ان کی شان و شوکت عروج پر تھی۔ اس کے بعد ان کو مصر اور بابل سے جنگ کرنا پڑی۔ آخر میں مصر کے رمسس دوئم نے ان کو صلح کرنے پر مجبور کر دیا۔

پھر انھوں نے مصر کے ساتھ خوشگوار تعلقات رکھے اور شادیاں بھی کیں ان کی سلطنت میں فلسطین اور متانی بھی شامل تھے۔

ان کی نہایت عمدہ حکومت تھی۔ ان میں قوانین تھے اور ان کی تاریخ بھی موجود تھی۔ یہ لوگ زیادہ تر زراعت پیشہ تھے۔ اس کے علاوہ انھیں عمارتیں بنانا اور سنگتراشی بھی آتی تھی کھڑی اور پڑی لکیروں سے تحریر کا کام لیا جاتا تھا۔ ان کی سزائیں ہلکی ہوتی تھیں۔ چاندی کے ٹکڑوں کو سکوں کی طرح استعمال کرتے تھے۔ شروع میں یہ لوگ اپنے مُردے دفن کرتے تھے بعد کو انھوں نے مُردوں کو جلانا شروع کر دیا۔ انھوں نے اپنے دیوتاؤں کے نام اندرا۔ ورون اور متر ا رکھے۔ ان کی ساری حکومت حملہ آوروں کے ہاتھوں سے تباہ و برباد ہو گئی۔

۲- کریٹ تہذیب کی ایک جھلک:

اقتصادی زندگی اور تجارت

یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ یہ مصر کے شمال و مغرب اور یونان کے جنوب میں واقع ہے قدیم عمارتوں اور شہروں کے کھنڈرات کے دیکھنے سے اس جزیرہ کی تہذیب کا پتہ چلتا ہے۔ کریٹ میں منوس بادشاہ حکمرانی کرتا تھا۔ اس بادشاہ کے عہد میں ملک بیحد خوشحال تھا دولت کی کمی نہیں تھی۔ اس زمانہ میں نوسیوس (knossos) نہایت مشہور شہر تھا۔ بادشاہ اسی شہر میں رہتا اپنی مدد کے واسطے افسر کلرک رکھتا تھا اس کے علاوہ ہر شہر میں سوداگر جوہری۔ کاریگر اور مزدور اپنے اپنے کاموں میں لگے رہتے تھے۔ لوگ گھڑوں کے اندر تیل شراب اناج وغیرہ رکھا کرتے تھے۔ ان کی غذا روٹی۔ شراب اور زیتون تھی۔

یہ لوگ مٹی اور کانسے کے برتن بناتے تھے۔ وہ مٹی کے برتن چاک پر بناتے تھے پھر ان پر نقش کئے جاتے تھے اور پالش بھی ہوتی تھی۔ سائپرس جزیرہ سے تانبا اور یورپ سے ٹین آتا تھا۔ انھوں نے مضبوط تلواریں بنائیں محل کی دیواروں پر بھی نقش و نگار ہوتے تھے۔ یہ تجارت کرتے تھے اور دیگر ممالک کے ساتھ خوشگوار تعلقات رکھتے۔ مصر، یونان اور دیگر یورپ کے ممالک نے کریٹ سے بہت کچھ سیکھا۔

سیاسی زندگی

شروع میں بہت چھوٹے چھوٹے سردار ہوتے تھے۔ رفتہ رفتہ ایک سردار کی طاقت بڑھ گئی اور وہ طاقتور بادشاہ ہوگیا۔ ان کا بادشاہ مینوس کہلاتا تھا۔ سلطنت کے تمام شعبوں پر اسی کا کنٹرول تھا۔ قانون بنانا اور انصاف کرنا اس کا کام تھا۔ اس کی مدد کے واسطے گورنر ہوتے تھے جو ٹیکس وصول کرتے تھے ٹیکس جنس میں لیا جاتا تھا۔

سماجی زندگی۔ فوج۔ ہنر۔ فن عمارت سنگتراشی۔ تحریر اور مذہب

ان کی زندگی خوشحالی سے گذر رہی تھی قدرت نے سب کچھ دیا تھا۔ ان کی عورتیں موجودہ زمانہ کی ایرانی عورتوں کی طرح کا لباس پہنتی تھیں۔ وہ چُست کپڑے استعمال کرتی تھیں۔ سینڈل شوز بیٹ وغیرہ کا رواج تھا۔ مرد ننگے سر رہتے تھے۔ خوشی کے موقع پر لمبے چغے پہنتے تھے۔ مرد اور عورت زیور استعمال کرتے تھے عورتوں کا رتبہ بڑا تھا۔ ناچ گانے سے دلچسپی تھی چھوٹے سردار یا بادشاہ کو سپاہی دیتے تھے۔ فوجی لوگ دھات کے بنے ہوئے ہتھیار استعمال کرتے تھے۔ رتھ بھی کام میں آتے تھے۔ یہ لوگ دیواروں پر رنگین تصویریں بناتے تھے ہتھیاروں۔ برتنوں۔ مہروں اور زیوروں پر رنگ کرتے تھے۔ یہ لوگ بہت چھوٹی چیزیں بناتے تھے ان کو تراش کر خوبصورت کرتے۔ انہوں نے محل کے کمرے غسل خانے نالیاں وغیرہ بنائی تھیں محل کی دیواروں پر خوبصورت منظر کشی کرتے تھے جس میں روزانہ کی زندگی دکھائی جاتی تھی۔ یہ لوگ پیالے برتن وغیرہ مختلف سائز کے بناتے تھے۔ ان برتنوں پر پودوں اور جانوروں کی تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ شروع میں تصویروں کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے تھے بعد میں انھوں نے مصریوں کی تقلید کی۔ کاغذ نہیں تھا اسی لئے وہ لکڑی اور مٹی کی تختیوں پر لکھتے۔ یہ لوگ ماتا دیوی کی پوجا کرتے تھے۔ اس کی انسانی شکل نہیں ہوتی تھی۔ منیٹر اس کا بیٹا تھا۔ دیوی پر قربانی چڑھاتے تھے اور اپنے مُردوں کو دفن کیا کرتے تھے۔

کریٹ والوں نے ایجین سمندر کے جزیروں اور دوسرے ملکوں میں اپنی تہذیب کو پھیلایا۔ یونانی لوگوں پر ان کی تہذیب کا بہت زیادہ اثر پڑا۔ کریٹ والوں نے یونان میں بھی

کچھ عمارتیں بنوائی تھیں اور شہر آباد کیے تھے۔ ۱۴۰۰ ق م میں اس کے شہر برباد ہو گئے کریٹ والے اپنا وطن چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایشائے کوچک و سیریا میں بستیاں بسالیں۔

۳۔ یہودیوں کی تاریخ پر سرسری نظر:

یہودی Jews ۱۰۲۵-۵۳۹ ق م

فلسطین یہودیوں کا وطن ہے۔ فلسطین سے چل کر کچھ یہودیوں نے مصر میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ یہودی سیمٹک نسل سے تھے یہ لوگ خانہ بدوش تھے۔ بابل اور مصر کے بیچ کے علاقہ میں گھومتے رہتے۔ ان کے سردار ابراہیم ان کو لے کر فلسطین آئے اور ان کو فلسطین میں آباد کر دیا۔ فراعین کے ظلم و ستم ان پر بہت زیادہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو پھر فلسطین لائے۔

یہودیوں کو کینانائٹس سے لڑنا پڑا۔ یہودیوں نے ان لوگوں سے زراعت۔ کپڑے بننا۔ پڑھنا لکھنا وغیرہ سیکھا انہوں نے ان سے شادیاں بھی کیں۔ یہودیوں پر ان کے مذہبی پیشوا حکومت کرتے تھے کچھ عرصہ بعد Saul کو ان کا بادشاہ بنایا گیا اس نے اپنے لوگوں کو دشمنوں سے بچایا اور بہت سی فتوحات حاصل کیں اس بادشاہ کی موت کے بعد حضرت داؤدؑ بادشاہ ہوئے۔ ان کی آواز میں بڑی شیرینی تھی اور بہت عمدہ گاتے تھے بانسری اچھی طرح بجاتے تھے انہوں نے چالیس سال حکومت کی اور Philistines کو شکست دے کر یہودیوں کا اقتدار قائم کیا۔ ان کے عہد میں سلطنت کی حدود میں وسعت ہوئی اور شان و شوکت میں اضافہ ہوا۔

حضرت سلیمان

حضرت عیسیٰ سے قبل دسویں صدی میں حضرت سلیمان پیدا ہوئے۔ حضرت سلیمان اس قوم کے بہت مشہور بادشاہ ہوئے ہیں۔ انہوں نے ۹۶۰ ق م سے ۹۲۰ ق م تک حکومت کی۔ انہوں نے اپنی سلطنت کو ۱۲ ضلعوں میں تقسیم کیا۔ انہوں نے ٹائر اور سیڈون سے تجارت کی اور دولت میں اضافہ کیا۔ تجارت اور دستکاری میں ترقی ہوئی۔ مصر سے گھوڑے اور رتھ خریدے جاتے تھے۔ مسالہ کی تجارت کرنے والوں سے محصول وصول کیا جاتا تھا۔ ان لوگوں (یہودیوں) کے جہاز

Acc. No.

اسپین تک جاتے تھے۔ دیگر ممالک کے ساتھ خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کے واسطے
انہوں نے شادیاں بھی کیں ان کی ۷۰۰ بیویاں اور ۳۰۰ کنیزیں تھیں حضرت سلیمان نے یروشلم
میں خدائے پاک کی نہایت ہی خوبصورت اور عالی شان عبادت گاہ بنوائی تھی ہاتھی دانت
سونے اور چاندی کا کام اس میں کیا گیا تھا۔

اپنے رہنے کے لئے انہوں نے ایک شاندار محل تعمیر کروایا تھا۔ وہ عقلمند اور منصف
بادشاہ تھا۔ انہوں نے یہودیوں کی چھوٹی سلطنت کو ایک زبردست حکومت بنا دیا اور
اس کی شہرت کو بہت زیادہ بڑھایا ان کے زمانہ میں یہودیوں کی تہذیب انتہائی عروج
پر تھی۔ رعایا خوش و خرم تھی۔

حضرت سلیمان کی موت کے بعد ان کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ پہلی
سلطنت اسرائیل اور دوسری یہودا تھی نیبوکیڈ نزار نے یہودیوں پر حملہ کر کے ان کو
شکست دی اور ان کو قیدی بنا لیا۔ ۵۸۶ ق م میں اس نے یروشلم کو تباہ و برباد
کر ڈالا تھا۔ یہودیوں کو برسوں جلا وطن رہنا پڑا آخر کار وہ لوگ فلسطین واپس آئے
اس وقت ایرانیوں کی اس ملک پر حکومت تھی کچھ عرصہ بعد سکندر اعظم نے یہودیوں کے
ملک پر قبضہ کر لیا کچھ دنوں سیریا کے بادشاہ نے بھی ان لوگوں پر حکومت کی۔ روم کی سلطنت
کے زمانہ میں ان لوگوں نے بغاوت کی اور ان کو تباہ و برباد کیا گیا۔ یہ لوگ مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔

یہودیوں کا مذہب

اس قوم نے دنیا کو مذہبی اور روحانی پیغام دیا یہ لوگ دیوتاؤں
اور بتوں کی پرستش کے بالکل خلاف تھے ان کا عقیدہ تھا
کہ ہم کو مورتیوں کی پوجا چھوڑ دینی چاہیے۔ ہمارا فرض ہے کہ صرف ایک خدا کی عبادت
کریں جس نے ساری کائنات پیدا کی ان کا خیال تھا کہ خدا رحمٰن و رحیم اور قادر مطلق
ہے خدا کے سب بندے ہیں حضرت موسیٰ خدا کے پیغمبر تھے خدا نے ان کو احکام دے کر اس
قوم میں بھیجا تھا کہ ان کو دین کا سیدھا اور سچا راستہ دکھائیں حضرت موسیٰ نے ان کو قوانین
سکھلائے اچھے برے کا فرق بتایا۔ اخلاق کی تعلیم دی یہودی قوم کے پیغمبروں نے عیسائی مذہب
کی بنیادیں ڈالیں یہودیوں کے دینی مذہبی احکام پر ہی آجکل کے قوانین کی بنیادیں ڈالی گئی تھیں۔

اولڈ ٹیسٹامینٹ یہ یہودیوں کی خاص مذہبی کتاب ہے اس کتاب میں بہت سی خوبیاں ہیں یہ ان کی تاریخ ہے اس میں فلسفہ دینیات اور قوانین لکھے ہیں اس میں اخلاقی تعلیم بھی موجود ہے یہ ایک طرح کی منظوم کتاب ہے۔ ادبی اعتبار سے بھی اس کتاب کا بہت بڑا مرتبہ ہے اس کتاب کی تعلیم کا اثر دنیا کے حالک پر بہت زیادہ پڑا خصوصاً یونان اور روم کے لوگوں پر تو اس کتاب کی تعلیم کا اثر بہت زیادہ ہوا اس کتاب کی بدولت یہودیوں کی سماجی مذہبی اور اخلاقی حالت میں سدھار پیدا ہوا اور تہذیب و تمدن میں ترقی ہوئی اس کتاب کے پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی اور یہودی مذہب میں بہت سی باتیں یکساں ہیں کچھ مذہبی کتابیں ایسی ہیں جنکو دونوں مذہبوں کے پیرو مانتے ہیں یورپ میں یہودی وزیر اور سیاست داں رہتے ہیں۔ انگلینڈ کا وزیر اعظم ڈزریلی یہودی تھا۔

فن موسیقی، مصوری اور سنگتراشی فن موسیقی میں ان لوگوں نے کمال پیدا کر لیا تھا۔ یہ لوگ جب مذہبی رسومات ادا کرتے تو موسیقی کو کام میں لاتے تھے ان کے پاس مختلف باجے ہوتے تھے بین باجا تو بڑے شوق سے بجاتے تھے عشقیہ گانے اور رقاصی سے بھی ان کو دلچسپی تھی ان لوگوں نے فن تعمیر، مصوری اور سنگتراشی میں بہت کم ترقی کی۔ مذہبی اعتبار سے شان و شوکت و سجاوٹ ان لوگوں میں بالکل ناجائز سمجھی جاتی تھی۔

فینیشین تہذیب

۴۔ فینیشن لوگوں کے مختصر تاریخی حالات:

یہ لوگ عرب کے خانہ بدوش تھے۔ انھوں نے سیریا کے ساحل پر بودوباش اختیار کر لی اور یہودیوں کے پڑوسیوں کی حیثیت سے برسوں دونوں قومیں ساتھ ساتھ رہیں اور اسیرین کو فینشس قدمی سے باز رکھا۔

فنیشیا بحر روم کے ساحل پر تھا۔ ان کا ملک مصر اور میسوپٹامیہ کے بیچ میں واقع
تھا اس ملک کا ساحل دندانہ دار اور پہاڑی تھا۔ لبنان میں سیدار کے درخت اُگتے
تھے اس ملک کے جغرافیائی حالات نے یہاں کے لوگوں کو بہت سے فائدے پہنچائے۔

تجارت

ساحل کے دندانہ دار اور پہاڑی ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اچھے ملاح بن گئے
اور یہاں بہت سے عمدہ بندرگاہ قائم ہوئے۔ ان کو تجارتی مال لانے اور لے جانے
میں سہولت ہوتی۔ اس طرح اچھے سوداگر بھی بن گئے ان کے مشہور بندرگاہ ٹائر سیڈن اور
بیبلس تھے۔ سیدار کے درختوں سے لکڑی کاٹتے اور جہاز تیار کرتے تھے۔

یہ لوگ بحر روم کے ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک تجارت کرتے تھے
مصر اسپین برطانیہ اور ہندوستان سے تجارت ہوتی تھی۔ ان کے تجارتی قافلوں نے
کیسپین سی پرشین گلف کو بحر روم سے ملا دیا تھا انھوں نے بحر روم پر اور جبرالٹر کے کنارے
تجارتی مرکز قائم کر لئے تھے۔ یہ لوگ اسپین سے چاندی۔ برطانیہ سے ٹین۔ مصر سے سوت
و کپاس مشرق سے سونا، ہاتھی دانت اور مسالے خریدتے تھے۔ یہ لوگ غلاموں کی تجارت
سے بہت زیادہ فائدہ اٹھاتے تھے اسیریا اور بیبیلن کے بادشاہوں سے لڑائی کے قیدی
خریدتے اور ان کو غلاموں کے بازار میں زیادہ قیمت پر فروخت کر دیتے تھے۔ دور دور تک
تجارتی کاروبار پھیلا تھا اور انھوں نے جگہ جگہ تجارتی کوٹھیاں قائم کر لی تھیں

نوآبادیات

ان لوگوں نے بہت سی نوآبادیات قائم کی تھیں انھوں نے افریقہ کے
شمالی سرحد پر نوآبادیاں قائم کیں اس کے علاوہ انھوں نے سسلی
سائپرس اور یونان میں بھی نوآبادیاں قائم کی تھیں ۸۱۴ ق م میں انھوں نے کارتھیج کی
نوآبادی قائم کی۔ یہ بحری قوت کا مرکز سمجھی جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں نے اپنی قوت
کو اس قدر بڑھایا کہ ان کی ایک سلطنت قائم ہو گئی بہت دنوں تک ان لوگوں نے روم والوں
سے مقا

فنیشین کی مذہبی اور سیاسی حالت

یہ لوگ بال یعنی سورج کے دیوتا کی پرستش
کرتے تھے اس کے علاوہ اسٹرٹ کی بھی پوجا

کی جاتی تھی۔ یہ محنت کی دیوی تھی۔ دیوی اور دیوتاؤں کو خوش رکھنے کے واسطے یہ لوگ انسانوں کی قربانی کرتے تھے۔

امراء اور عوام میں لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ امراء شکست کھا کر کارتھیج چلے گئے اور وہاں آباد ہو گئے تھے۔ اس ملک میں بہت سے شہر تھے۔ سائیڈن اور ٹائر مشہور شہر تھے ہر شہر کا حکمران علیحدہ ہوتا تھا لیکن جس شہر کے حکمران کی طاقت سب سے بڑھی ہوتی تھی اس کی سب شہر اطاعت قبول کرتے تھے۔ ان کو کبھی حاکم کی فکر نہیں ہوتی۔ ان لوگوں پر مصر۔ اسیریا۔ بیبیلن فارس یونان اور روم والوں نے حکومت کی۔

فنیشین کی برکتیں ان لوگوں نے مصر اور بیبیلن سے موجودہ زمانہ کا طرز تحریر سیکھا اور پھر یونانیوں اور روم والوں کو سکھایا رفتہ رفتہ یہ طرز تحریر یورپ کے دوسرے ملکوں میں بھی پہونچ گئی۔ ان لوگوں نے بحری تجارت کو بڑھایا۔ جہاز بنائے۔ بندرگاہ قائم کئے تجارتی تعلقات قائم کئے اور نوآبادیات قائم کیں۔ انہوں نے مصر کریٹ اور مشرقی ممالک سے علوم و فنون سیکھے اور ان کو یونان۔ افریقہ۔ اٹلی اور اسپین میں پھیلایا۔

شیشہ سازی میں بھی انہوں نے کمال پیدا کیا۔ یہ لوگ دھات کا استعمال جانتے تھے۔ یہ لوگ برتن ہتھیار اور زیورات بناتے تھے۔ ان لوگوں نے مصر میسوپٹامیہ کی ایجادات فن دستکاری وغیرہ کو مغربی ممالک میں پھیلایا۔ انہوں نے مختلف ملکوں کے لباس۔ وضع قطع اور رنگ ڈھنگ کو اپنایا اور جہاں کہیں بھی گئے ان چیزوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔ حضرت سلیمان کی عبادت گاہ کی شان و شوکت بھی انہیں کی بدولت ہوئی تھی۔ انہوں نے بابل شہر آباد کیا تھا۔ بائیبل لفظ بھی بیبلس سے اخذ کیا گیا ہے یونانیوں نے ان ہی لوگوں سے اسٹرٹ دیوتا کی پوجا کرنا سیکھا۔ ان لوگوں نے یورپ والوں کو قلم، کاغذ اور روشنائی کا استعمال سکھایا۔ اس کے علاوہ سب سے پہلے تجارت و صنعت و حرفت کے معاہدے ان ہی لوگوں نے لکھے۔

انہوں نے تمدنی اور تجارتی تعلقات کے ذریعہ مشرقی اور مغربی ممالک میں اتحاد

اور تعاون پیدا کر دیا۔ آپس کی تلخیاں دور ہو گئیں۔

سوالات

۱۔ ہیٹی لٹس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۲۔ کریٹ تہذیب پر روشنی ڈالیے۔

۳۔ یہودیوں کی مختصر تاریخ لکھیے۔

۴۔ فنیشین لوگوں کے مختصر تاریخی حالات بیان کیجیے۔

۴

یونانی تہذیب

۱۔ یونانی لوگ اور تاریخی دور کی تقسیم و فتوحات کا دور:

یہ لوگ آریہ نسل سے تھے۔ یہ اپنے کو ہیلنیز کہتے تھے۔ اٹلی کے باشندوں نے ان کو یونانی کا نام دیا۔ یونان میں یہ لوگ شمال و مشرق کی طرف سے آئے۔ یہ بہت پہلے آچکے تھے۔ مگر انہوں نے ۱۲۰۰ ق۔م میں یونان کو فتح کیا اور تقریباً ۸۰۰ ق م تک سارے یونان پر قابض ہو گئے۔

ان میں چار قبیلے تھے یعنی اینین۔ ڈورین۔ ایٹولین اور اکین۔ ان میں سے شروع کے دو بہت زیادہ اہم ہیں۔ اینن (Ionian) کی قوت تصور بہت زیادہ تھی۔ انہوں نے علم و ہنر۔ ادب و فلسفہ میں بہت زیادہ ترقی کی اور دوسری قوموں سے سبقت لے گئے۔ ڈورینس (Dorians) فوجی لوگ تھے۔ انہوں نے فوجی تعلیم و تربیت پائی تھی۔ یہ مضبوط۔ قوی ہیکل۔ بہادر اور جنگ جو تھے۔ انہوں نے فتوحات کیں اور سلطنت قائم کی جس کو اسپارٹا کہتے ہیں۔

یونانیوں کی تاریخ ہمیں ان کے مشہور شاعر ہومر کی رزمیہ نظموں سے معلوم ہوتی ہے۔

شروع میں ان کا پیشہ کاشتکاری تھا بھیڑیں بھی پالی جاتی تھیں۔ ان کو شکار و جنگ میں بھی دلچسپی تھی ان لوگوں میں بہت سے فرقے ہوتے تھے۔ ہر فرقہ ایک علیٰحدہ ریاست میں رہتا تھا اور ہر ریاست کا بالکل علیٰحدہ سردار ہوتا تھا۔ امیروں اور عالم آزاد لوگوں کی مدد سے حکومت کی جاتی تھی۔ یہ سردار فوجی اور مذہبی خدمات انجام دیتا تھا۔ عوام سرکار (بادشاہ) کے ساتھ تعاون کرتے تھے۔

کچھ زمانہ گذرنے پر بادشاہ اور امراء کی قوت کم ہوگئی۔ اور عالم آزاد لوگوں نے اپنی طاقت کو بہت ہی زیادہ بڑھالیا اور اس طرح ایک اور دور ایسا بھی آیا کہ شاہی و امراء کی حکومت ختم ہوگئی اور اس کی جگہ آزاد حکومت نے لے لی۔

یونانیوں کی تاریخ کو ۶ دوروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے (۱) فتوحات کا دور (۲) امراء کا دور (۳) مطلق العنانی دور (۴) سلطنت ایتھنس (۵) پیریکلیز کا دور (۶) زوال کا دور۔

(۱) فتوحات کا دور

اس دور میں جیسن، تھیس یس اور ہرکلیس نامی بہادر لوگ ہوئے ہیں۔ جیسن سنہری کھال لینے کے لئے بحر اسود گیا تھا۔ تھیس یس نے مینٹر کو مارا تھا۔ مینٹر آدھا آدمی اور آدھا بیل تھا۔ ہرکلیس بڑا بہادر تھا اس نے بچپن میں دو سانپ مارے اور بعد کو بھی بہادری کے کام کئے۔

ہیلن کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ یہ اسپارٹا کی ملکہ تھی اس کو ٹرائے کا شہزادہ لے گیا تھا۔ مینیلس جو اسپارٹا کا بادشاہ تھا اس نے دس سال تک ٹرائے کا محاصرہ کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ پھر ایک لکڑی کا گھوڑا تیار کیا گیا۔ اس میں سپاہیوں کو چھپا دیا گیا جب اس گھوڑے کو ٹرائے میں لے گئے تو سب سپاہی باہر نکل آئے۔ دشمنوں کو شکست دی اور ٹرائے کو تباہ و برباد کر ڈالا۔

سماجی زندگی

اس دور کی سوسائٹی تین طبقوں میں تقسیم تھی (۱) امراء کا طبقہ (۲) عوام کا طبقہ (۳) غلاموں کا طبقہ۔ ان میں مذہبی طبقہ نہیں تھا۔ خاندان ہوتے تھے۔ خاندانوں کو ملا کر ایک قبیلہ بنتا تھا۔ ان کی زندگی سادہ

تھی۔ ہر آدمی اپنا کام خوشی سے کرتا تھا۔ مرد لوگ کھیت جوتتے اور بوتے تھے عورتیں کاتنے اور بننے کا کام کرتی تھیں۔ عورتوں کا سماج میں اونچا رتبہ تھا۔ بھیڑوں اور دیگر مویشیوں کو یہ لوگ دوست سمجھتے تھے۔ مہمان نوازی اور خاطرداری کے واسطے یہ لوگ بہت مشہور تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مسافروں کی خدمت کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے۔ ان میں بھی چوری جعل سازی۔ دغابازی جیسی کمزوریاں پائی جاتی تھیں ہر چار سال کے بعد یہ لوگ زئیس (Zius) کے یاد میں کھیل کھیلتے تھے۔ دور دور سے لوگ ان کھیلوں میں حصہ لینے اولمپیا آتے تھے۔ یہ لوگ دوڑ۔ کشتی۔ اُچھل کود میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ مذہبی رسومات کی ادائیگی کے وقت بھی کھیل کھیلے جاتے تھے۔

سیاسی زندگی

بادشاہ مختلف قبیلوں کا سردار ہوتا تھا۔ اس کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ خدا کی طرف سے بادشاہ بنایا گیا ہے۔ وہ بہت سے کام کرتا تھا۔ قوانین بناتا۔ عدل و انصاف کرتا۔ فوج کی سپہ سالاری کرتا اور مذہبی فرائض بھی ادا کرتا تھا۔ بادشاہ کی امداد کے واسطے مشیر اور وزیر ہوتے تھے ان لوگوں کی ایک مجلس ہوتی تھی۔ بادشاہ ان کو سال میں ایک دفعہ بلاتا تھا تاکہ وہ صلح وجنگ کے بارے میں اس کو مشورہ دیں۔ اگر بادشاہ بُری طرح پیش آتا تو اس کو تخت سے اتار دیا جاتا تھا۔ اس دور کے آخر میں بادشاہ کی قوت کم ہو گئی امراء کا اقتدار بڑھ گیا اور انہی کے ہاتھوں حکومت کی باگ آگئی۔ بعد کو عوام نے ان سے بھی حکومت چھین لی اور خود عوام کی حکومت قائم ہوئی۔ شہری ریاستوں کی تشکیل شروع ہوئی۔

مذہب۔ ادب۔ تحریر اور فن عمارت

یونانی لوگ مذہبی اعتبار سے بہت سے دیوتاؤں میں عقیدہ رکھتے تھے۔ زئیس (Zius) ان کا خاص دیوتا تھا۔ ہیرا اس کی بیوی تھی۔ اپالو سورج کا دیوتا تھا۔ پلاس تھیس علوم فنون کی دیوی تھی۔ ایفروڈائیٹ محبت کی دیوی تھی۔ اس زمانہ کے لوگ خوبیوں پر زیادہ زور نہیں دیتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ آخرت میں ہر ایک کو مصیبت اٹھانا پڑے گی۔ ان کو اوریکل میں پورا عقیدہ تھا

ان کا خیال تھا کہ اس کے الفاظ دیوتا کے الفاظ ہیں۔ دیوتا مذہبی پیشوا یا پجاری کی زبان سے یہ الفاظ ادا کرواتا ہے۔ اریکل آف ڈلفی دنیا میں مشہور ہے خواب اور بشارت کو بھی اہمیت دی جاتی تھی۔ اُن کے ملک کے پہاڑوں نے ان کو اس بات کے لئے آمادہ کیا کہ وہ لوگ دیوتاؤں کی تعریف میں گیت بنائیں اور ان کو گایا کریں۔ چنانچہ ان کے ادب میں مذہبی نغمات پائے جاتے ہیں۔ ان کو دیوتاؤں کی تعریف میں بنایا گیا ہے۔

اس دور میں یہ لوگ فن تحریر سے بالکل ناواقف تھے۔ اس دور کے اختتام پر فنیشینس نے ان کو فن تحریر سکھایا اس زمانہ میں یہ لوگ فن عمارت بھی نہیں جانتے تھے۔ سنگتراشی میں معمولی حیثیت رکھتے تھے۔ انہوں نے مجسمے تیار کئے۔ یہ ان کا ابتدائی زمانہ تھا۔

۲۔ امراء کے دور کے تاریخی حالات:

امراء کا دور اس دور میں امراء کا اقتدار بڑھ گیا تھا۔ اسی وجہ سے اس دور کو ان ہی کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ ان لوگوں کی حکومت ۷۰۰ ق۔م سے ۴۰۰ ق۔م تک رہی۔

سماجی اور اقتصادی زندگی ان دنوں سماجی اعتبار سے لوگ تین حلقوں میں تقسیم تھے (۱) امراء (۲) عوام (۳) غلام۔

ان کا لباس بہت عمدہ تھا۔ زرق برق کپڑے پہننے کے شوقین تھے۔ کشادہ مکانات میں رہتے۔ ان مکانوں کو دھوپ میں سوکھی ہوئی اینٹوں سے بنایا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں سڑکیں اور گلیاں تنگ ہوتی تھیں۔ مرد لوگ خوب تعلیم حاصل کرتے تھے۔ عورتوں میں ان کا رواج کم تھا۔ پردہ کی رسم بھی تھی۔ اسی زمانہ میں خاصتہ عورتوں کا ایک طبقہ تھا ان عورتوں میں تعلیم۔ سلیقہ اور تیزی ہوتی تھی۔ غلاموں کی تعداد کافی تھی۔ ان کے بغیر لوگوں کے کام بند رہتے تھے۔ عموماً غلاموں کے ساتھ بُرا سلوک ہوتا تھا۔

امراء کے پاس کافی دولت تھی۔ ان کے پاس زمینیں بھی تھیں۔ ان کے پاس

ہتھیار ہوتے اور ان کا لوگوں پر اثر بھی ہوتا تھا۔ کاشتکار لوگ غریب تھے زمین بھائیوں میں تقسیم ہو جایا کرتی تھی زمین کی آمدنی پر ان کا گزارا نہیں ہوتا تھا اکثر وہ لوگ مقروض ہو جاتے اور زمینوں کو بیچ ڈالا کرتے تھے۔

تجارت خوب ہوتی تھی جہاز سازی میں ترقی تھی لنگر بھی ایجاد کیا گیا عوام نے امراء سے تنگ آکر بحر اسود کے کنارے نوآبادیات قائم کرلی تھیں اس کے علاوہ مصر۔ اٹلی۔ سسلی۔ مارسلیز اور سائپرس وغیرہ میں بھی جاکر آباد ہو گئے تھے مغربی یورپ کے ساتھ تجارت شروع ہوگئی تھی سرمایہ دار طبقہ وجود میں آرہا تھا۔

سیاسی زندگی اور شہری ریاستیں

امراء کی قوت بڑھ گئی تھی عوام کو امراء کی اطاعت کرنی پڑتی تھی۔ بادشاہ کی طاقت ختم ہو چکی تھی افسروں کا انتخاب ہوتا تھا۔ اسپارٹا میں دو کا رواج تھا۔ بہت سے مقامات پر بادشاہت بالکل ختم ہو چکی تھی پہاڑی حدود نے ان کو علیحدہ کر دیا تھا ایک دوسرے سے الگ رہتے اور ان میں تعاون کی کمی تھی انہی وجوہات سے شہری ریاستیں وجود میں آئیں۔ ایسی ریاست میں شہر اور اس کے چاروں طرف کا تین سو مربع میل کا علاقہ شامل ہوتا تھا شہر کے چاروں طرف ایک دیوار بنائی جاتی تھی۔ ان میں اسپارٹا اور ایتھنز کی ریاستیں مشہور ہیں یہ ریاستیں آپس میں لڑتی رہتی تھیں ایک ریاست کا سوداگر دوسری ریاست میں شادی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک ریاست کا شہری دوسری ریاست میں جاگیر نہیں خرید سکتا تھا باشندوں کو حکومت میں اختیارات حاصل تھے شہری اور مذہبی رسوم میں حصہ لیتے تھے کھیل تماشہ شوق سے دیکھتے ریاست کی آبادی اور رقبہ زیادہ نہیں ہوتا تھا پہاڑی اور اونچی جگہ پر قلعے اور عمارتیں بنائی جاتی تھیں شہریت کا حق وراثتاً ہوتا رہتا تھا غلاموں اور دوسری ریاستوں کے لوگوں کو یہ حق نہیں ملتا تھا۔ ہر شہری کی دیوی علیحدہ ہوتی تھی مصیبت کے وقت اسی کی طرف رجوع ہوتے تھے۔

ریاستی مجلس کے ممبر سبھی آزاد لوگ ہوتے تھے اس کے علاوہ چھوٹی کونسل بھی

ہوا کرتی تھی جو روزانہ کا انتظام کرتی اور مقدمے فیصل کرتی تھی۔

ادب تحریر اور ہنر اس دور میں کسانوں کی حالت اس قدر ابتر تھی کہ لوگ اس سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ شاعروں نے اپنی شاعری میں ان کے حالات کا نقشہ کھینچا۔ عوام کو ان کی حالت سے روشناس کرایا۔ ۷۰۰ ق م میں ہیسیوڈ نے اپنی نظموں میں ان مصیبت زدہ کسانوں کے حالات لکھے اس نے اپنے کلام کے ذریعے لوگوں کو بتایا کہ کام کرنے میں کوئی ذلّت نہیں ہوتی۔ ہر کام کی قدر کرنا چاہیے۔ کام کرنا بذات خود ایک خوبی ہے۔

فنیشین نے حروف سکھائے تھے اور اس میں وولز نہیں ہوتے تھے یونانیوں نے اس طرز تحریر میں وولز کا اضافہ کیا۔ ۷۰۰ ق م تک تحریر عام ہو گئی۔ یونانیوں نے اس کو کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔

یہ لوگ نقاشی میں ہوشیار تھے بہت خوبصورت مندر بناتے تھے مشہور آدمیوں کے مجسمے تیار کئے جاتے تھے معمار لوگ اپنے وقت کو مکانات بنانے میں بھی صرف کرتے۔ نقاشی اور بیل بوٹوں میں ترقی کی۔

۳۔ مطلق العنانی دَور کے نمایاں واقعات:

یہ دور ۵۰۰ ق م تک رہا یہ مطلق العنانی حکومت تھی اس زمانہ کے بادشاہوں کو ظالم کہنا غلط ہے انہوں نے لوگوں پر ظلم نہیں کئے بلکہ ان کو فائدہ پہنچایا یہ ضرور صحیح ہے کہ انہوں نے خلاف قانون امراء سے حکومت کی باگ چھین لی اور خود بادشاہ بن بیٹھے۔ ان لوگوں نے کورنتھ، میگارال اور ایتھنز میں حکومت کی۔

کورنتھ سائیسلس نے تیس۳۰ سال حکومت کی اس نے ڈالفی میں ایک خزانہ بنایا اور اولمپیا میں لیئس کی سنہری مورتی بنائی گئی اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا پرائینڈر حکمراں ہوا اس کو علوم و فنون میں دلچسپی تھی۔ وہ عالموں کا قدردان تھا اس نے علوم و فنون کو فروغ دیا اس کے عہد میں حکومت کے حدود میں وسعت

ہوئی۔ تجارت کو فروغ و ترقی کی غرض سے غیر ممالک سے تعلقات پیدا کئے گئے اس نے ملک میں بہت سی نہریں کھدوائی تھیں۔ اس کے عہد میں متعدد بھی بنائے گئے اس کے دربار میں شاعروں کی قدر ہوتی تھی۔

میگارا یہاں تھیجنس بادشاہ کی حکومت تھی اس کو اپنی رعایا سے خاص ہمدردی تھی۔ ان کے آرام کی خاطر اس نے بہت سے کام کئے۔ اس کو غریبوں سے خاص ہمدردی تھی اس نے غریبوں کا انتظام خاص طور سے کیا تھا ان کو حکومت کی طرف سے ہر طرح کی مدد دی جاتی تھی۔

ایتھنز ۵۶۰ ق م میں پیس ٹریٹس بادشاہ ہوا اس نے سولن کی ہدت کے بعد ملک کو تباہ و بربادی سے بچایا اس کے زمانہ میں ایتھنز کی شان و شوکت بڑھی۔ زراعت، صنعت و حرفت۔ تجارت اور ہنر میں خوب ترقی ہوئی جو امیر لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے تھے ان کی زمینیں غریبوں میں بانٹ دی گئیں۔ اس نے کسانوں کو روپیہ بطور قرض بھی دیا۔

مذہبی خیالات کو ابھارنے کے واسطے اس نے مذہبی رسومات کی شان و شوکت میں اضافہ کر دیا۔ ڈینیسس جشن شروع کیا یہ موسم بہار کا جشن ہوتا تھا اس کے زمانہ میں رعایا چین سے تھی ٹیکس بہت کم تھے اس کے پاس ایک بیڑہ بھی تھا۔

اس کے بعد اس کے بیٹے ہپیرسیں اور ہپیا تخت نشین ہوئے اول الذکر کو قتل کر دیا گیا تھا اور آخر الذکو جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ پھر وہ ایرانی دربار چلا گیا اس کے بعد کلیتھینس کا عہد آیا یہ جمہوریت کا قائل تھا اس نے اس کام کو پورا کیا جس کو سولن نے نامکمل چھوڑا تھا اس نے پرانے قبیلوں کو ختم کر دیا اور سماجی فرق کو مٹایا اس نے مقامی اعتبار سے دس قبیلے بنائے اس نے شہریوں کے حقوق میں اضافہ کیا کونسل کے ممبروں کی تعداد بڑھائی اس نے آزاد رائے دینے کا رواج جاری کیا۔

کھیل تعلیم۔ادب موسیقی یہ لوگ کھیلوں میں حصہ لیتے۔ مقابلہ کے کھیل ہوتے تھے انعامات تقسیم کئے جاتے تھے جو لوگ جیت جاتے

تھے ان کی تعریف میں نظمیں لکھی جاتی تھیں۔

نوجوانوں کو کشتی لڑنا۔ بھاگنا۔ دوڑنا۔ کودنا۔ پھاندنا۔ ورزش کرنا سکھایا جاتا تھا ان کو پڑھنا لکھنا بھی سکھایا جاتا تھا۔

اسی زمانہ میں گیت، مکالمے اور ناٹک لکھے گئے۔ شاعروں نے ترقی کی۔ اس دور میں تھیبس کا مشہور شاعر پنڈار تھا۔ سیفو ایک عورت تھی یہ مشہور شاعر بھی تھی اس کے نغمات مشہور تھے دیوتاؤں کی خوبیوں کے متعلق شاعری میں لکھا جاتا تھا موسیقی میں ترقی ہوئی۔ لوگوں نے ساز اور راگ ایجاد کئے۔

ہنر۔ فن عمارت۔ پینٹنگ اخلاق اور سائنس

بندرگاہ۔ عمارتیں اور مندر بنائے گئے مندروں میں چونے وغیرہ کو استعمال کیا جاتا تھا اپولو کے مندر کے سامنے کا حصہ چکنے پتھر کا بنا ہوا تھا اس زمانہ کے فن عمارت میں سادگی اور خوبصورتی تھی ڈورک طرز کی تقلید کی جاتی تھی مندروں کے ستون بہت خوبصورت بنائے جاتے تھے۔ یونانی لوگ اپنی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے مناظر کو تصویروں میں ظاہر کرتے تھے اس کے علاوہ دیوتاؤں اور سورماؤں سے متعلق بھی منظر کشی ہوتی تھی۔ ان میں رنگ بھی بھرا جاتا تھا۔

یونانیوں کا عقیدہ تھا کہ بُرے کاموں کی سزا دی جائے گی اور اچھے کاموں کا اجر بھی ملے گا تھیلس نے علم جوتش سیکھا اس نے سورج گرہن اور چاند گرہن کی پیشین گوئی کی تھی اس کے شاگرد نے دنیا کا جغرافیہ بھی تیار کیا تھا۔ پائتھاگورس نے حساب ایجاد کیا اور نیچرل سائنس بنائی۔

۴۔ ایتھنز کی حکومت کا قیام اسکی ترقی کے وجوہات اور زوال کے اسباب:

(الف) ایرانیوں سے جنگ کے بعد اسپارٹا کے لوگ الگ رہے لہذا یونانیوں نے ایشیا مائنر کی شہری ریاستوں کی ڈیلین لیگ (Delian League)

(of Greek City States of Asia Minor) میں بحر ایجین کے جزائر (Islands of the Aegean Sea) یوبا (Euboea) اور ایتھنز بھی شامل تھے ۴۷۸ ق م میں یہ لیگ قائم ہوئی تھی ایتھنز اس کا لیڈر تھا عملی اختیارات ایتھنز کے ہاتھ آ گئے کچھ مخالف ریاستوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اس لیگ میں شامل ہو جائیں اس قسم کی تمام ریاستیں ایتھنز کے ماتحت ہو گئیں۔ ایتھنز والوں نے اور بھی مقامات فتح کر لئے۔

ایتھنز کا جہازی بیڑہ بحر ایجین میں ان ریاستوں کی حفاظت کرتا تھا جو اس کی لیگ میں شامل تھیں اور یہ ریاستیں اس کو ایک طرح خراج دیتی تھیں۔ رفتہ رفتہ یہ ڈیلین لیگ ایتھنز سلطنت (Athenian Empire) میں تبدیل ہو گئی۔ ۴۵۴ ق م میں خزانہ کو ڈیلوس سے ایتھنز میں بھیج دیا گیا۔ ایتھنز والے ہر معاملہ میں دوسرے لوگوں سے بڑھ گئے اور دوسری ریاستیں انکی اطاعت کرنے لگیں۔

اب ان کی بحری قوت بڑھ گئی اور تجارت میں ترقی ہوئی۔ شاندار عمارتیں بنائی گئیں شہر کی حفاظت کے واسطے چاروں طرف ایک دیوار بنائی گئی اس کے خاص رکن چار تھے یعنی تھیمسٹوکلیس۔ ارسٹائیڈیس۔ سی من اور پیری کلیس اس کے لیڈر تھے۔

تھیمسٹوکلیس

کے خیالات لوگوں کو پسند نہیں تھے اس کو جلا وطن کر دیا گیا تھا اس نے دوران جلا وطنی میں اسپارٹا کے خلاف خیالات کا اظہار کیا۔ جب اسپارٹا نے اعتراض کیا تو ایتھنز نے اس کو مجرم قرار دیا وہ ایران چلا گیا۔

سی من

یہ اسپارٹا کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا چاہتا تھا لیکن ایتھنز نے اس کے خیالات کو پسند نہیں کیا۔ ایک دفعہ جب اسپارٹا کی نو آبادی نے بغاوت کی سی من نے مدد کے واسطے فوج بھیجی۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اسپارٹا نے ایتھنز سے فوج ہٹانے کے واسطے کہا۔ یہ ذلت کی بات تھی۔ اسی لئے سی من کے اقتدار کو ختم کر دیا گیا۔ سی من کے عہد میں لوگوں کو کافی اختیارات مل گئے تھے پانچ سو رکن کی کونسل کو وسعت دی گئی اور Juries کو بھی بڑھا دیا گیا۔ رتبے اور مرتبے

حاصل کرنے کا حق اکثریت کو دیا گیا تھا۔ افسروں کو قرعہ اندازی سے چنا جاتا تھا مگر کمانڈر اور کمانڈر انچیف کا انتخاب لوگ ہی کرتے تھے۔

پری کلیز تیس سال کی عمر میں اس نے اقتدار حاصل کیا۔ وہ شریف اور صاحبِ عزت و دولت تھا اس کو طرح طرح کی ورزش کرائی گئی تھی۔ موسیقی، ادب، فلسفہ وغیرہ کے اصول اس کو بتائے گئے تھے۔ فن تقریر میں اس کو کمال حاصل تھا وہ اپنے خیالات کا اظہار بغیر کسی ڈر و خوف کے کرتا تھا۔

اس نے ایتھنز میں مندر اور شاندار عمارتیں بنوائیں۔ وہ علوم و فنون کا شوقین تھا اس نے عالموں کو ایتھنز میں بلوایا۔ وہ آزادی کا حامی تھا اس نے لوگوں کو سیاسی حقوق دئے۔ اس نے افسروں۔ سپاہیوں۔ جوری اور اسمبلی کے ممبروں کو تنخواہیں دیں اس نے تجارت کو فروغ دیا بحری قوت کو بڑھایا اور لوگوں کو نوآبادیات قائم کرنے کے لئے باہر بھیجا اس نے ڈیلین لیگ کو ایک سلطنت میں تبدیل کر دیا اس کی سلطنت میں تھریس بلیسپونٹ اور بحر اسود شامل تھے۔ اس نے بوائے ٹیا، یوبیا، فوسس۔ لوکری وغیرہ کو بھی شامل کر لیا۔

اس کا خیال تھا کہ اسپارٹا کے ساتھ جنگ کی جائے اپنے خیالات کی وجہ سے وہ ہر دلعزیز ہو گیا۔ اس نے تھسیلی، ارگس اور میگارا کو ملحق کیا اس نے ایتھنز کو محفوظ کرنے کے لئے دو لمبی دیواریں بنوائیں۔

۴۵۹ ق م میں ایتھنز اور اسپارٹا میں جنگ ہوئی یہ جنگ ۴۴۵ ق م تک رہی آخر کار صلح ہو گئی یہ صلح ۳۰ سال تک باقی رہی پھر ۴۳۱ ق م میں اسپارٹا اور ایتھنز کی دوسری جنگ شروع ہو گئی اس کے بعد ہی۔ ۴۲۹ ق م میں پری کلیس مر گیا وہ یونان کا بہت بڑا سیاست داں تھا۔ اس نے ایتھنز کی شان میں چار چاند لگا دئے اس کو ایتھنز حکومت کا معمار کہتے ہیں۔

یونان کی تہذیب بنانے میں سب سے زیادہ حصہ ایتھنز نے لیا یہ علوم و فنون کی ترقی کا مرکز تھا۔ یہاں علماء، فلاسفر، قانون داں، شعراء، نقاش، مصور، سنگتراشوں، صناعوں، سوداگروں، ڈرامہ نویسوں، مورخین، جنرلوں، سیاحوں، ملاحوں اور جہازرانوں کی کمی نہیں تھی۔

سیاسی حالت یہ ایٹیکا کا خاص شہر تھا۔ گیارہویں صدی ق م میں بادشاہ کو فوجی فرائض سے سبکدوش کر دیا گیا۔ پھر آٹھویں صدی ق م میں بادشاہ اور ممبروں کی ایک جماعت بنائی گئی رفتہ رفتہ بادشاہ کی قوت کم ہوتی گئی اور امراء کی کونسل طاقتور ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد جمہوری حکومت قائم ہوئی۔ سب لوگوں کو حکومت کے کام میں حصہ لینے کا حق حاصل تھا۔ پچیس ہزار ۲۵۰۰۰ ان کی تعداد تھی سب اسمبلی کے رکن تھے لیکن جب میٹنگ ہوتی آدھے سے بھی کم رکن آتے تھے۔ اسمبلی افسروں کو الگ کر سکتی تھی اور ان کو موت کی سزا بھی دی جا سکتی تھی اس کا فیصلہ اٹل تھا اس کے علاوہ ایک کونسل بھی ہوتی تھی۔ اس میں ۵۰۰ ممبر ہوتے۔ ان کا چناؤ سالانہ ہوتا تھا معمولی کاموں کے فیصلے یہ کونسل کرتی تھی اس کے علاوہ بھی چھوٹی کمیٹیاں ہوتی تھیں۔ بہت سے کام ان کے بھی سپرد تھے کونسل میں ہر ممبر بل پیش کر سکتا تھا۔

فوج اور بیڑا جنرلوں کے ماتحت تھا۔ غیر ملکی معاملات بھی انہی کے سپرد تھے ان جنرلوں کا چناؤ ہر سال ہوتا تھا ان کی تعداد دس تھی پری کلیز ان میں سب سے بڑا افسر تھا اس نے ایتھنز کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ مستورات کو سیاسی آزادی نہیں تھی۔ غلام کو شہری حقوق نہیں تھے غیر ملکی لوگوں اور غریبوں کو بھی سیاسی حقوق حاصل نہیں تھے۔ یہ حکومت کی خامیاں تھیں۔

صنعت وحرفت اور تجارت صنعت وحرفت اور تجارت میں ترقی ہوئی شراب اور زیتون خاص چیزیں تھیں سکہ کا استعمال ہونے لگا تھا۔ کمہار عمدہ اور خوبصورت برتن بنا کر باہر کے ملکوں کو بھیجتے تھے۔ ایتھنز کے جہاز مصر۔ سائپرس اور بحر اسود تک جاتے تھے۔ یہ جہاز غیر ملکوں سے اونی چغے۔ خوبصورت پیالے اور برتن لاتے تھے۔ غلہ کی آمد نقصان دہ ثابت ہوئی۔ اناج کی قیمت گر گئی۔ کسانوں کو تکلیف ہوئی۔ ان کو روپیہ قرض لینا پڑا اور اپنی زمین رہن کرنا پڑی امراء ان کی زمینوں کو فروخت کر کے ان کو اور بھی پریشان کرتے تھے کسانوں کو غلاموں کی حیثیت سے بیچ ڈالا جاتا تھا۔

قوانین ۶۲۱ ق م سے قبل قوانین نہیں ہوتے تھے بلکہ صرف رواج اور رسومات تھیں جن کو امراء بناتے اور عمل کراتے تھے۔

ڈریکن غریب لوگوں کی پریشانی دور کرنے کے واسطے ڈریکن کو آرکن مقرر کر دیا گیا۔ اس نے قوانین بنائے۔ یہ قوانین سخت تھے ان کو خون سے لکھا گیا تھا غریبوں کو ان قوانین سے کوئی فائدہ نہیں پہونچا ان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے ۵۹۴ ق م میں سولن کو اس کام کے واسطے مقرر کیا گیا۔

سولن اس نے اچھے قوانین بنائے اس نے زمانہ کے قرضوں کو ختم کر دیا اس نے زمین کا حصہ مقرر کر دیا جو زیادہ سے زیادہ ایک آدمی کی ملکیت میں رہ سکتی ہے اس نے مقروض کے بیچنے کی رسم کو ختم کر دیا اس نے کونسل سے قوانین بنانے اور قوانین پر عمل کرانے کے اختیارات لے لئے۔

۴۰۰ ممبروں کی ایک کونسل بنائی گئی اور اس تعداد میں سے ۱۰۰ کی قرعہ اندازی ہوتی تھی۔ اس کونسل میں غریب طبقہ کی نمائندگی نہیں تھی Archons امراء میں چنے جاتے تھے۔ غریبوں کو ووٹ دینے کا حق نہیں تھا لیکن وہ کوئی بھی عہدہ حاصل کر سکتے تھے اسمبلی کے ممبر قوانین بناتے تھے اور مجسٹریٹ کا بھی انتخاب یہی لوگ کرتے تھے۔ مذہبی اخلاقی قانونی معاملات کی دیکھ بھال کے واسطے افسر مقرر تھے۔

سولن نے ایسے قوانین بنائے جن کے ذریعے لوگ فضول خرچی، عیاشی عیش و عشرت نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے فوجداری کے قوانین بہت سخت تھے اس نے والدین پر یہ بات لازم کر دی تھی کہ وہ اپنے بچوں کو تجارتی تعلیم یقیناً دیں۔

سولن کو جمہوریت کا بانی کہا جاتا ہے آئندہ جمہوری حکومت کے لئے اس نے راستہ بنایا اس کا شمار یونان کے مشہور لوگوں میں کیا جاتا ہے۔

موسیقی۔ ڈرامہ۔ فن تعمیر سنگتراشی و نقاشی۔ تاریخ و شاعری علم موسیقی اور ڈرامہ نویسی میں ترقی ہوئی۔ مذہبی تہواروں پر گانوں اور ڈراموں کا استعمال ہوتا تھا ہر تہوار پر ڈرامہ نویس

نیا ڈرامہ پیش کرتا اور اس کو اسٹیج پر کھیلا جاتا تھا۔ سوفوکلیز اور استوفینز مشہور ڈرامہ نویس ہیں۔ ہیروڈوٹس نے یونان اور فارس کی جنگ کا حال لکھا۔ پنڈار بہت مشہور شاعر ہوا ہے۔

سلطنت کے زوال کے اسباب

(۱) حکومت (Direct Demacracy) پر منحصر تھی اس وجہ سے اکثر نااہل۔ بے کار اور جاہل لوگوں کو اقتدار حاصل ہو جاتا تھا جو ملک کو بجائے نفع کے نقصان ہی پہونچاتے رہتے تھے۔

(۲) یونانیوں میں غلامی کی بُری رسم رائج تھی۔ ایتھنز کے شہری آزادی کے لطف حاصل کرتے اور بیچارے غلام رات دن مصیبت بھرتے اور ظلم سہتے جس حکومت کی بنیاد ظلم پر ہو وہ قائم نہیں رہ سکتی۔ غلامی حکومت کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔

(۳) ایتھنز کے لوگوں نے جب قوت حاصل کر لی تو وہ دوسرے لوگوں کی آزادی چھیننے لگے۔ دوسروں کو حقوق نہیں دیتے تھے اور دوسروں کو مجبور کرتے کہ وہ انکی خواہشات پوری کریں۔ ایتھنز والوں کی یہ باتیں بھی نقصان دہ ثابت ہوئیں۔

(۴) ایتھنز کی شان و شوکت کو بڑھانے کی خاطر دوسری ریاستوں پر دباؤ ڈالا جاتا۔ ان پر ناجائز ٹیکس لگایا جاتا تھا۔ ایسی ریاستوں نے بھی ایتھنز کے زوال کی کوشش کی اور اس کے خلاف ہو گئیں۔

(۵) ایتھنز کی شہنشاہیت ظالم حکومت ثابت ہوئی اپنی محکوم ریاستوں کو حقوق نہیں دئے۔ ان کی آزادی بالکل چھین لی۔ ایتھنز کی یہ حرکت بھی نقصان دہ ثابت ہوئی اور زوال کا سبب بن گئی اس طرح اندرونی اور بیرونی دشمن بھی پیدا ہو گئے۔

(۶) یونانی شہری ریاستوں میں آپس میں حسد و دشمنی رہتی تھی خطرہ کے وقت بھی وہ لوگ نہیں مل جل سکتے تھے۔ ان کا اختلاف ایتھنز کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا۔

(۷) اسپارٹا کے ساتھ ایتھنز جنگ کرتا رہا۔ ان لڑائیوں میں اس کی ساری قوت زائل ہو گئی اور مالی و جانی نقصان ہوا۔ یہ جنگ بھی ایتھنز کے حق میں اچھی ثابت نہیں ہوئی۔

۵۔ پری کلینز کا عہد اور سنہرا یونانی زمانہ :

پری کلینز کا زمانہ یونان کا سنہرا اور شاندار زمانہ کہا جاتا ہے۔ ہر شعبہ میں ترقی ہوئی۔

سماجی زندگی شہریوں میں اکثریت زمینداروں کی تھی کسانوں کی تعداد کم تھی ۱۸ یا ۲۰ سال کی عمر تک ہر نوجوان کو فوجی ٹریننگ حاصل کرنا پڑتی تھی۔ اس کے بعد جو بھی پیشہ چاہے اختیار کر سکتا تھا لیکن ۶۰ سال کی عمر تک اس سے فوجی خدمت لی جا سکتی تھی۔ اس کے علاوہ دیگر فرائض بھی انجام دینا پڑتے تھے۔

لڑکیاں علیحدہ رہتی تھیں۔ ان کو گھریلو تعلیم و تربیت دی جاتی تھی ۱۶ سال کی عمر میں ان کی شادی ہو جاتی تھی لڑکیاں کاتتی تھیں اور بنتی تھیں لوگوں کی زندگی سادہ تھی۔ عموماً مرد باہر رہتے تھے۔ کشتی۔ دوڑ۔ کود پھاند۔ گولے کا پھینکنا ان کے شوق کے کھیل تھے۔ مرد سفید اور سادہ لباس استعمال کرتے اور عورتیں بھڑکیلے کپڑے پہنتی تھیں۔

مزدوروں اور کاریگروں وغیرہ کی اُجرت کم ہوتی تھی۔ ایتھنز میں غلامی کی رسم بہت بُری تھی غلام کو مالک کی ملکیت سمجھا جاتا تھا وہ اس کی موت و حیات پر قابض ہوتا۔ غلام کو شہری اور سیاسی حقوق نہیں دیئے جاتے تھے۔

اقتصادی زندگی روزی کا خاص ذریعہ زمین تھی اس کے علاوہ اہل حرفہ کاریگر معمار بڑھئی۔ کمہار اور جوہری ہوتے تھے تجارت میں ترقی تھی اور صنعت و حرفت کو بھی فروغ تھا۔ دولت کافی تھی۔ اشیاء کی قیمت بڑھ گئی تھی جنگ کی وجہ سے حکومت کے اخراجات بڑھ گئے تھے اور کمی کو پورا کرنے کے واسطے ٹیکس لگا دیئے گئے تھے۔

سیاسی زندگی جمہوری حکومت تھی۔ ہر شہری حکومت میں حصہ لیتا تھا۔ غلاموں۔ عورتوں اور نابالغوں کو رائے دینے کا حق نہیں تھا۔ ایسے لوگوں کی تعداد ۲۸۰۰۰ تھی اس طرح صرف ۵۰۰۰ لوگ حکومت میں حصہ لیتے تھے۔

اسمبلی اس میں آزاد شہری ہوتے تھے لیکن میٹنگیں سب نہیں آتے تھے۔

ان میں سے کم لوگ آتے تھے۔ سال میں دس دفعہ اس کی نشست ہوتی تھی یہ حکومت کا سرچشمہ تھا صلح و جنگ۔ عہدنامہ کرنا۔ افسروں کو علیحدہ کرنا وغیرہ اس کا کام تھا۔

کونسل اس کونسل میں ۵۰۰ ممبر ہوتے تھے۔ ان کا چناؤ سالانہ ہوتا تھا۔ اسمبلی کے زیادہ کام یہ ہی کونسل کرتی تھی۔

جیوری ہر جیوری میں ۲۰۰ سے لیکر ۵۰۰ تک ممبر ہوتے تھے یہ مقدمے وغیرہ فیصل کرتی تھی اس کے علاوہ اگر کوئی معاملہ اسمبلی یا کونسل اس کے پاس بھیجتی تو اس کو بھی طے کرتی تھی بل وغیرہ بھی جیوری کے پاس آتے تھے جیوری کے ممبروں کو تنخواہ دی جاتی تھی۔

افسر تیسرے درجہ کے لوگ بھی Archons ہو سکتے تھے ان کو تنخواہ بھی ملتی تھی۔ افسروں کو قرعہ اندازی سے رکھا جاتا تھا۔ کمانڈروں اور کمانڈر انچیف کا تقرر انتخاب سے ہوتا تھا۔

اساتذہ اس زمانہ میں اساتذہ کا طبقہ پیدا ہوا یہ لوگ عمدہ تقریر کرنے والے ہوتے تھے۔ نہایت اچھے مصنف بھی ہوتے۔ پڑھنا۔ لکھنا موسیقی قدیم شعرا کا کلام۔ ناچ کھیل کود کے علاوہ اور بھی چیزیں بتائی جاتی تھیں۔ وہ طالب علموں میں عمدہ نثر لکھنے کا شوق پیدا کرتے تھے اچھی تقریر بھی کرتے حساب ریاضی اور علم نجوم بھی سکھایا جاتا وہ لوگ ایک شہر سے دوسرے شہر جاتے رہتے تھے۔ ان اساتذہ میں کچھ نے خدا کے وجود سے انکار کیا تھا۔

ادب۔ تھیٹر اور فن عمارت مذہبی رسومات کے واسطے ڈرامے اور ناٹک لکھے جاتے تھے اس زمانہ میں ایسکلیز، سوفیوکلیز اور یوریپڈیز ڈرامہ نویس گزرے ہیں۔ ان لوگوں نے بہت اچھی ٹریجڈی لکھی ہے۔ ارسٹوفینز بہترین کمیڈی لکھنے والا تھا۔ ہیروڈوٹس اور تھیوسڈیز مشہور مورخ بھی اسی زمانہ میں تھے۔

ڈراموں کو اسٹیج پر کھیلنے کے لئے تھیٹر بنائے گئے اس میں نصف دائرہ میں بیٹھنے کا انتظام کیا گیا۔ شہری لوگ حکومت کے مہمان کی حیثیت سے ڈرامے دیکھنے آتے تھے ان سے کوئی فیس نہیں لی جاتی تھی اسٹیج پر سینری نہیں ہوتی تھی ڈراموں

میں صرف مرد حصہ لیتے تھے۔ صبح کے وقت ٹریجڈی اور تیسرے پہر کو کومیڈی کا تھیٹر ہوتا تھا۔
اس زمانہ میں فن عمارت میں حیرت انگیز ترقی ہوئی۔ پینٹنگ کو بھی فروغ ہوا
ایتھنز آرٹ گیلری بنا ہوا تھا۔ پری کلیسز نے نئے خوبصورت مندر بنوائے ان میں
پارتھینس کا مندر بہت زیادہ خوبصورت بنا ہوا ہے فتح کا مندر بھی ایک شاندار مندر ہے۔
اس کے علاوہ فیڈیز مشہور سنگ تراش تھا اس نے نہایت عمدہ مجسمے تیار کئے
زئیس کا مجسمہ، اولمپیا میں بنایا گیا تھا اور ایتھنا کا مجسمہ پار تھینن میں بنا تھا۔
دیوتاؤں اور بہادروں کے کارناموں کو منظر کشی کے ذریعہ ظاہر کیا گیا تھا۔
کمہاروں نے بھی برتنوں کے بنانے میں کمال پیدا کر لیا تھا۔
اس زمانہ میں ڈیلین جماعت (Delian Confederacy) ایک بڑی سلطنت
میں بدل گئی سلطنت کے حدود میں وسعت پیدا ہوئی۔ اس میں تھراس ہیلس پانٹ
(Thrace Hellspont) اور بحر اسود (Black Sea) شامل کر لئے گئے
تھے۔ بوٹیا، فوسز، لوکری، اکین بھی ملا لئے گئے۔
پری کلیسز کا دور علوم و فنون، تہذیب و تمدن، صنعت و حرفت۔ تجارت۔
ادب۔ موسیقی۔ سنگتراشی وغیرہ کی ترقی کے لئے مشہور ہے اور اس کو سنہرا زمانہ کہنا
بالکل صحیح ہے۔ بہت سی چیزیں اس کے زمانے کی ایسی ہیں جن کی تعریف کی جاسکتی ہے۔

۶- ابتدائی اسپارٹا کے مختصر تاریخی حالات:

اسپارٹا ڈورینیس نے یونان پر حملہ کیا اور یوروٹس کی وادی میں بس گئے
اسپارٹا اس بستی کا نام رکھا گیا یہ لوگ اپنی بہادری اور قربانی
کے لئے مشہور تھے۔ بچہ کے پیدا ہونے کے بعد اس کا معائنہ ہوتا کمزور ہوتا تو پہاڑ پر
چھوڑ دیا جاتا تاکہ وہاں وہ مر جائے۔ سات سال کی عمر میں فوجی تعلیم دی جاتی۔ ان کو
تکلیف کا عادی بنایا جاتا تھا۔ ان کو مارا جاتا۔ معمولی کپڑے پہنا کر سخت بستر پر سلایا جاتا
تھا۔ فوجی سپاہی کی طرح لوگ بیوی بچوں کو ساتھ نہیں رکھ سکتے تھے سب مرد ایک جگہ سوتے تھے۔

ایک ساتھ کھانا کھاتے ۔ لڑکیوں کو اس لئے تعلیم دی جاتی کہ وہ تندرست اور خوبصورت بچے پیدا کریں۔

سماج اس سوسائٹی میں تین طبقے تھے (۱) امراء (۲) پیروسی (۳) ہیلوٹس امراء کو تمام سیاسی حقوق حاصل تھے۔ پیروسی تجارت وغیرہ کرتے تھے لیکن ان کو سیاسی حقوق حاصل نہیں تھے۔ وہ اسمبلی میں نہیں بیٹھ سکتے تھے حکومت کا کوئی کام ان کو دیا جا سکتا تھا۔ یہ حملہ آوروں اور ہیلوٹس کو روکتا تھا۔ ہیلوٹس غیر ڈورین تھے وہ کھیتوں میں کام کرتے یہ زمینداروں کے غلام ہوتے تھے نہ ان کو بیچا جا سکتا تھا اور نہ ان کو آزاد کیا جا سکتا تھا۔

اسپارٹا کے شہری شکار۔ جمناسٹک اور فوجی کھیلوں میں مشغول رہتے۔ وہ تجارت نہیں کر سکتے تھے۔ فضول خرچی کو روکنے کی خاطر پبلک کھانے کا رواج تھا۔ ان کا زیادہ وقت ڈرل اور ملیٹری پریڈ میں گزرتا تھا۔ اسی لئے ان کو زمین دی جاتی تھی۔ ان زمینوں کی کاشت ہیلوٹس کرتے تھے ان کو زمین کی پیداوار کا آدھا حصہ ملتا تھا۔

تعلیم جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو اس کا معائنہ ہوتا۔ کمزور بچہ کو پہاڑ پر چھوڑ دیا جاتا تاکہ وہ مر جائے۔ اور اگر ٹھیک ہوتا تو شروع میں ماں اس کو پالتی تھی۔ سات سال کی عمر میں اس کو ٹریننگ اسکول میں بھیجا جاتا تھا یہاں اس کو فوجی تعلیم دی جاتی اس کو تکلیفیں دی جاتی تھیں تاکہ وہ ان کا عادی ہو جائے اس کو خراب کپڑے اور خراب کھانا ملتا تھا ننگے پیر پھرتا تھا ٹھنڈے پانی میں نہایا کرتا سال میں ایک مرتبہ اسکے ننگے بدن پر کوڑے مارے جاتے تاکہ اس بات کی جانچ کی جائے کہ آیا اس میں تکلیف برداشت کرنے کی اہلیت بھی ہے۔ اس کے علاوہ اس کو لکھنا پڑھنا۔ موسیقی، برتن بنانا سکھایا جاتا تھا۔ علم تقریر کو برا سمجھا جاتا تھا۔ بیس ۲۰ سال کی عمر تک یہ تعلیم پوری ہو جاتی تھی بیس سال کی عمر سے تیس ۳۰ سال کی عمر تک وہ اپنے سے کم عمر لڑکوں کو ٹریننگ دیتا تھا اس کے بعد اس کو شہری مان لیا جاتا تھا اور وہ شادی کر سکتا تھا۔

لڑکیوں کو بھی ٹریننگ دی جاتی تھی مگر یہ سخت نہیں ہوتی تھی۔ بھاگنا۔ دوڑنا۔

کشتی لڑنا ان کا کام ہوتا تھا۔

لیکرگس اس نے پبلک میس جاری کیا۔ ملٹری۔ ٹریننگ۔ تنظیم اور لوہے کے سکے بھی اسی نے چلائے اس نے لوہے کا سکہ چلایا تاکہ لوگ دولت جمع نہ کر سکیں اس کی کوشش سے اسپارٹا فوجی سرچشمہ بن گیا تھا۔

فتوحات اسپارٹا کے لوگ نو آبادیات کی تلاش میں نہیں گئے۔ انہوں نے لیکونیا اور میسینیا فتح کئے۔ یہ دونوں علاقے یونان ہی کے حصے تھے۔ ان مقامات کے باشندوں کو غلام سمجھا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ میسینیا کے لوگوں نے بغاوت کی اور اسپارٹا کی بنیادیں ہلا ڈالیں بغاوت کو دبا دیا گیا لیکن اس کے بعد اسپارٹا والوں کو ہمیشہ بغاوت کا ڈر لگا رہا اسی خوف کی وجہ سے ملٹری ٹریننگ اہم چیز بن گئی۔ اسپارٹا نے اپنے ہمسایہ ملکوں سے تعلقات پیدا کئے۔

حکومت شروع میں دو بادشاہ ہوتے دونوں کی طاقت برابر ہوتی تھی۔ ایک دوسرے کی روک کرتا تھا Heroic Age کے بعد ان کی حکومت کی قوت، قانونی اور مذہبی اقتدار ختم ہو گیا تھا لیکن فوجی طاقت انہی کے پاس رہی تھی۔ کونسل: اس کے ۳۰ بڑے ممبر ہوتے تھے جن کی عمر ۶۰ سال ہوتی تھی ان میں سے ۲۸ کا انتخاب اسمبلی کرتی تھی۔ اس کے ممبر امراء کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ کونسل ہر معاملہ پر بحث کرتی تھی اور عدالت عالیہ کا بھی کام کرتی تھی۔ یہ اسمبلی کی خواہشات کو بھی رد کر سکتی تھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امراء کی قوت بہت زیادہ تھی۔

اسمبلی اس میں تمام شہری ہوتے تھے۔ یہ کونسل کے ممبروں اور مجسٹریٹ کا انتخاب کرتی تھی۔ صلح۔ جنگ۔ الحاق۔ بیرونی پالیسی اور تخت نشینی کے معاملات بھی یہ اسمبلی طے کرتی تھی۔

بورڈ آف ایفرس: شروع میں یہ لوگ بادشاہ کی عدم موجودگی میں انسپکٹر کا کام کرتے تھے۔ اسمبلی ان کو ایک سال کے واسطے انتخاب کرتی تھی یہ لوگوں کی بھلائی کے کام کرتے اور ان کو ظلم سے بچاتے تھے۔ وہ کونسل اور اسمبلی کے اجلاس کرتے اور

صدارت بھی کرتے تھے۔ وہ قواعد بھی بناتے تھے۔ تعلیم اور اخلاق کی دیکھ بھال بھی کرتے تھے وہ شہری مقدمات بھی فیصل کرتے تھے اس طرح ان کا کافی اثر تھا۔

اسپارٹا کی تہذیب اسپارٹا کے باشندے حکومت کے احکام کی پابندی کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ حکومت وملک وقوم کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دیتے تھے۔ ان میں سادگی حب الوطنی اور سپہ سالاری کی خوبیاں ہوتی تھیں۔ اسپارٹا یونان کی فوجی طاقت کا مرکز تھا۔ تنظیم اور سخت تکلیف برداشت کرنا اسپارٹا کی خاص خوبیاں تھیں۔ اسپارٹا نے علوم وفنون کی طرف دھیان بہت کم دیا۔

۷۔ مرتھیوں کی جنگ و تھرموپلی جنگ کے وجوہات، واقعات اور نتائج:

مرتھیون کی جنگ کے اسباب ایشیائے کوچک کے یونانیوں نے بغاوت کی اور ایتھنز کی مدد سے سارڈِس کو جلا کر خاک کر دیا۔ یہاں ایران کا حاکم رہتا تھا۔ جب ایران کے بادشاہ دارا اول کو خبر ہوئی تو اس کو بہت غصہ آیا اس نے ایتھنز کو تباہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا یہ واقعات فارس اور یونان کی جنگ کے اسباب بن گئے۔

واقعات دارا اول نے ۴۹۲ ق م میں یونان میں فوج بھیجی مگر طوفان کی وجہ سے بے سود ثابت ہوئی۔ پھر ۴۹۰ ق م میں اس نے دوسری فوج بھیجی۔ دو فارسی سپہ سالاروں نے یونان فتح کرنے کا پکا ارادہ کیا۔ اس دفعہ ایتھنز کے ایک جلاوطن حکمران نے اہل فارس کی مدد کی۔ فارسی فوج نے کئی جزیرے فتح کر ڈالے اور انہوں نے اٹیکا کی ریاست میں ڈیرے ڈال دئے۔ اس مقام پر دونوں میں خوب جنگ ہوئی۔ فارس کی طرف ایک لاکھ فوج تھی۔ دوسری طرف دس ہزار سپاہی ایتھنز سے اور ایک ہزار سپاہی پلیٹی اے سے لے آئے تھے۔ اسپارٹا اور دیگر ریاستوں نے مدد نہیں کی تھی۔

لیکن یونانی سپہ سالار ملٹی اے ڈیز نے دشمنوں کو شکست دینے کا پکا ارادہ کرلیا۔ یونانی فوج نے خلیج مرتھن کے مقام پر فارسیوں کا مقابلہ کیا۔ یونان کے مسلح سپاہیوں نے زبردست حملہ کیا اور فارسی سپاہیوں کا کشت وخون کیا ان میں سے ۶۰۰۰ سپاہی جان سے مارے گئے۔ اس لڑائی میں شکست کھانے کے بعد فارسیوں نے طے کیا کہ وہ سمندری راستہ سے ایتھنز جائیں لیکن مرتھیوں نے دشمنوں کے قدم جمنے نہ دیئے۔ فارسی فوج پہلے مقابلے میں تلخ تجربہ کرچکی تھی اسلئے یہ ایشیائے کوچک کی طرف ہوٹ گئی۔

نتائج اس جنگ کی فتح نے یونانیوں کی آزادی کو قائم رکھا۔ اس فتح کے سبب یونانیوں کی تہذیب وتمدن کے خزانے باقی رہے اور یونان کے لوگوں نے علوم وفنون میں آزادی سے ترقی کرکے دنیا کو تہذیب وتمدن اور علوم وفنون سکھائے۔

تھرموپلی کی جنگ سبب: مرتھیوں کی جنگ کی شکست کے بعد دارا نے یونانیوں کو نیچا دکھانے کے لئے اعلیٰ پیمانہ پر تیاریاں کیں لیکن وہ ۴۸۵ ق م میں مرگیا اور اس کی موت کے بعد اس کے لڑکے زرکسیز نے بدلہ لینے کا پکا ارادہ کرلیا۔

جنگ کے واقعات زرکیز نے چار لاکھ سپاہیوں کی فوج لی۔ اس میں میڈینہ۔ فارسی۔ اسیرین۔ بیکٹرین۔ ایتھوپینس۔ عرب اور ہندوستانی شامل تھے۔ یہ فوجی لشکر ۴۸۰ ق م میں یونان بھیجا گیا۔ مقدونیہ تک یہ لشکر بغیر رکاوٹ چلا گیا۔ بہت سی ریاستوں نے اطاعت بھی مان لی لیکن ایتھنز اور اسپارٹا والوں میں دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اتحاد پیدا ہوگیا۔ یونانی سپہ سالار تھیمسٹوکلیز نے اپنی فوج کو تھرموپلی اور اوٹا کے بیچ کے تنگ درہ میں جمع کیا۔ اسپارٹا کی فوج کی سپہ سالاری لیونائڈیز کر رہا تھا۔ فارسی دستے پے در پے حملے کرتے اور پسپا ہو رہے تھے۔

مگر ایسے نازک موقع پر ایک یونانی غدار نے دشمنوں سے کچھ روپیہ لے لیا اور انکو

پہاڑ پار کرنے کا ایک راستہ بتا دیا تاکہ یہ لوگ پیچھے سے حملہ کر سکیں۔ یونانی اس خطرہ سے باخبر تھے اور ایک فوجی دستہ وہاں پر تعینات کر دیا لیکن یہ لوگ ذرا اوپر چلے گئے اور یہ راستہ فارسیوں کے لئے کھلا رہ گیا۔

جب یونانی اور اسپارٹا کے سپاہیوں کو یہ معلوم ہوا وہ پیچھے ہٹ گئے اور سامنے صرف چھوٹا سا دستہ چھوڑ دیا۔ اس کا سپہ سالار لیونائڈیز تھا۔ اس نے اپنی چھوٹی فوج کے ساتھ جان توڑ کر فارسیوں پر حملہ کیا اور فارسی فوج میں انتشار پیدا کر دیا لیکن آخر میں فارسیوں کو فتح ہوئی۔ اس جنگ میں اسپارٹا اور یونان کے سپاہیوں نے اپنی دلیری کے جوہر دکھائے۔

سلیمس اور پلیٹی اے کی جنگ زرکیز کی فوج نے تمام شمالی یونان پر قبضہ کر لیا۔ ایتھنز برباد کر دیا گیا۔ اس کے بعد سلیمس کے جزیرہ کے کنارے بحری جنگ ہوئی۔ یونانیوں نے دشمن کے بیڑہ کو تباہ کر ڈالا۔ زرکیز جان بچا کر ایشیاء کو چک بھاگا پھر ایتھنز اور اسپارٹا نے ایرانی جنرل مارڈونیس کو پلیٹی اے کے مقام پر شکست دی اور جنرل مارا گیا ایرانی فوج برباد ہوگئی۔ پھر کسی ایرانی سپاہی کی ہمت یونان میں قدم رکھنے کی نہیں ہوئی۔

۸۔ جدید یورپ قدیم یونان کا بچہ :

جدید یورپ کو قدیم یونان کا بچہ کہنا بالکل ٹھیک ہے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) ادب یونان کے نابینا شاعر ہومر نے رزمیہ نظمیں لکھیں۔ یونان ڈرامہ نویسو کے لئے مشہور ہے۔ ایسکلیس، سوفوکلیز، یورفیڈی اور ارسٹوفینس کے نام زیادہ نمایاں ہیں۔ ایسکلیس پہلا شخص تھا جس نے یونانی ٹریجڈی لکھی تھی۔ اس نے ۹۰ ڈرامے لکھے۔ سوفوکلیز نے ۱۰۰ ڈرامے لکھے۔ ارسٹوفینس اپنے زمانہ کا بہترین کمیڈی لکھنے والا تھا۔

(۲) **سائنس** پائتھاگورس۔ ارکیڈیس اور ارٹوسٹھینز مشہور حساب داں گزرے ہیں۔ یونان میں مشہور سائنسداں بھی پیدا ہوئے۔ تھال پہلا علم ریاضی کا ماہر تھا۔ یوکلیڈ اب تک اپنے علم ریاضی یعنی جیومیٹری کے لئے مشہور ہے۔ پائتھاگوریس نے جیومیٹری کے اصول بنائے اس نے معلوم کیا کہ زمین اور دیگر اجسام فلکی کی شکل (Spherical) ہے ہپوکریٹیز علم طب کا بانی تھا اس نے مرض کی کیفیت بتلائی اور آپریشن کی ہدایات بھی بتلائیں۔ اس کے پیشہ کی قسم لوگ اب تک کھاتے ہیں۔ اس نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ ہر ایک مرض کا تعلق قدرت سے ہے اس لئے ورزش غذا اور صفائی سے مرض دور ہو سکتا ہے۔

(۳) **تاریخ** ہیروڈوٹس یونان کا مورخ تھا کبھی کبھی اس نے دوسروں کے علم پر بھروسہ کر لیا۔ تھیوسی ائڈھی فلسفیانہ تاریخ لکھتا تھا۔ اس کی تحریریں اس کے ذاتی مشاہدے پر لکھی گئیں تھیں۔ ایکزنوفن نے انابیسس اور ہیلینیکا لکھیں۔

(۴) **فلسفہ** سقراط۔ پلیٹو۔ ارسطو مشہور فلسفی گزرے ہیں۔

(۵) **سقراط** ایتھنز کا رہنے والا تھا۔ اس کا باپ سنگتراش تھا۔ اس نے جوانی میں تین مرتبہ یونانی جنگ میں حصہ لیا۔ اس نے فلسفہ کا خوب مطالعہ کیا اور مشہور فلاسفر ہو گیا۔ زینوفن اور پلیٹو اس کے شاگرد تھے سقراط کہتا تھا کہ انسان کو چاہئے کہ خود کو پہچانے۔ اس نے سچائی پر بہت زور دیا۔ وہ بازار میں کھڑے ہو کر لکچر دیتا تھا۔ وہ نوجوانوں سے سوالات کرتا اور ان کو چکر میں ڈال دیتا تھا۔ اس طرح یہ ان کو بتاتا تھا کہ ان کا علم کتنا محدود ہے۔

اس کا خیال تھا کہ سوالات اور بحث مباحثہ سے غلطیاں دور ہو جاتیں ہیں اور حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ وہ کہتا تھا کہ سلطنت وحکومت کے اچھا بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر فرد کو اچھا بنایا جائے۔ وہ سچائی۔ خوبصورتی اور ایمانداری پر بہت زور دیتا تھا۔ اس نے اپنے زمانہ کے خیالات پر نکتہ چینی کی اس نے اس زمانہ کے اساتذہ کی جہالت کا بھی اظہار کیا۔

لوگ اس کے دشمن ہو گئے۔ اس پر الزام لگایا گیا کہ وہ دیوتاؤں کو بُرا کہتا ہے اور یونان کے نوجوانوں کو گمراہ کرتا ہے۔ حکومت نے اس کو موت کی سزا تجویز کی اسلئے اپنے ہی ہاتھ سے زہر کا پیالہ پی لیا اور مر گیا۔

پلیٹو یہ سقراط کا شاگرد تھا۔ اس کو سیاست سے دلچسپی تھی سقراط کی صحبت نے اس کو فلاسفر بنا دیا۔ اس نے ایک اکاڈیمی قائم کی تھی۔ اس نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ یوٹوپیا میں اس نے خیالی مگر نمونہ کی سوسائٹی کا نقشہ کھینچا ہے۔ ری پبلک میں اس نے جمہوری حکومت کا حال بیان کیا ہے۔ اس نے اپنے زمانہ میں ایسے قوانین لکھے جو ایک نمونہ کی حکومت میں ہوتے چاہئیں۔ ان کا خیال تھا کہ شہری ریاست میں خود اپنی اہلیت ہونی چاہئے کہ وہ بیرونی پیش قدمی کو روک سکے۔ بادشاہ کو فلسفی ہونا چاہئے۔ نمونہ کے سماج میں خاندانی اور ذاتی جائداد نہیں ہونا چاہئے اس سے سماجی اور سیاسی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پلیٹو ایک شاعر بھی تھا۔

ارسطو ارسطو مقدونیہ کا رہنے والا تھا۔ اس کا باپ بادشاہ فلپ کے دربار میں طبیب تھا۔ اس کو سکندر کا استاد مقرر کیا گیا۔ وہ پلیٹو کا شاگرد تھا۔ اس نے ایتھنز اور لیسم میں تعلیم حاصل کی۔ اس نے اپنے شاگردوں کے گروپ بنا دیئے تھے تاکہ مختلف مضامین سے واقفیت ہو سکے۔ وہ چلتے پھرتے پڑھایا کرتا تھا۔ اس نے بہت سے اصول بنائے اس نے خود منطق، فلسفہ، اخلاقیات، سیاست، تنقید۔ شاعری۔ طب، علم حیوانات و نباتات پر لکھا۔ اس کی بہت سی کتابیں آج تک پڑھائی جاتی ہیں۔ اسکندریہ کے طالب علموں نے اس کا طریقہ سیکھا اور تقلید کی۔ وہ سائنسداں بھی تھا اور فلاسفر بھی۔

سیاست یونانیوں نے علم سیاست بنایا۔ ارسطو نے گورنمنٹ اور اسٹیٹ کی ابتدا کے بارے میں بتایا۔ اس نے اس کی قسمیں بھی بتلائیں۔ پلیٹو نے بتایا کہ ایسے بادشاہ کی حکومت ہونا چاہیئے جو فلاسفر ہو۔ اس نے یونان کے لوگوں کو جمہوریت، قانون اور آزادی کی نعمتیں دیں۔

علم تقریر ڈیموستھنیز ایک امیر خاندان میں پیدا ہوا مگر اس کے عزیز اس کی دولت کھا گئے۔ اس کی صحت خراب تھی۔ اس کو اچھی طرح تربیت نہیں ملی۔ بولتے وقت اس کی زبان لڑکھڑاتی تھی۔ اس نے اس خرابی کو دور کرنے کے واسطے منہ میں پتھر رکھ کر بولنے کی مشق کی۔ وہ سمندر کے زور شور میں زور سے بولتا تھا اس نے مقدمہ کر کے اپنی دولت واپس لے لی۔ رفتہ رفتہ وہ عمدہ تقریر کرنے لگا۔ اسکی تقریروں کی تعریف ہونے لگی۔ اس نے دوسرے لوگوں کے واسطے تقریریں لکھیں اس نے فلپ بادشاہ کے خلاف یونان کے نوجوانوں کو تیار کیا فلپ کی فتح کے بعد فلپ کی حکومت ہوئی تو اس کو جلاوطن کر دیا گیا۔ وہ یونان میں بہت مشہور تقریر کرنے والا تھا۔

کھیل یونانی لوگ انسانی دماغی اور جسمانی ترقی کے واسطے طرح طرح کی کوشش کرتے تھے وہ بچپن سے ہی لڑکوں اور لڑکیوں کو جسمانی ورزشیں کرواتے تھے اسپارٹا میں تو سال کی عمر سے لڑکوں کو فوجی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ لوگ دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے ورزش اور کھیل کرتے۔ وہ کھیلوں کے مقابلے بھی کرتے تھے شہر اولمپیا کے مقابلے مشہور تھے اس جگہ زئیس کی شان میں ہر چوتھے سال مقابلے کے کھیل تماشے ہوتے تھے۔ ہیلس کی ریاستوں کے لوگ شرکت کرتے۔ دوڑ، کشتی، رتھ بازی رتھوں کی دوڑ وغیرہ میں جو اول آتا اس کی بڑی عزت اور وقعت ہوتی تھی۔ اول آنے والے کا مجسمہ تیار کر کے اولمپیا شہر میں نصب کر دیا جاتا تھا۔

فن تعمیر اور سنگتراشی فن تعمیر، سنگتراشی اور نقاشی میں ان لوگوں کو کمال حاصل تھا۔ دیوی ایتھنا کا مندر نہایت خوبصورت بنایا گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد وہ لوگ اپنا وقت پرائیویٹ مکانوں اور قبروں کے بنانے میں صرف کرنے لگے۔ دیوتاؤں کی جگہ انھوں نے آدمیوں کے مجسمے بنائے۔ پراکسیٹلیز بہت سنگتراش تھا۔ یونانیوں نے سنگتراشی میں بھی حیرت انگیز ترقی کی تھی۔ وہ لوگ گلدانوں پر نہایت عمدہ تصویریں بنایا کرتے تھے۔ وہ لوگ عمارتوں اور مندروں کے کھمبوں کو نقش و نگار اور بیل بوٹوں سے خوبصورت بناتے تھے یہ لوگ

تین طرح کی عمارتیں بناتے تھے۔ ڈورک، یونک اور کورن تھین۔ یہ لوگ پینٹنگ بھی کرتے تھے۔ زیڈلیس مشہور پینٹر تھا۔

پارتھینن کی سنگتراشی نہایت عمدہ ہوتی تھی۔ فیڈلیس نے اولمپیا میں زئیس کا مجسمہ اور پارتھینن میں ایتھنیا کا مجسمہ تیار کیا تھا۔ شروع شروع میں دیوتاؤں کے مجسمے بناتے پھر انسانی مجسمے بنانے لگے۔ وہ انسانی جسم کی خوبصورتی کے دکھانے میں بڑی خوشی محسوس کرتے تھے۔ یونانیوں کی سنگتراشی کی تعریف روم والے بھی کرتے تھے۔ سکندر کے زمانہ میں ان کا یہ آرٹ مشرقی ممالک میں بھی پھیل گیا۔

حسن وخوبصورتی کا احساس

ان لوگوں نے خوبصورتی کا معیار قائم کیا انہوں نے سچائی، خوبصورتی کو ایک ہی چیز بتایا (Truth is Beuty, Beauty is Truth) ان کا مقولہ تھا۔ سچائی، خوبصورتی اور اچھائی کا سبق دنیا میں یونانیوں ہی کی بدولت پھیلا۔ ان کو خوبصورتی وحسن کا احساس تھا وہ خوبصورتی حسن وسچائی واچھائی کو سمجھتے تھے اور اس کا اظہار اپنے علوم وفنون سے کرتے تھے۔

یونانیوں نے شاعری، تاریخ، فلسفہ، سائنس، فن عمارت، سنگتراشی، ادب، موسیقی، تہذیب وتمدن وغیرہ میں نمایاں ترقی کی اور دنیا والوں کو یہ علوم وفنون سکھائے۔ شیلے اور ہولینڈ کی رائے میں تمام دنیا کی ترقی کی جڑیں یونان ہی میں پائی جاتی ہیں۔

۹۔ سکندر اعظم کی فتوحات اور سیرت:

سکندر اعظم فلپ کا لڑکا تھا۔ ۲۰ سال کی عمر میں اپنے باپ کا تخت نشین ہوا وہ دلیر، ہونہار، حوصلہ مند، جفاکش، دوراندیش، مستقل مزاج، حسب موقع بے رحم وسنگدلی سے کام لینے والا تھا۔ ارسطو کا وہ شاگرد تھا اس کو یونانی تہذیب وتمدن بہت زیادہ پسند تھا۔ وہ دنیا کو فتح کرکے ساری دنیا میں یونانی تہذیب پھیلانا چاہتا تھا وہ عالموں کی قدر کرتا اور مذہبی رسوم کی پابندی کرتا تھا اس کو فوجی تجربہ حاصل تھا

وہ باغیوں کو سخت سزا دیتا تھا۔

فتوحات ۳۳۵ ق م میں اس نے تھریسینس کو تباہ و برباد کر دیا اور تھیبس کو بھی تباہ کر دیا۔

(الف) **ایشیائے کوچک اور سیریا** ۳۳۴ ق م میں یہ ۳۵ ہزار فوج لے کر دنیا کو فتح کرنے چلا۔ ہیلیسپونٹ کو پار کیا اور ایشیائے کوچک میں پہونچا اس نے اس ملک کے سرداروں کو جو فارس کے ماتحت تھے شکست دی اور شہر پر قبضہ ہو گیا اور Iona کے یونانی شہروں کو آزاد کر دیا پھر سیریا کی طرف بڑھا اور فارس کے بادشاہ دارا سوئم کو اسیس (ISSUS) کی جنگ میں شکست دی۔ اس کے بعد اس نے ٹرائے (Troy) پر حملہ کیا جو فینشیا کی بندرگاہ تھی کیونکہ ان لوگوں نے یونان کے خلاف فارس کی مدد کی تھی۔ پھر سکندر نے غازہ، دمشق اور یروشلم کو بھی اپنے ماتحت کر لیا۔

(ب) **مصر** ۳۳۲ ق م میں وہ مصر کی طرف گیا۔ مصری لوگوں نے اس کا استقبال کیا فتح و نصرت کے ساتھ ممفس میں اس کو مصر کے بادشاہ کی حیثیت سے تخت نشین کیا گیا۔ یہاں کے مذہبی پیشوا نے اس کو ایمن کے فرزند کے نام سے نوازا۔ اس نے دریائے نیل کے کنارے تاریخی شہر سکندریہ کی بنیاد ڈالی۔

بیبلن ۳۳۱ ق م وہ بیبلن آیا۔ دجلہ کے کنارے قدیم شہر نینوا کے قریب آربیلا کے میدان میں تیسرے دارا سے مقابلہ ہوا۔ فارس کے بادشاہ نے ہاتھی رکھے۔ پیادے، سواروں۔ تیر اندازوں اور نیزہ اندازوں کے ساتھ یونانی فوج کا مقابلہ کیا۔ لیکن یونانی سپاہیوں نے ان کو شکست دی۔ اس طرح سکندر نے بیبلن، سوسا، ایکٹالاتا۔ پرسیپولس فتح کر لئے۔ سکندر کو سونا۔ چاندی۔ ہیرے وغیرہ ملے۔ اسی سال اس نے رکیسونا سے شادی کی۔

ہندوستان اس نے ایران اور پار تھیا کو پار کیا۔ ۳۲۶ ق م۔ میں ہندوستان کے شمال و مغرب کی طرف بڑھا۔ یہاں اس کا

پورس کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ اور پورس کی فوج کو شکست ہوئی۔ وہ مگدھ کی سلطنت بھی فتح کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے سپاہی تھک گئے تھے ان کو اپنے وطن سے آئے بہت دن ہو گئے تھے۔ وہ واپس جانا چاہتے تھے اس لئے انھوں نے آگے جانے سے انکار کر دیا سکندر مجبور ہو گیا اور اس کو بیبلن کی طرف واپس جانا پڑا۔ اس نے اپنی فوج کا ایک حصہ سمندر کے راستے سے بھیجا اور دوسرا حصہ خشکی کے راستے سے۔

بیبلن ۳۲۴ ق م میں وہ سوسا پہنچا۔ اس کے پاس کارتھیج۔ اٹلی۔ مغربی ایشیا اور شمالی یورپ سے سفیر آئے۔ اس کا ارادہ یورپ فتح کرنے کا تھا۔ لیکن ۳۲۳ ق م میں اس کو بخار آیا اور ۳۳ سال کی عمر میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی موت کے بعد اس کے جرنیلوں میں جھگڑا ہوا اور اس کی سلطنت تین حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ مقدونیہ۔ مصر اور ایشیائے کوچک۔ اگر وہ زندہ رہتا تو اپنی سلطنت کو مستحکم کر لیتا۔ World State قائم کر لیتا۔

بحیثیت ایک فرد کے سکندر دلیر اور بہادر تھا۔ وہ یونانی علوم و فنون۔ شاعری ادب سے واقف تھا۔ وہ کھیلوں میں ہوشیار تھا اور فن جنگ سے بھی واقف تھا۔ وہ عالموں اور سائنسدانوں کی قدر کرتا۔ اس نے اپنی زندگی کا ایک مقصد بنا لیا تھا۔ اس کی فتوحات دنیا میں مشہور ہیں۔ اس زمانہ میں اس کا اثر ساری دنیا میں پھیلا تھا۔ وہ ایک مدبر اور سیاست داں تھا۔ اس کا نیپولین سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں جنرل تھے۔ دونوں کی بڑی زبردست خواہشات تھیں دونوں کا مقصد دنیا کو فتح کر کے ساری دنیا میں ایک حکومت قائم کرنا تھا۔ دونوں نے فوجی اقتدار حاصل کیا اور شہرت دوام حاصل کی۔

بحیثیت ایک سپاہی کے فوجی اعتبار سے وہ سب سپہ سالاروں سے سبقت لے گیا۔ اس نے اپنی عقلمندی اور دانائی کی وجہ سے اپنی فوج کو اپنے قابو میں رکھا اور تقریباً ۱۳ سال تک اس کے سپاہی اس کے فرمانبردار بنے رہے۔ اس کے اندر خود اعتمادی موجود تھی۔ اس کی اپنی فوجی تجاویز تھیں۔

وہ دشمن کا اس طرح مقابلہ کرتا تھا کہ دشمن کو بھاگتے ہی بنتی تھی وہ شہروں کے محاصرہ کرنے میں ماہر تھا وہ ایک بڑا سپہ سالار اور بڑا جنرل تھا وہ زبردست فاتح بھی تھا۔ اس نے اپنے زمانہ کی مہذب دنیا کو فتح کر لیا تھا وہ فوجی لیاقت میں سیزر کی طرح تھا۔

بحیثیت سیاست داں سکندر اعظم بڑا سیاست داں تھا مختلف سلطنتوں کو فتح کرنے کے بعد اس نے ان کا انتظام حکومت شروع کیا۔ جو لوگ اس کی اطاعت قبول کر لیتے تھے ان کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کرتا تھا۔ ان کی سلطنت تک ان کو واپس کر دیتا تھا۔ اس نے سماجی اور سیاسی تعلقات کو مضبوط بنانے کے لئے فارسی شہزادی کے ساتھ شادی کی تھی اور اس نے اپنے دس ہزار سپاہیوں کو ترغیب دی تھی کہ ایشیا کی عورتوں کے ساتھ شادی کریں اس نے فارسی لوگوں کو بڑے عہدے دئے۔

اس نے مشرقی رسومات کی تقلید کی۔ اس نے حکم دیا تھا کہ جو اس کے پاس آئے وہ اس کے آگے جھکے اور اس کے قدم چومے۔ یونان میں اس نے احکام بھیجے کہ وہ اس کو دیوتا سمجھیں اور تحفے پیش کریں اور اس بات کو اس کے جنرل اور دوست نہیں مانتے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ دنیا میں ایک حکومت قائم کر دے۔ وہ نسلی رکاوٹوں کو بھی توڑنا چاہتا تھا۔ وہ یونانی تہذیب ساری دنیا میں پھیلانا چاہتا تھا اس نے بہت سے شہر آباد کیے اس نے تقریباً ۷ شہر آباد کئے۔ اس نے دریائے نیل۔ بحر کیسپین اور بحر ہند کی تلاش میں لوگوں کو بھیجا سکندر کی شخصیت بڑی زبردست تھی اسکو اعظم کا خطاب دینا بالکل ٹھیک ہے۔

۱۰۔ ہلینسٹک تہذیب کے خاص خاص پہلو:

ہلینسٹک تہذیب سکندر اعظم اور مصر کی روم والوں کے ذریعہ فتح کا زمانہ ہلینسٹک تہذیب کا زمانہ کہلاتا ہے، ۳۲۲ ق م سے ۳۰ ق م تک ہوا ہے۔ یہ خالص یونانی تہذیب نہیں تھی بلکہ مشرق قریب کے تمام تمدنوں کا مجموعہ ہے۔ یہ تمدن اس وقت بھی موجود تھا جبکہ سکندر کی سلطنت ختم

ہورہی تھی۔ مندرجہ ذیل اس کے خاص پہلو ہیں۔

سماجی زندگی ۔ اس دور کے لوگ اپنی زندگی آرام اور آسودگی سے گزارتے تھے۔ امیر لوگوں کے مکانات پتھر کے بنتے تھے اور ان مکانات کا سامان اور فرنیچر نہایت خوبصورت اور شاندار ہوتا تھا۔ مکانات کے اندر پانی کا انتظام ہوتا۔ سڑکوں پر ایسے پائپ لگے تھے جن سے صفائی ہوتی تھی زندگی کا معیار اونچا تھا۔ اعلیٰ طبقہ کے لوگ نہایت شان و شوکت کے ساتھ رہتے تھے لوگ عیش و عشرت کے شوقین ہو گئے تھے۔ یونانی زبان عام تھی اور ہر جگہ بولی جاتی تھی۔ حکومت کی طرف سے پبلک عمارتیں بنائی جاتی تھیں۔ جمنیزیم۔ تھیٹر۔ دوڑ کے کریکٹ وغیرہ بھی تیار کئے جاتے تھے۔ بازاریں گھنٹہ گھر بھی بنایا جاتا تھا۔ شہر باقاعدہ ہوتے تھے لیکن پبلک کی روشنی کا انتظام عمدہ نہیں تھا۔ شہروں میں بہت سے تھیٹر بنائے جاتے تھے اور ان میں کمیڈی دکھائے جاتے تھے۔

اقتصادی زندگی ۔ زراعت ترقی پر تھی۔ صنعت و حرفت کو بھی فروغ تھا۔ لوگوں کو خوشبوئں اور دھاتوں کی چیزوں کے بنانے میں خاص دلچسپی آتی تھی۔ تجارت خوب ہوتی تھی۔ تجارت میں روپیہ کا استعمال ہوتا تھا۔ اس زمانہ میں سکندریہ تجارت میں دنیا کا مشہور مرکز سمجھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ پرگیمم۔ اینٹوک اور رہوڈس بھی تجارتی مرکز تھے۔

سکندر نے بارہ [۱۲] سال میں ستر شہر آباد کئے۔ اقتصادی لحاظ سے مصر کی حالت بھی اچھی ہونے لگی تھی۔ یونانی لوگوں نے چیزوں کے بنانے میں ہوشیاری اور دانائی دکھائی۔ نہریں، بند، بندرگاہ اور لائٹ ہاؤس بنائے گئے۔ یونانیوں نے زراعت کے طریقوں کو بھی بہتر بنا دیا تھا۔ مصر میں شیشے کا کام ہوتا عمدہ لنن۔ خوشبوئیں اور پیپرس کی کتابیں تیار کی جاتی تھیں۔ صرف حکمراں لوگ اور مالدار طبقہ خوشحال تھا۔

تعلیم ۔ حکومت کی طرف سے ابتدائی اسکول قائم تھے لڑکوں کو اس اسکول میں تعلیم دی جاتی تھی۔ اس کے بعد وہ لوگ جمنیزیم میں داخل ہوتے تھے۔ یہاں سائنس، فلسفہ، حساب اور شاعری و دیگر علوم و فنون میں لکچر ہوتے تھے۔ سکندریہ میں ایک میوزیم تھا۔ اس میں تجربہ گاہیں اور کتب خانے تھے۔ یہ پہلی یونیورسٹی تھی جہاں پر ڈاکٹروں، انجینیروں اور معماروں کو ٹریننگ دی جاتی تھی۔ لوگ مختلف مضامین میں خصوصی تعلیم حاصل کرتے، یعنی اسپیشلائز کرتے تھے۔

UQAB 03051908538

یہ لوگ تحقیقی کام بھی کرتے تھے۔ میوزیم کی لائبریری پہلی یونانی لائبریری تھی جہاں ہزاروں کتابیں موجود تھیں۔ یہاں کتابیں چھپتی بھی تھیں اور فروخت بھی کی جاتی تھیں۔ کیلی میکس لائبریرین تھا انھوں نے کتابوں کی فہرست بھی بنائی تھی۔

ادب ۔ یونانی زبان ہر جگہ بولی جاتی تھی اور لوگوں میں ادبی ذوق تھا۔ ٹریجڈی اور کمیڈی لکھی گئیں۔ مینینڈر سب سے قابل کمیڈی لکھنے والا تھا۔ نظمیں اور گیت بھی لکھے جاتے تھے کیلیمیکس مشہور شاعر تھا۔ تھیوکریٹس ادبی فنکار کی حیثیت سے ممتاز شخصیت کا مالک تھا۔ عوام کی زندگی اور عشقیہ داستانیں نظموں اور ڈراموں کے عنوان ہوتے تھے۔ اس زمانہ میں قواعد اور لغت کی کتابیں بھی لکھی گئیں۔

سائنس ۔ یہ دَور سائنس کی ترقی کے لئے مشہور ہے۔ ارسطو کو سائنس کا بابا آدم کہا جاتا ہے اس کی تقلید طلباء نے کی اس زمانہ کے سائنسداں میوزیم میں جمع ہو کر کام کرتے اور تبادلہ خیالات بھی کرتے تھے میوزیم میں تجربہ گاہیں اور کتب خانے موجود تھے۔ سائنسدانوں کو بادشاہ کی طرف سے تنخواہ ملتی تھی۔

(الف) فزکس ۔ ارکمیڈیز اپنے زمانہ کا مشہور سائنسداں تھا وہ فزکس کا ماہر تھا اس نے (Laws of Floating Body اور Specific Gravity) کے اصول بنائے۔ اس کے علاوہ اس نے Lever اور Pulleys کا سسٹم بھی بنایا۔ (Cogged Wheel, Screw, Lever) کی مدد سے ایک مشین بنائی جس کے ذریعہ جہاز چلتے تھے۔ اس نے ایک ایسی مشین بھی ایجاد کی جس کے ذریعہ جنگ میں دشمنوں پر ہتھیار پھینکے جاتے تھے

(ب) حساب ۔ اقلیدس (Euclid) اسکندریہ کے مشہور حساب دانوں میں تھا اس نے جیومیٹری پر ۱۳ کتابیں لکھی ہیں۔ اس کے علاوہ ارکمیڈیز بھی عمدہ حساب داں تھا۔ اس نے حساب کی اصطلاحات ایجاد کیں۔ اس زمانہ میں ٹرگنومیٹری کو فروغ ہوا۔

(ج) علم نجوم ۔ پہلے یہ خیال تھا کہ سورج حرکت کرتا ہے اور زمین اپنی جگہ ٹھہری ہوئی ہے لیکن ارسٹرکس (Aristarchus) نے ثابت کیا کہ زمین سورج کے چاروں طرف گھومتی ہے مگر اس وقت کسی نے اس کا یقین نہیں کیا۔ وہ بڑا نجومی تھا اس نے ۱۱۰۰ ستاروں کی فہرست

تیار کی تھی۔ سکندریہ میں نجومیوں کے لئے مشاہدہ گاہیں موجود تھیں۔

(ی) جغرافیہ ۔ سکندریہ کی فتوحات تجارت کے فروغ اور بحری سفر کی وجہ سے جغرافیہ کے علم میں ترقی ہوئی۔ ۳۰۰ ق م کے جغرافیہ کے ماہر جانتے تھے کہ زمین گول ہے۔ اریٹوستھنیز نے زمین کا قطر معلوم کیا تھا۔ اس کے خیال میں زمین کا قطر ۷۸۵۰ میل تھا۔ اسی کے ذریعہ زمین کے سائز کا بھی اندازہ ہوا۔ پہاڑوں کی بلندی بھی اسی زمانہ میں معلوم کی گئی۔

(ک) علم حیوانات و علم نباتات وغیرہ ۔ ارسطو اور اس کے شاگردوں نے علم حیوانات و علم نباتات کا مطالعہ کیا سکندر نے ارسطو کے پاس ایتھنز میں جانوروں اور پودوں کے نمونے بھیجے تھے۔ یہ جانور اور پودے ایشیا سے منگوائے گئے تھے۔ جسم کے اجزاء کو علاحدہ علاحدہ کرنے کا طریقہ نکالا گیا۔ ہیروفلیس نے یہ معلوم کیا تھا کہ رگوں میں خون کا دوران رہتا ہے اور رگوں کا نظام (Nervous System) کے ذریعہ خبریں دماغ تک پہونچتی ہیں سکندریہ طبی و ڈاکٹری تحقیقات کا مرکز تھا۔

فلسفہ ۔ ارسطو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا فلسفی تھا اس نے منطق اخلاقیات وغیرہ پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ وہ لیسیم میں تعلیم دیا کرتا تھا۔ فلسفی لوگوں کا خیال تھا کہ کائنات پر سائنس کے قوانین حکومت کر رہے ہیں اور دیوتا دیوی کی حکومت نہیں ہوتی ہے۔ سینیکس کا خیال تھا کہ اگر انسان اپنے ذاتی خیالات کے مطابق زندگی گذارے تو اس کو خوشی مل سکتی ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ اگر دکھ تکلیف۔ پریشانی اور خواہشات سے چھٹکارا مل جائے تو انسان خوشی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن زنو اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ لوگوں کو مصیبتوں اور تکلیفوں میں بھی خوش رہنا چاہئے۔ ان لوگوں کے فلسفہ کو اسٹوازم کہتے ہیں۔ یونانی لوگوں نے ہر واقعہ کا سبب معلوم کیا اور اس کے اثرات کی بابت بھی معلومات کیں۔

فن اور فن عمارت ۔ مختلف مقامات پر نہایت شاندار عمارتیں بنائی گئیں۔ فن عمارت کے سلسلے میں فن مصوری کا بھی استعمال ہوا ایک جگہ ترجون کے مذہبی پیشوا لاؤکون اور اس کے دو بیٹوں کو دکھایا گیا کہ کس طرح زہریلے سانپ کے ذریعہ ان کو مار اگیا تھا۔ اس زمانہ میں پینٹر لوگ افسوسناک واقعات کا نقشہ پینٹ کرتے تھے۔ پینٹنگ میں واقعات کو بالکل صحیح طرح پیش

کیا جاتا تھا۔ سنگتراشی میں سچائی اور حقیقت کو پیش نظر رکھا جاتا تھا Colossus کا مشہور مجسمہ تیار کیا گیا۔ مختصر یہ کہ اس فن نے حیرت انگیز ترقی کی۔

ایجادات ۔ اس زمانہ میں مختلف طرح کی مشینیں ایجاد کی گئیں ان کو روزانہ کی زندگی میں استعمال کیا جاتا تھا۔ ایسی مشینیں بنائی گئی تھیں جو خود بخود چلتی تھیں اور ان سے سکّے بنائے جاتے تھے۔ پمپ تیار کئے گئے۔ ایسی چکیاں بنائی گئیں جو پانی سے چلتی تھیں۔ اس کے علاوہ ایسی بھی مشینیں ایجاد کی گئیں جو بھاری وزن اٹھاتی تھیں۔

مذہب ۔ یہ لوگ حد سے زیادہ دیوتاؤں کے قائل نہیں تھے۔ بہت بلند پایہ شخصیت کے لوگوں کو دیوتاؤں کا مرتبہ دیا جاتا تھا۔ اس دور میں مشرقی دیوتاؤں کی بھی پوجا ہوتی تھی۔ مشرقی رسمات کو بھی اختیار کر لیا گیا تھا۔ مذہبی معاملات میں لوگوں کو آزادی تھی کہ جیسے چاہیں عقیدے رکھیں۔ مذہبی رواداری موجود تھی۔ اخلاق اور مستقبل کی زندگی کے اصولوں پر زور دیا جاتا تھا۔

اس طرح ہیلنک تہذیب و تمدن نے یورپ اور ایشیا کے درمیان کی رکاوٹوں اور حدود کو توڑ کر مشرق و مغرب کو ملا دیا اور علوم و فنون کو فروغ دے کر دنیا کے ممالک کو فیض پہونچایا۔ اس زمانہ کی تہذیب تمام ممالک میں پھیل گئی۔ اس دور کے لوگ اپنے فن میں ثانی نہیں رکھتے تھے دنیا والے اب تک اس زمانہ کے لوگوں کو استاد تسلیم کرتے ہیں۔ ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں اس دور کو بڑا اہم سمجھا جاتا ہے۔

۱۱۔ ایتھنز اور اسپارٹا کے نظامِ حکومت کا نمایاں فرق

ایتھنز	اسپارٹا
(الف) شروع شروع میں ایک بادشاہ ہوتا تھا رفتہ رفتہ اس کی طاقت کم ہوتی گئی اور پھر بالکل ختم ہو گئی۔	(الف) دو بادشاہ تھے دونوں کی قوت اور اقتدار بالکل یکساں تھا ایک دوسرے کی بڑھتی ہوئی قوت کو روکنے کی کوشش کرتا تھا (Heroic Age) کے بعد صرف فوجی قوت ان کے ہاتھ میں رہ گئی۔
(ب) ایک اسمبلی تھی۔ اس میں تمام آزاد شہری شامل	(ب) ایک اسمبلی تھی۔ اس میں سب شہری ہوتے تھے

ہوتے تھے۔ ایک سال میں دس مرتبہ اس کا اجلاس ہوتا تھا۔ یہ اہم معاملات کا فیصلہ کرتی تھی۔ صلح و جنگ اور عہد نامے یہ ہی اسمبلی کرتی تھی۔

(ج) ایک کونسل ہوتی تھی اس میں ۵۰۰ ممبر ہوتے تھے اسمبلی کا زیادہ کام یہ ہی کونسل کرتی تھی۔

(د) جیوری بھی ہوتی تھی۔ ہر جیوری میں ۲۰۰ سے لیکر ۵۰۰ تک ممبر ہوتے تھے یہ مقدمے سنتی اور فیصلے دیتی تھی۔ یہ ان کاموں کو بھی کرتی تھی جو اسمبلی یا کونسل ان کے سپرد کرتی تھی۔

(س) افسروں کو قرعہ اندازی سے رکھا جاتا تھا۔

(ل) یہ ڈائرکٹ ڈیموکریسی تھی۔

صلح و جنگ۔ بیرونی پالیسی تخت نشینی کے معاملات یہ ہی اسمبلی طے کرتی تھی۔

(ج) ایک کونسل تھی اس میں ۳۰ ممبر ہوتے تھے ان کا انتخاب اسمبلی کرتی تھی۔ یہ اسمبلی کی خواہشات کو رد بھی کر سکتی تھی یہ عدالت عالیہ کا کام بھی کرتی تھی۔

(د) جیوری کا طریقہ جاری نہیں تھا مگر ایک بورڈ ہوتا تھا جسکو (Board of Ephors) کہتے تھے۔ ان کو ایک سال کیواسطے اسمبلی منتخب کرتی تھی۔ یہ لوگ ظلم و ستم کا تدارک کرتے تھے۔ ان کو کافی قوت حاصل تھی۔

(س) افسروں کا باقاعدہ تقرر ہوتا تھا۔

(ل) یہ بھی ڈائرکٹ ڈیموکریسی تھی۔ ظاہرا طور پر محدود قسم کی شہنشاہیت (Limited Monarchy) تھی لیکن اصل میں پانچ ایفرس (Ephors) کی حکومت تھی۔

۱۲۔ ایپی کیورین ازم۔ اسٹوسزم اور سینیسزم پر ایک طائرانہ نظر

(ا) ایپی کیورین ازم — ایپی کیورس (۳۴۲ ق۔م سے ۲۷۰ ق م تک) اس فلسفہ کا علمبردار تھا وہ کسی مذہب میں عقیدہ نہیں رکھتا تھا۔ وہ مادہ کا قائل تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ زندگی کا مقصد دنیا کی تمام خوشیوں سے لطف اندوز ہونا ہے۔ اس کے خیال کے مطابق خوشی سے مطلب یہ ہے کہ انسان دکھ۔ درد۔ تکلیف۔ پریشانی اور الجھن وغیرہ سے چھٹکارا حاصل کرے۔ دنیا میں سب سے اعلیٰ و افضل چیز خوشی ہے خواہ دماغی ہو یا جسمانی ہو۔ اس نے حد سے تجاوز کرنے سے بھی آگاہ کیا کیونکہ ایسا کرنے سے انسان مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر انسان عقلمندی شرافت اور انصاف و راستبازی کے ساتھ زندگی نہ گزارے تو

اس کو خوشی حاصل نہیں ہوسکتی۔ انسان کو اپنی ضرورت خود ہی پوری کرنی چاہئیے۔ یہ فلسفہ خود غرضی پر مبنی تھا۔ اس فلسفہ میں امید اور کوشش کو کوئی مقام نہیں دیا گیا تھا۔ روم والوں نے اس فلسفہ کی مخالفت کی انہوں نے کہا کہ یہ فلسفہ صرف انسانی خواہشات پر ہی مبنی ہے۔ اس فلسفہ کی مطابقت آجکل کے مقولہ "کھاؤ پیو خوش رہو۔ کیونکہ کل تک تو مر بھی جائیں گے" سے ہوتی ہے۔ آجکل کھانے پینے اور خوشی منانے والوں کو بھی ایپی کیورین کہتے ہیں۔ اس فلسفہ نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ایسے لوگوں نے کھانا پینا اور خوش رہنا ہی اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا۔ نیکیوں اور بھلائیوں سے دور ہو گئے خوبیوں کو چھوڑ کر بدیاں اور برائیاں اختیار کرلیں۔

(۳) **اسٹوس ازم** ۔ اس فلسفہ کی داغ بیل زینو نے ڈالی۔ یہ ۳۵۰ ق م سے ۲۶۰ ق م تک رہا۔ اس نے اپنے خیالات کی تبلیغ اتھینز کے بازار (Painted Porch) میں کی تھی۔ اس Porch کو Stoic کہتے تھے۔ اسی وجہ سے اس خیال کے اسکول کو اسٹواک اسکول کہا گیا ہے Stoicism کا مطلب یہ ہے کہ تکلیف اور مصیبت سے بالکل بے تعلقی اور لاپرواہی کی جائے۔ اس کا خیال تھا کہ انسانی زندگی فطرت اور دلیل کے مطابق گزرنا چاہئیے۔ فطرت بذات خود بالکل مدلل ہے اور اس میں بھلائی اور نیکی موجود ہے۔ لہذا اگر فطرت کی طرف سے کوئی مصیبت یا دکھ انسان پر آتا ہے تو اس کو خاموشی سے برداشت کرنا چاہئیے اس عقیدہ کو ماننے والے صبر و تحمل اور قوت برداشت کے لئے مشہور ہیں اس فلسفہ کا مقصد روحانی قوت کو بڑھانا ہے اور یہ بات خوبی اور نیکی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ بھلائی کرنا اچھی خوبی ہے۔ بدی اور برائی اخلاقی کمزوری ہے۔ اس فلسفہ کے اسکول کو بڑا فروغ ہوا اور لوگوں نے اس فلسفہ کی طرف کافی رغبت بھی کی۔ اسکے اصول سے اخلاقی سدھار کا امکان ہوا اور لوگ بدی کرنے سے بچے رہے۔

سینکس ازم ۔ اس فلسفہ کا سب سے بڑا حامی ڈیوگینز (Diogeneres) تھا اس فلسفہ کو ماننے والے سماجی رسومات کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ یہ لوگ عیش و عشرت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے وہ اس خیال کے قائل تھے کہ انسان کو "نیچر کی طرف لوٹنا چاہئیے"۔ یہ لوگ بادشاہوں اور حکمرانوں سے نفرت کرتے تھے۔ ان کو امیروں سے بھی نفرت تھی۔ غریبی اور دولتمندی کا فرق انکی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا یہ لوگ مساوات کے قائل تھے اپنے خیال کے پکے تھے اور ان خیالات کا اظہار بیدھڑک اور بے خوف و خطر کرتے تھے۔

سوالات

۱۔ یونانی کون تھے؟ یونانی تاریخ کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ فتوحات کے دور کا تاریخی جائزہ لکھئے۔

۲۔ امراء کے دور کے تاریخی حالات لکھئے۔

۳۔ مطلق العنانی دور پر تبصرہ کیجئے۔

۴۔ ایتھنز کی حکومت کے قیام کے بارے میں لکھئے۔

۵۔ ایتھنز کی ترقی اور سلطنت کے زوال کے اسباب پر روشنی ڈالئے۔

۶۔ "پری کلیز کا عہد سنہرا یونانی دور تھا" اس قول کی وضاحت کیجئے۔

۷۔ ابتدائی اسپارٹا کے تاریخی حالات لکھئے۔

۸۔ مرتھیوں اور تھرموپلی کی جنگوں کا خلاصہ تحریر کیجئے۔

۹۔ "جدید یورپ قدیم یونان کا بچہ ہے"۔ اس قول کے بارے میں اپنی رائے لکھئے۔

۱۰۔ سکندر اعظم کی فتوحات کا حوالہ دیتے ہوئے اسکی سیرت کا جائزہ لیجئے۔

۱۱۔ ہیلینسٹک تہذیب کے نمایاں پہلوؤں پر روشنی ڈالئے۔

۱۲۔ ایتھنز اور اسپارٹا کے نظام حکومت کا موازنہ لکھئے۔

۱۳۔ مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھئے:۔

(۱) ایپی کیوریئن ازم (۲) اسٹوسزم (۳) سینسزم

۵

روم کی سلطنت و تہذیب

۱۔ روم اور اس کے ابتدائی باشندے

اٹلی کے جزیرہ نما میں ایک چھوٹا سا شہر تھا اس کو روم کہتے تھے۔ روم ٹائبر ندی کے کنارے آباد تھا۔ یہ شہر سمندر سے قریب تھا غیر ملکی تجارت میں سہولت تھی۔ دریا ٹائبر میں ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جو لکڑی کے پلوں کے ذریعہ کنارے سے ملا تھا۔ اس ندی کے دونوں طرف سات پہاڑیاں تھیں ان پہاڑیوں نے روم کو

محفوظ کردیا تھا۔ ان پہاڑیوں کے چاروں طرف زرخیز میدان تھے میدانوں میں خوب کھیتی ہوتی تھی۔

روم کی بنیاد رومولس اور ریمس دو شہزادوں نے ڈالی تھی لیکن کچھ لوگ اس روایت کو غلط بتاتے ہیں۔ شروع میں یہ ایک گاؤں تھا اس کے باشندوں نے آس پاس کی زمین کو ملا کر ایک شہری ریاست قائم کرلی۔

یہاں ۲۰۰ سال تک شخصی حکومت قائم رہی اور بہت سے بادشاہوں نے حکومت کی۔ آخر میں پیٹر لیبنس اور پلے بینس نے بادشاہ کی قوت کو توڑ دیا اور اس کو ہٹا کر روم والوں نے آزاد حکومت بنائی اس طرح ری پبلک قائم ہوگئی۔ اس زمانہ میں زیادہ تر لوگ کاشتکاری کرتے تھے ان کی کھیتیاں اور چراگاہیں شہری فصیل کے چاروں طرف ہوتی تھیں۔ ان دنوں دستکاری کم تھی سکہ رائج نہیں تھا اسلئے لوگ مویشیوں اور تانبے کے ٹکڑوں سے سکوں کا کام لیتے تھے علم و ہنر کی قدر دانی بھی کم تھی۔

۲۰۰۰ ق م اور ۱۰۰۰ ق م میں شمال کی طرف سے آریہ لوگ اٹلی میں داخل ہوئے۔ ان کو لیطین کہتے تھے اور ان کی قائم کی ہوئی ریاست Latium کہلاتی تھی۔ ایشیائے کوچک سے ایٹرسکنس آکر اٹلی میں داخل ہوئے۔ ان لوگوں نے لیطین سے دریا پو کی وادی لے لی اور وہ ٹسکینی اور کمپینیا میں پھیل گئے۔ روم اور لیطیم کے دیگر حصے ایک مدت طویل تک ان کے قبضے میں رہے۔ ۵۰۷ ق م میں روم کا بادشاہ ایٹرسکن تھا۔ اس کے بعد گال نے اوپری ایٹرودیا کو فتح کیا اور ایٹرسکن کو نکال دیا گیا۔

اس کے علاوہ جنوبی اٹلی اور سسلی میں یونانی آکر آباد ہوگئے۔ کیوم اور سیراکیوز ان لوگوں کے مرکز تھے۔ اس کے علاوہ کیم۔ ریگیم۔ کروتون اور تارینتم بھی ان کے قبضے میں تھے جس علاقے میں یونانی آباد ہوئے تھے اس کو بڑا یونان کہتے تھے۔ ۳۰۰ ق م میں یونانی شہروں کی اہمیت روم سے زیادہ تھی۔

۲۔ مدارج و منازل جنگی بدولت روم شہر روم سلطنت میں تبدیل ہوگیا۔

روم کے دشمن اٹلی کے اندر اور باہر موجود تھے۔ اٹلی کے اندر ایٹرسکن اور اطالوی قبیلے روم کے دشمن تھے۔ اٹلی کے باہر بڑے یونان (Magna Graecia) کو یونانی اور کارتھیج (Carthage) کے فنوشینس بھی روم کے دشمن تھے۔ روم کو اپنے پڑوسیوں اور دیگر لوگوں سے لڑائیاں لڑنی پڑیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

شروع کی جنگیں ۔ جب روم خطروں سے گھرا تھا اس وقت اطالوی لیگ (Latin League) ایک سیاسی جماعت کی حیثیت سے بڑی اہم تھی۔ یہ خطرہ بڑھتا ہی گیا لیکن ۴۰۰ ق م تک ملک دشمن سے پاک ہوگیا۔ باشندگان روم نے وی جو ایٹرسکن کا سب سے مضبوط مقام تھا، اپنے قبضے میں کرلیا۔

۳۹۰ ق م میں گولز نے روم پر حملہ کیا لیکن دو مہینے کے اندر ہی اندر روم نے ان سے چھٹکارا حاصل کرلیا اور ۳۳۸ ق م تک روم ملکہ بحر بن گیا۔

سمنائٹز کے ساتھ جنگ ۔ سمنائٹز لوگ روم کے مشرق اور نیپلس کے شمال کی پہاڑیوں کے رہنے والے تھے۔ یہ لوگ سخت محنتی تھے جب انھوں نے جنوب کی طرف پیش قدمی کی تو نیپلس اور کیپوا کو خوف پیدا ہوا اور انھوں نے روم کی مدد مانگی۔ ان وجوہات کی بناء پر سمنائٹز کے ساتھ تین جنگیں ہوئیں اور یہ سلسلہ ۳۵ سال تک رہا۔ ۳۲۵ ق م سے ۲۹۰ ق م تک لڑتے رہے۔ آخر میں سمنائٹز اور ان کے ساتھی ہار گئے اور صلح ہوئی اسکے بعد وہ لوگ روم والوں کے معاون اور مددگار ہو گئے۔

دیگر فتوحات ۔ روم ایڈریا نے سب شہروں کو فتح کرلیا اور ان کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان دنوں یونانی نوآبادیات میں جھگڑے تھے۔ تھوئی (Thuii) یونانی بستی نے روم کو دعوت دی کہ وہ ٹارنیٹم کے خلاف اس کی مدد کرے۔ ٹارنیٹم بھی یونانی بستی تھی۔ روم نے ایک فوج بھیجی لہٰذا ٹارنیٹم نے پیرہس یونانی بادشاہ سے مدد مانگی۔ اس جنگ میں شروع میں روم کو شکست ہوئی لیکن آخر میں روم نے کارتھیج کی مدد سے ان پر فتح حاصل کی۔

۲۷۲ ق م ٹارنیٹم پر قبضہ ہوگیا اور ۲۷۰ ق م ریجیم بھی ان کے قبضہ میں آگیا۔ یونانی نوآبادیات نے بغیر جنگ وجدال کے روم والوں کے سامنے ہتھیار ڈال دئے اس طرح ۲۷۰ ق م تک سارا جنوبی اٹلی روم کے قبضہ میں آگیا۔

کارتھیج کے ساتھ جنگ ۔ ان جنگوں کا حال لکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ روم اور کارتھیج دونوں پر روشنی ڈالیں۔ کارتھیج کی ریاست افریقہ کے شمالی ساحل پر سسلی کے مقابل واقع تھی اس کو فنیشیا کے باشندوں نے نویں صدی قبل مسیح میں آباد کیا تھا۔ اس ریاست کی قوت اور عظمت بڑھتی چلی گئی۔ کارتھیج بحر روم میں تجارت کا مرکز تھا۔ آبنائے جبرالٹر تک اس کی طوطی بول رہی تھی۔ سسلی سارڈینیا، کورسیکا اور اسپین کے مشرقی ساحل پر اس کے سوداگر تھے۔ کارتھیج اور جبرالٹر کے درمیان

افریقی ساحل پر بھی اس کی عملداری تھی۔ انہی وجوہات کی بنا پر کرتھیج کے جہازی افسر نے کہا تھا "رومی ہماری مرضی کے خلاف سمندر میں ہاتھ نہیں دھو سکتے"۔

Rome کی طاقت بھی کم نہ تھی۔ عروج کی پہلی منزل طے کر چکا تھا اس کی طاقت کا لوہا وسطی اور جنوبی اٹلی کی سب ریاستیں مانتی تھیں۔ روم کے حکمرانوں نے ان ریاستوں کی دولت اور فوج سے خوب فائدہ اٹھایا اس کے بعد کرتھیج کو میدان جنگ میں نیچا دکھایا۔ اسپین اور بحر روم کی ریاستیں بھی روم کے قبضہ میں آگئیں۔ اس طرح روم کی شان بہت بڑھ گئی۔

دشمنی کے وجوہات ۔ بحر روم میں تجارت کا دائرہ محدود تھا اور سلطنتیں قائم کرنے کی گنجائش کم تھی اور ایسے حالات میں روم اور کرتھیج کے شاندار ممالک کی بغیر جنگ کے رہنا ناممکن تھا اور تیسری و دوسری صدی میں ان کے درمیان تین پیونک لڑائیاں ہوئیں۔ اہل روم کا خوف و طمع ان سب کا لب لباب تھا۔ رومیوں کو شروع ہی سے ڈر تھا کہ اگر کرتھیج کی طاقت رہی تو ان کی خیر نہیں۔ کرتھیج کی تسخیر کے بغیر روم کے لوگ نہ تو تجارت میں ترقی کر سکتے تھے نہ دستکاری کو فروغ ہو سکتا تھا اور نہ سلطنت کو وسیع کیا جا سکتا تھا ان کا خیال تھا کہ کرتھیج کو شکست دے کر سسلی پر قبضہ کیا جاوے اور پھر بحر روم میں سلطنت قائم ہو۔ ان ملکوں کے رہنے والوں کی زبان، مذہب، نسل اور سماجی رسومات میں بھی فرق تھا اس مخالفت اور نفرت کی وجہ سے ان دونوں میں جنگ ہوئی۔

کرتھیج اور روم کی پہلی جنگ ۲۶۴ ق م - ۲۴۱ ق م روم اور کرتھیج دونوں کی نظر سسلی پر تھی۔ کرتھیج نے میسینا پر حملہ کیا جو سسلی میں تھا۔ سسلی کی امداد کے واسطے سمندری بیڑا روم نے بنایا اور اس نے اپنی فوج روانہ کر دی۔ بہت سی بحری اور بری جنگیں ہوئیں۔ شمال کی طرف راس مائلی کے قریب مشہور جنگ ہوئی۔ اس میں کرتھیج والوں کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد دوسری جنگ ہوئی اس میں اہل روم نے کرتھیج کا جہازی بیڑا برباد کر دیا اور شہر کرتھیج میں داخل ہو گئے۔ شہر کے باشندے بہت گھبرائے اور انہوں نے صلح چاہی مگر صلح کے شرائط روم والوں نے اس قدر سخت رکھے کہ ان کو نامنظور کر دیا گیا۔ جنگ ۲۴ سال تک ہوتی رہی۔ روم کے ۷۰۰ جہاز برباد ہوئے۔ ۲ لاکھ فوج کام آئی۔ آخر میں کرتھیج کے باشندوں نے رومیوں کی شرائط کو منظور کر لیا اور ۲۴۱ ق م میں آپس میں صلح ہو گئی۔ کرتھیج والوں کو بہت زیادہ ہرجانہ دینا پڑا اور سسلی سے بھی دست بردار ہونا پڑا۔ اس طرح روم کی

سلطنت کا پہلا آزاد صوبہ وجود میں آیا۔

کرتھیج اور روم کی دوسری جنگ ۲۱۸ ق م - ۲۰۱ ق م - دونوں فریق اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ یہ صلح زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہ سکتی۔ اس لئے دونوں نے دوسری جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ روم نے بحری فوج کو مضبوط کیا اور اس کی مدد سے کورسکا، سارڈینیا اور الیریا کا کچھ حصہ فتح کر لیا اور شمال کی طرف سلطنت کی سرحد ایلپس پہاڑ تک بڑھائی۔

کرتھیج نے اسپین کا بڑا حصہ فتح کر لیا۔ فوجیوں نے بغاوت کی لیکن ہینبل نے اسپین میں جنگ کی سب تیاریاں کر لی تھیں۔ پھر ہینبل نے اسپین کے ایک شہر پر حملہ کیا جو روم کا حامی تھا۔ رومیوں نے اہل کرتھیج سے کہا "ہینبل کو ہمارے حوالہ کر دو" لیکن جب انکار کر دیا تو دو فوجیں کرتھیج اور اسپین پر حملہ کرنے کے واسطے تیار کیں۔

ہینبل نے فوج لیکر پرنیز اور ایلپس کو پار کیا شمال کی طرف سے پو کی وادی میں داخل ہوا۔ اہل روم کو یہ گمان بھی نہیں تھا کہ ہینبل ایلپس کو پار کر سکے گا۔ اس کی خبر سُن کر دو لشکر جنگ کے لئے بھیجے گئے مگر دونوں کو شکست ہوئی جب وہ روم لوٹ رہے تھے تو ان پر اچانک حملہ کر کے ان کی بچی ہوئی فوج کو کاٹ ڈالا گیا۔ اس وقت ہینبل کی فوجیں روم کے سامنے پہنچ گئی تھیں مگر اہل روم کی خوش قسمتی سے ہینبل بغاوت پھیلانے کے لئے جنوب کی طرف بڑھ گیا اور ۲۱۶ ق م میں کینی کی جنگ میں اہل روم کو شکست ہوئی اس میں ۸۰ ہزار آدمی مارے گئے۔ اور ۱۵ برس تک روم کی فوجیں ہینبل سے شکست کھاتی رہیں۔ لیکن روم کی مضبوط فصیل گرانے کے لئے اس کے پاس سامان موجود نہیں تھا۔

روم کے سینیٹ نے جوانوں اور سن رسیدہ لوگوں کی نئی فوجیں تیار کیں اور ہسڈروبل کو روم کے شمال و مشرق میں شکست دی۔ اس کا سر اتار کر ہینبل کی فوج کی طرف پھینک دیا گیا۔ یہ دیکھ کر ہینبل کے اوسان خطا ہو گئے۔ اسی زمانہ میں رومیوں نے کرتھیج پر حملہ کر دیا ہینبل اس کی حفاظت کو پہنچا۔ مگر اس کو سپیو نے زما کی جنگ میں شکست دی۔ کرتھیج کی حکومت نے جنگ بند کرنے کی استدعا کی۔ ہینبل کو جلاوطن کر دیا گیا اور روم سے صلح ہو گئی۔ کرتھیج والوں نے یہ منظور کر لیا کہ وہ (۱) ۲۴ لاکھ پونڈ اہل روم کو دینگے (۲) بحری فوج بھی رومیوں کے حوالے کر دی گئی (۳) اسپین اور بحر روم کے سب جزیرے اہل روم کو دئے گئے (۴) کرتھیج والے کبھی بھی روم کی مرضی کے خلاف کسی کے ساتھ صلح و جنگ نہیں کرینگے۔

روم اور کرتھیج کی تیسری جنگ ۱۴۶ ق م - ۱۴۹ ق م — روم کی شاندار کامیابی کے باوجود بھی اہل روم کے دلوں سے کرتھیج کا ڈر نہیں نکلا تھا۔ رومی سوداگر اور کسان کہا کرتے تھے کہ کرتھیج کو تباہ و برباد کر ڈالا جائے۔

۱۴۹ ق م میں کرتھیج کی حکومت نے ایک پڑوسی بادشاہ کو زیر کرنے کے واسطے ہتھیار سنبھالے۔ اہل روم کو اپنے پرانے دشمن سے جنگ کا بہانا مل گیا۔ اہل کرتھیج میں رومیوں سے مقابلہ کی طاقت نہیں تھی انھوں نے رومیوں کے حکم سے ان کو اپنے جہاز دیدئے اور ضمانت کے طور پر ۳۰۰ خاندانی امیر بھی اہل روم کو دیدئے گئے۔ پھر بھی روم کی حکومت نے یہ اعلان کر دیا کہ "کرتھیج کو برباد کیا جائے گا اس لئے اس کے باشندوں کو شہر خالی کر کے دس میل ہٹ کر نیا شہر آباد کرنا چاہئے"۔ یہ سُن کر اہل کرتھیج میں غصہ اور جوش کی آگ بھڑک گئی اور جنگی سامان کی تیاری میں سارا ملک منہمک ہو گیا۔ لوہے کا ہر ٹکڑا کام میں لایا گیا عورتوں نے اپنی زلفیں کاٹ کر دیدیں تاکہ وہ کمانوں میں چلہ کا کام دیں۔

شہر کے دروازے بند کر دئے گئے۔ فصیل کو محفوظ کیا گیا۔ ایک نیا بیڑا بھی تیار کیا گیا۔ شروع میں اہل روم کا حملہ روک دیا گیا لیکن ۱۴۶ ق م میں سیپیو سپہ سالار کرتھیج آیا۔ اس کے سامنے کرتھیج والوں کو ہتھیار ڈالنا پڑے۔ رومیوں نے آگ لگادی۔ آگ کے شعلے ۱۷ دن تک جلتے رہے۔ جو لوگ زندہ بچے ان کو غلام بنا کر بیچ دیا گیا۔ اس کو برباد کر کے اہل روم نے اپنی تجارتی ترقی کا راستہ بالکل صاف کر لیا۔ اب ان کو کسی مخالف کا ڈر نہیں رہا۔

جنگ کے نتائج — روم اور کرتھیج کی جنگوں کے مندرجہ ذیل نتائج ہوئے :-

(۱) کرتھیج کو بالکل تباہ و برباد کر دیا گیا (۲) روم کی بحری اور بری طاقت بڑھ گئی اور ان کی عظمت میں چار چاند لگ گئے (۳) بحر روم پر اہل روم کا قبضہ ہو گیا (۴) روم کی سلطنت کے حدود بڑھ گئے۔ سسلی، کورسکا، سارڈینیا، اسپین اور شمالی افریقہ اس میں شامل ہوئے (۵) اب اٹلی اور اسپین سے بحر روم کی پرانی تہذیب پھیلائی گئی (۶) اہل روم یونانی تہذیب کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے (۷) روم کے اندر فساد ہونے لگے۔ غریب لوگ امیروں کے خلاف اور کسان لوگ زمینداروں کے خلاف ہو گئے (۸) جمہوریت کمزور ہو گئی۔ شخصی حکومت طاقت پکڑ گئی۔

یونان کے ساتھ جنگ — ۲۱۴ ق م سے ۱۴۸ ق م تک یونان اور روم میں چار جنگیں ہوئیں۔

(۱) کرتھیج کی دوسری جنگ میں یونان کرتھیج کی مدد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن روم نے جنگ کا اعلان کردیا اور اس جنگ میں دشمن کو شکست دی۔ یہ جنگ ۲۱۴ ق م سے ۲۰۸ ق م تک رہی (۲) مقدونیہ نے تھریس اور اے جیا پر حملہ کیا روم نے ان کی مدد کی اور ۱۹۵ ق م میں تھیسلی کو برباد کردیا آخر کار صلح ہوگئی (۳) تیسری جنگ میں اہل مقدونیہ کو شکست ہوئی اور ان کو بالکل نہتا کردیا گیا۔ یہ جنگ ۱۷۲ ق م سے ۱۶۸ ق م تک رہی (۴) اس کے بعد چوتھی جنگ بھی ہوئی جو ۱۴۹ ق م سے ۱۴۸ ق م تک رہی اور اس چوتھی جنگ کے بعد مقدونیہ روم کی سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا۔

سیریا کے ساتھ جنگ ۔ یونان کی دوسری لڑائی کے بعد سیریا کے اینٹیوکس نے یونان پر حملہ کردیا۔ ہینیبل نے اس کی حوصلہ افزائی کی تھی لیکن روم نے اسکو ۱۹۰ ق م میں شکست دی۔

دیگر فتوحات ۔ اس کے بعد لاتعداد فتوحات ہوئیں۔ مشرقی پرگیمم ۱۳۳ ق م میں فتح ہوا۔ کریٹ ۶۷ ق م میں فتح ہوا۔ سسلی اور سیریا ۶۴ ق م میں فتح کیا گیا۔ سائپرس ۵۸ ق م میں فتح ہوا مصر کو ۳۰ ق م میں فتح کیا گیا۔

مغرب (Spain) اسپین ۱۳۳ ۔ ۱۰۴ ق م میں ۔ گول ۱۸ ق م میں اور برٹین ۵۰ ۔ ۵۸ ق م میں۔ اس طرح سنہ عیسوی کے شروع میں روم ایک وسیع سلطنت ہوگئی تھی۔

۳۔ روم کا جمہوری نظام حکومت

روم میں جمہوری نظام سے قبل بہت سے بادشاہ تھے اور ان کے اختیارات کافی وسیع ہوتے تھے لیکن ۵۰۹ ق م میں شہنشاہیت کا خاتمہ ہوگیا اور روم کی جمہوریت کا قیام ہوا اور یہ نظام حکومت تقریباً ۳۷۵ سال رہا یعنی ۵۰۹ ق م سے لے کر ۱۳۳ ق م تک۔

روم کی جمہوری حکومت میں مندرجہ ذیل نظام تھا۔

ا۔ سینیٹ ۔ یہ بڑے پیٹریشین امراء کی ایک کونسل تھی۔ یہ مستقل جماعت تھی جس میں سابق مجسٹریٹ شامل ہوتے تھے۔ اس مجلس کے ممبروں کا علم اور تجربہ وسیع ہوتا تھا اس کے اختیارات وسیع تھے اور یہ سلطنت کے کاموں میں اہم حصہ لیتی تھی۔ جنگ و صلح اور نئے قوانین کے نفاذ وغیرہ میں اسکی رائے لی جاتی تھی۔

۲۔ اسمبلی ۔ یہ قبیلوں کی ایک جماعت تھی جس میں پلیبین شامل تھے۔ اس کا نام کمیٹی ٹریبوٹ تھا۔

اس کی امداد کے واسطے ایک فوجی اسمبلی بھی تھی اس کو کیمٹی سینٹوریاٹا کہتے تھے۔ کچھ عرصہ میں انہی جماعتوں کے پاس قوانین سازی وغیرہ کے اختیارات آ گئے۔ یہ قوانین کو ایکٹ بنا سکتی تھیں اور سینسرز۔ جج اور کونسلز کا انتخاب بھی یہی اسمبلیاں کرتی تھیں۔

کونسلز ۔ اسپارٹا کے بادشاہوں کی طرح انکی تعداد بھی دو تھی۔ ایک دوسرے کو رد کرتے تھے۔ ان کا انتخاب اسمبلی صرف ایک سال کے واسطے کرتی تھی۔ شروع میں صرف پیٹریسین کا انتخاب ہو سکتا تھا ابتدا میں ان کا اقتدار کافی بڑھا ہوا تھا۔ دونوں یکساں طاقت کے مالک تھے وہ فوجوں کی خود بھی رہبری کر سکتے تھے۔ مقدموں کی سماعت کرتے انصاف کرتے اور خزانہ کے کلی اختیارات انہی کو حاصل تھے۔ وہ جمہوریت کے صدر ہوتے تھے۔ اگر وہ کوئی جرم کرتے تو آفس چھوڑنے کے بعد ان پر مقدمہ چلایا جاتا تھا۔

ٹریبونیز ۔ اسمبلی اور اس کا صدر ان کا انتخاب کرتے تھے۔ ان کو یہ بھی اختیار تھا کہ یہ حکومت کے کسی بھی افسر کی رائے کو بھی رد کر دیں حتیٰ کہ کونسل کی رائے کو بھی رد کر دیتے تھے رفتہ رفتہ انکی تعداد بڑھ گئی۔

ڈکٹیٹر ۔ بوقت ضرورت چھ ماہ کے لئے ڈکٹیٹر کا بھی تقرر ہو سکتا تھا۔ یہ حکومت کا حاکم اعلیٰ ہوتا تھا جسکے اختیارات لامحدود ہوتے تھے لیکن خزانہ اس کے کنٹرول سے باہر تھا۔

کوالیسٹرز ۔ یہ لوگ خزانہ کے افسر تھے اور ان کا کام یہ تھا کہ حکومت کے حسابات کی دیکھ بھال کریں یعنی مالی معاملات میں بھی انکو کافی دخل تھا اور فنڈ وغیرہ کے منتظم خود بھی ہوتے تھے۔

سینسرز ۔ تعداد کے لحاظ سے وہ دو تھے۔ یہ لوگ کوالیسٹرز کی امداد کرتے تھے۔ ان کے ذمہ مندرجہ ذیل کام تھے (۱) لوگوں کی فہرست مرتب کرنا (۲) ہر شہری کے ٹیکس کی رقم کا تعین کرنا (۳) رائے دینے والوں کی فہرست تیار کرنا (۴) لوگوں کے چال چلن کی دیکھ بھال کرنا (۵) اس چیز کو دیکھنا کہ ملک کے اندر کوئی شر نہ پیدا ہو اور کوئی ناجائز اور نامناسب حرکت وجود میں نہ آئے۔

پریٹرس ۔ یہ لوگ جج ہوتے تھے جو کونسل کی مدد کرتے تھے رفتہ رفتہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔

ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ روم کا نظام حکومت بظاہر تو جمہوریت تھا لیکن عملی طور پر یہ Aristocratic طرز کی حکومت تھی کیونکہ اس حکومت میں سینیٹ کا زیادہ اثر تھا اور سینیٹ میں Aristocrates ہوتے تھے۔

۴۔ پیٹریشینس و پلیبینس کی کشمکش اور اس کے نتائج

پیٹریشینس کا مرتبہ سوسائٹی میں اعلیٰ تھا یہ لوگ امراء تھے۔ ان کے پاس بڑی بڑی زمینیں تھیں اور لاتعداد کسان لگا دیا کرتے تھے۔ سینیٹ میں صرف یہی لوگ بیٹھ سکتے تھے۔ مجسٹریٹوں ججوں اور مذہبی پیشواؤں کے دفاتر بھی صرف ان کے واسطے کھلے رہتے تھے۔

اس کے برعکس پلیبینس ادنیٰ درجہ کے کسان تھے اور یہ لوگ کام کرتے تھے۔ نہ تو یہ لوگ سینیٹ میں بیٹھ سکتے تھے اور نہ ان کو گورنمنٹ کے دفتر میں جگہ مل سکتی تھی۔

ان دونوں طبقوں نے بادشاہت کو ختم کرنے کی مشترکہ کوشش کی اور اس کو بالکل ختم کر دیا لیکن پھر پلیبینس نے اپنی سیاسی کشمکش اور غریب پلیبینس نے اقتصادی کشمکش شروع کر دی یہ کشمکش ۲۰۰ سال تک رہی یعنی ۴۹۴ ق م سے لیکر ۲۸۷ ق م تک۔

سیاسی کشمکش اس لئے پیدا ہوئی کیونکہ پلیبینس کو گورنمنٹ کے دفاتر میں جگہ نہیں دی جاتی تھی۔ اقتصادی بے چینی کی وجہ یہ تھی کہ قرض کے قوانین نہایت سخت تھے اور زمین کی تقسیم میں بے انصافی کی گئی تھی جو مقروض لوگ اپنا قرض نہیں دے سکتے ان کو پیٹریشینس پکڑواتے۔ ان کو یا تو مار ڈالا جاتا یا غلام بنا کر رکھا جاتا، یا غلام بنا کر فروخت کر دیا جاتا تھا۔ جب نئے مقامات فتح کئے جاتے تو ان کو پیٹریشینس آپس میں تقسیم کر لیتے تھے۔ حالانکہ پلیبینس بھی سپاہیوں کی حیثیت سے لڑتے تھے مگر ان بیچاروں کو کچھ بھی نہیں دیا جاتا تھا۔

یہ حالات دیکھ کر پلیبینس نے یہ دھمکی دی کہ ان کو ان کے حقوق دیئے جائیں اور ان کے واسطے ایک نئی ریاست بنائی جاوے۔ انہوں نے واقعی بڑی جدوجہد کی اور اس کا اثر یہ ہوا کہ پیٹریشینس نے ان کو بہت سے حقوق اور مراعات دیں۔

حقوق ۔ ۴۹۴ ق م میں ٹریبیون کا عہدہ بنایا گیا۔

(۱) پلیبینس کو یہ حق دیا گیا کہ وہ ۲ ٹریبیونس کا انتخاب کر سکتے ہیں جن کا خاص فرض یہ ہوگا کہ وہ پلیبینس کے حقوق کی حفاظت کریں اور ان کے مفاد اور فلاح و بہبودی کے کام کریں۔ ان ٹریبیونس نے پلیبینس کو پیٹریشینس کے ظلم و ستم سے بچایا۔ پلیبینس کے خلاف جو بھی قوانین تھے ان کو منسوخ کرایا

اور کونسل کے ان کاموں کو بھی روکا جو وہ پلے بینس کے خلاف کرتے رہتے تھے۔ یہ قاعدہ بن گیا تھا کہ پلے بینس مجرموں کو صرف ٹریبیون ہی سزا دے سکتا تھا۔

(۲) پلے بینس کی اسمبلی قوانین پاس کرتی تھی اور ایسے قوانین کو سینیٹ کی منظوری کی ضرورت بھی نہیں تھی۔

(۳) پلے بینس یہ چاہتے تھے کہ قوانین ایک مجموعی شکل میں کر دیئے جائیں لہذا قوانین کی ۱۲ تختیاں بنائی گئیں۔ ان قوانین کو تیار کر کے تانبے پر کھدوا دیا گیا۔ یہ رومی قانون معلوم کرنے کا بہترین ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح قانون کے لحاظ سے انصاف و مساوات کا امکان پیدا ہو گیا۔

(۴) ۴۴۵ ق م میں پلے بینس کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ پیٹریشیس میں اپنی شادیاں کر سکتے ہیں اس طرح ذات پات کی لعنت سے روم بچ گیا۔

(۵) ۴۰۰ ق م میں کونسٹر۔ پریٹر۔ سنسر۔ ڈکٹیٹر وغیرہ کے اعلیٰ مراتب بھی پلے بینس کے واسطے کھول دئے گئے تھے۔

(۶) ۳۶۷ ق م میں لیسی نین قانون پاس ہوا جس کے ذریعہ پلے بینس کی بہت سی شکائتیں دور ہو گئیں (۱) یہ بات طے ہو گئی کہ دو کونسل میں سے کم سے کم ایک پلیبین ہو گا (۲) قرض داروں کی پریشانی دور کی گئی (۳) کوئی شہری ۳۱۲ ایکڑ سے زیادہ زمین نہیں رکھ سکتا اور وہ ۵۰۰ سے زیادہ بھیڑیں نہیں رکھ سکتا۔ اس نے لوگوں کو دولت جمع کرنے سے باز رکھا۔

(۷) ۲۸۷ ق م میں یہ قانون بن گیا کہ پلے بینس اسمبلی کے بنائے ہوئے قوانین تمام لوگوں پر عائد ہوں گے۔ اسمبلی چھوٹے جرائم کا بھی فیصلہ کرتی تھی۔

کشمکش کے نتائج — یہ جدوجہد ۲۸۷ ق م میں ختم ہو گئی اس سے امیر پلے بینس کو بہت فائدہ پہونچا۔ قوانین میں مفید تبدیلیاں ہوئیں اور روم کے عوام کی رگوں میں نیا خون دوڑنے لگا اور ایک نیا جوش پیدا ہو گیا۔

۵۔ رومی جمہوریت میں عوام کا طرز زندگی

سماجی زندگی — سوسائٹی تین طبقوں میں تقسیم تھی۔ امراء۔ عوام اور غلام۔ اعلیٰ اور ادنیٰ طبقات

کے رہن سہن میں فرق تھا غلاموں کی خرید و فروخت خوب ہوتی تھی۔ رومی قوانین سخت تھے۔ محصول کی وصولیابی اور سزاؤں میں بھی سختی ہوتی تھی۔ لوگوں کو اپنے آزاد خیالات ظاہر کرنے کے موقعے نہیں ملتے تھے۔ لوگ زیادہ تر کاشتکاری کرتے تھے۔ کھیت کے سارے کام غلام کرتے اس کے علاوہ غلام کانوں اور دستکاریوں میں بھی کام کرتے۔ اس کے علاوہ سڑک بناتے جہاز چلاتے اور عمارتیں تیار کرتے تھے۔ تعلیم یافتہ غلام پڑھاتے تھے اور سکریٹری کی خدمت انجام دیتے تھے۔ غلاموں کے ساتھ بُرا سلوک تھا۔ اٹلی کے غلاموں کو رات کے وقت زنجیروں میں باندھا جاتا۔ ان کے سر کے بال کاٹ دئے جاتے تھے۔ امیروں کو خوش کرنے کے واسطے یہ غلام ہتھیار لیکر جنگلی جانوروں سے لڑتے تھے اور اکثر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے کہیں کہیں ان کو مزدوری ملتی۔ جائداد خریدتے اور شادی بھی کرسکتے تھے۔

اس زمانہ میں کھیل تماشے ہوتے۔ مرد عورت اور بچے خوب دلچسپی لیتے تھے۔ جنگ کے قیدی آپس میں لڑکر ایک تفریح طبع کا باعث بن جاتے تھے۔ اس زمانہ میں ہر شہر میں ایک مقابلہ گاہ ہوتی تھی۔ جس میں اکثر خونخوار جانور غلام اور قیدی کشتی لڑا کرتے تھے اور تمام شہر کے باشندے ان جگہوں میں جمع ہوکر اس قتل و غارت کا نظارہ کرتے تھے۔

تعلیم و ادب ـــ ابتدائی زمانہ میں تعلیم کی طرف کم توجہ تھی۔ باپ اپنے بچوں کو خود ہی تعلیم دیا کرتا تھا لیکن یہاں کچھ یونانی غلام تھے۔ اور کچھ عرصہ بعد آزاد کئے ہوئے غلاموں نے اسکول کھولے۔ ان اسکولوں میں فصاحت و بلاغت کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ان کو فن تقریر کے اصول بھی سکھائے جاتے تھے اس لئے ان کو اس قابل بنادیا جاتا تھا کہ وہ بڑے سے بڑے مجمع میں بھی نہایت عمدہ تقریر کرسکیں۔ اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب رہیں۔

اہل روم کے پاس قدیم روایات سے بھرے گیت ہوتے تھے اور شاعری کی مختلف اقسام کے مالک بھی تھے لیکن اس زمانہ میں یونانی غلام اینڈرونیکس نے ہومر (Homer) کی کتاب اڈیسی (Odyssey) کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس نے یونانی ڈراموں کا بھی ترجمہ کیا تھا۔ ان ڈراموں میں ٹریجڈی اور کومیڈی دونوں شامل تھے اس کے بعد ادب کا معیار اور بھی بلند ہوگیا۔ نہایت اعلیٰ قسم کی ادبی کتابیں لکھی گئیں۔ اہل روم نے یونانی نمونے پر ڈرامے لکھے۔ یہ لوگ کامیڈی نہایت اچھی لکھتے تھے۔ روم والوں نے شاعری اور تاریخ میں بھی بہت کچھ لکھا۔

اقتصادی زندگی ۔۔۔ روم میں ابتدائی زمانہ میں اعلیٰ طبقے کے پاس کافی دولت تھی یہ لوگ دولت خوب جمع کرتے تھے لیکن عوام یعنی پلیبینس غریب تھے۔ قرض کے متعلق جو قوانین تھے ان کی وجہ سے ان کی حالت اور بھی خراب ہو گئی تھی۔ تجارت ولین دین اپنی ابتدائی منزل میں تھی۔ اس زمانہ میں صنعت وحرفت کا فروغ بھی نہیں ہوا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد کمپنیاں قائم کی گئیں اور بینک بھی کھولے گئے جیسے جیسے ترقی ہوئی سڑکیں بھی بنائی گئیں جس سے تجارت میں ترقی ہوئی اور سفر میں بھی آسانیاں پیدا ہو گئیں۔

سیاسی زندگی ۔۔۔ اس زمانہ میں کونسل (Consul) صدر ہوتا تھا سینٹ اس کی رہبری کرتا تھا۔ اسمبلی قوانین بناتی تھی۔ ٹریبیونس، کوئیسٹرس، سنسرس اور پریٹرس اور دیگر افسر ہوتے تھے۔ پیٹری سینس اور پلیبینس میں مدت طویل تک کشمکش رہی۔ فتح کئے ہوئے علاقوں کو صوبوں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ ان صوبوں پر گورنر حکومت کرتے تھے یہ لوگ رعایا پر بہت زیادہ ٹیکس لگا کر ان کو پریشان کرتے تھے۔

کھیل ۔۔۔ لوگوں کو کھیل تماشہ کا بہت شوق تھا۔ ریچھ کی لڑائی ہوا کرتی تھی۔ رتھوں کی دوڑ بھی ہوتی تھی۔ جانوروں کے تماشے دکھائے جاتے تھے۔ تفریح طبع کے لئے مقابلے ہوتے تھے۔ امیروں کی تفریح کے لئے غلام، ہتھیار لے کر آپس میں لڑتے یا وہ جنگلی شیر اور دیگر خونخوار درندوں سے لڑتے تھے۔ شیر چیتے اور ریچھ کی کشتی بھی ہوتی تھی۔ ان مقابلوں اور کشتیوں کو دیکھنے کے لئے مرد عورتیں اور بچے سب ہی آتے اور قتل وخون دیکھ کر خوشی حاصل کرتے تھے۔ ایسے کھیلوں میں ان کو بڑی دلچسپی آتی تھی۔

مذہب ۔ اہل روم دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ جنس ایک ایسا دیوتا تھا جس کے مندر کے دروازے صلح کے دنوں میں بند رہتے تھے اور جنگ کے وقت کھلتے تھے۔ زمین کے اختیارات وسطا کو تھے۔ مال گودام کے لئے پینیٹس کی پوجا ہوتی تھی۔ جوپیٹر روم کی نگرانی کرتا تھا۔ مارس لڑائی کا دیوتا تھا۔ ان کی سب سے بڑی دیوی جونو تھی جو عورتوں پر مہربان رہتی تھی۔ اس کے علاوہ منروا اور ایسس کی پوجا ہوتی تھی۔ ان کے قومی دیوتا علیحدہ تھے خاندان کے دیوتا بھی علیحدہ تھے۔ مذہب کی رسموں کو گھر اور کھیتوں میں کرتے تھے گھر کے لوگ اور بتیاں رکھتے اور دیوتاؤں کی پرستش کرتے گھر کا بزرگ پھل اور پھول سے پرستش کرتا تھا۔

روم کے لوگ اپنے خاندان کے بزرگوں کی بھی پوجا کرتے تھے۔ اہل روم نے ایٹرسکنس سے اپنے دیوتاؤں کے مندروں کو بنانا سیکھا۔ ان کے اثر کی بدولت اینٹوں کے بجائے پتھروں کا استعمال ہونے لگا۔

انہوں نے ایٹرسکنس سے فن تحریر بھی سیکھا اور پیادہ سپاہیوں کے متعلق بہت سی باتیں ان کو معلوم ہوگئیں۔ روم والوں نے یونانیوں سے جہاز سازی، سکّوں کا بنانا، پیمائش کے پیمانے وغیرہ سیکھے۔

۶۔ رومی جمہوریت کے زوال کے اسباب

رومی جمہوریت کی بربادی کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:۔

فوج ۔ کچھ ہی دنوں میں فوج نے کافی اقتدار حاصل کر لیا اور جو شخص بھی ایک طاقتور فوج کا مالک ہوتا وہی سیاسی اقتدار حاصل کر لیتا تھا۔ فوج کی وجہ سے روم کے عوام کو بہت سی تکالیف پہونچیں۔ سپاہی لوگ اپنے سپہ سالاروں کی فرمانبرداری کرتے تھے مگر ان کو عوام سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ فوجی کمانڈروں نے سیاسی اقتدار اور مصلح قوم کا عہدہ حاصل کر لیا تھا۔ اس طرح روم کے اندر وحشیانہ قسم کی خانہ جنگیاں شروع ہوگئیں۔

نااتفاقی ۔ قوت حاصل کرنے کی خواہش نے لیڈروں میں رقابت اور تفرقہ پیدا کر دیا۔ میریس اور سُلّا کی رقابت اور خونریزی مشہور ہے اسکے علاوہ پومپی اور سیزر کی رقابت بھی اپنا رنگ لائی۔ اسی طرح اوکٹیویس اور اینٹونی کی رقابت روم کیلئے مضر ثابت ہوئی۔

دو سیاسی پارٹیاں ۔ سینیٹ کے عہد حکومت میں لوگوں کو دبایا گیا اور ان پر ظلم و ستم ہوئے ان میں بہت سوں کو شہری حقوق نہیں دیے گئے۔ قرض کے متعلق قوانین بہت سخت بنائے گئے اور زمینیں چند ہی لوگوں کے ہاتھوں میں رہتی تھیں انہیں وجوہات کی بنا پر غریبوں اور امیروں میں جنگ و جدال جاری رہی۔ پلیبنس اور پیٹریسینس کی کشمکش اس لئے ہوئی کہ غریبوں کو حقوق دلائے جائیں اس وجہ سے روم میں خانہ جنگیاں ہوئیں اور روم کو بہت نقصان پہنچا۔

انتظام ۔ جب نئے ممالک فتح کر کے روم میں ملا دئے گئے اور بہت سے غیر ممالک کے باشندے اس میں بس گئے پھر بھی طرز حکومت وہی رہا۔ اسپین اور ایشیا سے آئے ہوئے لوگوں کو مغلوب سمجھا جاتا تھا اور وہ آزاد شہری کے حقوق سے محروم تھے۔ مفتوح علاقے صوبوں میں تبدیل کر دئے گئے تھے اور ان صوبوں میں گورنروں کی حکومت تھی۔ یہ گورنر بہت زیادہ ٹیکس لگاتے اور بڑے ظالمانہ طریقے سے اسکی وصولیابی کرتے۔ ان صوبوں کی آواز نہیں سنی جاتی تھی۔ اس طرح دیکھنے میں تو حکومت جمہوریت تھی لیکن درحقیقت حکومت کی باگ ڈور امیروں کے ہاتھوں میں تھی ایسی حکومت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ کچھ عرصہ میں بالکل نیست و نابود ہو جائے۔

سماج ۔ سماج میں اعلیٰ اور ادنیٰ طبقے تھے ۔ لوگوں میں اکثریت غلاموں کی تھی جن پر چند امیر حکومت کرتے تھے ۔ چند امیروں ہی کے ہاتھوں میں ساری دولت تھی اور باقی لوگ بے زر و زمین تھے اور امیروں کے سلوک سے پریشان ہو گئے تھے ۔ کسی زمانہ میں جو لوگ چھوٹے چھوٹے کسان تھے مقروض بن گئے تھے ۔ کسانوں کا آزاد طبقہ بالکل نیست و نابود ہو چکا تھا ۔ غلاموں کے ساتھ بہت بُرا سلوک ہوتا تھا ۔ ان کو زنجیروں سے باندھا جاتا تھا اور خونخوار جانوروں سے ان کی کشتی کرائی جاتی تھی ۔ انہیں وجوہات کی بنا پر ان غلاموں نے ۷۳ اور ۷۱ ق م میں بغاوت کی مگر ان کی بغاوت کو کچل دیا گیا لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ روم کے بچّوں کو تعلیم یہی غلام لوگ دیتے تھے ۔

مندرجہ بالا باتوں کو پڑھ کر یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ سماجی بے انصافی سیاسی نا اتفاقی اور فتوحات کی کثرت نے روم کی جمہوریت کو کمزور کر دیا ۔ حالانکہ ۴۶ ق م میں سیزر ایک دائمی ڈکٹیٹر بن چکا تھا لیکن پھر بھی روم جمہوریت کہلاتی رہی ۔ آخر میں اوکٹیویس ۲۷ ق م میں روم کا پہلا شہنشاہ بن گیا اور رومی جمہوریت بالکل ختم ہو گئی ۔

۲ ۔ سیزر کی سیرت اور کارنامے

جولیس سیزر ایک قابل اور کامیاب سپہ سالار تھا ۔ وہ ہوشیار مدبر اور لائق مصنف بھی تھا ۔ فن تقریر میں بھی اس کو کمال حاصل تھا ۔ اس میں سخاوت بھی موجود تھی ۔ وہ ایک امیر خاندان سے وابستہ تھا لیکن اس کا تعلق جمہوری پارٹی سے بھی تھا ۔ اس کی چچی ایک جمہوری لیڈر میریس کی بیوی تھی ۔ اور اس کی بیوی بھی جمہوری لیڈر سینّا کی لڑکی تھی ۔ اس نے اسپین اور مشرقی ممالک میں اپنی فوجی قابلیت کا ثبوت دیا ۔ سُلّا کے ساتھ تعلقات میں تلخی پیدا ہو گئی تھی ۔ لہٰذا وہ ایشیا بھاگ آیا ۔ سُلّا کی موت کے بعد وہ روم واپس آیا اور وکالت شروع کر دی ۔ ۶۸ ق م میں اسکو کوئسٹر بنا دیا گیا ۔

اس کے بعد سیزر نے پومپی اور کریسس سے مل کر ایک پارٹی بنائی اور وہ ۵۹ ق م سے ۵۴ ق م تک گول کا گورنر رہا ۔ اس کے بعد اس کی گورنری کی مدت کی توسیع ۴۹ ق م تک کر دی گئی تھی ۔ لیکن ۵۲ ق م میں پومپی ڈکٹیٹر بن گیا ۔ وہ سیزر سے حسد کرنے لگا اور اس کے اقتدار کو ختم کرنے کا خواہشمند ہوا ۔ اس مقصد کو پورا کرنے کی غرض سے وہ سنیٹ سے مل گیا ۔ جب سیزر کی مدت گورنری ختم

ہو رہی تھی تو اس نے پومپی سے درخواست کی کہ اس کی گورنری کی مدت میں توسیع کر دے یا اس کو اجازت دے کہ وہ اپنے پاس فوج رکھے جب تک کہ وہ ۴۸ ق م میں منتخب ہو جادے۔ اس کی اس درخواست کو رد کر دیا گیا اور اس کے اختیارات اس سے چھین لئے گئے۔

قوت حاصل کرنے کی غرض سے سیزر نے ریوبیکن کو پار کیا اور اپنی فوج کے ساتھ روم میں داخل ہوا۔ یہ دیکھ کر پومپی یونان بھاگ گیا۔ ۴۸ ق م کے لئے سیزر کو کونسل منتخب کر لیا گیا۔ پھر وہ پومپی کے تعاقب میں یونان گیا اور پومپی کو شکست دی۔ پومپی جان بچا کر مصر پہونچا جہاں اسکو مار ڈالا گیا۔ مصر سے واپسی پر اس کو دس سال کے لئے روم کا ڈکٹیٹر بنا دیا گیا۔ ۴۴ ق م میں اس کو ساری زندگی کے لئے ڈکٹیٹر بنایا گیا۔ اس کو تین مرتبہ تاج پیش کیا گیا۔ لیکن اس نے تاج قبول کرنے سے انکار کر دیا اس کا اقتدار دیکھ کر بہت سے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ جمہوری حکومت کو ختم کر کے شخصی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ بروٹس، کیسیس وغیرہ اس کے مخالف ہو گئے اور سینیٹ کی نشست کے وقت اس کو قتل کر ڈالا گیا۔

اس کی قوت — ڈکٹیٹر ہو جانے کے بعد سیزر کی قوت بہت زیادہ بڑھ گئی لیکن اس نے جمہوریت کی شکل اور ناموں کو برقرار رکھا۔ سینیٹ ویسا ہی تھا مگر اُس کے ممبروں کو وہ خود ہی نامزد کرتا تھا۔ اور اکثریت سیزر کے ساتھیوں کی ہوتی تھی۔ اب یہ صرف مشورہ دینے کی جماعت رہ گئی تھی۔ دو کونسل تھے مگر ان میں سے ایک خود سیزر ہوتا تھا۔ حالانکہ ٹریبونس ہوتے تھے مگر ساری قوتوں اور اختیارات کا مالک سیزر ہی تھا۔ عملی طور پر سیزر کے الفاظ بذات خود قانون کی حیثیت رکھتے تھے۔ جنگ کرنے، صلح کرنے، فوج کی سپہ سالاری کرنے، خزانہ کا انتظام کرنے اور افسروں کے تقرر کرنے کے اختیارات سیزر کو ہی حاصل تھے اسی کے نام کے سکّے چلتے تھے۔ غرضکہ جمہوریت کے پردے میں شہنشاہیت اور مطلق العنان حکومت موجود تھی۔

اس کی فتوحات — اس کے مشہور جنگی کارنامے وہ ہیں جن کا تعلق فرانس۔ انگلینڈ اور جرمنی سے ہے۔ جولیس سیزر گول یا فرانس فتح کرنے گیا۔ کئی سال تک جنگ رہی اور محاصرہ جاری رہا۔ آخر میں گول کے مختلف فرقوں پر سیزر کا غلبہ ہو گیا۔ اس ملک کو رومی سلطنت میں شامل کر لیا گیا سیزر نے رائن ندی پر ایک پُل بنوایا۔ اور جرمن کو گول پر حملہ کرنے سے روکا۔ اس مخالفت کے باوجود دو بار

انگلینڈ پر حملہ کیا اور دونوں مرتبہ کچھ عرصہ رہنے کے بعد وہ واپس آ گیا۔ انگلینڈ والوں کے دل میں اہل روم کا دبدبہ اور دہشت بیٹھ گئی۔ اس نے پومپی کو یونان میں شکست دی۔ شکست کھا کر پومپی مصر بھاگا سیزر نے اس کا تعاقب کیا لیکن شکست کھانے سے پہلے ہی پومپی کو مصر کے بادشاہ نے مروا ڈالا۔ اس کے بعد سیزر نے ٹولیمی یعنی مصر کے بادشاہ کو شکست دی اور اس کی سلطنت اس کی بہن کلیوپیٹرا اور اس کے چھوٹے بھائی کو دی۔ کچھ عرصہ تک سیزر کلوپیٹرا کے دام حسن میں گرفتار رہا۔ اس کے بعد اس نے ایشیائے کوچک کی طرف کوچ کیا اور اس کو فتح کر لیا۔ ۴۶ ق م میں اس نے سینیٹ کی فوج کو افریقہ میں شکست دی اور ۴۵ ق م میں اس نے سینیٹ کی دوسری فوج کو اسپین میں شکست دی۔ اسی طرح اس نے بہت سی فتوحات کیں اور دور دراز ممالک میں کامیابیاں حاصل کر کے رومی سلطنت کی وسعت بڑھائی۔ اسلئے وہ بحیثیت سپہ سالار اور فاتح کے ایک ممتاز شخصیت کا مالک ہوا۔

اس کی اصلاحات ۔ (۱) اس نے تجارت کو فروغ دیا اور ہر طرح کی سہولتیں پیدا کر دیں (۲) اس نے میونسپلٹی کے قانون بنائے تاکہ شہروں میں عمدہ انتظام حکومت قائم ہو سکے (۳) اس نے مراعات بہت سے ملکوں اور بہت سے طبقوں کو دیئے (۴) اس نے زراعت اور مالگذاری کے دستور عمل کو ختم کر دیا اور ایشیا میں مستقل محصول لگا دیئے (۵) اس نے مستقل مفت غلہ بانٹنے کی رسم ختم کر دی روم کے امرا اپنے ذاتی مفاد کے لئے غربا میں اکثر غلہ مفت تقسیم کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے لوگوں میں کاہلی پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے اس بُرے دستور کو کم کر کے غریبوں کو کام کی طرف مائل کیا (۶) اس نے غریب لوگوں کو کام پر لگا کر بے روزگاری کو دور کیا (۷) اس نے لوگوں کو باہر کے ملکوں میں بھیجا تاکہ نو آبادیات قائم کریں (۸) اس نے مقروض لوگوں کے بوجھ کو ہلکا کیا اور زراعت کو فروغ دیا (۹) اس نے روم میں سڑکیں اور عمارتیں بنوائیں (۱۰) اس نے غیر اطالوی لوگوں کو رومن ریجنس میں بھرتی کیا اور ان کو شہریت کے حقوق دئے (۱۱) لیکن اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے ایک کلینڈر ایجاد کیا جسے جولین کلینڈر کہتے ہیں مختصر یہ کہ جنگوں کے علاوہ اس نے مندرجہ بالا اصلاحات کیں اور دوامی شہرت حاصل کی۔

۸۔ آگسٹس کی سیرت اور اس کے کارناموں کا جائزہ :

۳۱۔ ق م۔ ۱۴ء ۔ روم کا پہلا شہنشاہ اگسٹس تھا۔ اس نے ۴۵ برس تک حکومت کی

اصل میں اس کی حکومت مطلق العنان تھی۔ اوگسٹس سیزر کی بہن کا پوتا تھا۔ سیزر نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ سیزر کی موت پر اس نے روم جاکر خود کو کونسل منتخب کرالیا۔ اس نے ۴۳ ق م میں اینٹونی اور لیپیڈس کے ساتھ مل کر دوسری Triumvirate بنائی۔ دوسرے سال اس نے جمہوری فوج کو شکست دی۔ اس موقع پر بروٹس اور کیسس نے خودکشی کرلی۔ اس کے بعد سلطنت کو اوکٹیوسیس، اینٹونی اور لیپیڈس نے تین حصوں میں تقسیم کرکے آپس میں بانٹ لیا۔ لیپیڈس نے استعفیٰ دیدیا۔ اور اینٹونی افریقہ چلا گیا۔ وہاں مصر کی کلیوپیٹرا سے اس کو عشق ہوگیا۔ اینٹونی ایران کو فتح کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے اوکٹیویئس سے فوج مانگی لیکن اوکٹیویئس نے فوج دینے سے انکار کردیا۔ اینٹونی کو غصہ آیا اور اس نے روم پر حملہ کرنے کی تیاریاں کردیں۔ دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ۳۱ ق م میں اوکٹیویئس نے اینٹونی کو شکست دی۔ اسکے بعد اینٹونی نے خودکشی کرلی۔ اسی سال اوگسٹس ڈکٹیٹر بن گیا۔

۲۷ ق م میں اس نے ساری قوتیں سنیٹ کو دیدیں اور اس کے ہاتھ مضبوط کئے۔ اس نے سنیٹ ممبروں کی تعداد کو بھی بڑھایا۔ لیکن چونکہ سنیٹ معاملات پر قابو پانے سے قاصر تھا اسی لئے اوگسٹس کو فوج کا کمانڈر بنادیا گیا۔ اس کے علاوہ سرحد کے صوبوں کو بھی اس کے اختیار میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ مصر کی سلطنت اس کی ذاتی ملکیت تھی۔

اس کی حکومت جمہوریت کی قبا میں استبدادی حکومت تھی۔ بیرونی تعلقات صلح وجنگ اور شہر کو اناج مہیا کرنے کے انتظامات میں اوکٹیویئس کا پورا پورا ہاتھ تھا اس کو سنیٹ کے سامنے تجویز رکھنے اور اصول بنانے کا حق بھی حاصل تھا۔ وہ جولیس کی طرح کونسل اور مذہبی پیشوا اعلیٰ بھی تھا وہ ٹریبیون کی حیثیت رکھتا تھا اور قدیم روم کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ اس کو (Princeps) یعنی روم کا پہلا شہری کہا جاتا تھا۔ اس کو اوگسٹس، امپیریٹر اور پیٹر پیٹرئی کے لقب دئے گئے تھے۔ اس نے اپنے صرفہ سے مندر، سڑکیں، پُل، نہریں اور دیگر عمارتیں بنوائیں۔ اس کے علاوہ رفاہِ عام کے اور بھی کام کئے۔

فتوحات — اس کی فوج (egion   پر مشتمل تھی۔ اس نے ۳۱ ق م میں مصر کو فتح کرلیا تھا اور ۲۵ ق م میں نومیڈیا بھی فتح کو   نے بھی روم شہنشاہیت کو تسلیم کرلیا تھا۔

اس کی سلطنت وسیع تھی اور قدرتی سرحدیں تھیں۔ شمال میں دریائے رائن اور ڈینیوب تھے مشرق میں بحر اسود دریائے فرات اور عرب کا ریگستان تھا جنوب میں صحارا کا ریگستان تھا اور مغرب میں بحر اٹلانٹک واقع تھا۔ رومی سلطنت کی شمالی سرحد پر غیر مہذب جرمن رہتے تھے۔ یہ لوگ گول پر حملے کرتے رہتے تھے اوگسٹس نے دریائے رائن اور ایلب کے درمیانی حصہ کو فتح کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ کامیاب نہ ہوا جرمن۔ برٹین۔ گول اور اسپین کے برخلاف بہت دنوں تک رومی علوم وفنون سے محروم رہا۔

اوگسٹس کے عہد میں فلسطین میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی حضرت عیسیٰ کا یورپ کے مذہب اور تہذیب پر گہرا اثر پڑا۔

اصلاحات ۔۔ (۱) اس نے ٹکسال میں اصلاح کی اور آزاد تجارت کا استحکام کیا (۲) خشکی کے سفر میں سہولت پیدا کی۔ لوگ لمبے لمبے سفر کم وقت میں طے کرنے لگے راستے بھی محفوظ ہو گئے (۳) اس نے عوام کی فلاح وبہبودی کے کام میں خاص دلچسپی دکھائی (۴) اس نے طلاق کے رواج کو روکا اور شادی کی عظمت کو برقرار رکھنے کی کوشش کی (۵) اُس نے سادہ وصاف زندگی گزارنے کے اصول بنا دئے (۶) اس نے اپولو کا مندر مکمل کیا اور اس کے اندر کتب خانہ بھی کھولا۔ اس نے بزلنس ہال کی بھی تکمیل کی۔ اس کے عہد میں Augustus Forum اور Marcellus Theatre بھی بنائے گئے۔ سینٹ کی عمارت بنی ڈیووئن جولیس کا مندر بھی بنا۔ اوگسٹس نے اخلاقیات کی تعلیم کو مدنظر رکھا اور اس کی اشاعت کی ہر ممکن کوشش کی۔

نظام ۔۔ اس نے مختلف صوبوں کے لئے گورنر مقرر کر دئے۔ اس نے غلہ اور پانی کی سپلائی۔ مقدس عمارتوں کی دیکھ بھال اور رفاہ عام کے کاموں کے واسطے کمشنر مقرر کر دیئے تھے۔ اس نے بہت سے شعبہ جات کھول دئے تھے مثلاً پانی و آگ کے شعبہ جات۔ اس نے چھوٹے ٹیکس ختم کر دئے۔ صرف دو بڑے بڑے ٹیکس لگائے یعنی ذاتی ملکیت پر ٹیکس اور زمین پر ٹیکس لگائے گئے۔ اس کے عہد میں روم کے پاس پہلی مرتبہ ایک منظم فوج تھی۔ اصلی رومی سلطنت اسی کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ اس کا عہد خوشحالی اور امن وامان کا زمانہ تھا۔ اس کا ۱۴ء میں انتقال ہو گیا۔

۹-۱ آگسٹس کے عہد کے رومیوں کے شاندار کام

انتظام ۔۔ صوبوں کے انتظام کرنے کے لئے گورنر مقرر تھے۔ اس نے غلہ اور پانی کی سپلائی مقدس

عمارتوں کی دیکھ بھال اور رفاہ عام کے کاموں کے واسطے کمشنر مقرر کر دئے تھے۔ اس نے بہت سے ٹیکس کم کر دئے زمین کا ٹیکس باقی رکھا اور ذاتی ملکیت پر بھی ٹیکس ہوتا تھا۔ اس کے پاس ایک عمدہ فوج تھی۔ غرض کہ اس نے ملک کا انتظام اچھا کر رکھا تھا۔

سماج ــ روم کی سوسائٹی میں تین طبقات تھے۔ امراء۔ عوام اور غلام۔ اعلیٰ اور ادنیٰ طبقات کے رہن سہن کے طریقے مختلف ہوتے تھے۔ غلاموں کی تجارت ہوتی تھی۔ غریبوں اور غلاموں کی تعداد تین لاکھ تھی۔ تنگ گلیوں میں غریب طبقہ رہتا تھا۔ ان کے گھروں میں رہنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی اور اکثر بیماریاں رہتی تھیں۔ بہر حال روم کے لوگ اپنی زندگی آسانی وسہولت سے گزارتے تھے۔ چیزیں سستی تھیں۔ فتح کئے ہوئے صوبوں سے دولت آتی تھی اور اس طرح امیر لوگ اور بھی امیر ہوتے گئے۔ رومی قوانین ومحصول سخت ہوتے تھے۔ کاشتکاری دستکاری۔ سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر اور جہاز چلانے کا کام غلام لوگ کرتے تھے تعلیم یافتہ غلاموں کو معلم سکریٹری اور کتب خانہ کا نگراں بنا دیا جاتا تھا۔ امیروں کے تفریح کے لئے غلاموں کو جنگلی جانور مثلاً شیر سے لڑنا پڑتا تھا لیکن جیسے جیسے زمانہ گزرا انہیں مزدوری ملنے لگی۔ شادی کرنے اور جائداد خریدنے کا بھی حق حاصل ہوگیا۔ ریچھ کی لڑائی۔ رتھوں کی دوڑ جانوروں کی کشتی کے تماشے ہوتے تھے۔

تجارت وصنعت واقتصادی حالت ــ عمدہ قوانین کے بننے کی وجہ سے امن وامان قائم ہوا۔ سڑکیں بنیں سکّے رائج ہوئے۔ بحر روم میں رہزنی ختم ہوئی۔ دستکار خوب مال تیار کرنے لگے۔ سوداگر دوسرے ملکوں میں اس کو فروخت کرتے اور نفع کماتے تھے۔ تجارت روس، چین ہندوستان وغیرہ سے ہوتی تھی۔ خاص جگہ پر خاص چیزیں تیار ہوتیں۔ ایک جگہ لوہے اور فولاد کی چیزیں تیار ہوتی تھیں۔ دوسری جگہ شیشہ کا کام ہوتا تھا۔ گیہوں۔ شراب۔ زیتون کا تیل لینن۔ ادنی سامان اور معدنیات کی تجارت ہوتی تھی۔ سرمایہ دار لوگ اپنا سرمایہ تجارتی مرکز پر خرچ کرتے تھے شروع میں ٹیکس زیادہ تھے پھر ٹیکس کم کر دیئے گئے۔ ٹکسال میں بھی اصلاح کی گئی۔

ادب ــ ادبی ترقی کے لحاظ سے یہ زمانہ سنہرا کہلاتا ہے۔ ورجل دنیا کے مشہور شاعروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ورجل نے اس زمانہ میں اپنی مشہور کتاب اینیڈ (Aeneid) لکھی۔ یہ ادبی نکتہ نظر سے ایک بہترین چیز ہے۔ یہ بڑی اچھی Epic ہے۔ اس کے علاوہ ہوریس نے بھی نہایت عمدہ

نظمیں اور گیت لکھے۔ اُسی زمانہ میں اُوِڈ بھی ایک مشہور شاعر ہوا ہے۔ لیوی نے روم کی تاریخ لکھی اور اس کو چھاپا گیا۔ اسٹریبو ایشیائے کوچک کا رہنے والا تھا۔ وہ اس زمانہ کا مشہور علم جغرافیہ کا ماہر ہوا ہے Stoic اور Epicurean فلسفہ پر بھی کتابیں لکھی گئیں۔ اس طرح اس زمانہ میں ادبی ترقی خوب ہوئی۔

فن تعمیر ــــ شہنشاہ اوگسٹس کا زمانہ علوم و فنون کی ترقی کا عہد زریں کہلاتا ہے۔ رومی ماہرین نے فنون لطیفہ میں یونان، ایشیائے کوچک، اور مصر کی تقلید کی اور اس میں اصلاح کرکے ایک جدید چیز بنادی۔ روم کے ماہر معمار محراب اور گنبد کے بنانے کے لئے تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ آگسٹس نے اپالو کا مندر بنوایا اور اس کے ساتھ ایک کتب خانہ بھی بنوایا گیا اس نے بزنس ہال بنوایا۔ سنیٹ کی نئی عمارت تعمیر کی گئی۔ ڈِوائن جولیس کا مندر بھی بنوایا گیا۔ آگسٹس فورم اور مارسیلز کا تھیٹر تیار ہوا۔ عالیشان محرابیں اور عمدہ گنبد بھی بنے۔ محرابیں پاس پاس بنائی جاتی تھیں۔ اگریپا نے (Public Bath) حمام بنوائے۔ آگسٹس فخریہ کہا کرتا تھا "مجھے روم شہر اینٹوں کا بنا ملا تھا اور میں نے اس کو سنگ مرمر کا چھوڑا"۔

مذہب ــــ رومی لوگ مختلف دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے لیکن زیادہ تر لوگ دیوتاؤں میں عقیدہ نہیں رکھتے تھے۔ لوگ عیش و عشرت کے شوقین تھے مذہب کی عدم موجودگی میں لوگوں کا اخلاق گر گیا۔ لوگوں میں ظاہری ٹھاٹ کی عادت تھی۔ آگسٹس نے اخلاق کو درست کرنے کی کوشش کی اس نے رومیوں کے آبائی مذہب کو دوبارہ پھیلایا۔ اس نے قدیم مذہبی جشن و دعوت کا اعادہ کیا لیکن اس کی یہ سب کوششیں بے کار ثابت ہوئیں۔ اور لوگوں میں قدیم مذہبی عقائد پیدا نہ ہوسکے کیونکہ قدیم دیوتاؤں اور دیویوں کا خاتمہ ہو رہا تھا۔ آگسٹس کے زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ فلسطین میں پیدا ہوئے اور عیسائی مذہب کی تبلیغ کا اثر بھی رومیوں کے عقائد پر ہوا۔

دیگر اصلاحات ــــ اس نے تجارت کو فروغ دیا۔ ٹکسال میں اصلاح کی گئی۔ خشکی کے سفر میں مسافروں کے آرام کے سامان کیئے گئے۔ سفر میں سہولت پیدا ہوگئی۔ راستے محفوظ کردیئے گئے تھے۔ طلاق کے رواج کو روکا۔ شادی کی عظمت کو برقرار رکھنے کے قوانین بنائے۔ صاف و سادہ زندگی کے اصول بنائے روم دولت سے مالامال ہوگیا بہت سے پل، سڑکیں، نہریں، باغات بنائے گئے۔

مندرجہ بالا باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آگسٹس کا عہد روم کا عہدِ زریں تھا۔ اس کے عہد میں صنعت و حرفت۔ علم و فنون۔ شعر و ادب۔ مصوری و سنگتراشی میں حیرت انگیز ترقی ہوئی۔ رعایا امن و چین سے رہتی تھی۔ تجارت کو بھی فروغ تھا اور ملک دولت سے مالامال تھا۔ سلطنت کا انتظام بھی نہایت عمدہ تھا اس عہدِ زریں کا مقابلہ ہندوستان کے گپت کے عہدِ زریں سے کیا جا سکتا ہے۔

۱۰۔ سسرو۔ شہنشاہ نیرو۔ مرکس اریلس۔ ڈیوکلیشن جسٹینین اور اس کے قانون پر اجمالی نظر:

(۱) سسرو — (Cicero) جمہوریت پسند تھا۔ ۶۳ ق م میں اس کو کونسل منتخب کیا گیا اس کی خواہش تھی کہ وہ قدیم جمہوریت کو پھر قائم کرے لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا ایک مرتبہ Cariline نے زبردستی سیاسی قوت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن سسرو نے اس کی کوشش کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ سسرو اپنے زمانہ کا نہایت عمدہ تقریر کرنے والا سمجھا جاتا تھا۔ وہ جب سیاسی اعتبار سے کامیاب نہ ہو سکا تو اس نے اپنی ساری توجہ ادبی خدمات کی طرف کر دی۔

اس کی تقریروں سے پتہ چلتا ہے کہ اس کو لاطینی زبان پر پورا قابو تھا اس کی نثر میں شستگی اور عمدگی پائی جاتی تھی۔ وہ ایک اچھا مضمون نگار بھی تھا۔ اس نے فن تقریر۔ دوستی۔ ضعیفی پر مضامین لکھے۔ اس نے اپنے دوستوں کو سینکڑوں خطوط لکھے جن کو انھوں نے محفوظ رکھا اور جو ادبی اعتبار سے قابل قدر ہیں۔ سسرو نے لاطینی زبان کو درجہ کمال پر پہونچایا۔ اس کو لاطینی بولنے اور لکھنے پر کمال حاصل تھا۔ لاطینی زبان کی نثر دنیا میں مشہور ہے۔ اس کی تحریریں نہایت موثر ہیں۔ وہ جمہوری نظام کا حامی تھا۔ لہٰذا اس کو بھی بروٹس اور کیسیس کے ساتھ انٹونی کے سپاہیوں نے مار ڈالا اور وہ ۴۳ ق م میں مر گیا۔

(۲) شہنشاہ نیرو — کلاوڈس کی موت کے بعد ۵۴ء میں وہ شہنشاہ ہو گیا۔ اس کا استاد سینیکا اس کا وزیر ہوا۔ شروع کے پانچ سال تک اس نے کامیابی سے حکومت کی۔ لیکن اس کے بعد اس نے سینیکا کو بھگا دیا اور اس نے اپنی ماں کو بھی جلا وطن کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ دونوں اور اس کی بیوی مار دیے گئے۔ پھر تو اس نے نہایت ظالمانہ طریقے سے حکومت کی۔ وہ بڑا ظالم اور جابر

بادشاہ ہو گیا۔ وہ فضول خرچ تھا اور اس نے لوگوں پر حد سے زیادہ ٹیکس لگائے۔ وہ اپنے گلدستہ کے لئے کئی کئی ہزار کے گلاب کے پھول منگواتا تھا۔ اس کی دوسری بیوی Popaea کے نہانے کے واسطے روزانہ ۵۰۰ گدھیوں کا دودھ آتا تھا۔ ۶۴ء میں روم میں آگ لگی۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ روم کو نیرو نے جلا دیا اور جب روم جل رہا تھا وہ عیش و عشرت میں مست تھا۔ اس کے بعد اس نے بہت زیادہ روپیہ لگا کر سارے شہر کو دوبارہ بنوایا۔ اس نے سنگ مرمر کا ایک نہایت شاندار محل بنوایا۔ اس محل کا نام گولڈن ہاؤس تھا۔ اس نے عیسائیوں کو جلایا۔ اور انسانوں کو جلا کر اس نے اپنے باغات کی موم بتیوں کا کام لیا۔

وہ شاعری، مصوری اور کھیلوں کا شوقین تھا۔ اس نے یونان کے شہروں کو توڑ پھوڑ کر عمدہ شہر میں تبدیل کرایا۔ اور عمدہ کھیل چلائے۔

لیکن روم کے عوام اور خاص طور سے گلبا جو کہ اسپین کا گورنر تھا اس کی اس فضول خرچی کو دیکھ کر بہت تنگ آ گئے تھے انھوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ جب گلبا نے روم کی طرف کوچ کیا تو نیرو چھپ گیا۔ آخر کار وہاں کی سینیٹ نے نیرو کی موت کا اعلان کر دیا اور نیرو نے ۶۸ء میں خودکشی کر لی۔ اس طرح آگسٹس خاندان کا آخری تاجدار مر گیا۔

(۳) مرکس اریلیس — Into Jinus Rus کی موت کے بعد مرکس شہنشاہ (۱۶۱-۱۸۰ ق م) ہو گیا۔ اس کی تعلیم کی طرف خاص دھیان دیا گیا تھا۔ بارہ[۱۲] سال کی عمر میں اس نے Stoic Philosophy کو اختیار کر لیا۔ اس نے پارتھیا کو شکست دی اور مغربی مسوپٹامیہ کو ایک صوبہ بنا لیا۔ اس کے عہد حکومت کے آخری دنوں میں جرمنی قبیلوں نے روم پر حملہ کیا۔ ان قبیلوں کے ساتھ بارہ سال تک اس کو لڑنا پڑا۔ آخر میں ان قبیلوں کو شکست ہوئی۔

یہ بھی مشہور بادشاہ گزرا ہے۔ اس نے قومی اخراجات میں کمی کی اور تماشے کھیل کے مقابلوں میں بھی کمی کر دی تھی۔ اس نے سڑکوں کی طرف خاص دھیان دیا اور آمد و رفت میں سہولت پیدا کر دی۔ اس نے لائق مجسٹریٹوں کا تقرر کر دیا۔

باوجود اس بات کے کہ کئی سال تک موسم خراب رہا سیلاب آتے رہے۔ قحط پڑتا رہا۔ حملے ہوتے رہے

اور بیماریاں پھیلتی رہیں اس نے امن وامان کو قائم رکھا۔ اس نے ملک کے حالات معلوم کرنے کے لئے ملک کے مختلف حصوں کا سفر کیا اور انتظام کو سدھارنے اور حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔

اس کو عیش وعشرت سے نفرت تھی اس نے ایک غریب آدمی کی طرح زندگی گزاری۔ وہ علی الصباح کام شروع کرتا اور آدھی رات کے بعد تک کام کرتا رہتا تھا۔ وہ ایک اچھا مصنف بھی تھا۔ اس نے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ اس کا نام میڈی ٹیشنس ہے۔ اس نے عیسائیوں کے ساتھ سختیاں کیں اور ان کا قتل عام کرایا۔ عیسائیوں کے متعلق اس کا یہ خیال تھا کہ وہ رومیوں کے دشمن ہیں اور روم کی حکومت ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی خانگی زندگی ناخوشگوار تھی۔ اس کی بیوی شریر اور بد معاش عورت تھی اور اس کا بیٹا کوموڈس بھی تکلیف دہ اور قابل نفرت تھا۔ اس کی موت کے بعد ملک کی حالت بُری ہوگئی۔ روم کے لوگ کمزور ہو گئے اور سپاہیوں نے ملک کو اپنے قابو میں کر لیا۔ ادھر قبائل نے حملہ کر دیا۔

(۴) ڈیوکلیشن ۔ جب اس کو اقتدار حاصل ہوا تو روم خانہ جنگیوں کی وجہ سے کمزور ہو چکا تھا غیر مہذب قبیلے ہمیشہ روم پر حملہ کرتے رہتے تھے۔ وہ نہایت عمدہ سیاستداں تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ روم کی وسیع سلطنت کا انتظام ایک حکمراں نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس نے ساری سلطنت کو ۲ دو حصوں میں بانٹ دیا کہ ہر حصہ پر ایک علیحدہ حکمراں حکومت کر سکے۔ اس کے بعد اس نے اپنی سلطنت کے چار حصے کر دئے۔ ایک حصہ پر وہ خود حکومت کرتا۔ دوسرے حصہ پر اس کا ایک ساتھی۔ باقی دو حصوں پر ان کے معاون حکومت کرتے اور ان کو سیسرس کہتے تھے۔ اس طرح اس نے ملک میں امن وامان قائم کیا۔ اس نے حکومت میں اصلاح کی اس نے مزدوروں کی اُجرت مقرر کرنے کی کوشش کی اور چیزوں کی قیمتیں مقرر کرنے کی بھی کوشش کی لیکن اس کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

اس کی حیثیت اوٹوکریٹ کی سی ہوگئی۔ سلطنت پر سے سینٹ کا اقتدار ختم ہو گیا اس نے اپنے دربار میں ایران کی شان وشوکت پیدا کی۔ اس نے اپنی رعایا سے اس بات کو چاہا کہ وہ اسکے سامنے جھکیں اور اسکو مقدس ذات تسلیم کریں۔ ۳۰۵ء میں اس نے استعفیٰ دیدیا اور دست بردار ہو گیا۔

(۵) جسٹینین ۔ جب اس کا اقتدار ہوا تو روم مشرق ومغرب میں تقسیم ہو چکا تھا وہ مشرقی سلطنت پر حکمرانی کرتا تھا۔ اس کی یہ دلی تمنّا تھی کہ دونوں حصوں کو ملا دے لیکن یہ دانائی نہیں تھی۔ اس کی وجہ سے اٹلی بے یار ومددگار رہ گیا اور حملہ آوروں نے خوب حملے کئے۔

اس نے وینڈالس سے شمالی افریقہ جیت لیا۔ اس نے ایک یونیورسٹی کی بنیاد ڈالی پھر اس نے ایک کمیشن بنایا تاکہ مختلف قوانین کو جمع کریں ان میں ہم آہنگی پیدا کریں اور روم کی سلطنت کیواسطے قوانین کو ترتیب دیں۔ اس طرح رومی قوانین کی ایک مجموعی شکل پیدا ہوئی۔ اور ہر زمانہ کے قانون کی بنیاد اسی پر رکھی گئی۔ اس طرح جسٹینین کو رومی سلطنت کا Hammurabi کا درجہ ملا۔ اس نے بہت زیادہ روپیہ خرچ کرکے قسطنطنیہ (Constantinople) میں سینٹ سوفیہ کے چرچ کو بنوایا۔ اس سے اس کا خزانہ خالی ہو گیا۔ مشرقی ممالک کے گرجا گھروں میں یہ سب سے خوبصورت اور شاندار گرجا گھر تھا۔ لیکن اس نے فلسفہ کے ان اسکولوں کو بند کردیا جو ایتھنس سے ملحق تھے اور مندروں کو بھی بند کرا دیا۔ اس نے دو غلطیاں کیں (۱) سلطنت کو ملاکر ایک کرنا (۲) دار السلطنت کو خوبصورت بنانا۔ پہلی غلطی سے سلطنت کمزور ہوگئی اور دوسری غلطی کی وجہ سے خزانہ خالی ہوگیا یہ غلطیاں سلطنت کے حق میں تباہ کن ثابت ہوئیں لہذا اسکی موت کے بعد رومی سلطنت کا زوال شروع ہوگیا۔

(۶) جسٹینین قانون ــ جب جسٹینین حکمراں ہوا تو قوانین کی حالت اچھی نہیں تھی۔ ان کو جمع نہیں کیا گیا تھا ان میں کوئی ترتیب نہیں تھی۔ اس کے علاوہ ان میں بہت سے فرق موجود تھے۔ اس کی وجہ سے ملک کے انتظام میں بڑی دشواری ہوتی تھی۔

اس نے وکیلوں کی ایک کمیٹی بنائی تاکہ قوانین کو جمع کیا جائے ان میں ہم آہنگی پیدا کرکے انکو ایک کتاب کی شکل میں مرتب کیا جائے۔ جب قوانین کا مجموعہ تیار ہوگیا اور کتاب بن گئی تو اس نے وکیلوں کی ایک اور کمیٹی بنائی تاکہ وہ اس قانونی کتاب کا خلاصہ یعنی ڈائجسٹ تیار کرے تاکہ حوالہ کے وقت آسانی ہو۔

اس کے بعد اس نے طلباء کے استعمال کے واسطے پڑھنے کی کتاب (Text Book) تیار کرائیں اس کو انسٹی ٹیوٹ کہتے تھے۔ جسٹینین نے خود نئے قوانین نکالے۔ اس طرح جسٹینین کی قانونی کتاب (Justinian Code) یعنی (Corpus Juris Civilis) مندرجہ ذیل پر مشتمل تھا ـــ (۱) کوڈ (Code) (۲) ڈائجسٹ (Digest) (۳) انسٹی ٹیوٹس (Institutes) (۴) خود جسٹینین کے بنائے ہوئے قوانین۔

The Corpus Juris Civilis

اٹلی، اسپین، فرانس، جرمنی اور یورپ کے دیگر ممالک کے قوانین کی بنیاد

پر بچا رکھی گئی۔ ویلسبٹر لکھتا ہے کہ روم کا قانون اپنے عالمگیر اثرات کی وجہ سے تمام دنیا میں ایک بہترین اور اہم تحفہ مانا جاتا ہے۔ جسٹینین رومی سلطنت کا مشہور رابی تھا۔

۱۱۔ رومی سلطنت کے زوال کے اسباب

(۱) رومی سلطنت اس قدر وسیع ہوگئی تھی کہ اس پر عمدگی سے حکومت کرنا مشکل تھا۔ اس کی سرحدیں اتنی بڑھ گئی تھیں کہ ان کی حفاظت کرنا بھی ایک دشوار کام تھا۔

(۲) تخت نشینی کا کوئی اصول نہیں تھا لہٰذا اقتدار پسند جنرل آپس میں خانہ جنگیاں کرتے رہتے تھے۔

(۳) آخری زمانہ میں زیادہ تر بادشاہ کمزور ہوئے۔ وہ نہ تو اندرونی امن وامان قائم رکھ سکے اور وہ نہ باہر کے حملہ آوروں کی پیش قدمی کو روک سکے۔ اسکے علاوہ محصول وصول کرنے کے ٹھیکے دئے جاتے تھے ٹھیکے امیر لوگ لیتے تھے اور حکومت کے طرفدار ہوتے تھے۔ رعایا پر ظلم کرتے تھے جتنا روپیہ چاہتے وصول کرتے تھے۔ رعایا نے بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔

(۴) رومی قوم کے قدم لڑکھڑانے لگے۔ فوج کم اور کمزور ہوگئی لہٰذا غیر مہذب لوگوں کو اور غلاموں کو بھی سپاہیوں کی حیثیت سے بھرتی کیا جانے لگا۔ ان نئے سپاہیوں میں وطنی محبت نہیں تھی۔ اور اکثر دشمن کے ساتھ غداری کرتے تھے۔ اس طرح سلطنت کے زوال کا آغاز ہوگیا۔

(۵) اہل روم نے اپنے ملک کو محفوظ کرنے میں یونانیوں کی ایجادات کا استعمال نہیں کیا۔ اہل روم کے ذاتی جہاز بھدے اور خراب ہوتے تھے ان سے حسب ضرورت کام نہیں لیا جاسکتا تھا۔

(۶) حکومت کے ظلم وستم کی وجہ سے درمیانی طبقہ ختم ہوگیا اب صرف امیر، غریب، کسان اور غلام رہ گئے تھے۔ دستکاروں کی حالت اچھی نہیں تھی۔ ان کی آزادی چھن گئی تھی۔ ان کی انجمنوں کے افسر مقرر ہونے لگے اور مالی بندوبست بھی حکومت نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

(۷) ٹریڈ یونینس نے لوگوں کو اپنی مرضی کے مطابق تجارت کرنے کے انتخاب سے اور اپنی دلی خواہش کے مطابق شادی کرنے کے حق سے بالکل محروم کر دیا۔

(۸) رفتہ رفتہ رومیوں کا اخلاق گرتا گیا طلاق اور بچوں کے مار ڈالنے کا عام رواج ہوگیا۔ عموماً لوگ شادی کرنا پسند نہیں کرتے تھے اس طرح رومی نسل کم اور کمزور ہوتی گئی۔ اہل روم کو اپنے نسلی قیام کا ذوق نہیں تھا۔

سوسائٹی میں زیادہ تر غلام ہی تھے۔

(۹) اہل روم میں صحیح معنی میں حب الوطنی نہیں تھی کیونکہ خود ان کی حکومت ان پر ظلم و ستم کرتی تھی۔ لہٰذا وہ اکثر حملہ آوروں کو اپنا نجات دلانے والا سمجھتے تھے۔

(۱۰) ضمیر کی آزادی نہیں تھی۔ دل کی مرضی کے خلاف سب کچھ کرنا پڑتا تھا۔ بادشاہ نے ہر ایک کو مجبور کر دیا تھا کہ اس کی پرستش کی جاوے۔

(۱۱) فوجی مظالم، عیش و عشرت پسندی اور نسلی خاتمہ یہ ایسے وجوہات تھے جن سے لوگوں کے دماغ سرد اور بے حس پڑ گئے تھے۔

(۱۲) غیر مہذب اور وحشی قوموں مثلاً گوتھس، ہنس اور دیگر قوموں نے روم پر حملہ کیا اور آخرکار روم کی سلطنت کو ہضم ہی کر لیا۔ شہنشاہ تھیوڈوشیس کے زمانہ میں رومی سلطنت کے دو پایہ تخت تھے پانچویں صدی عیسوی کے آخر میں جرمن قوم نے روم پر قبضہ کر کے مغربی سلطنت ختم کر دی۔ ۱۴۵۳ء میں ترکوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر کے مشرقی سلطنت کو بھی ختم کر دیا۔

(۱۳) کرتھیج کی جنگوں کے بعد زراعت کی حالت خراب ہو گئی۔ غیر ممالک کے مقابلہ کی وجہ سے اناج کا نرخ گر گیا۔ کاشتکار اور مزدور بے روزگار ہو گئے۔ امراء کی سخاوت پر زندگی گزارتے تھے۔ حکومت نے چھوٹے کھیتوں کے فارم اور مویشی خانے بنا دئے۔ اس طرح معمولی کسانوں اور مزدوروں کی حالت اور بھی بگڑ گئی۔

۱۲۔ غیر مہذب لوگوں کی رومی حکومت پر فتح

جرمنی کے غیر مہذب قبیلوں کا خیال تھا کہ رومی سلطنت کو فتح کیا جائے۔ ان میں گوتھس، ونڈالس، برگنڈینینس، لمبارڈس، فرینکس اور سیکسنس مشہور قبیلے تھے۔ ۲۴۷ء میں گوتھس نے رومی سلطنت پر حملہ کیا اور شہنشاہ ڈیسیس کو مار ڈالا۔ اس کے بعد یہ لوگ سلطنت میں داخل ہوئے اور بود و باش اختیار کر لی۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو فوج میں سپاہی کی حیثیت سے رکھ لیا گیا۔

اسی زمانہ میں ہنس نے اس سلطنت پر حملہ کیا۔ گوتھس ان کا شکار بنے۔ گوتھس نے رومی شہنشاہ کی پناہ چاہی ان کو پناہ دی گئی۔ ۳۹۵ء میں روم کے کمزور بادشاہوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا اور الارک کی رہبری میں انھوں نے سلطنت پر حملہ کیا۔ اس طرح کئی حملے ہوتے رہے۔ آخرکار الارک نے روم پر

قبضہ کرلیا اور روم میں تباہی و بربادی کی اور اسی سال یعنی ۴۱۰ء میں مر گیا۔

اس کے بعد اٹیلا کی رہبری میں ہنس نے رومی سلطنت پر پھر حملہ کیا۔ اس مرتبہ اہل روم اور غیر مہذب لوگوں میں اتحاد ہو گیا اور دونوں نے مل کر چالس کی جنگ میں ہنس کو ۴۵۱ء میں شکست دی لیکن اٹیلا کی ہمت نہیں ٹوٹی۔ اس کے ارادے پست نہیں ہوئے۔

دوسرے سال اس نے پھر روم پر حملہ کیا۔ اس دفعہ روم برباد ہو جاتا لیکن ایک مذہبی پیشوا کی وجہ سے روم تباہی سے بچ گیا۔ ۴۵۳ء میں اٹیلا مر گیا۔ اس کی موت کے بعد ہنس کی ہمتیں ٹوٹ گئیں اور ان کا شور و غل نہیں سنا گیا۔

ایک مرتبہ پھر جرمنی قبیلوں نے سلطنت پر حملہ کیا۔ گینسرک کے ماتحتی میں افریقہ کی طرف سے وینڈالس نے رومی سلطنت پر حملہ کیا روم کی خوبصورتی کو تباہ و برباد کر ڈالا اور شہر میں لوٹ مار مچا دی ۴۹۳ء میں تھیوڈورک نامی گوتھس بادشاہ روم کا شہنشاہ ہو گیا۔ اس نے ملک میں امن و امان قائم کیا اور بہت سی مفید تبدیلیاں پیدا کیں۔ اس نے کچھ فتوحات بھی کیں۔ اس کی موت کے بعد گوتھس کی سلطنت ختم ہو گئی اور جسٹینین کا قبضہ ہو گیا اور جسٹینین کی موت کے بعد رومی سلطنت لمبارڈس کی شکار بن گئی اس طرح نہ صرف روم کی سلطنت بلکہ یورپ کے بہت سے حصوں پر ان غیر مہذب قبیلوں نے حملے کئے اور جہاں کہیں بھی یہ لوگ گئے انھوں نے تباہی و بربادی کی اور شہروں کو لوٹ کر ان کی رونق کو ختم کر ڈالا۔ ان ہی وجوہات کی بنا پر اس زمانہ کو یورپ کا تاریک زمانہ کہا جاتا ہے۔

۱۳۔ رومی سلطنت کے مختلف طبقات کے طور طریقے میں نمایاں اختلاف اور اُن کے حالات زندگی:

سماج ـــ اعلیٰ اور ادنیٰ طبقات کے رہن سہن میں فرق تھا۔ کچھ لوگ تو بہت زیادہ مالدار تھے لیکن بہت سے بے حد غریب تھے۔ غلاموں کی کثرت تھی۔ غلاموں کی تجارت کا بازار گرم تھا۔ کام کرنے والوں کا ایک ایسا طبقہ بھی تھا جو چند گھنٹہ کام کرتا۔ اس کی حالت بہتر تھی یہ لوگ تیرنے کے تالابوں میں تیرتے۔ عمدہ کتب خانوں میں جا کر پڑھتے اور مقابلہ کے کھیل تماشے دیکھ کر لطف اندوز ہوتے۔ قوانین اور محصول کی وصولیابی میں سختی برتی جاتی۔ کاشتکاری۔ دستکاری۔ جہازرانی اور سڑکوں

دعمارتوں کی تعمیر کا کام غلاموں سے لیا جاتا تھا۔ امیر لوگوں کی تفریح کے واسطے غلام لوگوں کو ہتھیار دے کر یا تو خود آپس میں یا پھر جنگلی شیر وغیرہ سے لڑنا پڑتا تھا لیکن جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک ہونے لگا۔ ان کو شادی کرنے اور جائداد خریدنے کا حق دیا گیا۔ وہ شادی بھی کر سکتے تھے۔ تعلیم یافتہ غلام امیر گھرانوں میں معلم، سکریٹری اور لائبریرین کا کام کرتے تھے۔ عیش وعشرت میں امیر لوگ زندگی گزارتے تھے۔ روم کی عورتیں ہیرے وجواہرات کا استعمال کرتیں۔ موتی کا زیور پہنتیں اور ریشمی کپڑے پسند کرتی تھیں۔

امیر لوگ کھیل اور تماشے کے شوقین تھے ہر بڑے شہر میں مقابلہ گاہ ہوتی تھی۔ افسروں اور غلاموں کے مقابلے ہوتے۔ شیر چیتے ریچھ کی کشتی ہوتی تھی۔ غلام اور قیدی بھی کشتی لڑتے تھے۔ ان مقابلوں میں مرد عورتیں اور بچے خوب دلچسپی لیتے تھے۔

سلطنت کے تمام شہروں میں ابتدائی تعلیم کے مدرسے موجود تھے امیر خاندانوں کے لوگ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلواتے تھے اور ان کو یونیورسٹی بھیج دیتے تھے۔ امیروں کے لڑکے روم یا ایتھنز جاتے تھے۔

اقتصادی زندگی — تجارت ودستکاری کو خوب فروغ ہوا۔ دستکار خوب مال تیار کرتے اور سوداگر اس مال کو دوسرے ملکوں میں جاکر فروخت کرتے تھے۔ روم کی چیزیں روس چین ہندوستان وغیرہ جاتی تھیں اور ان ملکوں سے سجاوٹ اور زیبائش کا سامان روم آتا تھا لیمپ۔ کاغذ۔ باریک کپڑا شراب۔ مٹی کے برتن۔ سیفٹی پن اور اونی سامان باہر کے ملکوں کو جاتا تھا۔

اس کے علاوہ فارم اور مویشی خانے موجود تھے ان میں لاتعداد مویشی پائے جاتے۔ بہت سے کسانوں نے اپنے چھوٹے چھوٹے کھیت امیروں کے ہاتھ فروخت کر ڈالے۔ اور فارموں پر کام کرنے لگے۔ فارموں میں خوبصورت بنگلہ ہوتا۔ باغ۔ حمام۔ تیرنے کا تالاب اور فوارے ہوتے تھے۔ اس بنگلہ میں امیر لوگ ٹھہرتے اور تفریح کر کے شہر چلے جاتے تھے۔

بہت سے نئے شہر بنائے گئے۔ ان شہروں میں تھیٹر۔ حمام۔ مندر۔ بڑے بڑے ہال کمرے اور کتب خانے ہوتے تھے۔ شہروں میں بنک والے۔ سوداگر اور ٹھیکیدار لوگ رہتے تھے کسانوں نے شہروں کو چھوڑ کر فارموں پر رہنا شروع کر دیا تھا اور یہ لوگ پرانے قسم کے اوزاروں کا استعمال کرتے تھے۔

شروع میں تو حکومت نے دخل نہیں دیا لیکن بعد میں دخل اندازی کی اور کنٹرول کا رواج ہوگیا۔ محصول بھی لگائے گئے

سیاسی زندگی — (الف) انتظام: سلطنت پر بادشاہ اور اس کی فوج حکومت کرتی تھی۔ سینیٹ کی قوت ختم ہو گئی تھی۔ نئے فتح کئے ہوئے صوبوں پر گورنر حکومت کرتے تھے محصول بھی یہ گورنر وصول کرتے تھے۔ شہروں کے انتظام کے واسطے قوانین بنائے گئے۔ ان کی وجہ سے شہروں کا انتظام عمدہ ہو گیا۔ مفتوحہ علاقوں کے لوگوں کو بھی شہریت کا حق دیا گیا۔

روم میں جمہوریت کے قوانین بنائے گئے۔ کثرت رائے معلوم کرنے کا قانون اور انتخاب کے ذریعہ قانون ساز مجالس اور افسروں کا تقرر کرنے کے قانون بنائے گئے۔ امریکہ اور فرانس کی حکومت نے روم کی تقلید کی۔ جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا مقامی حکومت کے اختیارات میں کمی ہوتی گئی اور گورنر اپنے اختیارات بڑھاتے گئے۔ بڑے قصبوں اور شہروں کو مقامی حکومت کے اختیارات ملے جو لوگ حکومت کے وفادار تھے ان کو شہریت کا حق دیا گیا لیکن رومی سلطنت کی حکومت بڑی حد تک مرکزی تھی اس میں عوام کو برائے نام حق حاصل تھا۔

(ب) قوانین — قوانین بنائے گئے اور ان کے مطابق انتظام حکومت ہوتا تھا۔ دس قانون دانوں کی ایک کمیٹی نے قوانین کو مرتب کیا تھا اور ان کو کانسہ کی بارہ تختیوں پر کھدوایا گیا۔ بعد میں حسب ضرورت نئے قوانین بھی بنائے گئے۔ قوانین بنانے میں شہنشاہ قانون ساز مجلس اور ججوں کا ہاتھ ہوتا تھا جولیس سیزر نے کوشش کی تھی کہ قوانین کی ایک کتاب تیار ہو جائے لیکن وہ کامیاب نہ ہوا۔

جسٹینین نے وکیلوں کی ایک کمیٹی بنائی تاکہ قوانین کو جمع کیا جائے۔ ان میں ہم آہنگی پیدا کی جائے۔ جب یہ قانونی کتاب تیار ہوئی تو اس نے وکیلوں کی ایک اور کمیٹی تیار کی تاکہ قانونی کتاب کا ایک اور خلاصہ (Digest) بنایا جائے جس سے حوالہ کے وقت آسانی ہو۔ اس نے طلبا کے لئے بھی ایک کتاب بنائی جس کو انسٹی ٹیوٹ کہتے تھے جسٹینین کی قانون کی کتاب (Justinian Code) یعنی کورپس یورس سیولس میں مندرجہ ذیل شامل تھے (۱) کوڈ (Code) (۲) ڈائی جسٹ (Digest) یعنی خلاصہ (۳) انسٹی ٹیوٹ (Institute) (۴) خود جسٹینین کے بنائے ہوئے قوانین۔

یہ قانون ٹھیک تھے مثال کے طور پر باپ کو یہ اجازت نہیں تھی کہ وہ اپنے بچوں کو مار ڈالے یا ایک آقا اپنے نوکر کو نہیں مار سکتا تھا۔

(ج) سڑکیں اور نوآبادیات — نہایت عمدہ سڑکیں بنائی گئیں۔ یہ سڑکیں تہذیب کی اشاعت اور تجارت کے فروغ کا ذریعہ تھیں۔ ان سڑکوں کے بن جانے سے مسافروں کو آسانی ہو گئی۔ اس کے علاوہ فوجیں

بھی نہایت آسانی کے ساتھ ان سڑکوں پر ایک جگہ سے دوسری جگہ تک کوچ کر سکتی تھیں۔

ان سڑکوں کے علاوہ نوآبادیات قائم کی گئیں۔ سیاسی اور تجارتی نکتہ نظر سے انکی اہمیت بہت زیادہ تھی۔ غیر ملکی حملوں کے وقت ان نوآبادیات سے مورچوں اور چوکیوں کا کام لیا جاتا تھا اسکے علاوہ یہ نوآبادیات رومی قوانین اور تہذیب کو پھیلانے کے مرکز کا کام دیتی تھیں۔

زبان اور ادب ـــــ رومیوں نے زبان اور ادب یں بھی ترقی کی۔ روم میں بہت سی کتابیں تیار کی گئیں۔ یہ کتابیں پیپرس پر ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں۔ پھر اس پیپرس کو لکڑی کے ڈنڈوں پر لپیٹ کر محفوظ رکھا جاتا تھا۔ رومیوں نے لاطینی زبان کی بہت زیادہ خدمت کی۔ لاطینی زبان پر ہی اٹلی کی زبان، اسپانی زبان۔ پرتگالی زبان اور فرانسیسی زبان کی بنیاد رکھی گئی۔ اس زبان سے رومیوں کی دماغی قوتیں روشن ہوگئیں۔ رومیوں نے شاعری میں حیرت انگیز ترقی کی۔ نثر، نظم، تاریخ اور فلسفہ میں کمال پیدا کیا۔ ورجل روم کا بڑا مشہور شاعر ہوا ہے۔ اس کو روم کا ہومر کہا جاتا ہے۔ اینڈ (Aenied) اس کا شاہکار ہے۔ ہوریس ایک دوسرا مشہور شاعر تھا۔ اوِڈ زمانہ وسطیٰ کا شاعر تھا اس کے ہمعصر اس کی تقلید کیا کرتے تھے ان کے علاوہ لیوکریٹیس اور کیٹولس بھی اچھے شعرا ہوئے ہیں۔ لاطینی زبان کی شاعری دنیا کی بہترین شاعری سمجھی جاتی ہے۔

پلاؤٹس اور ٹیرینس روم کے مشہور ڈرامہ نویس تھے۔ انہوں نے یونانی ادب سے استفادہ حاصل کیا۔ پلاؤٹس کو شیکسپیئر کا ادبی مورث اعلیٰ سمجھنا چاہئے۔ سینکا نے نو ٹریجڈیاں لکھی تھیں اس کی تحریروں کا رنگ مارلو اور شیکسپیئر کی تحریروں میں جھلکتا ہے۔ یہ دونوں اس کی تحریروں سے بہت زیادہ متاثر ہوئے تھے۔ لیوی روم کا سب سے بڑا مورخ ہوا ہے۔ اس نے روم کی تاریخ لکھی تھی۔ سیزر نے گلیسک لڑائیوں کی تاریخ لکھی تھی۔ ٹیسٹس نے (Germania) یعنی رومی سلطنت کی تاریخ لکھی سسرو نے لاطینی نثر کا معیار قائم کیا۔ یورپ کی جدید نثر کا معمار اسی کو مانا جاتا ہے۔ سینیکا، ایپکٹیٹس اور شہنشاہ مارکس اوریلیس (Emperor Marcus Aurelius) مشہور فلسفی تھے۔ پلینی نے قدرتی تواریخ پر ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب کے ذریعہ ہم کو جغرافیہ۔ زراعات اور علم نباتات کے بارے میں معلومات ہوتی ہیں۔ کلاڈس ٹولیمی نے علم نجوم۔ علم اقلیدس اور علم جغرافیہ پر کتابیں لکھیں اس نے دُنیا کا نقشہ بنایا۔ ٹیسٹس نے اپنے خسر کی سوانح حیات لکھی ہے۔ پلوٹارک نے بڑے لوگوں کی

سوانح حیات لکھی ہیں۔ گیلن نے منطق۔ دینیات۔ قواعد۔ ادویات اور علم تشریح پر کتابیں لکھی ہیں۔ اس طرح اس میں شبہ نہیں ہے کہ رومیوں نے زبان وادب اور علوم وفنون میں بہت زیادہ کام کیا اور نمایاں ترقی حاصل کی۔

فن عمارت ۔ فن عمارت میں رومیوں نے یونانیوں کی تقلید کی۔ روم کے ماہر معمار محراب اور گنبد کے بنانے کے لئے دنیا میں مشہور ہیں۔ رومیوں نے اپنے دروازوں پر محرابیں بنائیں۔ پلوں کے بنانے میں محرابوں کا استعمال کیا۔ بادشاہوں کی فتوحات کی یادگاروں میں بھی محرابیں بنائی گئیں۔ اہل روم شاندار عمارتیں بناتے تھے۔ قریب قریب محرابیں بناتے تھے اور عمارت کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے تھے۔ ان لوگوں نے نہانے کے حمام اور تیرنے کے تالاب بنائے ان کے کام میں خوبصورتی اور پائداری ہوتی تھی۔ انہوں نے مقابلے کے کھیل تماشے کے واسطے (Colos-seum) بنائی تھی۔ روم میں پارتھینن کا گنبد دنیا کے گنبدوں میں سب سے بڑا ہے۔ قسطنطنیہ میں سینٹ سوفیہ کا چرچ ہے جس کو شہنشاہ جسٹینین نے بنوایا تھا۔ اس کا بڑا گنبد لاتعداد محرابوں پر قائم ہے۔ مختلف دیوتاؤں کی پوجا کرنے کے واسطے ایک مندر بنایا گیا تھا۔ گنبد کے لحاظ سے یہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں نے نہایت عالی شان محل تعمیر کئے۔ عام لوگوں کے رہنے کے واسطے نہایت خوبصورت عمارتیں بنائیں۔ ان عمارتوں سے رومیوں کی ذہانت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ عمارتوں کی دیوار پر نقاشی کرتے اور ان کو رنگ کر زیادہ خوبصورت بناتے تھے رومیوں نے بہت سے مجسمے بھی تیار کئے جو ان کی کاریگری کے عمدہ نمونے ہیں۔ غرضکہ انھوں نے علم وادب کے ساتھ تعمیر فن میں بھی کمال حاصل کر لیا تھا۔

مذہب ۔ ان کی مذہبی تاریخ پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ شروع میں اہل روم دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ جنس (Janus) دیوتا کا مندر ایسا تھا کہ اس کے دروازے صلح کے دنوں میں بند رہتے اور جنگ کے دنوں میں کھلے رہتے تھے۔ زمین کے اختیار ویستا کو تھے۔ مال گودام کے واسطے پینیٹس کی پوجا ہوتی تھی۔ جوپیٹر روم کی نگرانی کرتا تھا۔ مارس لڑائی کا دیوتا تھا۔ جیونز (Junus) سب سے بڑی دیوی تھی۔ یہ عورتوں پر مہربان رہتی تھی۔ اس کے علاوہ منروا اور ایسس کی بھی پوجا ہوتی تھی۔ قوم اور خاندان کے لحاظ سے بھی علیحدہ علیحدہ دیوتا ہوتے تھے۔ مذہبی رسومات کی ادائیگی گھروں پر کرتے اور کھیتوں پر بھی کرتے تھے۔ گھر کے لوگ مورتیاں رکھتے تھے اور گھر کا بزرگ پھل اور پھول سے ان دیوتاؤں کی پوجا کرتا تھا۔

جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا بادشاہوں کی طاقت بڑھتی گئی اور مذہبی پیشوا بھی بادشاہ ہو گئے اسلئے

بادشاہ نے اپنی پرستش اور پوجا بھی شروع کرادی۔ یہودی لوگ ایسی بات پسند نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا ان کو موت کی سزائیں دی گئیں۔ حضرت عیسیٰؑ تک کو پھانسی دی گئی۔

لیکن کچھ زمانہ گزرنے کے بعد عیسائی مذہب کو رومیوں نے اپنانا شروع کر دیا۔ اور اس مذہب کو سلطنت کا مذہب قرار دیا گیا۔ اس مذہب کے واسطے کوشش کی گئی کہ اس کی دنیا میں تبلیغ کی تدابیر کی جائیں۔ عیسائی مذہب پھیلنے سے اخلاق کی تعلیم بھی پھیلی اور لوگوں کو اعمال کو ٹھیک رکھنے کی تعلیم دی گئی۔

ان تمام باتوں کو پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ رومیوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں ترقی کر کے دنیا کے سامنے تہذیب وتمدن، صنعت وحرفت، علوم وفنون، زبان وادب، شعروشاعری، تاریخ، جغرافیہ، فلسفہ، نجوم، فن تعمیر وغیرہ کے علاوہ اقتصادیات وسیاسیات وقوانین ونظام حکومت وغیرہ کے خزانہ کھول کر رکھ دیئے تاکہ دنیا کا ہر ملک اس سے مستفید ہو۔ یہ رومیوں کی ایسی خدمات ہیں جن کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

"Rome built the bridge over which many of the best thoughts and the finest modles of antiquity found their way into medieval and thence into the modern world". Discuss this statement.

OR

"Rome was not built in a day and lested long after the collaspse of the Roman Empire". Discuss this with reference to what the world has inherited from Rome.

روم نے ایک پل بنایا جس پر سے ہو کر قدیم زمانہ کے بہترین خیالات اور نمونے عہد وسطیٰ تک پہونچے اور وہاں سے موجودہ دنیا تک آئے۔ اس بیان پر بحث کیجئے۔

یا

"روم ایک دن میں نہیں بنایا گیا۔ اور رومی سلطنت کے ختم ہونے کے بعد بھی عرصہ دراز تک قائم رہا"۔ اس پر بحث کیجئے اور حوالہ دیجئے کہ دنیا کو وراثتاً روم سے کیا ملا؟

۱۴۔ بزنطائن رومی سلطنت کا قیام اور اس کی اہمیت :

بزنطائن سلطنت ـــــ رومی سلطنت بہت زیادہ وسیع ہوگئی تھی۔ اس کے تمام حدود کی حفاظت کرنا مشکل ہوگیا تھا۔ غیر مہذب قبائل کسی طرف سے بھی حملہ کرسکتے تھے۔ اس طرح اس کے شمالی شمال مشرقی اور مشرقی حدود کو خطرہ تھا۔ مشرقی علاقوں کو اس وجہ سے خطرہ تھا کہ ایک نئی سلطنت یعنی فارس کی سلطنت عروج پر تھی۔

سلطنت کے حدود کو محفوظ رکھنے کے لئے شہنشاہ ڈیوکلیٹین نے ساتھیوں کو مساوی اقتدار دیکر مغربی سلطنت میں چھوڑ دیا اور خود مشرق میں رہا۔ کچھ بادشاہوں نے حکومت کرنے کی جگہ کو جنگ کے دوران میں تبدیل کیا تاکہ وہ واقعات دیکھ سکیں۔

شہنشاہ کوسٹینٹاین نے یہ طے کیا کہ پایہ تخت کو تبدیل کیا جائے اور روم کی بجائے بزنٹیم کو دارالسلطنت بنایا جائے (یہ بحر اسود اور بحر روم کے درمیان باسفورس پر واقع تھا) یہ ایک مرکزی مقام تھا۔ یہاں سے بحری اور بری راستے گزرتے تھے۔ اس جگہ سے تمام حدود کی حفاظت ہوسکتی تھی۔ بزنٹیم کا نام شہنشاہ نے قسطنطنیہ (Constantinople) رکھا۔

پایہ تخت کی تبدیلی نے رومی سلطنت کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ مغربی رومی سلطنت کا پایہ تخت روم تھا۔ مشرقی رومی سلطنت کا پایہ تخت قسطنطنیہ تھا۔ اس تقسیم سے رومی مغربی سلطنت کا زوال شروع ہوگیا (جس کا حال مفصل بیان کیا جاچکا ہے)۔

اس کی اہمیت، تہذیب و تمدن ـــــ مغربی سلطنت کے زوال کے بعد بھی مشرقی سلطنت ترقی کرتی رہی۔ جسٹینین اسی سلطنت کا بادشاہ تھا۔ اس بادشاہ نے روم کے قوانین کی کتاب تیار کی۔ جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اس بادشاہ کے تین سو سال بعد میڈین خاندان نے حکومت کی۔ اس کے حکمرانوں نے کریٹ اور سائپرس پر قبضہ کیا۔ مشرقی سرحد دریا فرات تک اور مغربی سرحد جنوبی اٹلی تک تھی۔ میڈین خاندان کے بعد نالائق حکمران ہوئے۔ سلطنت میں کمزوریاں پیدا ہوگئیں۔ مسلمانوں نے اس کے کئی صوبوں پر تسلط کرلیا اور ۱۴۵۳ء میں ترکوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا اور اس رومی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔

اس سلطنت کے بادشاہ استبدادی اصولوں کے قائل تھے۔ ان کے درباروں میں شان و شوکت ہوتی تھی۔ بادشاہ کے پاس فوج تھی اور جہازی بیڑا بھی تھا۔ یہاں کے لوگ یونانی چرچ کو مانتے تھے۔ اندرونی

بد نظمی کی وجہ سے جھگڑے فساد ہوتے رہتے۔ پھر مسلمانوں اور جرمنوں نے حملے کئے۔ اس سلطنت کی ترقی زراعت اور تجارت کی وجہ سے ہوئی۔ تجارتی مال اس کے شہروں سے گزر کر یورپ کے ملکوں کو جاتا انٹیوک۔ دمشق۔ بیروٹ اور کورنتھ تجارتی شہر تھے قسطنطنیہ میں کپڑوں کے کارخانے تھے ریشم کی دستکاری میں بھی اس سلطنت نے ترقی کی۔ زیورات۔ برتن۔ ہاتھی دانت دوسرے ملکوں کو جاتے۔ یہاں کے لوگ سجاوٹ۔ جالیوں کی تراش خراش۔ خوبصورت اور رنگین گلکاری اور عالی شان گنبد بناتے تھے نقاشی اور سنگ تراشی بھی جانتے تھے۔ اس طرح اس سلطنت کے لوگوں نے صنعت و حرفت۔ تجارت اور نقاشی وغیرہ میں خوب ترقی کی۔

۱۵۔ بزنطائن کی عیسائی مذہب سے متعلق خدمات کا تنقیدی جائزہ :

تھیوڈوسیس نے رومی سلطنت کو عیسائی سلطنت میں تبدیل کر دیا۔ اس نے عیسائی پادریوں کو محصول وغیرہ سے بالکل مستثنیٰ کر دیا تھا۔ عیسائی پادریوں کو شہری حقوق و اقتدار ملا۔

جسٹینین نے قدیم فلسفہ کی تعلیم اور آزاد خیالات کو روکنے کے واسطے ایتھنز کی یونیورسٹی بند کر دی اس نے قسطنطنیہ میں سینٹ سوفیا کا گرجا بنوایا۔ یہ گرجا نہایت شاندار اور خوبصورت تھا۔

۷۱۷ء میں شہنشاہ لیو سوم (Leo III) اور اس کی فوج نے عربوں کو شکست دی۔ اور عرب لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ عیسائی مذہب کو اس سے تقویت ہوئی۔ اس طرح اس بادشاہ نے عیسائی مذہب کی بڑی خدمت کی۔

لیکن لیو سوم (Leo III) نے مورتیوں اور مقدس تصویروں کو برباد کرنے کا حکم دیا۔ اس وجہ سے اس کا پوپ گریگری سوم سے جھگڑا بھی ہوا۔ اب قسطنطنیہ کے پیٹرارک اور روم کے پوپ ایک دوسرے کے رقیب ہو گئے۔ اس طرح آٹھویں اور گیارہویں صدی میں مشرق و مغرب کے چرچ بالکل الگ ہو گئے۔ مغرب کے چرچ کو کیتھولک کہتے تھے۔ اور مشرقی چرچ کو ارتھوڈوکس کہتے تھے۔ اس سے عیسائی مذہب کو نقصان پہنچا۔

١٦- یونانی اور روم کی تہذیب کا موازنہ :

یونان Greece	روم Rome
۱-سیاست - یونان میں جمہوریت کی تخلیق ہوئی۔ قوانین بنائے گئے۔ آزادی کا سبق یونان نے دیا۔ کانسٹی ٹیوشن اس کا ایک عطیہ ہے جس سے دنیا کے ممالک نے فائدہ اٹھایا اور عمدہ حکومت کے اصول دوسرے ملکوں کو سکھلائے۔	۱-سیاست - دنیا کی ایک سلطنت کا تخیل روم میں پیدا ہوا کہ اگر دنیا میں ایک ہی سیاسی نظام ہو جائے تو لوگ امن و سکون کے ساتھ مل جل کر رہیں گے جمہوریت کی ایک بڑی مثال بھی روم نے پیش کی امریکہ اور فرانس نے روم سے ہی سبق لیا۔ شہنشاہ اور شہزادے کے لقب سب سے پہلے روم ہی میں وجود میں آئے۔
۲-ادب و فلسفہ - ہومر شاعر یونان میں پیدا ہوا ایکولس سوفوکلیس - یوریپڈیز اور ارسٹو فینز یونان کے ہی تھے۔ ہیروڈوٹس تاریخ کا بابا آدم کہا جاتا ہے۔ سقراط، پلیٹو اور ارسطو یونان کے مشہور فلسفی گذرے ہیں۔ ان لوگوں نے منطق فلسفہ اور اخلاقیات کی تعلیم دی۔	۲-ادب و فلسفہ - ورجل ہوریس اور اوڈ روم کے مشہور شاعر تھے۔ پلاوٹس اور ٹیرینس مشہور ڈرامہ نویس ہوئے ہیں۔ سنیکا نے ٹریجڈیاں لکھی ہیں۔ لیوی اور سیزر نے تاریخ پر کتابیں لکھیں سیسرو عمدہ نثر نگار گذرا ہے۔ مارکس اوریلس اور ایپکٹیٹس فلسفی تھے۔ پلنی نے قدرتی تاریخ پر کتاب لکھی۔ پلوٹارک نے بڑے لوگوں کی سوانح عمریاں لکھیں۔ گلین نے منطق۔ دینیات۔ قواعد۔ ادویات پر کتابیں لکھیں۔
۳-سائنس - پائتھاگورس اور ارکمیڈیس مشہور حساب داں گذرے ہیں۔ تھالز پہلا علم ریاضی کا جاننے والا تھا۔ یوکلیڈ کا علم ریاضی مشہور ہے۔ ہیپوکریٹز علم طب کا بانی تھا۔ اس کا خیال تھا ورزش۔ غذا اور صفائی سے ہر مرض دور ہو سکتا ہے۔	۳-سائنس - رومیوں نے علم سائنس میں ترقی نہیں کی۔ ان کا عطیہ موجودہ زمانہ کے اسپتال کا نظام ہے۔ ادویات کے علم میں انہوں نے ترقی کی (Medicine and Hospilal System) کے لئے رومیوں کے ہم احسان مند ہیں۔

۴۔ فن ۔ فن عمارت میں حیرت انگیز ترقی ہوئی پینٹنگ کو بھی فروغ ہوا۔ ایتھنز تو آرٹ گیلری بنا ہوا تھا۔ پریکلس نے خوبصورت مندر بنوائے پارتھینین مندر اور نیح کا مندر بنایا۔ فیڈیز مشہور سنگ تراش تھا۔

۵۔ فن تقریر ۔ فن تقریر میں کمال حاصل کر لیا تھا۔ یہ لوگ اپنی تقریروں سے لوگوں کو متاثر کرتے تھے اور ایک تقریر لوگوں میں جوش پیدا کرنے کے لئے کافی تھی انکی زبان میں جادو کا اثر ہوتا تھا۔ چوتھی صدی ق م میں یہ فن عروج پر پہنچ گیا تھا۔

۶۔ کھیل ۔ یونانی لوگ انسانی جسم و دماغ کی ترقی کی کوشش کرتے وہ بچپن سے بچوں کو ورزش کراتے۔ اسپارٹا میں سات سال کے بچوں کو فوجی تعلیم دی جاتی تھی کھیلوں کے مقابلے بھی ہوتے تھے شہر اولمپیا کے مقابلے مشہور ہیں۔ دوڑ۔ کشتی۔ مکہ بازی رتھوں کی دوڑ ہوتی تھی۔

۷۔ قوانین ۔ قوانین کے سلسلے میں یونانیوں نے کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔ البتہ ڈریکس نے قوانین بنائے۔ یہ قوانین بہت سخت تھے۔

۸۔ سڑکیں ۔ یونان نے سڑک بنانے کے کام میں

۴۔ فن ۔ رومیوں نے یونانیوں کی تقلید کی انہوں نے محراب، گنبد، پل، سڑکیں، حمام، نہانے کے تالاب اور مقابلہ گاہیں نہایت خوبصورت اور پائیدار بنائیں۔

۵۔ فن تقریر ۔ فن تقریر کو روم میں زیادہ فروغ نہیں ہوا لیکن پھر بھی بروٹس اور اینٹونی کی تقریریں مشہور ہیں۔

۶۔ کھیل ۔ رومیوں نے یونانیوں کی طرح کھیل نہیں کھیلے لیکن وہ جنگلی شیر چیتا یا ریچھ کی کشتی کراتے اور غلاموں و قیدیوں کو ہتھیاروں کے ساتھ لڑواتے تھے۔ اس طرح کے مقابلے ہوتے تھے اور مقابلہ گاہیں بنی ہوئی تھیں۔

۷۔ قوانین ۔ روم میں قوانین بنائے گئے قوانین کی کتاب مرتب کی گئی۔ بادشاہ۔ قانون ساز اسمبلی اور ججوں نے قوانین بنائے۔ جسٹینین کوڈ مشہور ہے اس بادشاہ نے قانون کا خلاصہ بھی تیار کیا۔ اس کے علاوہ طلبار کے واسطے انسٹی ٹیوٹ بھی تیار کیا امریکہ اور فرانس نے روم سے قوانین سیکھے۔

۸۔ سڑکیں ۔ روم میں نہایت عمدہ سڑکیں بنائی گئیں

کوئی نمایاں کامیابی نہیں حاصل کی۔

۹۔ مذہب ۔ یونان میں بلند پایہ شخصیتوں کو دیوتاؤں کا مرتبہ دیا جاتا تھا۔ مشرقی دیوتاؤں اور رسومات کو بھی اپنا لیا گیا۔ مذہبی عقائد کے سلسلے میں آزادی حاصل تھی۔ لیکن یونانیوں نے مذہبی معاملات میں کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔

یہ سڑکیں تہذیب کی اشاعت اور تجارت کے فروغ کا ذریعہ تھیں۔ یہ سڑکیں مسافروں اور فوجی سپاہیوں کے واسطے آسانی و سہولت کا بھی ذریعہ تھیں۔

۹۔ مذہب ۔ ابتدا میں یہ لوگ پوجا کرتے تھے جنس (Jnus) وستا (vista) پینیٹس (Penetas) جوپیٹر (Jupitor) منروا (Minerva) اسس (Isis) مشہور دیوتا تھے۔ مذہبی رسومات کی ادائیگی گھروں اور کھیتوں پر ہوتی تھی۔ پھر بادشاہ کی پوجا ہونے لگی۔ کچھ عرصہ بعد رومیوں نے عیسائی مذہب کو اختیار کر لیا اور عیسائی مذہب کی ترقی کے واسطے ہر ممکن کوشش کی۔

سوالات

۱۔ روم کی ابتدائی تاریخ اور اس کے باشندوں کے حالات بیان کیجئے۔

۲۔ روم شہر کی ترقی کی مختلف منازل تحریر کیجئے جنھوں نے روم کو عظیم سلطنت میں تبدیل کر دیا۔

۳۔ روم کا جمہوری نظام حکومت لکھئے۔

۴۔ پیٹریشین اور پلے بیین کی کشمکش اور نتائج تحریر کیجئے گا۔

۵۔ رومی جمہوریت میں لوگوں کی زندگی کے حالات لکھئے اور اس کے زوال کے اسباب بیان کیجئے۔

۶۔ جولیس سیزر کی سیرت اور کارناموں پر روشنی ڈالئے۔

۷۔ آگسٹس کی سیرت اور اس کے عہد کے کارناموں پر تاریخی تبصرہ کیجئے۔

۸۔ مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھئے:۔

(۱) سسرو (۲) شہنشاہ نیرو (۳) مارکس اور اریلیس (۴) ڈیوکلیشین (۵) جسٹینین قوانین

۹۔ رومی سلطنت کے زوال کے اسباب تحریر کیجئے۔

۱۰ - غیر مہذب لوگوں نے کس طرح رومی حکومت پر غلبہ اور فتح حاصل کی؟

۱۱ - رومی سلطنت کے دور کی زندگی پر روشنی ڈالئے۔

۱۲ - رومی تہذیب نے دنیا کی تہذیب میں کیا اضافہ کیا؟

۱۳ - بزنطائن رومی سلطنت کے قیام کے وجوہات بیان کیجئے۔

۱۴ - بزنطائن کی عیسائی مذہب کی خدمات تحریر کرتے ہوئے اس کا تنقیدی جائزہ لکھئے۔

۱۵ - یونانی تہذیب اور رومی تہذیب کا موازنہ کیجئے۔

۶
چین کی ابتدائی تہذیب اور ایرانی سلطنت

۱ - ابتدائی چینی تاریخی و سیاسی واقعات :

۱ - ابتدائی بادشاہ ـــ قدیم زمانہ میں چین میں فیوسی (Fu Hsi) نامی بادشاہ تھا۔ اس نے ۲۸۵۲ ق م سے ۲۷۳۶ ق م تک حکومت کی۔ اس بادشاہ نے فن تحریر ایجاد کیا اور چینیوں کا کلینڈر بھی بنایا۔ اس کے بیٹے شن فنگ نے ۲۷۳۷ ق م سے ۲۷۰۵ ق م تک حکومت کی۔ اس بادشاہ کو علم ادویات۔ زراعت اور تجارت کا بابا آدم کہتے ہیں۔ اس کے بعد ہونگ ٹی بادشاہ ہوا اس کو زرد شہنشاہ (Yellow Emperor) بھی کہتے ہیں۔ اس نے قطب نما۔ لباس۔ سکہ۔ تیر کمان اور تابوت کی ایجاد کیں تقریباً چار سو سال کے بعد یو (Yu) بادشاہ ہوا۔ اس نے ۲۲۰۵ ق م سے ۲۱۹۷ ق م تک حکومت کی۔ اور ہسیا (Hsia) خاندان کی بنیاد ڈالی۔ اس خاندان میں ۱۷ بادشاہ ہوئے۔ اور ۲۰۵ ۲ سے ۱۷۶۶ ق م تک ان کی حکومت رہی۔

۲ - شنگ خاندان ـــ اس خاندان میں ۲۸ بادشاہ ہوئے اور ان کی حکومت ۶۴۴ سال تک رہی۔ اس دور میں علوم و فنون کو ترقی ہوئی۔ حال میں ہونان (Honan) کی کھدائی ہوئی ہے اور بہت سی چیزیں نکلی ہیں۔ ان چیزوں میں شنگ تحریر کے بھی نمونے ہیں اس زمانہ میں نظمیں بھی لکھی گئیں۔

چوؤسن اس خاندان کا آخری بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے دربار میں عیش و عشرت تھی۔ اسی کے عہد میں فا (Fa) نے ایک انقلاب پیدا کیا اور چوؤ خاندان کی بنیاد ڈالی۔

۳۔ چوؤ خاندان — چین کی مسلسل اور قابل اعتبار تاریخ اسی خاندان سے شروع ہوتی ہے۔ ۱۱۲۲ — ۲۲۰ ق م اس خاندان میں ۳۷ بادشاہ ہوئے۔ یہ چین کی تاریخ کا سنہرا دور کہلاتا ہے اس زمانہ کے حکمرانوں کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ خدا کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ بادشاہ ملک کے افسروں کا تقرر بڑی احتیاط سے کرتے تھے اس دور میں تہذیب و تمدن کے ہر شعبہ میں ترقی ہوئی۔ کانسہ کے برتن اور گلدان تیار کئے جاتے تھے۔ لوہے کے اوزار بننے شروع ہو گئے تھے زراعت کا طریقہ ایجاد ہو گیا تھا۔ کسان لوگ کھیت محنت سے جوتتے اور سینچتے تھے۔ تاریخ اور شاعری پر کتابیں لکھی گئیں۔ لاؤٹی (Lao Tze) اور کنفوشسس (Confucius) مشہور فلسفی اس دور میں ہوئے۔ اس سلطنت کی وسعت زیادہ نہ تھی منچوریا، منگولیا اور تبت اس سلطنت میں شامل نہ تھے۔ اس کا پایہ تخت دریا ہونگھو کے کنارہ "سنگن فو" تھا۔ جنگلی قوموں اور تاتاریوں کے حملہ کے ڈر سے چینیوں نے بڑی دیوار بنائی جو دنیا کے عجائبات میں سے ہے۔

فن تحریر بھی ایجاد ہو چکا تھا۔ اس میں حروف تہجی سے بالکل کام نہیں لیا گیا۔ مختلف چیزوں، خیالات اور اوزاروں کے لئے نشانات یا نشانات کے مجموعہ کو استعمال کیا جاتا تھا۔ ان کی تعداد کئی ہزار ہے اور ان کا یاد رکھنا مشکل ہے۔

(الف) لاؤٹی (Lao Tze) — لاؤٹی ۶۰۴ ق م میں پیدا ہوا۔ اس کا اصلی نام لی ار (Erh) تھا۔ وہ چوؤ کی ارچیوبز (Archives of Chou) کا محافظ تھا۔ کتابیں پڑھ پڑھ کر وہ فلسفی بن گیا لاؤٹی کے معنی "بوڑھا فلاسفر" کے ہیں۔ وہ ایک سن رسیدہ لیڈر تھا۔ اس کی شہرت کم تھی۔ پھر وہ چین کا گوتم بدھ کہلاتا تھا۔ اس کی تعلیم کو "تاؤ ازم" کہتے ہیں یہ لفظ تاؤ (Tao) سے نکلا ہے جس کے معنی "راستہ" کے ہیں۔ اس کی یہ نصیحت تھی کہ انسان صرف اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پاکر سچی خوشی حاصل کر سکتا ہے گھوڑدوڑ اور شکار سے دماغ میں خلل پیدا ہوتا ہے اور دولت کی طمع انسان کی سیرت کو بگاڑ دیتی ہے۔ آہستہ آہستہ اس کی عظمت بڑھتی ہی گئی۔ لوگ اس کو دیوتا سمجھنے لگے۔ اس کی موت کے سات سال کے بعد چینیوں نے اس کا مندر بنایا۔ اس کے مجسمے کو اس میں رکھا اور اس کی پوجا شروع کر دی۔ اس مذہب نے بڑی ترقی کی اور اس کے ماننے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہونچ گئی۔

(ب) کنفوشس — وہ لو (Lu) میں پیدا ہوا وہ گوتم بدھ کا ہمعصر تھا۔ وہ ایک فوجی افسر کا لڑکا تھا وہ غریب تھا۔ اس کا خاندان اونچا تھا۔ بچپن میں اس کو موسیقی۔ تحصیل علم۔ تیراندازی۔ گھوڑے کی سواری شکار اور مچھلی پکڑنے کا شوق تھا۔ ۲۲ سال کی عمر میں وہ استاد بن گیا۔ ۵۱ سال کی عمر میں اس کو بیو ریاست کا گورنر بنا دیا۔ اس کام میں اتنا کامیاب ہوا کہ اس کو وزیر بنا دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہمدردی نہیں کی گئی۔ اس نے استعفیٰ دیدیا۔ اس کا انصاف اور نظم و نسق اتنا عمدہ تھا کہ جرم نہیں ہوتے تھے اس کے بعد وہ ریاستوں کی سیر و تفریح کے لئے چلا گیا۔ ہر جگہ اس کی عزت ہوئی۔

اس کی تعلیم — اس کا خیال تھا کہ حاکم کا فرض ہے کہ وہ اپنی رعایا کو اپنے لڑکوں کی طرح سمجھے دانشمندی اور عقلمندی سے حکومت کرے۔ وہ حاکموں کو ہدایت کرتا رہتا تھا۔

وہ نیک طینی اور نیک اعمال پر زور دیتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ہر شخص کو مذہبی مراسم کی انجام دہی اور والدین کی عزت کرنی چاہئے۔ لڑکے کو والدین کی خدمت اور فرمانبرداری کرنی چاہئے مرنے کے بعد ان کی پوجا کرے اور ان کی تقلید کرنی چاہئے۔ وہ دوسری دنیا کے دیوتاؤں اور دیگر چیزوں کے متعلق فکر نہیں کیا کرتا تھا۔ اس کے مقولے آدمیوں کے متعلق ہیں۔ اس کا کہنا ہے ہوشیار لوگ بہت کم غلطی کرتے ہیں۔ صحیح راستہ کو دیکھ کر اس پر قدم نہ رکھنا بزدلی ہے۔ جو سلوک تم اپنے ساتھ کرانا نہیں چاہتے اسے دوسروں کے ساتھ بھی مت کرو۔ انسان کو پاک صاف زندگی گذارنا چاہئے۔ استاد کی عزت کرنا ضروری ہے۔ اخلاق کی درستگی اچھی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ روایات کی قدر کرنا اور ان کے مطابق عمل کرنا اچھا ہے۔

اس کی کتابیں — اس نے نیک اطواری اور عمدہ زندگی کے طریقوں اور اصولوں کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے۔ اس نے وو کنگ (Wu-king) یا پانچ اصولوں کی ایک کتاب تصنیف کی۔ یہ اصل میں چینی ادب کا ایک عمدہ مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں قصے تاریخ شاعری اور دانشمندی کی باتیں لکھی ہیں۔

بحیثیت سیاسی مصلح کے وہ کامیاب نہیں ہوا۔ نہ تو وہ حکومت کی اصلاح کر سکا اور نہ جنگ و جدال کو ختم کر سکا۔ مگر اس کے حکومت کے اصولوں کا اثر آئندہ زمانہ پر کافی پڑا۔

وہ پرانے مذہب کی عزت کرتا تھا اور بزرگوں کی تعظیم کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔

اس کی کتابوں کا اثر چینیوں پر بہت زیادہ پڑا۔ اس کی کہاوتوں اور اخلاقی اصولوں کا اثر بھی چینی زندگی پر اثر انداز ہوا۔ اس کی تعلیم کا چینیوں کے دماغ اور خیالات پر بھی کافی اثر ہوا۔ اس کے فلسفہ سے

چین کے لوگ بیحد متاثر ہوئے۔ اسکی کتابوں کو لوگ اب تک شوق سے پڑھتے ہیں۔ اس کا ۴۷۹ ق م میں انتقال ہو گیا لیکن اس نے اپنے کاموں کی وجہ سے ایک دوامی زندگی حاصل کر لی اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

۴) پہلا شہنشاہ **شی ہوانگ ٹی** Shih Whuangti چوؤ خاندان کی حکومت ختم ہونے کے بعد ۲۴۶ ق م میں ایک سرحدی سردار نے دوسرے سرداروں کو اپنا مطیع کر کے حکومت کرنا خود ہی شروع کر دی۔ اس نے اپنا نام شی ہوانگ ٹی رکھا اس لفظ کے معنی "پہلا شہنشاہ" کے ہیں۔ اس نے ایک نئی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کو چین کا چندر گپت کہا جاتا ہے سلطنت کو ۳۶ صوبوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر صوبہ میں تین افسر ہوتے تھے۔ یہ لوگ۔ گورنری سپہ سالاری اور خزانچی کے کام کرتے تھے۔ اس نے دریا یانگ ٹسی کیانگ کے جنوبی حصہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے اپنے زمانہ میں نہریں اور سڑکیں بنوائی تھیں اس نے ہنس کو شکست دی۔ چین کی دیوار کا بڑا حصہ اس بادشاہ نے بنوایا تھا پہلے اسکو مٹی کا بنایا تھا۔ دور جدید میں اسکو پتھر سے بنایا گیا۔ اس دیوار کو دنیا کے عجائبات میں شمار کیا جاتا ہے۔

اس بادشاہ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ظالم تھا۔ اس نے کنفوشس کے پیروں پر ظلم کئے اس کی کتابیں جلا دی گئیں۔ دیگر کتابوں کو بھی جلا دیا گیا۔ علم و ادب کو سخت نقصان پہنچا۔ علماء اور تعلیم یافتہ لوگوں نے کتابوں کو بچانے کی کوشش کی تو ان کو مروا ڈالا۔ اور زیادہ تر لوگوں کو جلا وطن کر دیا۔ ان باتوں کے باوجود اس کا شمار بڑے بادشاہوں میں ہوتا ہے۔ اس نے جاگیر داری کو ختم کیا اور ایک بڑی حکومت بنائی۔

(۵) **ہان خاندان** ۔۔ جب شی ہوانگ ٹی مر گیا تو اس کے لڑکوں کو بھی مار ڈالا گیا۔ اور ہر طرف بدامنی پھیل گئی۔ آخر کار ہان (Han) ریاست کے ایک شخص نے بغاوتوں کو دور کر کے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ ۲۰۶ ق م سے ۲۲۱ء اس سلطنت کا نام Han Dynasty رکھا گیا۔ اس کی سلطنت کے دور میں حدود میں وسعت ہوئی۔ علم و ہنر اور تجارت میں ترقی ہوئی۔ شاہی فوجوں نے تاتاریوں پر حملہ کیا اور سلطنت کو بحر کاسپین تک بڑھا دیا۔

اس کے علاوہ کنفوشس کی کتابوں کو مقدس سمجھا جانے لگا۔ اس کی کتابوں کو دوبارہ شائع کیا گیا اور دیگر کتابیں بھی لکھی گئیں۔ اسی زمانہ میں کاغذ اور نئے قسم کا قلم ایجاد ہوا۔ ادب کی ترقی کے واسطے ایک ادارہ بنایا گیا۔ افسروں کو اپنے تقرر کے واسطے ایک امتحان کا دینا ضروری تھا۔

ووٹی (Wu Ti) ۸۷-۱۴۰ ق م نے سکہ۔ نمک اور لوہے کو حکومت کے ہاتھ میں رکھا اور مغربی ممالک سے

میل چوڑی بڑھایا تاکہ تجارت کو فروغ ہو۔ اس نے ایک نیا راستہ نکالا۔ غیر ممالک کو ریشمی مال جایا کرتا تھا۔ ووٹی نے کوریا کو بھی ملا لیا۔

ونگ مانگ ۔ اس نے دولت کے لحاظ سے مساوات کرنی چاہی اور زمین کو لوگوں میں بانٹ دیا۔ اس نے چیزوں کی قیمتیں بھی مقرر کیں۔ حکومت نے غریب کسانوں کو روپیہ بھی قرض دیا۔ نوآبادیات قائم کی گئیں اور چینی تمدن کی اشاعت ہوئی۔ ۲۳ - ۸ عیسوی

ایجادات ۔ کاغذ۔ روشنائی۔ اونٹ کے بال کا فرش ایجاد ہوا۔ پانی کی گھڑی کی ایجاد ہوئی دن کو ۱۲ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہر حصہ دو گھنٹے کا ہوتا تھا۔ کلینڈر کو نئے طریقہ سے بنایا گیا۔ موسیقی میں بھی ترقی ہوئی۔

اصلاحات اور ہنر ۔ ادبی ترقی ہوئی۔ کنفوشس کی کتابوں کی قدر ہوئی۔ ادبی ڈگریاں دی گئیں۔ تاریخی اور ادبی کتابیں لکھی جانے لگیں۔ چینی ادب کے فروغ کے واسطے ایک ادارہ بھی قائم ہوا۔ غلام کا مردے کے ساتھ دفن کرنا بھی بند ہو گیا۔ برتنوں کا بنانا۔ لوہے اور دیگر دھات کا کام ہونے لگا۔ سنگتراشی اور رنگنے کا کام بھی شروع ہو گیا تھا۔

بدھ مذہب ۔ ہندوستانی سوداگروں نے چین میں بدھ مذہب کی اشاعت شروع کی تھی۔ (Buddhism) بادشاہ منگ ٹی نے خواب میں سنہری مورتی دیکھی۔ اس نے ہندوستان میں اپنا قاصد بھیجا۔ یہ قاصد ہندوستان سے گوتم بدھ کے مجسمے اور مذہبی کتابیں چین لے گیا۔ منگ ٹی نے اپنی دارالسلطنت میں خانقاہ بنوائی۔ بدھ مذہب کی کتابوں کا ترجمہ چینی زبان میں کرایا۔ کئی چینی سیاح زیارت کے واسطے ہندوستان آئے۔ فاہیان اور ہوان سانگ کے نام اب تک مشہور ہیں چین نے اس مذہب کو کوریا، منگولیا اور جاپان میں پھیلایا۔

بدھ مذہب کے مندر اور خانقاہیں بنائی گئیں۔ چینیوں میں دلکش مناظر اور باغبانی کا شوق بھی پیدا ہوا۔ انھوں نے پتھر اور کانسے کے مجسمے بھی بنائے۔

ملک میں خوشحالی تھی صنعت و حرفت و تجارت ترقی پر تھی۔ علوم و فنون کو فروغ تھا۔ ادب میں بھی ترقی ہو رہی تھی۔ انہی وجوہات سے یہ دور ہیئر۔ ویلینڈ۔ مون کے مطابق چین کا "سنہرا زمانہ" کہلاتا ہے۔ اس کے بعد تاریک زمانہ شروع ہوا۔ بدامنی پھیلی۔ ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پایہ تخت یانگ ٹسی دریا کے کنارہ نانکنگ میں کیا گیا۔ اسی زمانہ میں قطب نما کی ایجاد ہوئی تھی۔

۶۔ تانگ خاندان ۔ ایسے تاریک دور میں تانگ خاندان نے حالت کو ٹھیک کیا۔ ملک کے جو حصے آزاد ہو گئے تھے ان کو دوبارہ فتح کیا گیا۔
۶۱۸ - ۹۰۷ء

تائی شانگ بادشاہ نے بہت سے علاقے فتح کئے۔ سلطنت کے حدود بحر کاسپین تک پھیل گئے تھے۔ یہ خوشحالی اور امن چین کا دور تھا۔ اس نے علم کو فروغ دیا۔ اسلام اور عیسائی مذہب کی بھی اشاعت ہوئی۔ فارس قسطنطنیہ اور عرب کے سفیر بادشاہ کے دربار میں آئے۔ عرب کے سوداگر چین سے ریشم خرید نے آتے تھے۔ فن تعمیر، شاعری اور نقاشی میں بھی ترقی ہوئی۔ اس عہد کو بھی "سنہرا زمانہ کہا جاتا ہے)

۷۔ شنگ خاندان ۔ جب تانگ خاندان میں کمزوریاں پیدا ہوئیں اور یہ خاندان اپنا اقتدار کھونے لگا تو شنگ خاندان کا آغاز ہو گیا۔ اس کا پہلا بادشاہ تائی سو (Tai Tsu) تھا۔ یہ نہایت عمدہ سپہ سالار تھا۔ اس نے کنفوشس کے اصولوں کے مطابق حکومت میں اصلاح کیں اس کے علاوہ صنعت و حرفت اور تجارت کو بھی فروغ دیا۔ اس خاندان کا دوسرا مشہور بادشاہ وانگ آن شی تھا اس میں لیاقت و قابلیت موجود تھی۔ اس نے عمدہ تعلیم حاصل کی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ حکومت۔ تجارت۔ دستکاری۔ زراعت اور فنون کو اختیار کرے تاکہ لوگ ظلم سے بچیں۔ یہ زیادہ عرصہ تک اقتدار قائم نہ رکھ سکا۔ اس خاندان کے آخری بادشاہ کو قتل کر ڈالا گیا اور ملک تاتاریوں کے قبضہ میں آگیا۔ اس طرح اس خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔

(۴) چین کی بڑی دیوار ۔ یہ دیوار دنیا کے عجائبات میں سے ہے۔ اس کو کسی ایک بادشاہ نے نہیں بنوایا۔ گذشتہ زمانہ کی دیواروں میں اضافہ ہر زمانہ میں ہوتا رہا۔ یہ دیوار شی ہوانگ ٹی نے بنوائی تھی۔ تاکہ ہنسر کے حملوں کو روکا جاسکے۔ اس کو مٹی اور اینٹوں سے بنوایا گیا تھا۔ Yellow Sea اور Yellow River کے قریب بنائی گئی ہے اور آگے پہاڑوں تک چلی گئی ہے۔

یہ ۱۸۰۰ میل لمبی ۲۲ فٹ اونچی اور ۲۰ فٹ چوڑی تھی۔ ہر سو گز کے فاصلہ پر ۴۰ فٹ اونچے دس ہزار مینار ہیں۔ مزدوروں کو اس کے بنانے کے واسطے مجبور کیا گیا تھا اسلئے وہ لوگ اسکو پسند نہیں کرتے تھے۔

یہ دیوار واقعی کارآمد ثابت ہوئی۔ حملہ آوروں نے اس طرف رُخ نہیں کیا بلکہ یورپ کی طرف

پیش قدمی کی۔ اس کی خوبصورتی۔ سادگی اور ہم آہنگی نہایت موثر ہیں۔ اس دیوار کا شمار دنیا کے عجائبات میں ہوتا ہے۔

۲۔ چین کی ابتدائی تہذیب کی خصوصیات :

سماجی زندگی ۔ ابتدائی دور میں چین کی سوسائٹی کے چار طبقے تھے (۱) ادیبوں کا طبقہ (۲) کسانوں کا طبقہ (۳) کاریگروں کا طبقہ (۴) سوداگروں کا طبقہ۔ اگر کوئی چاہے تو اپنے پیشہ کو بدل سکتا تھا۔ ذات پات کی پابندیاں نہیں تھیں۔ لوگ قوانین کی پابندی کرتے اور امن چین سے زندگی گزارتے تھے اپنے گھر والوں سے ان کو محبت تھی۔ ان میں حب الوطنی بھی موجود تھی۔ آئندہ نسل کے آرام و چین کی غرض سے ہر شخص اپنے آرام و راحت کی فکر نہیں کرتا تھا۔ لوگ اپنے والدین کی عزت کرتے تھے۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے لاکھوں فاقہ سے مر جاتے تھے۔

گھر وغیرہ ۔ پھونس کے چھپر کی چھت بنائی جاتی تھی۔ سوکھی ہوئی گھاس کا فرش بنایا جاتا تھا۔ یہ لوگ شراب پیتے تھے۔ ریشم کے کپڑے استعمال کرتے تھے جشن کے موقع پر ناچ ہوا کرتا تھا۔

اقتصادی زندگی۔ کام اور صنعت و حرفت یہ عموماً کاشت کرتے تھے اس وجہ سے نہریں کھودی گئیں۔ گیہوں، چاول، سویا اور چائے پیدا کرتے تھے۔ سور، بھیڑیں مرغی کے بچے اور بطخیں پالی جاتی تھیں۔ مرد لوگ شکار کرتے مچھلی پکڑتے اور کاشتکاری کرتے تھے عورتیں سوت کاتتیں اور کپڑا بنتی تھیں۔ سونا، چاندی اور لوہا وغیرہ کی چیزیں بھی تیار کی جاتی تھیں۔ پتھروں کو کاٹ کر ان پر پالش بھی کیا جاتا تھا۔ ریشم، سوت اور کاغذ کی صنعت و حرفت ہوتی تھی۔ شیشہ کا کام بھی ہوتا تھا۔ مٹی کے عمدہ برتن بناتے تھے۔

تجارت۔ ذریعہ رسل و رسائل اور سوشلزم ۔ چینی لوگ نمک۔ لوہا۔ ریشم کی خاص طور سے تجارت کرتے تھے۔ وہ ہندوستان اور ایران سے تجارت کرتے تھے۔ ایران اور ترکی سے ہو کر اس کا ریشم کا مال جاتا تھا۔ باختریہ سے انگور اور بنی ہوئی شراب منگاتے تھے۔ چو خاندان کے زمانہ میں سکّہ چلایا گیا۔ پانچویں صدی میں بنک کا کام شروع ہو گیا تھا۔ شی ہوانگ ٹی نے کشتی اور چلانے والی گاڑی ایجاد کی۔ تاکہ سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جا سکے۔ وانگ منگ نے

مساوات کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ وانگ منگ نے زمین کو لوگوں میں تقسیم کر دیا چیزوں کی قیمتیں ٹھیک کیں اور غریب کسانوں کو روپیہ قرض دیا سوشلزم کے اصولوں کو اس نے عملی جامہ پہنایا۔

ایجادات ـــ فیوسی نے فنِ تحریر ایجاد کیا۔ چینیوں کا کلینڈر بنایا۔ گانے بجانے کے آلات ایجاد کئے۔ شی ہوانگ ٹی نے قطب نما ایجاد کیا۔ ہان خاندان کے زمانہ میں کاغذ۔ روشنائی اور قلم ایجاد ہوئے۔ اور فن تحریر میں ترقی ہوئی۔ پانی کی گھڑی ایجاد کی گئی۔ دن کو ۱۲ حصّوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر حصّہ میں ۲ گھنٹہ ہوتے تھے بندوق کی بارود۔ کوئلہ اور گیس کی ایجاد ہوئی۔ دسویں صدی میں چھپائی کا فن ایجاد ہوا۔

سیاسی زندگی ـــ مصر اور سمیریا کی طرح چین بھی شہری ریاستوں کا ملک تھا۔ ۱۰۰۰ سے ۲۲۰ ق م تک جاگیرداری کا رواج رہا۔ ۶۰۰۰ چھوٹی ریاستیں تھیں اور ۱۲ بڑی ریاستیں تھیں۔ ہان خاندان کے زمانہ میں جاگیرداری کا خاتمہ کیا گیا اور ایک سلطنت قائم ہوئی۔ چین امن وسکون کا حامی تھا۔ لہذا شریف آدمی فوج میں بھرتی ہونا پسند نہیں کرتے تھے اسی لئے سپاہی ادنیٰ لوگ ہوتے تھے۔ سپاہی ہونا برا سمجھا جاتا تھا۔ شی ہوانگ ٹی نے سلطنت کو ۳۶ صوبوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ہر صوبہ میں تین افسر ہوتے تھے۔ یہ افسر گورنری۔ سپہ سالاری اور خزانچی کا کام کرتے تھے۔

مذہب ـــ یہ لوگ وہموں کے قائل تھے۔ ان کا خیال تھا کہ بزرگوں کی پوجا کی جائے۔ یہ لوگ مشہور ہستیوں کی بھی پوجا کرتے تھے۔ والدین اور استاد کی عزّت پر زور دیتے تھے۔ نیک نیتی پر بھی زور دیا جاتا تھا۔ دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے قائل تھے۔ خدا کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ دنیا کا حاکم ہے اور وہ اپنی طرف سے بادشاہ مقرر کر کے دنیا میں بھیجتا ہے۔ وہ اچھی اور بری روحوں میں عقیدہ رکھتے تھے۔ چھٹی صدی ق م میں تاؤ ازم اور کنفوشس کے خیالات کی اشاعت ہوئی پہلی صدی عیسوی میں بدھ مذہب کی اشاعت ہوئی۔ خانقاہیں بنائی گئیں۔ بدھ مذہب کے مندر بھی بنائے گئے۔

ادب ـــ شروع شروع میں چینی لوگ تصویریں بنا کر اپنے خیالات کا اظہار کرتے تھے۔ اس کے بعد بھدّے قسم کی تحریر ایجاد ہوئی۔ یہ طرزِ تحریر مشکل تھی۔ سب نشانات کا یاد کرنا مشکل تھا۔ اس سے چینی لوگوں کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔

وہ اپنی کتابیں لکڑی اور بانس کی پتلی تختیوں پر بناتے تھے۔ کچھ لوگوں نے شاعری اور تاریخ پر کتابیں لکھیں۔ کنفوشس نے فلسفہ اور زندگی کے اصولوں پر کتابیں لکھیں۔ اس نے نیک اطواری اور

نیک نیتی پر زور دیا۔ شی ہوانگ ٹی نے یہ چاہا کہ وہ ادب کو نئے سرے سے شروع کرے اس لئے اس نے پرانی کتابوں کو ختم کرنے کا حکم دیا۔ کاشتکاری۔ ادویات اور علم نجوم پر کتابیں باقی رہنے دیں۔ ہان خاندان کے زمانہ میں ادب کو پھر فروغ ہوا۔ اس زمانہ میں کاغذ اور قلم کی ایجاد ہوئی اور ادب کو ترقی ہوئی کنفیوشیس کی لکھی کتابیں نکالی گئیں چینی ادب میں شیرینی۔ سادگی اور اثر پایا جاتا ہے۔

ہنر اور فن عمارت ۔ چینی لوگ نقاشی جانتے تھے۔ جانوروں کی شکلیں بنائی جاتی تھیں برتنوں کو رنگ کر خوبصورت بناتے تھے۔ سنگتراشی میں بھی انھوں نے ترقی کی۔ کانسے کے مرتبان اور گلدان تیار کئے جاتے تھے۔ چو خاندان کے زمانہ میں اس فن میں ترقی ہوئی۔ مصریوں کی طرح یہ لوگ مقبروں پر طرح طرح کی شکلیں بناتے تھے۔ بادشاہ کے استقبال کی، ہاتھیوں اور اونٹوں کے جلوسوں کی تصویریں بناتے تھے۔

یہ لوگ لکڑی کی عمارتیں بناتے تھے دیکھنے میں خوبصورت ہوتی تھیں ان میں ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔ یہ عمارتیں آرام دہ ہوتی تھیں۔ شی ہوانگ ٹی نے ایک خوبصورت محل بنوایا تھا۔ چینی دیوار دنیا کے عجائبات میں سمجھی جاتی ہے یہ لوگ اپنی چھتوں کو سانپ۔ وغیرہ کی شکلوں سے سجاتے تھے۔

رنگنا ۔ اپنی خوشی کے واسطے یہ لوگ تصویروں کو رنگتے تھے۔ قدرتی مناظر اور تاریخی واقعات کی تصویریں بناتے تھے۔ خوبصورت برتن بناتے اور ان کو رنگتے تھے یہ بانس اور ریشم کو بھی رنگتے تھے۔

بدھ مذہب ۔ ہندوستانی سوداگروں نے چین میں بدھ مذہب کی اشاعت کی۔ منگ ٹی بادشاہ نے ہندوستان میں اپنا قاصد بھیجا۔ یہ قاصد ہندوستان سے گوتم بدھ کے مجسمے اور مذہبی کتابیں چین لایا۔ بدھ مذہب کی خانقاہیں بنائی گئیں۔ بدھ مذہب کی کتابوں کا ترجمہ چینی زبان میں کیا گیا۔ چینی سیاح بدھ مذہب کے مقدس مقامات کی زیارت کرنے ہندوستان آئے۔ چین نے اس مذہب کو کوریا۔ منگولیا اور جاپان میں پھیلایا۔

نتیجہ ۔ قطب نما۔ بندوق کی بارود۔ کاغذ۔ چھپائی۔ شیشہ۔ ریشم۔ چائے۔ چینی کے برتن اور سویا وغیرہ چین سے آئے۔ اس کے علاوہ چینی لوگوں نے روپیہ پیسے کے معاملہ میں اصلاح کی۔ بنک کا کام شروع ہوا۔ چیزوں کی قیمتیں درست ہوگئیں۔ ان کو اپنے وطن اور نسل سے محبت تھی۔ آئندہ نسل کے آرام کی خاطر خود تکلیف اٹھاتے تھے۔ ان میں رواداری تھی۔ ساری دنیا کو اپنا ہی خاندان سمجھتے تھے۔

نسلی اور مذہبی فرق کے قائل نہیں تھے۔ ان لوگوں نے چین کی تہذیب کو کوریا۔ جاپان اور انڈوچین میں پھیلایا۔ مشرقی علوم۔ ادب اور فلسفہ کے واسطے چین کا شکر گزار ہے۔

ایران Persia

۳۔ ایرانیوں کی مختصر سیاسی تاریخ :

ایرانی لوگ پہاڑی آدمی ہیں۔ ان کا پیشہ کاشتکاری تھا۔ ایران میں بہت سے بادشاہ ہوئے ہیں، جن میں کئی بادشاہ مشہور ہیں۔

(الف) سائرس اور اس کی سلطنت ۔ ابتدا میں ایرانی سلطنت چھوٹی تھی۔ ۵۲۹--۵۵۰ ق م تک
سائرس ۵۵۰ ق م میں تخت پر بیٹھا۔ اس نے ۵۲۹ ق م تک حکومت کی۔ وہ نہایت ہوشیار سپہ سالار تھا۔ اس نے بہت بڑی فوج بنائی اور ایک بڑی سلطنت قائم کرنے کا پکا ارادہ کر لیا۔ ایران کے شمالی حصہ میں ایک آزاد ریاست میڈیا تھی۔ اس ریاست کے لوگ بہادر سپاہی تھے۔ انھوں نے بیبلین کی مدد سے اسیریا کے دارالسلطنت نینوا کو ختم کر دیا تھا۔ سائرس نے میڈیا کے بادشاہ کو شکست دے کر اس کی سلطنت پر تسلط کر لیا۔ اس نے ایرانی سلطنت کو وسعت دے کر مغرب میں دریا ہیلین تک کر دیا تھا۔ اب ایران اور میڈیا کے درمیان جنگ ہونا لازمی ہو گیا۔ میڈیا کے بادشاہ نے ایران کی سلطنت پر حملہ کیا۔ لیکن سائرس نے میڈیا کے راجہ کو شکست فاش دی۔ تمام میڈیا اور سمندری مقبوضات پر سائرس کی حکومت ہو گئی۔ سارڈس میں ایرانی گورنر رہتا تھا۔ اس نے مسوپوٹامیہ۔ بیبیلن۔ سیریا اور افغانستان کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کیا۔

مصر اور میڈیا میں اتحاد ہو گیا تاکہ سائرس کی طاقت کو ختم کر دیں۔ سائرس نے ۵۴۶ ق م میں میڈیا کو شکست دی، اور اس نے بادشاہ کروسس کو قید کر لیا۔ ۵۳۹ ق م میں بیبلین۔ سیریا اور فلسطین اس کے قبضہ میں آ گئے۔

سائرس ہوشیار سپہ سالار ہونے کے ساتھ رعایا پرور تھا۔ اس کی رعایا اس کو عزیز رکھتی تھی وہ لوگوں پر رحم کرتا تھا۔ انصاف سے حکومت کرتا تھا۔ اس نے یہودیوں کو اجازت دیدی تھی کہ وہ واپس کو

چھوڑ کر اپنے وطن واپس جا سکتے ہیں۔ سائرس کی کوشش سے چھوٹی سلطنت ایک زبردست سلطنت بن گئی اس کی فتوحات سے یونانی اثر و تہذیب ایران میں آیا۔ لیکن ۵۲۸ ق م میں سائرس لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کو سائرس اعظم کہا جاتا ہے۔

(ب) سیمبس سائرس اعظم کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا سیمبس جانشین ہوا۔ اس نے سلطنت ۵۲۸-۵۲۲ ق م کو وسعت دی۔ اس نے ۵۲۵ ق م میں مصر کو فتح کیا۔ لیکن ۵۲۲ ق م میں اس نے خود کشی کر لی۔

(ج) دارا اوّل یہ گستاسپ کا لڑکا تھا۔ اس نے بغاوت کو فرو کیا۔ اس نے سپہ سالار اسکائی ۵۲۱ سے ۴۸۵ ق م لاکس کی ماتحتی میں ایک فوج ہندوستان روانہ کی۔ قندھار، سندھ، مغربی پنجاب پر دارا کا تسلط ہو گیا۔ پھر اس نے فوجوں کو درست کیا اور دانیال کو پار کیا یورپ میں داخل ہوا۔ شمال کی طرف دریا ڈینوب کو پار کیا جنوبی روس میں دور تک چلا گیا۔ یہاں اس نے سیتھین کو مطیع کرنا چاہا۔ وہ اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اس کا ایک سپہ سالار جنوبی یورپ میں رہتا تھا۔ شروع میں اس نے جنوبی روس پر حملہ کیا لیکن ناکام رہا۔ اس نے ایک فوج یونان بھیجی لیکن اس کو شکست ہوئی۔ وہ یونان کو فتح کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کی موت ہوئی۔ وہ ۴۸۵ ق م میں مر گیا۔ دارا نے ہر صوبہ میں تین افسر مقرر کئے تھے۔ گورنر جنرل، میر منشی۔ جنرل فوجی انتظام کرتا تھا۔ گورنر حکومت کا سارا انتظام کرتا تھا میر منشی اپنے فرائض کے علاوہ جاسوسی کا کام بھی کرتا تھا۔ بادشاہ اس کی باتوں پر غور کرتا تھا۔ بڑے بڑے افسروں کو بھی بادشاہ سخت سزائیں دیتا۔ گورنروں کو ہمت نہیں تھی کہ بغاوت کریں۔

اس نے محصول کی وصولیابی کا خاص انتظام نہیں کیا۔ صوبہ دار ہر سال نقد یا جنس کی شکل میں بادشاہ کے پاس محصول بھیج دیتا تھا سپاہیوں کو مقررہ تنخواہیں نہیں ملتی تھیں۔ بادشاہ کی طرف سے انکو جاگیریں ملتی تھیں۔

(د) انتظام ۔ اس کا انتظام اس طرح کا تھا کہ اس نے سلطنت کو ۲۰ صوبوں میں تقسیم کر دیا تھا ہر صوبہ میں ایک گورنر مقرر تھا۔ مقامی معاملات میں صوبے بالکل آزاد تھے۔ گورنر بادشاہ کو وقت ضرورت فوج دیتے اور خراج نقد یا جنس کی شکل میں دیتے۔ گورنروں کی خبریں جاسوس بادشاہ تک پہنچا دیتے تھے۔

بادشاہ لوگوں کے اخلاق کی جانچ پڑتال کے لئے انسپکٹر روانہ کرتا تھا اور برائیوں کو دور کرتا تھا اس کی فوج میں ماتحت صوبوں کے سپاہی ہوتے تھے ۲۰۰۰ سوار اور ۲۰۰۰ پیادے تھے۔ اس کے علاوہ

۱۰۰۰۰ اور سپاہی تھے۔ بادشاہ انصاف کرتا تھا۔ وہ سزائیں بہت سخت دیا کرتا تھا۔ رشوت سب سے بڑا جرم سمجھا جاتا تھا۔ ٹیکس بہت زیادہ ہوتا تھا۔

جن لوگوں کو جاگیریں ملی تھیں یہ لوگ اس کو خراج یا تو نقد دیتے یا جنس کی شکل میں اس کے پاس بھیج دیتے تھے۔ اس نے پرانے سکّے کو رواج دیا۔ اس نے گورنروں کو اجازت دی تھی کہ وہ چاندی کی ٹکسال استعمال کرا سکتے ہیں ٹکسال کا سکّہ پہلی مرتبہ چلایا گیا۔

سارڈس اور سوسا کے درمیان ۱۵۰۰ میل کا فاصلہ تھا۔ سلطنت کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سڑکیں پھیلی پڑی تھیں۔ ڈاک کا کام ایسے ہرکاروں کے ہاتھوں میں تھا جو تیزی سے کام کرتے تھے۔
اس نے اس نہر کو ٹھیک کروایا جس نے نیل کو بحرِ قلزم سے جوڑ دیا تھا اس نے فیشیا کا جنگی بیڑہ بھی درست کروایا۔ اس نے لوگوں کو دور دور روانہ کیا تاکہ سمندروں اور دریاؤں کی کھوج لگائیں۔
اس نے ۳۹ علامتوں سے ایک طرزِ تحریر ایجاد کیا لیکن ایرانی زبان کی طرف سے بے رُخی نہیں کی گئی۔

(س) زرکسیس (Xerxes) — اس کی خواہش تھی کہ یونان کو فتح کرکے وہ اپنے باپ کی خواہش کو پوری کرے۔ اس نے چار لاکھ سپاہیوں کی
۴۸۵-۴۶۵ ق م
فوج یونان روانہ کی۔ تھرماپلی کی جنگ میں یونانیوں نے سخت مقابلہ کیا۔ لیکن ۴۸۰ ق م میں ایران کی زبردست فوج سے انہوں نے شکست کھائی۔ لیکن فتح کے ایک سال کے اندر ہی اندر ایرانیوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ ۴۶۵ ق م میں زرکسیس کو مار ڈالا گیا۔
بعد کا زمانہ جنگ و جدال قتل و خون۔ رقابت و دشمنی کا دور تھا۔ آخرکار ۳۳۰ ق م میں ایران کو سکندر نے فتح کر لیا۔

۴۔ ساسانی خاندان اور فتوحات (۲۲۷-۶۵۱ق م)

سکندر کے جانشینوں کے زوال کے بعد پارتھین قوم نے ایران پر قبضہ کر لیا۔ اس قوم نے روم کی فوجوں کا مقابلہ بہادری سے کیا اور ڈھائی سو سال تک خود مختار حکومت کرتے رہے پھر ایران میں ان کے خلاف انقلاب ہوا۔ اور ایرانیوں نے ان کو ہٹا کر اپنے ہم وطن اور ہم قوم اردشیر اوّل کو تخت نشین کر دیا۔ اس نے ساسانی قوم کی بنیاد ڈالی۔ ایرانیوں کو رومیوں اور ایشیائی خانہ بدوش قوموں سے بھی

ایرانیوں اور رومیوں کی جنگ مذہبی بنا پر ہوئی۔ ساسانی خاندان زرتشت مذہب کو مانتے تھے۔ یہ سرکاری مذہب تھا۔ مندروں اور پجاریوں پر رقم خرچ کی جاتی تھی۔ رومن سلطنت کا مذہب عیسائی مذہب تھا۔ ساسانی خاندان کے بادشاہ کیخسرو دوم نے زبردست فوجوں کے ساتھ روم پر حملہ کیا اور فتوحات حاصل کیں۔ اس کی فوجوں نے مسوپٹامیہ آرمینیا، اینٹیوک اور دمشق پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد انہوں نے یروشلم کو بھی اپنے تسلط میں کرلیا پھر ایشیائے کوچک اور سکندریہ پر قبضہ ہوگیا۔

اس کے بعد روم کے بادشاہ ہرکلیس نے کیخسرو دوم سے جنگ کی اور دشمن کی فوجوں کو پسپا کردیا رومیوں کا ایشیائے کوچک، ارمینا، مسوپٹامیہ پر قبضہ ہوگیا۔ کیخسرو دوم کے خلاف بغاوت ہوئی۔ اسکو تخت سے اتار دیا گیا۔ اس کے جانشین نے رومی بادشاہ سے صلح کرلی۔ روم کے بادشاہ کو ایشیائے کوچک، سیریا اور مصر کے علاقے مل گئے۔ ان لڑائیوں سے جان و مال کا نقصان ہوا۔ دونوں سلطنتوں میں کمزوری آگئی۔

۵۔ زرتشت اور اس کے مذہبی عقائد :

زرتشت (Zoroaster) — ۱۰۰۰ ق م میں پیدا ہوا۔ جب وہ جوان ہوا تو اس کو خواب نظر آتے تھے۔ ان خوابوں میں ہُرمُز (Ormuzd) آتا۔ یہ زندگی اور روشنی کا دیوتا تھا۔ یہ دیوتا زرتشت کو عقلمندی اور دانائی کی باتیں بتایا کرتا۔ اُس نے ایک نئے طرح کا مذہب نکالا۔ اس مذہب میں مندر اور بُت نہیں ہوتے تھے۔ سورج اور آگ کی پوجا پر زور دیا جاتا تھا۔

زرتشت نے زندگی کے روشن اور تاریک پہلوؤں کو دیکھا۔ قدرتی مناظر کی دلفریبیاں اور انسانوں کی خوبیاں بھی اس کو نظر آئیں۔ ساتھ ہی ساتھ ویرانی و تباہی و بربادی و بیماریاں اور بداعمالیوں کو بھی دیکھا۔ وہ اس نتیجے پر پہونچا کہ دنیا میں نیک اور بد طاقتوں کا سبب کچھ کیا ہوا ہے۔ نیک طاقتوں کا دیوتا ہُرمُز اور بُری طاقتوں کا دیوتا اہرمن ہے۔ نیکی اور بدی کے دیوتاؤں میں جنگ رہتی ہے ہمیں نیکی کے دیوتا کی مدد کرنا چاہئے اور وہ اس طرح کی ہم نیکی کریں۔ زرتشت کا خیال تھا کہ نیکی کے دیوتا کی فتح ہوگی۔ اگر آدمی نیک کام کرے گا تو جنت میں جائے گا اور اگر بدی کے کام کرے گا تو اہرمن کے حوالہ کیا جائے گا۔ اس کے خیال کے مطابق ۱۲۰۰۰ سال کے بعد ہرمز سب بدی کی قوتوں کو ختم کردے گا۔ زرتشت نے ایمانداری اور پاکیزگی پر زور دیا۔ وہ سزا و جزا میں عقیدہ رکھتا تھا۔ عمدہ نصائح بھی

اور کہا وتوں کو ٹھیک طرح لکھا گیا اور ایک کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ اس کتاب کا نام (Avesta) آویستا ہے۔ یہ ایرانیوں کی بائبل ہے۔ چھٹی صدی عیسوی تک اس مذہب کو لوگ مانتے رہے پھر ان کو مسلمانوں کے مذہب کو اختیار کرنا پڑا اور کچھ لوگ ہندوستان بھاگ کر چلے آئے پارسی ان ہی لوگوں کو کہتے ہیں۔

(۶) ایرانیوں کے تمدن و تہذیب کے نمایاں پہلو :

تہذیب و تمدن ۔ ایرانیوں کے بادشاہ استبدادی حکومت کرتے تھے۔ بادشاہ کو خدا کی طرح سے مقرر کیا ہوا سمجھا جاتا تھا۔ رعایا کا فرض تھا کہ وہ بادشاہ کی اطاعت کرے۔ بادشاہ کا فرض تھا کہ وہ اپنی رعایا کے آرام اور بھلائی کے واسطے ہر وقت کوشش کرتا رہے۔ یہ لوگ مفتوح ملکوں کے علوم و فنون کو سیکھتے۔ ان میں کچھ تبدیلی کر کے ان کو اختیار کر لیا کرتے تھے۔

سیاسی زندگی (تنظیم۔نظام۔حکومت۔بادشاہ قانون۔فوج۔زمین)

بادشاہ ۔ (King) کی سب سے بڑی طاقت ہوتی تھی۔ سب کچھ وہ ہی تھا۔ اس کی بات قانون سمجھی جاتی تھی۔

زمین (Land) ۔ امراء کو جاگیروں کے طور پر زمین دی جاتی تھی۔ وہ لوگ بادشاہ کو خراج دیتے۔ یہ خراج یا تو نقد دیا جاتا تھا اور یا جنس کی شکل میں دیا جاتا تھا۔ یہ خراج سالانہ دینا پڑتا تھا۔ ٹیکس بہت زیادہ ہوتے تھے۔

قوانین (Laws) ۔ ان کے قوانین سخت تھے۔ اگر کوئی قتل کرتا یا زنا کرتا تو اس کو جان سے مار ڈالنے کی سزا دی جاتی تھی۔ چھوٹے جرموں کے کرنے پر بھی لوگوں کو زندہ دفن کیا جاتا تھا یا ان کی کھال اتار دی جاتی تھی۔

فوج (Army) ۔ فوج میں مختلف صوبوں کے سپاہی ہوتے تھے۔ دارا اول کی فوج میں ۲۰۰۰ سوار ۲۰۰۰ پیادے اور ۱۰۰۰ سپاہی تھے۔ جاسوس لوگ بادشاہ کو ذرا ذرا سی بات کی خبر دیتے تھے۔

سماجی زندگی ۔ عورتوں کو پردہ میں رکھا جاتا تھا۔ لوگ عیش و عشرت کے شوقین تھے۔ شاندار گھروں میں رہتے تھے۔ گھروں کو خوب اچھی طرح سجاتے تھے۔ جن لوگوں کے زیادہ لڑکے پیدا ہوتے ان کو خوش قسمت سمجھا جاتا تھا۔ انھوں نے بیبلین سے فن تحریر لیا اور اپنی آسانی کے واسطے اس کی پیچیدگی کو دور کیا اور ارامیک زبان (Aramaic) تجارت اور سرکاری دفتروں میں استعمال ہوتی تھی۔

ایرانی زبان کی طرف بھی توجہ کی جاتی تھی۔ حکیم بیماریوں کا علاج نہیں کرتے بلکہ دُعا۔ فاقہ۔ جادو وغیرہ سے اچھا کرنے کی کوشش کرتے۔

ہنر اور فن عمارت ۔ انھوں نے فن عمارت میں بیبلین۔ اسیریا اور مصر سے بہت کچھ سیکھا۔ شاہی محل فن عمارت کے بہترین نمونے ہیں۔ سائرس اور دارا اوّل کے محل نہایت خوبصورت اور شاندار ہیں۔ یہ محل پہاڑیوں پر بنے ہیں۔ چھتیں لکڑی کی بنی ہیں اندرونی حصوں پر نقش کئے گئے ہیں محلوں کے ستونوں پر مضبوط اور خوبصورت پردار سانڈ بنے ہوئے ہیں۔ سائرس کی قبر بھی نہایت عمدہ بنی ہے اور قابل دید ہے۔

زبان اور ادب ۔ شروع میں ایرانیوں کی زبان سنسکرت کی طرح تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ ایک اور زبان کو عروج ہوا جو سمیرین طرز کے ۳۹ نشانوں پر مشتمل تھی۔ اس کا خیال تھا کہ ان کی زبان کا مقصد یہ ہے کہ اس کو تجارت اور کاروبار میں استعمال کیا جاوے۔ ان کی سب سے بڑی کتاب آوستا ہے۔ انہوں نے عشقیہ گانے اور قصے بھی لکھے ہیں۔

جاپان

۷۔ جاپان پر ایک طائرانہ نظر :

(۱) کوریا (Corea) ۔ جاپان کے سلسلے میں کوریا بھی اہمیت رکھتا ہے۔ کوریا کے ذریعہ چین کی تہذیب و تمدن جاپان تک پہنچا۔ پرانے زمانہ میں کوریا اور جاپان دنیا کے ممالک کے اثر سے الگ رہا ہے۔ کے۔ ٹی (Ki -Tse) کو چین سے جلاوطن کر دیا گیا وہ کوریا آیا اور یہاں چین کے علوم وفنون اور تہذیب و تمدن کی اشاعت کی۔ شی ہوانگ ڈی کے ظلم وستم سے پریشان ہو کر لوگ کوریا آگئے۔ ان میں عالم اور دستکار شامل تھے۔ انھوں نے چینی علوم وفنون کو کوریا میں فروغ دیا۔

(۲) تاریخ جاپان ۔ جاپان کے پہلے بادشاہ نے سب سے بڑے جزیرہ کے جنوبی حصہ پر ۶۶۰ ق م میں قبضہ کر لیا۔ جاپان کی مسلسل تاریخ اسی بادشاہ کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے۔

حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے پہلے کی تاریخ بے بنیاد سی معلوم ہوتی ہے۔ تیسری صدی عیسوی میں ملکہ جنگو (Jingu) نے کوریا پر حملہ کیا اور اس کے جنوبی حصہ پر تسلط قائم کرلیا۔ اس زمانہ سے جاپان کی قابل اعتبار تاریخ شروع ہوتی ہے۔

(۳) چین کا اثر۔ چین کی تہذیب اور اثر کوریا کے ذریعہ جاپان پہنچا۔ پانچویں صدی عیسوی میں جاپان میں چینی تحریر اور زبان کا اثر بھی شروع ہوگیا تھا۔ کوریا کے سردار نے جاپان کے بادشاہ کے واسطے گوتم بدھ کی سونے کی مورتی اور بھکشو بھیجے تھے، بدھ مذہب بھی جاپان میں پھیل گیا۔ جاپان کے سفیر تانگ خاندان کے زمانہ میں سنگن فو آئے۔ اس شہر کی بناوٹ سے جاپانی سفیر بہت زیادہ متاثر ہوئے اور جاپان جاکر ایک نئی راجدھانی بنائی جس کو نارا کہتے تھے۔ پہلے جاپان کو یماٹو کہتے تھے چین کے بادشاہ کے کہنے سے اس کو دائی نپن (Dai Nippon) کہنے لگے۔

(۴) شنٹو مذہب۔ شنٹو (Shinto) چینی زبان کا نام ہے۔ اس لفظ کے معنی "دیوتاؤں کا راستہ" ہیں۔ یہ مذہب قدرت اور بزرگوں کی پوجا کرنے پر زور دیتا ہے۔ اس مذہب میں روح، نجات اور عاقبت کے مسائل بالکل نہیں ہیں۔ اس مذہب کی یہ تعلیم ہے کہ بادشاہ کی اطاعت کرنا چاہیے وطن سے محبت رکھنا انسان کا فرض ہے۔ ملک و قوم کی حفاظت کے واسطے ان لوگوں نے ہمیشہ دشمنوں کا مقابلہ کیا ہے۔ ان لوگوں کو لڑنے میں خاص لطف آتا ہے۔ جاپان میں بدھ مذہب اور شنٹو مذہب کا مقابلہ ہوتا رہا، لیکن بعد میں دونوں مذہبوں کے ماننے والوں نے لڑنا بند کردیا اور خوشگوار تعلقات پیدا ہوگئے۔

(۵) جاگیردار اور امراء۔ جاپان کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس ملک میں جاگیرداری کا رواج تھا۔ امیروں اور جاگیرداروں کا زور تھا۔ ان لوگوں کا اثر جاپان کی سوسائٹی پر بھی پڑا۔ اس کے علاوہ حکومت کے معاملات میں بھی ان جاگیرداروں اور امیروں کا دخل رہتا تھا۔ سوگا ایک امیر خاندان گذرا ہے اس کی کوشش سے بدھ مذہب کو سرکاری مذہب بنایا گیا۔ اس خاندان کے ایک فرد نے جاپان کے بہت سے خاندانوں پر بادشاہ کا رعب و دبدبہ قائم کردیا اور سب لوگوں پر بادشاہ کا پورا پورا اثر ہوگیا اس طرح جاپان کی تاریخ میں جاگیرداروں اور امیروں کی بڑی اہمیت ہے۔

سوالات

۱ - چین کے ابتدائی تاریخی اور سیاسی واقعات بیان کیجئے۔

۲ - ابتدائی چینی تہذیب کا خرصہ لکھئے

۳ - مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھئے۔ (۱) لاؤ۔تی (۲) کنفوشس (۳) شی ہوانگ (۴) چین کی دیوار

۴ - ایرانیوں کے سیاسی اور تاریخی حالات لکھئے۔

۵ - ساسانی خاندان کا تاریخی خلاصہ لکھئے۔

۶ - زرتشت کے بارے میں اپنی معلومات بیان کیجئے۔

۷ - ایرانیوں نے تمدن ۔ انتظام حکومت تنظیم ۔ مذہب ۔ ہنر۔ فن عمارت ۔ سماجی و سیاسی زندگی اور ادب و زبان کی تخلیق میں کیا حصہ لیا ہے ؟

۸ - مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھئے۔

(۱) کوریا (۲) جاپانی تاریخی حالات (۳) چینی اثرات (۴) شنٹو مذہب (۵) جاگیرداری

ہنس ۔ ترک ۔ منگول ۔ عرب

۱۔ ہُنس ۔ ترک منگول اور عرب کے مختصر حالات :

(۱) ہُن — یہ لوگ خانہ بدوش تھے ۔ سائبریا سے آئے تھے ۔ چوتھی صدی کے آخری نصف میں جب وہاں مویشیوں کے لئے چارے کی کمی ہوئی تو یہ لوگ اپنے خاندان اور مویشیوں کو لے کر جنوب و مغرب کی طرف بڑھ کر افغانستان کے راستہ سے ہندوستان آئے ۔ یہ لوگ غیر مہذب جنگلی اور خونخوار تھے ۔ یہ ادھر سے ادھر گھومتے پھرتے تھے ۔ ان لوگوں نے سمندر گپت کے زمانہ میں ہندوستان پر حملہ کیا ۔ بادشاہ کو پسپا کر دیا ۔ چند سال بعد وہ پھر آئے ۔ ان کے سردار تورمان نے پنجاب ۔ راجپوتانہ ۔ سندھ اور مالوہ پر قبضہ کر لیا ۔ تورمان کا لڑکا مہر گل بڑا ظالم تھا ۔ اس کے خلاف بغاوت ہوئی ۔ مالوہ اور مگت کے

بادشاہوں نے ۵۲۸ء میں اس کو ملتان کے پاس ہرا دیا۔ وہ بھاگ کر کشمیر گیا۔ وہاں کے بادشاہ کو قتل کر کے خود تخت پر بیٹھا اور وہیں مر گیا۔ اس کی موت کے بعد ہونوں کا اثر ہندوستان سے ختم ہو گیا۔

اس قوم کے حملے سے گپت خاندان ختم ہو گیا۔ چھوٹی چھوٹی ریاستیں پیدا ہو گئیں۔ کچھ لوگوں نے ہندو مذہب کو اختیار کر لیا۔ مغرب کی طرف ہون نے مشرقی گوتھ اور جرمنی اقوام کو ہرایا اور ہنگری میں رہنا شروع کر دیا۔ پھر وسطی یورپ پر بھی حملے کئے۔ پھر دریائے ڈینوب اور رائن کو پار کر کے رومن سلطنت میں لوٹ مار کی۔ ان کا سردار ایٹلی تھا جو جوان تھا۔ یہ نہایت بہادر اور نڈر انسان تھا۔ اس کو کشت و خون کا بہت شوق تھا۔ بڑا چالاک تھا جنگی فنون سے واقف تھا۔ سیاست سے بھی واقفیت تھی۔ جرمنی اور رومی لوگ اس سے بہت ڈرتے تھے۔ وہ لوٹ مار کا قائل تھا۔ وہ فتح کئے ہوئے ملک میں رہنے اور حکومت کرنے کے خلاف تھا۔ رومن سلطنت اس کو خراج دیتی تھی۔ اس نے یونان اور تھریس پر حملہ کیا تھا۔ ایک دفعہ رومن اور جرمن نے مل کر اس کو شالوں (Chalons) کی جنگ میں شکست دی۔ دوسرے سال اس نے اٹلی پر حملہ کیا۔ پھر وہ ہنگری چلا گیا۔

(۲) ترک (Turks) ـ سلیمان (Soloman) ـ تیرہویں صدی کے وسط میں خانہ بدوش ترکوں کا قبیلہ خراسان (وسطی ایشیا) سے ایشیائے کوچک آیا۔ یہ لوگ سلیمان شاہ کی سرکردگی میں اپنے گھر والوں کو لے کر خراسان چھوڑ کر چلے آئے۔ انہوں نے ارمینیا کو پار کیا۔ ارتیرام کے آس پاس کچھ سال گذارے اور وہاں کے لوگوں کو خوب لوٹا۔ جب منگولوں کا طوفان چلا گیا تو انہوں نے خراسان واپس جانے کا ارادہ کیا۔

(ب) ارطغرل ـ دریا فرات پر پہونچ کر سلیمان ٹھہرا تھا کہ ایک لہر اُٹھی اور اس کو بہا کر لے گئی سلیمان کا لڑکا مغرب کی طرف لوٹ کر ایشیائے کوچک آیا (ارطغرل) یہاں پر سلجوقی ترکوں کی حکومت تھی۔ جب یہ قبیلہ آیا (سلیمان کا لڑکا اور اس کا قبیلہ) اس وقت تک یہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اس ملک میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد انہوں نے اسلام قبول کیا۔

جب یہ ایشیائے کوچک میں آئے تو منگول اور سلجوقیوں میں جنگ ہو رہی تھی ارطغرل اس قبیلہ کا سردار تھا۔ ارطغرل نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ایسے موقع پر ان کو بھاگنا نہیں چاہئے بلکہ کمزوروں یعنی سلجوقیوں کے سردار علاء الدین کا ساتھ دینا چاہئے۔ ارطغرل کی مدد سے سلجوقیوں نے منگولوں کے

طوفان کو ہٹا دیا۔ اس مدد کے صلے میں علاء الدین نے ارطغرل کو کچھ ریاست دیدی۔ اسکی فوجی خدمات کی وجہ سے اسکو اور بھی زیادہ علاقے دیئے گئے۔ اس نے اپنی ساری زندگی یہاں پر گزار دی۔

(ج) عثمان ــ ارطغرل کی موت کے بعد اس کے لڑکے عثمان کو اس کے قبیلے نے اپنا سردار مان لیا۔ اس نے اپنے والد سے بھی زیادہ کامیابیاں حاصل کیں۔ اس نے اپنی سلطنت کو باسفورس اور بحر اسود تک بڑھالیا۔ عثمانی ترکوں کا مقصد یہ تھا کہ وہ فتوحات کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کریں۔ ان ترکوں کے زمانہ میں بہت سے عیسائیوں اور یونانیوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اس نے سلطان کا لقب اختیار نہیں کیا بلکہ وہ صرف امیر تھا۔ وہ بہادر سپاہی تھا۔ اس نے اپنے لوگوں میں بھروسہ اور خود اعتمادی پیدا کردی تھی۔ وہ ایک لائق انسان تھا۔ اس میں انتظام کرنے کی قابلیت موجود تھی وہ بغیر نسل یا مذہب کا فرق کئے انصاف کرتا تھا۔ وہ سادہ طبیعت رکھتا تھا۔ اس کو دولت جمع کرنے کا شوق نہیں تھا جو شخص اسکی پالیسی کے خلاف ہوتا اسکے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا۔ وہ مذہب کا پابند تھا۔

(د) ترکوں کی فتوحات ــ ۱۳۵۶ء میں ترکوں نے دردانیال کو پار کرکے بہت سی فتوحات کی تھیں۔ مقدونیہ۔ سربیا۔ البریا اور بلغاریہ پر ان کا قبضہ ہوگیا۔ ۱۴۰۲ء میں انہوں نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ پوپ اور دوسرے حکمرانوں نے ان کو بڑھنے سے روکا لیکن وہ بھی ان کو روک نہیں سکے۔

(س) محمد دوم ــ ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد دوم نے قسطنطنیہ کو فتح کرلیا۔ سوفیا کا گرجا مسجد میں بدل گیا۔ ہنگری اور پولینڈ کے بادشاہوں نے بھی ترکوں کو روکنے کی کوشش کی لیکن ان کا سیلاب ان سے بھی نہیں رک سکا۔ وینس کے سوداگر بھی ترکوں کا مقابلہ نہیں کرسکے۔ محمد دوم نے بلقان کو بھی فتح کیا۔ بزنطیم سلطنت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ ترکی اب یورپ کی زبردست طاقت تھی۔ محمد دوم کی موت کے بعد اسکے جانشینوں نے ارمینیا اور مصر کے علاقے بھی فتح کرلئے۔

(ل) سلیمان اول ۱۵۲۰-۱۵۶۶ء اس نے ترکی سلطنت کو درجہ کمال تک پہونچایا۔ اس نے بغداد۔ الجیریا۔ بلگمیڈ۔ ہنگری۔ بوڈاپیسٹ پر قبضہ کرلیا تھا۔ ۱۵۲۹ء میں ترکوں نے اسٹریا کے دارالسلطنت ویانا کا محاصرہ کیا لیکن فتح نہ کرسکے۔ وینس اور جینوا پر بھی تسلط قائم ہوگیا تھا۔ اس کی سلطنت بحر اسود اور میسوپٹامیہ سے ہنگری تک پھیلی ہوئی تھی۔ بحر روم کے جزیرے۔ مصر اور افریقہ

کا شمالی ساحل اس کی سلطنت میں شامل تھا اس کے عہد میں سلطنت عروج پر پہونچ گئی تھی۔

(م) ترکوں کا زوال۔ اس کے بعد اس سلطنت کا زوال ہوا۔ انیسویں صدی کے درمیانی زمانہ میں انھوں نے یورپ کے سیاسی معاملات میں حصہ لینا چھوڑ دیا۔ ترکی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا۔ ہنگری۔ بلقان۔ یونان۔ رومانیہ۔ بلغاریہ آزاد ہو گئے۔ ترپولی اور مصر بھی ہاتھ سے نکل گئے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکی سلطنت ایشیائے کوچک اور بحر مارمورا تک محدود ہو گئی۔

(ن) سلطنت ترکی کے حالات۔ ترکی زمانہ خوشحالی و امن و امان کا زمانہ تھا۔ رعایا خوشحال تھی۔ لوگ عیش و آرام سے زندگی گزارتے تھے۔ حکومت رعایا کی بھلائی کا خیال رکھتی تھی۔ سلطنت میں علوم و فنون کی ترقی ہوئی۔ تجارت و دستکاری کو فروغ ہوا۔ تاریخی کتابیں لکھی گئیں۔ یہ لوگ دوسرے مذہب والوں کی بھی عزت کرتے تھے۔ سلیمان اول کے عہدِ حکومت سے ترکوں نے عیسائی حکومتوں سے صلح کی۔ عیسائی لوگوں کو اجازت دی کہ وہ بیت المقدس جاسکتے ہیں اور عیسائی تجار ایشیا کے علاقوں سے تجارت بھی کر سکتے تھے۔ دیگر حکومتوں کے لوگوں کا اس سلطنت میں خاص خیال رکھا جاتا تھا۔

منگول۔ یہ بھی ہونوں کی طرح ایک خانہ بدوش قوم تھی۔ ان کا وطن شمالی چین تھا۔ ان کا جسم سڈول قد لمبا اور خوبصورت ہوتے تھے۔ جنگ کرنے میں ہوشیار تھے۔ ان کی غذا گوشت تھی اور یہ لوگ خیموں میں رہتے تھے۔

۱۲۰۶ء میں چنگیز خاں نے آس پاس کے فرقوں کو جمع کر کے ایک لشکر بنایا اور وطن سے نکلا۔ اس نے فتوحات شروع کر دیں۔ آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے لاکھوں منگول حملہ کرنے نکلا کرتے تھے۔ چنگیز خاں نے ان کو فوجی ٹریننگ دی تھی۔ اس وقت دنیا کی حالت ان کے موافق تھی۔ اسلامی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا تھا۔ سلجوق ترک ایشیائے کوچک پر حکمراں تھے۔ چینی سلطنت بھی منتشر ہو گئی تھی۔ جنوبی چین شنگ خاندان کی حکومت میں تھا اور شمالی حصہ کن خاندان کے قبضہ میں تھا۔

چنگیز خاں اور فتوحات۔ ۱۱۵۵ء میں منگولیا میں پیدا ہوا۔ اکیاون سال کی عمر میں وہ اپنے قبیلہ کا سردار ہو گیا۔ ۱۲۱۴ء میں اس نے چینی دارالسلطنت پیکنگ کو فتح کیا اور کن خاندان کو برباد کر ڈالا۔ پھر اس نے شنگ خاندان کو ختم کیا۔ اس کے بعد اس نے ترکستان۔ ایران اور سمرقند کو لے لیا اور خوارزم سلطنت کا مالک بن گیا۔ تب اس کی فوجیں بحر کاسپین اور بحر اسود تک پہونچیں۔ اس نے روس کی فوجوں کو بھی شکست دی۔ اس کی موت کے وقت ایک بڑی سلطنت تھی جس میں چین منگولیا۔

ترکستان۔ ایران۔ افغانستان۔ ایشیائے کوچک۔ روس وغیرہ شامل تھے۔

چنگیز خاں تجربہ کار سپہ سالار تھا۔ دماغی اور جسمانی خوبیاں رکھتا تھا۔ اس نے کم وقت میں زیادہ ترقی کی۔ سلطنت اور فتح کے کاموں کو سوچ سمجھ کر کرتا تھا۔ وہ ظالم بھی تھا۔ اس نے سمرقند اور بخارا کے خوبصورت شہروں کو جلا ڈالا۔ ۱۱ تعداد انسانوں کا خون کیا۔ اس کی ایک خوبی یہ بتائی جاتی ہے کہ اس نے اپنے ماتحت جنرلوں اور سواروں کو عمدہ جنگی تعلیم دی تھی۔

چنگیز خاں کے جانشینوں نے چین۔ کوریا۔ برہما فتح کئے۔ جاوا اور جاپان پر حملے کئے لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ بنارس اور بغداد میں فتوحات کیں۔ میسوپٹامیہ۔ ارمینیا۔ ایسیور دمشق۔ انیشوک پر قبضہ کیا وہ یروشلم کی طرف بڑھ رہے تھے لیکن مصر کے مسلمانوں نے ان کو روک دیا۔

یہ لوگ یورپ میں بھی پہونچے۔ ماسکو۔ بلگیریا۔ پولینڈ اور ہنگری کو شکست دی۔ ان کے سامنے فیوڈل فوجیں بھی بیکار ثابت ہوئیں۔ منگول فوجیں بحر اٹلانٹک کی طرف آرہی تھیں لیکن اسی اثنا میں ان کے سپہ سالار باٹو کو خبر ملی کہ اس کا چچا مر گیا اور وہ واپس چلا گیا۔

لیکن منگول سلطنت زیادہ عرصہ قائم نہ رہی۔ انھوں نے دیگر لوگوں کے رسم و رواج اختیار کر لئے اور ان ہی گھل مل گئے۔ انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ کچھ لوگ ہنگری اور پولینڈ میں عیسائی مذہب کے پیرو ہو گئے۔

تیمور لنگ ۔ یہ بھی منگول نسل سے تھا۔ وہ ۱۳۳۵ء میں پیدا ہوا۔ اس نے منگول سپہ سالاروں کے ساتھ کام کیا۔ اور بہت زیادہ ترقی کی۔ آخر کار وہ بھی سپہ سالار ہو گیا۔ ۱۳۹۰ء میں اس نے مصر کو فتح کیا۔ اس کی خواہش تھی کہ کسی طرح چنگیز کی سلطنت پھر حاصل ہو جائے۔ پانچ سال کے عرصہ میں اس نے جنوبی روس۔ سائبیریا۔ ایران اور میسوپٹامیہ کو فتح کیا ۱۳۹۸ء میں اس نے ہندوستان پر حملہ کیا اور دہلی میں داخل ہو گیا۔ اس کو جلا کر تباہ و برباد کر ڈالا۔ اس نے ۱۴۰۲ء میں ترکی کے سلطان کو شکست دی۔ اس کے بعد اس نے مصر کے سلطان کو شکست دی۔ وہ ۱۴۰۵ء میں مر گیا۔ وہ بھی چنگیز خاں کی طرح ظالم تھا جہاں بھی جاتا لوٹ مار کرتا ہزاروں کا خون کرتا اور تباہی و بربادی کرتا چلا جاتا تھا۔

عربی لوگ ۔ یہ لوگ ریگستانی ملک عرب کے رہنے والے تھے وہاں پانی اور خوراک کی قلت تھی بحر قلزم اور خلیج فارس کے ساحلوں پر قصبوں اور گاؤں میں رہتے تھے زراعت اور تجارت کیا کرتے تھے۔

علم و ہنر کی طرف بھی ان کی توجہ رہتی تھی۔ ان کی ایک تحریر بھی ہوتی تھی۔ ان میں ایک فرقہ بدّو کہلاتا تھا وہ ادھر ادھر گھومتے رہتے تھے جب ان کو کھانے کے لئے اپنے وطن میں نہ ملتا تو قافلے بنا کر سیریا، میسوپٹامیہ اور مصر چلے جاتے تھے حضرت رسول مقبول محمد صلعم کی پیدائش سے قبل ان میں اتحاد نہیں تھا ان کے اندر بہت سی خرابیاں بھی تھیں۔ یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر لڑتے اور یہ لڑائیاں برسوں رہا کرتی تھیں۔ یہ لوگ شراب پیتے اور جوا بھی کھیلتے تھے جب کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ یہ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ہر قبیلہ کا الگ بُت ہوتا تھا۔ اسلام نے ان کو ایک خدا کی عبادت کرنے کی تعلیم دی اور بت پرستی کو ختم کیا۔

ان خرابیوں کے باوجود یہ لوگ مہمانوں کی خوب خاطر کرتے تھے۔ یہ لوگ بہت سخی ہوتے تھے جو لوگ کعبہ کی زیارت کو آتے ان کے آرام کے واسطے ہر طرح کا سامان مہیا کرتے تھے۔ یہ لوگ قدامت پسند تھے۔ اپنے باپ دادا کی باتوں پر چلنا اپنا فرض سمجھتے خواہ وہ غلط راستہ پر ہی کیوں نہ ہوں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی ان کو شاعری کا شوق تھا۔ عرب اپنی شاعری میں جواب نہیں رکھتے تھے۔ اپنی بہادری کی وجہ سے مشہور تھے۔

سال میں ایک مرتبہ یہ لوگ جنگ بند کر دیتے تھے اور سب لوگ کعبہ کی زیارت کے واسطے مکہ جاتے تھے۔ سال کے باقی دنوں میں لڑتے رہتے تھے۔ کعبہ کے اندر ایک پتھر نصب ہے۔ یہ حضرت ابراہیم کی یادگار ہے۔ اس کی سب عزت کرتے تھے۔ کعبہ ان کا مذہبی مرکز تھا۔ یہ لوگ ناچ اور گانے کے شوقین تھے حضرت رسول مقبول نے ان کو تعلیم دی کہ وہ ایک خدا کی عبادت کریں۔ خدا رحیم و رحمٰن اور ہر چیز پر قادر ہے۔ انھوں نے فرمایا سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ انھوں نے رحم دلی سخاوت اور مساوات پر زور دیا۔ انھوں نے کہا روح غیر فانی ہے انسان کو اس کے اعمال کے مطابق سزا یا جزا دی جائے گی۔ جو لوگ نیک کام کریں گے ان کو جنّت ملے گی۔ جو بُرے کام کریں گے ان کو سزا دی جائے گی۔ مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک بار پھر زندہ ہونا ہے پھر حساب ہوگا اس کو حشر کا دن کہتے ہیں جس دن سب کچھ فنا ہوگا اس کو قیامت کا دن کہتے ہیں۔

آپؐ نے یہ تعلیم دی کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں انسان کو چاہیئے کہ وہ خدا اس کے فرشتوں، اسکی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ ٹھرائے آپ نے شراب پینا، جوا کھیلنا اور زندہ لڑکی دفن کرنا ممنوع قرار دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ دوسروں کو ہمیں ان کی خطائیں معاف کر دینا چاہیئے والدین و استاد و بزرگوں کی عزت کرنا چاہیئے۔ آپؐ نے پانچ وقت نماز پڑھنے

اور جمعہ کے دن ایک مسجد میں سب کو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی ہدایت کی۔ رمضان شریف کے مہینہ میں روزے رکھنے کی تاکید فرمائی۔ غریبوں اور مسکینوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم دیا اور اگر مقدور ہو تو حج کرنے کے لئے فرمایا۔ غرضکہ آپؐ نے عربوں کی زندگی ہی بدل دی۔

سوالات

۱ - ہنس اور ترک قوم کے بارے میں اپنی معلومات لکھئے۔

۲ - منگول قوم کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۳ - عرب کے بارے میں اپنی واقفیت تحریر کیجئے۔

۸

حضرت محمدؐ۔ خلافت راشدہ۔ خلافت امیہ۔ خلافت عباسیہ فنون و سائنس اور علم اصول قوانین

۱۔ آنحضرت پیغمبر محمدؐ کی حیات طیبہ اور تعلیم و تبلیغ اسلام:

پیغمبر محمدؐ صاحب کی زندگی ۔ عرب میں ایک قبیلہ قریش رہتا تھا۔ اپنی شرافت اور مہمان نوازی کے واسطے مشہور تھا۔ یہ لوگ کعبہ شریف کی دیکھ بھال کرتے اور زائرین کعبہ کی خاطرداری کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ان کی شادی عرب کی نیک خاتون حضرت بی بی آمنہ سے ہوئی۔ ان کے بطن سے رسول مقبول محمدؐ صاحب پیدا ہوئے۔ عرب کے دستور کے مطابق ان کو دائی حلیمہ کو پرورش کے لئے دیا گیا حضرت حلیمہ نے آپ کی پرورش کی۔ آپ کی عادتیں بچپن ہی سے نیک تھیں۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے وعدہ پورا کرتے تھے لوگوں کی امانت میں خیانت نہیں کرتے تھے مسافروں کی مدد کرتے تھے۔ بیوہ اور یتیموں کے ساتھ ہمدردی کرتے تھے۔ بہت ہی جلد آپ اپنی عادات کی وجہ سے مقبول ہوگئے۔ آپ کے والد کا انتقال آپ کی پیدائش سے قبل ہی ہوگیا تھا پھر آپ کی پرورش کا کام آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے اپنے ہاتھ میں لیا لیکن ان کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ پھر آپ کی پرورش کا کام آپ کے چچا حضرت ابو طالب کے سپرد ہوا۔ آپ کے چچا آپ کو بہت پیار کرتے تھے۔

آپ کا بچپن حلیمہ کے بچوں میں گزرا جب آپ بڑے ہوئے تو اپنے چچا کے ساتھ تجارت کا کام کرنے لگے۔ آپ کی ایمانداری کی شہرت ہوئی اور عرب کی خاتون حضرت خدیجہ نے آپکو تجارت کا مال دیا۔ انکی تجارت میں بڑا نفع ہوا۔ خدیجہ نے آپ سے نکاح کی درخواست کی۔ آپ نے اس کو قبول فرمایا اور شادی ہوگئی۔

آپ شروع ہی سے ایک غار میں شہر سے باہر جاکر تنہائی میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اس غار کا نام حرا تھا۔ ایک دفعہ آپ نے غار میں محسوس کیا کہ آپ کا سینہ فرشتہ نے دبایا اور کہا پڑھ آپ نے فرمایا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا پھر فرشتہ نے ایک بار زور سے سینہ دبایا اور کہا کہ تو اپنے رب کے نام سے پڑھ ....." آپ کو ڈر لگا۔ گھر آکر بیوی سے کہا۔ بیوی نے کمبل اڑھا دیا اور نوفل کے پاس گئیں جو عالم تھے۔ انھوں نے کہا کہ یہ تو وہی معلوم ہوتے ہیں جن کی پیشین گوئی بائبل میں ہے"۔

جب آپ کی عمر ۴۰ سال کی ہوئی تو آپ نے اپنی نبوت کا اعلان کردیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ، مردوں میں حضرت ابوبکرؓ اور بچوں میں حضرت علیؓ ایمان لائے۔

یہ دیکھ کر عرب کے لوگ آپ کے دشمن ہوگئے۔ آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ راستہ میں کانٹے بچھائے جاتے تھے۔ سر پر کوڑا پھینکا جاتا تھا پتھر بھی پھینکے جاتے تھے لیکن آپ صبر سے برداشت کرتے اور کہتے تھے "اے خدا میری قوم جانتی نہیں ہے تو اس کو سمجھ و عقل دے اور ان کو معاف کر"۔ جب تکلیفیں حد سے زیادہ ہوگئیں تو آپ نے ہجرت کا حکم دیا۔ ہجرت دو۲ مرتبہ کی گئی۔ ہجرت حبش اور ہجرت مدینہ۔

جب آپ نے مدینہ ہجرت کی تو مدینہ کے لوگوں نے آپ کی عزت کی۔ پھر تیاری کرکے مکہ کی فتح کا ارادہ کیا۔ خدا نے آپ کو فتح دی۔ آپ فاتح کی حیثیت سے مکہ میں آئے لیکن آپ نے کسی کو ذرا سی بھی تکلیف نہیں دی۔ آپ نے نہ کسی کا گھر لوٹا نہ کسی عورت کی عصمت بگاڑی لیکن شہر کے بتوں کو توڑ دیا اور فرمایا "صداقت آ پہنچی اور کذب اڑ گیا کذب کی زندگی نقش بر آب ہے"۔ مکہ کی فتح کے بعد لوگ جوق در جوق آتے رہتے تھے اور اسلام قبول کرتے رہتے تھے۔ ان لوگوں کی مسلمان عزت کرتے تھے۔ ان کو اپنے یہاں مہمان رکھتے تھے۔ اُن کو اسلامی فرائض سکھاتے تھے۔ اور جب یہ لوگ واپس جاتے تو ان کے ساتھ کچھ مسلمانوں کو بھی بھیجا جاتا تھا تاکہ اسلام کی تبلیغ کریں۔ جب مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھنے لگی اور بادشاہوں نے بھی اسلام قبول کیا تو آپ نے ارادہ کیا کہ آپ آخری حج کریں اور آخری خطبہ دیں۔ آپ نے ۲۳ فروری ۶۳۲ء میں عرفات کی چوٹی پر کھڑے ہو کر

مندرجہ ذیل خطبہ دیا :

"اے بندگانِ خدا میری ہدایت کان دھر کر سنو! کیونکہ میں نہیں جانتا ہوں اس سال کے بعد اگلے سال میں تمھارے درمیان ہوں گا یا نہیں یاد رکھو تمہیں ایک دن خدا کے سامنے جانا ہوگا وہ تم سے تمھارے اعمال کا محاسبہ لے گا۔ اے لوگو! تمہارے حق تمہاری بیویوں پر اور اُن کے تم پر ہیں۔ اپنی بیویوں سے نیک سلوک کرو۔ تم نے ان کو خدا کی کفالت پر لیا ہے اور خدا کے حکم سے اپنے عقد میں لائے ہو اور غلاموں کی بابت یاد رکھو ان کو ایسا ہی کھلاؤ جیسا تم خود کھاتے ہو ان کو ویسا ہی کپڑا پہناؤ جیسا خود پہنتے ہو۔ اور اگر وہ کوئی ایسا قصور کریں جسے تم معاف نہیں کر سکتے تو ان کو آزاد کر دو کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور بدسلوکی کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔

اے لوگو! میری ہدایت بگوشِ ہوش سنو اور اس کو سوچو سمجھو۔ یاد رکھو کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تم ایک ہی برادری کے ہو بھائی کی کوئی چیز بھائی کی نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنی مرضی سے نہ دے۔ ظلم کرنے سے ہمیشہ بچنا۔ مبارک ہے وہ جس نے دوسرے سے سنا اور زیادہ یاد رکھا بہ نسبت اس کے جس نے خود سنا۔"

پھر مدینہ واپس آئے۔ صوبوں کا انتظام اور قبیلہ کا رکمیٹیوں کا بندوبست کیا۔ مختلف صوبوں اور قبیلوں کی طرف فرائض سکھلانے اور مقدمات فیصل کرنے اور زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے افسر بھیجے گئے۔ اس کے بعد ۸ جون ۶۳۲ء کو آپ کی وفات ہو گئی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ کی تعلیم — آپ نے جو تعلیم دی وہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ قرآن شریف مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہے۔ اس کو خدا نے رسولِ مقبول پر نازل فرمایا۔ آپ کی تعلیم مندرجہ ذیل تھی۔ آپ نے فرمایا کہ آپ خدا کے آخری رسول ہیں۔ خدا کے سوائے اور کسی کی عبادت نہیں کرنی چاہئے۔ خدا ایک ہے۔ اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ ہمیں خدا، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا چاہئے بتوں کی پوجا کرنا شرک ہے اس لئے بتوں کی پوجا نہیں کرنا چاہئے۔ خدا سننے والا۔ دیکھنے والا۔ جاننے والا رحم کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ آپ نے مساوات۔ رحمدلی اور سخاوت پر زور دیا۔ آپ نے فرمایا جو نیک کام کرے گا وہ جنت میں

جائے گا۔ جو بُرے کام کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ روح غیر فانی ہے۔ آپ نے شراب۔ چوری۔ جوا کی ممانعت کی۔ اخلاقی اور پاک وصاف زندگی گزارنا چاہیئے۔ دوسروں کی خطاؤں کو معاف کرنا چاہیئے۔ آپ نے اسلام کی اشاعت کی بھی ہدایت کی۔ دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنا۔ جمعہ کے دن باجماعت مسجد میں نماز ادا کرنا۔ سال میں رمضان شریف کے مہینے میں متواتر روزہ رکھنا کعبہ شریف میں جانا یعنی حج کرنا اور خیرات وزکوٰۃ دینا فرائض بتائے۔ اس کے علاوہ والدین پڑوسیوں اور خدا کے بندوں کے حقوق بھی بتلائے۔ یہ آپ کی تعلیم تھی۔

۲۔ اسلام کی اشاعت کے مختلف مدارج ومنازل

اسلام کی اشاعت اور فتوحات ۔ حضرت محمدؐ نے مسلمانوں میں اتحاد پیدا کیا آپ نے مکہ اور مدینہ اور آس پاس کے علاقوں میں اسلام کی اشاعت کی۔ جب آپ کی وفات ہوئی اسلام کا دائرہ کافی وسیع ہو چکا تھا۔ آپکی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان اور حضرت علی نے اسلام کی اشاعت کی۔ یہ خلفاء راشدین تھے۔ ان کا انتخاب عوام کرتے تھے لیکن ۶۶۱ء میں اُمیہ خاندان کی سلطنت شروع ہوئی اور راجدھانی مدینہ کی بجائے دمشق کر دیا گیا۔ ۷۵۰ء میں اُمیہ کا زوال ہوا تو عباسیہ خاندان کی ابتدا ہوئی اب دمشق کی بجائے بغداد کو دار السلطنت بنایا گیا۔ عربوں نے علوم وفنون سائنس وادب میں خوب ترقی کی۔ بغداد تہذیب وتمدن۔ علوم وفنون۔ شعر وادب کا مرکز بن گیا تھا۔ اسلام کا فروغ ہوتا رہا۔ خلیفہ مذہبی پیشوا اور اسلامی حکومت کا صدر ہوتا تھا۔ مذہب کو سیاست پر مقدم سمجھا جاتا تھا۔

یرموق کی جنگ میں عربوں نے یونانیوں کو شکست دی۔ پھر انہوں نے مشرقی رومن سلطنت پر حملہ کیا۔ رومن سلطنت کمزور ہو چکی تھی۔ ہرکلیس بادشاہ مقابلہ نہ کر سکا یروشلم اور اینٹوک پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے ایران کی طرف توجہ کی۔ اس پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا پھر ارمینا اور مصر پر بھی اسلامی تسلط قائم ہوا۔ سیریا پر بھی ان کا قبضہ ہو چکا تھا۔ مصریوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

مشرقی رومن سلطنت میں ساتویں صدی میں انہوں نے قسطنطنیہ کے گرد پانی اور خشکی سے محاصرہ کیا ایک سال متواتر کوشش کرنے کے بعد بھی اس کو نہ لے سکے۔ سال کے ختم ہونے پر ۷۱۸ء میں شہنشاہ لیو سوم اور اس کی فوجوں نے مسلمانوں کو شکست دی۔ یہ عیسائیوں کے واسطے مفید ثابت ہوئی۔

افریقہ کے شمالی و مغربی گوشہ میں مور (Moor) اور بربر (Berber) دو قومیں تھیں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ ان کو فوجی تعلیم دی گئی۔ یہ فوجیں اسپین فتح کرنے گئیں۔ انہوں نے جبرالٹر کو پار کیا اور اسپین کو فتح کرلیا۔ اس کے بعد انہوں نے پرنیز کو پار کیا اور جنوبی فرانس گئیں۔ چارلز مارٹل فرانس میں حکومت کرتا تھا ۷۳۲ء میں اس نے ان کو شہر ٹور کے پاس شکست دی۔ اس طرح مغرب کی طرف پیش قدمی رک گئی۔

اس کے بعد مسلمانوں کی فوجیں چین اور ہندوستان کی طرف بڑھیں۔ ہندوستان میں سپہ سالار محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا۔ آٹھویں صدی میں بخارا، سمرقند، یارقند اور مکران ان کے قبضے میں آ گئے۔ مسلمانوں نے اتنی بڑی سلطنت قائم کی جس کی مثال دوسری نہیں ملتی۔

Orthodox Caliphs

۳۔ حضرت ابوبکرؓ کی زندگی اور انکی خدمت:

ابتدائی زندگی — ان کا اصلی نام عبداللہ تھا۔ ابوبکر کنیت تھی اور صدیق لقب تھا۔ آپ کے والد کا نام ابوقحافہ تھا۔ آپ کا خاندان عرب میں معزز سمجھا جاتا تھا۔ قتل کے مقدمات میں خون بہا کا فیصلہ ان کا ہی قبیلہ کرتا تھا۔ آپ کی عمر رسول مقبول سے دو سال کم تھی۔ اخلاق بلند تھا غریبوں کی مدد کرتے تھے احسان اور نیکی آپ کے مزاج میں داخل تھی۔ جہان نوازی اور سچائی آپکی خوبیاں تھیں شراب سے آپ کو نفرت تھی۔ آپنے لکھنا پڑھنا سیکھا تھا۔ ان کا علم اور تجربہ بہت زیادہ تھا۔ تجارت کرتے تھے۔ قبیلہ قریش میں سب سے زیادہ دولت مند تھے۔

ابوبکر اور اسلام — مردوں میں حضرت ابوبکر سب سے پہلے ایمان لائے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپنے اپنا وقت اور دولت اسلام کے واسطے وقف کر دی۔ حضرت عثمان حضرت زبیر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت سعد ابی وقاص آپ کی تبلیغ سے ہی اسلام کے دائرہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے اپنی والدہ کو بھی مسلمان کیا۔ آپنے مسلمان غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا حضرت بلال بھی ان میں تھے۔ آپ کے بارے میں رسول خدا کا ارشاد ہے "ابوبکر کے مال سے بڑھ کر کسی کے مال نے مجھے نفع نہیں دیا"۔ آپ نے نماز پڑھنے اور قرآن شریف کی تلاوت کرنے کے واسطے اپنے گھر کے صحن میں چھوٹی سی مسجد بنالی تھی۔ آپ رسول مقبول

محبت کرتے تھے اور آپ کے گھر میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ہجرت کے وقت رسول خدا نے آپ کو اپنے ساتھ لیا تھا۔ آپ نے اسلام کی خاطر تکلیفیں بھی اٹھائیں۔ آپ نے جب لوگوں کو علی الاعلان اسلام کی طرف بلایا تو مشرکوں نے ان پر حملہ کیا اور مارا۔ آپ بے ہوش ہو گئے بہت زیادہ تکلیف ہوئی تو آپ کو ہجرت کا حکم ملا۔ مگر ابن الدغنہ نے اپنی امان میں لے لیا۔ کچھ دنوں بعد اس نے اپنی امان کو واپس لے لیا لیکن آپ نے پھر بھی پرواہ نہیں کی اور تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔

جب رسول خدا ہجرت کے ارادہ سے گھر سے تشریف لے جا کر مکہ سے تین میل دور غار ثور میں چھپے تو حضرت ابو بکر بھی موجود تھے۔ جب کفار اس غار کے منہ پر آئے اور حضرت ابو بکر گھبرائے تو رسول خدا نے انکو تسلی دی کہ "خدا ان کے ساتھ ہے ان کو غم کرنے کی ضرورت نہیں"۔ اس غار کے اندر حضرت ابو بکر خود آنحضرت کی خدمت کرتے تھے۔

حضرت خدیجہ کی وفات سے آنحضرت کی پریشانیاں بڑھ گئیں تو ایک صحابیہ نے حضرت ابو بکر کی صاحبزادی حضرت عائشہ کا نام نکاح کے واسطے پیش کیا آپ کی شادی عائشہ سے ہوگئی اور اس طرح تعلقات میں مزید استحکام پیدا ہو گیا۔

جب آنحضرت مدینہ تشریف لے گئے اور مسجد بنانے کی ضرورت پیش آئی تو ساری زمین کی قیمت حضرت ابو بکر نے ادا کر دی۔ لڑائیوں میں مال و دولت خرچ کرنے میں حضرت ابو بکر سب سے آگے ہوتے تھے۔ آپ اپنے غریب رشتہ داروں پر بھی اپنا مال خرچ کرتے تھے۔ مدینہ میں آنحضرت کے سیدھے بازو تھے۔ کوئی ایسی لڑائی نہیں جس میں آنحضرت شامل ہوئے ہوں اور حضرت ابو بکر شامل نہ ہوئے ہوں۔

جس وقت حضرت ابو بکر کو آنحضرت رسول خدا کی وفات کی خبر ملی تو آپ حضرت عائشہ کے حجرہ میں گئے۔ چادر اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت وفات پا چکے ہیں۔ پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور مسجد میں آکر فرمایا "تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد صلعم وفات پا گئے اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا"۔ پھر قرآن شریف کی آیت پڑھی جس کا مضمون یہ ہے "محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں آپ سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں پس ضروری تھا کہ آپ بھی وفات پائیں۔

۴۔ حضرت ابوبکر بحیثیت خلیفہ اوّل و جانشین رسول خدا آنحضرت محمد صلعم

انتخاب ۔۔ رسول مقبول کی وفات کے بعد انصار سقیفہ بن ساعدہ (اہل مدینہ کا کونسل) میں امیر کے انتخاب کے لئے جمع ہوئے۔ ایک شخص نے کہا کہ امیر کا انتخاب انصار میں سے ہونا چاہئے دوسرے نے کہا کہ ایک امیر انصار میں سے ہو اور ایک قریش میں سے۔ ایسے موقع پر حضرت ابوبکر بھی تشریف لائے اور آپ نے اپنی تقریر میں انصار کی خدمات اور قریش کی فضیلت کا تذکرہ کیا۔ پھر انصار میں سے ایک نے کہا "اسلام کی بہتری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قریش میں سے ہی انتخاب ہونا چاہئے"۔ لہٰذا سب لوگوں نے حضرت ابوبکر کی فضیلت۔ علم۔ زہد۔ تقویٰ۔ فہم قرآن۔ اخلاق۔ معاملہ فہمی۔ دوراندیشی۔ قوت جسمانی اور اسلامی خدمات کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کو اپنا خلیفہ منتخب کرلیا۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر کو خلیفہ منتخب کیا گیا ہے تو سب لوگوں نے خوشی خوشی آپ کی بیعت کی۔

ان کا خطبہ ۔۔ خلیفہ بننے کے بعد حضرت ابوبکر نے فرمایا:۔ "دیکھو میری طرف دیکھو میں انتظام خلافت کے بوجھ سے دب گیا ہوں۔ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ میں تمھاری صلاح اور مدد کا محتاج ہوں اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرو اگر غلطی کروں تو صلاح مشورہ دینے سے دریغ نہ کرو۔ سچ کو چھپانا غداری ہے۔ میری نظر میں طاقتور اور کمزور یکساں ہیں۔ دونوں سے انصاف کرنا چاہتا ہوں جب تک میں خدا اور رسول کی تابعداری کرتا رہوں میری تابعداری کرو"۔

ان کے کام اور فتوحات ۔۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر نے سلمان قاصد کے قاتل کا انتقام لینے اور رسول خدا کی خواہش پوری کرنے کے لئے ایک فوج شام کی طرف روانہ کی اور اسامہ کو اس کا امیر بنایا۔ کچھ لوگوں نے اسامہ کے امیر بننے پر مخالفت کا اظہار کیا لیکن حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول خدا ایک شخص کو امیر لشکر مقرر کریں تو میں اس کی جگہ دوسرے کو کس طرح مقرر کرسکتا ہوں یہ کہکر اسامہ سے کہا "دھوکے بازی سے دور رہنا۔ بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ کوئی ایسا درخت نہ کاٹنا جس سے انسان یا حیوان کو غذا ملتی ہو۔ بغیر ضرورت کے بھیڑ بکری گائے بیل گھوڑے اونٹ کو ذبح نہ کرنا۔ اب خدا کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ خدا تمہیں دو دیا اور تلوار سے بچائے"۔ اسامہ شام پہونچ گئے اور اس کو فتح کیا اس پر اسلام کا قبضہ ہوگیا۔

حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانہ میں جھوٹے مدعیان نبوت کا بھی فتنہ موجود تھا اس کے علاوہ

بہت سے لوگوں نے اپنے پرانے عقائد پر لوٹنا شروع کر دیا تھا۔ اور اس طرح کچھ قبیلے مرتد ہو گئے تھے۔ حضرت ابو بکر نے ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔ اسی زمانہ میں بغاوتیں شروع ہوئیں اور انہوں نے اپنا ایک وفد حضرت ابو بکر کی خدمت میں بھیجا کہ زکوٰۃ سے ان کو معاف کر دیا جائے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا "اگر زکوٰۃ ادا نہ کرینگے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ یہ کہنے کے بعد حضرت علی زبیر اور طلحہ کو دستوں کا سپہ سالار مقرر کر دیا تاکہ ان کا مقابلہ کیا جا سکے۔

بدوؤں کے مدینہ پر حملہ آور ہونے کی خبر پا کر مسلمان آگے بڑھے مسلمانوں کو آتے دیکھ کر بدوی لوگ پیچھے بھاگ گئے۔ حضرت ابو بکر نے پھر فوج کو جمع کر کے باغیوں کی طرف پیش قدمی کی۔ باغی لوگ مقابلہ نہ کر سکے باغیوں کی سرکوبی کی گئی اور کئی جگہ سے زکوٰۃ آنا شروع ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر نے اپنی فوج کو گیارہ حصوں میں تقسیم کر کے بغاوت کو فرو کرنے کے لئے بھیجا خالد بن ولید کو طلیحہ اور پھر مالک بن نویرہ کے مقابلہ کے لئے عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کے لئے شرجیل کو عکرمہ کی مدد کے لئے مہاجر بن ابی امیہ کو یمن اور حضر موت پر لشکر کشی کے لئے ایک لشکر شام کی سرحد کے لئے دو کو عمان اور مہرہ کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے ایک کو قبیلہ قضاعہ کی سرکوبی کے لئے اور ایک کو بنی سلیم اور ہوازن کے مقابلہ کے لئے مقرر کیا اور خود مدینہ میں رہ کر ان تمام افواج کی نقل و حرکت کی نگرانی کرتے رہے۔

خالد — حضرت خالد ایک بہادر اور جواں مرد سپہ سالار تھے دور اندیشی میں انکی نظیر نہیں ملتی انہوں نے سب سے پہلے طلیحہ کی طرف پیش قدمی کی اور اس کا مقابلہ بزاخہ کے مقام پر ہوا۔ طلیحہ شام کی طرف بھاگ گیا پھر حضرت خالد نے امن قائم کیا اور صرف خونریزی کرنے والوں کو سزا دی گئی اس طرح طلیحہ کا فساد ختم ہو گیا۔

مالک بن نویرہ — مدعیہ نبوت کے ساتھ تھا اور یہ قبیلہ بنی یربوع کا سردار تھا۔ اس قبیلہ نے خالد کی وفاداری سے انکار کیا۔ خالد نے ان پر فوج کشی کی تو یہ فرار ہو چکے تھے۔ حضرت خالد نے ان کا پیچھا کیا اور کچھ قید کر لئے گئے۔ مالک بن نویرہ بھی قید کر لیا گیا۔ اس طرح باغی پر بھی غلبہ حاصل کیا۔ پھر حضرت خالد کو مسیلمہ کی طرف بھیجا گیا کیونکہ عکرمہ اور شرجیل مسیلمہ پر غلبہ نہ پا سکے تھے۔ مسیلمہ کی ساٹھ ہزار فوج تھی لیکن حضرت خالد نے ایسے جوش و خروش سے حملہ کیا کہ مسیلمہ کی فوج بھاگ گئی اور ایک باغ میں پناہ لی۔ براء بن مالک باغ کی فصیل کو کود کر باغ کے اندر گئے اور دروازہ کھول دیا۔ مسیلمہ کو حبشی غلام نے قتل کر دیا۔ اس کی فوج بھاگ گئی اور حضرت خالد کو فتح نصیب ہوئی۔

بحرین کی بغاوت — بحرین کا مسلمان حاکم منذر بن ساوی فوت ہوگیا اور بنی بکر قبیلہ مرتد ہوگیا اور بغاوت کر دی۔ دوسرا قبیلہ بنی عبد القیس مسلمان رہا۔ ان دونوں قبیلوں میں جنگ ہوئی بنی بکر نے شاہ ایران سے مدد مانگی اور عبد القیس نے مدینہ سے علاء بن الحضرمی کو بنی عبد القیس کی مدد کے لئے بھیجا گیا ایران کی فوجوں کو شکست ہوئی اور انہوں نے ایک قلعہ میں پناہ لی لیکن مسلمانوں نے بحرین سے ان کو نکال دیا اور اس طرح اس بغاوت کو بھی فرو کر دیا۔

عمان۔ مہرہ، یمن اور حضر موت کی بغاوتیں — عمان میں لقیط بن مالک نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور مہرہ میں بھی بغاوت شروع ہوگئی۔ عمان اور مہرہ کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے حذیفہ کو مقرر کیا گیا اور عکرمہ کو بھی امداد کے لئے روانہ کیا گیا اسلامی لشکر باغیوں پر غالب آیا اور پھر بغاوت کو فرو کیا گیا۔ رسول خدا کی وفات کی خبر پا کر اشعث بن قیس مرتد ہوگیا اور حضر موت میں بغاوت ہونے لگی یہاں کے مسلمان حاکم زیاد بن لبید نے لڑائی کی مگر کامیابی نہیں ہوئی اس کے بعد مدینہ سے مہاجر کو بھیجا گیا۔ اشعث کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے مدینہ آکر اسلام قبول کر لیا اور اسی زمانے میں یمن کی بغاوت بھی ختم ہوگئی۔

ایران اور روم کی لڑائیاں — ایران اور روم کی لڑائیوں کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان لڑائیوں کی پہل ایران اور روم نے ہی کی۔ ایک طرف سرحد ایران کے جنوبی حصہ کی طرف سے ایرانی فوج عرب کے باغیوں کی مدد کے واسطے ملک عرب پر حملہ آور ہو چکی تھی اور دوسری طرف اس سرحد کے شمال کی طرف سے سجاح کی فوج عرب پر حملہ آور ہو چکی تھی۔ ایران کی طرف سے عرب کے خلاف کھلا اعلان جنگ ہو چکا تھا اگر اس کو عرب کے لوگ قبول نہ کرتے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ عرب کے پاس باقاعدہ فوج نہیں تھی روپیہ بھی نہیں تھا سامان جنگ بھی نہیں تھا اور چاروں طرف بغاوتیں ہو رہی تھیں ایسے حالات میں یہ کیسے ممکن تھا کہ عرب کے لوگ تلوار لے کر ایران اور روم کے مقابلہ کے لئے آجاتے لہٰذا یہ الزام سراسر غلط ہے کہ عربوں نے پہل کی تھی سلطنت ایران طاقتور تھی۔ اس میں ایران، بلخ اور وسطی ایشیا کے تمام چھوٹے چھوٹے علاقے شامل تھے۔ ایک فوج کالڈیا سے عربوں کے نکالنے کے لئے روانہ کی گئی۔ خالد کو خلیفہ نے ایران کی سرحد کو صاف کرنے کے لئے روانہ کیا اور مدد کے لئے مزید فوج بھیجی اور حضرت خالد نے باغیوں کی سرکوبی کی اور اس طرح خالد کو کامیابی حاصل ہوئی حضرت خالد کو حکم دیا گیا کہ وہ سرحد ایران پر مثنیٰ کو چھوڑ کر اور خود آدھی فوج لے کر شام کی فوج سے جا ملیں۔

اجنادین کی لڑائیاں — حضرت خالد بن ولید فوج لے کر شام کی طرف پہونچے اور اسلامی لشکر سے آکر مل گئے۔ مسلمانوں کی فوج کی تعداد چالیس ہزار تھی اور قیصر کی فوج دو لاکھ چالیس ہزار تھی اجنادین پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ تین ہزار مسلمان شہید ہوئے لیکن میدان مسلمانوں کے ہی ہاتھ رہا۔ ہرقل نے شکست کھا کر انطاکیہ میں پناہ لی۔ اس طرح اجنادین میں بھی مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

حضرت ابوبکر کی وفات اور کیریکٹر — ۷ جمادی الثانی ۱۳ھ میں پیر کے دن حضرت ابوبکر بیمار ہوئے۔ دوران بیماری میں آپ نے اپنے آیندہ جانشین کے بارے میں عبدالرحمٰن بن عوف۔ حضرت عثمان۔ سعید بن زید۔ اسید بن حضیر اور دوسرے انصار سے مشورہ کیا تو سب نے یہی مشورہ دیا کہ حضرت عمر کو خلیفہ بنایا جائے۔ اس طرح حضرت ابوبکر نے قوم کے مشورہ سے حضرت عمر کو اپنی زندگی میں خلیفہ مقرر کر دیا اور ۲۲ جمادی الثانی کو منگل کی رات کو آپ کی وفات ہوگئی۔

آپ کے لباس۔ مکان اور خوراک میں سادگی تھی۔ اپنا کام اپنے ہی ہاتھ سے کرتے تھے۔ خلیفہ ہونے کے بعد بھی آپ کے طریقوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ آپ تجارت کے ذریعہ اپنے اہل وعیال کا گذارہ کرنا چاہتے تھے۔ صحابہ نے مشورہ کر کے اور اخراجات کا حساب کر کے چھ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ آپ کے خلوص کی مثال اس سے بڑھ کر کیا ہوسکتی ہے کہ آپ نے اپنے کفن کے متعلق فرمایا کہ پرانے کپڑے میں دھو کر کفن پہنا دیا جائے نئے کپڑوں کے مُردوں سے زیادہ زندہ محتاج ہیں۔

حضرت ابوبکر کے زمانۂ خلافت میں اسلامی سلطنت کی شان وشوکت میں اضافہ ہوا۔ باغیوں کا قلع قمع کیا گیا۔ قیصر وکسریٰ کی حکومتوں کا زوال ہوا۔ آپ کے زمانہ میں جمع قرآن کا کام بھی ہوا۔ جب جنگ یمامہ میں بہت سے حافظِ قرآن شہید ہو گئے تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے فرمایا "قرآن کریم کی تحریریں جو رسول خدا نے لکھوائی ہیں ان کو ایک جگہ اسی ترتیب سے جمع کرانا چاہئے تاکہ اگر خدانخواستہ سب حافظ شہید ہوجائیں تو بھی قرآن کریم اپنی ترتیب کے ساتھ تحریر میں محفوظ رہے۔ یہ کام زید بن ثابت کے سپرد ہوا۔ انھوں نے تمام تحریروں کو ایک مصحف میں جمع کر دیا تھا اور سی دیا تاکہ محفوظ ہوجائیں اور نسخوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کی غرض سے حضرت عثمان نے نقلیں کرا کر مختلف مرکزوں میں رکھوا دیں۔ اس کے علاوہ حضرت ابوبکر نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ زکوٰۃ کو بیت المال میں جمع کرانے کے اصول کی سختی سے پابندی کی۔ آپ نے فرمایا زکوٰۃ کا

کا ایک حبہ بھی بیت المال سے باہر نہیں رکھا جا سکتا۔ میں ان لوگوں سے جو زکوٰۃ بیت المال میں ادا نہیں کریں گے جنگ کروں گا۔

حضرت ابوبکر ہر کام مشورہ اور کثرت رائے سے کرتے تھے۔ قرآن حدیث اور صحابہ کے مشورے سے ہر کام کیا جاتا تھا لیکن جس معاملہ میں رسول خدا کا صریح حکم ہوتا اس میں حضرت ابوبکر مشورے کی ضرورت نہ سمجھتے تھے اس کے علاوہ سب فیصلے اتفاق رائے یا کثرت رائے سے ہوتے تھے۔

خلیفہ ہوتے ہوئے بھی آپ عام مسلمانوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ نے خود کو کبھی بیت المال کا مالک نہیں سمجھا۔ آپ نے خلیفہ کو قوم کا خادم بتایا۔ آپ نے خلافت کو خاندانی ورثہ نہ بننے دیا۔ قانون سازی کو خلیفہ کے اختیار میں نہ دیا۔ قرآن حدیث اور مجلس شوریٰ کے بموجب قوانین بنتے تھے۔

دشمنوں کے ساتھ آپ کا بڑا اچھا سلوک تھا۔ آپ کا حکم تھا کہ کسی بوڑھے بچے اور عورت کو قتل نہ کیا جائے۔ راہبوں اور عبادت گاہوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ کسی کے ناک کان نہ کاٹے جائیں پھلدار درخت اور فصلیں نہ جلائی جائیں۔ اطاعت قبول کرنے والوں کے جان و مال کی حفاظت کی جائے۔

حضرت ابوبکر نرم دل تھے۔ آپ خدا اور رسول کے احکام کی پابندی سختی کے ساتھ کرتے تھے۔ رسول مقبول کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ باغ فدک کی جائدادیں (جن سے رسول مقبول گزارہ کرتے) تقسیم کی جائیں اور شرعی طور پر ان کو حصہ دیا جائے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ انبیا کا کوئی ورثہ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے یعنی بیت المال کا حصہ ہے۔ ورثہ میں حضرت ابوبکر کی صاحبزادی عائشہ بھی تھیں۔ ان مثالوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکر نے خدا اور رسول کے احکام کی سختی کے ساتھ پابندی کی تھی۔

آپ غربا اور مساکین کی مدد کرتے تھے۔ خزانے میں جب مال تقسیم کرتے تو سب کو برابر سمجھ کر تقسیم کرتے تھے۔ آپ مہمان نواز اور رفیق القلب اور شجاع تھے۔ آپ رسول مقبول کے ساتھ رہتے۔ عبادت گزار اور متقی تھے۔ آپ حضرت رسول مقبول کے جانشین بننے کے مستحق تھے۔

حضرت عمرؓ

۵۔ حضرت عمرؓ کی ابتدائی زندگی اور ان کی فتوحات :

ابتدائی زندگی ۔ حضرت عمر فاروق رسول مقبول کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ آپ کا نام عمر اور لقب فاروق تھا۔ آپ کے والد کا نام خطاب اور ماں کا نام حنتمہ تھا۔ آپ نے چھوٹی ہی عمر میں سپہ گری پہلوانی اور تقریر میں کمال پیدا کر لیا تھا۔ آپ لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے آپ کو تجارت اور سفارت میں خاص دلچسپی تھی۔ آپ کی بہن اور لونڈی آپ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ آپ ایک دن غصہ میں آنحضرت کے قتل کے ارادے سے چلے۔ راستہ میں نعیم بن عبد اللہ نے ان کو بتایا کہ ان کی بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں یہ طیش میں بہن کے گھر پہونچے وہاں خباب قرآنی تعلیم دے رہے تھے۔ ان کے آنے کی خبر سن کر چھپ گئے۔ حضرت عمر کے پوچھنے پر ان کی بہن اور بہنوئی نے بتایا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر نے یہ دیکھ کر اپنے بہنوئی کو مارنا شروع کیا بہن نے بچایا تو وہ بھی زخمی ہو گئیں لیکن انھوں نے کہا "ہم اب دین سے پھر نہیں سکتے"۔ یہ حالات دیکھ کر حضرت عمر نے کہا "جو تم پڑھ رہے تھے مجھے دکھاؤ" کلام پاک کی سورت لائی گئی اس کو انھوں نے پڑھا اور دل پر اتنا اثر ہوا کہ آنحضرت کے پاس جا کر اسلام قبول کر لیا۔ آپ کے مسلمان ہونے سے اسلام کو تقویت پہونچی۔

ہجرت ۔ آنحضرت اور مسلمانوں کی مخالفت اس قدر زیادہ ہو گئی کہ انھوں نے پھر ہجرت کرنی شروع کر دی۔ مسلمان ایک ایک دو دو کر کے مدینہ جاتے تھے لیکن حضرت عمر نے بیس آدمیوں کے ساتھ ہجرت کی اور کفارہ سے بالکل نہیں ڈرے۔ مدینہ پہنچکر آنحضرت نے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کے ساتھ بھائی بنا دیا حضرت عمر کو عتبان بن مالک کا بھائی بنایا گیا۔

غزوات ۔ ہجرت کے بعد بھی قریش نے مسلمانوں پر حملے کئے۔ چنانچہ بدر کے مقام پر ان کا مقابلہ کیا گیا اس لڑائی میں حضرت عمر نے بھی شرکت کی۔ دشمن کی تعداد دگنی تھی پھر بھی مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ ایک سال بعد قریش نے پھر مسلمانوں پر حملہ کیا۔ اُحد کے مقام پر مقابلہ ہوا۔ ایک مرتبہ تو دشمن بھاگ گئے لیکن پھر لوٹ کر حملہ کیا۔ اس دفعہ مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا اور بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ اس کے بعد جنگ خندق میں بھی حضرت عمر نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے۔ جب آنحضرت کو

حدیبیہ کے مقام پر قریش نے روکا تو اس وقت بھی حضرت عمر موجود تھے اس کے علاوہ آپ خیبر حنین کی لڑائیوں اور فتح مکہ کے وقت بھی موجود تھے۔ تبوک کی لڑائی میں حضرت عمر نے آنحضرت کو اپنی آدھی پونجی پیش کر دی تھی حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر کو خلیفہ بنایا گیا۔ ان کو حضرت ابوبکر نے صحابہ کے مشورہ سے اپنی زندگی ہی میں اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ آپ نے جانشین ہونے کے بعد فتوحات کر کے اسلام کی عظمت کو بڑھایا اور مسلمانوں کو تقویت پہونچائی۔

فتوحات۔ (ایرانیوں سے جنگ) یہاں پر مثنیٰ پہلے سے ہی موجود تھے۔ اب حضرت نے مثنیٰ کی مدد کے واسطے ایک اور فوج روانہ کر دی۔ ابو عبیدہ کو اس فوج کا کمانڈر بنایا گیا تھا۔ ایرانی اور اسلامی فوجوں میں خوب جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں حضرت ابو عبیدہ شہید ہوئے لیکن مثنیٰ کی سپہ سالاری کی بدولت ایرانیوں کو شکست ہوئی اور فرسک پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

ایران۔ سلطنت ایران طاقتور تھی۔ اس میں ایران بلخ اور وسطی ایشیا کے تمام چھوٹے چھوٹے ملک شامل تھے۔ مسلمانوں نے جو ایرانی علاقے پہلے فتح کئے تھے وہ بھی ان کے قبضہ سے نکل گئے۔ حضرت عمر نے حالات کو دیکھتے ہوئے جہاد کا اعلان کر دیا اور مثنیٰ کی مدد کے واسطے فوج روانہ کر دی۔ ابو عبیدہ کو کمانڈر انچیف بنایا گیا اور خوب جنگ ہوئی۔ مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ابو عبیدہ شہید ہوئے۔ پھر مثنیٰ کی نیکی سے مسلمانوں نے ایرانیوں کو شکست دی۔ مثنیٰ نے فرسک پر قبضہ کر لیا۔

حیرہ اور کالڈیا۔ پھر وہ حیرہ میں گئے اس وقت ایران کا بادشاہ یزدجرد تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ مسلمانوں کو حیرہ سے نکال دیا جائے۔ اس نے ایک لاکھ فوج جمع کر لی تھی اور اس کو کالڈیا روانہ کیا تھا۔ اس فوج کو دیکھ کر مثنیٰ نے کالڈیا کو خالی کر دیا اور مدینہ سے مدد کا انتظار کرنے لگے۔ اسی زمانے میں یہ جنرل بیمار ہوا اور مر گیا۔ اس کے بعد سعد بن وقاص تیس ہزار فوج لے کر لڑنے آیا۔ تین دن تک خوب جنگ ہوئی ان کا جرنیل بھی مارا گیا۔ کالڈیا پر عربوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد سعد بن وقاص نے حیرہ کے شہروں اور گاؤں پر بھی قبضہ کر لیا۔

بابل۔ یہاں سے ایران کی فوجیں فیروزان۔ ہرمزان۔ جہران کے ماتحت جمع ہوئی تھیں۔ سعد کی فوجوں کو دیکھ کر ایرانی فوج تتر بتر ہو گئی۔ جہران ایرانی دارالسلطنت کی طرف چلا گیا۔ ہرمزان اپنے دارالخلافہ بھاگ گیا۔

مدائن ــــ حضرت سعد نے ہمت کر کے دریا دجلہ کو پار کرنے کا ارادہ کیا۔ چھ سو سواروں کو منتخب کیا گیا اور ساٹھ ساٹھ کے دستوں میں ان کو تقسیم کیا گیا۔ خدا کا نام لے کر مسلمانوں نے اپنے گھوڑوں کو دریا میں ڈال دیا اور دریا کو پار کر لیا۔ اسی طرح سب فوجی دستے دریا پار کر گئے۔ ایرانی ان کو دیکھ کر ڈر گئے۔ یزدجرد نے خزانے اور عورتوں کو پہلے ہی حلوان بھیج دیا تھا۔ پھر وہ خود بھی بھاگ گیا۔ حضرت سعد مارچ ۶۳۷ء میں مدائن میں داخل ہوئے۔ مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت آیا اس طرح مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

جلولا کی لڑائی اور حلوان پر قبضہ ــــ مدائن کی شکست کے بعد یزدجرد نے حلوان میں پناہ لی تھی۔ حلوان میں ایرانیوں نے جنگ کی تیاری کر کے جلولا کی طرف پیش قدمی کی۔ یہ دیکھ کر حضرت سعد بارہ ہزار فوج لے کر ایرانیوں کے مقابلہ کے لئے آئے اور جلولا کا محاصرہ کیا۔ دشمنوں کو حلوان سے مدد ملتی رہی۔ مدائن سے بھی فوج آئی ۸۰ دن کے محاصرہ کے بعد ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ یزدجرد نے رے میں پناہ لی۔ قعقاع نے حلوان پر قبضہ کر لیا۔

فتح موصل ــــ تکریت کے مقام پر رومی فوجیں جمع ہوئیں۔ عیسائی بدوی بھی ان سے مل گئے۔ مسلمانوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ عیسائی قبیلوں کو اسلامی پیغام سنایا گیا۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ رومی فوج کو شکست ہوئی۔ اسلامی فوج نے آگے بڑھ کر موصل پر بھی قبضہ کر لیا۔

بصرہ اور کوفہ ــــ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہی بصرہ اور کوفہ کے شہر آباد ہوئے۔ شط العرب پر بصرہ آباد ہوا جو عراق کا مشہور بندرگاہ ہوا۔ دریا فرات کے مغربی کنارے پر کوفہ آباد کیا گیا۔ یہاں یمنی نسل کے لوگ رہتے تھے۔ چوک بنایا گیا۔ ایک بڑی مسجد بھی تعمیر کی گئی گورنر کا محل بھی بنایا گیا۔ گلیاں کشادہ اور سیدھی تھیں۔ بازار نہایت عمدہ تھے۔ باغات بھی نہایت خوبصورت تھے۔

دمشق کی فتح ــــ حضرت خالد نے اس شہر کے محاصرہ کے واسطے بہت زیادہ اہتمام کیا۔ خالد نے ایک فوج آگے بھیج دی تاکہ وہ ہرقل کی اس فوج کو دمشق کے اندر داخل ہونے سے روک دے جس کو محصورین کی مدد کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ایک رات کو اہل دمشق کو شراب میں بدمست دیکھ کر فصیل پر چڑھ گئے اور پہرہ داروں کو ختم کر کے دروازہ کھول دیا۔ دوسری طرف محصورین نے ابوعبیدہ کے واسطے دروازے کو خود ہی کھول دیا۔ اس طرح دمشق بھی فتح ہو گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے کچھ مقابلہ کرنے کے بعد

حمص کے شہر کو بھی فتح کر لیا۔

فتح الفتوحات — عراق اور عرب کے رہنے والوں کا وفد حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہا "ایرانی بادشاہ حملہ کی تیاری کر رہا ہے۔ آپ نے مناسب حدود سے تجاوز کرنے کی ممانعت کی ہے اور ان کا بادشاہ ہماری ایذا دہی میں ان کی مدد کرتا ہے۔ ایک علاقہ میں دو بادشاہ نہیں رہ سکتے ہم نے ان کے ساتھ بدسلوکی نہیں کی ہے۔ ان کے بادشاہ نے ان کو ایذا دہی کی ترغیب دی ہے جب تک ہم کو پیش قدمی کرنے اور ان کے بادشاہ کو خارج کرنے کی اجازت نہ عطا فرمائیے گا صورت حال ایسی ہی رہے گی۔" اب حضرت عمرؓ بھی سمجھ گئے کہ ایسے حالات میں ان علاقوں کا اسلامی سلطنت میں ملانا نہایت ضروری ہے۔ ادھر ایرانی بھی جوش و خروش سے بھرے تھے انھوں نے لاتعداد فوج جمع کی اور جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں۔

خلیفہ نے سرحدوں پر فوجیں روانہ کر دیں۔ نعمان کو فوجی کمانڈر بنایا گیا۔ کوہ البرز کے دامن میں نہاوند کے مقام پر فیصلہ کن اور خونریز جنگ ہوئی۔ ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ اسلامی جرنیل اس جنگ میں شہید ہوئے۔ ایران کا بادشاہ مارا مارا پھرا اور ترکستان کی سرحد پر اس کے ہی نمک خوار نے اسکو مار ڈالا۔ ایران پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس فتح کو فتح الفتوحات کہتے ہیں۔

ان علاقوں کا بڑا اچھا انتظام کیا گیا۔ کاشتکاروں کو زمین پر بحال رکھا گیا۔ وصولیابی کے قاعدے بنائے گئے۔ بڑے زمینداروں کو ان کی جاگیروں پر قابض رہنے دیا۔ پرانی نہروں کی مرمت ہوئی اور نئی نہریں بھی بنائی گئیں۔ مذہبی آزادی دی گئی۔ بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ شادیاں ہونے لگیں اس طرح ان علاقوں پر اسلامی جمہوریت قائم ہو گئی۔

یرموک کی جنگ — اسلامی فتوحات کو دیکھ کر قیصر کو جوش آیا۔ انطاکیہ میں فوجیں جمع کی گئیں ادھر خلیفہ نے اپنی فوج کو چار حصوں میں بانٹا۔ ابو عبیدہ کو حمیصی دستہ کا کمانڈر بنایا گیا۔ فلسطین کے دستہ کے کمانڈر عمرو بن العاص تھے۔ دمشق کا فوجی دستہ ابو سفیان کے ماتحت تھا۔ چوتھا فوجی دستہ شرجیل کی ماتحتی میں تھا۔ جب عمرو بن العاص نے غزہ اور یروشلم کو خطرے میں دیکھا تو ابو عبیدہ، شرجیل اور یزید کی فوجیں بصرہ۔ دمشق۔ طبریہ پر حملہ آور ہوئیں۔ ہرقل حمص کی طرف آیا اور فوجوں کو روانہ کیا مشورہ کرنے کے بعد مسلمانوں کی چاروں فوجیں یرموک کے پاس جمع ہو گئیں۔ یرموک کے کنارے ہموار

اور ڈھلواں ہیں۔ سرے پر کی کھائی میدان کے دروازہ کا کام دیتی ہے۔ رومی فوجیں اسی طرف
روانہ ہوئیں۔ عرب لوگ دریا کو پار کر کے کھائی کے کنارے تاک میں بیٹھ گئے۔ دونوں کی فوجیں دو ماہ تک
تاک میں بیٹھی رہیں۔ آخر کار خلیفہ کے حکم سے خالد بن ولید صحرا کو پار کر کے مسلمانوں سے آکر مل گئے۔
رومیوں کو ان کے آنے کی خبر بھی نہیں تھی۔

ہرقل کی فوج دو لاکھ چالیس ہزار تھی۔ عربوں کے پاس صرف ۴۰ ہزار فوج تھی لیکن رومیوں
کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ ۳۰ اگست ۶۳۲ء کو رومیوں کو جوش دلایا گیا اور مقابلہ کے واسطے نکلے۔
خوب خونریز جنگ ہوئی مسلمان نڈر ہو کر لڑے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ رومیوں کو شکست
ہوئی بہت سے بھاگ گئے بہت سے دریا میں غرق ہو گئے اب سارا جنوبی شام عربوں کے قبضہ میں آگیا۔

انطاکیہ۔ غازہ۔ رملہ۔ اجنادین۔ طرابلس۔ بیروت کی فتوحات

حضرت ابو عبیدہ انطاکیہ کی دیواروں کے پاس پہونچے۔ شہر کے باہر چھوٹی سی لڑائی کے بعد
مسلمانوں کو فتح ہوئی اور دشمنوں نے محاصرے سے تنگ آکر اطاعت مان لی۔ ارطبون نے ملک
کی حفاظت کے واسطے فوج جمع کی۔ یروشلم، غازہ، رملہ میں فوجیں بھیجی گئیں۔ خود ایک بڑی فوج
لے کر رملہ اور اجنادین میں قیام کیا عرب کے جرنیل نے اپنی فوجیں یروشلم۔ غازہ۔ رملہ۔ قیصر کی فوجوں
کو روکنے کے لئے روانہ کیں۔ خود ارطبین کی طرف بڑھے۔ یہاں بہت بڑی جنگ ہوئی۔ رومیوں کی
فوجیں برباد ہوئیں۔ سپاہی۔ سردار اور بچے یروشلم میں پناہ گزین ہوئے۔ اس فتح سے عربوں کو یافہ طرابلس
مل گئے اور اس کے علاوہ غازہ۔ رملہ۔ بیروت۔ صیدون وغیرہ بغیر لڑائی کے مطیع ہو گئے۔

بیت المقدس کی فتح — یرموک کی فتح کے بعد حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کی طرف توجہ کی
بیت المقدس کا محاصرہ کیا گیا۔ پادری اعظم نے صلح کی درخواست پیش کی۔ صلح کے مقصد سے حضرت عمرؓ
خود بیت المقدس تشریف لائے آپ کا لباس سادہ تھا۔ استقبال کے وقت عمدہ لباس لایا گیا
لیکن آپ نے اس کو پہننے سے انکار کر دیا۔ لوگوں کی جان و مال و مذہب و عبادت گاہوں کی عزت
کی گئی۔ جب نماز کا وقت آگیا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ گرجے میں ہی نماز پڑھ لیں۔ لیکن آپ نے گرجا میں
نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ "اگر ہم ایسا کریں گے تو مسلمان اسے اپنی مسجد بنائیں گے ہم یہ نہیں
چاہتے"۔ رملہ سے آئے ہوئے وفد کو مراعات دی گئیں۔ سامرہ کے یہودیوں کو محصول معاف کر دیا

ان کے مقبوضات ان کو واپس کردیے گئے اس کے بعد ارمینا اور کردستان پر بھی قبضہ ہوگیا۔

رومیوں کی آخری کوشش ۔۔۔ ۶۳۸ء میں ہرقل نے غیر مفتوح ایشیائی لوگوں کو اپنے ساتھ ملاکر بھاری فوج شام کی طرف روانہ کی مسلمانوں کے فتح کئے ہوئے علاقوں نے بھی ہرقل کے آنے پر اپنے دروازہ کھول دئے۔ عیسائی عرب قبائل نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ مصر سے آئی ہوئی فوج نے فلسطین پر قبضہ کیا اس طرح ہر طرف سے عرب گھر گیا۔ ادھر ابو عبیدہ نے فوج کے پیش قدمی کی حضرت عمر نے امدادی فوج بھی روانہ کی۔ خود بھی مدینہ کی طرف چلے۔ عربوں نے ہمت اور دانائی سے کام لیا اور دشمنوں کو شکست دی۔ اہل جزیرہ کو اپنی فکر پڑ گئی۔ عرب قبیلوں نے عیسائیوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ابو عبیدہ نے عیسائیوں پر حملہ کر کے ان کو شکست دی۔ ہرقل کا بیٹا بھاگ گیا۔ ہرقل کے بیٹے کے جانے سے اس کے سپاہیوں کی ہمت ٹوٹ گئی اور انہوں نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کرلی اور انکے ملک پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔

مصر اور سکندریہ کی فتح ۔۔۔ قیصر کی طرف سے مصر کے اندر سے بڑھنے کا خطرہ تھا۔ ادھر بوں کی فوج پہلے سے ہی موجود تھی ایسے حالات میں حضرت عمر کو مصر پر حملہ کرنے کی اجازت دینی پڑی۔ عمرو بن العاص کو چار ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا پھر ان کی مدد کے واسطے زبیر کو فوج کے ساتھ بھیجا گیا۔ عمرو بن العاص چند شہروں پر مقابلہ کرنے کے بعد فسطاط پہونچے۔ شاہی قلعہ کا سات مہینے تک محاصرہ کیا۔ زبیر اپنے ساتھیوں کو لیکر قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ عیسائیوں نے ہتھیار ڈال دئے۔ مسلمانوں نے اس پر قبضہ کرلیا اور سب کو امان دی گئی۔

اس شکست کے بعد قیصر نے سکندریہ میں فوجیں جمع کیں۔ ادھر عمرو بن العاص نے بھی حضرت عمر کی اجازت سے پیش قدمی کی۔ رومیوں اور مصریوں کے ایک جگہ مقابلہ کرنے کی وجہ سے محاصرہ نے طول کھینچا ۶۴۱ء میں سکندریہ فتح ہوگیا اور سارے ملک پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔

کتب خانہ اسکندریہ ۔۔۔ یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت عمر نے اس کتب خانہ کو جلانے کا حکم دیا تھا۔ اصلی واقعہ یہ ہے کہ قیصر جولیس کے حملہ کے وقت اس کا کچھ حصہ ضائع ہوچکا تھا اور باقی حصہ شہنشاہ تھیوڈس کے وقت میں برباد ہوا۔ یہ بادشاہ پکا عیسائی تھا۔ بت پرستوں کی کتابوں سے نفرت تھی۔ اس نے مصریوں کی عالی شان یادگاریں برباد کردی تھیں مسلمانوں کے وقت یہ یادگار موجود نہیں تھی لہذا یہ کہنا بے بنیاد ہے کہ حضرت عمر نے کتب خانہ جلوا ڈالا۔ اس سلسلہ میں میور نے کہا ہے:

"مسلمانوں کی فتح سے پہلے کتب خانہ جلایا جاچکا تھا"

۶۔ حضرت عمرؓ کی وفات اور کردار پر اجمالی نظر:

وفات ۔ ابولولو (فیروز) ایک ایرانی غلام تھا اس نے حضرت عمر سے شکایت کی کہ مغیرہ اس سے دو درہم روزانہ لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "تمہارے پیشہ تجاری کے لئے یہ رقم زیادہ نہیں ہے" اس پر وہ ناراض ہوگیا۔ دوسرے دن جب حضرت عمر نے فجر کی نماز کی نیت باندھی اس نے حضرت عمر کو زخمی کردیا۔ زخم اتنا کاری تھا کہ آپ رحلت فرماگئے۔ آپنے جانشین کے انتخاب کے واسطے چھ برگزیدہ آدمیوں کی کمیٹی بنادی یعنی اس میں حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ حضرت زبیر۔ حضرت طلحہ سعد بن ابی وقاص۔ عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ اور فرمایا ان چھ شخصوں میں سے جن کے متعلق ان چھ کی کثرت رائے ہو اس کو خلیفہ بنایا جائے۔

شجاعت ۔ آپ کا کردار بہت بلند تھا۔ اسلام لانے سے پیشتر ملک عرب میں حضرت عمر کی شجاعت و بہادری مشہور تھی۔ شجاعت کا انحصار قوتِ قلب پر ہے آپ کی قوتِ قلب بے انتہا تھی۔ ان کی شجاعت کا رعب دوست و دشمن پر رہتا تھا۔ آنحضرتؐ کے زمانہ میں کئی مرتبہ میدان جنگ میں آپکی شجاعت کا اظہار ہوا۔

سادگی اور رعایا کی خبر گیری ۔ آپ کی طبیعت میں سادگی تھی۔ کسی کام میں شرم محسوس نہیں کرتے تھے۔ اونٹوں کی خود خبر گیری کرتے کھو جاتے تو خود تلاش کرتے۔ آپ کی سادگی کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ ہرمزان جب قید ہو کر آیا تو اس وقت آپ مسجد کے فرش پر خاک پر لیٹے تھے۔ جب آپ بیت المقدس کے صلح نامہ پر دستخط کرنے گئے تو آپ کا لباس موٹا اور پیوند لگا تھا۔ جب عرب میں قحط پڑا تو آپ خود غلہ کی بوریاں اٹھا کر لاتے تھے اور ضرورت کے وقت کھانے پکانے میں مدد دیتے تھے شکایت کرنے والا ہر وقت اور ہر جگہ شکایت کرسکتا تھا۔ آپ پر لوگ سختیاں کرتے لیکن آپ کبھی کچھ نہیں کہتے تھے۔

غیر مسلمانوں سے سلوک ۔ آپ غیر مسلموں اور ذمیوں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرتے تھے ذمیوں کی جان و مال مسلمانوں کی جان و مال کے برابر سمجھی جاتی تھی۔ اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی کو قتل کرتا تو اس کو بھی قتل کی سزا دی جاتی تھی۔ مذہبی امور میں ان کو آزادی تھی مسلمانوں کے زکوٰۃ کے مال سے عیسائی فقرا کو بھی دیا جاتا تھا۔ ان کے معذور اور ضعیفوں کی خبر گیری کی جاتی تھی اگر کوئی جزیہ دینے سے معذور ہوتا تو اس کو جزیہ سے مستثنیٰ کردیا جاتا تھا۔

غلاموں کی آزادی ۔۔۔ آپ نے غلامی کو مٹانے کی کوشش کی۔ غیر اقوام کے قیدیوں کو بھی آزاد کر دیا کرتے تھے۔ آپ نے مصر کے تمام قیدیوں کو ان کے ملک کو واپس بھیج دیا تھا۔ اسی طرح آپ نے مناذر کے جنگ کے قیدیوں کو بھی آزاد کر دیا۔ غلاموں کے ساتھ آپ بھائیوں کی طرح پیش آتے اور دوسروں کو بھی اسی بات کی ترغیب دیتے تھے۔

رفاہِ عام اور ہمدردی مخلوق ۔۔۔ آپ نے غلامی کو مٹانے کی کوشش کی۔ علاوہ رفاہِ عام کے بھی بہت سے کام کئے۔ آپ کی ہمدردی ساری مخلوق کے لئے تھی۔ آپ نے بوڑھوں اور لاچاروں کے وظیفے مقرر کر دئے تھے۔ مسافروں کے آرام کے واسطے مہمان خانے بنوائے گئے۔ لاوارث بچوں کی پرورش بیت المال سے کی جاتی تھی۔ آپ رات دن خدا کی مخلوق کی فکر میں رہتے تھے۔ جب شام میں طاعون سے لوگ مر گئے تو ان کی اولاد اور مال وغیرہ کے انتظام کے لئے خود گئے۔ ایک دفعہ گشت کے وقت آپ کو معلوم ہوا کہ ایک خیمہ کے اندر اعرابی کی بیوی اکیلی ہے اور اس کے درد زہ ہو رہا ہے آپ فوراً اپنی بیوی اُم کلثوم کو لائے اور بچہ کی پیدائش تک وہ خود بھی وہیں رہے۔

اشاعت اسلام اور تعلیم قرآن ۔۔۔ آپ نے اشاعت اسلام اور تعلیم قرآن میں بھی مثال قائم کر دی۔ آپ ایسے لوگوں کو افسر مقرر کرتے جو اپنے فرائض کے ساتھ اشاعت اسلام بھی کرتے تھے۔ نئے مذہب کی خوبیوں کو دیکھ کر لوگ خود مسلمان ہو جایا کرتے تھے۔ مسلمانوں کی سادگی اخلاص اور نیکی کے اثر سے بہت لوگ متاثر ہوتے تھے۔ ایران کے بڑے بڑے مجوسی روٗسا نے اسلام قبول کر لیا آپ نے ان لوگوں کی تعلیم کا انتظام کیا جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ معلموں کی تنخواہیں مقرر کر دی گئی قرآن کی تعلیم کو ضروری سمجھا جاتا تھا امتحان بھی ہوا کرتے تھے۔ حضرت ابو ایوب اور ابو درداء، عبادا کو شام کی طرف درس قرآن دینے کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ آپ نے حمص، دمشق اور فلسطین میں قرآنی تعلیم کا انتظام وہاں رہ کر خود کیا۔ اس طرح آپ نے اسلام کی بڑی خدمت کی۔

نظام حکومت اور دفاتر ۔۔۔ ملک کے انتظام کے لئے آپ نے اس کو بہت سے صوبوں میں تقسیم کیا۔ زمینوں کی پیمائش کرائی گئی۔ شہریوں کی مردم شماری ہوئی۔ جیل خانے اور فوجی چھاؤنیاں بنائی گئیں۔ طرح طرح کے دفتر قائم کئے گئے۔ پولیس کا انتظام نہایت عمدہ کیا گیا نئے نئے شہروں کو آباد کیا گیا نہریں کھودی گئیں اور عدل و انصاف کے لئے بہت سی عدالتیں قائم کیں۔

آپ کی شجاعت سادگی رعایا پروری غیر مسلموں سے سلوک غلاموں سے برتاؤ مساوات رفاہِ عام کے کام ہمدردی مخلوق، اشاعت اسلام۔ تعلیم قران اور نظام حکومت ایسی خوبیاں ہیں جنکو مدِنظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ خلیفہ بننے کے مستحق تھے اور آپ کا انتخاب اپنی جگہ پر بالکل صحیح تھا۔

حضرت عثمان

۷۔ حضرت عثمان کی ابتدائی زندگی اور انکی اسلامی خدمات پر طائرانہ نگاہ:

آپ کا نام عثمان تھا۔ آپ کا لقب ذوالنورین تھا۔ آپ خاندان بنو اُمیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ واقعہ فیل کے چھٹے سال پیدا ہوئے۔ آپ شروع ہی سے نیک تھے۔ آپ لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے۔ آپ دولتمند تھے اور تجارت کیا کرتے تھے آپ ایماندار اور دیانتدار تھے۔ ایک دن آپ رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے قرآن شریف سنایا اور اسلام کے حقوق بتائے۔ ان باتوں کا آپ کے دل پر بڑا اثر ہوا اور آپ نے اسلام قبول کرلیا آپ سخت مخالفت کے باوجود اسلام پر قائم رہے۔

رسول مقبول نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان سے کردیا جب رسول خدا نے مسلمانوں کو حبش میں ہجرت کرنے کا مشورہ دیا تو حضرت عثمان نے اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی۔

جب آپ مدینہ تشریف لے گئے تو آپ نے میٹھے پانی کا کنواں غیر مسلموں سے خرید کر اس کو وقف کردیا۔ آپ نے زمین خرید کر مسجد نبوی کو بڑھادیا۔ تبوک کی لڑائی میں آپ نے ایک ہزار دینار اور ستّر اونٹ دئے جنگ بدر میں اپنی زوجہ کی بیماری کی وجہ سے شرکت نہ کرسکے اسی بیماری میں آپکی زوجہ حضرت رقیہ کی وفات ہوگئی اور آنحضرت نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کی شادی آپ کے ساتھ کردی۔ احد کی لڑائی میں آپ نے شرکت کی حضرت ابوبکر کے عہد خلافت میں آپ مجلس شوریٰ کے بڑے رکن تھے حضرت ابوبکر نے اپنے جانشین کے لئے حضرت عثمان سے مشورہ کیا تھا حضرت عمر کے زمانہ میں بھی آپ مشیر کار تھے۔

حضرت عمر کی وفات کے بعد ان کے جانشین و خلیفہ کے متعلق مشورہ ہوا۔ اکثریت کی رائے یہ ہی تھی کہ حضرت عثمان کو خلیفہ منتخب کیا جائے آخری فیصلہ حضرت عبدالرحمن بن عوف پر چھوڑا گیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے ان لوگوں کی بھی رائے لی جو حج کے واسطے آئے ہوئے تھے اُن کی کثرت رائے بھی حضرت

عثمان کے واسطے تھی اسکے بعد آپکی خلافت کا اعلان کر دیا گیا لوگوں نے خوشی سے آپکو خلیفہ تسلیم کر لیا۔

۸۔ حضرت عثمان کی زندگی اور فتوحات کا مختصر جائزہ :

فتوحات ۔ حضرت عمر کی وفات کے چھ مہینے بعد ایران میں بغاوت ہوئی اس کی اصلی وجہ یزدگرد تھا اس سازش کے علاوہ ایران والوں کی امیدیں کسریٰ کے خاندان پر لگیں تھیں حضرت عثمان نے بغاوت کو دور کرنے کے لئے فوجوں کو بھیجا اور نئے سرے سے معاہدے کئے۔ ایران کی دوبارہ فتح سے اسلامی مملکت میں اضافہ ہوا۔ بلخ۔ ترکستان۔ ہرات۔ کابل۔ اور غزنی پر اسلام کا تسلط قائم ہو گیا۔ خراسان نیشاپور وغیرہ بھی فتح کئے گئے۔ مسلمانوں اور ترکوں کا بھی مقابلہ ہوا شروع میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا مگر پھر اس کی تلافی کر لی گئی۔ حضرت عثمان کی خلافت میں فتح کئے ہوئے مقامات کی بغاوتوں کو دور کر کے امن قائم کیا گیا اور سلطنت اسلامیہ کی حدود میں وسعت ہوئی۔

آپ کے عہد خلافت میں قیصر کی فوجوں نے شام پر حملہ کیا۔ حضرت عثمان نے امدادی فوج روانہ کی اور قیصر کی فوجوں کو شکست ہوئی اس کے بعد مسلمانوں نے ایشیائے کوچک کی طرف رُخ کیا اور طبرستان پہونچیں پھر یہ فوجیں بحیرۂ اسود تک گئیں۔ اس کے علاوہ قسطنطنیہ کی فوجوں سے تو اسلامی فوجوں کا مقابلہ ہوتا ہی رہتا تھا۔ ۶۴۹ء میں قبرس کے جزیرہ پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور اہل قبرس نے ۔۔۔۔۷ دینار سالانہ خراج دینا قبول کیا۔

قیصر نے سمندر کی طرف سے سکندریہ پر حملہ کیا اور سکندریہ کو لے لیا لیکن مسلمانوں نے اس پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ حضرت عثمان نے مصر میں انتظام کے واسطے عبد اللہ بن سعد کو مقرر کیا تھا پھر ان کو رومی مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اس کے بعد گریگری کے حاکم کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلامی فوج کو بھیجا گیا۔ کافی عرصہ تک لڑائی رہی۔ آخر میں اس کے حاکم جرجیر کو قتل کر دیا گیا اور اسلامی فوجوں کو یونانی فوجوں پر فتح حاصل ہوئی اور مسلمانوں کا الجزائر اور مراکش پر قبضہ ہو گیا۔ پھر روما کے جہازی بیڑہ کا مقابلہ کرنے کے لئے عبد اللہ بن سعد کو بھیجا گیا۔ اسلامی جہازی بیڑہ چھوٹا ہونے کے باوجود مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اس طرح حضرت عثمان کے زمانہ میں بغاوتوں کو دور کیا گیا۔ سرحدوں کو مضبوط کیا گیا اور نئے ممالک فتح کئے گئے۔

۹۔(الف) حضرت عثمانؓ کی شہادت اور سازش کرنے والوں پر ایک نظر:

سازش کے اصل وجوہات ۔ آپ کے زمانہ میں بہت سے مجوسی، یہودی اور عیسائی داخل اسلام ہوئے ان کے علاوہ کچھ لوگ منافقت کے رنگ میں بھی اسلام قبول کرنے کے واسطے تیار ہو گئے اور انھوں نے اسلام قبول بھی کر لیا تھا۔ اسلام کے نظام جمہوریت، مساوات اور آزادی رائے نے شریر لوگوں کو شرارت کرنے کا موقع دیا۔ بصرہ، کوفہ اور فسطاط کے لوگوں نے آزادی کا غلط استعمال کیا اور ناجائز فائدہ اٹھایا۔

یہ الزام بالکل غلط ہے کہ حضرت عثمان نے اپنی خلافت میں اپنے رشتہ داروں کو اعلیٰ رتبہ دئے۔ ملک شام میں معاویہ گورنر تھے حضرت عمر کی خواہش کے مطابق حضرت عثمان نے سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا گورنر بنایا۔ سعد اور ابن مسعود کے آپس کے جھگڑے کو ختم کرنے کے واسطے سعد کو کوفہ کی گورنری سے علیحدہ کر کے ولید بن عقبہ کو وہاں کا گورنر مقرر کر دیا گیا جب ولید کے خلاف شکایت ہوئی تو ان کو واپس بلا لیا گیا اور سعید بن العاص کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ جب حالات خراب صورت اختیار کرنے لگے تو سعید کے بجائے گورنری کا عہدہ ابو موسیٰ اشعری کو دیا گیا۔ حضرت عثمان نے رشتہ داری کی وجہ سے نہیں بلکہ ان لوگوں کے اسلامی جذبات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا تقرر کیا تھا اور ایک دفعہ جب باغیوں نے عبداللہ بن سعد کی شکایت کی تو حضرت عثمان نے باغیوں کے آدمی یعنی محمد بن ابوبکر کو ہی مصر کی گورنری دیدی تھی۔ حضرت عثمان لوگوں کا تقرر ان کی قابلیت اور اسلامی خدمات کا لحاظ رکھ کر کرتے تھے۔

سازش اور فتنہ کا اصلی بانی ابن سبا تھا۔ یہ یمن کا یہودی تھا عبداللہ بن عامر کے بصرہ کی گورنری کے زمانہ میں یہ شخص وہاں گیا اور مسلمان ہونے کی خواہش کی۔ یہ اس کی ایک چال تھی۔ یہ منافق تھا اس نے حضرت عثمان کے گورنروں کے خلاف سازش کی۔ بصرہ کے گورنر نے اس کو نکال دیا۔ یہ جہاں بھی جاتا فساد پھیلاتا تھا۔ اپنی مکاری اور چال بازی سے بصرہ اور کوفہ میں اس نے فساد پھیلا دیا۔ اس منافق نے مصر میں جا کر حضرت عثمان اور ان کے گورنروں کی مخالفت کی۔ اس نے یہ فتنہ پھیلایا کہ حضرت عثمان نے حضرت علی کی حق تلفی کر کے خود خلافت کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔

فتنہ پھیلانے والے لوگ گورنروں پر جھوٹے الزام لگانے لگے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ یہ بھی کہتے پھرتے تھے کہ بہادر بدری لوگوں نے تو فتوحات حاصل کیں اور ان پر اعلیٰ عہدوں کے دروازے بھی بند کر دئے گئے۔ بعض لوگ ان کے دھوکے میں آجاتے تھے۔ ابوذرؓ نے اپنی تقریروں میں یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ مال و دولت صرف خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کے واسطے ہے جمع کرنے کے لئے نہیں جو لوگ مال و دولت جمع کرتے ہیں وہ جہنمی ہیں۔ حضرت عثمان نے ان کو بہت سمجھایا کہ زکوٰۃ تو حق ہے لیکن مال و دولت جمع کرنے سے کسی کو روکا نہیں جا سکتا۔ لیکن ابوذر نے ایک نہ سنی۔ حضرت عثمان اس خیال سے کہ ان کی تقریروں سے فتنہ پیدا ہوگا اُن کو زبدہ بھیج دیا تھا۔ لوگوں نے دوسروں کو یہ کہہ کر دھوکا دیا کہ حضرت عثمان نے ابوذر صحابی کے ساتھ سختی کی اور ان کو نکال دیا حالانکہ حضرت عثمان نے کوئی بھی سختی نہیں کی بلکہ محض فتنہ کو دبانے کے لئے یہ کام کیا۔

فتنہ پھیلانے والوں نے یہ کہہ کر بھی حضرت عثمان کو بدنام کیا کہ انہوں نے قرآن شریف کے نسخوں کو جلوا کر اس کی بے حرمتی کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ پہلے بغیر اعراب کے قرآن شریف تھے جسکی وجہ سے قرأت میں اختلاف ہو گئے تھے حضرت عثمان نے اس اختلاف کو مٹانے کے لئے صحابہ کے مشورہ سے حضرت حفصہ کے پاس کے معرب نسخہ کی نقلیں کرا کر مختلف مقامات پر رکھوا دیں جن نسخوں کو لوگوں نے اپنے طریقہ پر لکھ لیا تھا ان کو صحابہ کے مشورہ سے جلوا دیا گیا تھا۔ بعض لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے دھوکہ میں آگئے۔

ابن سباہ نے مصر۔ بصرہ اور کوفہ میں اپنے ہم خیال پیدا کر لئے تھے مدینہ میں محمد بن ابوبکر اور محمد بن ابی حذیفہ نے سازش میں حصہ لیا۔ ایک دفعہ کسی مجلس میں ایک شخص نے یہ کہہ دیا کہ اگر فلاں زمین گورنر کے پاس ہوتی تو کیا اچھا ہوتا۔ یہ سن کر فتنہ پھیلانے والوں نے اس نوجوان پر حملہ کیا اور کہا "تم ہماری زمینوں پر دوسروں کو دیکھنا چاہتے ہو" ان معاملات کی اطلاع پا کر حضرت عثمان نے ان کو شام میں چلے جانے کا حکم دیا۔ حضرت عثمان کا خیال تھا کہ وہاں حضرت معاویہ ان کو سمجھا دینگے لیکن ان لوگوں نے معاویہ کی ایک نہ سنی۔ جب سعید گورنر کوفہ کچھ معاملات میں حضرت عثمان کا مشورہ لینے آئے تو ان لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کے نوکر کو مار ڈالا اور ان کو کوفہ میں داخل ہونے سے روکا۔ حضرت عثمان کا حلم بہت زیادہ بڑھا ہوا تھا اور انھوں نے شریروں کو سزا نہیں دی اور شر کو دبانے کی غرض سے

سعید کی بجائے ابو موسیٰ اشعری کو کوفہ کی گورنری دیدی پھر بھی ان کی شرارت بڑھتی ہی رہی

جب ان کی شرارت نے زور پکڑا اور گورنروں کی بہت زیادہ شکائتیں ہونے لگیں تو تحقیقات کے لئے عبداللہ بن عمر، اسامہ بن زید، محمد بن مسلم اور عمار بن یاسر کو بھیجا گیا۔ ان میں عمار بن یاسر تو ایسے دھوکہ میں آئے کہ وہ مصر سے واپس ہی نہیں آئے۔ باقی لوگوں نے آکر یہ اطلاع دی کہ گورنروں پر جو الزامات لگائے گئے وہ بالکل غلط ہیں۔ پھر حضرت عثمان نے یہ اعلان کیا کہ حج کے موقع پر گورنروں کی موجودگی میں ان کی شکایات کی جائیں۔ حج کے موقع پر گورنر تو موجود تھے مگر کوئی شکایت کرنے والا نہیں تھا۔ اس کے بعد شرارت کو روکنے کی ترکیب سوچی گئی اور یہ رائے ہوئی کہ سرغنوں کو سخت سزا دینی چاہئے حضرت عثمان مسلمانوں کے اندر خونریزی یا فساد دیکھنا نہیں چاہتے تھے اور وہ ان کو سخت سزائیں دینے پر رضامند نہیں ہوئے کیونکہ وہ نہایت رحم دل تھے۔ حضرت معاویہ نے مشورہ دیا کہ یا تو دمشق تشریف لے جائیں یا انکی حفاظت کے لئے فوج بھیج دی جائے لیکن آپ نے یہ دونوں باتیں پسند نہیں فرمائیں۔

مفسد لوگ اس ارادے سے مدینہ گئے کہ حضرت عثمان کو یا تو گورنروں کو برخاست کرنے کیلئے مجبور کریں یا اُن کو خلافت چھوڑ دینے پر مجبور کیا جائے یہ لوگ حج کے بہانے سے بصرہ۔ کوفہ اور مصر سے ایک ساتھ روانہ ہو کر مدینہ آئے۔ یہ اطلاع پا کر حضرت عثمان نے ایک تقریر کی اور مفسدوں کی چال کامیاب نہ ہو سکی۔ اس کے بعد یہ لوگ آنحضرت کی ازواج مطہرات وحضرت علی حضرت زبیر اور حضرت طلحہ کے پاس پہنچے لیکن ہر جگہ ان کو ناکامیابی ہوئی اس کے بعد انہوں نے بظاہر ندامت ظاہر کر کے مصر کے والی کو علیحدہ کر کے محمد بن ابو بکر کو مصر کا والی بنانے کی درخواست کی جس کو حضرت عثمان نے منظور کر لیا لیکن پھر بھی اندر ہی اندر فساد کی آگ بھڑکتی رہی اور یہ لوگ اچانک مدینہ میں پہونچے اور ایک جعلی خط جس پر حضرت عثمان کی جعلی مہر تھی دکھایا۔ اس خط میں لکھا تھا جب یہ لوگ مصر پہونچیں تو ان کو قتل کر دو اور مصر کا والی اپنی معزولی کے حکم کو غلط سمجھے۔ یہ خط مصر کے والی کے نام تھا۔

یہ بات بھی جھوٹ ہے کہ اس خط کو حضرت عثمان کا نوکر لے جا رہا تھا کیونکہ یہ لوگ گواہ پیش نہیں کر سکے اور اس کے علاوہ کوئی جواب بھی نہیں دے سکے انہوں نے حضرت عثمان سے کہا کہ وہ خلافت سے دست بردار ہو جائیں ورنہ جنگ کی جائے گی۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ جو چیز خدا نے ان کو دی ہے اسے وہ نہیں چھوڑ سکتے۔

اس کے بعد لوگوں نے بڑے زور و شور سے بغاوت شروع کر دی اور حضرت عثمان پر زیادتی کرنے لگے کبھی آپ کا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیتے۔ ایک دفعہ آپ کا عصا توڑ ڈالا اور پتھروں کی بوچھاڑ کی۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت علی طلحہ اور حضرت زبیر نے اپنے لڑکوں کو حضرت عثمان کے گھر پر بٹھا دیا اور ایک جماعت انکے دروازہ پر پہرہ دینے کے لئے مقرر کر دی گئی تاکہ مفسد لوگ آپ کے گھر نہ جا سکیں ان لوگوں نے حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کر کے پانی تک بند کر دیا۔ ایسے حالات میں حج کا زمانہ آگیا اور حضرت ابن عباس کو امیر مقرر کر کے قافلہ حج کے لئے روانہ کر دیا گیا اور حضرت عائشہ بھی حج کو چلی گئی۔ مدینہ تقریباً خالی ہو گیا۔ یہ موقع دیکھ کر مفسد لوگوں نے حضرت عثمان کے گھر کے اندر جانے کی کوشش کی اور محافظ جماعت سے جنگ بھی ہوئی یہ لوگ حضرت عثمان کے گھر کا دروازہ بھی نہیں توڑ سکے آخر میں یہ لوگ ایک پڑوسی کے گھر کے اوپر سے پھاند کر حضرت عثمان کے گھر کے اندر پہونچ گئے۔ اس وقت حضرت عثمان قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے۔ محمد بن ابو بکر نے پیش قدمی کی لیکن وہ پیچھے ہٹ گئے اس کے بعد دوسرے لوگ آگے بڑھے اور حضرت عثمان پر تلوار کا وار کیا ان کو بچانے میں ان کی بیوی کی انگلیاں بھی کٹ گئیں آخر زخم کھا کر حضرت عثمان جانبر نہ ہو سکے اور ۸۲ سال کی عمر میں ان مفسدوں کے ہاتھوں آپکی شہادت ہو گئی حضرت عثمان نے خود کو اتحادِ اسلام پر قربان کر دیا۔

(ب) حضرت عثمان کے کردار اور رفاہِ عام کے کاموں کا مختصر جائزہ:

آپ کی طبیعت میں پاکیزگی بے حد تھی نہایت ایماندار اور دیانتدار تھے اللہ کے نام پر بہت زیادہ خرچ کرتے تھے رسول مقبول کی بتائی ہوئی باتوں پر پابندی سے عمل کرتے تھے نمازیں جماعت سے ادا کرتے تھے اور تہجد بھی پڑھتے تھے۔ اپنے سارے کام خود ہی کرتے آپ کے کھانے پینے اور لباس پہننے میں سادگی پائی جاتی تھی بے انتہا فیاض تھے اپنے اوپر بیت المال میں سے کبھی نہیں خرچ کرتے تھے آپ کے اندر حیا اس قدر پائی جاتی تھی کہ آنحضرت نے بھی اس کا اظہار کیا تھا۔ آپ کے اندر جذبۂ محبت بدرجہ اتم موجود تھا۔ آپ نے اسلام میں اتحاد قائم رکھنے کے لئے اپنی جان تک نثار کر دی۔

آپ نے عوام کی بھلائی کے لئے بہت سے کام کئے۔ ملک کی ہر بات کی اطلاع آپ تک پہنچتی تھی لوگوں کی شکایت سنتے اور اس کو فوراً دور کرتے تھے۔ آپ نے اسلام کے بیت المال میں بہت زیادہ

اضافہ کیا۔ مستحق لوگوں کو آپ نے وظیفے دیئے۔ آپ کے زمانہ میں کئی عمارتیں، سڑکیں، مسجدیں، مہمان خانے مسافر خانے، سرائیں، چوکیاں، چشمے اور پل وغیرہ لاتعداد بنائے گئے۔ جانوروں کی پرورش کے لئے چراگاہیں بنوائی گئیں اور ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی گئی۔

حضرت علیؓ

۱۰۔ حضرت علیؓ کی زندگی اور ان کی فتوحات پر اجمالی نگاہ:

آپ کا نام علی تھا۔ آپ کے والد کا نام ابو طالب تھا۔ آپ بنو ہاشم خاندان سے تھے انہوں نے رسول مقبول کے گھر میں بچپن سے پرورش پائی کیونکہ آنحضرت نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا تھا بچوں میں سب سے پہلے حضرت رسول اللہ پر ایمان لائے۔ ان کے دل میں تبلیغ اسلام کا جوش بچپن ہی سے تھا مکہ میں حضرت علی نے بھی دیگر مسلمانوں کے ساتھ تکلیفیں برداشت کیں۔ آنحضرت نے مدینہ کی ہجرت کرتے وقت حضرت علی کو مکہ ہی میں چھوڑ دیا تھا تاکہ آپ لوگوں کی امانتوں کو واپس کر دیں۔ دوسرے دن صبح کو حضرت علی نے تمام امانتیں لوگوں کو واپس کر دیں۔ اس کے بعد آپ مدینہ جا کر رسول مقبول کے ساتھ مقیم ہو گئے آپ کی شادی آنحضرت کی صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہرہ سے ہوئی تھی۔ آپ کے حسنؓ حسینؓ اور محسن تین لڑکے اور زینب اور ام کلثوم دو لڑکیاں تھیں۔ حضرت فاطمہ کی انتیس سال کی عمر میں وفات ہو گئی۔

آپ نے فتوحات کر کے اسلام کی بڑی خدمت کی۔ بدر کی جنگ میں جھنڈا حضرت کے ہی ہاتھ میں تھا۔ دشمن سے آپ تنہا لڑے اور غالب آئے۔ عام مقابلہ میں بھی حضرت علی نے اپنی بہادری کا ثبوت دیا۔ جنگ احد میں حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت کے بعد علم حضرت علی ہی کو دیا گیا اور انھوں نے کفار پر فتح حاصل کی خندق کی لڑائی میں حضرت علی نے مشہور پہلوان عمرو بن عبد ود سے مقابلہ کیا اور وہ ان ہی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بنو قریظہ کے مقابلہ میں بھی حضرت علی کے ہی ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ اس کے علاوہ بنو سعد کو بھی حضرت علی نے شکست دی۔ حدیبیہ کا صلحنامہ بھی حضرت علی نے لکھا تھا۔ خیبر کا مشہور قلعہ بھی حضرت علی ہی کی شجاعت سے فتح ہوا۔ مکہ کی فتح کے وقت سعد بن عبادہ سے جھنڈا لے کر حضرت علی کو دیا گیا تھا۔ تبوک کی جنگ میں حضرت علی شرکت نہیں کر سکے کیونکہ رسول اللہ نے ان کو مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ حنین کی لڑائی میں

حضرت علی نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور دشمن کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

ان جنگوں میں حصہ لینے کے علاوہ حضرت علی نے عہد شکنی کرنے والے لوگوں سے انقطاع تعلقات کا اعلان حج کے موقع پر کیا۔ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں حضرت علی کو یمن بھیجا گیا تھا حضرت علی نے یہ کام بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا اور ہمدان قوم نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت علی حجتہ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت کے ساتھ تھے اور آپ نے آنحضرت کی تیمار داری کی۔ اس کے بعد رسول مقبول کی وفات کے بعد غسل اور تجہیز و تکفین کا کام کیا۔ ۲۴ ذوالحجہ ۳۵ھ کو آپ کا انتخاب خلیفہ کی حیثیت سے ہو گیا۔

۱۱۔ مسلمانوں کے اختلاف خیالات اور جنگ جمل:

حضرت علی کی خلافت کے زمانے سے اختلافات مسلمانوں میں پیدا ہو گئے جن کی ذمہ داری ابن سبا اور ان کے ساتھیوں پر ہی آتی ہے اس کی وجہ سے مسلمانوں میں دو گروہ پیدا ہو گئے لیکن حضرت علی نے بڑے استقلال سے کام لیا۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد یہ شور پیدا ہو گیا کہ قاتلان عثمان کو سزا دی جائے لیکن مشکل یہ تھی کہ قاتل ایک نہیں تھا بلکہ اس میں بڑی طاقتوں کا ہاتھ تھا اور ابتری پھیلنے کا اندیشہ زیادہ ہو جاتا اگر ان پر بھی تلوار اٹھائی جاتی۔ حضرت علی خود بھی حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہتے تھے مگر ان کا خیال تھا کہ پہلے سلطنت کے اندر یکجہتی پیدا کر دی جائے۔ حضرت علی کی رائے تھی کہ سب سے پہلے اُس شورش کو ختم کیا جائے جو گورنروں کے خلاف پہلے سے موجود تھی۔ اس کے علاوہ وہ اس خطرے کو بھی دبا دینا چاہتے تھے جو معاویہ کی طرف سے پیدا ہو رہا تھا اپنی تجویز پر عمل کرنے کے لئے گورنروں کو تبدیل کرنا شروع کیا۔ ابن عامر کی جگہ عثمان بن حنیف کو اور مصر میں قیس کو مقرر کیا۔ معاویہ کی طرف سے خط کا آنا اور بغاوت کی اطلاع کا ملنا یہ دو ایسے دجوہات تھے کہ حضرت علی نے بغاوت کو دور کرنا سب سے پہلا فرض سمجھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو صوبہ صوبہ میں خود مختار حکومت قائم ہو جاتی اور اتحاد بالکل ختم ہو جاتا۔

حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت عائشہ کی یہ رائے تھی کہ سب سے پہلے حضرت عثمان کے قتل کا بدلہ لینا چاہیئے ان لوگوں کا خیال تھا کہ اگر قاتلوں کو سزا دی گئی تو حضرت عثمان کی طرح کل کسی اور کو قتل کر ڈالیں گے اور یہ ہی سلسلہ جاری رہا تو اسلام کو بڑا نقصان پہونچے گا۔ اس طرح اصلاح کی غرض سے حضرت عائشہ، حضرت طلحہ اور زبیر بصرہ کی طرف چلے لیکن یہ بالکل مقصد نہیں تھا کہ حضرت علی سے خلافت

چھین لی جائے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بصرہ کی بجائے مدینہ کی طرف چڑھائی کی جاتی۔ ان کی نیک نیت تو صرف یہ ہی تھی کہ بصرہ۔ کوفہ اور مصر کے مفسدوں کو سزا دی جائے۔ یہ لوگ وسیع القلب تھے حضرت علی کی خلافت کو ختم کر کے مسلمانوں میں فساد ڈالنا ہرگز نہیں چاہتے تھے۔ اس نیک نیت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے اپنے بھائی محمد بن ابو بکر کی بھی پرواہ نہیں کی کیونکہ وہ بھی مفسدوں میں تھے۔

مفسدوں کو سزا دینے کی غرض سے ایک فوج لے کر حضرت عائشہ حضرت طلحہ اور زبیر بصرہ گئے اور مصر کے والی سے کہا کہ ہمارا مقصد مسلمانوں میں اصلاح پیدا کرنا ہے اس کے بعد بصرہ کے والی کو یہ کہلا بھیجا کہ ہم حضرت عثمان کے قاتلوں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں لیکن بصرہ کے والی نے بات منظور نہیں کی حضرت عائشہ سے کچھ لوگ متاثر ہوئے اور ان کے ساتھ مل گئے ایسے حالات میں بھی حضرت عائشہ نے جنگ کرنا پسند نہیں کیا بلکہ اپنی فوج کو ہٹا لیا لیکن مفسدوں نے فساد کو بڑھاتے بڑھاتے لڑائی کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ مجبوراً حضرت عائشہ کی طرف سے دفاع کا جواب دیا گیا۔ بصرہ والوں کو نقصان اٹھانا پڑا! حضرت عائشہ کی فوج کو فتح حاصل ہوئی۔ لیکن جب حضرت علی کو ان حالات کا پتہ لگا تو ۲۰ ہزار فوج کے ساتھ حضرت علی نے بصرہ کی طرف رخ کیا۔ لیکن حضرت علی کا مقصد بھی جنگ کرنا نہیں تھا اور انہوں نے قعقاع کو حضرت طلحہ اور زبیر کے پاس بھیجا اور کئی دن تک آپس میں گفتگو ہوتی رہی۔ حضرت علی نے ان کو سمجھایا کہ حالات پر قابو پانے کے بعد قاتلان کو سزا دی جائے گی۔

لیکن حضرت علی کی طرف مفسد لوگ بھی تھے جو مسلمانوں کو لڑانا چاہتے تھے بس ان ہی لوگوں نے رات کو حضرت عائشہ کی فوج پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے روکنا چاہا لیکن یہ فتنہ نہیں رک سکا آخر مجبور ہو کر حضرت عائشہ اونٹ پر سوار ہو کر نکلیں۔ اسی وجہ سے اس جنگ کو جنگ جمل کہا جاتا ہے۔

جب حضرت زبیر اور حضرت طلحہ حضرت علی کے سمجھانے سے جنگ کے ارادہ کو چھوڑ کر جا رہے تھے تو ان کو شہید کر دیا گیا۔ حضرت عائشہ نے جنگ کو بند کرنے کا اعلان کروایا لیکن کسی شخص نے ان کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور اونٹ گر پڑا اس طرح جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت علی حضرت عائشہ کے ساتھ نہایت عزت اور احترام کے ساتھ پیش آئے ان کے دلوں میں کسی طرح کی رنجش نہیں تھی جنگ کے ختم ہونے کے بعد حضرت علی نے حکم دیا کہ کسی کے ساتھ کسی طرح کی زیادتی نہ کی جائے اور نہ بھاگنے والوں کا تعاقب کیا جائے اور نہ مال غنیمت لیا جائے۔

۱۲۔ جنگ صفین اور خوارج کا فتنہ

کچھ حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کو ایک دوسرے پر اعتبار نہ رہا اور جنگ کی نوبت پہونچی حضرت علی ۵۰ ہزار فوج لے کر شام کی طرف بڑھے۔ معاویہ نے بھی اپنی افواج جمع کر کے صفین کے مقام پر مقابلہ کیا۔

حضرت علی یہ چاہتے تھے کہ بات چیت سے ہی فیصلہ ہو جائے تو اچھا ہے لیکن آپس میں اتفاق رائے نہ ہو سکا اور آخر حضرت علی نے اپنی فوج کو آٹھ دستوں میں تقسیم کیا۔ کیونکہ آپ عام لڑائی نہیں چاہتے تھے صلح کی کوشش کی گئی لیکن جب کچھ اثر نہ ہوا اور ۳۰ جولائی ۶۵۷ء کو عام جنگ کا اعلان ہوا۔ رات بھی لڑائی میں گذر گئی اور پھر صبح کو دونوں طرف سے قرآن شریف کو بلند کیا گیا اور لڑائی کا خاتمہ ہوا اور یہ قرار پایا کہ حضرت علی کی طرف سے ابو موسیٰ اور معاویہ کی طرف سے عمرو بن العاص جو طے کریں اس کو دونوں فریق مانیں گے۔ معاویہ دمشق چلے گئے اور حضرت علی کوفہ پہنچے۔ وہاں جا کر ان کو یہ معلوم ہوا کہ تمیم۔ بکر اور ہمدان کے لوگ فیصلہ پر تیار نہیں حضرت علی نے ان لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔

اصل میں فیصلہ یہ تھا (جیسا کہ روایات سے پتہ چلتا ہے) کہ علی اور معاویہ دونوں کو خلافت سے الگ کر کے شوریٰ کے مشورہ سے تیسرے کا انتخاب کیا جائے لیکن عمرو بن العاص نے یا ہر آ کر یہ کہا کہ جہاں تک حضرت کی معزولی کا سوال ہے میں ابو موسیٰ کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں مگر معاویہ کی میں تائید کرتا ہوں۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ خلافت نہ حضرت علی کے سپرد کی جائے اور نہ معاویہ کے سپرد کی جائے لیکن معاویہ کے عامل شام ہونے کی انہوں نے تائید کی لیکن اس فیصلے سے اختلاف دور نہ ہوا۔ تاہم معاویہ نے حضرت علی کی شہادت تک امیر المومنین کا لقب اختیار نہیں کیا۔

حضرت علی نے قیس کو مصر کا گورنر بنا دیا تھا لیکن وہاں ایک زبردست جتھا پیدا ہو گیا اور حضرت علی نے پھر محمد بن ابو بکر کو مصر کا گورنر بنایا اور ان کے زمانہ میں مصر میں بغاوت پھیل گئی حضرت علی نے اشتر کو گورنر کی مدد کے لئے بھیجا لیکن ان کو زہر دے کر ختم کر دیا گیا۔ اور پھر عمرو بن العاص نے محمد بن ابو بکر کو شکست دی اور مصر معاویہ کے ہاتھ آیا۔

اُدھر خوارج نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا اور مدائن کی طرف بڑھے لیکن اُن کی کوشش ناکام ہوئی

اس کے بعد ۴ ہزار آدمی لیکر نہروان کے مقام پر پہونچے۔ حضرت علی نے خوارج کو اطاعت کیلئے بلایا مگر ان لوگوں نے ایک نہ سُنی اور لوٹ مار شروع کردی مجبور ہو کر حضرت علی نے نہروان کی طرف پیش قدمی کی اور ان کے سمجھانے سے کچھ لوگ لڑائی سے الگ ہو گئے لیکن باقی لوگ جنگ کرنے پر ڈٹے رہے اور لڑائی میں ان کا خاتمہ کیا گیا۔ اصل میں یہ لوگ اسلامی سلطنت کے دشمن تھے۔ ان کے بعد حضرت علی نے شام کی طرف جانے کا ارادہ کیا لیکن فوج کی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے کوفہ آئے مگر یہاں فوج کے ارادہ میں کمزوری پیدا ہو گئی اور حضرت علی اپنے ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔

۱۳۔ حضرت علی کی شہادت اور انکے کردار پر طائرانہ نگاہ:

حضرت علی نے جب یہ دیکھا کہ حالات بہت زیادہ خراب ہو رہے ہیں تو انھوں نے اسلام کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے معاویہ سے صلح کرلی اور اس کی رو سے معاویہ شام، مصر پر قابض رہے اور حضرت علی باقی سلطنت پر قابض رہے۔ اس طرح مفسدوں کی یہ چال ناکام رہی۔ آخر مفسدوں نے یہ طے کیا کہ تین آدمی اس کام کے لئے مقرر کئے جائیں کہ حضرت علی، معاویہ اور عمرو بن العاص کا خاتمہ کردیا جائے۔ تجویز یہ تھی کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز کے وقت یہ کام کیا جائے۔ اس سلسلہ میں دمشق میں معاویہ زخمی ہوئے اور پھر اچھے ہو گئے۔ عمرو بن العاص بیمار تھے اس لئے اُن کی جگہ دوسرا آدمی مارا گیا۔ حضرت علی کو شہید کرنے کا کام عبدالرحمٰن بن مُلجم کے سپرد ہوا تھا۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ حضرت علی جب نماز پڑھنے کے لئے نکلے تو تینوں آدمی ان پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت علی زخمی ہوئے ان کو گھر میں لے جایا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہوسکے اور ۶۳ سال کی عمر میں ان کی شہادت واقع ہوئی۔

آپ کا علم و شجاعت مشہور ہے۔ آپ بڑے صائب الرائے تھے تقویٰ اور نرم دلی بھی آپ میں پائی جاتی تھی۔ آپ قرآن کریم کے لکھنے کا کام بھی وقتاً فوقتاً کیا کرتے تھے۔ سورتوں کے نزول کا علم بھی آپکو بہت زیادہ تھا۔ آپ قرآن شریف کے حافظ اور مفسر بھی تھے۔ آپ میں علم حدیث بھی موجود تھا۔ آپکی زندگی زاہدانہ تھی۔ آپ کو دنیاوی عیش و آرام سے نفرت تھی۔ اپنا کام ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔ آپکی زندگی میں سادگی موجود تھی بادشاہت کے زمانہ میں بھی آپ نے سادگی کو نہیں چھوڑا۔ آپ نہایت معمولی لباس پہنتے تھے اپنی حفاظت کے لئے کبھی پہرے دار نہیں رکھے لیکن ملک کی خبر گیری سے کبھی غافل نہیں رہے خدا کے بندوں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔

بنو اُمیّہ

۱۴- معاویہ- یزید اور مروان پر اجمالی نظر :

معاویہ حضرت حسن کے استعفیٰ کے بعد شاہ اسلام ہو گیا اس نے دمشق کو دار الخلافہ بنایا معاویہ کی خصلت و عادت کے متعلق ایک انگریز مورخ لکھتا ہے کہ وہ بڑا عقلمند اور ہوشیار تھا منتقی اور سفاک تھا۔ مورخ کہتے ہیں کہ حضرت حسن کو زہر دلوانا اور حضرت علی کے لفٹیننٹ کے ساتھ بے رحمی کرنا اس کا کام تھا مغیرہ کی ترغیب سے اس نے اپنے بیٹے یزید کو جانشین کرنا چاہا جو اس عہد نامہ کے خلاف تھا جو حضرت حسن سے کیا گیا تھا۔ چالاکیوں کی وجہ سے یزید نے اپنی اطاعت کا حلف اٹھا لیا لیکن حسین بن علی۔ عبد اللہ بن عمر۔ عبد الرحمٰن بن ابو بکر۔ عبد اللہ بن زبیر نے اس کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ بدچلن تھا اس نے دغا بازی چالاکی بے انصافی اور بے رحمی کا سلوک حضرت حسینؓ اور ان کے رشتہ داروں سے کیا جس کو واقعات کربلا کہا جاتا ہے۔ معاویہ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ قوی ہیکل تھا وہ بیٹھ کر وعظ کرتا تھا اور کھلکھلا کر ہنستا تھا۔ وقت ضرورت فیاضی کرتا۔ ظاہرا طور سے مذہبی مراسم کی پابندی کرتا تھا اپنے تجاویز کو ہر طریقے سے پوری کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

اس کے پروگرام کے متعلق ایک مورخ لکھتا ہے کہ وہ صبح کو کمانڈر کی رپورٹ سنتا تھا اور اسکے سامنے وزیر اور سکریٹری موجود رہتے تھے۔ ظہر کی نماز پڑھانے کے لئے محل سے باہر نکلتا لوگوں کی فریادیں سنتا تھا۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد آرام کرتا تھا۔ پھر عصر کی نماز کے بعد سلطنت کے کاموں میں لگ جاتا تھا۔ شام کو دربار میں کھانا کھاتا اور پھر لوگوں سے ملنے کے بعد اپنے دن بھر کا پروگرام ختم کر دیتا تھا اس کے عہد میں فتوحات ہوئیں اور امن و امان بھی قائم رہا۔ معاویہ کا انتقال اپریل ۶۸۰ء میں ہوا اس کے انتقال کے بعد یزید جانشین ہوا۔

یزید معاویہ کا بیٹا تھا۔ خود غرضی۔ فریب اور چالاکی اس کی فطرت میں تھی لغو باتیں کرنا اس کا شیوا تھا۔ عیش و عشرت شراب خوری میں ڈوبا رہتا تھا برخلاف اس کے حضرت حسین میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو حضرت علی میں پائی جاتی تھیں۔ خلافت پر حضرت حسین کا حق رسول اللہ اور حضرت علی

کے سلسلہ سے بھی تھا حضرت حسین دھوکہ میں آکر کوفہ گئے راستہ میں اُن سے دغا بازی کی گئی لیکن انھوں نے حق کے راستہ پر خود کو اور اپنے ساتھیوں کو بھوکا پیاسا شہید کرا دیا۔ تاریخ اس دردناک واقعہ کو نہیں بھلا سکتی اس فتنہ سے علی ثانی بن حسین اور علی عباس کا پوتا بچ سکا۔ یزید نے اپنے مظالم سے تباہی اور بربادی کر کے عرب کو ویرانہ بنا دیا لیکن کچھ عرصہ بعد موت نے اس کو آکر ختم کر دیا۔ اس طرح ظلم کی ٹہنی نہیں پھل سکی۔

معاویہ ثانی کا چھوٹا بھائی خالد نابالغ تھا اس لئے مروان کو سردار مان لیا گیا۔ اسی زمانہ میں عبداللہ بن زیاد نے بصرہ میں خلافت کی کوشش کی مگر ناکامیاب ہونے کے بعد مروان کے پاس آکر اس کو تخت پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی۔ مروان نے خالد کے دوستوں کو اپنی طرف ملایا۔ عمرو اور حمیدی سرداروں کو ملا کر تخت حاصل کیا۔

اس کے بعد مضری سردار ضحاک پر حملہ آور ہوا اور مرج راحت پر لڑائی ہوئی شروع میں فیصلہ نہ ہو سکا لیکن مروان نے چالاک ضحاک کو مروا کر مضری کو تباہ کر دیا۔ اس طرح شام مروان کے قبضہ میں آگیا اور مصر بھی مل گیا۔ اپنی طاقت بڑھانے کے بعد مروان نے خالد سے وعدہ خلافی کی۔

اُسی زمانہ میں حضرت حسین کا انتقام لینے کے لئے عراقی لوگ تیار ہو رہے تھے اور خود کو مستغفرین کہتے تھے سلیمان ان کا سردار تھا جس کی ماتحتی میں انھوں نے ہر ایک کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا لیکن بعد میں سلیمان اور اسکے ساتھیوں کو مروان نے تباہ کر دیا اور بچے ہوئے لوگ کوفہ چلے گئے۔ یزید کی بیوہ نے مروان کا بھی خاتمہ کر دیا کیونکہ مروان نے اس کے لڑکے خالد کو تخت سے محروم کر رکھا تھا۔

۱۵۔عبدالملک کے عہد کے خاص خاص واقعات اور کردار :

مروان کی موت کے بعد عبدالملک بادشاہ ہوا یہ نہایت مستعد اور محتاط تھا اس نے ایک فوج مختار کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجی تھی۔ لڑائی طویل رہی لیکن آخر میں مختار ہلاک ہوا اور میدان عراق کے گورنر مصعب کے ہاتھ آگیا۔ عبدالملک نے اپنی تلوار کے زور سے کچھ ہی عرصہ میں شام کو دشمنوں سے پاک کر دیا عمر بن سعد کو محل میں گرفتار کر کے اس نے ان کا بھی خاتمہ کر دیا عراق بھی پھر بنی امیہ کے تصرف میں آگیا اور مصعب پامال کر دیا گیا۔ حجاج بن یوسف کے ماتحت ایک فوج حجاج کی طرف بڑھی مدینہ فتح ہوا اور مکہ کا محاصرہ کیا گیا۔ اور لوگ بھاگنے لگے اور عبداللہ اکیلا رہ گیا۔ عبداللہ کی ماں اسما بنت حضرت ابوبکر نے اس کو لڑائی جاری

دکھنے کی ترغیب دی۔ اس نے ماں کی اجازت سے پھر تلوار اٹھائی اور میدان میں نکلا لیکن دشمن کی فوج کی تعداد کا مقابلہ نہ کرسکا اور مارا گیا۔ اس کی نعش کی بے عزتی کی گئی اور اس کا سر دمشق بھیجا گیا عبداللہ کے اندر شجاعت اور انصاف پایا جاتا تھا لیکن اسکی کنجوسی اسکے لئے نقصان دہ ثابت ہوئی اس نے وقت ضرورت بھی جنگ کا سامان نہیں خریدا اور سپاہیوں کو تنخواہ بھی نہیں دی۔

اس کے بعد مہلب بن ابو سفرہ نے بھی عبدالملک کی اطاعت قبول کرلی لیکن خراسان کے وائسرائے نے ان کی اطاعت کرنے سے انکار کردیا۔

خارجیوں کی طاقت — عبداللہ اور عبدالملک کی لڑائی سے خارجیوں کو طاقت ملی اور وہ جنوبی ایران اور کالریا میں پھیل گئے اور عبدالملک کو شکستیں دیتے رہے۔ ان میں اتفاق نہیں تھا ایران میں ان کو مہلب سے لڑنا پڑا جس نے ان کی طاقت کا خاتمہ کردیا۔

رومیوں کی جنگ — رومیوں نے بھی مسلمانوں کی حکومت کی طرف بڑھنا شروع کردیا لیکن عبدالملک نے ان کو شکست دی اور ان کے صوبے اسلامی سلطنت میں شامل کردیئے شمالی علاقہ بھی فتح کرلیا گیا۔

بربر لوگ — عبدالملک نے بربروں کو شکست دینے کے واسطے زبیر کو روانہ کیا۔ زبیر کی فوج نے بربریوں اور رومیوں کی متفقہ فوجوں کو پامال کردیا۔ زبیر نے یہ غلطی کی کہ اپنی فوج کا زیادہ حصہ دوسرے علاقے فتح کرنے کے واسطے بھیج دیا۔ اس غلطی سے رومیوں نے فائدہ اٹھایا۔ سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ عربی جرنیل مارے گئے۔ عبدالملک نے حسان بن نعمان کے ماتحت فوج بھیجی جس نے رومی اور بربروں کو شکست دی۔

اس وقت وحشی قبیلے اور بربر لوگ ایک عورت کو بادشاہ مانتے تھے جس کا نام کاہنہ تھا۔ اسکے حکم سے یہ وحشی قبیلے عربوں کے اوپر ٹوٹ پڑے اور ان کو بہت نقصان پہنچایا۔ عبدالملک نے حسان کی مدد کے لئے ایک فوج بھیجی جو تعداد میں زیادہ تھی۔ عربوں کی فوج روکنے کے لئے کاہنہ نے سارے ملک کو ویران کروادیا۔ یہ افریقہ کی پہلی تباہی تھی۔ یہاں کے رہنے والوں نے حسان کا خیرمقدم کیا اور برباد شدہ شہروں نے حسان کی اطاعت قبول کرلی۔ کاہنہ کو شکست ہوئی اور اطلس کے پہاڑمیں ماری گئی اب بربروں میں اسلام پھیلنے لگا۔

خارجی لوگ — جب لوگ افریقہ میں آنے شروع ہوگئے۔ ان میں تنگ دلی کمینہ خیالات اور

فضول عقائد پائے جاتے تھے۔ عبدالملک نے جن لیڈروں کو نقصان پہنچایا تھا وہی لوگ انکے لیڈر بن گئے۔

حجاج ۔ یہ حجاز کا گورنر رہ چکا تھا۔ عبدالملک کی طرف سے عراق سیستان کرمان خراسان پر حکومت کرتا تھا۔ مصر پر عبدالعزیز حکومت کرتا تھا۔ حجاج بڑا ظالم تھا کئی بغاوتیں ہوئیں مگر عبدالملک کی ہمت کی وجہ سے یہ بغاوتیں فرو کر دی گئیں۔ حجاج صحابیوں پر بڑا ظلم کرتا تھا اس نے عراق میں خدا کے ڈیڑھ لاکھ بندوں کا خون کیا اور ہزاروں کو قید میں ڈالا۔ جہلب حجاج کا نائب تھا یہ بڑا فیاض تھا۔

عبدالملک نظم کا بڑا شوقین تھا جوانی میں رحمدل تھا لیکن تخت نشینی کے بعد اس نے سختی شروع کر دی اس کے معاملہ میں جو کوئی رکاوٹ ڈالتا تھا اس کو قتل کر دیا تھا لیکن وہ مستعد اور مستقل مزاج واقع ہوا تھا اس کا ظلم اور وعدہ خلافیاں اس لئے تھیں کہ وہ اپنے خاندان کے حقوق محفوظ رکھنا چاہتا تھا کبھی کبھی وہ مظلوموں کی فریاد بھی سنتا تھا۔ اسی نے اسلامی سکہ ایجاد کیا اور سرکاری کام عربی میں کرنے کا حکم دیا وہ اپنے دشمن کو معاف نہیں کرتا تھا۔ اس کا انتقال ۸۶ھ میں ہوا۔ اس کے بھائی عبدالعزیز کے انتقال کے بعد ولید تخت نشین ہو گیا حالانکہ عبدالعزیز نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

۱۶۔ عمر بن عبدالعزیز، موسیٰ بن نصیر اور طارق کے حوالہ کے ساتھ ولید اوّل کے عہد حکومت کا مختصر جائزہ :

ولید اول ۔۔ ولید کے عہد میں ماوراء النہر کے قبائل کے دل میں آزادی کا خیال پیدا ہوا اور انہوں نے عربوں کے خلاف بغاوت شروع کر دی۔ مسلمانوں کو مارنا شروع کر دیا خراسان کی لفٹنٹی پر حجاج نے قتیبہ کو مقرر کر دیا تھا۔ قتیبہ نے ان قبائل کا مقابلہ کیا۔ دس سال تک جنگ و جدال کے بعد قتیبہ نے سارے وسطی ایشیا یعنی کاشغر تک پر تسلط حاصل کیا۔ اس زمانہ میں محمد بن قاسم نے سندھ، ملتان اور بیاس تک کے علاقہ پر اسلامی جھنڈا لہرایا تھا۔

حجاز بن عمر بن عبدالعزیز کی گورنری ۔۔ ولید کے عہد حکومت میں اس کے بھائی مسلمہ اور اس کے بیٹے عباس کی متحدہ فوجوں نے فتوحات کیں اور ایشیائے کوچک کا بڑا حصہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ خالد نے عمر بن عبدالعزیز کو جو اس کا چچا زاد بھائی تھا حجاز کا گورنر بنایا یہ ہر کام کونسل کے مشورہ

سے کیا کرتا تھا۔ عمر نے مکہ اور مدینہ میں خوبصورت عمارتیں، سڑکیں اور نالیاں بنوائی تھیں۔ وہ مستقل مزاج تھا اور نہایت منصف اور فیاض تھا۔ حجاج کے ظلم سے بچنے کے واسطے لوگ حجاز میں پناہ لیتے تھے۔ حجاج کی شکایت پر عمر کو گورنری سے واپس بلالیا گیا۔ اسی سال حجاج نے مہلب کو حراست میں لیا مگر مہلب نے بھاگ کر ولید کے یہاں پناہ لی۔

موسیٰ بن نصیر کا افریقہ کے وائسرائے کی حیثیت سے تقرر موسیٰ اور اس کے بیٹوں نے بربروں کے جتھوں کو توڑا اور یونانیوں کو نکال کر امن قائم کیا۔ اس نے مہربانی کا سلوک کر کے سرداروں کو اپنا ہمدرد بنالیا اس نے اسلام کی اشاعت کے واسطے قابل واعظ مقرر کئے بربری قوم نے اسلام قبول کرلیا۔ اس کے علاوہ موسیٰ نے بحر روم کے جزائر کو بھی فتح کرلیا اور حجاز کا منارکا اویکا کو فتح کر کے اسلامی حکومت کی توسیع کی۔ ان مقامات پر خوبصورت عمارتیں بنائی گئیں، صنعت و حرفت کو ترقی ہوئی۔

طارق کی سپہ سالاری اور ہسپانیہ کی فتح — اس زمانہ میں ہسپانیہ میں گوتھ بادشاہ ظلم کر رہا تھا بھاری ٹیکس کی وجہ سے تجارت، صنعت و حرفت ختم ہو چکی تھی۔ ملک میں مختلف حکومتیں تھیں غلاموں کی حالت بُری تھی۔ اخلاقی حالت بھی خراب تھی۔ یہودی لوگ بھی مصیبت میں مبتلا تھے یہ لوگ ہسپانوی اسلامی حکومت میں پناہ لیتے تھے۔ گورنر جولین جب روڈرک بادشاہ کے مظالم سے تنگ آگیا تو موسیٰ کے پاس آکر فریاد کی، موسیٰ نے ولید کی اجازت سے طارق کو روانہ کیا۔ طارق سات ہزار سپاہی لے کر آیا، تھیوڈ میر نے طارق کا مقابلہ کیا مگر طارق کی شجاعت نے اس کا کام تمام کردیا پھر طارق نے ٹولیڈو کی طرف پیش قدمی کی۔ اس کی مدد کے واسطے موسیٰ نے اور بھی فوج روانہ کر دی۔ یہ خبر سُن کر روڈرک نے ایک لاکھ فوج تیار کی اور مسلمانوں کے پاس صرف بارہ ہزار آدمی تھے گواڈلیٹ کے مقام پر مقابلہ ہوا۔ وٹیزا کے فرزند روڈرک سے علیحدہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ تک روڈرک نے مقابلہ کیا مگر طارق نے آخری حملہ ایسی شجاعت سے کیا کہ ہسپانیہ کی فوج کو بُری طرح شکست ہوئی۔ بادشاہ بھاگ رہا تھا کہ دریا میں ڈوب گیا۔ ایسیجا جہاں روڈرک کی فوجوں نے پناہ لی تھی کچھ مقابلہ کے بعد مطیع ہو گیا اس کے بعد ملاغہ۔ غرناطہ۔ کورڈوا پر بھی طارق کا قبضہ ہو گیا۔ طارق کی فتوحات کی خبر پاکر وائسرائے موسیٰ ملاقات کرنے آیا مگر ملاقات کے وقت دونوں میں ناچاقی ہو گئی۔ مگر جلد ہی دور ہو گئی پھر موسیٰ

اور طارق کی متحدہ فوجوں نے سارا گوسیا، تارگوان، بارسلونا وغیرہ پر قبضہ کیا۔ دو سال کے اندر ہسپانیہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ اس کے بعد پرتگال پر بھی اسلامی تسلط ہو گیا۔ تیاری کی گئی کہ فرانس میں ہو کر موسیٰ اٹلی جائے ہسپانیہ کے پہاڑی علاقوں کے عیسائیوں کے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور ان کو اوسطورہ پہاڑ کی طرف بھگا دیا۔ اس کے علاوہ باغیوں کی بیخ کنی کی۔ صرف پلیورہ گیا تھا خالد نے موسیٰ اور طارق کی واپسی کا حکم بھیجا یہ خالد کی زبردست غلطی تھی۔ موسیٰ نے اپنے بیٹوں یعنی عبدالعزیز کو نئے صوبہ کا والسرائے بنایا۔ عبداللہ کو افریقہ کا حکمران بنایا۔ عبدالملک کو مغرب الاقصیٰ کا گورنر بنایا۔ عبدالصالح کو جہازی بیڑہ کا کمانڈر بنایا۔ موسیٰ مناسب انتظام کرنے کے بعد دمشق کی طرف لوٹا۔ اسلامی حکومت نے پادریوں کے ظالمانہ اختیارات ختم کر دیئے۔ جزیہ کم ہو گیا۔ عورت۔ بچہ لنگڑا اندھا۔ بیمار غلام کو ٹیکس سے بری کیا گیا۔ سپاہی زیادتی نہیں کر سکتے تھے مذہبی آزادی دیدی گئی۔ سرکاری عہدے بلا امتیاز مذہب و قوم سب کے واسطے کھول دیے گئے۔ غلاموں کو آزاد کیا گیا۔ رحم و انصاف کیا گیا۔ انتظام کی سہولت کے واسطے ہسپانیہ کو چار صوبوں میں بانٹا گیا۔ فتوحات بڑھ جانے کے بعد ایک پانچواں صوبہ بھی بنا دیا گیا۔ موسیٰ کے لئے عبدالعزیز نے فاتحوں اور مفتوحوں کے تعلقات کو شادی بیاہ کر کے مضبوط کیا۔ اس نے رودڑک کی بیوہ الگونا یعنی ام عاصم سے شادی کی ہسپانیہ میں صنعتی، تجارتی، فن تعمیر اور علم و ہنر کی ترقی ہوئی۔

ولید کا انتقال اور اس کے کام — ولید بدقسمتی سے موسیٰ اور طارق کی ملاقات کرنے سے پہلے نو سال ۷ مہینے حکومت کرنے کے بعد ۷۱۵ء میں مر گیا۔ مرنے سے پہلے اس نے یہ بھی کوشش کی تھی کہ اس کا بیٹا تخت کا جانشین ہو مگر اس مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ اس نے دمشق میں ایک جامع مسجد بنوائی، مدینہ اور بیت المقدس کی مسجدوں کو بڑھوایا اس نے شہروں اور قصبوں میں نئی مسجدیں بنوائیں۔ قلعے۔ سڑکیں۔ مدرسے اور شفا خانے بنوائے۔ یتیم خانہ اور پاگل خانہ بھی بنوائے گئے۔ غریبوں اور لاچاروں کو وظیفہ ملتا تھا وہ غلہ کے نرخ کی خبر رکھتا تھا اور بازار کا گشت کرتا تھا۔ اس کے زمانہ میں علم و ادب، صنعت و حرفت کو ترقی ہوئی۔

۱۷۔ قسطنطنیہ کا محاصرہ اور سلیمان پر طائرانہ نگاہ :

ولید کا جانشین سلیمان ہوا۔ فیاض، عیش پسند اور منصف مزاج شخص تھا اس نے ان قیدیوں کو رہا کر دیا جن کو حجاج نے قید کر رکھا تھا۔ اس نے حجاج کے ٹیکس کلکٹروں کو برطرف کر دیا اس نے مضریوں کو تباہ کر ڈالا جنہوں نے جانشینی کے سلسلہ میں ولید کی مدد کی تھی۔ حمیریوں اور یمنی کا پھر زور ہو گیا انہوں نے حجاج کے مظالم کا بدلہ لیا۔ یزید بن مہلب نے حجاج کے حمایتوں کا ناک میں دم کر دیا۔

موسیٰ اور طارق افلاس اور تنگدستی میں وفات پا گئے۔ عبدالعزیز بن موسیٰ کو قتل کیا گیا محمد بن قاسم پر سختیاں کی گئیں۔ اسپین کے مسلمانوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ افریقہ میں موسیٰ کے بھتیجے ایوب بن حبیب کی چند ماہ کی گورنری کے بعد الحر کو مصری سردار بنایا گیا۔ گورنری کا تقرر اسپین کے دربار میں ہوتا تھا مگر کبھی وائسرائے بھی کر دیتا تھا۔ اس طرح دو عملی پالیسی سے بدنظمی پیدا ہو گئی الحر تین سال گورنر رہا اور بہت سی فتوحات کیں۔

قسطنطنیہ کا محاصرہ — وابق کے مقام پر سلیمان ایک رومی جرنیل سے ملا۔ الیسورین لیو نے رومی جرنیل کی باتوں میں آ کر مسلمہ کی ماتحتی میں ایک فوج قسطنطنیہ فتح کرنے کے واسطے بھیجی مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کیا۔ سلیمان کے بیٹے نے تھریس اور اس کے صدر مقام پر قبضہ کر لیا۔ مسلمہ سے رومیوں نے درخواست کی کہ خراج لے کر محاصرہ ختم کیا جائے لیکن نامنظور کی گئی اسی زمانہ میں رومیوں نے لیو کو تخت نشین کر دیا۔ اور مسلمانوں سے چھپ کر قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھ گیا۔ یہ دغاباز مسلمانوں کے مقابلہ پر ڈٹ گیا۔ اور مسلمانوں کا سامان رسد ختم کرا دیا سلیمان کے سپاہیوں کو سخت تکلیف پہونچی لیکن پھر بھی محاصرہ جاری رکھا لیکن سلیمان نے مسلمہ اور اس کی فوج کی کافی مدد نہیں کی اور آخر میں اس کی فوج کو ناکامی ہوئی۔

اس کے بعد یزید بن مہلب نے طبرستان اور بوستان کو فتح کر لیا۔ ان علاقوں کے بادشاہ عرب سلطنت پر حملہ کرتے رہتے تھے ان کے قلعے بہت مضبوط تھے ان کی تسخیر کے خیال سے سلیمان خود بھی فوج لے کر روانہ ہوا لیکن وہ دابق ہی پہنچا تھا کہ مر گیا اس نے دو سال ۵ ماہ حکومت کی۔ سلیمان کا بیٹا ایوب پہلے ہی مر گیا تھا اور داؤد کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ ایسے حالات میں

سلیمان نے اپنے چچا زاد بھائی عمر اور اس کے بعد یزید بن عبد الملک کو جانشین نامزد کیا۔

سلیمان کا کردار ۔ یہ دوستوں کے ساتھ مہربانی کرتا تھا۔ دشمنوں کو نہیں بخشتا تھا۔ عیش و آرام کی زندگی گزارتا تھا۔ وقت ضرورت مستعد اور ہوشیار ہو جاتا تھا۔ حجاج کے قیدیوں کو رہا کرنے کی وجہ سے اس کو مفتاح الخیر کہتے ہیں۔ اس نے ضرورت مندوں کو رقمیں بھی دیں۔

۱۸۱۔ السمح بن مالک کے حوالہ کے ساتھ عمر ثانی بن عبد العزیز کا مختصر جائزہ:

عمر ثانی کی ماں خلیفہ ثانی کی پوتی تھی۔ رحم دلی، منصف مزاجی، سچائی، سادگی اس کے اندر موجود تھی۔ اس کی بیوی عبد الملک کی بیٹی تھی۔ وہ مفلسوں، بیماروں، مظلوموں، ضعیفوں، بے روزگاروں، بے وطنوں اور لاچاروں کی فکر میں اکثر رویا کرتا تھا۔ اس نے شاہی خزانہ میں اضافہ کیا۔ اس نے عیسائیوں اور یہودیوں کے گرجے اور معبد واپس کر دئے۔ فدک کا باغ آنحضرت کی اولاد کو واپس کر دیا۔ وہ اخلاق کی تعلیم پر زور دیا کرتا تھا۔ اس نے حجاج کے ٹیکسوں کو ہلکا کر دیا۔ جاہل خارجی بھی اس کو حکمراں مانتے تھے۔ وہ فتح کئے ہوئے علاقوں کا حسن و خوبی کے ساتھ انتظام کرتا تھا۔ صنعت و حرفت کو ترقی دی گئی۔ گورنروں کو ہدایت تھی کہ وہ باقاعدہ رپورٹ بھیجا کریں۔

یزید بن مہلب سے اس کو نفرت تھی۔ اس کی خیانت دیکھ کر عمر نے اس کو حلب کے قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ اس نے اپنے افسروں کو انصاف، فیاضی، نرمی اور رعایا کے آرام کی فکر کی تاکید کی تھی۔ وہ اصلاح کرنا چاہتا تھا مگر تلوار اٹھانے کے بالکل خلاف تھا۔ عمر نے اسپین کی بد امنی دیکھ کر الحر کو گورنری سے برطرف کر دیا۔

السمح بن مالک ۔ یہ خولان کے قبیلہ سے تھا۔ عمر نے الحر کی جگہ السمح کو مقرر کیا۔ اس میں انتظام کرنے کی لیاقت تھی۔ اچھا سپہ سالار بھی تھا۔ اس نے مردم شماری کی۔ اس نے ایک کتاب میں دریا، پہاڑ، شہر، سمندر، زمین اور پیداوار کے حالات لکھے۔ پل، جامع مسجد بنائے گئے۔ اس نے عیسائی باغیوں کو شکست دی۔ گران کو بھگا دیا۔ ناربون نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اُس کے بعد شہر تولوز کی طرف روانہ ہوا اور محاصرہ کیا۔ لیکن آخری حملہ کرنے سے قبل ایکوٹین کا نواب اپنی لاتعداد فوج لے کر آ گیا۔ دو دشمنوں میں گھر کر بھی مسلمانوں نے ہمت سے کام لیا۔ نہایت خونخوار اور گھمسان کی جنگ ہوئی۔ اتفاق سے تیر السمح کی گردن میں لگا اور وہ گر پڑا۔ اس کے بعد عبد الرحمٰن نے سپاہیوں کو ہمت

دلائی اور ایسی شجاعت دکھائی کہ دشمن بھی حیرت زدہ تھے۔

عمر کو جانشینی کی رسم سے بیزاری تھی۔ اس نے پکا ارادہ کیا کہ اس رسم کا خاتمہ کردے اس کے ارادہ کو دیکھ کر اموییوں نے اس کو مار ڈالنے کی ٹھان لی چنانچہ جنوری ۷۲۰ء میں عمر کو دیرسوان کے مقام پر قتل کر دیا گیا۔

۱۹۔ عبدالملک کے بارے میں معلومات عامہ اور عباسیہ تحریک:

عمر کے انتقال کے بعد یزید بن عبدالملک تخت پر بیٹھا۔ یزید مضریوں کے ساتھ ہمدردی رکھتا تھا۔ اس کے عہد میں حمیروں پر زیادتیاں ہوئیں۔ یزید بن مہلب نے یزید بن عبدالملک کی بیوی پر بڑا ظلم کیا تھا۔ جب یزید بن مہلب نے سنا کہ عمر بیمار ہے تو وہ سمجھ گیا کہ یزید بن عبدالملک اس کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا۔ اس نے زندان کے محافظوں کو رشوت دی اور عراق کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں اس نے اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملا کر بغاوت کر دی۔ یزید بن عبدالملک نے اس بغاوت کو ختم کرنے کے واسطے مسلمہ اور عباس بن ولید کو روانہ کیا۔ اقرا کے میدان میں مقابلہ ہوا اور باغیوں کو شکست ہوئی۔

یمنی اور مضری ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ سارے عرب میں طوفان مچا رکھا تھا۔ بادشاہ اور اس کے مشیروں کی نالائقی سے حالت اور بھی ابتر ہو گئی آذر بائیجان کی مہم میں شکست ہوئی نئے گورنروں کے مظالم کی وجہ سے بغاوتوں کا بازار گرم ہو گیا۔ ان کو بڑی دقت سے ختم کیا گیا ایشیائے کوچک میں تھوڑی سی کامیابی حاصل ہوئی۔ افریقہ میں بربروں پر ظلم ہوا تو انہوں نے بھی بغاوت شروع کر دی ہسپانیہ میں قبیلے حسد اور کینہ کی وجہ سے ہنگامہ کرنے لگے۔ یزید نے یمن پر دوبارہ ٹیکس لگا کر یمن کے تمام لوگوں کو طیش دلایا۔ اس طرح سلطنت میں ہر طرف شورش ہو رہی تھی مگر یزید عورتوں کے ساتھ عیش میں مست تھا۔ حبابہ کی موت کا تو یزید کو اتنا رنج ہوا کہ وہ اس غم میں جنوری ۷۲۴ء میں خود ہی مر گیا۔ اس بادشاہ نے ایک نیک کام یہ کیا کہ جب ایک گورنر نے ایک عورت کے مال کو اپنے قبضہ میں زبردستی لینا چاہا اور اس عورت نے یزید سے شکایت کی تو یزید نے اس گورنر کو سزا دی اور اس کو عہدہ سے برطرف کر دیا۔

عباسیہ خاندان کا خاص حوالہ ۔ عباس داعی نے زور پکڑا۔ ان کو دبانے کی کوشش کی گئی مگر پھر بھی یہ خاموشی سے اپنی تحریک چلاتے رہے۔ انہوں نے اپنے ہم خیال بھی پیدا کر لئے۔ اس تحریک نے اتنی ترقی کی کہ ایران میں بنی امیہ کے خاندان کو ختم کرنے کی سازشیں ہونے لگیں یزید کے خلاف بغاوتوں اور اس کے مظالم نے عباسیوں کو ابھرنے کا اور بھی موقع دیا۔ لوگ آل محمد کو ان کے حقوق دلوانے کے واسطے خواہشمند تھے۔ ایسے حالات میں بنی عباس نے اپنے حقوق مانگے۔ یہ لوگ حضرت عباس کی نسل سے تھے جو آنحضرت کے چچا تھے ان کے چار لڑکے تھے یعنی عبداللہ۔ فضل۔ عبیداللہ۔ قیسان۔ یہ چاروں جنگ جمل اور صفین میں شامل تھے۔ عبداللہ کو ابن عباس بھی کہتے ہیں۔ یہ حضرت علی کی فوج کے سپہ سالار رہا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت حسین کے غم میں طائف میں وفات پائی انہوں نے بھی اپنے بیٹے کا نام علی رکھا۔ علی کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا محمد جانشین ہوا۔ عباسیوں کو داعی کہتے ہیں انھوں نے خاندان محمد کے واسطے کوشش کی۔

محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے سلسلہ وار اپنے بیٹوں کو یعنی ابراہیم عبداللہ۔ ابوالعباس السفاح اور عبداللہ ابوجعفر کو اپنا جانشین بنایا اور بنی عباسیوں کی تحریک جاری رہی۔

۲۰۔ ہشام کے عہد حکومت کے خاص خاص تاریخی واقعات اور اس کے مختلف گورنروں کا کام :

یزید بن عبدالملک کی موت کے بعد ہشام بن عبدالملک تخت نشین ہوا۔ حالات خراب تھے خارجی بغاوت پر تلے ہوئے تھے۔ عباسیوں کے داعی بھی اپنی تحریک سرگرمی سے چلا رہے تھے۔ اندرونی بدنظمی اور مظالم سے رعایا بھی پریشان تھی۔ ہشام نے حالات کو کس قدر بہتر بنانے کی کوشش کی سوسائٹی کو بھی ٹھیک کیا۔ ہشام میں یہ کمزوری تھی کہ وہ تنگدل تھا۔ کسی پر اعتبار نہیں کرتا تھا۔ رپورٹوں کی تحقیق خود نہیں کرتا تھا۔ گورنروں کو جلدی جلدی بدلتا رہتا تھا۔ ہشام کے زمانہ میں خالد بن عبداللہ القسری نے دانائی سے کام کیا۔ اس کے زمانہ میں مضریوں اور حمریوں مگر نہیں ہوئی۔ اس نے فیاضی اور منصف مزاجی سے کام کیا۔ مگر متعصب لوگوں نے اس پر بھی حملے شروع کر دیئے مگر ہشام نے اس طرف دھیان نہ دیا۔ ہشام کی تخت نشینی کے کچھ دنوں بعد مضریوں میں اور حمریوں

میں خوب ٹکر ہوئی جو بڑی دقت کے ساتھ دبائی گئی۔ اس کے علاوہ ملک سعد کے لوگوں نے بھی بغاوت کر دی ان کے ساتھ ترکمان قبیلے بھی مل گئے۔ خالد جو عراق کا وائسرائے تھا اس نے اپنے بھائی اسعد کو روانہ کیا اسعد نے باغیوں کو فرغانہ سے نکال دیا۔ اس کے بعد اسعد ترکمانوں کے قبیلہ کے سردار خاقان کی طرف روانہ ہوا۔ اسعد یہاں کی سردی برداشت نہ کر سکا صرف اس کو کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اس نے سپاہیوں کو واپس روانہ کر دیا۔ پھر ترکمانوں نے فتنہ شروع کر دیا۔ اسلامی گورنر نے مسلمانوں کو جمع کر کے ترکمان کو ختم کر ہی رہا۔ اس کے بعد اسعد کی وفات ہوگئی۔ اس کے بعد نصر بن سیار گورنر ہوا سعدی لوگ ترکمان کے علاقوں سے واپس آ کر اپنے گھروں میں آ گئے۔

مسلمہ ۔ یہ ہشام کا بھائی تھا اور آرمینا کا گورنر تھا اس کے زمانہ میں ترکوں نے ایران پر حملہ کیا اور آذربائجان میں تباہی مچائی لیکن شاہی فوجوں نے ان کو پسپا کیا۔ پھر خزری ترک آرمینا میں آ گئے اور لوٹ مار کی سعید الحرشی نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کو ہرا دیا اور یہ لوگ بھاگ گئے۔ لیکن ہشام نے سعید کو واپس بلا کر پھر مسلمہ کا تقرر کیا۔ ایک ہی سال بعد مسلمہ کی جگہ مروان بن محمد کا تقرر ہوا۔

مروان بن محمد ۔ اس نے خزریوں کو شکست دی۔ جارجیا پر قبضہ کیا پہاڑی قبیلوں کی بھی بیخ کنی کی۔ شمالی خانہ بدوشوں نے اس کا خوب مقابلہ کیا جنوبی عرب میں فتنہ اٹھا خارجیوں نے بھی زور پکڑا۔ افریقہ اور ہسپانیہ میں کچھ عرصہ تک امن رہا۔ جزیرہ سارڈینیا پر قبضہ کیا۔ سسلی کا کچھ حصہ فتح کیا۔

بربروں، خارجیوں اور سفری کی بغاوتیں ۔ شمالی افریقہ میں بربروں اور خارجیوں نے بغاوت کر دی تھی۔ مراکش میں سفری فرقہ ہنگامہ کر رہا تھا۔ یہ لوگ عاملوں کے مظالم سے پریشان تھے بربروں کو بھی انھوں نے اپنے ساتھ ملا لیا۔ انہوں نے طنجہ شہر پر قبضہ کر لیا قیروان تک پہونچے۔ سسلی میں ان کا مقابلہ کمانڈر سسلی کے بیٹے نے کیا۔ باغیوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ عربوں کا جانی و مالی نقصان بے حد ہوا۔ اس جنگ کو "غزوۃ الاشرف" کہتے ہیں۔

اس شکست سے شمالی افریقہ میں گڑبڑ ہوگئی اور ہسپانیہ بھی اس اثر سے نہ بچ سکا۔ یہاں کے لوگوں نے ہشام کے موقوف شدہ گورنر کو اپنا گورنر بنا لیا۔ ایسے حالات میں ہشام نے کلثوم کو روانہ کیا۔ لیکن جنگ میں کپتانوں کی ناچاقی کی وجہ سے پھر ناکامی ہوئی۔

حنظلہ ۔ ایسے حالات میں ہشام نے حنظلہ کو افریقہ کا گورنر بنایا۔ اس نے شہر کو مضبوط کیا۔ اسی زمانہ میں

بربریوں کی تین لاکھ فوج نے حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر حنظلہ اپنے لوگوں میں جوش و خروش پیدا کرنے لگا۔ اور عورتوں کی محفوظ (ریزرو) فوج بنائی۔ مسلمانوں نے ہمت سے کام لیا۔ لاتعداد بربری مارے گئے۔ حنظلہ کی فتح ہوئی۔ حنظلہ نے امن قائم کیا۔ عدل اور انصاف سے کام کیا۔ اسی زمانہ میں اندلس بھی اسلامی حکومت کا حصہ تھا

گورنروں کے تبادلے ــ اس تبدیلی کی وجہ سے خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں۔ السمح کی شہادت کے بعد عبد الرحمٰن الغافقی سردار بنایا گیا۔ عبد الرحمٰن کو کچھ ہی مہینے ہوئے تھے کہ عنبسہ کو وائسرائے بنا دیا گیا عبد الرحمٰن نے اپنی خوبیوں کی وجہ سے مفسدوں کو دبائے رکھا تھا۔

عنبسہ ــ عنبسہ نے فرانس کی طرف کوچ کیا۔ اس نے کچھ علاقے فتح کئے اس نے کچھ معاہدے بھی کئے۔ وہ اپنی سپاہیانہ ترکیبوں کی وجہ سے کامیاب رہا کرتا تھا۔ افرنجی لوگوں کے ساتھ اس نے اچھا سلوک کیا تھا۔ اس لئے ان لوگوں نے یہ کوشش کی کہ ان میں اور عربوں میں میل جول پیدا ہو جائے۔ عنبسہ کوہ پیرنیز کے دروں میں باغیوں میں پھنس کر شہید ہو گیا۔

ہشیم ــ عنبسہ کی موت کے بعد پھر بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ ہشیم کی گورنری میں بغاوتوں کے دبانے کی کوشش کی گئی۔ لیون، ہیگن، شالوں وغیرہ فتح کئے گئے لیکن عربوں کی آپس کی خانہ جنگیوں کی وجہ سے ان مقامات پر زیادہ عرصہ تک قبضہ نہیں رہ سکا۔ ہشام کے مرنے کے بعد عبد الرحمٰن الغافقی کو اندلس کا گورنر بنایا۔

عبد الرحمٰن ــ فوجی لیاقت، رعب، رحمدلی، فیاضی، شرافت اور انصاف کی خوبیوں کا مالک تھا اس نے ظالم افسروں کو الگ کر کے لائق افسر مقرر کئے۔ ہر قوم اور مذہب کے ساتھ مساوات کا سلوک کیا مالی و ملکی انتظام حسن و خوبی سے کیا۔ عبد الرحمٰن کے زمانہ میں منوزہ نے اپنے خسر سے مل کر بغاوت کر دی۔ فوراً عبد الرحمٰن نے ایک فوج بغاوت کے دبانے کے واسطے روانہ کی۔ بغاوت فرو ہوئی۔ باغی کو گرفتار کر کے مار گیا باغی کی بیوی کو دمشق روانہ کیا گیا جہاں اس نے ہشام کے لڑکے سے نکاح کر لیا۔

اس شکست سے عیسائی علاقے جوش میں آ گئے اور عبد الرحمٰن فرانس پہنچا ارس شہر میں آیا مقابلہ کیا اور عربوں نے ہمت اور شجاعت کے جوہر دکھائے اور شہر پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد بورڈو۔ برگنڈی وغیرہ بھی فتح ہو گئے اس کے بعد فرانس کے صدر مقام کا رخ کیا گیا۔ اکٹین کے حاکم نے چارلس سے مدد مانگی اور چارلس نے مدد دی وہ لاتعداد وحشی ساتھ لے کر جنوب کی طرف پہنچا۔

جنگ ٹورس — عرب سپہ سالار نے جب چارلس کی فوج دیکھی تو اس نے دریا کنارے سے ہٹ کر ٹورس اور پوئٹیرز کے درمیان اپنی پوزیشن کو ٹھیک کیا۔ قبائلی دستے مال غنیمت جو شمال سے ملا تھا لیکر واپس جانا چاہتے تھے۔ فوجی دستوں میں بڑی بے چینی تھی۔ چارلس کی فوج نے دریا کو چھوڑ کر پوزیشن قائم کی تھی۔ کچھ دنوں تو چھوٹی لڑائیاں رہیں آخر میں نویں دن اور دسویں دن خوب لڑائی ہوئی مسلمانوں کی فتح قریب ہی تھی کہ اس خبر نے کہ "عرب کیمپ خطرہ میں ہے" معاملہ بگاڑ دیا۔ سپاہی مال غنیمت بچانے کے لئے دوڑے۔ عبدالرحمٰن نے ان کو روکنے کی کوشش کی مگر بیکار ثابت ہوئی۔ عربوں کا سپہ سالار زخم کھا کر ہلاک ہوگیا۔ رات کو عرب کیمپ میں جرنیلوں میں ناچاقی ہوگئی۔ فوج کو ہٹا لیا گیا۔ صبح کو چارلس نے عرب کیمپ کو خالی پایا تو بہت خوش ہوا۔ زخمی عرب جو نہ جا سکتے تھے نہایت بے رحمی کے ساتھ مار دیئے گئے۔ چارلس نے عربوں کے تعاقب کی ہمت نہیں کی۔ ٹورس کے میدان فتح کئے ہوئے کھو دیئے۔ اس جنگ میں بہت سے لوگ شہید ہوئے اس جنگ کو "بلاط الشہید" کہا جاتا ہے۔

عبدالملک بن قطان — ٹورس کی جنگ کے بعد عبدالملک کو گورنر بنایا گیا۔ اس نے اراگون اور نیور کی طرف کوچ کیا۔ بغاوتوں کو دبایا لنگوڈوک کے عربوں میں قوت پیدا کی۔ اس کے بعد رائن کو پار کیا اور سینٹ ریمی پر قبضہ کیا۔ پھر ارگستان بھی فتح ہوگیا لیکن اپنے مظالم کی وجہ سے عبدالملک کو معزول کیا گیا اس کے بجائے عقبہ کو مقرر کیا گیا۔

عقبہ — منصف مزاج اور مستقل مزاج تھا اس نے بہت سے ضلع بنائے۔ جنگ کے سامان تیار کیے۔ ان سے سینٹ پال ٹرائیشں شیٹو اور دونذیر۔ ویلس ریولیون وغیرہ پر قبضہ کیا اور فرانس کے دارالخلافہ پر حملہ کی تیاری کی۔ چارلس نے لومبارڈی کے بادشاہ سے مدد مانگی (لیوٹی پرانڈ اس کا نام تھا) اس کا بھائی وحشیوں کی فوج لے کر آیا۔ باسک اور گاسکن کے لوگوں نے بھی پرنیز کے راستے بند کر دیئے۔ اس طرح عرب چاروں طرف سے گھر گئے اور گناکستان پر چارلس کا قبضہ ہوگیا۔ تور بون کا محاصرہ ہوا۔ محصورین نے ہمت سے مقابلہ کیا اور چارلس نے محاصرہ اٹھا لیا لیکن اس نے عربوں کو آگے بڑھنے سے روکنے کی غرض سے لائیر کے جنوبی علاقہ کو ویرانہ کر دیا ان علاقوں کی رونق کو بے دردی کے ساتھ ختم کر دیا۔

ہسپانیہ — افریقہ کی بدامنی نے ہسپانیہ کے بھی حالات خراب کر دیئے۔ عقبہ کے خلاف بغاوت ہوئی اور باغیوں نے اس کو گرفتار کر کے مار دیا۔ عبدالملک نے حکومت خود سنبھالی۔ اس کے بعد عبدالملک اور

بلج نامی شخص میں لڑائی ہوئی اور عبدالملک کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد عبدالملک کے بیٹے اور بلج میں لڑائی ہوئی تو یہ دشمن بھی زخم کھا کر مر گیا۔ شامیوں نے ثعلبہ بن سلامہ کو اندلس کا گورنر بنا دیا اور خانہ جنگی جاری رہی۔ ہسپانوی مسلمانوں نے عبدالملک کے بیٹوں کا ساتھ دیا۔ نوربون کا کمانڈر فوج لے کر عبدالملک کے بیٹوں کی مدد کو آیا۔ بربر اپنا راگ خود الاپ رہے تھے۔ ہسپانیہ میں بدامنی پھیل گئی۔ افرنجی اس تاک میں تھے کہ عرب آپس میں لڑ کر کمزور ہوں تو ہم ان کو ختم ہی کر دیں۔

خالد اور عراق ۔ عراق کا گورنر خالد تھا۔ لیکن اس کے بہت سے دشمن ہو گئے تھے۔ ہشام سے شکایت کی گئی کہ خالد ہاشمیوں پر مہربانی کرتا ہے اس کے علاوہ خالد کے بارے میں ہشام کا خیال تھا کہ خالد نے کافی روپیہ جمع کر لیا ہے۔ چنانچہ خالد کو عراق کی گورنری سے علیحدہ کر دیا اس کی جگہ یوسف بن عمر کو دی گئی یہ معزی تھا۔ یوسف نے ہاشمیوں پر ظلم کئے لیکن ہشام نے کچھ تدارک نہیں کیا۔

زید ۔ حضرت حسین کے پوتے تھے انہوں نے حضرت ہشام سے فریاد کی۔ ہشام نے ان کی توہین کی یہ پھر کوفہ آئے اور بغاوت کی۔ ان کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی ان کو مار دیا گیا اور ان کی نعش کی بے عزتی کی گئی۔ زید اور ان کے ساتھی تین خلفاؤں کو جائز سمجھتے تھے لیکن کچھ اہل کوفہ نے ان کو جائز خلیفہ ماننے سے انکار کر دیا زید کا بیٹا یحییٰ تھا یہ خراسان چلا گیا۔ زید کے مرنے سے عباسیہ تحریک اور بھی زور پکڑ گئی۔

ابومسلم ۔ ابومسلم اصفہانی تھے۔ مگر عرب نسل کا خون ان کی رگوں میں تھا انہوں نے بنی امیہ کے زوال میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ حضرت عباس کے پوتے محمد کی خواہش تھی کہ بنی امیہ کے بجائے آل محمد کو خلافت مل جائے محمد نے اپنے بڑے لڑکے کو وصیت کی وہ اس کی خواہش کو پورا کرے۔ ابومسلم نے محمد کی ملازمت کی تھی اور محمد نے اس کو موزوں شخص سمجھ کر خراسان میں عباسیہ تحریک کی اشاعت کے واسطے روانہ کر دیا تھا ہشام کی موت نے ابومسلم کے حوصلہ کو اور بھی بڑھا دیا۔

ہشام کی موت ۔ ہشام ربیع الثانی ۱۲۵ھ میں اضافہ کے مقام پر انتقال کر گیا۔

۲۱۔ ہشام کے جانشینوں کے تاریخی حالات :

ہشام کا جانشین ۔ اس کا پہلا جانشین اوباشی شراب خواری اور عیش میں اپنی زندگی گذارتا تھا یہ اپنے چچا کی زندگی میں ہی ارس چلا گیا تھا۔ چچا کی موت کی خبر پاکر دمشق آیا۔ اس نے

اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کی اور ان پر ظلم بھی کیا۔ شروع میں اس نے غریبوں کو وظیفے دئے تاکہ وہ اس سے خوش رہیں۔ اس نے خالد کو یوسف کے پاس بھیج دیا اس نے اس کو قتل کروا دیا۔ یحییٰ نے در در پھرنے کے بعد خودکشی کر لی اور اس کے سر کو جسم سے علیحدہ کر کے اس کی بے عزتی کی۔ اس کے قتل کی وجہ سے بڑا ہنگامہ بپا ہوا اور بنی امیہ خاندان کو ختم کرنے کی تحریک زور پکڑ گئی۔

ہسپانیہ ۔ یہاں پر مغری لوگ باغی ہو گئے اور بربروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا لیکن ثعلبہ نے ان کو پسپا کیا اور ان کو پھانسی دی گئی۔ اس کے بعد حسام کو امن قائم کرنے کے لئے روانہ کیا گیا جیسے حسام اندلسیہ میں داخل ہوا تمام پارٹیوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد یہ شام چلا گیا (حسام) الوالحطار کے عہد میں بغاوت پھیل گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے حمیریوں کی طرفداری کی اور مغریوں کی ذلت و توہین کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خونریزی ہونے لگی اور حسام کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ مغریوں نے ثوابہ بن سلامہ کو گورنر بنایا اس کی گورنری کے بعد یوسف کا تقرر ہوا اور اس کے زمانہ میں ان دونوں قبیلوں میں جنگ و جدال نہ ہوئی۔ یوسف نے دس سال تک حکومت کی۔ اس کے عہد میں عبدالرحمٰن نے جو ناربون کا گورنر تھا بغاوت کی لیکن اس کو دھوکہ سے قتل کر دیا گیا اسی طرح اور لوگوں نے بھی بغاوتوں کا بازار گرم رکھا لیکن یوسف نے ان بغاوتوں کو کامیابی کے ساتھ روکا وہ اپنی مستقل مزاجی و دانائی اور انتظامی قابلیت کی وجہ سے کامیاب رہا۔

لنگ ڈوک سیپٹی مانیا ۔ یوسف تو اپنے دشمنوں کے دبانے میں لگا ہوا تھا اس سے وحشیوں کے قبیلے نے فائدہ اٹھایا اور لنگ ڈوک سیپٹی مانیا پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے شہر مسجدیں اور شفاخانہ مدرسے وغیرہ تباہ کر دیئے اور مردوں عورتوں اور بچوں کو بے رحمی سے قتل کیا۔ ایک دوسری بلا یہ نازل ہوئی کہ قحط پڑ گیا اور بہت سی جانیں گئیں۔ اس کے بعد ان وحشیوں نے ناربون کا محاصرہ کر لیا محاصرہ کافی دنوں تک رہا۔ ایک دن پہرے والوں کو غافل پا کر شہر کے اندر داخل ہو گئے اور بغیر مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کو بے رحمی کے ساتھ قتل کرنا شروع کر دیا۔

خلیج بسکے کے کنارے کے علاقے ۔ ان علاقوں میں بھی باغیوں نے سر اٹھایا اور حنظلہ کے زمانہ میں ان علاقوں میں امن و سکون تھا اور عدل و انصاف سے حکومت ہوتی تھی۔ عبدالرحمٰن بن حبیب کی دغابازی اور لالچ نے ان علاقوں میں بھی گڑبڑ پیدا کر دی۔ اس نے ٹیونس میں بغاوت کی۔

اور ان علاقوں کی مشہور ہستیوں کو قید کر لیا۔ اس نے حنظلہ سے کہا کہ اگر وہ اس پر حملہ کرے گا تو سارے قیدیوں کو مار ڈالا جائے گا۔ حنظلہ کو خون سے نفرت تھی اس لئے وہ ایشیا کی طرف چلا گیا اس کے بعد عبد الرحمٰن بن حبیب نے یہاں پر حکومت کی۔

ولید ثانی کے خلاف بغاوت ۔ ولید ثانی کے متعلق مورخین کا خیال ہے کہ وہ سلطنت کے معاملہ سے بے خبر رہتا تھا۔ اس عیاشی کی وجہ سے اس کے رشتہ دار بھی ناراض تھے۔ حمیری لوگ اس سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ خالد کے قتل پر اس نے چشم پوشی کی تھی۔ حمیری لوگوں نے یزید کی سرکردگی میں بغاوت کر دی۔ یزید عبد الملک کا پوتا تھا اور ولید اوّل کا بیٹا تھا۔ دمشق والوں کو بھی باغیوں نے اپنے ساتھ ملا لیا۔ ولید ثانی قلعہ میں محصور ہو گیا اور اس کو اسی محل میں قتل کر دیا گیا۔

یزید ثانی ۔ ولید ثانی کی موت کے بعد یزید ثانی تخت نشین ہوا۔ اس میں زہد۔ سخاوت سچائی اور مذہبی پابندی کی خوبیاں تھیں ۔ سرحدوں کو مضبوط کیا۔ شہروں کی حفاظت اور ٹیکس میں کمی کرنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانا چاہتا تھا۔ لیکن ملک کی ابتری نے موقع نہ دیا۔ حمص اور فلسطین میں بغاوتوں کا زور تھا۔ مروان جو آرمینیا کا گورنر تھا یہ سوچ کر ولید کے کسی بیٹے کو تخت نشین کر دے اس نے ولید ثانی کے لڑکوں اور یوسف کو قید میں ڈال دیا اور یوسف کی جگہ عبد اللہ بن عمر ثانی کو دی مگر خراسان کے گورنر نے نہ تو عبد اللہ کے حکم کو مانا اور نہ یزید ثالث کی خلافت کو مانا یزید ثالث نے سپاہیوں کی تنخواہیں کم کر دیں اور اس کی فوج بھی خلاف ہو گئی وہ چھ ماہ حکومت کرنے کے بعد مر گیا۔

ابراہیم اور مروان ۔ یزید ثالث کے بعد ابراہیم تخت پر بیٹھا۔ اس کے زمانہ میں مروان ولید کے بیٹوں کو رہا کرانے کی غرض سے دمشق گیا۔ عین الجار کے مقام پر ابراہیم کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ مروان اپنے تجربہ کار سپاہیوں کی وجہ سے ابراہیم پر غالب آیا۔ مروان جب دار السلطنت میں پہونچا تو ابراہیم اور اس کے ساتھی ولید کے بیٹوں کو قتل کر کے بھاگ گئے خالد کے قاتل کو بھی قتل کر دیا گیا خوب لوٹ مار کی گئی۔ یزید ثالث کی نعش کو قبر سے نکال کر بے حرمتی کی گئی اور اس کی قبر کو بھی تباہ و برباد کر دیا۔

ادھر دمشق میں مروان کی آمد سے لوگ بہت خوش ہوئے۔ اُس کو تخت پر بیٹھا کر لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔

۲۲۔ مروان ثانی کے عہد حکومت کے واقعات اور ابو مسلم و عباسی تحریک:

مروان ثانی ــــ اس نے خانہ بدوش وحشیوں کو پسپا کیا اس کو اپنے سپاہیوں کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔ اس کو قدیم تاریخ کا بڑا شوق تھا اور وہ حسد کرنے والا آدمی تھا۔ اس نے یمنیوں کے ساتھ سختی کی جس کی وجہ سے وہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگے۔ شاعروں کی ہجوؤں نے اور بھی کام بگاڑ دیا۔ حمیری اور مضری ایک دوسرے کے گلے کا ہار ہو گئے۔

مغربی ایشیا میں حالات ٹھیک نہیں تھے۔ نا اہل لوگوں کا اقتدار تھا۔ حمص اور فلسطین میں بغاوت ہونے لگی خارجی لوگ بنی امیہ کی حکومت کے خلاف باغیوں کو ابھارنے لگے۔ ان لوگوں نے حجاز، یمن اور عراق پر شورش کر دی۔ مروان نے سب سے پہلے حمص اور فلسطین پر حملہ کر کے بغاوتوں کو فرو کیا اس کے بعد خارجیوں سے لڑائیاں ہوئیں۔ خارجیوں نے ابو حمزہ کی ماتحتی میں مدینہ کو فتح کیا۔ مروان نے ان لوگوں کو دریائے فرات کے پاس بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ مروان کے نائب نے خارجیوں کو حجاز اور یمن سے نکال دیا۔ اس طرح امن ہو گیا۔ اس کے بعد مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو مشرق کا والسرائے بنایا اور انتظام سلطنت اپنے بیٹوں کے سپرد کر کے ایران چلا گیا۔

ابو مسلم اور عباسی تحریک ــــ جب حمیری اور مضری آپس میں لڑ رہے تھے تو عباسیہ کو فروغ کا موقع ملا۔ اس تحریک کا سرغنہ ابو مسلم تھا۔ اس کی خوشی و رنج کا اظہار اس کے چہرہ سے نہیں ہو سکتا تھا۔ اس میں ملکی اور فوجی انتظام کی لیاقت موجود تھی۔ یہ حمیریوں اور مضریوں دونوں کو بھڑکا دیتا اور ملتا تھا۔ اس کی اس پالیسی نے اس کی کافی مدد کی۔ عباسیوں کے عروج کے اور بھی کئی اسباب تھے۔ سب سے بڑی وجہ تو امیہ بادشاہ کا غلط رویہ تھا۔ حاکم اور محکوم ایک دوسرے سے بالکل الگ تھے۔ نہ ایک دوسرے میں ہمدردی اور نہ خلوص تھا۔ محکوم کو حقیر سمجھا جاتا تھا۔ چھوٹے عہدے ایرانیوں کو دئے جاتے تھے اور اعلیٰ عہدے ان کو نہیں دئے جاتے تھے اس طرح مساوی حقوق نہیں تھے اس کے علاوہ مفتوح اقوام کو سوشل مجمعوں میں شامل نہیں کیا جاتا تھا۔ ایرانی لوگ یہ سمجھنے لگے کہ ہمارے ساتھ بے انصافی ہو رہی ہے۔ اہل بیت کے حقوق کی نگرانی کے نعروں نے عباسیہ تحریک کو اور بھی

تقویت دی۔ ایک خرابی یہ بھی تھی کہ جو فریق بھی برسر اقتدار ہوتا وہ دوسرے فریق کو بالکل ہی خارج کر دیا کرتا تھا اور اس نزاع دونوں میں چلتی رہتی تھی۔ یہ تمام حالات عباسیہ تحریک کے موافقت میں تھے۔ خراسان کو ابو مسلم نے اس تحریک کا مرکز قرار دیا خراسان کا حاکم نصر تھا اور یہ اس بغاوت کو دبانے میں لگا ہوا تھا جو یمینیوں نے کرمانی کی سرکردگی میں کی تھی۔ ان حالات سے ابو مسلم نے فائدہ اٹھایا اور بغاوت کر دی۔ اہل بیت کے حقوق کی نگرانی ہاشمیوں کی نجات کو اس بغاوت کا مقصد ٹھہرایا بنی فاطمہ شریک ہو گئے۔ ایک سیاہ جھنڈا تیار کیا گیا اور اس تحریک کا فروغ ہوا۔ کرمانی کی موت کے بعد اس کے ساتھی بھی ابو مسلم سے مل گئے۔ ان سب نے مل کر نصر کو نکال دیا خراسان کے وائسرائے نے بادشاہ سے مدد مانگی تاکہ بغاوت کو دبایا جا سکے۔ بادشاہ نے فوجی امداد روانہ کر دی لیکن باغیوں نے خراسان اور فرغانہ پر پہلے ہی قبضہ کر لیا تھا ایسے حالات میں نصر کو بھاگنا پڑا۔ قحطبہ بن شبیب نے اس کا تعقب کیا تو پھر یہ جرجان بھاگا۔ وہاں اس کو باغیوں نے شکست دی پھر وہ فارس گیا لیکن راستہ ہی میں اس کی موت واقع ہو گئی۔

اُدھر مروان نے اس ہاشمی کا پتہ لگانے کی کوشش کی جس کی وجہ سے بغاوت ہوئی تھی جب اس کو معلوم ہوا کہ ابراہیم اس بغاوت کا بانی ہے تو ابراہیم اور چند دیگر آدمیوں کو اس نے نظر بند کر دیا ان میں عبداللہ بن عمر اور عباس بن ولید اول بھی شامل تھے۔ لیکن ابراہیم کی گرفتاری سے عباسیوں کی تحریک میں کوئی رکاوٹ نہیں پڑی۔ اب خاندان بن برمک بھی قحطبہ سے مل گیا۔ قحطبہ کے بیٹے حسن اور لفٹنٹ ابو عیون نے امیوں اور خارجیوں کو ملک سے بھگا دیا اسکے بعد قحطبہ نے ہناوند کا محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا۔

مروان نے عبداللہ بن مروان اور یزید وائسرائے عراق کے ماتحت فوجیں روانہ کیں۔ عبداللہ کی فوج کے مقابلہ کے لئے ابو عیون گیا اور قحطبہ خود یزید کی فوج سے بچتا ہوا عراق کی راجدھانی کی طرف چلا گیا۔ اس نے چکر کاٹ کر دریائے فرات کو پار کیا اور پھر دشمن سے مقابلہ کیا۔ خون ریز جنگ ہوئی اور امویوں کو شکست ہوئی لیکن قحطبہ بھی ڈوب کر مر گیا۔ مگر اس کے بیٹے حسن نے جنگ کو جاری رکھا اور کوفہ پر قبضہ کر لیا ادھر مروان نے ابراہیم کو ظالمانہ طریقہ سے مروا ڈالا اور دوسرے قیدی بھی مار دیے گئے۔ ابراہیم نے وصیت کی تھی کہ اس کے بھائی ابو العباس کو عباسی مسند دی جائے۔ ابو العباس نے انتقام لینے میں کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اس وجہ سے اس کو سفاح کہتے ہیں۔

ابوسلمہ کو آل محمد کا وزیر مقرر کیا گیا۔ عباسی تحریک کامیاب ہوئی تو ابو سلمہ اور حسن کی طرف سے خلیفہ کا اعلان ہوا جب لوگ جمع ہو گئے تو ابو سلمہ نے ابو مسلم کی تعریف کی اور اس کے بعد ابو عباس کی خوبیاں بیان کر کے یہ بتایا کہ ابو العباس کو خلیفہ تسلیم کیا جائے۔ اس کے بعد ابو عباس نے مسجد میں خطبہ پڑھا اور خلیفہ بن گئے۔ عباسیوں نے بنی فاطمہ کو دھوکا دیا اور ان کے ساتھ بُرا سلوک کیا۔

ابو عیون نے مروان کے بیٹے کو شکست دی۔ مروان ایک لاکھ بیس ہزار فوج لے کر اپنے بیٹے کا بدلہ لینے گیا۔ ابو عیون لفٹیننٹ جنرل تھا۔ دریائے زاب پر دونوں کا مقابلہ ہوا عباسی فوج کی ہر چیز سیاہ تھی اس کی وجہ سے دشمن کی فوج میں حیرت پیدا ہو گئی اور اچانک ہی سپاہیوں کو کچھ ایسا حادثہ پیش آیا جس سے امیوں کو بدشگونی معلوم ہوئی اور وہ گھبرا گئے شروع میں مروان نے اس حیرت اور بدشگونی کو اپنی فوج سے دور کرنا چاہا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ ادھر عبداللہؓ بن علی نے عباسیوں میں ایسا جوش پیدا کر دیا کہ مروان کی فوج انکے حملہ کی تاب نہ لاسکی جس سے مروان کو شکست کھانا پڑی۔

اس کے بعد مروان۔ موصل۔ حران جمص۔ دمشق اور فلسطین کی طرف بھاگا۔ موصل۔ حران۔ جمص اور دمشق پر سفاح کا قبضہ ہو گیا۔ اور اب ایوان امیہ پر عباسیوں کا جھنڈا لہرانے لگا۔ مروان فلسطین سے رومی علاقہ کی طرف گیا تاکہ رومی بادشاہ سے مدد لے۔ پھر وہ مصر کے شہر فیوم کی طرف گیا اور ادھر صالح اور عیون بھی مروان کا پیچھا کر رہے تھے۔ آخر کار مروان کو بصیر نامی گاؤں کے گرد گھیر لیا۔ مروان نے تلوار سے مقابلہ کرنا چاہا مگر نیزے کی نوک سے چھید کر اس جگہ پر ہی ختم ہو گیا۔ مروان کے ختم ہونے سے امیہ خاندان کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

۲۳۔ بنو امیہ کی حکومت۔ انتظام سلطنت۔ فوج۔ اصلاحات ٹکسال۔ دمشق۔ سوسائٹی۔ علوم و فنون اور ادب و فلسفہ۔

معاویہ کے وقت سے حکمران اپنا جانشین خود ہی نامزد کرنے لگا تھا۔ ملکی و فوجی عہدہ دار بادشاہ کے سامنے حلف اطاعت اٹھاتے اور صوبہ جات میں گورنر ولی عہد کے لئے حلف لیتے تھے اس طرح معاویہ کے زمانہ میں ہی شخصی حکومت قائم ہو گئی تھی۔ سلطنت کی آمدنی بادشاہ کی ذاتی ملکیت سمجھی جاتی تھی اس شخصی حکومت کے ذرائع آمدنی (۱) محصول اراضی (۲) جزیہ (۳) زکوٰۃ (۴) محصول درآمد برآمد

(۵) خراج (۶) مال غنیمت کا خمس تھے۔ صوبہ کے سپاہیوں۔ وظیفہ خواروں۔ سرکاری ملازمتوں کی تنخواہیں صوبہ کے محاصل سے ادا کی جاتی تھیں۔ سڑکوں۔ نہروں۔ سرکاری عمارتوں مسجدوں اور سرکاری اسکولوں کا خرچ بھی صوبہ کی آمدنی سے کیا جاتا تھا۔ عامل لوگ محاصل وصول کرتے تھے۔ ان کو ایکزیکیٹو اختیارات بھی حاصل تھے۔ گورنروں کو کبھی کبھی صاحب الخراج کے اختیارات بھی مل جاتے تھے۔ محاصل کا کام گورنروں کے سکریٹری یا کاتب کیا کرتے تھے۔ بادشاہ اور شہزادے بڑی بڑی ملکیتیں لے لیا کرتے تھے۔ مختلف صوبوں کو مختلف مراعات دی جاتی تھیں بعض اوقات ان مراعات کو غصب کرنے کی کوشش بھی کی جاتی تھی جس کی وجہ سے اکثر بغاوتیں بھی ہوتی رہتی تھیں۔ انتظام کی سہولت کے لئے سلطنت کو پانچ حصوں میں تقسیم کر لیا گیا تھا افریقہ کا صوبہ سب سے اہم صوبہ تھا جس میں مصر کے مغرب کی طرف کا سارا شمالی صوبہ اور ہسپانیہ تھے۔

ہر صوبہ کا ملکی و فوجی انتظام والسرائے کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ وصولی محاصل ایک دوسرا افسر کرتا تھا۔ اس افسر کو صاحب الخراج کہتے تھے۔ اس افسر کی تقرری و برخاستگی براہ راست بادشاہ کے ہاتھ میں تھی۔ قاضی اپنے نائب خود ہی مقرر کرتا تھا۔ غیر مسلموں کے مقدمے ان ہی کے مذہبی پیشوا فیصل کرتے تھے جمعہ کی نماز کی امامت گورنر یا قاضی القضات کرتا تھا۔ کمشنر پولیس گورنر کے ماتحت ہوتا تھا۔ خط و کتابت قائم رکھنے اور جعلی شاہی اعلانوں کو روکنے کے لئے دیوان الخاتم قائم کیا اس نے ڈاک کا طریقہ بھی ایجاد کیا۔ عبدالملک نے ایک شاہی ٹکسال قائم کی۔ سونے چاندی کے سکے جاری کئے۔ جعلی سکے بنانے والوں کو سزائیں دیں۔ عبدالملک کی دوسری اصلاح یہ تھی کہ اس نے حکم دیا کہ سرکاری رجسٹر عربی زبان میں لکھے جائیں۔ انتظام حکومت چار محکموں میں شامل تھا (۱) دیوان الخراج (۲) دیوان الخاتم (۳) دیوان الوسائل (۴) دیوان المستغلات۔ فوجی ملازمت ہر ایک عربی نسل کے لئے ضروری تھی۔ جنگ کے وقت سپاہیوں کی تنخواہ بڑھا دی جاتی تھی۔ جہازی بیڑہ ایک افسر کے ماتحت ہوتا تھا جس کو امیر البحر کہتے تھے۔

شہر کے چاروں طرف فصیل ہوتی تھی۔ مختلف قبیلوں کی مختلف بستیاں ہوتی تھیں اور ہر بستی میں جدا جدا مکانات۔ مسجد۔ بازار اور قبرستان ہوتا تھا۔ دمشق بنی امیہ کے عہد میں دنیا کا نہایت خوبصورت اسلامی خلافت کا مرکز تھا۔ اس عہد میں عالیشان محلات۔ حوض اور مساجد

نقش ونگار اور کاریگری کے بہترین نمونے تھے۔ نہروں کے کنارے۔ سڑک کے دونوں طرف درخت لگائے گئے تھے۔ شہر میں سات بڑی نہریں تھیں جن کے ذریعے گھر گھر پانی پہونچتا تھا۔ خلیفہ کا محل سنگ مرمر کا تھا جس پر سنہرا کام بھی تھا۔ اس کے علاوہ باغوں میں عجیب وغریب درخت تھے جن پر نہایت خوبصورت پرند چہچہاتے تھے۔ قیمتی قیمتی پردے دالانوں پر پڑے رہتے تھے۔ امیروں کے مکانات پر ایک دربان رہتا تھا جو ملنے والوں کو اندر جانے کی اجازت دیتا تھا عزیبوں کے دروازوں پر کھٹکھٹانے کے لئے کنڈا ہوتا تھا۔ عام طور سے صحن مستطیل ہوتا تھا چاروں طرف دالان ہوا کرتے تھے۔ بیچ میں فوارہ اور اس کے چاروں طرف پھل دار اور پھول دار درخت ہوتے تھے۔ دیواروں میں چیزیں رکھنے کے لئے الماریاں ہوتی تھیں۔ سردیوں میں کمروں کو انگیٹھی سے گرم کیا جاتا تھا۔ گرمیوں میں فواروں سے کمروں کو ٹھنڈا رکھا جاتا تھا۔

جمعہ کی نماز میں بادشاہ کی حاضری لازمی تھی۔ وہ خطبہ پڑھتا تھا۔ وہ لوگوں کی اپیلیں بھی سنتا تھا سفیروں سے ملاقاتیں کرتا تھا۔ خاندان امیہ کے ابتدائی بادشاہ اپنی فرصت کا وقت بہادروں کے کارنامے سُننے میں صرف کرتے تھے اور اشعار بھی سنا کرتے تھے۔ گنجفہ وتاش کا رواج بھی تھا۔ مرغوں کی لڑائی اور گھوڑوں کی دوڑ تفریح میں داخل تھے۔ عربی مستورات نظم وراگ کی شوقین تھیں بہت سی نظمیں ان ہی کی لکھی ہوئی ہیں۔ مختلف پیشہ کرنے والوں کے مختلف لباس ہوتے تھے۔ اسی زمانہ میں رومال اور چمچوں کا استعمال ہونے لگا۔ یہ چمچے یا تو لکڑی کے یا چینی کے ہوتے تھے۔ آسودہ حال لوگ صبح کو دودھ میں شہد ملا کر پیتے تھے دوپہر کو دسترخوان بچھایا جاتا اور اس پر مہمانوں کی اکثریت ہوتی تھی۔ شام کا کھانا مغرب کی نماز کے بعد کھایا جاتا تھا۔ پھر مہمان اور میزبان عشاء کی نماز پڑھتے تھے اور تھوڑی دیر باتیں کر کے سو جاتے تھے۔

اس عہد میں صرف خالد بن یزید اول ایک عالم پیدا ہوا۔ وہ سائنس اور ادب، علم کیمیا اور علم طب کا ماہر تھا۔ اس زمانہ میں جو تفرقہ پڑا وہ نیم سیاسی یا خاندانی مقاصد کی وجہ سے تھا۔ یہ اختلاف امامت کے متعلق تھا۔ ہر خاندان اپنے خاندان کو دوسرے خاندان پر ترجیح دیا کرتا تھا۔ بنی فاطمہ نے مذہب میں فلسفی رنگ پیدا کیا۔ مذہبی تحقیقات اور مباحثے ہونے لگے۔ اسلام میں امام جعفر صادق نے فلسفی خیالات پیدا کئے۔ امام حسن بصری نے بصرہ میں فلسفہ وتصوف کی تعلیم کا انتظام کیا۔

بنی عباسیہ

۴۴۔ ابو العباس عبداللہ سفاح کے عہد کے خاص واقعات

ابو العباس عبداللہ سفاح بن محمد علی بن عباسؓ کی ماں رائطہ قبیلہ بنی حارث کی تھی۔ محمد بن علی نے اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو وصی بنایا۔ ابراہیم سفاح کے لئے امامت کی وصیت کر گئے۔ ۳۰ اکتوبر ۷۴۹ء میں اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی۔ جب مروان کو قتل کر دیا گیا تو اسکی مستقل خلافت کا آغاز ہوا۔ بنی عباسیہ نے اپنا دار الخلافہ پہلے حیرہ میں پھر وہاں سے انبار میں منتقل کر دیا۔

امراء اور رؤسا نے بغاوتیں کیں۔ اسی زمانہ میں عیسائیوں نے ملاطیا اور رقا القیلا پر قبضہ کر لیا۔ سفاح کا عہد ان بغاوتوں کو دور کرنے میں صرف ہوا۔ بنی عباس نے اپنے خاندانی بھائیوں بنی امیہ پر غالب ہونے کے بعد ان کو فنا کرنے کی ہر ممکن کوششیں کیں۔ داؤد بن علی نے مکہ و مدینہ کے بنی امیہ خاندان کے سب افراد کو قتل کر دیا۔ سلیمان بن علی نے بصرہ میں یہی کام کیا۔ عبداللہ بن علی نے شام میں بنی امیہ کو مارا۔ امیر معاویہ یزید اور عبد الملک کی قبریں کھدوا کر ان کی ہڈیاں پھنکوا دیں ہشام بن عبد الملک کی نعش کی بھی بڑی بے حرمتی کی گئی۔ عراق کے اندر بھی اسی قسم کے مظالم کئے۔ بنی عباس نے اپنی سلطنت کے لوگوں کو بھی نہیں بخشا۔ مثلاً ابو مسلمہ نے عباسیہ حکومت کو قائم کرنے میں بڑی کوشش کی تھی اس کو بھی قتل کر دیا۔ سلیمان بن کثیر خزاعی کا بھی یہی حشر ہوا۔ اس طرح جس پر بھی شبہ ہوتا تھا قتل کر دیا جاتا تھا۔

سفاح کے عہد میں امراء کا تقرر بنی عباس ہی سے ہوتا تھا۔ تین امراء بہت مشہور تھے (۱) عبداللہ بن علی جن کو شام اور مصر کا والی بنایا گیا (۲) دوسرا ابو جعفر منصور جو عراق و جزیرے کا والی تھا۔ تیسرا ابو مسلم یہ خراسان کا والی بنایا گیا۔ امیروں میں آپس میں حسد اور دشمنی رہتی تھی۔ خصوصاً ابو جعفر کو ابو مسلم سے سخت دشمنی تھی اور اس نے اس کے قتل کی کوشش بھی کی لیکن سفاح اس بات پر رضامند نہیں ہوتا تھا کیونکہ اس کو ڈر تھا کہ ایسا کرنے سے خراسانی لوگ اس کے مخالف ہو جائیں گے۔

۱۳۶ھ میں سفاح نے اپنے بھائی منصور اس کے بعد عیسیٰ ابن موسیٰ ابن محمد بن علی کی ولیعہدی کا فرمان لکھا اور اس پر اپنی اور اپنے خاندان والوں کی مہریں لگوائیں اور اس کو عیسیٰ ابن موسیٰ کے پاس محفوظ کرا دیا۔ اس سال اس کو چیچک ہو گئی اور اسی بیماری میں اس نے انتقال کیا۔

۲۵۔ ابوجعفر المنصور کا اپنے دشمنوں سے پیچھا چھڑانا

ابوجعفر المنصور ۔ ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کی پیدائش خمیمہ میں ۱۰۱ھ میں ہوئی تھی۔ یہ ۱۳۶ھ میں تخت نشین ہوا منصور کو تین طرف سے خطرہ معلوم ہوتا تھا ۱۔ اپنے چچا عبداللہ بن علی ۲۔ ابومسلم ۳۔ اپنے بنی اعمال آل علی کی طرف سے بالخصوص محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی ابی طالب کی طرف سے اس کو بہت خطرہ تھا اس لئے اس نے اپنی فوج کو ابومسلم کی ماتحتی میں عبداللہ سے لڑنے کے لئے روانہ کیا جس سے ان دونوں کی قوت کمزور پڑجائے۔

عبداللہ کے ساتھ خراسانی فوج کا حصہ بھی تھا۔ عبداللہ کو خراسانیوں سے خطرہ تھا اس لئے اس نے خراسان کے امیر کو دھوکا دیکر اس کو (حمید) حلب کی طرف ایک کارڈ دے کر روانہ کردیا جس میں اس کے قتل کی سازش لکھی ہوئی تھی۔ امیر نے اس کارڈ کو راستہ میں کھول کر پڑھ لیا جس سے وہ پھر حلب نہیں گیا بلکہ اپنے ساتھیوں کو لیکر عراق کی طرف چلا گیا۔

امیر کے جانے کے بعد اس نے (عبدالرحمٰن بن علی) کئی ہزار خراسانیوں کو قتل کردیا اس حادثہ سے عبداللہ کی فوج میں ابتری پھیل گئی۔ وہ اپنی فوج کو لے کر حران سے نصیبین میں چلا آیا اور یہاں آکر جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہوگیا۔

ابومسلم اور عبداللہ ابومسلم نے عبداللہ کو ایک کارڈ لکھا کہ مجھ کو تم سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ میں شام کا والی بنا کر روانہ کیا گیا ہوں اور اسی طرف جارہا ہوں۔ عبداللہ اس کی چال سمجھ گیا لیکن شامی امراء کے مجبور کرنے سے اس کو شام کی طرف جانا پڑا۔ اس اثنا میں ابومسلم نے نصیبین کو مرکز بنایا۔ اس کے بعد فریقین میں لڑائی ہوئی۔ ابومسلم نے قلب اور میمنہ کو ایک ساتھ عبداللہ کے میسرہ پر بڑھایا جس کی وجہ سے شامیوں کو شکست ہوئی عبداللہ بن علی میدان چھوڑکر بھاگا اس طرح ابومسلم کو فتح ہوئی۔ اور اس نے شامیوں کی امان کا اعلان کیا اس کے بعد عبداللہ اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس گیا۔ سلیمان نے منصور کے لکھنے پر اس کو خود لے جاکر حاضر کردیا پھر اس کو قید کردیا گیا اور قید ہی میں اس کا انتقال ہوگیا۔

اس کے بعد منصور کو فکر ہوئی کہ کس طرح ابومسلم کا خاتمہ کردیا جائے۔ ایک دفعہ منصور نے ابومسلم کو لکھا کہ خراسان کی بجائے اس کو شام اور مصر کا والی بنایا جاتا ہے۔ اس بات پر ابومسلم کو

سخت غصہ آیا اور اس نے فوج لے کر مشرق کا رخ کیا۔ ان حالات میں منصور نے ابو مسلم کو اس سے ملنے کے لئے لکھا۔ اس کے جواب میں ابو مسلم نے بھی خط لکھا جس کو پڑھ کر منصور کو بہت زیادہ غصہ آیا۔ پھر منصور نے ایک کارڈ لکھا اور ابو حمید مرد روزی سے کہا کہ وہ جا کر پہلے تو ابو مسلم سے نرمی کے ساتھ بات چیت کرے۔ اگر وہ اس سے انکار کرے تو اس سے کہہ دینا کہ امیر المومنین خود آئیں گے۔ تم بھاگو گے تو پیچھا کریں گے۔ ماریں گے یا خود مر جائیں گے۔ ابو مسلم منصور کے پاس جانے کے لئے راضی نہیں ہوا۔ ادھر منصور نے ابو مسلم کے نائب کو خراسان کا مستقل والی بنا دیا۔ مجبوراً ابو مسلم مدائین پہنچا۔ اس کا ظاہراً خوشی کے ساتھ استقبال ہوا لیکن منصور نے چار سپاہیوں کو پردے کے پیچھے چھپا دیا اور کہہ دیا تھا کہ جب وہ تالی بجائے تو وہ نکل کر اس کو قتل کر دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ابو مسلم کو قتل کر دیا گیا۔

محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ

منصور کو ان کی طرف سے بھی خطرہ تھا حسن بن زید بن علی نے منصور سے کہہ دیا تھا کہ محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ کسی نہ کسی وقت اس کا مقابلہ ضرور کرے گا۔ ریاح بن عثمان کو بھیجا گیا۔ اس نے محمد بن نفس ذکیہ کے خاندان کے لوگوں کو پکڑوا کر منصور کے پاس روانہ کر دیا۔ ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ یہ دیکھ کر محمد بن نفس ذکیہ ۲۵۰ آدمی لے کر مدینہ گئے۔ ریاح کو لوگوں نے گرفتار کر دیا۔ پھر محمد نفس ذکیہ نے مدینہ میں تقریر کی جس سے لوگ خوش ہوئے۔ آپ کو غلط فہمی ہو گئی کہ ہر جگہ کے لوگ ان کی امامت تسلیم کر چکے ہیں۔ اصل میں منصور نے یہ کہا تھا کہ اپنی طرف سے ایسے لوگ مقرر کر دئے تھے جو ان کے پاس خط روانہ کرتے تھے کہ وہاں کے لوگ ان کی امامت پر رضامند ہیں۔ بدقسمتی سے ابراہیم بیمار ہو گیا اور وہ اپنی اسکیم کو بصرہ میں پوری نہ کر سکا۔ اسکیم یہ تھی کہ دونوں بھائی ایک دن بغاوت کریں گے۔ منصور کو کوفہ کی طرف سے خطرہ تھا اس نے اس کے دروازے بند کرا دیئے۔ اس کے بعد منصور اور نفس ذکیہ میں خط و کتابت ہوئی جس میں ذاتی فخر اور دوسرے کے اظہار عیوب کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آخر میں عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا۔ اہل مدینہ نے محمد نفس ذکیہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ عیسیٰ نے چاروں طرف سے محاصرہ کیا آخر میں محمد نفس ذکیہ میدان میں آئے اور لڑائی میں ان کو قتل کر دیا گیا۔ محمد نفس ذکیہ کی موت سے ان کے بھائی ابراہیم کی ہمت ٹوٹ گئی اور عیسیٰ نے ان کو بھی قتل کر ڈالا۔

۲۶۔ المنصور کے انتظام سلطنت اور بیرونی معاملات پر تبصرہ

انتظام سلطنت ملک کو ولایات میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ہر ولایت کا ایک والی ہوتا تھا۔ جہاد کفار۔ اقامت صلوٰۃ تحصیل۔ خراج۔ حفظ امن اس والی کے فرائض تھے۔ والی اپنے نائب مقرر کرتا تھا۔ قاضی اور امیر الجیش کا تقرر خلیفہ کرتا تھا منصور نے زیادہ تر اپنے خاندان کے ہی لوگوں کو والی بنایا۔ منصور کے زمانہ میں وزارت زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تھی کیونکہ وہ کسی شخص کو اختیارات دینا پسند نہیں کرتا تھا۔ شروع میں خالد بن برمک وزیر ہوئے پھر یہ عہدہ ابوایوب حورتانی کو ملا۔ منصور نے ابوایوب اور اس کے خاندان والوں کو قید کر کے ان کا مال و دولت ضبط کر لیا۔ اس کے بعد وزارت ربیع بن یونس حاجب کو دی۔ حجابت ایک ممتاز منصب تھا۔ بغیر حاجب کی اجازت کے کوئی شخص خلیفہ تک نہیں جا سکتا تھا سلطنت کے کاموں میں حاجب سے مشورہ لیا جاتا تھا۔

شاہی خطوط اور فرمان لکھنے کے واسطے ایک میر منشی بھی ہوتا تھا۔ اس کو کاتب کہتے تھے۔ کبھی کبھی وزارت اور کتابت دونوں کام یہی کاتب کرتا تھا۔ مقدمات کو فیصل کرنے کے واسطے شہروں میں قاضی ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ امن قائم کرنے اور جرائم کو روکنے کے واسطے ایک افسر ہوتا تھا۔ جس کو صاحب سرطہ کہتے تھے۔ فوج کو ایک امیر کے ماتحت رکھا جاتا تھا۔ ابومسلم خراسانی فوج کا اور عبداللہ بن علی عربی فوج کا امیر تھا۔ معن بن زائدہ منصور کا مشہور سپہ سالار تھا اس نے خراسانی لوگوں کے مقابلے میں جوہر دکھائے تھے اور منصور نے اس کو شیر مرد کا خطاب دیا تھا۔ عمرو بن العلاء بھی فوج کا امیر تھا۔ اس نے طبرستان کی بغاوتیں دور کی تھیں۔

دارالسلطنت ۔ منصور نے بغداد کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ دو فصلیں بنائیں۔ نہریں بھی نکالیں جس کے ذریعہ شہر میں پانی پہونچتا تھا شہر کے بیچ میں جامع مسجد تھی۔ بادشاہ نے اپنے واسطے مقبرہ بھی تعمیر کرایا جو نہایت خوبصورت تھا۔ اس کے علاوہ طرح طرح کی عمارتیں تیار کی گئیں۔ دارالخلافہ میں بڑے بڑے عالم اور نہایت ہوشیار کاریگر موجود تھے۔

بیرونی معاملات ۔ منصور کے عہد میں عبدالرحمٰن بن معاویہ نے اندلس میں جا کر ایک حکومت قائم کر لی تھی۔ منصور اس کا دشمن تھا۔ مگر اس کی ہمت اور بہادری کی ہمہ تن تعریف کرتا تھا۔ روم میں

قسطنطین حکمران تھا۔ اس کے ساتھ جنگ رہتی تھی۔ صالح بن علی اس کے مقابلے کے لئے گئے اور رومیوں کو پسپا کیا پھر رومیوں نے صلح کرلی انھوں نے پھر شورش کی تو حسن بن قحطبہ اور عبدالوہاب بن ابراہیم کی فوجیں بھیجی یہ خبر جب انھوں نے سنی تو انھوں نے صلح کرلی۔ منصور کے فوجی انتظام کی وجہ سے اس قسم کی شورش پر قبضہ پالیا گیا۔

۲۷۔ المنصور کی موت اور اس کا کردار

کردار ۔ المنصور کو شجاعت وعلم اور سیاست کے اندر تجربہ تھا۔ زیادہ وقت فوجی انتظام تدبیر تجارت اور رعایا کے کاموں میں صرف کرتا تھا۔ نماز کی پابندی کرتا تھا اس میں رعب اور بشاشت پائی جاتی تھی۔ اس نے جاسوس کے محکمہ کی طرف خاص دھیان دیا۔ ہر طرح کی خبر اس کو معلوم ہوجاتی تھی مصیبت سے کبھی نہیں گھبراتا تھا۔ اس میں مستقل مزاجی تھی وہ بڑا کفایت شعار بھی تھا حدیث وقرآن کا علم رکھتا تھا لیکن اس کی بدعہدی اس کا عیب تھی۔ مثلاً اپنے چچا عبداللہ کو امان دیکر پھر قتل کردیا ابومسلم کو عزت سے بلاکر ذلت کے ساتھ قتل کرایا۔

موت ۔ ۱۵۸ھ میں منصور حج کو جارہا تھا کہ بیمار ہوگیا اور اسی بیماری میں اس کا انتقال ہوگیا۔

مہدی

۲۸۔ مہدی کے حالات سلطنت کے اُمور زندیق وزراء اور بیرونی معاملات کا جائزہ ۔

مہدی ۱۲۶ھ میں پیدا ہوا۔ ۱۵ سال کی عمر میں خراسان کی بغاوت کو فرد کیا۔ ربطہ بنت سفاح سے اس کی شادی ہوئی۔ ۱۴۳ھ میں اس کو امیر الحج بنایا گیا۔ ۱۵۸ھ میں یہ خلیفہ ہوا۔

اندرونی حالات اور کام ۔ مہدی نے سختیوں کا جاری رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ اس نے ایسے سیاسی قیدیوں کو جو شبہ پر گرفتار کئے گئے تھے چھوڑدیا۔ اس کے زمانہ میں خوش حالی تھی۔ اس کا عہد بغاوت سے پاک رہا۔ اس نے سرائیں۔ سڑکیں۔ حوض۔ کنویں بنوائے اور مسجد الحرام کو بڑھوایا مدرسے بنوائے۔ غریبوں اور محتاجوں کو وظیفے دیئے۔ حاجی لوگوں اور مسافروں کی حفاظت

کے واسطے سپاہی مقرر کئے اور ان لوگوں کی جائدادوں کو واپس کیا جو منصور نے ضبط کر لی تھیں۔

زندیق ۔ اس کے زمانہ میں مقنع خراسانی ہوا جو تناسخ ارواح کا قائل تھا اس نے مسلمانوں کو گمراہ کیا۔ مہدی نے معاذ بن مسلم کو فوج کے ساتھ بھیجا۔ مقنع نے کش کے قلعہ میں پناہ لی۔ آخر میں زہر گھول کر اپنے ساتھیوں کو پلا دیا اور خود بھی پی کر ختم ہو گیا۔ مہدی کو جب کسی زندیق کی خبر ملتی تو وہ اسکو قتل کروا دیا کرتا تھا۔ یہ لوگ گلیوں اور بازاروں میں سے لڑکے چرا لے جاتے تھے۔ مذہبی عقائد کو ختم کرنا چاہتے تھے۔

وزیر ۔ مہدی کا سب سے پہلا وزیر ابو عبداللہ معاویہ بن سیار تھا۔ یہ علوم ادبیہ اور انشا پردازی میں لاثانی تھا۔ ابو عبداللہ نے دفتروں کی تنظیم کی۔ نقد لگان کی بجائے پیداوار کا ایک حصہ حکومت کا مقرر کیا۔ اصول خراج پر اس نے ایک کتاب بھی لکھی۔ ربیع کی بار بار شکایتوں کی وجہ سے ابو عبداللہ معزول کر دیا گیا۔ اس کے بعد یعقوب بن داؤد کو وزیر بنایا گیا یہ بھی علم و ادب میں ماہر تھا لیکن بنی عباس نے مہدی سے کہا کہ یعقوب خطرناک ہے کیونکہ وہ اسحاق بن فضل کو بغاوت پر آمادہ کر رہا ہے اسی اثنا میں یعقوب نے مہدی سے کہا کہ وہ اسحٰق کو مصر کا والی بنا دے اس طرح اس کا شبہ اور بھی بڑھ گیا اس کے علاوہ یعقوب نے ایک علوی کو قتل کرنے کی بجائے چھپا دیا۔ اس بات سے مہدی کو بہت غصہ آیا اور آخر میں اس نے اس کو معزول کر دیا۔ یعقوب کے بعد وزارت فیض بن ابی صالح کو دی گئی یہ عیسائی خاندان سے تھا۔ یہ ادیب سخی اور حوصلہ مند تھا۔ یہ مہدی کے انتقال تک وزیر رہا۔

بیرونی معاملات ۔ مہدی اس کوشش میں رہا کہ کسی طرح اندلس کی بنی امیہ کی سلطنت کو ختم کر دے لیکن صحرا، ریگستان کی وجہ سے فوج کا جانا آسان نہ تھا۔ فرانس کے باشندہ شارلمین نے خلافت بغداد کے ساتھ دوستی کی تاکہ ان سے مل کر وہ اندلس پر حملہ کرے۔ مہدی نے رومیوں پر حملہ کیا بہت سے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ سماں کا ۳۸ دن کا محاصرہ کرنے کے بعد اس کو بھی فتح کر لیا پھر ہارون الرشید کو ایک لاکھ فوج کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا۔ ملکہ ایرینی نے ہارون سے صلح کر لی صلح کی شرائط تھیں ۱۔ عرب کو بھاری رقم بطور خراج کے دی جائے ۲۔ مسلمانوں کی واپسی کا خرچ بھی دیا جائے۔ ۳۔ رہنمائی کے لئے ایک رہنما دیا جائے۔ جب رومیوں نے ایک سال کے بعد رقم ادا کرنے سے انکار کر دیا تو سلیمان بن علی نے رومیوں کو شکست دی اور ان کو کافی مال غنیمت ملا۔ ہند ۱۸ اور یا سندھ ۱۵ تک

اسلامی تسلط تھا۔ مہدی کے عہد میں عبدالملک بن شہاب نے شہر باربد کو فتح کر لیا۔ ۱۶۸ھ میں صحرا کے خانہ بدوش باغی ہو گئے۔ قافلوں کو لوٹا۔ نماز چھوڑی۔ حاجیوں کو پریشان کیا اس نے انکی بغاوت کو بھی فرو کیا۔

۲۹۔ مہدی کے کردار پر اجمالی نظر

کردار ــ وہ خوبصورت اور اچھے ڈیل ڈول کا آدمی تھا۔ اس کے اندر شرم حیا اور معافی کی خوبیاں تھیں۔ اس نے موسیٰ بن جعفر علوی کو قید سے رہا کر دیا۔ سلطنت کے کام بڑی محنت اور شوق سے کرتا تھا۔ قاضی لوگوں کو اپنے پاس بٹھا کر فیصلہ دلواتا تھا۔ کئی دفعہ لوگوں نے مہدی پر دعویٰ کیا اور مہدی نے قاضی کے فیصلوں کو مانا۔ اس کی طبیعت میں فیاضی اسکی زبان میں فصاحت تھی۔ عبادت گذار اور سنت رسول کا پابند تھا۔ غلاموں کے ساتھ اس کا اچھا سلوک تھا۔ وہ اپنے غلام ابوعون کی عیادت کرنے خود گیا تھا۔

موت ــ وہ ایک ہرنی کے پیچھے جا رہا تھا اور اس کا گھوڑا سرپٹ بھاگ رہا تھا۔ گھوڑے نے ایک ٹوٹے ہوئے محل کے دروازہ پر گرا دیا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ جانبر نہ ہو سکا اور ۷۸۵ء میں ۴ اگست کو انتقال کر گیا۔ اس نے تقریباً دس سال حکومت کی اس نے اپنے بیٹوں یعنی ہادی اور ہارون الرشید کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔

۳۰۔ ہادی پر طائرانہ نظر

موسیٰ بن مہدی خیزران کا بیٹا تھا۔ ہادی ۱۴۴ھ کو پیدا ہوئے اور سولہ برس کی عمر میں ولیعہد بنا دئے گئے۔ ہادی مہدی ہی کی زندگی میں فوج لے کر جرجان کو چلا گیا۔ اور وہاں پر ہی تھا کہ مہدی کا انتقال ہو گیا۔ ہارون نے شاہی مہر اور آنحضرت کا عصا مع ردائے خلافت و تعزیت و تہنیت کے اس کے پاس روانہ کر دیا۔

اندرونی حالات ــ ہادی زندیقوں کا سخت دشمن تھا۔ خاص کر ان لوگوں کا بہت دشمن تھا جو دو خداؤں کی پرستش کرتے تھے۔ مہدی نے یعقوب بن فضل کو زندیق ہونے کی وجہ سے ہی قید خانہ کے اندر مقید کر دیا تھا۔ اور جب ہادی خلیفہ ہوئے تو مہدی نے وصیت کر دی تھی کہ میرے مرنے کے بعد داؤد بن علی اور یعقوب کو قتل کرا دینا۔ اس لئے ہادی نے یعقوب کو قتل کرا دیا۔

حسین بن علی حسین بن علی نے ۱۶۹ھ میں اپنی امامت کا اعلان کیا حسین بن علی نے پہلے اہل مدینہ سے بیعت لے لی ۔پھر مدینہ کے خزانہ پر قبضہ کیا ۔ مدینہ کے والی عمر بن عبدالعزیز ان کے مقابلہ سے عاجز رہے ۔ امامت کے بعد حسین بن علی ۲۴ ذی قعدہ کو اپنی جماعت کو لے کر حج کے لئے روانہ ہو گئے ۔

ہادی نے محمد بن سلیمان عباس کو اس سال امیرالحج مقرر کر کے حسین کے مقابلہ کا حکم سنایا مقام فخ میں دونوں فریقین میں جنگ ہوئی ۔حسین اور ان کے ساتھی تقریباً سب مارے گئے ۔ صرف ادریس بن عبداللہ اور یحییٰ بن عبداللہ جان بچا کر نکل گئے ۔ ادریس نے افریقہ میں جا کر سلطنت قائم کر لی ۔ اور یحییٰ نے بلاد دیلم میں پہونچکر علم مخالفت بلند کیا ۔

کردار اور موت ۔ ہادی نہایت بہادر اور قوی آدمی تھا ۔ اس نے اپنا دربار عام کر رکھا تھا ۔ امور سلطنت میں وہ انہماک کے ساتھ مشغول رہتا تھا ۔ فیاض اور خوش طبع آدمی واقع ہوا تھا مزاج میں غیرت بہت ہی زیادہ پائی جاتی تھی ۔ اس کی والدہ خیزران کے پاس امراء و رؤسا اور اہل حاجت کثرت سے آتے جاتے تھے ۔ ہادی نے اس ہجوم کو روکنے کے لئے آنے جانے والوں کے اوپر سختی کرنے کا حکم کر دیا ۔ خیزران سے کہا کہ تم اپنا وقت نماز اور خدا کی عبادت میں گزارو ۔ امور سلطنت سے تم کو کوئی مطلب نہیں ۔ بنیذ جس کو فقہاء عراق نے جائز کر رکھا تھا پیا کرتا تھا اور کسی قدر گانا سننے کا بھی شوقین تھا ۔

مہدی کے فرمان کے مطابق ہادی کے بعد ہارون ولیعہد تھا لیکن ہادی اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا اس لئے ہارون پر سختی کرنی شروع کر دی اور ہارون بھی تنگ آ کر خلافت چھوڑنے پر آمادہ ہو گیا لیکن اسی دوران میں ہادی کا انتقال ہو گیا ۔ کچھ کا خیال ہے کہ ہارون اور یحییٰ کی سازش سے اس کو زہر دیا گیا تھا ۔ عیسیٰ آباد کے اندر ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۷۸۶ء کو ۲۶ سال کی عمر میں اس دنیا سے کوچ کر گیا ۔

ہارون

۱۳۱۔ ہارون کے عہد کے ابتدائی تاریخی واقعات

ہارون الرشید بن مہدی خیزران کے بطن سے ۱۴۵ھ کو مقام رے میں پیدا ہوا۔ اس نے اچھی تعلیم حاصل کی تھی۔ ۱۶۳ھ میں مہدی نے اس کو انبار سے لیکر افریقہ تک کا گورنر بنا دیا تھا ۱۶۵ھ میں ایک زبردست فوج دیکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اور ۱۶۶ھ میں ہارون الرشید کو ولیعہد بنایا گیا۔ ۱۷۰ھ میں جب اس کی عمر ۲۵ سال کی تھی تو تخت خلافت پر بیٹھا

بیرونی حالات ۔ ہارون کا زمانہ خلافت عباسیہ کا بہترین زمانہ شمار کیا جاتا ہے اس زمانہ میں ثروت، علم و ادب، طاقت اور شوکت کے لحاظ سے دولت عباسیہ اپنے سب سے بلند اور ارفع درجہ پر پہونچ گئی تھی۔ ہر قسم کے بڑے بڑے لوگ اس کے دربار میں موجود تھے اس کے دورِ حکومت میں ہر شعبہ کے اندر ترقی ہوئی۔ اس کے زمانہ میں بغداد اپنی انتہائی عروج پر تھا۔ امراء اور رؤسا نے بغداد میں ایسے ایسے محلات تیار کرائے تھے کہ اب تک سیاح لوگ ان کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ بالخصوص برامکہ کی عمارتیں ایسی تھیں کہ اس وقت تمام دنیا میں اس کی مثال موجود نہیں تھی۔ باغات اور تفریح کے مقامات دریائے دجلہ پر بنائے گئے تھے اور جابجا مسجدیں بھی بنائی گئی تھیں۔ برّی اور بحری دونوں راستوں سے سامان تجارت آتا تھا۔ اور خاصکر چین۔ ہندوستان۔ شام۔ افریقہ اور جزیرہ وغیرہ کے تجار وہاں موجود تھے۔ بغداد دنیا کا سب سے اعلیٰ شہر اور تجارت کے لئے سب سے بہترین جگہ تھی۔ ہارون الرشید نے راستوں کا پورا پورا انتظام کر دیا تھا اور تجارت کے لئے ہر قسم کی سہولت پیدا کر دی تھی اس لئے وہاں کے چھوٹے بڑے سب ہی آدمی خوش حال تھے اور راحت و آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ دولت کے سیلاب کی وجہ سے ان لوگوں میں عیش و لذت پرستی پیدا ہو گئی تھی۔ محدثین۔ قرآہا۔ مفسرین۔ حفاظ لغت ادباء۔ آئمہ صرف و نحو۔ مورخین و متکلمین وغیرہ وغیرہ اس قسم کے قریب قریب سب ہی لوگ تدریس و تعلیم اور تصنیف و تالیف میں مشغول تھے۔ بغداد کی جامع مسجدیں علوم کا مرکز تھیں اور خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں دنیائے اسلام میں کوئی آدمی کسی فن میں کامل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ جب تک کہ وہ بغداد جاکر تعلیم نہ حاصل کرے۔

اسلامی علوم کے علاوہ فنون دخیلہ مثلاً طب۔ فلسفہ۔ ہیئت۔ ہندسہ اور نجوم وغیرہ کے ماہرین بھی وہاں کثرت سے پائے جاتے تھے۔ یہ لوگ دنیا میں جس قوم کے پاس سے کوئی علم حاصل کرتے تھے اس کو عربی میں لکھتے تھے۔ اور مسلمانوں میں پھیلاتے تھے۔

علویہ ۔ حضرت علی کی اولاد یہ سمجھتی تھی کہ خلافت ہمارا حق ہے۔ اس وجہ سے بنی عباس کو ان کی طرف سے خطرہ رہتا تھا۔

ہارون نے خلیفہ ہو کر عباسیوں کے ساتھ اچھا سلوک اور احسان کیا لیکن یحییٰ بن عبداللہ نے ایک جماعت تیار کر کے علم مخالفت بلند کیا۔ ہارون نے فضل بن یحییٰ برمکی کو پچاس ہزار فوج دیکر مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ فضل محبان آل علی میں سے تھا۔ اس لئے اس نے یحییٰ کو سمجھا کر صلح پر آمادہ کیا۔ وہ امان نامہ لکھوا جانے پر راضی ہو گیا اور فضل یحییٰ کو لے کر بغداد میں آیا۔ ہارون نے اسکی گذر اوقات کے لئے بہت بڑی رقم مقرر کی۔ اور اس کو فضل کے پاس رہنے کا حکم دیا۔

ادریس اول ۔ ادریس نے شہر ولیلی میں ۱۷۲ھ میں اپنی امامت کی بیعت لے کر پہلی علوی خلافت یعنی ادریسی سلطنت قائم کی۔ یہ سن کر ہارون نے سلیمان کو ادریس کے قتل کرنے کے لئے روانہ کیا۔ وہ ادریس کے پاس جا کر ادریس کی ظاہری طور پر بیعت میں داخل ہو گیا اور ایک روز موقع پا کر اس نے منجن میں زہر ملا دیا۔ اس زہر سے ادریس ۱۷۷ھ میں وفات پا گیا۔ اس کے کچھ ہی دن بعد ان کی ایک کنیز سے ان کا ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بھی ادریس رکھا گیا۔ اہل مغرب نے اس لڑکے کی بیعت کر لی اور اس طرح یہ علاقہ بھی بنی عباس کی خلافت سے نکل گیا۔ ہارون کو علویوں کی طرف سے خطرہ تھا اسی خطرہ کی وجہ سے ہارون نے ان کے امام موسیٰ کاظم کو اپنی نگرانی میں رکھا۔

افریقہ ۔ قیروان کا عامل فضل بن روح تھا اس نے مغیرہ کو تونس کا گورنر بنا دیا وہاں کے لوگوں نے فضل کو لکھا کہ اس کا تبادلہ کرایا جائے۔ ان کی درخواست رد کر دی گئی تو انہوں نے مغیرہ کو نکال کر ابن الجارود کو سردار بنا لیا۔ پھر فضل نے عبداللہ کو بھیجا۔ اس نے وہاں جا کر بغاوت کو فرو کیا اور ابن الجارود کو گرفتار کر لیا۔ پھر اس کو بغداد میں قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہارون نے محمد بن مقاتل کو تونس کا والی بنایا لیکن لوگوں نے اس کو بھی بھگا دیا۔ اب ابراہیم بن اغلب کو بھیجا گیا۔ انہوں نے قیروان پر تسلط جما کر ایک مستقل حکومت بنائی اور وہ خلیفہ کو خراج بھیجنے لگا۔

خوارج ۔ ہارون کے عہد میں ولید بن ظریف شیبانی نے خروج کا اعلان کیا۔ ان کی قوت بڑھی دیکھ کر ہارون نے یزید بن شیبانی کو روانہ کیا۔ اور وہ ولید کا ہم قبیلہ تھا۔ اس نے ولید سے کہلا بھیجا مسلمانوں کا خون کرنے سے یہ زیادہ بہتر ہے کہ ہم دونوں لڑیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس لڑائی میں ولید مارا گیا۔

مشرق ۔ خراسان میں بھی بغاوت پیدا ہوگئی۔ کیونکہ علی بن عیسیٰ جو وہاں کا والی تھا ان پر مظالم کر رہا تھا۔ ہارون الرشید کے وزیر کی مرضی تھی کہ علی بن یحییٰ کو خراسان کا والی نہ بنایا جائے لیکن ہارون الرشید نے اس کو خراسان کا والی بنا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے وہاں جا کر ظلم وستم کئے اور رؤسا کے بہترین ذخائر ضبط کر کے بہت مال و اسباب جمع کر لیا اور اس مال میں سے کچھ قیمتی کپڑے۔ گھوڑے اور دوسرا سامان ہارون کے لئے تحفتاً روانہ کر دیا جب یہ مال ہارون کے پاس پہنچا تو ہارون کے وزیر نے کہا مجھ کو تو یہ ہدیہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی پر ظلم وستم کر کے حاصل کیا گیا ہے اور ایسا کرنا حکومت کے لئے خطرناک ہوتا ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد خراسان کے رؤساء کی عرضیاں دربار خلافت میں پہونچیں کہ علی بن عیسیٰ نہایت ظالم اور بد سرشت ہے اس کو معزول کر کے دوسرا والی روانہ کیا جائے۔ لیکن ہارون نے ان عرضیوں پر کوئی دھیان نہیں دیا۔ جب خلیفہ کو علی کی بغاوت اور امیر ہونے کا ارادہ معلوم ہوا تو وہ خود پہنچا اور پھر علی نے تحفے دیکر خوش کر دیا۔ اس کے بعد خلیفہ نے علی کو خراسان کی گورنری پر رہنے دیا۔

اس کے بعد علی نے اپنے مخالفین کو سزائیں دیں۔ ایسے حالات میں رافع بن لیث نے سمرقندیوں کو اپنے ساتھ ملا کر علی کی مخالفت کی اس پر علی نے اپنے بیٹے عیسیٰ کو روانہ کیا لیکن اس نے رافع سے شکست کھائی اور فرغانہ کے ترکوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ یہ خبر سُن کر ہارون نے ہرثمہ بن عیسیٰ کو خراسان روانہ کیا۔ اس نے علی اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کیا اور رعایا کو تسلی دی مگر رافع اس کے قبضہ میں بھی نہیں آسکا۔ اور ہارون کو خود جانا پڑا۔ ہارون کا اس سفر میں انتقال ہوگیا۔

۳۲- برامکہ کے متعلق بحیثیت وزرائے ہارون معلومات اور ان کے زوال کے اسباب

وزارت اور برامکہ — ہارون کا پہلا وزیر یحییٰ بن خالد برمکی تھا برمکہ خاندان بہت مشہور ہے۔ برمک اس خاندان کا مورث اعلیٰ تھا اور وہ بلخ کے آتش کدہ کا موبد تھا۔ عباسی تبلیغ کے زمانہ میں اس کے بیٹے خالد نے اس تحریک میں شرکت کی۔ سفاح نے اس کو وزارت دی۔ منصور نے بھی کچھ دنوں اس کو وزیر رکھا۔ لیکن بعد میں اس کو فارس کا گورنر بنا دیا۔ پھر منصور نے اس کو موصل کی گورنری دی۔ خالد نہایت عقلمند اور دانشمند سیاست داں تھا۔ اس کی شخصیت پُررعب تھی۔ اس کا ۱۶۳ھ میں انتقال ہو گیا۔

یحییٰ بن خالد — یہ خالد کا بیٹا تھا۔ منصور کے زمانے میں آذربائیجان کی سرحد کا گورنر رہا۔ مہدی نے اس کو ہارون کا کاتب اور اتالیق بنایا۔ یحییٰ نے رومیوں کی جنگ کے زمانے میں بڑی خدمات کیں۔ ہادی نے یحییٰ کو ہارون کے پاس ہی رہنے دیا۔ یحییٰ ایک عقلمند انسان تھا۔ اس کی سخاوت مشہور تھی۔ علم و ادب کا اس کو شوق تھا۔ ہارون نے اس کے سپرد دفتر کے سارے کام کر دئے تھے۔

فضل بن یحییٰ — یحییٰ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اس کی پرورش ہارون کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس کو امین کا اتالیق بنایا گیا۔ اس نے بلاد دئلیم کی بغاوت کو فرو کیا پھر ہارون نے اسکو خراسان کا گورنر بنایا۔ فضل نے اشروسہ کے بادشاہ کو شکست دی اور وہاں اس نے مسجدیں اور لنگر خانے بنوائے۔ عباسیہ نامی ایک فوج بھی تیار کی اس نے سارے کام نہایت قابلیت سے سرانجام دئے۔ اس کی سخاوت بہت مشہور ہے۔

جعفر بن یحییٰ — یہ فیاض اور بااخلاق آدمی تھا اس کی زبان فصیح اور بلیغ تھی۔ فضل سے لیکر خاتم خلافت اس کو دی گئی۔ جعفر نے شام کی شورشوں کو فرو کیا۔ ہارون نے ان کو خراسان کا گورنر بنایا پھر اس کو بغداد کا کوتوال بنا دیا گیا۔ یہ مامون کا اتالیق رہا۔ اس نے مامون کی ولیعہدی کی کوشش کی۔

موسیٰ بن یحییٰ — یہ نہایت بہادر تھا۔ اس میں فوجی قابلیت موجود تھی۔ علی بن عیسیٰ نے اس کی

ہارون سے شکایت کر کے ہارون کو اس سے بدگمان کرا دیا۔ موسیٰ پر بہت زیادہ قرضہ تھا اس لئے وہ قرضداروں کے ڈر کی وجہ سے چھپ گیا۔ ہارون کو شک ہوا کہ وہ خراسان چلا گیا شاید جھگڑا پیدا کر دے۔ ہارون کو اس کی بہت فکر تھی۔ ۱۷۸ھ میں ہارون جب حج کے لئے جا رہا تھا تو موسیٰ خود حاضر ہو گیا اور اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ ہارون نے کہا کہ یحییٰ کی ذمہ داری پر اس کو چھوڑا جا سکتا ہے۔ یحییٰ نے اس کی ذمہ داری لی اور اس کو اپنی نگرانی میں رکھا۔

محمد بن یحییٰ ۔۔ اس کو بھی فوجی عہدہ دیا گیا تھا۔ برمکی خاندان اس زمانہ میں بہت عزت و دولت سخاوت، علم و ادب اور علماء پروری میں ممتاز تھا۔ شعراء اور ادباء وغیرہ کا کعبہ حاجات اور قبلہ مقاصد بنا ہوا تھا۔ ان کے کارنامے ہارون کے عہد کی تاریخ کی زینت ہیں۔

زوال برامکہ

ان کی شان و شوکت کی وجہ سے امراء کو اُن سے حسد ہو گیا اور انہوں نے ہارون کو ان کی طرف سے بدظن کر دیا۔ مخالفین میں سب سے زیادہ مقدم فضل بن ربیع تھا۔ ۱۷۳ھ میں خیزران کا انتقال ہوا تو فضل بن ربیع کو جعفر بن یحییٰ سے مہر خلافت دلائی گئی۔ بڑے بڑے عہدے اس کو دئے گئے۔ ۱۷۶ھ میں یحییٰ بن عبداللہ کا ایک واقعہ پیش آیا۔ انہوں نے بلاد دیلم میں پہونچ کر اپنی امامت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ فضل بن یحییٰ برمکی اس مہم پر بھیجا گیا۔ وہ دس لاکھ درہم صرف کر کے ان کو بغداد سے نکال کر لایا تھا۔ ہارون نے خوش ہو کر اس کو امان نامہ لکھ دیا۔ اور فضل برمکی کے سپرد کر دیا اور اس کی زندگی آرام سے گذرنے لگی۔ فضل بن ربیع نے ہارون کو پھر بدظن کیا اور کہا کہ یحییٰ بن عبداللہ بغاوت کی تیاری کر رہا ہے۔ برامکہ چونکہ ان کے ساتھ عقیدت رکھتے تھے اس لئے ان کی امداد کرتے تھے۔ بکار بن عبداللہ نے بھی اسی طرح کی شکایتیں کیں۔ ہارون نے امام یحییٰ کو برامکہ سے لیکر قید میں ڈال دیا پھر جعفر کی سفارش سے ان کو اس کے سپرد کر دیا۔ جعفر نے اپنے رسوخ کے بھروسہ پر پوشیدہ طور پر چھوڑ دیا۔ ایک جاسوس کے ذریعہ سے یہ خبر ربیع کو مل گئی اور ربیع نے ہارون کو بتا دیا لیکن ہارون نے اس کو ظاہر نہیں کیا۔ جعفر کھانے پر ہارون نے امام یحییٰ کے بارے میں معلوم کیا۔ اس نے کہا کہ وہ میرے پاس ہے لیکن بعد میں اسے ٹھیک ٹھیک بتا دیا کہ اسکو اس نے چھوڑ دیا ہے۔ اس بات سے ہارون جعفر کی طرف سے بدظن ہو گیا۔ اس کے علاوہ زبیدہ نے بھی ہارون کے کان بھرے اور ساتھ ہی ساتھ علی بن عیسیٰ نے بھی مخالفت کی اور دوسرے امراء بھی

برمکیوں کے مخالف ہو گئے۔ ان سب کی شکایتوں کی وجہ سے ہارون کے دل میں جعفر ہی نہیں بلکہ تمام برمکی خاندان کی طرف سے شک پیدا ہو گیا۔ آخر محرم ۱۸۶ھ میں ہارون نے جعفر کو قتل کروا دیا۔ اور باقی تمام برمکیوں کو نظر بند کر دیا اور ان کا مال ضبط کر کے ان کے عمال کی موقوفی کا فرمان لکھوا دیا۔

عبدالملک — عبدالملک بن صالح نے اپنی خلافت کے لئے کوشش کی۔ ہارون کو اس کا ارادہ معلوم ہو گیا اس نے اس کو گرفتار کرا لیا۔ ہارون کو یقین دلایا گیا کہ اس معاملے میں بھی برمکیوں کا ہاتھ ہے۔ یحییٰ برمکی نے لاعلمی ظاہر کی لیکن ہارون کو یقین نہ آیا۔ چنانچہ اس نے اس کے چین و آرام کو ختم کر دیا اور سخت قید کر دی۔ بالآخر یہ عظیم الشان خاندان تباہ ہو گیا۔ ۱۹۰ھ میں یحییٰ نے قید ہی میں وفات پائی اور ۱۹۳ھ میں فضل بھی مر گیا۔

۳۳۔ ہارون کے عہد حکومت کے بیرونی حالات پر تبصرہ اور ہارون کا کردار

احوال خارجیہ — ہارون نے رومی کو سرحدوں کا مرکز قرار دیا ۱۷۳ھ میں عبدالملک صالح کو کل سرحدی افواج کا سپہ سالار بنا کر وہاں رہنے کا حکم دیا۔ اور فوجوں کے لئے چھاؤنی بنوائی جب اسلامی فوجیں رومیوں سے لڑ کر آئیں ان مقامات پر ٹھہریں اور اس نے قلعہ وغیرہ بھی بنوائے صائفہ فوج کا امیر عبدالرحمٰن بن صالح تھا۔ ۱۸۱ھ میں ہارون نے رومیوں پر حملہ کر کے حصین اور صفصاف کو فتح کیا۔ عبدالملک بن صالح رومیوں کا تعقب کرتا ہوا انگورہ تک پہونچ گیا۔ اس نے اپنے فرائض سپہ سالاری نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ ہارون نے ایک طرف سے اپنے بیٹے قاسم کو رومیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ دوسری طرف سے عباس بن جعفر کو بڑھنے کا حکم دیا۔ انہوں نے قلعہ قرہ اور قلعہ سناں پر پہونچ کر ان کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے لوگوں نے صلح کر لی۔ قسطنطنیہ میں ملکہ ایرینی فرمانروا تھی۔ فرانس کا بادشاہ شارلمین جس نے روم کو فتح کر لیا تھا وہ یہ چاہتا تھا کہ مشرقی اور مغربی رومی ممالک کو اپنی حکومت میں ملا لے۔ مگر ملکہ نے جب دیکھا کہ وہ شارلمین اور اسلامی دونوں فوجوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے تو اس نے ہارون کو صلح پر راضی کر لیا اور سالانہ جزیہ میں ایک رقم دینا منظور کر لیا۔ ۸۰۲ء میں ملکہ ایرینی کو اراکین سلطنت نے تخت سے اتار کر نقفور کو بادشاہ بنا دیا۔ اس نے ہارون کو لکھا کہ تم نے جو رقم ہماری حکومت سے وصول کر لی ہے

اس کو واپس کر دو ورنہ ہم شمشیر کے زور سے لے لیں گے ۔ ہارون کو بہت غصہ آیا پھر اس نے
اپنے قلم سے خود نقفور کو لکھا: "اس کا جواب وہ ہوگا جو تو نہ دیکھ سکے گا اور نہ سن سکے گا"۔
اس کے بعد ہارون نے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیا اور رومی حدود میں پہونچ کر ہر قلعہ کے ارد گرد خیمہ
ڈالے ۔ نقفور نے پھر صلح کر لی لیکن نقفور نے پھر دوبارہ پیمان کو توڑ دیا۔ ہارون نے فوجیں لے کر
واپس جا کر نقفور کو مغلوب کر کے جزیہ وصول کیا۔ ۱۹۰ھ میں ہارون نے علاوہ رضا کاروں اور
غیر ملازمین اور مجاہدوں کے ایک لاکھ پینتیس ہزار فوج لے کر رومیوں پر چڑھائی کی اور ہر قلعہ
کو فتح کیا۔ حمید بن معیوف کو قبرص کی طرف بھیجا۔ طوانہ میں رومیوں نے شکست کھائی۔ نقفور نے
جزیہ پر صلح کی نقفور نے ہارون کو لکھا کہ ہرقلہ میں فلاں شخص کی لڑکی جو میرے بیٹے سے منسوب
تھی ۔ اسلامی فوج کے مال غنیمت میں آ گئی ہے آپ از راہ عنایت میری درخواست قبول کر کے اسکو
میرے بیٹے کے لئے دیدیں۔ ہارون نے اس کو آراستہ کر کے ہر قسم کا عروسانہ ساز و سامان کے ساتھ
اپنے قاصد کے ہمراہ بھیج دیا۔ نقفور نے ہارون کے لئے انواع و اقسام کے تحفے بھیجے۔ یہ عہدنامہ ہوا کہ
مسلمان صلحہ اور سنان کے قلعوں کو نہ توڑیں گے۔ رومی ہر سال تین لاکھ دینار جزیہ دیتے رہیں گے۔

مغربی روم ۔ شارلمین بادشاہ فرانس نے بنی امیہ کی بڑھتی ہوئی طاقت دیکھ اس کو روکنے
کے لئے ہارون سے تعلق پیدا کرنا چاہا۔ اس لئے اس نے ہارون کے پاس ایک سفیر بھیجا۔ ہارون نے
سفیر کا استقبال کیا اور پھر اپنا سفیر بنا کر بھی تحفے اور ہدیئے دیکر فرانس بھیجا۔ اس طرح دونوں میں
مراسم قائم ہو گئے۔ شارلمین نے بھی مسلمانوں سے علمی فائدہ اٹھانے کے لئے ایک یہودی کو دربار میں بھیجا
وہ وہاں چار سال رہا۔ اس کے بعد واپس آ گیا۔

قرطبہ ۔ بغداد کے تعلقات باہمی افسوسناک تھے۔ بنی امیہ کو باغی اور دشمن سمجھا جاتا تھا۔
اس لئے ہارون ان کو فنا کرنے کی کوشش میں تھا۔ شارلمین کے ساتھ دوستی اور اتحاد کی وجہ بنی امیہ
کی عداوت تھی۔ ان کی طاقت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ کسی کے بس کی نہیں رہی تھی۔

ہارون کا کردار ۔ ہارون نہایت دین دار اور عبادت گذار تھا۔ حج سے کبھی غیر حاضر نہیں رہا
جب بھی گیا ایک سو علماء اور فقہاء کو ساتھ لے کر جاتا تھا اور علماء کے واعظ سنا کرتا تھا۔ ابن سماک
کے وعظ سنتا تھا سنتے سنتے اکثر رونے بھی لگتا تھا۔ جہاد کا شوقین تھا۔ فوجوں میں خود جاتا تھا۔

اس میں مروت تھی اور شجاعت بھی پائی جاتی تھی لیکن غصہ بھی بہت تھا۔ دشمن پر قابو پانے کے بعد اس کو سزا دیتا تھا بخشش بہت کرتا تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بڑے بڑے انعام دیتا تھا۔ راگ اور موسیقی کا بہت شوقین تھا۔ اسحاق موصلی اس کے دربار کا مغنی تھا۔ لیکن ہارون میں یہ کمزوری تھی کہ وہ امتلون المزاج اور وہمی تھا۔ ہر طرح کی شکایتیں سُن لیتا تھا۔ خود غرضوں کو موقعہ مل گیا امراء و وزراء کو سازش کرنے کا موقعہ مل گیا۔

وفات ۔ ہارون مامون کو اپنے ساتھ لے کر مشرق کی طرف گیا۔ طوس میں پہونچ کر بیمار رہا اور وہیں ۲۴ مارچ ۸۰۹ء میں انتقال کیا۔

۳۴۔ امین کے عہد کے احوال داخلہ اور اس کا کردار

امین ۔ محمد امین بن ہارون الرشید کی ولادت ۷۸۷ء میں ہوئی تھی۔ طوس میں امراء فوج نے امین کی خلافت کی بیعت کی۔ جب بغداد میں خبر آئی تو وہاں بیعت عام کر لی گئی۔

احوال داخلہ ۔ مامون اپنی طبیعت میں فضل بن ربیع کی طرف سے کدورت رکھتا تھا۔ فضل بن سہل نے رائے دی کہ آپ کسی معتبر اور زبان آور شخص کو خط دیکر بھیجیں جو ان کو خلیفہ سابق کا عہد یاد دلا کر سمجھائے اور واپس لائے۔ مامون نے خط اور قاصد بھیجا۔ وہ نیشاپور میں فوج سے آکر ملا۔ فضل بن سہل نے کیونکہ مامون کی ہمت توڑ دی تھی مامون نے تمام کاروبار اسی کے متعلق کر دیئے مامون نے مرد کے فقہاء قضاۃ کو حکم دیا کہ انصاف کے ساتھ بلا کسی رعایت کے رعایا کے معاملات اور مقدمات کو طے کریں۔ مامون نے امین کے پاس بار بار خطوط اور ہدیہ روانہ کرنے شروع کئے اور کسی غم و غصہ کا اظہار نہیں کیا تاکہ امین کے دل میں مخالفت کا شک پیدا نہ ہو۔ امین بھی اس سے خوش تھا۔ فضل بن ربیع نے یہ کوشش کی کہ امین مامون اور موتمن دونوں کو ولیعہدی سے نکال کر اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد کر دے امین کی یہ مرضی نہیں تھی لیکن فضل اور اسکی جماعت کی کوشش سے وہ راضی ہوگیا۔ پہلے اس نے موتمن کو اس ولایت سے معزول کیا۔ امین نے مامون کے انکار کے باوجود اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد بنا دیا۔ ایک امیر کو مکہ بھیج کر اہل حرم سے موسیٰ کی ولیعہدی کی بیعت لی۔ اور وہ عہد نامے جو ہارون نے لکھوا کر خانہ کعبہ میں رکھے تھے منگا کر چاک کر دیئے۔

مامون نے فضل کے مقابلہ کی تیاری شروع کر دی اور خراسان کے راستوں پر محافظ متعین کر دیئے جو کسی مسافر کو بلا تفتیش کے گذرنے نہیں دیتے تھے۔ اس لئے فضل بن ربیع مامون کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکا۔ مامون نے طاہر بن حسین کی قیادت میں لشکر مرو سے رے کی طرف روانہ کیا۔ ہر طرف جاسوس بھیجے گئے۔ بغداد میں فضل بن ربیع نے ۴۰ ہزار فوج تیار کی۔ علی بن عیسیٰ کو لشکر کا سپہ سالار بنایا اور خراسان بھیجا۔ علی بن عیسیٰ کی مظالم کی داستانیں اہل خراسان جانتے تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ علی اپنی ولایت کا فرمان لے کر ہم سے لڑنے کے لئے آرہا ہے تو اہل خراسان اس کے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔

جب لوگوں نے علی بن عیسیٰ سے کہا کہ وہ جاسوس مقرر کر دے اور جائے قیام کے لئے کوئی موزوں مقام تلاش کرے تو علی بن عیسیٰ نے اس بات پر کوئی دھیان نہیں دیا بلکہ کہا کہ ہم لوگ ایسا سخت محاصرہ کریں گے کہ خود وہیں کے لوگ اس کا کام تمام کر دیں گے۔

ادھر طاہر امراء فوج کے متفقہ مشورے سے اپنے لشکر کو رے سے لے کر نکلا اس نے اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ ایک ایک دستہ کے ساز و سامان کو دیکھا۔ اور سب کو ٹھیک کیا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا۔ پہلے طاہر کے میمنہ نے شکست کھائی اس نے اس کو قلب کی طرف ہٹا لیا۔ پھر میسرہ کے قدم بھی اکھڑنے لگے۔ یہ دیکھ کر اس نے بغدادیوں کے قلب پر بے جگری سے حملہ کیا اور سب علم چھین لئے اور توڑ دیئے علی بن موسیٰ تیر کے زخم سے ہلاک ہوا۔ اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔

یہ خوش خبری مامون کو بھیج دی گئی۔ مامون نے طاہر کی مدد کے لئے اور فوج روانہ کر دی فضل بن ربیع نے بیس ہزار فوج عبدالرحمٰن بن جبلہ ابناوی کی ماتحتی میں طاہر کے مقابلے کے لئے بھیجی۔ عبدالرحمٰن کو شکست ہوئی۔ پھر طاہر نے اس کو امان دیدی۔ پھر فضل بن ربیع نے احمد بن مزید اور عبداللہ بن حمید بن محطبہ کو روانہ کیا۔ طاہر کے جاسوس ان کی فوجوں میں مل گئے اور انہوں نے اپنی چالاکیوں سے ان کے سپاہیوں میں آپس میں لڑائی کرا دی۔ اس طرح یہ لوگ طاہر کی فوج سے بغیر لڑے ہوئے واپس آگئے۔

مامون نے طاہر کو اہواز کی جانب جانے کا حکم بھیجا۔ طاہر نے حکم کی تعمیل کی وہاں کے عامل کو شکست دیکر اس کے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر طاہر نے کوفہ کی طرف فوج روانہ کی وہاں کے امیر عباس بن موسیٰ ہادی نے مامون کی خلافت قائم کر دی تھی۔ حجاز کے عامل داؤد بن عیسیٰ نے مامون کی خلافت کی کوشش کی تھی۔

اور امرنے اس کی بیعت لوگوں سے کرائی تھی اس نے لوگوں سے کہا تھا کہ امین نے مامون کی ولیعہدی کے فرمان کو پھاڑ کر عہد شکنی کی ہے۔ چنانچہ مامون نے داؤد ہی کو وہاں کا عامل رہنے دیا۔ پھر یمن والوں نے بھی مامون کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔

بغداد ۔ ادھر بغداد میں عبدالملک بن صالح کو امین نے قید سے رہا کر دیا۔ اس نے امین کی مدد کے واسطے اپنی فوجوں کو اکٹھا کیا لیکن شامیوں اور خراسانیوں میں لڑائی ہو گئی۔ شامی لوگوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ حسین بن علی بن عیسیٰ عجمی فوج کا سردار تھا۔ اس نے بغداد میں جا کر امین کو معزول اور گرفتار کر کے مامون کی خلافت کی بیعت کرائی۔ اور امین کو قید کر دیا گیا۔ پھر اسد حربی نے امین کو قید سے چھڑا کر حسین کو حراست میں لے لیا اور امین کو تخت نشین کر دیا بعد میں حسین کا قصور معاف کیا گیا۔ حسین نے بغداد سے بھاگنا چاہا لیکن اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔

اب طاہر اور ہرثمہ نے بغداد کا محاصرہ کیا۔ ہر طرف سے قلعہ توڑنے کے آلات لگائے گئے شہر پر پتھروں کی بارش ہوئی۔ شہر پناہ تباہ و برباد ہونے لگا۔ محاصرہ نے لوگوں کو پریشان کر ڈالا۔ امین نے تمام سامان کو بیچ کر فوج کے خرچ کو پورا کیا۔ اپنی مدد کے لئے قیدیوں اور اوباشوں کو جمع کیا مگر ان لوگوں نے لوٹ مار کر کے حالات کو اور بھی نازک بنا دیا۔ امین نے ہرثمہ سے امان کی خواہش کی مگر اس کی یہ التجا طاہر نے رد کرا دی۔ ہرثمہ امین کی خفیہ طور پر حمایت کرنے کے واسطے تیار ہو گیا اور کشتی لے کر قصر خلافت تک پہنچا۔ طاہر نے اس سازش کی خبر پا کر اپنے آدمی بھی روانہ کر دئے انھوں نے کشتی پر پتھر برسائے۔ کشتی ڈوب گئی۔ طاہر کے آدمیوں نے امین کو پکڑ کر قتل کر دیا پھر بغداد میں جا کر طاہر نے امان عام کا اعلان کر دیا اور مامون کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

کردار ۔ امین عیش پسند شخص تھا۔ تفریحات اور لہو ولعب کا شوقین تھا۔ محفلوں میں وقت گذارا کرتا تھا۔ اس نے اپنے ہم مذاق لوگوں کو اپنا مصاحب بنایا۔ اس نے خزانہ کو لوگوں کی تنخواہوں، محلوں کی تعمیر، جانور اور پرندوں کی خریداری پر خرچ کیا۔ اس نے اپنی تفریح طبع کے لئے انواع و اقسام کی کشتیاں بنوائیں اس کو خلافت کے کاموں میں نہ تو دلچسپی تھی اور نہ اس پر وقت صرف کرتا تھا اس نے ولیعہدی کے کاغذات کو پھاڑ کر بدعہدی کر کے جمہوریت پسند طبقہ کو اپنا مخالف بنا لیا۔ اس نے مامون کا مقابلہ کے واسطے علی ابن عیسیٰ کو بھیج کر ایسی غلطی کی کہ

اس کو شکست کھانی پڑی۔ علی کے مظالم سے لوگ تنگ تھے۔ اس کا ڈٹ کر مقابلہ کر کے اس کے اقتدار کو انھوں نے ختم کر ڈالا پھر بغداد کا محاصرہ کرتے وقت امین نے یہ غلطی کی کہ قیدیوں اور شہر کے اوباشوں کو اپنی مدد کے لئے آمادہ کیا جنھوں نے خوب لوٹ مار کر کے حالات کو بیحد خطرناک کر دیا۔ امین میں مامون کی سی دانشمندی اور سیاسی و علمی قابلیت نہیں تھی۔ یہ عوام میں ہر دلعزیز نہ ہو سکا۔ اس کے زوال و قتل کی ذمہ داری اس کے ذاتی اعمال پر بھی عائد ہوتی ہے۔ اس نے کل تین سال اور آٹھ مہینے خلافت کی۔

۳۵۔ علویوں کی شورش کا جائزہ

مامون ۱۷۰ھ میں پیدا ہوا۔ جعفر بن یحییٰ برمکی ان کا اتالیق تھا۔ امین کے انتقال کے بعد مامون خلیفہ ہوا۔ عراق میں امین اور مامون کی نا اتفاقی کی وجہ سے شورش پیدا ہوئی۔ طاہر اور ہرثمہ کے وہاں سے چلے جانے کے بعد حالات اور بھی زیادہ خراب ہو گئے۔ لوگوں میں یہ بات پھیل گئی کہ فضل نے اتنی طاقت حاصل کر لی ہے کہ سارے کام وہ خود ہی کرتا ہے۔ اس خبر سے اعیان بنی عباس اور عراق کے رؤساء فضل کے مخالف ہو گئے۔

حضرت علی کی اولاد نے بھی شورش پھیلائی۔ محمد بن ابراہیم نے اپنی امارت کا اعلان کر دیا اور ابوالسرایا بن منصور شیبانی بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ محمد نے کوفہ پر اپنا قبضہ کر لیا۔ ابوالسرایا کے مقابلہ کے لئے حسن بن سہل نے فوج بھیجی مگر اس کو شکست ہوئی۔ لیکن اس کے دوسرے دن محمد بن ابراہیم کا انتقال ہو گیا اور ابوالسرایا نے سارے کام اپنے ہاتھ میں لے لئے حسین بن سہل نے پھر چار ہزار سپاہی بھیجے۔ لیکن ان میں سے ابوالسرایا نے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ اس طرح علوی لوگوں کی طاقت بہت بڑھ گئی۔ حسین بن سہل نے ہرثمہ کی امداد چاہی ہرثمہ مدائن کی طرف آیا اور ابوالسرایا کے گورنر کو نکال دیا۔ اس کے بعد کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور ابوالسرایا کو قصر ابن ہبیرہ کے پاس شکست دی۔ پھر ہرثمہ کوفہ میں داخل ہوا اور لوگوں کو امان دینے کے بعد ابوالسرایا کا پیچھا کیا۔ ابوالسرایا راس العین کی طرف گیا وہاں اس کو پکڑ کر حسن بن سہل نے قتل کروا دیا۔

اس کے بعد حسن بن سہل نے بصرہ میں فوج بھیجی کیونکہ یہاں ابوالسرایا نے زید بن موسیٰ کاظم کو گورنر بنایا تھا اور زید نے ہزار ہا آدمیوں کو جلا کر خاک کر ڈالا تھا۔ ان کو گرفتار کیا گیا لیکن بعد کو ان کی جان بخشی

کر دی گئی۔ مکہ میں حسین بن حسن گورنر تھا۔ اور اس عہدہ پر خلیفہ کی طرف سے داؤد بن عیسیٰ گورنر تھا۔ حسین کے آنے کی خبر سن کر داؤد مکہ سے چلا گیا۔ حسین نے مکہ میں آکر ابو السرایا کا دیا ہوا غلاف کعبہ پر چڑھایا اور اس نے یہاں کے ستونوں کی چاندی اور سونے کو نکلوا لیا۔ اور چاہ زمزم کے جنگلے کو بھی بیچ دیا۔ اس نے ایک دار العذاب بنوایا جس میں لوگوں پر طرح طرح کی تکلیفیں اور سختیاں کی جاتی تھیں۔ اس کے مظالم سے تنگ آکر بہت سے لوگ مکہ سے چلے جانے پر مجبور ہو گئے۔ ابو السرایا کے قتل کے بعد امام جعفر صادق کے بیٹے محمد کو امام بنایا گیا لیکن سارے اختیارات ان کے بیٹوں یعنی علی اور حسین کو حاصل تھے۔ ان لوگوں نے بھی ظلم کرنے میں کمی نہیں کی۔ آخر کار اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ایک فوج لے کر ان ظالموں کے مقابلہ کے لئے گیا۔ اسحاق نے کئی دن تک لڑنے کے بعد بھی غلبہ حاصل نہ کیا تو وہاں سے واپس چل دیا لیکن پھر ایک اور امدادی فوج اس کو راستہ میں مل گئی لہٰذا وہ پھر واپس آیا اور اس مرتبہ اس نے علویوں کو شکست دی اس کے بعد محمد بن جعفر اور اس کے ساتھیوں کی جان بخشی گئی۔ یہ تمام فتنے ہرثمہ کی کوشش کی وجہ سے ختم ہوئے تھے لیکن فضل بن سہل نے مامون کو اس کی طرف سے بدگمان کرا دیا اور بیچارے کو قید خانے میں ڈلوا دیا۔ اور اس کو قتل کروا دیا۔

بغداد میں یہ خبر سُن کر فوج نے بغاوت کر دی۔ بغداد کے لوگوں نے منصور بن مہدی سے کہا ہم حسن بن سہل کی حکومت گوارا نہیں کر سکتے۔ آپ ہمارے امیر بن جائیے۔ وہ اس پر رضامند ہو گیا لیکن وہاں کے مفسدوں نے چوری اور لوٹ مار کو برابر جاری رکھا۔ آخر کار خالد دریوش نے ہمت سے کام لے کر اس فتنہ کو ختم کیا۔ اس نے مفسدوں کو پسپا کیا۔ اس کے علاوہ سہل بن سلامہ انصاری نے بھی فتنہ کو دبایا۔ ایسے حالات میں فضل نے مامون کو ان واقعات کی اطلاع نہیں پہونچنے دی۔ اس وقت مامون مرو میں تھا۔ اسی زمانہ میں مامون نے اپنی لڑکی کی شادی امام علی رضا کے ساتھ کر کے ان کو ولیعہد بنا دیا اور سیاہ عباسی لباس کے بجائے سبز لباس اختیار کرنے کا حکم دیا۔ عباسی لوگ سمجھنے لگے کہ آل علی میں خلافت منتقل کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ابراہیم بن مہدی کو خلیفہ بنا لیا۔ امام علی رضا نے مامون کو یہ حالات بتائے اور تصدیق بھی کرا دی گئی۔ علی رضا نے مامون کو سمجھایا کہ فضل نے ہرثمہ اور طاہر کے متعلق آپ کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے ان سے بدگمان کرا دیا۔ اب مامون نے بغداد کی طرف جانے کا حکم دیا۔ شاہی فوج سرخس گئی۔ وہاں جا کر

خلیفہ کے نوکروں نے فضل کو قتل کر دیا۔ فضل کے انتقال سے ابراہیم کی خلافت کا زوال شروع ہوگیا اور لوگوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

پھر مامون طوس اور رے گیا۔ وہاں کے لوگوں کی خوشنودی کے واسطے اس نے خراج کی معافی کا فرمان لکھا۔ اس کے بعد مامون نہروان آیا۔ اس کا پرجوش استقبال ہوا۔ اس موقع پر مامون نے طاہر بن حسین کو بغداد کی کوتوالی دی۔ اب وہ بغداد میں پہونچا۔ اس وقت لوگوں نے سبز علوی لباس پہن لیا۔ لیکن کچھ دنوں بعد لوگوں نے اس سے کہا کہ اس نے آبائی لباس چھوڑ کر علویہ سبز لباس کیوں پہنا۔ یہ سن کر اس نے سیاہ لباس منگوا کر پہن لیا۔ اور لوگوں نے بھی سیاہ لباس زیب تن کر لئے۔ اس طرح اس نے ان لوگوں کی خوشنودی حاصل کر لی۔

۳۶- مامون کے عہد کے وزراء پر طائرانہ نگاہ اور مامون کے عہد کے علویوں کا مختصر جائزہ

مامون کے عہد میں وزراء سے صرف مشورہ لیا جاتا تھا۔ وہ برامکہ اور فضل بن سہل کے مظالم دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اس نے خلافت کے کام خود ہی کئے۔ اس کے عہد خلافت کے وزراء مندرجہ ذیل تھے:۔

فضل ۔ سب سے پہلا وزیر فضل تھا۔ اس کو علم وادب اور نجوم میں کافی دلچسپی تھی۔ اس کی کوششوں سے مامون کو خلافت ملی تھی۔ مامون نے اس کو اپنی سلطنت کے سارے کام سپرد کر دیئے تھے۔ اس کو ذوالریاستین کا خطاب ملا تھا۔ اس کی تنخواہ تیس ۳۰ لاکھ درہم سالانہ تھی لیکن اس نے اتنے مظالم کئے کہ اس کو حمام میں قتل کروا دیا گیا۔

احمد بن ابی خالد ۔ فضل کے بعد اس کو وزیر بنایا گیا۔ یہ ادب اور کتابت میں مشہور تھا۔ نہایت نیک اور بہت عقلمند تھا۔ رعایا اور خلیفہ کی خیر خواہی چاہتا تھا۔ اس میں ایک خرابی یہ تھی کہ کھانے پینے کا بہت لالچی تھا اور لوگوں سے کھانے پینے کی چیزیں اور تحفے لیا کرتا تھا۔ ۲۱۱ھ میں اس کا انتقال ہوگیا۔

ابن یوسف ۔ احمد بن ابی خالد کے بعد احمد بن یوسف وزیر ہوا۔ اس کا خط نہایت صاف تھا مامون کو اس پر اعتماد رہتا تھا۔ محمد بن خلیل نے مامون کو اس کی طرف سے بدظن کرا دیا اور مامون نے اس سے ناراض ہو کر اس کو معزول کر دیا۔

ثابت بن یحییٰ ۔ احمد بن یوسف کے بعد اس کو وزارت دی گئی۔ اس کے مزاج میں سختی تھی۔ اس کو بہت غصہ آیا کرتا تھا۔ لوگ اس سے بہت ڈرتے تھے۔ یہ کاتبوں کے ساتھ بھی سختی کا برتاؤ کرتا تھا۔ اس کا رعب بہت کم تھا۔ اس کو کتابت اور ادب میں مہارت حاصل تھی۔

ابو عبداللہ محمد بن یزداد ۔ یہ مامون کا آخری وزیر تھا۔ یہ خراسان کے مجوسی خاندان سے تھا اور یہ خاندان مسلمان ہو چکا تھا۔

جعفر برمکی اور فضل بن سہل کی صحبت اور اثر سے مامون شیعیت کی طرف مائل ہو گیا۔ اب اس کا یہ خیال ہو گیا کہ رسول اللہ کے بعد حضرت علی کو خلیفہ ہونا چاہئے تھا۔

فضل نے یہ کوشش کی کہ خلافت حضرت علی کی اولاد میں پہنچ جائے فضل کے مشورے سے امام علی رضا کے ساتھ مامون نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور ان کو ولیعہدی کا فرمان لکھ دیا۔ بغداد میں علویوں کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور ان کی شورشوں کے باوجود اس نے ان کے ساتھ رحم دلی کی۔ لیکن پھر بھی یہ لوگ اس کی مخالفت کرتے رہے۔ عبدالرحمٰن بن احمد نے یمن کے اندر بغاوت کی اور مامون نے دینار بن عبداللہ کو بھیجا۔ عبدالرحمٰن مقابلہ نہ کر سکے اور دینار بن عبداللہ ان کو خلیفہ کے پاس لیکر واپس آگئے۔ ان واقعات کے بعد مامون نے آل ابی طالب کو اپنے دربار میں نہ آنے دیا اور سبز لباس کے بجائے سیاہ لباس پہننے کی تاکید کر دی۔ لیکن پھر بھی مرتے وقت مامون نے اپنے بھائی معتصم کو وصیت کی تھی کہ وہ آل علی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

۳۷۔ زیادیہ اور اغالبہ کے صوبجات۔ ابراہیم بن مہدی۔ زطیت کی بغاوت۔ نصر بن شبث اور بابک خرمی پر اجمالی نظر

(۱) زیادیہ اور اغالبہ کے صوبے ۔ یمن میں شیعیت زور پکڑ گئی تھی اور کوئی نہ کوئی فتنہ ہوتا رہتا تھا۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے مامون نے محمد بن ابراہیم زیادی کو یمن کے صوبہ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ اس نے زبید شہر آباد کیا اور اس نے اپنی لیاقت سے اس صوبہ میں اپنی دھاک جما دی۔ وہ خلیفہ کو ہدیہ اور خراج بھیجتا تھا۔ لیکن صوبے کے دیگر معاملات میں بالکل آزاد تھا۔ ابراہیم زیادی کا ۲۴۵ھ

میں انتقال ہوگیا۔ افریقہ میں ہارون الرشید نے ایک سرحدی ریاست قائم کی تھی۔ ابراہیم بن غلب کو اس صوبہ کا گورنر بنا دیا تھا۔ ابراہیم نے تونس کی بغاوتوں کو فرو کیا اور اس نے افریقہ میں اپنی حکومت قائم کردی۔ مامون کے زمانہ سے عبداللہ بن ابراہیم حکمراں ہوگیا پھر زیادۃ اللہ بن ابراہیم نے حکومت کی۔

یہ دونوں صوبے علویوں کے خطرہ کی وجہ سے قائم کئے گئے تھے لیکن یہ صوبے خلافت سے نکل گئے اور بالکل آزاد ہوگئے۔

(۲) ابراہیم بن مہدی ۔۔ ابراہیم بن مہدی کو بغداد والوں نے خلیفہ بنالیا تھا لیکن جب مامون بغداد گیا تو لوگوں نے ابراہیم کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اب ابراہیم ڈر کی وجہ سے چھپا پھرتا تھا۔ ابن عائشہ اور مالک نے اس کی حمایت کی لیکن ان کو گرفتار کرلیا گیا۔ ابن عائشہ کو دھوپ میں کھڑا رکھا گیا اور کوڑوں سے پٹوایا گیا۔ ایک حبشی دربان ابراہیم بن مہدی کو پکڑ کر مامون کے پاس لایا۔ وزیر احمد بن ابی خالد کی سفارش سے اس کی جان بخشی گئی۔

(۳) زط جت کی بغاوت ۔۔ یہ مشرقی ہندوؤں کی جماعت تھی انھوں نے اسلام قبول کرلیا اور خلیج فارس کے کنارے آباد ہوگئے تھے۔ اس جماعت نے بصرہ کے راستہ پر خوب لوٹ مار کی۔ مامون نے عیسیٰ بن یزید جلودی کو بھیجا۔ یہ لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے۔ اور عیسیٰ ان پر قابو نہ پاسکا۔ اس کے بعد مامون نے داؤد بن ماسجور کو اس قوم کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ وہ بھی کچھ نہ کرسکا اور یہ لوگ لوٹ مار کرتے ہی رہے۔

(۴) نصر بن شبث ۔۔ نصر بن شبث ایک مشہور رئیس تھا۔ یہ یکسوم میں رہتا تھا۔ امین کے ساتھ اس کے اچھے تعلقات تھے۔ عجمی غلبہ کو دیکھ کر اس نے بغاوت کردی اور بہت سے مقامات پر قبضہ کرلیا۔ اس کے مقابلہ کے لئے طاہر بن حسین کو روانہ کیا گیا۔ مگر طاہر نے شکست کھائی۔ پھر نصر نے حران کا محاصرہ کرلیا۔ علویہ جماعت بھی اس کے ساتھ مل گئی۔ اب مامون نے عبداللہ بن طاہر کو روانہ کیا کہ وہ نصر کی سرکوبی کرے۔ عبداللہ نے نصر کو محصور کرلیا۔ نصر نے صلح کی شرائط سخت رکھی تھیں۔ خلاصہ وہ مامون کے سامنے نہیں جائے گا۔ اس بات پر مامون نے اس کی صلح منظور نہیں کی۔ پھر عبداللہ کی فوج پر نصر نے حملہ کیا پانچ سال کی لڑائی کے بعد نصر نے صلح کرلی۔ جب وہ مامون کے سامنے لایا گیا تو اس کو نظر بند کردیا گیا۔

(۵) بابک خرمی ۔۔ بابک خرمی بلال آباد میں پیدا ہوا تھا۔ جاویدان کی شاگردی کی تھی جاویدان

کے مرنے کے بعد اس کی جماعت نے بابک خرمی کو مذہبی پیشوا مان لیا تھا اور جاویدان کی بیوی نے اس سے شادی کر لی تھی بابک نے لوٹ مار۔ قتل و غارتگری کو جائز قرار دیدیا تھا۔ مامون نے اس جماعت کی سرکوبی کے واسطے یحییٰ ابن معاذ اور عیسیٰ ابن محمد کو روانہ کیا تھا لیکن ان دونوں کو شکست ہوئی۔ پھر مامون نے احمد بن جنید اسکافی کو بھیجا۔ ان کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد محمد بن حمید طوسی کو روانہ کیا گیا۔ یہ بچارہ بھی کچھ نہیں کر سکا۔ اس کو قتل کر دیا گیا۔ بابک کی قوت و اقتدار بڑھ گیا۔ ہمدان اصفہان وغیرہ کے لوگوں نے خرمی مذہب اختیار کر لیا۔ مرتے وقت مامون نے معتصم کو خرمیوں پر قابو پانے کی وصیت کی تھی۔

۳۸۔ مامون کی فوج پر سرسری نگاہ اور مامون کا عہد بحیثیت "عباسیہ خاندان کا زریں دور"

مامون کے عہد میں اہل خراسان کا اقتدار بڑھ گیا تھا۔ ان کو فوجی عہدے دیئے جاتے تھے۔ مامون کے زمانے میں ترکوں اور خراسانیوں کا یہی دور رہا۔ طاہر بن حسین اور عبداللہ بن طاہر مامون کے مشہور سپہ سالار تھے۔ طاہر بن حسین بوشنج میں پیدا ہوا تھا۔ اس میں بہادری اور شجاعت تھی۔ اس کو امین کے مقابلے کے واسطے روانہ کیا گیا تھا۔ اس نے بغداد پر تسلط قائم کیا۔ امین کو قتل کر کے مامون کی خلافت قائم کی۔ نصر بن شبث کے مقابلے واسطے بھی اس کو روانہ کیا گیا تھا۔ مامون نے طاہر کو بغداد کا کوتوال بھی بنایا تھا۔ اس کو خراسان کا گورنر بھی مقرر کر دیا گیا تھا۔ اس نے خراسان کے فتنہ کو دبایا۔ پھر طاہر خراسان کا حکمران بن گیا۔ وہ سالانہ خراج خلیفہ کو دیا کرتا تھا۔ طاہر کا ۲۰۷ھ میں انتقال ہو گیا۔

مامون کے عہد کا دوسرا مشہور سپہ سالار عبداللہ بن طاہر تھا۔ یہ ۱۸۲ھ میں پیدا ہوا تھا۔ مامون نے اس کو اپنے دربار میں رکھا۔ نصر بن شبث کے مقابلے کے واسطے اس کو روانہ کیا گیا تھا۔ پانچ سال کی متواتر لڑائی کے بعد اس نے کامیابی حاصل کی۔ پھر اس نے مصر میں جا کر عبیداللہ کی بغاوت کو فرو کیا۔ مصر کے حالات کو اچھا بنایا۔ مفسدوں کو دبا کر وہاں امن و امان قائم کیا۔ مصر سے واپسی کے بعد اس کو بابک کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا گیا۔ طلحہ بن طاہر کے انتقال کے بعد اس کو خراسان کا گورنر بنا دیا گیا۔ ۲۳۰ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

مامون کا عہد کئی لحاظ سے مشہور ہے۔ سلطنت کے تمام صوبوں سے جو خراج کی رقم آتی تھی اس کا اندراج ایک رجسٹر میں کیا جاتا تھا اور اس قسم کے سرکاری کاغذات کو محفوظ رکھا جاتا تھا اس آمدنی کو امراء وزراء اور فوج کی تنخواہوں اور بخششوں پر خرچ کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ مامون کا عہد علوم اور فنون کے لئے بھی مشہور ہے۔ خالد بن یزید پہلا شخص تھا جس نے علم کیمیا کو ترقی دی مصر سے یونانیوں کو بلا کر کیمیا کی یونانی اور قبطی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرایا۔ اسی طرح ابو جعفر منصور کے عہد میں جورجس نے طب کی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ بقراط اور جالینوس کی کتابوں کے بھی ترجمے ہوئے۔ ہارون کے زمانہ میں بیت الحکمت قائم ہوا۔ کتابوں کے ترجمے کے لئے بہت سی قوموں کے علماء اور حکماء کو نوکر رکھا گیا۔ مامون بہت بڑا عالم فاضل تھا۔ اس نے یزیدی خلیل بصری اور کسائی سے علم حاصل کیا تھا امام مالک سے حدیث پڑھی تھی۔ اس نے قیصر سے کتابیں منگوائیں اور نیوشا کر نے روم سے فلسفہ، طب، ہندسہ، حساب اور موسیقی کی کتابیں منگوا کر ان کے ترجمے کرائے اس کام کی لوگوں کو تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ مامون کے طبیب، جبریل بن بختیشوع نے بہت سی کتابوں کے ترجمے کئے قسطا بن لوقا نے طب، فلسفہ، حساب اور موسیقی کی کتابوں کا یونانی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ یعقوب بن اسحٰق کندی بھی طب، منطق ہندسہ اور نجوم کا عالم تھا اس نے ارسطو کے فلسفہ اور منطق کو عربی میں کیا۔

حنین بن اسحٰق نے یونانی سریانی فارسی اور عربی زبان کے ترجمے کئے۔ مامون کے زمانہ میں فلسفہ علم فصاحت، سائنس آرٹس میں خوب ترقی ہوئی۔ مامون کے عہد میں سرکاری عہدوں کا دروازہ ساری رعایا کے لئے کھلا ہوا تھا۔ مامون نے ایک مجلس شوریٰ قائم کی اس میں مسلمان، یہودی، عیسائی، آتش پرست وغیرہ شامل تھے۔ غیر مسلموں کو مذہبی اور قومی آزادی حاصل تھی۔ مامون کے زمانہ میں اس کا دربار ہر مذہب کے عالموں، فاضلوں اور شاعروں، طبیبوں اور حکیموں سے بھرا ہوا تھا۔ مامون نے علم و ادب کی بڑی خدمت کی۔ اس کے علاوہ مامون کے زمانہ میں نئی نئی چیزیں ایجاد ہوئیں۔ اس کے عہد میں رسدگاہیں، موسموں، گرہنوں اور سیاروں کی معلومات کرنے کے لئے قائم کی گئی تھیں۔

ابو جعفر محمد بن موسیٰ مامون کے زمانہ کا بڑا مشہور منجم تھا۔ اس نے الجبر و مقابلہ لکھی ابو الحسن نے ایک دوربین ایجاد کی۔ اس میں ایک نلکی تھی جس کے دونوں سروں پر شیشے لگے ہوئے تھے۔ مامون نے ایک مجلس علمیہ قائم کی جس کے سامنے بحث ہوا کرتی تھی۔ دلائل اور عقلی اصولوں کے مطابق بحث ہوتی تھی۔

ایسے مباحثوں سے مامون کچھ ایسے نتیجوں پر پہنچا جن کی وجہ سے مذہبی عقائد میں اختلاف ہوگیا
دو مسائل پر بہت زیادہ اختلاف تھا۔

(۱) مسئلہ خلق افعال۔ معتزلہ کہتے تھے کہ بندے اپنے کاموں (افعال) کے خود خالق ہیں
اسی لئے وہ سزا و جزا کے مستحق ہیں۔ سنی کہتے تھے کہ افعال کا خالق خدا ہے۔ انسان کے ذریعہ سے
افعال وجود میں آتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ قرآن شریف کا تھا۔ معتزلہ کا خیال تھا کہ قرآن مخلوق ہے۔
مامون نے مسئلہ خلق قرآن کا اعلان کر کے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ خلق قرآن کے قائل ہوں۔ اس کے مظالم
کی وجہ سے لوگوں نے قرآن کو مخلوق کہہ دیا۔ صرف امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح نے قرآن کو مخلوق تسلیم
نہیں کیا۔ مامون نے اس طرح علماء کو مصیبت میں ڈال دیا۔ اور مرتے وقت اپنے بھائی معتصم کو
وصیت کی کہ علماء پر سختی کو جاری رکھے۔

مامون کے زمانہ میں یہ تحقیق کی گئی کہ قطب کے ایک درجہ کے مقابل میں زمین کی مسافت ۶۶ $\frac{2}{3}$
میل ہے اس حساب سے آسمان کے ۳۶۰ درجوں کو ۶۶ $\frac{2}{3}$ سے ضرب دیکر یہ معلوم کر لیا کہ زمین کا محیط ۲۴
ہزار میل ہے۔ مامون سلطنت کے کاموں میں بڑی دلچسپی لیا کرتا تھا۔ کوئی حساب بغیر دیکھے نہیں چھوڑتا تھا
کوئی درخواست نظر انداز نہیں کی جاتی تھی۔ اس نے رعایا کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایک ہزار سات سو
بوڑھی عورتیں بغداد میں جاسوسی کے کام کے لئے مقرر کر دی تھیں۔ یہ عورتیں اس کو ہر طرح کی خبریں پہونچایا
کرتی تھیں۔ مامون کے عہد کو عباسیہ خاندان کا زریں زمانہ کہا جاتا ہے۔

۳۹۔ مامون کے بیرونی معاملات پر تبصرہ اور اس کا کردار

رومیوں کے اسلامی سرحدوں پر حملوں کی وجہ سے مامون موصل، بلخ، دابق، انطاکیہ ہوتا
ہوا طرسوس پہنچا اور قلعہ قرہ کو فتح کر لیا پھر گرفتار کئے ہوئے رومیوں کو خرید کر آزاد کر دیا۔ ہر ایک
کو ایک ایک اشرفی بھی دی تھی۔ اس کے بعد غلام اشناس نے سندس کا قلعہ فتح کیا۔ عجیف اور جعفر نے
سنان کے لوگوں کو مطیع کر لیا۔ طرسوس اور صیصہ کے مسلمانوں کے قتل کی خبر سن کر روم کی طرف جا کر انطیو پر
قبضہ کر کے معتصم کو دیگر فتوحات کے لئے روانہ کیا۔ معتصم نے انیس قلعے فتح کئے۔ پھر یحییٰ بن اکثم نے
طوانہ پر قبضہ کیا اس کے بعد مامون نے مصر کے حالات درست کئے۔ یہاں پر ایک اہرام کو کھدوایا گیا لیکن کچھ
نہیں نکلا۔

۲۱۷ھ میں دوبارہ روم کی طرف پیش قدمی کی اور لولوہ کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں عجیف کو چھوڑ کر آگے چلا لیکن قیصر روم نوفل کی لشکر کشی کی خبر سُن کر پھر واپس آیا۔ قیصر بھاگ گیا اور اہل قلعہ کو امان دیدی گئی اس کے بعد اس نے اپنے لڑکے عباس کو طوانہ میں روانہ کیا۔ اس نے ایک میل مربع شہر آباد کیا۔ اب مامون رقہ آیا اور یہاں سے روم کی طرف روانہ ہوا لیکن طرسوس میں اس کا انتقال ہوگیا۔

مامون میں عفو پایا جاتا تھا مثلاً اس نے فضل بن ربیع کو بھی معاف کردیا حالانکہ امین و مامون کی لڑائیوں کا وہی ذمہ دار تھا۔ وہ خداوند کریم کا شکر گزار بندہ تھا۔ مامون علم و ادب کا شوقین تھا۔ وہ علماء۔ ادباء کی عزت کیا کرتا تھا۔ وہ بڑا فیاض بادشاہ تھا۔ اس کی بخشش مشہور تھی۔ اس کا عہد اپنی شان و شوکت کے لحاظ سے فوقیت رکھتا تھا۔ مامون کے پاس دولت اور جاہ و حشمت کی کمی نہیں تھی۔ شادی کے جشن میں کروڑوں خرچ کردیا تھا۔ اس کے مزاج میں سادگی تھی۔ اس میں قوت برداشت بھی موجود تھی۔ وہ اپنے متعلقین اور اپنی رعایا کا ہر وقت خیال رکھتا تھا۔ اس کو شاعری اور موسیقی کا بھی شوق تھا وہ بلحاظ احتیاط علوم۔ انصاف۔ تدبر۔ دانائی رعب اور عظمت بنو عباس میں ممتاز ترین بادشاہ تھا۔ مامون نے اپنا ولیعہد صرف معتصم ہی کو بنایا

۱۴۔ معتصم کے عہد کے تاریخی واقعات

مامون کے انتقال کے بعد معتصم خلیفہ ہوا۔ اس نے ترکمانوں اور تاتاریوں کو بڑے عہدے دئے اس کے زمانہ میں ان کی شان و شوکت۔ قوت و اقتدار بہت بڑھ گیا۔ غیر ملکوں کے لوگوں کا اقتدار دیکھ کر اس کی سلطنت کے لوگ اس سے ناراض ہو گئے۔ خوف کی وجہ سے معتصم نے ایک نیا شہر بنا کر اس کو چھاؤنی اور دارالحکومت بنایا۔ اس شہر کا نام "سرمن رائے" تھا۔ معتصم کے عہد میں ابن القاسم العلوی نے بغاوت کی، عبداللہ بن طاہر نے ان کو گرفتار کرکے معتصم کے سامنے حاضر کردیا۔ ان کو قید کردیا گیا لیکن یہ قید سے فرار ہوگئے۔ اسی زمانہ میں قوم زط کی لوٹ مار دیکھ کر معتصم نے ان کی سرکوبی کے واسطے عجیف بن عقبہ کو روانہ کیا۔ ان کو کشتیوں میں قید کرکے لایا گیا۔ پھر ان کو سلیسیا کی سرحدوں پر بسادیا گیا۔

معتصم کے زمانہ میں بابک الخرمی کا طوفان اٹھا چلا آرہا تھا۔ معتصم نے ترک جرنیل افشین کو روانہ کیا۔ اس جرنیل نے بابک کا قلعہ فتح کرلیا۔ بابک کے بیٹے اور دیگر ساتھیوں نے اطاعت قبول کرلی۔

ان کو بغداد میں لیجا کر معاف کر دیا گیا۔ بابک اور اس کے بھائی کو ایک ارمنی سردار نے گرفتار کر کے افشین کے پاس بھیج دیا۔ اس ظالم کو قتل کر دیا گیا۔ افشین نے سات ہزار عورتیں مسلمان اور عیسائی بابک کے چنگل سے چھڑائیں اور ان کو ان کے وطن بھیج دیا۔ ۲۲۳ھ میں نوفل بن میخائیل بادشاہ روم نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور زبطرہ ملطیہ وغیرہ کو اس نے خوب لوٹا مسلمانوں کو مارا قید کیا۔ اندھا کیا۔ ناک کان کاٹ کر سولی پر چڑھایا۔ یہ مظالم سن کر معتصم زبردست فوج لیکر مقابلہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ رومیوں کے ملک پر حملہ کر دیا۔ معتصم نے عموریہ کے مضبوط قلعہ کا پچاس دن محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور ظالموں کا خاتمہ کر دیا۔

اب معتصم نے باسفورس کا ارادہ کیا لیکن اسی اثناء میں خلیفہ کے خلاف بغاوت ہوئی۔ عرب جرنیل ترکوں کے اقتدار کی وجہ سے خلیفہ سے ناراض تھے انہوں نے عباس سے مل کر خلیفہ کے قتل کی سازش کی۔ سازش کا پتہ چلنے پر عباس اور اس کے ساتھی قتل کر دئے گئے۔ ۲۲۴ھ میں طبرستان کے شہزادے مزیار نے بغاوت کی۔ افشین نے اس شہزادہ کو خفیہ طور سے لڑنے کی ترغیب دی تھی۔ عبداللہ نے مزیار کو گرفتار کر کے بغداد روانہ کیا۔ مزیار نے افشین کی بے ایمانی ظاہر کر دی مزیار کو قتل کر دیا گیا اور افشین کو اسی کے محل میں قید کر دیا گیا جہاں وہ مر گیا۔ فلسطین میں ابو حرب المبرقع الیمانی نے بغاوت کر دی۔ معتصم نے رجا بن ایوب الحضاری کو مقابلہ کرنے کے واسطے روانہ کیا لیکن وہ اس کی فوجی قوت دیکھ کر ڈر گئے اسی سال معتصم بیمار رہا۔ اور ۵ جنوری ۸۴۲ء کو انتقال ہو گیا۔

معتصم نے زراعت کو ترقی دی۔ سلطنت کے قدرتی وسائل بڑھائے۔ علم و ادب کا ذوق نہیں تھا لیکن شجاعت اور لیاقت اس کی خاص صفتیں تھیں لیکن اُس نے خلق قرآن کے مسئلہ میں لوگوں پر سختی کی۔ اس نے سامرا شہر آباد کیا۔ اس نے محل بنوایا۔ فوج کے لئے مکانات بنوائے۔ جامع مسجد بنوائی۔ نہایت خوبصورت بازار لگوائے۔ اس نے ترک امراء کے رہنے کے مقصد سے کرخ فیروز محلہ بنوایا۔ پھر اس شہر کو دار السلطنت بنا دیا۔ معتصم نے ایک ہی ولیعہد مقرر کیا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے ابو جعفر بن معتصم بن ہارون الرشید کو ولیعہدی دی تھی۔

۸۱۔ ابو جعفر واثق کے عہد کے نمایاں پہلو

ابو جعفر ہارون واثق کو معتصم کی وفات کے دن خلافت ملی۔ یہ بڑا عالم، علم دوست اور

فلسفیانہ خیالات کا تھا۔ اس نے مجلس مناظرہ کو پھر زندہ کیا اور وہ اعتزال کا حامی تھا۔ یہ ابن زیات کے خلاف تھا لیکن چونکہ کوئی دوسرا لائق آدمی نہیں تھا اس لئے واثق نے اس کو اپنا وزیر بنایا۔ واثق نے ترکی کے امیروں کو اُن کے عہدوں پر ہی رہنے دیا۔ اس کے زمانہ میں اشناس کو بہت زیادہ اقتدار حاصل ہوا۔ اس کو سپہ سالار اعظم بھی بنایا گیا۔ واثق نے عربوں کے مقابلے میں ترکی فوج روانہ کی ترکی سپاہیوں نے عربوں پر بڑی زیادتیاں کیں۔ اس کے عہد کا سب سے نمایاں پہلو شورشیں ہیں۔

واثق کے زمانہ میں قبائل نے بغاوتیں کیں۔ بنی سلیم قبیلے نے مدینہ کے قریب لوٹ مار کی۔ اور عزرہ بن قطاب نے بنی کنانہ اور باہلہ کے آدمیوں کو مار ڈالا۔ واثق نے حماد بن جریر طبری کو بھیجا حماد کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ پھر خلیفہ نے بغا کو روانہ کیا۔ اس نے بنی سلیم کے آدمیوں کو پکڑا اور قتل بھی کیا۔ پھر حج کرنے گیا اور واپسی کے وقت بنی ہلال کے تین سو آدمیوں کو پکڑ کے مقید کر لیا۔ اس کے بعد بنی مرہ کی سرکوبی کے واسطے گیا۔ ادھر قیدیوں نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن مدینہ والوں نے ان کا مقابلہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اب بغا بنی مرہ اور بنی فزارہ کی بغاوت کو دبانے کی غرض سے گیا۔ لیکن وہ لوگ پہاڑوں میں چلے گئے۔ اس کے بعد بغا نے بنی اشجع اور غطفان پر غلبہ پا کر ان کو امان دی اور ان کے علاوہ بنی کلاب کے فساد کو مٹایا۔ ان کو پکڑ کر قید کر دیا۔ پھر بغا بنی نمیر کے مقابلے کے لئے گیا۔ کچھ کو قتل کیا اور کچھ گرفتار ہوئے۔ ان سے فارغ ہو کر بنی تمیم کی سرکوبی کے لئے چلا لیکن وہ بھاگ گئے۔ پھر اس نے ابن یوسف کو ان کی طرف روانہ کیا لیکن اس کا جانا بے سود ہوا۔ بنی تمیم نے ایسا حملہ کیا کہ ترکوں کو ہرا دیا۔ اسی اثنا میں کچھ ترکوں کے دستوں نے طبل بجائے۔ اُن کی آواز سن کر بنی تمیم ڈر گئے۔ کچھ بھاگ گئے اور کچھ مارے گئے۔ بھاگنے والوں کو گرفتار کر کے بصرہ لایا گیا۔

اس کے عہد کا دوسرا پہلو مصادرۂ کتاب ہے۔ اس کے زمانہ میں دفاتر مرتب ہوتے تھے لیکن کاتب لوگ خیانت کرتے تھے۔ رشوت خوری اور غبن عام تھی کسی محکمہ کا جو کاتب ہو جاتا تھا وہ بہت جلد کافی امیر ہو جاتا تھا۔ واثق نے اس پہلو کی طرف دھیان نہیں دیا اور بد دیانتی بہت بڑھ گئی۔ آخر میں اس کو روکنے کے لئے اس نے یہ کیا کہ خیانت کے گمان پر جرمانہ کی شکل میں رقم وصول کر لیتا تھا۔ مگر اس رقم کے وصول کرنے کا کوئی خاص اصول نہیں تھا۔ واثق کے زمانہ میں بھی رومی عیسائیوں سے جنگ جاری رہی تھی مسلمانوں کے یہاں عیسائی اور عیسائیوں کے یہاں مسلمان قیدی تھے۔ سنہ ۲۳۱ھ میں یہ طے ہوا کہ

قیدی آپس میں بدل لئے جائیں۔ دریائے لامس پر دونوں فریق جمع ہو گئے اور ایک طرف سے ایک مسلمان قیدی چھوڑا جاتا تھا تو دوسری طرف سے ایک عیسائی قیدی۔ واثق نے ایک نائب سلطنت مقرر کیا۔ یہ نائب اشناس ترکی تھے۔ ان کو تاج پہننے کی بھی اجازت مل گئی تھی اور ان کے ساتھ اردلی بھی رہتے تھے۔ واثق کے زمانہ میں یہ بات بھی نمایاں ہے کہ اس نے معتزلہ فرقہ کے عقائد کی اشاعت کی بے حد کوشش کی اور خلق قرآن پر زور دیا۔ وہ ایک عالی دماغ۔ فیاض اور بردبار بادشاہ تھا۔ اس نے علم وادب اور سائنس کو ترقی دی۔ اس کو راگ کا شوق تھا۔ اس نے راگ اور راگنیاں ترتیب دیں۔ ۲۳۲ھ میں اس کو استسقا کی بیماری ہو گئی اور اسی بیماری میں اس کا انتقال ہو گیا۔

۴۲۔ المتوکل کے عہد پر اجمالی نظر

واثق کے بعد المتوکل بن المعتصم خلیفہ ہوئے۔ واثق کے وزیر محمد بن زیات سے دشمنی تھی۔ اس لئے ایتاخ کے ذریعہ ان کا مال ضبط کر کے ان کو قتل کرا دیا گیا۔ لیکن ایتاخ سے بھی اندیشہ پیدا ہوا اور اس کا بھی کام تمام کرا دیا۔ اس کے بعد المتوکل نے اپنے تینوں بیٹوں کو ولیعہد بنایا۔ اور جھنڈے بنوا کر دیئے اور ہر ایک کو مختلف مقام کی گورنری دی۔ پھر انہوں نے غیر مسلموں کا لباس تبدیل کرا دیا تاکہ مسلم اور غیر مسلم میں تمیز ہو سکے۔ اس نے حضرت حسینؓ اور دیگر بزرگوں کی قبروں کو اکھاڑنے کا حکم دیا اور زیارت کرنے کی ممانعت کرا دی گئی۔ ارمینیا پادریوں نے بغاوت کر دی۔ بغا کو روانہ کیا گیا۔ انہوں نے شہر تفلیس کا محاصرہ کر کے اس کو تیل چھڑک کر جلا دیا جس سے بہت سی جانیں گئیں۔

۲۳۸ھ میں دمیاط پر جہازوں سے حملہ کیا اور خوب لوٹ مار کی مسلمانوں اور غیر مسلموں کا قتل ہوا۔ اس کے بعد رومیوں نے زلینس میں جا کر تباہی اور بربادی کی اس کے بعد ہی بجاۃ میں بغاوت ہوئی۔ اور مسلمانوں کو سونے کی کانوں میں کام کرنے سے روک دیا گیا۔ اس لئے محمد بن عبداللہ مقابلہ کے لئے گئے۔ عبداللہ کے گھوڑوں کی گھنٹیوں کی آواز سن کر بجاۃ کے لوگوں کے اونٹ ڈر گئے اور ان کو شکست ہوئی مسلمانوں کو کام کرنے کی اجازت مل گئی۔ اس کے بعد ۲۴۳ھ میں متوکل نے دمشق کو راجدھانی بنانا چاہا لیکن وہاں کی آب وہوا موافق نہ ہونے کی وجہ سے اس نے اپنا ارادہ چھوڑ دیا۔ متوکل کے زمانہ میں خراسان فارس اور یمن میں زلزلے کی وجہ سے بہت سے آدمی مر گئے اور شہر

برباد ہو گیا۔ ۲۴۷ھ میں ایک غلام نے متوکل کو مار ڈالا اور وزیر فتح بن خاقان کو بھی مار دیا گیا متوکل دانشمند انسان تھا۔ انھوں نے خلق قرآن کی بحث کو ختم کر کے اس جھگڑے کا خاتمہ کر دیا۔

۴۳۔ المستنصر۔ المستعین۔ المعتز۔ مہتدی بن واثق اور معتمد بن متوکل کے زمانہ کے تاریخی واقعات

المستنصر ۔ متوکل کے بعد المستنصر بن المتوکل خلیفہ ہوا۔ بغا کا کافی اثر تھا۔ سلطنت کا سارا کام ان کے ہی اختیار میں تھا اور خلافت بہت کمزور ہو گئی تھی۔ وصیف اور بغا نے مستنصر سے معتز اور موید کی ولیعہدی کو ختم کرنے اور عبدالوہاب کو ولیعہد بنانے کے واسطے کہا۔ شروع میں مستنصر نے ایسا کرنے سے انکار کیا لیکن بعد کو مجبور ہو کر ان کو ولیعہدی سے الگ کر دیا۔ پھر مستنصر نے وصیف کو ایک فوج کا سپہ سالار بنا کر ملطیہ روانہ کیا۔ وصیف کچھ عرصہ وہاں ٹھہرا۔ لیکن اسی اثنا میں مستنصر کا انتقال ہو گیا۔ صرف ۶ مہینے خلافت کی۔ مستنصر بڑے نیک آدمی تھے۔ ان کے زمانہ کا خاص واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت امام حسینؑ کی قبر شریف کی زیارت کی اجازت دیدی اور انہوں نے علویوں کو بھی امان دی۔ مستنصر عابد۔ منصف مزاج۔ فیاض اور سمجھدار خلیفہ تھا۔ رعایا کی خوشحالی چاہتا تھا۔ اس نے حضرت علی اور حضرت حسین کے مزار پھر بنوائے۔ ان کی جائداد واپس کر دی۔ غیر مسلموں پر جو پابندیاں اس کے باپ نے عائد کر دی تھیں ان کو اس نے ہٹا دیا۔

المستعین ۔ مستنصر کے انتقال کے بعد امرا نے احمد بن محمد بن معتصم کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے المستعین کا خطاب اختیار کیا موید اور معتز کو سامرا میں مقید کروا دیا۔ بغا الکبیر کے انتقال کے بعد ان کی جگہ ان کے بیٹے یعنی موسیٰ بن بغا کو ملی۔ ڈاک کا محکمہ بھی اس کو دیا گیا۔ فوج اور بغداد کی رعایا ترکوں کے اقتدار کو گوارا نہ کر سکی۔ انھوں نے قید خانہ کھول دیا۔ پل کو توڑا اور جلایا۔ امیروں کو خوب لوٹا۔ ایران اور اہواز کے لوگ بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ وزیر اتامش کو مار ڈالا گیا۔ لیکن کچھ دنوں بعد یہ فساد خود ہی ختم ہو گیا۔

اس کے عہد میں رومیوں اور مسلمانوں میں لڑائی ہوئی۔ عمر بن عبداللہ اقطع مارے گئے۔ مسلمان مارے گئے پھر یحییٰ نے کوفہ پر اپنا تسلط کر لیا۔ لیکن محمد بن طاہر نے ان کو مار ڈالا۔ اسی سال حسن بن زید العلوی نے طبرستان پر تسلط قائم کر لیا۔ ان کے انتقال کے بعد الناصر الحسن بن علی کو جانشین بنا لیا گیا۔ ۲۵۰ھ میں محمد بن نوح نے

اپنے گورنر فلس بن قارن کو قتل کر دیا۔ مستعین نے موسیٰ کو بھیجا۔ انہوں نے حمص پر دوبارہ قبضہ کیا۔ یہاں کے باغیوں کو مار بھگا دیا گیا اور قید بھی کر لیا گیا۔ ۲۵۱ھ میں وصیف اور بغا الصغیر نے باغر کو قتل کر دیا۔ پھر فوج نے مستعین اور ان کے وزیروں کو سامرا کے محل میں نظر بند کر دیا۔ پھر مفسدوں نے معتز کو اپنا خلیفہ بنا لیا۔ موفق مستعین سے لڑنے گیا۔ خوب لڑائی ہوئی۔ مجبوراً مستعین کو تخت چھوڑنا پڑا۔ پھر وہ حجاز کی طرف جا رہا تھا کہ معتز کے ایک جاسوس نے ان کو قتل کر دیا۔ مستعین صرف تین سال اور نو مہینے خلیفہ رہے۔

المعتز۔ مستعین کے بعد معتز خلیفہ ہوا۔ ان کے زمانہ میں موصل میں مساور خارجی نے بغاوت کی۔ ان کے ساتھ خلیفہ کے گورنروں نے جنگ کی اور یہی گورنر خلافت کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ملک کے خود قابض بن گئے۔ شیخ عیسیٰ نے رملہ اور دمشق کو اپنے قبضہ میں کیا۔ اور خراج دینا بند کر دیا۔ اسی طرح یعقوب نے ہرات پر اپنا پورا تسلط قائم کر لیا۔ اسی طرح یعقوب نے صفاریوں کی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اسی سال عبدالعزیز نے ایران میں بغاوت کی۔ معتز نے موسیٰ بن بغا کو بھیجا اور انھوں نے عبدالعزیز کو نہاوند کے قلعہ سے نکال دیا۔ اس کے بعد احمد بن طولون نے مصر اور شام پر اپنا پورا تسلط قائم کر لیا اور طولون خاندان کی بنیاد ڈالی۔ وصیف کو سپاہیوں نے محصور کر کے قتل کر ڈالا۔ پھر اگلے سال بغا الصغیر کو بھی مار ڈالا گیا۔
چونکہ معتز نے سپاہیوں کی تنخواہیں ابھی نہیں دی تھیں اسلئے سپاہیوں نے اس کو گرفتار کر کے ایک تہہ خانہ میں بند کر دیا جہاں اس کو سخت تکلیفیں دی گئیں اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

مہتدی بن واثق ۔ وہ نیک۔ سچا۔ منصف مزاج اور لائق تھا۔ اس نے گائنوں۔ زانیوں رنڈیوں اور برے لوگوں کو نکال دیا تھا۔ اس کے زمانہ میں علی بن محمد نے دعویٰ کیا کہ وہ حضرت علی کی اولاد ہیں اور وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کو ان سے عقیدتمندی ہو گئی۔ مہتدی نے اس کی سرکوبی کے لئے فوج روانہ کی مگر کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ مہتدی نے موسیٰ بن بغا کو قتل کرنے کا حکم اپنے فوجی افسر بایکال کو دیا۔ بایکال بجائے موسیٰ کو قتل کرنے کے ان سے مل گیا اور مہتدی کے قتل کا ارادہ کیا۔ مہتدی نے بایکال کو قید کر کے قتل کر دیا اور خود موسیٰ بن بغا کے مقابلے کے واسطے گیا۔ راستہ میں سپاہیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ باغیوں نے مہتدی کو گرفتار کر کے زندان بھیج دیا۔ وہیں کچھ دنوں کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ انھوں نے صرف گیارہ مہینے خلافت کی۔

معتمد بن متوکل ۔ مہتدی کے بعد معتمد خلیفہ ہوئے۔ ان کے زمانے میں سلطنت کے کام ان کے

بھائی موفق کرتے تھے۔ معتمد نے عیسیٰ بن شیخ کو آرمینا کا گورنر بنایا اور اپنے سپہ سالار اماجور کو دمشق کی گورنری دی۔ پہلے عیسیٰ کا دمشق پر قبضہ تھا۔ اسی وجہ سے عیسیٰ نے منصور کو اماجور کے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا لیکن اس لڑائی میں منصور مارا گیا۔ مجبوراً عیسیٰ کو آرمینا جانا پڑا اور اماجور دمشق ہی میں رہا۔ معتمد کے عہد میں صاحب الزنج کے فتنہ نے بہت زور پکڑا۔ معتمد کی فوجوں کو برابر شکست ہوتی تھی لیکن موفق نے جب صاحب الزنج کا مقابلہ کیا تو صاحب الزنج قتل ہو گیا اور اس طرح یہ فتنہ ختم ہوا۔ نصر بن اسعد سامان ماوراء النہر کا گورنر تھا۔ اس نے اس ملک پر اپنا پورا تسلط قائم کر کے سامانیہ سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس واقعہ کے ایک سال کے بعد موفق باللہ نے یعقوب الصفار کو شکست دے کر اہواز پر دوبارہ قبضہ کیا۔ لیکن اگلے سال یعقوب نے پھر اہواز کو لے لیا۔

۲۶۴ھ میں احمد بن طولون اور سیما الطویل کا انطاکیہ میں مقابلہ ہوا۔ سیما کو شکست دے کر قتل کر دیا گیا اور حلب، دمشق، حمص اور رقہ پر ابن طولون کا قبضہ ہو گیا۔ اسی سال عبداللہ بن رشید کو رومیوں کے مقابلہ میں روانہ کیا گیا۔ انہوں نے کامیابی حاصل کی لیکن واپسی کے وقت رومیوں نے ان پر حملہ کر کے ان کو گرفتار کر کے شاہ روم کے پاس بھیج دیا۔ پھر چھ سال بعد طرطوس کے گورنر یا زمار اور رومیوں کا مقابلہ ہوا۔ یا زمار نے رومیوں کو شکست دے کر بھگا دیا۔ بہت سے رومی مارے گئے۔ اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اس واقعہ کے ایک سال بعد ابو العباس بن موفق اور خمارویہ بن طولون میں جنگ ہوئی۔ اس معرکہ میں خمارویہ کو شکست ہوئی۔ ۲۷۸ھ میں کوفہ کے قریب قرمط کا ظہور ہوا اس نے ایک نیا مذہب نکالا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ کسی کی روح کسی میں گھس سکتی ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس کا عقیدہ اختیار کر لیا۔ معتمد کے زمانہ میں تو اس کا زور بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ اسی سال موفق ولیعہد کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے ان کے بیٹے ابو العباس کو ولیعہد بنایا گیا جن کا لقب معتضد باللہ تھا۔ ۲۷۹ھ میں معتمد کا انتقال ہو گیا اور معتضد باللہ کو خلیفہ بنایا گیا۔

۴۴۔ معتضد باللہ کے عہد کی اہم اصلاحات اور واقعات

معتضد باللہ کو سفاح ثانی کہتے ہیں کیونکہ اس نے بنی عباس کی کمزوری کو دور کر کے اس میں قوت پیدا کی۔ اس نے شورشوں کو ابھرنے سے روکا اس کے رعب کی وجہ سے کوئی شخص مخالفت

نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے رومیوں کے ساتھ جنگ کر کے کھوئے ہوئے علاقے واپس لے لئے اور دیگر مقامات بھی فتح کئے۔ اس نے کردوں کو الجزائر سے نکال دیا اور ہمدان کی بغاوت کو دور کیا اور مصر کو بغیر لڑے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس کے عہد میں ابن طولون نے اپنی خوشی سے دس لاکھ دینار سالانہ خراج دیا۔ اس نے آوارہ اور بدچلن لوگوں کو شہر سے نکال دیا۔ یہ لوگ بازاروں میں قالین بناتے تھے اور رات کو چوری کرتے تھے۔ اسکی دوسری اصلاح یہ ہے کہ اس نے لاوارث مال کا حکم توڑ دیا اور ہدایت کی کہ اگر مرد حقدار نہ ہوں تو مرنے والے کی جائداد کا حق عورتوں کو پہنچنا چاہئے اس نے ایک اصلاح یہ کی کہ نئے سال کے پہلے دن آتشبازی چھوڑنا بند کر دیا۔ اس نے نئے سال کا دن مارچ کی بجائے جون میں بدل دیا اور اس دن کو نوروز معتضدی کہتے تھے۔

اس کے زمانہ میں بنی فاطمہ کو عروج ہوا۔ اس کے علاوہ قرمطی فتنہ زور پکڑ گیا اور عرب شام عراق میں لوٹ مار ہونے لگی۔ ابو سعید نامی لٹیرے نے معتضد کی فوجوں کو شکست دی۔ لیکن ۳۰۱ھ میں ابو سعید کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے ابو طاہر کے زمانہ میں بھی ان لوگوں نے بربادی میں کسر نہ چھوڑی معتضد کے زمانہ میں انہوں نے مکہ پر حملہ کر کے حاجیوں پر بڑے ظلم کئے پھر مسلمانوں نے ان سے جنگ کی اور اس جنگ میں ان مفسدوں کا خاتمہ ہوا۔ معتضد نے بنی شیبان پر حملہ کر کے ان کو شکست دی اور پھر ان کو معاف بھی کر دیا۔ اس کے بعد معتضد نے ہارون اشاری پر حملہ کیا اور ان کے قلعہ کو گرا دیا۔ ان لوگوں کے ساتھ ہمدان بھی تھا جب ہارون پر فتح ہوئی تو اس کو پکڑ کے سولی دیدی گئی۔ معتضد نے خماریہ کے لڑکے سے جزیہ وصول کیا۔ ۲۸۷ھ میں اسمٰعیل بن احمد سامانی نے خراسان کے بادشاہ عمرو ابن اللیث الصفار کو گرفتار کر کے معتضد کے پاس بھیجا۔ جہاں ان کو قید کر دیا گیا۔ اگلے سال آذربائیجان میں ایک وبا پھیلی جس سے ہزاروں آدمی مر گئے ۲۸۹ھ میں معتضد کا انتقال ہو گیا انہوں نے ۹ برس ۹ مہینے خلافت کی۔

۴۵۔ مکتفی باللہ کے عہد کے واقعات

معتضد کے انتقال کے بعد مکتفی باللہ خلیفہ ہوا۔ اس کا اصلی نام محمد علی تھا خلیفہ بننے کے بعد انہوں نے اپنے باپ کی تقلید کی۔ ان کے عہد میں قرامطہ نے شورش کی۔ ابتدا میں طغج بن جف کو قرامطہ نے ہرا دیا۔ لیکن بعد کو زیادہ فوج کے آجانے سے قرامطہ پھان کو فتح ہوئی اور ان کا سرغنہ

یحییٰ مارا گیا۔ پھر یحییٰ کے بھائی حسین کو سردار بنایا گیا۔ بہت سے لوگوں کو اس سے عقیدتمندی ہوگئی۔ دمشق سے جزیہ وصول کیا حمص میں اس کو مہدی اور امیر المومنین کہا گیا۔ اس نے اپنے چچا عبداللہ کو موثر کا لقب دیکر ولیعہد بنایا۔ پھر اس نے حما۔ مرہ۔ روز سلیمہ پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ قرامطہ کے مظالم دیکھ کر مکتفی نے فوجیں روانہ کیں جن کا مقابلہ تمتح میں ہوا قرامطہ پر فتح ہوئی۔ صاحب اقنام اور رومی غلام کو مکتفی کے پاس روانہ کر دیا گیا۔ ان کے سر کاٹ کر اہل بغداد کو دکھلائے گئے۔ ۲۹۲ھ میں مصریوں نے اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کر دی۔ مکتفی نے موقع دیکھ کر رمیانہ اور محمد بن سلیمان کو روانہ کیا۔ اُدھر سے مصر کے بادشاہ نے ان دونوں کا مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور مارا گیا۔ اس کی موت کے بعد طولون خاندان ختم ہوگیا۔

اگلے سال ابراہیم خلیجی کو احمد بن کیغلغ نے شکست دے کر اور قید کر کے مکتفی کے پاس روانہ کر دیا۔ اسی زمانہ میں قرامطہ نے دمشق اور کوفہ پر حملہ کر کے لوٹ مار کی اور مکتفی کی فوج کو ہرا دیا۔ پھر مکتفی نے ایک اور فوج بھیجی جس نے ذکرایہ سردار کا مقابلہ کر کے گرفتار کر لیا اور وہ چھ دن بعد انتقال کر گیا۔ رومیوں نے مرعش پر چڑھائی کی۔ اور ان کے مقابلہ کے لئے رستم بن بردہ گئے۔ اس کے بعد رومی لوگوں نے ابن کیغلغ سے جنگ کی جنہوں نے رومیوں کو شکست دی۔ ۲۹۳ھ میں ابوالہیجا نے کردوں کو شکست دے کر بنی حمدان خاندان کی ابتدا کی مکتفی کے زمانہ میں بہت سی عبادت گاہیں بنیں۔ مکتفی نے ان جائدادوں اور باغوں کو واپس کر دیا جو معتضد کے زمانہ میں ضبط کئے گئے تھے۔ اس نے اپنی رعایا کی دلجوئی کی لیکن ۲۹۵ھ میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس نے چھ برس اور چھ مہینے ۱۹ دن خلافت کی۔

۴۶۔ "المقتدر کی زندگی اور عہد واقعات سے بھرا ہوا ہے" پر تبصرہ

مکتفی کے انتقال کے بعد المقتدر باللہ خلیفہ ہوئے۔ ان کے عہد کے ہر سال کوئی نہ کوئی واقعہ حادثہ ضرور ہوا۔ ۱۳ سال کی عمر میں خلیفہ ہو گئے تھے۔ ان کی سلطنت میں ان کی کم عمری کی وجہ سے عورتوں اور خادموں کا اثر کافی ہو گیا تھا۔ فوجی افسروں نے وزیر عباس بن الحسن سے عبداللہ بن المعتز کی خلافت کے واسطے کہا۔ جب انہوں نے انکار کیا تو ان کو قتل کر دیا گیا اور مقتدر کی بجائے عبداللہ بن المعتز کی بیعت لی پھر ان دونوں کے حمایتوں میں جنگ ہوئی اور عبداللہ کو قتل کر دیا گیا۔ انہوں نے صرف

ایک رات اور ایک دن خلافت کی۔ ان کے بعد پھر مقتدر کو خلیفہ بنا دیا گیا۔ اس کے زمانہ میں عبداللہ المہدی الفاطمی نے مہدیہ شہر آباد کر کے اغالبہ کو نکال کر فاطمیوں کو عروج دیا۔ اسی خاندان نے بعد کو قاہرہ کی بنیاد رکھی۔

مقتدر کے زمانہ میں حسین بن حمدان نے شورش کی۔ وزیر رائق مقابلہ کے لئے گئے حسین کو گرفتار کر کے خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا گیا۔ مقتدر کے عہد میں بادشاہ روم سے قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ اس واقعہ کے پانچ سال بعد مشہور مورخ ابو جعفر بن جریر الطبری کا انتقال ہو گیا۔ اگلے سال قرامطہ کے فتنہ نے زور پکڑا ابن منصور دیلمی کو مقابلہ کے واسطے روانہ کیا گیا۔ مگر اس نے شکست کھائی۔ قرامطہ نے حاجیوں کو مسجد حرام میں قتل کر ڈالا۔ پھر مرداویج بن دیار دیلمی نے بغاوت کر دی۔ مقتدر کی فوج نے اس کے مقابلہ میں شکست کھائی بعد کو وہ خود ہی کچھ رقم خلیفہ کو دینے لگے۔

۳۱۷ھ میں عوام مقتدر کے خلاف ہو گئے اور ان سے کہا گیا کہ سلطنت کے کام میں وزیروں اور عوام کا حق برابر ہونا چاہیئے۔ انہوں نے خلیفہ کو مونس خادم کے گھر میں نظر بند کر کے محمد بن معتضد سے بیعت کر لی جن کا لقب القاہر باللہ تھا۔ انھوں نے بھی عوام کی مانگ کو پورا نہیں کیا۔ ان کے محل کا محاصرہ کر لیا گیا۔ وہ پھر باغ میں چھپ گئے۔ ان کی خلافت صرف دو دن رہی اس کے بعد مقتدر کو ان کی والدہ کے پاس مقید کر دیا۔ اسی زمانہ میں مونس نے بشریٰ کے ہاتھ مقتدر کو خط بھیجا وزیر حسین بن قاسم نے وہ خط چھین لیا۔ یہ سن کر مونس موصل کی جانب گئے۔ وہاں سے بنو احمدان کو نکال کر ان کے مال پر قبضہ کر لیا۔ پھر مونس نے بغداد پر حملہ کیا۔ مجبوراً مقتدر لڑنے کے لئے آئے اور مغربیوں نے مقتدر کو قتل کر دیا۔ قتل کے وقت وہ ۳۸ سال کے تھے۔ ان کی خلافت ۲۵ سال رہی۔

۴۷۔ القاہر کے عہد حکومت کے تاریخی واقعات پر طائرانہ نظر

مقتدر کے بعد القاہر بن معتضد خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے مقتدر کے مال اور جواہرات کا پتہ لگا کر بیچ ڈالا۔ القاہر اور وزیروں میں جھگڑا ہوا۔ ایک طرف قاہر تھے اور دوسری طرف مونس خادم بلیق حاجب علی بن بلیق اور ابو علی ابن مقتدر ان سب لوگوں نے خلیفہ کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا اور یہاں تک نگرانی کی کہ بغیر دیکھے ہوئے دودھ تک ان کے گھر میں نہیں جا سکتا تھا۔ یہ حالات

دیکھ کر قاہر نے ساجیہ فرقہ کو مونس وغیرہ کے ساتھ لڑنے کے لئے ابھارا۔ مونس کو جب یہ خبر ہوئی تو انھوں نے قاہر کو خلافت سے ہٹا دینے کی ترکیب سوچی ادھر قاہر کے جاسوس طریف السبکری نے ان سب باتوں کا پتہ بتا دیا۔ قاہر نے ساجیا کو اپنے دروازوں پر کھڑا کروا دیا۔ جب علی بن بلیق نے محل کے اندر آنے کی کوشش کی تو اس کو اجازت نہیں ملی اور بلیق کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور علی بن بلیق بھی پکڑ لئے گئے۔ اس کے بعد قاہر نے بلیق کے بیٹے خود بلیق اور مونس کو قتل کر کے انکے سروں کو بغداد میں دکھایا۔

کچھ دنوں کے بعد ابو یعقوب اسحٰق کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ اس خلیفہ کے زمانہ میں (۱) عماد الدولہ علی (۲) رکن الدولہ حسن (۳) معز الدولہ احمد کے خاندان کی بنیاد ڈالی گئی رفتہ رفتہ اس خاندان نے ترقی کر کے عباسیہ کی خلافت پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ میں ابن مقلہ نے ساجیہ اور حجریہ کے گورنر سے خط و کتابت کی ساجیہ کے سردار سیا کو قاہرہ کا مخالف کر دیا۔ ساجیہ اور حجریہ نے شاہی محل پر چڑھائی کر دی خلیفہ کو پکڑ کر گرم سلائیوں سے اندھا کر دیا۔ وہ صرف ایک سال اور سات مہینے خلیفہ رہے۔

۴۸۔ الراضی باللہ پر سرسری نگاہ

قاہرہ کی خلافت کے بعد احمد بن مقتدر کو الراضی باللہ کے خطاب سے خلیفہ بنایا گیا راضی کے عہد میں حنفی فرقہ نے خلاف شرع باتوں کو روکنے کی کوشش کی۔ محمد ابن طغج کو مصر اور شام کی گورنری پر اخشید کے لقب سے مقرر کیا گیا۔ اس طرح اخشدیہ سلطنت کی ابتدا ہوئی۔ ۳۲۳ھ میں مرداویج کے انتقال کے بعد وشمگیر جانشین ہوا خلافت کی کمزوری کی وجہ سے صوبے آزاد ہو گئے۔ ایسے حالات میں محمد بن رائق کو وزارت اور سپہ سالاری کا عہدہ ملا۔ وہ امیر الامراء کہلانے لگے خراج انہی کے پاس آتا تھا خلیفہ کے نام کے ساتھ خطبہ میں ان کا نام بھی آنے لگا۔ البتہ سکہ میں خلیفہ ہی کا نام رہا۔ ابن الرائق کے اثر کی وجہ سے خلیفہ کا اخرجا تا رہا۔

خلیفہ کی پریشانی دیکھ کر ابن مقلہ نے ابن رائق کی علیحدگی کی ترکیب کی۔ یہ سن کر ابن رائق نے ابن مقلہ کے ہاتھ اور زبان کو کٹوا دیا۔ پھر ان کو قید کر دیا اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔ پھر واسط کے گورنر بحکم اور ابن رائق میں جنگ ہوئی۔ ابن الرائق شکست کھا کر چھپ گیا۔ بحکم اور خلیفہ کے

موصل جانے پر وہ پھر نکلا بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ آخر اس کو کئی علاقے دے گئے اب اخشید نے ابن الرائق سے مقابلہ کیا جس میں ابن الرائق ہار گیا اور بھاگا۔ پھر ایک بار اخشید نے اپنے بھائی کو ملا کر ابن الرائق کا مقابلہ کیا۔ اس مرتبہ اخشید کا بھائی مارا گیا اور اس کو شکست ہوئی۔ اس واقعہ کے ایک سال بعد راضی کا انتقال ہو گیا۔ اس نے چھ سال دس مہینے خلافت کی۔

۴۹۔ المتقی باللہ بن المقتدر اور المستکفی باللہ بن المکتفی کے عہد کے واقعات کا خلاصہ

الراضی کے انتقال کے بعد لوگوں نے المتقی کو خلیفہ بنایا۔ ان کے عہد میں بریدی اور بجکم کا مقابلہ ہوا۔ بریدی ہارا۔ اسی انتشار میں ایک کرد نے بجکم کو بھی مار دیا۔ بریدی نے متقی سے سپاہیوں کی تنخواہ کے واسطے روپیہ لیا لیکن ان کو تنخواہ نہیں دی اور سپاہیوں کی پکڑ سے نکل گیا۔

کورتکین دیلمی امیر الامرا بنایا گیا پھر کورتکین اور ابن الرائق میں مقابلہ ہوا اور ابن الرائق غالب آیا۔ اور اس کو امیر الامرا بنا دیا گیا۔ بغداد پر پھر ایک بار بریدی کا قبضہ ہو گیا۔ متقی اور ابن رائق کو موصل جانا پڑا۔ بنو حمدان نے رائق کا خاتمہ کر دیا۔ اب ناصر الدولہ امیر الامرا ہوئے۔

اس کے موصل جانے کے بعد یہ عہدہ توزن کو ملا۔ رومیوں نے حضرت عیسیٰ کا رومال رہا کے گرجے سے حاصل کر کے مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ پھر توزون کے انتقال کے بعد زیرک بن شیر زنامی سپہ سالار کو امیر بنایا گیا۔ روس کے قبضہ میں سے بردعہ کو نکالا گیا۔ توزون کے خوف کی وجہ سے متقی موصل گئے لیکن ان کی واپسی پر ان کو تخت سے اتار دیا گیا۔ صرف چار سال خلافت کی۔

ان کے بعد المستکفی کی خلافت شروع ہوئی۔ ان کے عہد خلافت میں سیف الدولہ نے حلب اور حمص پر قبضہ کر لیا۔ انھوں نے اخشید سے بھی جنگ کی تھی لیکن کسی فریق کی بھی فتح نہ ہوئی۔ پھر سیف الدولہ نے رومیوں کو بھی شکست دی۔ ۳۳۴ھ میں توزون کے انتقال کے بعد زیرک بن شیرزاد کو امیر الامرا بنایا گیا۔ اس کے بعد معز الدولہ کو امیر بنایا۔ معز الدولہ نے مستکفی کو قید کر دیا۔ قید ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے ایک سال چار مہینے خلافت کی۔

۵۰۔ المطیع بن المقتدر۔ الطایع بن المطیع اور القادر بن اسحاق پر ایک اجمالی نگاہ۔

المطیع ۔ جب مطیع خلیفہ ہوئے تو اخشید کا انتقال ہو گیا اسی زمانہ میں سیف الدولہ نے دمشق کو فتح کر لیا لیکن کافور حبشی غلام نے دمشق پر دوبارہ قبضہ کیا۔ بصرہ سے بریدی کو نکال دیا گیا۔ معزالدولہ نے بصرہ پر قبضہ کیا اور جزیہ کی شرط پر ناصرالدولہ سے صلح کی۔ اس واقعہ کے دو سال بعد حجر اسود قرامطہ نے واپس کر دیا رومیوں اور سیف الدولہ میں لڑائیاں ہوئیں اور سیف الدولہ کے انتقال کے بعد شریف الدولہ امیر بنائے گئے۔ پھر حلب پر قبضہ کر لیا۔ ابن شاہین اور معزالدولہ میں جنگ ہوئی آخر میں صلح کے بعد معزالدولہ بغداد لوٹ آئے۔ ان کی موت کے بعد بختیار نے ان کی جگہ لی۔ المعز الفاطمی نے مصر اور دمشق پر قبضہ کر لیا لیکن بعد کو قرامطہ نے دمشق پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اسی اثناء میں رومیوں نے لوٹ مار شروع کر دی مسلمان پریشان ہو گئے تو بختیار نے کچھ مال دے کر رومیوں سے صلح کر لی۔ حاجب سبکتگین نے بختیار کی مخالفت کی۔ دونوں میں جھگڑا ہوا۔ سبکتگین نے سارے کام اپنے اختیار میں لے لئے۔ اور وہ امیرالامراء بن گئے۔ سبکتگین نے مطیع کے فالج کی وجہ سے ان کو تخت سے اتار دیا۔ مطیع نے ۲۹ سال کے قریب خلافت کی۔

ابوبکر عبدالکریم الطائع ۔ مطیع کے انتقال کے بعد ان کا لڑکا الطائع کے لقب سے خلیفہ ہوا۔ ان کے زمانہ میں عضدالدولہ کا عراق اور بغداد پر قبضہ ہوا۔ اب بختیار نے ابن حمدان کو اپنے ساتھ ملا کر عضدالدولہ سے لڑائی کی لیکن بختیار ہار گئے اور زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے بنی حمدان کا علاقہ بھی قبضہ میں کر لیا گیا۔ عضدالدولہ نے اپنی لڑکی کی شادی طائع سے کر دی۔ عضدالدولہ کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے صمصام الدولہ کو جانشین بنایا لیکن شرف الدولہ نے سارے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے پھر شرف الدولہ کے انتقال کے بعد بہاءالدولہ جانشین بنے۔ الطائع کے عہد کا یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ سامانیہ سلطنت کے الپتگین بادشاہ کے غلام سبکتگین نے غزنی پر قبضہ کر لیا۔ محمود غزنوی اسی سبکتگین کا لڑکا تھا۔ بنی مروان کی سلطنت بھی اسی زمانہ میں قائم ہوئی۔ ۳۸۱ھ میں بہاءالدولہ نے طائع کو تخت سے اتار کر قید کر دیا۔ انہوں نے

سترہ سال اور آٹھ مہینے خلافت کی تھی۔

القادر بن اسحاق

القادر بن اسحاق۔ القادر نے خلافت کے حالات کو بہتر بنایا۔ اس خلیفہ کے عہد میں ابو علی بن مروان نے رومیوں سے صلح کی۔ القادر کے زمانہ میں صاحب بن عباد مر گئے۔ بنی حماد خاندان کی ابتدا بھی اسی عہد سے ہوئی۔ محمود غزنوی سلطان کے خطاب کے ساتھ غزنی کے بادشاہ ہوئے بنو المسیب، بنو حسنویہ اور بنو مرداس سلطنتوں کا آغاز ہوا۔ اسی زمانہ میں بنو حمدان اور سامانیوں کا زوال ہوا۔ قرواش نے موصل، مدائن اور کوفہ وغیرہ میں حاکم علوی کا خطبہ پڑھوایا قادر نے ان کی سرکوبی کی۔ اندلس سے بنو امیہ کا اقتدار بالکل جاتا رہا۔ مسلمانوں کو وہاں سے بھگا دیا گیا۔ ان پر دردناک مظالم کئے گئے۔ بہاء الدولہ کے انتقال کے بعد سلطان الدولہ ابو شجاع نے ان کا عہدہ سنبھالا۔ اس عہدہ کو پھر ابو علی مشرف الدولہ نے لے لیا اور ان کے بعد جلال الدولہ اس رتبہ پر فائز ہوئے۔ سنہ ۴۲۲ھ میں القادر کا انتقال ہوگیا۔ یہ اکتالیس سال تک خلیفہ رہے۔

۵۱۔ القائم بن القادر۔ المقتدی بن محمد اور المستظہر بن المقتدی کے عہد کے واقعات۔

القائم بامر اللہ بن القادر

القائم بامر اللہ بن القادر۔ سنہ ۴۲۲ھ میں القائم خلیفہ بنائے گئے۔ ابتدائی زمانہ میں ہی فتنہ و فساد ہونے لگے۔ جلال الدولہ کو اپنی جان بچانے کے واسطے بھاگنا پڑا لیکن ان کو پھر لایا گیا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کا عہدہ سلطان الدولہ کو ملا۔ القائم کی خلافت میں سلجوقیوں نے قوت حاصل کرلی۔ سلطان الدولہ کے مرنے پر عبد الرحیم کو ان کا عہدہ دیا گیا۔

بساسیری نے فاطمیوں کے اقتدار کی کوشش کی۔ بساسیری نے بغداد پر حملہ کرکے القائم کو بغداد سے نکال دیا اور مستنصر فاطمی کو خلیفہ بنا دیا۔ طغرل بیگ نے بساسیری پر حملہ کرکے ان کو قتل کر دیا اور القائم پھر خلیفہ ہوگئے۔ طغرل بیگ کے انتقال کے بعد الپ ارسلان تخت نشین ہوئے انھوں نے اپنے ملک کو رومیوں سے محفوظ رکھا۔ ان کے وزیر نظام الملک تھے جو نہایت دانشمند تھے۔ جب الپ ارسلان کا انتقال ہوا تو ملک شاہ کو تخت ملا۔ انھوں نے بہت سے علاقے فتح کرکے خلیفہ کی سلطنت کو بڑھایا۔ انھوں نے مدرسے کھولے عالموں کی حوصلہ افزائی کی۔

ملک شاہ پر ان کے چچا نے حملہ کیا مگر شکست کھائی۔ القائم کے عہد میں بنو امیہ کی بنوائی ہوئی دمشق کی مسجد میں آگ لگ گئی۔ اس کے علاوہ دریائے دجلہ کی طغیانی کی وجہ سے جانی اور مالی نقصان ہوا۔ اس واقعہ کے ایک سال بعد القائم کا انتقال ہوگیا۔ یہ چوالیس سال اور نو مہینے خلیفہ رہے۔

المقتدی بن محمد ۔ مقتدی نے قائم کے بعد خلافت حاصل کی۔ ان کے عہد خلافت میں تاج الملک نے رملہ، بیت المقدس اور شام پر قبضہ کیا۔ اسی زمانہ میں کرمان پر ملک شاہ کا قبضہ ہوگیا۔ تاج الملک نے بغاوت کی لیکن پھر باز آگئے۔ ملک شاہ نے اپنی لڑکی مقتدی کے ساتھ بیاہ دی۔ علوی لوگ شام پر تسلط قائم کرنے کی کوشش میں ناکام رہے۔ سمرقند، حجاز اور یمن پر ملک شاہ کا قبضہ ہوگیا۔ وزیر نظام الملک کا قتل ہوا اور اسی سال ملک شاہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ ملک شاہ کے مرنے کے بعد محمود ناصر الدین الدولہ کا خطبہ پڑھوایا گیا۔ اس کے بعد محمود کے بھائی برکیارق نے محمود پر حملہ کرکے بغداد پر قبضہ کرلیا۔ اسی سال مقتدی انیس ۱۹ سال خلافت کرنے کے بعد انتقال کر گئے۔

المستظہر باللہ بن المقتدی ۔ المقتدی کے انتقال کے بعد المستظہر کو خلیفہ بنایا گیا۔ اسی زمانہ میں تاج الملک نے برکیارق سے جنگ کی اور برکیارق کو اصفہان جانا پڑا۔ وہاں محمود کے انتقال کے بعد یہی حاکم ہوگئے۔ پھر تاج الملک اور برکیارق میں جنگ ہوئی اور تاج الملک مارے گئے۔ المستظہر کی خلافت میں خوارزم نے اقتدار حاصل کرلیا۔ انہی دنوں میں صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا۔ اسی زمانہ میں برکیارق کی ان کے بھائی محمد سے لڑائی ہوئی لیکن صلح کرلی۔ برکیارق نے اپنے لڑکے کو ولی عہد بنایا۔ سلطان محمد کا بغداد پر تسلط قائم ہوا۔ جاولی کو موصل کا علاقہ مل گیا۔ وہاں جگرمیش کو قید کردیا گیا اسی حالت میں اس کا انتقال ہوا۔ پھر قلیج ارسلان اور جاولی کا خابور دریا پر مقابلہ ہوا۔ قلیج دریا میں ڈوب گئے اور موصل پر جاولی کا تسلط ہوگیا۔ جاولی نے سلطان محمد کے خلاف بغاوت کی۔ سلطان محمد نے ان کی سرکوبی کی۔ سلطان محمد نے اپنے انتقال سے پہلے اپنے لڑکے محمود کو ولی عہد بنایا۔ ۵۱۱ھ میں سلطان محمد کا انتقال ہوگیا۔ ایک سال بعد المستظہر بھی اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انھوں نے پچیس ۲۵ سال خلافت کی۔

۵۲۔ المسترشد بن المستظہر۔ الراشد بن المسترشد اور المقتفی بن المستظہر کے حالات پر تبصرہ

(۱) المسترشد بن المستظہر۔ المستظہر کے انتقال کے بعد مسترشد خلیفہ ہوئے انہوں نے خلافت کو بہتر بنانے کے لئے فوج جمع کی۔ اسی دوران میں طغرل کی بغاوت ہوئی لیکن اس کو فرو کر دیا گیا۔ سنجر کا کئی علاقوں پر قبضہ ہو گیا۔ اس خلیفہ کے عہد میں گرجیوں نے فتنہ پھیلایا لیکن ان کو بھگا دیا گیا۔ ۵۲۰ھ میں خلیفہ اور سلطان میں جنگ ہوئی لیکن پھر آپس میں صلح کر دی گئی۔ عماد الدین زنگی نے موصل، حلب اور حماۃ پر تسلط کر لیا۔ اس واقعہ کے چار سال بعد سلطان محمود انتقال کر گیا اور داؤد تخت نشین ہوا۔ اس نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد دبیس بن صدقہ اور عماد الدین زنگی کا بغداد پر حملہ ہوا۔ ان دونوں کو ناکامی ہوئی۔ عماد الدین کے مقابلے کے لئے خلیفہ کی فوج گئی خلیفہ نے موصل کا محاصرہ کیا پھر عماد اور خلیفہ میں صلح ہو گئی۔ دو برس بعد خلیفہ اور سلطان میں جنگ ہوئی اور اس جنگ میں خلیفہ قتل ہوئے۔ انہوں نے سترہ (۱۷) برس اور ۷ ماہ خلافت کی۔

(۲) الراشد بن المسترشد۔ ان کی خلافت میں دبیس بن صدقہ (بادشاہ حلہ) کو ارضی غلام نے قتل کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد راشد اور سلطان مسعود میں جنگ ہوئی۔ راشد نے مختلف بادشاہوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ ملک داؤد بھی اس میں تھا سلطان مسعود کو ہٹا کر ملک داؤد کا نام خطبہ میں لیا گیا پھر مسعود نے بغداد کا محاصرہ کیا لیکن ناکامیابی دیکھ کر یہاں سے جانا پڑا۔ لیکن امرا کے اختلاف کی وجہ سے وہ پھر واپس آ گیا۔ اس واقعہ کے بعد داؤد آذربائیجان کی طرف گئے اور راشد عماد الدین زنگی کے ہمراہ موصل کی طرف چلے گئے۔ پھر علماء کے فتوے سے راشد کو خلافت چھوڑنی پڑی۔ ان کی خلافت گیارہ ماہ آٹھ دن رہی۔

(۳) المقتفی بن المستظہر۔ راشد کے بعد مقتفی کو خلافت ملی۔ انہوں نے عراق پر خود ہی حکومت کی۔ ملک داؤد نے راشد کو دوبارہ خلیفہ بنانے کی کوشش میں سلطان مسعود سے جنگ کی لیکن شکست ہوئی۔ اسی سال راشد کو قتل کر دیا گیا۔ عماد الدین نے حماۃ، حمص اور بعلبک کو اپنے قبضہ میں کیا۔ اس کے بعد شہر زور، قلعہ اشب اور قلعہ جبیر کا محاصرہ کیا گیا لیکن اسی عرصہ میں یہ قتل ہو گیا۔

بولیک دمشق کے بادشاہ کے قبضہ میں چلا گیا۔ حلب پر نورالدین کا قبضہ ہو گیا اور موصل پر سیف الدین نے اپنا تسلط کر لیا۔ سیف الدین کے انتقال کے بعد قطب الدین جانشین ہوئے اس کے بعد نورالدین شام کے بادشاہ ہو گئے اور قطب الدین جزیرہ کے بادشاہ رہے۔ اسی زمانہ میں سلطان مسعود مر گئے۔ ملک شاہ ان کا ولیعہد تھا جس کو خاص بیگ نے پکڑ لیا لیکن ملک محمد نے آکر خاص بیگ کا خاتمہ کر دیا۔ ادھر یہ واقعات ہو رہے تھے ادھر افغانستان اور ہندوستان پر غوری خاندان حکومت کر رہا تھا۔ ۵۴۹ھ میں نورالدین کا شام پر قبضہ ہو گیا تین برس بعد بہت زلزلے آئے۔ سلطان سنجر اور سلطان محمد دنیا سے کوچ کر گئے اور ۵۵۵ھ میں مقتفی کا بھی انتقال ہو گیا۔ انہوں نے ۲۴ برس خلافت کی۔

۵۳۔ المستنجد بن المقتفی اور المستضی بن المستنجد کے عہد کے خاص خاص واقعات

المستنجد بن المقتفی ۔ مقتفی کے بعد مستنجد تخت نشین ہوا اس کے زمانہ میں سلیمان شاہ کی فوج نے ان کو قتل کر دیا اور پھر ارسلان شاہ بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ کو سلطان بنایا گیا۔ اسدالدین کی کوشش سے مصر کی سلطنت پر قبضہ ہوا اور عاضد علوی نے ان کو اپنا وزیر بنایا۔ ان کے انتقال کے بعد صلاح الدین کو وزارت ملی صلاح الدین ہر دلعزیز ہو گیا اور خاندان فاطمیہ کمزور ہوتا چلا گیا اور ایوبیوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ ۵۶۶ھ میں مستنجد کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ انہوں نے گیارہ برس خلافت کی۔

المستضی بن المستنجد ۔ المستنجد کے بعد ۵۶۶ھ میں حسن المستضی تخت نشین ہوئے۔ ان کے زمانہ میں فاطمیوں کا زوال ہوا اور ایوبی خاندان کی ابتدا ہوئی۔ مصر میں عباسیوں کے خطبہ کو پڑھا گیا۔ یہ تبلیغ ارسلان سے ذوالنون کا ملک واپس لیا گیا یمن پر صلاح الدین کا قبضہ ہوا۔ اس سال نورالدین کا انتقال ہو گیا۔ اور ملک الصالح جانشین ہوئے۔ سیف الدین کی بغاوت بھی اسی زمانہ میں ہوئی حلب پر ملک الصالح نے حملہ کیا اس دوران میں صلاح الدین کا مصر پر قبضہ ہو گیا۔ انہوں نے شام کے علاقہ کو بھی لے لیا۔ اور حلب ملک الصالح کے قبضہ میں آگیا۔ ۵۷۵ھ میں مستضی اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ یہ نو سال خلیفہ رہے

۵۴۔ الناصر بن المستضئی پر اجمالی نظر

الناصر۔ المستضئی کے بعد الناصر خلیفہ ہوئے ان کی مدت خلافت عباسیہ خاندان میں سب سے زیادہ ہے۔ انھوں نے چھیالیس ۴۶ سال اور گیارہ مہینے خلافت کی۔ صلیبی لڑائیوں کی ابتداء انہیں کے عہد میں ہوئی۔ تاتاری حملے ہوئے۔ سیف الدین غازی انتقال کر گئے موصل عزیز الدین کے قبضہ میں آگیا۔ ملک الصالح کا بھی انتقال ہوگیا۔ عزیز الدین نے حلب کا علاقہ عماد الدین کو دے دیا۔ صلاح الدین نے جزیرہ پر قبضہ کے بعد موصل اور مبازقین پر قابض ہونے کی کوشش کی۔ طغرل کا بہت سے علاقوں پر قبضہ ہوگیا۔ طغرل نے خوارزم سے جنگ کی اور مارے گئے۔ ان کی موت کے ساتھ سلجوقیہ حکومت بھی ختم ہوگئی۔ اگلے سال سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوا۔ مصر اور شام پر انہی کی حکومت تھی۔ ایوبیہ خاندان کے بانی بھی یہی تھے۔ صلیبی لڑائیوں میں انہوں نے حصہ لیا۔ تاتاری حملے ہوئے۔ انہوں نے بخارا کے سوداگروں کو مار ڈالا۔ انہوں نے چنگیز خاں کے سوداگروں کو مار دیا۔ یہ سن کر چنگیز خاں نے بخارا اور سمرقند کے مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ سلطان محمد خوارزم اور جلال الدین نے مقابلہ کیا مگر بے سود۔ بادشاہ موصل دنیا سے کوچ کر گئے ناصر الدین محمود جانشین ہوئے۔ پھر جلال کا عراق عجم پر قبضہ ہوگیا بغداد پر حملہ کرنے کے بعد آذربائیجان پر تسلط قائم کر لیا۔ پھر گرجیوں سے لڑ کر ان کی بربادی کی۔ اسی زمانہ میں الناصر کا بھی انتقال ہوگیا۔ انہوں نے چھیالیس ۴۶ سال اور گیارہ ماہ خلافت کی۔

۵۵۔ الظاہر بن الناصر۔ المستنصر بن الظاہر اور المستعصم بن المستنصر پر سرسری نظر

(۱) الظاہر بن الناصر۔ یہ نہایت منصف مزاج تھے۔ انھوں نے کئی اچھے کام کئے۔ محصول کی معافی اور جائدادوں کا اصلی مالکوں کو واپس دلانا ان کے خاص کام تھے۔ ان کی حکومت حضرت عمر ابن الخطاب کی سی تھی۔ ان کے زمانہ میں تفلیس فتح کیا گیا اور رغلاط کے علاقہ پر حملہ کیا گیا۔ اسی سال الظاہر نو مہینے خلافت کر کے انتقال کر گئے۔

(۲) المستنصر بن الظاہر۔ ان کے عہد میں چنگیز خاں مر گیا جلال الدین کا خلاط پر

حملہ ہوا تاتاریوں نے ان کے علاقے فتح کر کے ان کو دیار بکر کی طرف بھگا دیا۔ پھر تاتاریوں نے جزیرہ۔ صقالبہ۔ بلغار پر حملے کئے۔ علاء الدین تاتاریوں کا مطیع ہو گیا۔ ابن اثیر مورخ کا انتقال ہو گیا پھر تاتاریوں نے اہل اربل سے بہت کچھ مال وصول کیا۔ علاء الدین اور ملک عزیز کا انتقال ہو گیا پھر تاتاریوں کا عراق پر حملہ ہوا لیکن بغداد کی فوجوں سے شکست کھائی۔ بابا نامی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا لیکن غیاث الدین نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ تاتاریوں نے پھر روم میں لوٹ مار کی لیکن بعد کو غیاث الدین نے صلح کر لی۔ اس واقعہ کے دو سال بعد مستنصر کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے مستنصریہ مدرسہ بنایا تھا ہر طرح کے علوم و فنون سکھلائے جاتے تھے۔ المستنصر نے ۱۷ سال خلافت کی۔

(۳) المستعصم بن المستنصر ۔ مستعصم کمزور اور لہو لعب کا شوقین تھا۔ اس نے تاتاریوں کا مقابلہ کرنا بھی نہ چاہا۔ ان کے زمانہ میں مصر بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ بغداد میں شیعہ اور سنی کا جھگڑا ہوا۔ موید الدین نے تاتاریوں کو بغداد پر حملہ کی دعوت دی۔ ہلاکو خاں نے بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ خلیفہ کی فوج کو بری طرح شکست ہوئی۔ موید الدین کو ہلاکو خاں نے امان دی۔ پھر موید الدین کی رائے سے قلعہ اور ان کے ساتھی ہلاکو خاں کے خیمہ میں گئے وہاں خلیفہ اور ان کے ساتھیوں کو مار ڈالا گیا۔ پھر تاتاریوں نے بغداد میں خوب لوٹ مار کی۔ مستعصم کے قتل سے خلافت کا بغداد سے خاتمہ ہو گیا۔

۵۶۔ مصر کے خلفاء پر طائرانہ نگاہ

تاتار کے فتنہ سے ابو القاسم احمد بن الظاہر، المستنصر بچ کر مصر پہونچے وہاں انکو خلیفہ مان کر ان کے نام کا خطبہ پڑھوایا گیا۔ المستنصر نے تاتاریوں کے مقابلہ کے واسطے فوج روانہ کی لیکن شکست ہوئی اور خود بھی غائب ہو گئے۔ ان کے بعد ابو العباس احمد بن علی کو بادشاہ بیبرس نے قاہرہ بلا لیا اور ان کو خلیفہ تسلیم کر لیا گیا۔ ان کے زمانہ میں عثمانیہ خاندان کی بنیاد رکھی گئی ان کے عہد خلافت میں تاتاریوں نے دمشق میں آ کر مظالم کئے وہ چالیس سال خلیفہ رہ کر انتقال کر گئے۔ ان کے بعد ابو الربیع سلیمان ان کے بیٹے نے تینتیس سال خلافت کر کے انتقال کیا۔ پھر سلطان محمد قلادون نے الواثق سے بیعت کرائی۔ لیکن ان کی بری صحبت دیکھ کر لوگوں نے الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد المستکفی کو خلیفہ بنا لیا۔ انہوں نے خلافت میں پرانی شان پیدا

کرنی چاہی لیکن ناکام رہے۔ ان کے انتقال کے بعد المتوکل علی اللہ نے ۴۵ سال خلیفہ رہ کر انتقال کیا۔ ان کے ایک سو لڑکے تھے۔ ان کے عہد خلافت میں منصور ابن محمد قلادون نے حکم دیا کہ اشراف سبز عمامے باندھا کریں۔

۱۳۷۳ء میں تیمور لنگ نکلا۔ اس نے ماوراء النہر کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اس نے تاتاریوں میں شادی کر کے اپنی قوت کو اور بھی بڑھالیا۔ اس نے خراسان، سیستان، بغداد اور ہندوستان پر حملے کئے اور لوٹ ماری۔ اسی سال کا ہو کر وہ انتقال کر گیا۔

الحاکم بامر اللہ کے بعد المستعین باللہ کو خلیفہ بنایا گیا۔ یہ سو سال حکومت کر کے انتقال کر گئے پھر المعتضد باللہ بن المتوکل خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے بارہ ۱۲ برس حکومت کی۔ ان کے بعد المستکفی بن المتوکل کو خلافت ملی۔ انہوں نے دس سال خلافت کی ان کے انتقال کے بعد القائم بامر اللہ خلیفہ بنے۔ انہوں نے خلافت کی عظمت و شان کو پھر سے قائم کیا۔ ملک الاشرف سے جھگڑا ہوا تو وہ سکندریہ گئے۔ ان کی خلافت بیالیس دن ہی رہی۔ پھر المستنجد باللہ خلیفہ ہوئے ان پر فالج گرا اور اسی مرض میں دنیا سے کوچ کر گئے ان کی خلافت انتالیس سال رہی۔ ان کے انتقال کے بعد المتوکل علی اللہ بن یعقوب کو خلافت ملی انہوں نے چوبیس ۲۴ سال خلافت کی۔ المتوکل آخری خلیفہ تھے۔ جب سلطان سلیم خاں بن سلطان بایزید خاں نے شام و مصر لے لیا تو المتوکل نے رسول مقبول کے تبرکات ان کو دیدیئے اور پھر عباسیہ خاندان سے خلافت نکل کر بنو عثمان میں پہونچی۔ اس طرح خلافت عباسیہ ختم ہو گئی۔

۵۷۔ عربوں کا دنیا کی تہذیب و تمدن میں نمایاں اضافہ:

سوسائٹی ۔ سوسائٹی کے ہر طبقہ میں مذہبی خدمت کرنے کا جذبہ عربوں میں اسلام نے پیدا کیا عرب نے دنیا کو عورتوں کے حقوق کی حفاظت کرنا سکھایا۔ عورت کا ماں باپ کے ورثہ میں حصہ رکھا۔ عرب کی عورتوں نے مریضوں کی تیمارداری کا نمونہ پیش کیا۔

اقتصادی زندگی ۔ عرب کے لوگوں کا خاص مشغلہ تجارت رہا۔ انہوں نے دنیا کے مختلف ملکوں سے تجارت کی۔ ان کے جہاز دنیا کے ہر حصہ میں جاتے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ قافلوں کی شکل میں بھی اپنا تجارتی مال ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا کرتے تھے۔ ان کی سہولت کے واسطے نہایت عمدہ سڑکیں

بنائی گئیں یہ لوگ اعلیٰ پیمانہ پر تجارت کرتے تھے۔ اس تجارت سے ان کو کافی منافع ہوا اور انہوں نے اپنے ملک کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا کی ضرورتوں کو بھی پورا کیا۔ دنیا اس احسان کو نہیں بھول سکتی۔

صنعت وحرفت ۔ ان کی تیار کردہ اشیا اپنی خوبصورتی جدت اور اپنی قسم کی ایک ہی ہوتی تھیں۔ انھوں نے ہر طرح کی دھات کا استعمال کیا۔ انہوں نے نہایت عمدہ قسم کا شیشے کا سامان تیار کیا اور مٹی کے نہایت نفیس برتن بنائے۔ وہ چمڑہ کی صنعت سے بھی واقف تھے۔ اس کو رنگنا اور صاف کرنا ان کو آتا تھا انھوں نے طرح طرح کے خوشبودار تیل، عطر، عرق اور شراب تیار کی یہ لوگ بہترین کاتب تھے، خوشنویسی میں مشہور تھے۔

زراعت ۔ عرب کے لوگوں نے نئے قسم کے پودوں اور درختوں کا آغاز کیا، وہ مختلف قسم کے پھلوں اور پھولوں کے شوقین تھے۔ ان کو زراعت کرنے کا طریقہ آتا تھا انہوں نے بہت سی عمدہ نہریں اسی مقصد کے واسطے بنوائی تھیں۔ وہ زمین کو زرخیز بنانا جانتے تھے۔ انھوں نے ریگستان میں بھی زراعت کر کے وہاں شہر بنائے اور آبادیاں قائم کیں۔ یہ مویشی چراتے اور زراعت کرتے تھے۔

تعلیم ۔ جگہ جگہ اسکول کھولے گئے تھے۔ اس کے علاوہ بصرہ، کوفہ، بغداد، قاہرہ وغیرہ میں بہت سی یونیورسٹیاں تھیں جہاں دور دور ممالک کے لوگ تحصیل علم کے لئے آتے تھے۔ ان یونیورسٹیوں نے مغربی یونیورسٹیوں پر کافی اثر ڈالا مغربی ممالک نے عرب کے تہذیب و تمدن کو اختیار کرلیا۔

ادب ۔ ادب کے لحاظ سے عرب نے دنیا کو بہت کچھ دیا عشقیہ داستانیں نصیحت آمیز قصے کہانیاں۔ جانوروں کی زبانی جانوروں کی کہانی۔ تاریخی کتابیں، سوانح حیات۔ نظم و نثر۔ رزمیہ شاعری۔ مرثیہ، قصیدہ، قواعد کے اصول۔ لغت کی کتابیں، جغرافیہ وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جن پر عرب کے لوگوں نے خوب طبع آزمائی کی اور ان سب کے خزانے دنیا کے سامنے رکھ دیئے۔ ان کی ادبی کتابوں کے ترجمے مغربی زبانوں میں کئے گئے اور دنیا نے فائدہ اٹھایا۔

فلسفہ ۔ ارسطو اور افلاطون کی کتابوں کے ترجمے کئے گئے۔ ابن سینا، ابن رشد اور الکندی مشہور فلسفی تھے ابن سینا اور ابن اشر کی کتابوں کو مغربی ممالک کے لوگوں نے پڑھا اور استفادہ کیا۔ منطق پر بھی عرب میں کتابیں لکھی گئیں۔ یورپ کی یونیورسٹیوں نے ان لوگوں کی کتابیں کورس میں داخل کیں۔

مذہب ۔ عرب کے لوگ وحدانیت کے قائل ہیں۔ ان کے یہاں بُت پرستی نہیں ہے۔ مساوات پر زور

دیا جاتا ہے۔ نماز، روزہ۔ حج اور زکوٰۃ کے پابند ہوتے ہیں۔ انہوں نے غلاموں کو بھی آقا کے برابر کر کے دنیا کے سامنے ایک نمونہ پیش کیا۔ اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ اس مذہب کے پیرو ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔

فن اور فن عمارت ۔ مسلمانوں نے محراب۔ مینار اور گنبد بنا کر فن عمارت میں ایک نئی چیز کا اضافہ کر دیا۔ نہایت شاندار مسجدیں بنوائی گئیں۔ یروشلم کی عمر مسجد اور دمشق کی امیہ مسجد اپنے فن میں لاجواب ہیں۔ اس کے علاوہ ان لوگوں نے نہایت خوبصورت محل بنوائے۔ یہ محل بھی اپنی خوبصورتی میں بے مثال ہیں۔ عرب کے فن عمارت سے دنیا نے بہت کچھ سیکھا۔

سائنس (۱) فزکس ۔ میں البیرونی نے اٹھارہ قیمتی پتھروں اور دھاتوں کا وزن معلوم کیا۔ اس کے علاوہ اہل عرب نے پینڈولم (Pendulum) بھی ایجاد کیا

(ب) **علم کیمیا** ۔ ان لوگوں نے الکوہل۔ پٹیشیم۔ نائیٹریٹ آف سلور۔ نائٹرک ایسڈ اور سلفیورک ایسڈ معلوم کیا۔ کیمسٹری کے اصول اور آلات پر کتاب لکھی گئی۔ جابر نے ایواپوریشن۔ فلٹریشن اور سبلیمیشن (Evaporation, Filtration & Sublimation) کے قاعدے بنائے۔

(ج) **علم طب** ۔ دھزس نے علم طب پر ضخیم کتاب لکھی۔ اس نے مرض کے تشخیص میں بہت سی دلائل دی ہیں اور اپنی رائے کا بھی اظہار کیا ہے۔ انہوں نے Opthalmology پر بھی ایک کتاب لکھی ہے Physiology-Hygiene پر بھی بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ ابن سینا نے بھی علم طب پر کتاب لکھی۔ اس کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔

(د) **علم نجوم** ۔ ہندوستانی اور یونانی علم نجوم کی کتابوں کا ترجمہ کیا گیا۔ عباسیہ سلطنت کے دور میں مشاہدہ گاہیں بنائی گئیں۔ گیارہویں اور بارہویں صدی عیسوی میں عرب کے لوگوں نے اس علم میں نمایاں ترقی کی۔ ستاروں اور سیاروں کے مشاہدہ کے واسطے آلات بنائے گئے۔

(ہ) **حساب** ۔ ان لوگوں نے صفر کا حساب سکھایا۔ انھوں نے اعداد نکالے۔ اہل عرب نے الجبرے میں بھی اضافہ کر کے اس کو ایک مکمل علم بنا دیا۔ عمر خیام شاعر نے بھی الجبرا لکھا۔ اہل عرب نے اینلیٹیکل جیومیٹری پلین ٹرگنومیٹری اسفیریکل ٹرگنومیٹری یعنی (Analytical Geometry, Plane and Spherical, Trigonometry) کی بنیاد ڈالیں۔ عرب والوں نے پرکار بھی ایجاد کی۔

(و) **شہر** ۔ بغداد اور بصرہ نہایت خوبصورت شہر تھے۔ باغات۔ محل۔ نہریں۔ مسجدیں۔ اسکول۔

کالج اور یونیورسٹیاں قائم کر کے ان شہروں کی شان کو دوبالا کر دیا۔ یہ شہر تہذیب، تمدن، علم فنون ادب اور سائنس کے مرکز تھے۔ یہاں مشرق اور مغرب سے لوگ تحصیل علم کے لئے آتے تھے ان شہروں کے علاوہ کوردوا کا شہر جو اسپین میں تھا مسلمانوں کے تہذیب و تمدن کا مرکز بنا رہا۔ اس میں ۷۰ لائبریری اور ۹۰۰ پبلک کے حمام تھے۔ اس کے نزدیک موسم گرما کے لئے بہترین آرام گاہ تھی تمام تجارتی لوگ مثلاً جراح معمار، درزی، گویئے موجود تھے۔

اسپین کے مور - مسلمانوں کی تہذیب عرب تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ ان کی تہذیب و تمدن اسپین تک پہنچا۔ ۷۱۱ء سے لے کر ۱۴۹۲ء تک ان کا اقتدار اسپین میں رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب یورپ کے اندر جہالت کا دور دورہ تھا۔

قدیم تہذیب و تمدن کا تحفظ - اہل عرب نے یونانی کتابوں کو اس وقت ترجمہ کیا جب ان کی اصل کتابیں تلف کی جا رہی تھیں۔ انہوں نے قدیم تہذیب تمدن اور جدید تمدن میں ایک تعلق پیدا کر دیا۔ ان لوگوں نے تحقیقی کام کو جاری رکھا اور علوم و فنون کی مختلف شاخوں میں کمال پیدا کیا۔ ترجموں کا کام کر کے انہوں نے علم و ادب کی بہت بڑی خدمت کی۔

اس طرح اہل عرب نے دنیا پر بہت سے احسانات کئے جن کو نہیں بھلایا جا سکتا۔

سوالات

۱- پیغمبر اسلام حضرت محمد صلعم کی حیات طیبہ اور آپ کی تعلیم کے بارے میں اپنی معلومات تحریر کیجیے۔

۲- اسلام کی اشاعت کے مختلف مدارج لکھیے۔

۳- حضرت ابوبکرؓ کی زندگی اور خدمات بیان کیجیے۔

۴- حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں بحیثیت خلیفہ اول اور جانشین رسول خدا محمد صلعم آپ کیا جانتے ہیں؟

۵- حضرت عمرؓ کی ابتدائی زندگی اور فتوحات بیان کیجیے۔

۶- حضرت عمرؓ کی وفات اور کردار کا خلاصہ لکھیے۔

۷- حضرت عثمانؓ کی ابتدائی زندگی اور آپکی اسلامی خدمات تحریر کیجیے۔

۸- حضرت عثمانؓ کی فتوحات مختصر بیان کیجیے۔

۹۔ حضرت عثمانؓ کی افسوسناک شہادت اور سازش کے بارے میں اپنی معلومات لکھئے۔

۱۰۔ حضرت عثمانؓ کے کردار اور رفاہ عام کے کاموں کا خلاصہ لکھئے۔

۱۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زندگی کے حالات اور فتوحات مختصر بیان کیجئے۔

۱۲۔ مسلمانوں کے اختلاف خیالات اور جنگ جمل کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۱۳۔ مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھئے (۱) جنگ صفین اور خوارج کا فتنہ (۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت اور ان کا کردار۔

۱۴۔ معاویہ، یزید اور مروان پر مختصر نوٹ لکھئے۔

۱۵۔ عبدالملک کے عہد کے خاص خاص واقعات تحریر کیجئے۔

۱۶۔ عبدالملک کے کردار کا خاکہ کھینچئے۔

۱۷۔ عمر بن عبدالعزیزؒ، موسیٰ بن نصیر اور طارق کا خاص حوالہ دیتے ہوئے ولید اول کے عہد حکومت پر روشنی ڈالئے۔

۱۸۔ محاصرہ قسطنطنیہ اور سلیمان کے حالات لکھئے۔

۱۹۔ السمح بن مالک کا حوالہ دیتے ہوئے عمر ثانی بن عبدالعزیز کے واقعات مختصر لکھئے۔

۲۰۔ عبدالملک اور عباسیہ تحریک کے بارے میں اپنی معلومات تحریر کیجئے۔

۲۱۔ ہشام کے عہد حکومت کے تاریخی واقعات کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے گورنروں اور اُن کے کاموں پر روشنی ڈالئے۔

۲۲۔ ہشام کے جانشینوں پر مختصر نوٹ لکھئے اور تاریخی واقعات تحریر کیجئے۔

۲۳۔ مروان ثانی کے عہد حکومت کو بیان کیجئے اور ابومسلم و عباسی تحریک کا حوالہ دیجئے۔

۲۴۔ بنو امیہ کی حکومت۔ انتظام سلطنت۔ فوج۔ اصلاحات۔ ٹکسال۔ دمشق۔ سوسائٹی۔ علوم و فنون اور ادب و فلسفہ پر ایک مضمون لکھئے۔

۲۵۔ ابوالعباس عبداللہ سفاح کے عہد کے واقعات تحریر کیجئے۔

۲۶۔ ابو جعفر المنصور نے اپنے دشمنوں پر کس طرح غلبہ پایا؟

۲۷۔ المنصور کے انتظام سلطنت اور بیرونی معاملات لکھئے؟

۲۸۔ المنصور کے کردار کا خاکہ کھینچئے اور اس کی موت کا حال لکھئے۔

۲۹۔ مہدی کے حالات سلطنت بیان کیجئے۔ اس کے کام۔ زندیق۔ وزراء اور بیرونی معاملات پر روشنی ڈالئے۔

۳۰۔ مہدی کے کردار کا خاکہ کھینچئے اور ہادی پر مختصر نوٹ لکھئے۔

۳۱۔ ہارون کے عہد حکومت کے ابتدائی تاریخی واقعات بیان کیجئے۔

۳۲۔ برامکہ کے متعلق ہارون کے وزراء کی حیثیت سے اپنی معلومات لکھئے اور اُن کے زوال کے اسباب بتائیے۔

۳۳۔ ہارون کے عہد حکومت کے بیرونی حالات لکھئے۔ اور اس کے کردار پر روشنی ڈالئے۔

۳۴۔ امین کے عہد کے احوال داخلہ تحریر کیجئے اور اس کے کردار کا حوالہ دیجئے۔

۳۵۔ علویوں کی شورش کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں!

۳۶۔ مامون کے عہد کے وزراء اور علویوں پر روشنی ڈالئے۔

۳۷۔ مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھئے۔ (۱) زیادیہ اور اغالبہ کے صوبجات (۲) ابراہیم بن مہدی (۳) نصاحت کی بغاوت (۴) نصر بن شبث۔ اور بابک خرمی۔ (۵) مامون کی فوج۔

۳۸۔ "مامون کا عہد عباسیہ خاندان کا دورِ زریں تھا" اور اس قول کی وضاحت کیجئے۔

۳۹۔ مامون کے عہد کے بیرونی معاملات لکھئے اور اس کے کردار کا خاکہ کھینچئے۔

۴۰۔ معتصم کے عہد کے تاریخی واقعات لکھئے۔

۴۱۔ ابوجعفر واثق کے عہد کے نمایاں پہلوؤں پر روشنی ڈالئے۔

۴۲۔ المتوکل کے عہد کا خلاصہ لکھئے۔

۴۳۔ المستنصر۔ المستعین۔ المعتز۔ مہدی بن واثق اور معتمد بن متوکل کے زمانہ کے تاریخی واقعات لکھئے۔

۴۴۔ معتضد باللہ کے عہد کے واقعات اور اہم اصلاحات بیان کیجئے۔

۴۵۔ مکتفی باللہ کے عہد کے حالات لکھئے۔

۴۶۔ "المقتدر کی زندگی اور عہد واقعات سے بھرا ہوا ہے" اس قول کی وضاحت کیجئے۔

۴۷۔ القاہر کے عہد کے تاریخی واقعات لکھئے۔

۴۸۔ الراضی باللہ پر مختصر نوٹ لکھئے۔

۴۹۔ المتقی باللہ بن المقتدر اور المستکفی باللہ بن المکتفی کے واقعات خلاصہ لکھئے۔

۵۰۔ المطیع بن المقتدر۔ الطائع بن المطیع اور القادر بن اسحٰق کے بارے میں اپنی معلومات تحریر کیجئے۔

۵۱۔ القائم بن القادر۔ المقتدی بن محمد اور المستظہر بن المقتدی کے عہد کے تاریخی واقعات پر مختصر مضمون لکھئے۔

۵۲ - مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھئے (۱) المسترشد بن المستظہر (۲) الراشد بن المسترشد (۳) المقتفی بن المستظہر۔

۵۳ - المستنجد بن المقتفی اور المستفی بن المستنجد کے عہد کے خاص خاص واقعات تحریر کیجئے۔

۵۴ - الناصر بن المستفی کے بارے میں اپنی معلومات تحریر کیجئے۔

۵۵ - مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھئے (۱) الظاہر بن الناصر (۲) المستنصر بن الظاہر (۳) المعتصم بن المستنصر۔ (۴) خلفاء مصر

۵۶ - عربوں نے دنیا کو تہذیب کے اعتبار سے کیا کیا فیوض و برکات پہونچائے؟

نواں باب

عیسائی مذہب

۱- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور ان کی تعلیم

زندگی - حضرت مریم آپ کی والدہ تھیں۔ وہ بیت لحم (Bethlehem) گئیں۔ وہیں حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی۔ ان کی پیدائش ۲۵ دسمبر ۴ قبل مسیح میں ہوئی۔ اسی دن بڑا دن منایا جاتا ہے۔ بچپن ہی میں ان کی کرامات ظاہر ہونے لگیں۔ تیس سال کی عمر تک انہوں نے لکڑی کا کام کیا۔ اس کے بعد انھوں نے اپنی تبلیغ شروع کردی۔ انہوں نے لولے اچھے کردیئے۔ اندھوں کو بینائی دی، بہروں کو سماعت بخشی، گونگے کو بولنے کی طاقت دی۔ مُردوں کو زندگی ملی۔ کوڑھی کا کوڑھ دور کردیا۔ لوگ یہ باتیں دیکھ کر حیرت کرنے لگے۔ پھر وہ یروشلم گئے۔ عبادت گاہوں کو تجارتی اڈوں سے پاک کیا۔ انہوں نے یہودی لوگوں کی نامناسب رسموں کی برائی کی۔ ان کی کمزوریاں اور خرابیاں ان کو بتائیں۔ یہ دیکھ کر یہودی پیشوا ان سے ناراض ہو گئے۔ ان کو پھر گرفتار کرلیا گیا (Judea) کے رومی گورنر نے حضرت عیسیٰ پر یہ جرم عائد کیا کہ وہ روم میں خود کو یہودیوں کا بادشاہ بنانا چاہتے ہیں۔ روم کے سپاہیوں نے ان کو پکڑ لیا۔ ان کو یروشلم کی ایک پہاڑی پر لے جاکر پھانسی دیدی گئی۔ یہ دردناک واقعہ جمعہ کے دن ہوا۔ اس دن کو گڈ فرائی ڈے کہتے ہیں۔ اتوار کے دن لوگوں نے ان کو قبر سے آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھا۔

حضرت عیسیٰ چالیس دن کے بعد پھر اپنے ساتھیوں میں تشریف لائے تھے۔

ان کی تبلیغ ۔ حضرت عیسیٰ خدا کے پیغمبر تھے انھوں نے خدا کے احکام کی تبلیغ کی۔ خدا سب کا رب ہے۔ عیسائی لوگ خدا کو آسمانی باپ کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کہتے تھے کہ خدا بندوں پر کرم کی نگاہ رکھتا ہے وہ آسمانی بادشاہت کے قائل تھے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا کے تمام انسانوں کو اس آسمانی بادشاہ کی اطاعت کرنی چاہئے۔ بادشاہ کا تخیل سیاسی نہیں تھا بلکہ اخلاقی تھا۔ یہ ایک ایسی سلطنت ہے جہاں امیر، غریب، چھوٹے بڑے، کا فرق نہیں ہے۔ ایسی سلطنت میں سب بھائی بھائی ہیں۔ مساوات سب سے بڑا اصول ہے۔

حضرت عیسیٰ نے انصاف، محبت، رحم، دیانتداری، فرض شناسی، خدمت خلق اور صبر و قناعت اور قوت برداشت پر زور دیا۔ انہوں نے یہ تعلیم دی کہ ایک فرد کو اپنی خواہشات، کو دوسروں کے مفاد کے واسطے قربان کر دینا چاہئے۔ خدا کے بندوں سے محبت کرنا خدا سے محبت کرنا ہے جس سلوک کی تم دوسروں سے امید رکھتے ہو ویسا ہی دوسروں کے ساتھ بھی سلوک کرو۔ یہودی لوگ اپنے آپ کو سب سے افضل سمجھتے تھے حضرت عیسیٰ نے اس بات سے انکار کیا وہ ایک بڑی شخصیت کے مالک تھے۔ ان کو پھولوں سے بچوں سے اور انسانوں سے محبت تھی حضرت عیسیٰ کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے جمہوریت، آزادی، مساوات اور تہذیب کی تعلیم دی۔ حضرت عیسیٰ کی تعلیم کو لوگوں نے اپنا لیا۔ اور آج تک عیسائی مذہب کے ماننے والوں کی تعداد بھی کافی ہے۔

۲۔ عیسائی مذہب کی ترقی کے ابتدائی مدارج و منازل :

حضرت عیسیٰ کی تعلیم کو ان کے شاگردوں نے خوب پھیلایا ان کی کوششوں سے یہ مذہب سیریا تک پھیل گیا۔ یہودی مذہب کے پیشواؤں کی مخالفت کے باوجود اس مذہب کو بہت سے یہودیوں نے اختیار کر لیا۔ اس مذہب کی تبلیغ کرنے والوں پر بڑی بڑی سختیاں کی گئیں مگر ان کو برداشت کیا گیا۔ سینٹ پال نے یہودیوں کو تبلیغ کی۔ اس مذہب کی اشاعت آگسٹس کے زرین عہد میں ہوئی تھی۔ عیسائیوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں لیکن انھوں نے اپنی تبلیغ جاری رکھی۔ پال کو اس مذہب کی تبلیغ کرنے کی وجہ سے سزائے موت دی گئی۔ نیرو نے عیسائیوں پر دردناک مظالم کئے جن کو سُن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مارک۔ متھیو۔ لیوک اور جوہن نے مذہبی خطبے تیار کئے۔

دوسری صدی عیسوی میں بھی عیسائیوں کو سخت سزائیں دی گئیں۔ ان کو زندہ جلایا گیا۔ جنگلی جانوروں کے منہ میں ڈالا گیا۔ پھانسی دی گئی مگر پھر بھی تبلیغ کا کام جاری رہا۔ لیکن تیسری صدی میں اس مذہب کو فروغ ہوا۔ ہر طبقہ کے لوگوں نے عیسائی مذہب کو قبول کرنا شروع کر دیا۔ پھر بھی میکزمیان اور ڈیسیس نے عیسائیوں پر مظالم کو جاری رکھا۔ چوتھی صدی میں ڈیوکلیٹین نے گرجوں کو برباد کیا۔ مذہبی کتابوں کو جلا ڈالا اور عیسائیوں کو ظالمانہ طریقہ سے قتل کروایا۔ ۳۱۱ء میں گلیریس نے عیسائی مذہب کو ایک مذہب تسلیم کرلیا۔ دو سال بعد شہنشاہ کانسٹینٹائن نے اس مذہب کو حکومت کا مذہب قرار دیا۔ پھر ۳۲۵ء میں ایشیائے کوچک میں پادریوں کی مجلس ہوئی۔ مذہب میں اختلاف پیدا ہوگیا تھا۔ آٹھویں صدی تک یہ اختلاف جاری رہا۔ جیولین نے عیسائیوں پر پھر مظالم شروع کر دیئے۔ آخرکار تھیوڈوسیس نے رومن سلطنت کا مذہب عیسائی مذہب قرار دیا۔ اس نے عیسائیوں پر سے ٹیکس کو ختم کر دیا۔ پادریوں کو اختیارات دیئے گئے۔ عیسائی مذہب نے تقویت حاصل کی۔

پانچویں صدی عیسوی میں گرجا گھروں کے واسطے بادشاہوں نے عمدہ عمارتیں بنوائیں۔ گرجا گھروں سے متعلق جتنے مقدمات و معاملات ہوتے ان سب کو پادری طے کرنے لگے۔ شہنشاہ ویلنٹین نے پوپ کا اقتدار بیحد بڑھا کر اس کو اعلیٰ ترین شخصیت کا مالک بنا دیا۔ فرانس اور آئرلینڈ کے رہنے والوں نے عیسائی مذہب کو قبول کرلیا۔ بادشاہ کلوڈس بھی عیسائی ہوگیا تھا۔ چھٹی صدی میں اسکاٹ لینڈ میں بھی اس مذہب کی تبلیغ ہوئی۔

۵۸۷ء میں اسپین کے بادشاہ نے عیسائی مذہب کو قبول کرلیا۔ پوپ گریگری نے آگسٹائین کو انگلستان بھیجا اور بادشاہ ایتھل برٹ عیسائی ہوگیا۔ تبلیغی جماعتیں انگلستان، اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ میں مذہب کی اشاعت برابر کرتی رہیں۔ ساتویں صدی عیسوی میں نارتھمبیا اور مرسیا نے بھی عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔ اس کے بعد جرمنی، نیوزی لینڈ اور ڈنمارک کے لوگ بھی عیسائی بن گئے۔ لیکن ساتویں صدی عیسوی میں اسلام کا آغاز ہوا تو مشرق میں عیسائی مذہب کا اثر کم ہونے لگا۔ بادشاہ اور پوپ کے تعلقات ناخوشگوار ہوگئے۔ اس کے علاوہ یونانی چرچ اور رومن چرچ میں بھی اتفاق کم ہوگیا۔ نویں صدی میں Patriarch نے پوپ کو لامذہب قرار دے دیا اور پوپ نے اس کو لامذہب بتلایا۔ دسویں صدی

کے شروع میں عیسائی مذہب یورپ پر چھا گیا تھا۔

۳۔ عیسائی مذہب کی کامیابی کے وجوہات اور اس مذہب کے اثرات

کامیابی کے وجوہات ۔ اس مذہب میں اخلاقی تعلیم تھی جس کی اس زمانہ میں اشد ضرورت تھی۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ عیسائی مذہب نے اس ضرورت کو پورا کیا۔ اس دور کے غریبوں کے ساتھ برا سلوک ہوتا تھا۔ اس مذہب نے مساوات اور بھائی چارہ کی تعلیم دیکر غریبوں کے دلوں کو جیت لیا اور انھوں نے اس مذہب کی تبلیغ کی ہر ممکن کوشش کی۔

عیسائی مبلغوں نے خوب جوش سے کام کیا۔ اس مذہب کی اشاعت کرنے والوں کی پاکیزہ زندگی نے بھی لوگوں کو اپنی طرف راغب کر لیا۔ اس کے علاوہ سینٹ پال نے اس مذہب کی اشاعت کی ہر ممکن تدبیر کی اور پوری دلچسپی لی۔ اس زمانہ میں امن و امان تھا۔ اس لئے تبلیغی جماعتوں کو اپنے سفر میں کافی سہولت رہی۔ اور انہوں نے دور دور جاکر اس مذہب کی اشاعت کی New Testament یونانی زبان میں لکھا گیا تھا جس کو لوگ آسانی سے بولتے اور سمجھتے تھے۔

اس کے علاوہ اس مذہب کے ماننے والوں کے عقائد کی مضبوطی اور ان کی رواداری و قوت تحمل نے بھی ان کے مذہب کے تبلیغی کام کو آسان بنا دیا خود حضرت عیسیٰ کی زندگی ایک نمونہ تھی۔ انہوں نے خلوص و محبت و ہمدردی و رواداری کی تعلیم دی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس مذہب کو بادشاہ نے بھی تقویت پہونچائی۔ بادشاہ کلووس، بادشاہ ایتھل برٹ اور شہنشاہ ویلنٹینین نے اس مذہب کو تقویت پہونچائی۔ اس مذہب کی کامیابی کے یہ ہی وجوہات ہیں۔

اثر ۔ اس مذہب کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا کہ اس کی وجہ سے عیاشی۔ مظالم اور عیوب کا خاتمہ ہو گیا لوگوں میں اخلاقی اور مذہبی تعلیم آگئی۔ عورتوں۔ غریبوں اور غلاموں کا رتبہ اونچا ہو گیا حضرت عیسیٰ کی زندگی نے لوگوں کو اپنے پیشہ کو اچھا سمجھنے کی تلقین کی۔ انہوں نے بتایا کہ پیشے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ خود انہوں نے لکڑی کا کام کیا۔ اس مذہب نے دیانتداری۔ سادگی اور کفایت شعاری کے سبق لوگوں کو سکھائے اس مذہب نے غلامی کو ختم کیا اس نے غریبوں اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی۔ بہت سے خیراتی اسپتال قائم ہوئے۔ اندھے، لنگڑے، لولے اور معذوروں کی امداد کی گئی۔

اس مذہب نے فن عمارت اور فن مصوری پر بھی اثر ڈالا۔ گرجا گھروں کے بنانے میں کاریگری دکھائی گئی حضرت عیسیٰ کی زندگی کے حالات کو تصویروں کی شکل میں پیش کیا گیا۔ یونانی ادب پر بھی یہ مذہب اثر انداز ہوا۔ یونانی زبان میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ اس مذہب کی بدولت تہذیب و تمدن کو بھی فروغ ہوا۔ اس مذہب نے خاموشی اور سکون کے ساتھ کام کرنے والوں کو پناہ دی اتوار اور دیگر عیسائی تہواروں کی تعطیل ہونے لگی۔ پیدائش شادی اور موت کے وقت رسومات کی پابندی ہونے لگی۔ اس مذہب نے مساوات آزادی جمہوریت اور فرض شناسی بھی سکھائی۔ اس طرح زندگی کے ہر پہلو پر یہ مذہب اثر انداز ہوا اور بہت سے مسائل حل کر دیئے۔

۴۔ سینٹ پال سینٹ بینڈکٹ۔ ارڈر مانک اور مانسٹریز کا مختصر جائزہ:

(۱) سینٹ پال ـــ یہ ایک رومی شہری تھا۔ اور یہودی تھا۔ اس نے اعلیٰ تعلیم پائی تھی چوتھی صدی عیسوی تک یہ عیسائیوں کے خلاف تھا لیکن پھر اس نے حضرت عیسیٰ کو خواب میں دیکھا جنہوں نے ان سے خطاب کیا تب ہی سے وہ عیسائیوں کا حامی ہو گیا اور اس نے حضرت عیسیٰ کی تعلیم کو بہت سے لوگوں میں پھیلایا اس نے لوگوں کو ہم خیال بنا لیا۔ اس نے حضرت عیسیٰ کی تعلیم کو ایتھنس۔ مقدونیہ اور کارنتھ کے علاقوں میں پھیلایا۔ اس نے اس مذہب کی ترقی کے لئے ہر طرح کی مصیبت جھیلی لیکن ہمت نہ چھوڑی۔ اس کو ایک دفعہ قید کیا گیا لیکن اس نے کام کو جاری رکھا۔ آخر نیرو کے عہد میں اس کو موت کی سزا دی گئی اور عیسائی مذہب پر اپنے کو قربان کر لیا۔ وہ حضرت عیسیٰ کے پیغام کو سیزر کے محلوں تک لے گیا اور روم میں اس کی اشاعت کی اس کی بدولت عیسائی مذہب یونان۔ شام۔ فلسطین وغیرہ میں پھیل گیا۔ اس نے بہت سے خطبے لکھے جن کو نئے New testament میں شامل کیا گیا۔ پال کا نام ان لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے جنہوں نے دنیا کی تاریخ کا رُخ ہی بدل دیا۔

(۲) سینٹ بینڈکٹ ـــ اچھے گھرانے کا فرد تھا۔ اس نے شروع میں بہت زیادہ ریاضت کی وہ کئی کئی دن بھوکے رہے لیکن انھوں نے یہ محسوس کیا کہ جسم کو تکلیف دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس نے اپنے مانٹ کیسنو (Monte Cosino) کے سفر میں لوگوں کو بُت پرستی کرتے دیکھا۔ اس نے ان کو اس طرح کی پرستش سے روکا۔ پھر اس نے راہب و عابد و زاہد لوگوں کے واسطے اصول بنائے جن راہبوں نے اس کی بات کو تسلیم کیا وہ (Benedictine Order) کے ممبر کہلاتے ہیں۔

(۴) آرڈر آف مانک ۔ رفتہ رفتہ راہبوں کی تعداد بڑھتی گئی اور بینڈکٹ نے ان کے لئے اصول بنائے اور یہ اصول اتنے عمدہ تھے کہ ان کو بہت سی خانقاہوں میں مان لیا گیا۔ اس نے لوگوں کے اندر ایک تنظیم پیدا کردی۔ ایبٹ خانقاہ کا سب سے بڑا پیشوا سمجھا جاتا تھا۔ اس کا انتخاب ہوا کرتا تھا۔ تمام راہبوں کو اس کے حکم ماننے پڑتے تھے۔ مانک بننے سے پہلے اس شخص کو خانقاہ میں عارضی طور سے رکھا جاتا تھا جو لوگ مانکس بنتے تھے وہ اس بات کی قسم کھاتے تھے کہ وہ پاک زندگی گذاریں گے غریبی میں دن بسر کرینگے۔ ان کو شادی کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ ان کا فرض عبادت کرنا۔ لکھنا پڑھنا اور قدیم نسخوں کی نقل کرنا تھا۔ وہ خود اناج پیدا کرتے تھے ان لوگوں کو مناسب کپڑے پہننے کے لئے مل جاتے تھے کافی کھانا دستیاب ہوجاتا تھا اور حسب ضرورت سواری کرتے تھے۔ خانقاہ کے اندر کئی حصے ہوتے مثلاً عبادت کا کمرہ۔ کھانے کا کمرہ۔ جنس کی کوٹھری۔ سونے کا کمرہ۔ ہر خانقاہ میں ایک باغ ہوتا تھا۔ ایک تالاب ہوتا تھا۔ اسپتال ہوتا تھا۔ مہمان خانہ ہوتا تھا اور خانقاہ کے آس پاس کھیت ہوتے تھے۔

راہبوں کا اثر ۔ ان لوگوں کا یورپ پر بہت اثر پڑا۔ ان لوگوں میں سے بہت سے فلسفی سائنسداں مورخ۔ شاعر اور سیاستداں پیدا ہوئے۔ بینڈکٹ۔ ٹامس۔ ایکنیس۔ روگر بیکن۔ لوتھر۔ ایرلیسیس ان ہی میں سے پیدا ہوئے تھے۔ لوگوں کی اس جماعت نے لاتعداد مذہبی پیشوا اور تقریباً سولہ ہزار مصنف پیدا کئے۔ خانقاہوں سے اسکولوں۔ کتب خانوں۔ ادبی مرکزوں۔ اسپتالوں گوداموں۔ سرائوں اور جائے پناہ کا کام لیا جاتا تھا۔ ان خانقاہوں میں قدیم زمانے کی چیزوں کو محفوظ رکھا جاتا تھا۔ یہ خانقاہیں تہذیب و تمدن کا مرکز بن گئیں اور یہاں سے بہت سی تبلیغی جماعتیں نکلیں جنھوں نے عیسائی مذہب کی اشاعت کی۔

بائیبل ۔ عیسائی مذہب کی بیش بہا کتاب ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ اولڈ ٹیسٹامینٹ اور دوسرا حصہ نیو ٹیسٹامینٹ کہلاتا ہے۔ اولڈ ٹیسٹامینٹ میں انتالیس چھوٹے چھوٹے حصے ہیں جن کو مختلف اوقات میں لکھا گیا تھا اس سے یہودی مذہب کی ارتقاع معلوم ہوتی ہے۔ نیو ٹیسٹامینٹ میں چار خطبے ہیں یعنی میتھو۔ مارک۔ لیوک۔ اور جوہن کے لکھے ہوئے۔ اس کے اندر سینٹ پال اور جیمس کے لکھے ہوئے بھی خطبے شامل ہیں۔ آخر میں ایک حصہ ہے جس کو ریولشن کہتے ہیں۔

(۵) راہب اور خانقاہیں ۔ اس سوال کے جواب کے لئے سوال کے جواب کا تیسرا حصہ دیکھئے۔

سوالات

۱ - حضرت عیسیٰ اور آپ کی تعلیم کے بارے میں اپنی معلومات تحریر کیجئے؟

۲ - عیسائی مذہب کی ترقی کے ابتدائی مدارج و منازل بیان کیجئے؟

۳ - عیسائی مذہب کی کامیابی کی وجوہات بیان کیجئے اور اس مذہب کے اثرات بتایئے؟

۴ - مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھئے۔ (۱) سینٹ پال (۲) سینٹ بینڈکٹ (۳) آرڈر آف مانک (۴) بائبل (۵) مانک (۶) مانسٹریز

دسواں باب

پاک رومن سلطنت۔ گرجا اور صلیبی جنگیں

۱۔ پاک رومن سلطنت کی تاریخ اور اس کے حسنات و برکات:

آٹھویں صدی میں لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ امن و امان کے واسطے مذہب و حکومت کا اتحاد ضروری ہے۔ اس مذہب اور حکومت کے اتحاد سے جو سلطنت پیدا ہوئی اس کو پاک رومن سلطنت کہتے ہیں۔ اس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ چارلس اعظم نے پوپ کے اقتدار کو تقویت پہونچائی اور اس کا مرتبہ اسکو دیا تو پوپ نے ۸۰۰ء میں بڑے دن (Christmas Day) کے مبارک دن چارلس اعظم کے سر پر سیزرز (Caesors) کا تاج رکھ دیا اور عوام نے نعرے لگائے "چارلس اعظم کی عمر میں برکت اور ان کو فتح و نصرت نصیب ہو۔ قابل تعظیم یہ چارلس اعظم ہیں جنکو خداوند نے تاج عطا کیا ہے اس سلطنت کے وجود کا یہ مقصد تھا کہ حکومت مذہب کی حفاظت کرے گی اور مذہبی ترقی اور اس کی تبلیغ و اشاعت کی کوشش کریگی۔ چارلمین (Charlemagne) چارلس اعظم کے بعد پوپ نے آٹو Otto کے سر پر تاج رکھا۔

طریقہ کار۔ پاک رومن سلطنت میں جرمن شہزادوں میں کسی ایک کو جرمنی کا بادشاہ منتخب کیا جاتا تھا یہ انتخاب جرمن شہزادے کرتے تھے۔ اور جب اس بادشاہ کے سر پر پوپ تاج رکھ دیتا تھا تو اس کو پاک رومن سلطنت کا شہنشاہ کہا جاتا تھا۔ یہ سلطنت زیادہ وسیع نہیں تھی شہنشاہ کے تحت جرمنی اور اٹلی کے کچھ

علاقے ہوتے تھے۔ اس سلطنت کے عروج کے زمانہ میں اس میں جرمنی۔ نیدرلینڈ۔ بوہیمیا۔ اسٹریا۔ سوئٹزرلینڈ برگنڈی اور اٹلی شامل تھے۔ اس سلطنت میں فرانس۔ انگلستان۔ اسپین۔ ہنگری اور اسکینڈے نیویا کے ممالک شامل نہیں تھے۔

مختصر تاریخ ۔ ہنری سوئم نے گیارہویں صدی عیسوی میں اس سلطنت کے حدود کو مشرق کی طرف بڑھایا اُس نے چرچ میں اصلاح بھی کی۔ اسی صدی عیسوی میں ہنری چہارم کا پوپ سے جھگڑا ہو گیا۔ بارہویں صدی عیسوی میں پوپ اور بادشاہ کا جھگڑا ختم ہوا۔ اب بادشاہ کو جرمنی کے فیوڈل نوبل یعنی جاگیردار امراء کی بڑھتی ہوئی قوت کو روکنے کا وقت ملا۔ پھر بادشاہ نے صلیبی جنگوں میں شرکت کی۔ فریڈرک کو ملان لیگ اور لمبارڈ لیگ سے بھی لڑنا پڑا۔ اس جنگ میں فریڈرک کا لمبارڈز پر برائے نام اقتدار قائم ہوا۔ فریڈرک کا پوپ سے بھی جھگڑا ہوا۔ لیکن پوپ کے سامنے اس کو سر خم کرنا پڑا۔ تیرہویں صدی میں فریڈرک دوئم نے صلیبی جنگوں میں حصہ لیا اور کچھ ہی دنوں کے واسطے اس کا یروشلم پر قبضہ ہو گیا۔ اس نے اس حملہ کا بھی مقابلہ کیا جو منگولوں نے چنگیز خاں کی ماتحتی میں کیا تھا۔ پھر اس کا پوپ سے جھگڑا ہو گیا۔ اس صدی کے آخری حصہ میں ہیپس برگ (Habsburg) کی سلطنت کی بنیاد پڑی۔

چودھویں اور پندرھویں صدی میں یہ سلطنت برائے نام ہی رہ گئی تھی۔ مختلف شہزادوں میں جھگڑے ہوتے رہے تھے۔ ایک زمانہ تو ایسا گزرا کہ ایک ہی وقت میں تین حکمراں حکمرانی کرنے لگے۔ اسی دوران میں ایک جرمنی بادشاہ نے صلیبی جنگ میں شرکت کرلی۔ جرمنی بادشاہوں نے جرمنی کے معاملات کی طرف سے لاپرواہی برتنی شروع کردی جس کی وجہ سے ان کا اثر جاتا رہا اور ان کی قوت بھی کمزوری میں بدل گئی۔ سولہویں صدی عیسوی میں چارلس پنجم کے عہد میں پھر ایک بار اس سلطنت نے قوت حاصل کی لیکن بعد میں فرانس کے ساتھ جنگ کی وجہ سے اور مذہبی اختلافات کی بنا پر اس سلطنت میں کمزوری پیدا ہو گئی۔ اس زمانہ میں جاگیرداروں نے کافی قوت و اقتدار حاصل کرلیا اور وہ بالکل آزاد ہو گئے۔ پھر سترہویں صدی عیسوی میں تیس سالہ جنگ شروع ہوگئی یہ جنگ اس سلطنت کے واسطے تباہ کن ثابت ہوئی۔

اس کی برکتیں ۔ عالمگیر حکومت کے تخیل کو اس سلطنت نے زندہ رکھا۔ اس سلطنت کی وجہ سے عیسائی مذہب و تمدن مشرقی ممالک میں پہنچا۔ اس نے وسطی یورپ میں اتحاد قائم رکھا۔ اس سلطنت کے بادشاہوں نے جاگیرداروں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو روکا۔ اس سلطنت کے ختم ہونے سے پہلا نتیجہ یہ ہوا کہ ہنگری۔ پولینڈ

وغیرہ کی قومی ریاستیں پیدا ہو گئیں۔ کچھ نئے خاندانوں کا وجود ہوا۔ سوئٹزرلینڈ کی جمہوریت قائم ہوئی۔
آزاد شہر بن گئے۔ تجارت۔ صنعت وحرفت، علوم وفنون میں ترقی ہوئی۔

۲۔ عہد وسطیٰ میں پوپ اور شہنشاہ کے درمیان جھگڑے کے وجوہات اور اثرات

پوپ کی طاقت ۔ وجوہات بیان کرنے سے پہلے پوپ کی طاقت کا اندازہ کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اصلی وجہ اس کی طاقت تھی۔ زمانہ وسطیٰ میں پوپ کی طاقت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ مذہبی معاملات میں اس کی قوت واقتدار کی تو کوئی حد ہی نہیں تھی۔ عیسائی دنیا کا ہر شخص اس کی طاقت کے سامنے سر تسلیم خم کرتا تھا۔ جو کوئی بھی پوپ کی نافرمانی کرتا اس کو مذہب اور برادری سے خارج سمجھا جاتا تھا اس کی مالی حالت بہت عمدہ تھی۔ چرچ کے واسطے زمینیں وقف تھیں۔ اس کے علاوہ عیسائی بادشاہ اس کو ایک طرح کا خراج بھی دیتے تھے۔ چرچ کو نہ تو فوج کی ضرورت تھی اور نہ پولیس کی۔ اس کی طاقت لوگوں کی روحوں پر کارفرما تھی۔ پادری لوگ روپیہ وصول کرکے نجات کا سرٹیفکیٹ لوگوں کو دیا کرتے تھے۔ عیسائی بادشاہ اور ان کی رعایا کے واسطے پوپ کی فرمانبرداری لازمی سی ہوگئی تھی۔ پوپ جس سے ناراض ہوتا اس کو لامذہب قرار دیدیا کرتا۔ چرچ خود کو بادشاہ سے زیادہ اعلیٰ وافضل سمجھتا تھا۔

پوپ مختلف مقامات میں اپنے افسر مقرر کرتا تھا۔ چرچ کے اپنے قوانین ہوتے تھے۔ اپنی عدالتیں ہوتی تھیں۔ ان عدالتوں میں پادریوں۔ بیواؤں اور یتیموں کے مقدمے فیصل ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ شادی۔ وصیت اور مذہب سے خارج کرنے کے سوالات بھی چرچ ہی طے کرتا تھا۔ پادری لوگ جاگیرداروں کی طرح حکومت کیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے بادشاہوں کے معاملات میں بھی پوپ دخل انداز ہوتا تھا۔ چارلمین اعظم اور اوٹو اعظم کی تاج پوشی پوپ ہی نے کی تھی اب یہ عقیدہ ہوگیا تھا کہ پوپ تو بادشاہ سے بھی اعلیٰ وافضل ہے۔

جھگڑے کے وجوہات ۔ شروع شروع میں تو پوپ اور شہنشاہ کی طاقت کو برابر سمجھا جاتا تھا لیکن چارلمین کی موت کے بعد پوپ تو اپنے آپ کو شہنشاہ سے زیادہ افضل واعلیٰ سمجھتا تھا اور شہنشاہ اپنے کو۔ اسی خیال نے دونوں میں تنازعہ پیدا کردیا۔ اس کے علاوہ اور بھی وجوہات تھے۔

(A) بشپ۔ ایبٹ اور کلرجی کا تقرر بادشاہ کیا کرتا تھا لیکن یہ لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے۔

یہ چاہتے تھے کہ ان کا انتخاب چرچ کرے یعنی خود پوپ کرے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ خدا نے پوپ کو اپنا نائب بنایا ہے۔ اس سے شہنشاہ کو پوپ کا ماتحت سمجھنا چاہیئے۔ اس کے برخلاف شہنشاہ کے طرفدار یہ کہتے کہ پوپ تو صرف شہنشاہ کا جاگیردار ہے کیونکہ پین اور چارلمین نے پوپ کو سب سے پہلے جاگیر عطا کی تھی۔

(B) شہنشاہ یہ چاہتا تھا کہ بشپ اور ایبٹ کا تقرر وہی کرتا رہے کیونکہ ان لوگوں پر اس کا کنٹرول ضروری تھا۔ ان کی حالت بہت بُری تھی۔ ان میں عیاشی۔ مکاری۔ فریب۔ مذہبی فرائض سے لاپرواہی اور عوام کو پریشان کرنے کی عادتیں پیدا ہو گئی تھیں اور بادشاہ کے خیال میں یہ لوگ رعایات کے مستحق نہیں تھے۔

(C) بشپ نے یہ تک کہنا شروع کر دیا کہ چرچ کو انتخاب کرنے اور جائداد خریدنے اور بیچنے کا اختیار ملنا چاہیئے۔ ان کا کہنا تھا کہ چرچ کسی قانونی گرفت میں نہیں آسکتا۔ بشپ کی ایسی باتوں کو بادشاہ اور جاگیردار لوگ کبھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

(D) کچھ لالچی لوگ روپیہ کمانے کی غرض سے کلرجی بن گئے تھے اور کلرجی کا عہدہ روپیہ وصول کرنے کی غرض سے بیچا جانے لگا تھا۔

(E) کلرجی لوگ شادی کرنے لگے تھے لیکن قانون ان کو ایسا کرنے سے روکتا تھا کیونکہ اگر ایسی اجازت دیدی جاتی تو بشپ اور ایبٹ کے پاس خاندان ہوتے اور انکی جاگیریں ورثہ میں چلی جاتیں۔ اس طرح چرچ کی جائداد پرائیویٹ جائداد بن جاتی۔

(F) کلرجیوں کی جائداد جاگیرداری کے شرائط پر دی جاتی تھی اسلئے بادشاہ ان کا افسر اعلیٰ ہوتا تھا اور کلرجی پر بادشاہ کی روک تھام ضروری تھی۔ انہی وجوہات سے زمانہ وسطیٰ میں بادشاہ اور پوپ میں جھگڑا پیدا ہوا۔

جھگڑا۔ شہنشاہوں اور پوپ کا جھگڑا تقریباً تین سو سال تک رہا (۱۲۵۰-۹۶۲) تک چلتا رہا۔ پہلی دو صدیوں میں تو شہنشاہ کو فتح ہوئی۔ لیکن دوسری دو صدیوں میں پوپ غالب آیا۔

اوٹو اعظم نے کہا کہ پوپوں کو بادشاہ کا حلفِ اطاعت اٹھانا چاہیئے۔ ۹۶۳ء میں اس نے جون کی جگہ لیو سوئم کو پوپ بنا دیا۔ پھر ہنری سوئم کے عہد میں پوپ بینڈکٹ نہم کا اقتدار ختم ہو گیا اور ہنری نے کونسل بلا کر اس کو معزول کر دیا۔ پوپ لیو نہم نے سائمنی کو ممنوع قرار دیا۔ اور کلرجی کی شادی کو بھی روکا۔ اس طرح ہنری سوئم کو چرچ پر فتح ہوئی اور اس نے اس میں اصلاح بھی کی۔ اگلی صدیوں میں ہنری چہارم کو کسی حد تک کامیابی ہوئی۔ لیکن فیڈرک اول کو پوپ کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ ہنری چہارم کے

زمانہ میں اس جھگڑے نے کافی زور پکڑا۔ پوپ گریگری ہفتم نے اپنی طاقت کو بہت بڑھایا۔ اس نے چرچ میں بہت سی اصلاحیں کیں اس نے حکم دیا کوئی بھی پادری شادی نہ کرے۔ اس کے علاوہ اس کا یہ بھی حکم تھا کہ چرچ کے افسروں کو عہدے دینے کا حق صرف پوپ کو ہے شہنشاہ اور جاگیرداروں کو اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس طرح گریگری نے چرچ کے افسروں کو بادشاہ اور جاگیرداروں کی ماتحتی سے نکال کر اپنے زیر اثر کرنے کی کوشش کی ہنری چہارم نے جو ہولی رومن شہنشاہ بھی تھا اس کی مخالفت کی اور پوپ کو اس کے عہدے سے برخاست کر دیا۔ ادھر پوپ نے ہنری کو عیسائیوں کی برادری سے خارج کر دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ہنری کے دوستوں نے اس کو خارج شدہ آدمی سمجھ کر چھوڑ دیا اور ہنری کے خلاف بغاوتیں ہونے لگیں۔ ایسے حالات میں ہنری نے پوپ سے جا کر اٹلی میں معافی مانگ لی اور اس کو اپنی برادری میں شامل کر لیا۔ اس جھگڑے میں پوپ کی فتح ہوئی۔ لیکن پوپ کے شرائط اس قدر سخت تھے کہ ہنری اس کو پورا نہ کر سکا۔

لہذا پھر ایک دوسرے کو خارج کرتے رہے۔ سنہ ۱۰۸۴ء میں ہنری نے روم جا کر پوپ کے محل کا محاصرہ کر لیا۔ اور پوپ پھر جنوبی اٹلی چلا گیا جہاں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد نئے پوپ نے بھی ہنری کو اپنی برادری سے خارج کر دیا۔ ہنری نے تخت چھوڑ دیا اور اگلے سال یہ مر گیا۔ اس کے بعد ہنری چہارم تخت نشین ہوا۔ اور اس کے زمانہ میں بھی جھگڑا جاری رہا لیکن آخر میں کانکورڈیٹ آف ورم میں ان دونوں میں صلح ہو گئی۔ اور یہ شرطیں قرار پائیں۔ (a) ہنری پنجم نے یہ بات منظور کر لی کہ چرچ کے انتخابات میں وہ کوئی دخل نہیں دیگا اور اس نے Invastiture کا دعویٰ کرنا چھوڑ دیا۔ (b) لیکن یہ طے پایا کہ بشپ اور ایبٹ بادشاہ کے ہی ماتحت رہیں گے لیکن یہ سوال اب بھی حل نہیں ہو سکا کہ بادشاہ کا رتبہ زیادہ ہے یا پوپ کا اقتدار بڑھا ہوا ہے ہنری پنجم کے بعد کانریڈ سوئم ہوا۔ اور اس کے بعد فریڈرک باربروسا تخت نشین ہوا۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کو بادشاہت خدا کی طرف سے ملی ہے اور پوپ نے یہ دعویٰ کیا کہ بادشاہ پوپ کے ماتحت ہیں۔ اس طرح پھر پرانا جھگڑا شروع ہو گیا۔ اس کا فائدہ اٹھا کر شمالی اٹلی کے شہروں نے آپس میں اتحاد کر کے لمبارڈ لیگ بنائی۔ فریڈرک کو اس لیگ سے لڑنا پڑا اور اس کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔ لیگ نے فریڈرک کو حکمران مان لیا۔ لیکن سارے اختیارات لیگ کو ہی حاصل ہو گئے۔ پھر فریڈرک نے اپنے لڑکے کی نیپلس اور سسلی کی شہزادی سے شادی کر دی۔ پوپ ان شہروں کا حکمراں تھا اور یہ شادی اس کی بغیر اجازت ہوئی تھی اس لئے پھر جھگڑا شروع ہو گیا اور فریڈرک کو سر خم کرنا پڑا۔

اس کے بعد فریڈرک دوئم نے پوپ اِنوسینٹ سوئم سے وعدہ کیا کہ وہ صلیبی جنگ میں جائے گا۔ لیکن اس نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا لہذا پوپ بہت ناراض ہوا اور اس نے اس کو دو دفعہ برادری سے خارج کر دیا وہ عیسائی علاقوں پر چھا گیا اور سن ۱۲۵۰ء میں انتقال ہوگیا اور اس کے انتقال کے ساتھ ہی پوپ اور شہنشاہ کا زبردست جھگڑا بھی ختم ہوگیا۔ (چھوٹی چھوٹی جھڑپیں سو برس کے بعد میں بھی ہوتی رہیں)

اثرات ـ اس جھگڑے کے مندرجہ ذیل اثرات ہوئے:۔

(a) یہ جھگڑا ہولی رومن ایمپائر کے لئے خطرناک ثابت ہوا اور یہ سلطنت ختم ہوگئی۔

(b) جاگیردار اور امراء نے بہت زیادہ قوت حاصل کرلی اور بالکل خود مختار بن گئے۔

(c) قوت حاصل کرنے کی خواہشات میں بادشاہوں نے جرمنی کی طرف سے لاپرواہی برتی نتیجہ یہ ہوا کہ جرمنی کے اندر اختلاف پیدا ہو کر اتحاد کا خاتمہ ہوگیا۔

(d) آخر میں شہنشاہوں کی طاقت گھٹ گئی اور پوپ کا اقتدار بڑھ گیا۔

(e) رفتہ رفتہ چرچ میں اصلاحیں کی گئیں اور اس کی برائیاں دور ہوگئیں۔

۳ـ زمانہ وسطیٰ میں چرچ ـ اسکی تاریخ اور خدمات پر طائرانہ نظر:

زمانہ وسطیٰ میں پادریوں کی طاقت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ وہ بڑے مالدار ہوگئے تھے۔ آسمانی سلطنت کے وارث سمجھے جاتے تھے۔ جس کو چاہتے عیسائی برادری سے خارج کر دیتے تھے۔ جن رسومات کو وہ روکنا چاہتے تھے روک دیتے تھے۔ لوگوں سے یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ ان کو نجات کا سرٹیفکیٹ دے سکتے ہیں ان کا اثر یہاں تک تھا کہ لوگوں کی پیدائش موت زندگی۔ شادی وغیرہ کی رسمیں بغیر ان کی اجازت کے نہیں ہو سکتی تھیں انہوں نے اپنی طاقت سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا۔ ان کے اندر بہت سی برائیاں پیدا ہوگئیں۔ مذہب کو دولت کمانے کا ذریعہ بنا لیا ـــــ عروج کے بعد ان کے اعمال کی وجہ سے ان کا زوال بھی شروع ہوگیا۔ نویں اور دسویں صدی میں وہ تحت الثریٰ میں پہونچ گئے۔ پادریوں نے شادیاں کرنی شروع کر دیں اور ان کے گھر بار ہونے لگے اور چرچ کا سامان وراثت میں ان کے گھر والوں کو ملنے لگا۔ یہ بات مذہب کے خلاف تھی۔ خانقاہوں پر لالچی پادریوں نے قبضہ کر لیا۔ بادشاہوں اور جاگیرداروں نے پادریوں کے عہدہ کو بیچنا شروع کر دیا۔ اس رسم کو سائیمنی کہتے تھے پادری اور پجاری فوجیں رکھنے لگے اور بادشاہ کو خراج دینے لگے۔ پادریوں کا انتخاب بادشاہ اور جاگیردار

رہنے تھے۔ دولت اور جاگیرداری نے چرچ کی حالت بگاڑ دی اور مذہبی تعلیم کی طرف سے لاپرواہی برتی جانے لگی۔

چرچ کی مختصر تاریخ ۔ اوٹو کے عہد میں پاپائیت نے اپنی شان کو دوبارہ حاصل کر لیا تھا لیکن یہ شہنشاہوں کے زیر اثر تھی۔ اسکے بعد کلیونی نے چرچ میں اصلاح کی اور سائمنی اور پادریوں کی شادیوں کی ممانعت کی۔ پوپ گریگری ہفتم نے اپنے اقتدار کو گیارہویں صدی میں بہت بڑھا لیا اور اپنے آپ کو بادشاہ سے افضل اور اعلیٰ سمجھنے لگا۔ اس وجہ سے پاپائیت اور شہنشاہیت میں تنازعہ پیدا ہو گیا جس میں آخرکار پوپ کو فتح ہوئی۔ تیرہویں صدی کے شروع میں پوپ نے کچھ اقتدار حاصل کر لیا اور جو بادشاہ اسکو مانتے تھے پوپ اسکو جب چاہتا تھا بادشاہ بنا دیتا تھا اور جب چاہتا تھا تخت سے اتار دیتا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد پوپ کے اقتدار کی مخالفت کی گئی۔ لہٰذا ان لوگوں نے قتل وغارت اور مظالم شروع کر دیئے تاکہ اپنی عظمت قائم کریں۔ اسلئے اٹلی تباہ و برباد کر ڈالا گیا۔ چودھویں صدی عیسوی میں پوپ فرانس کے بادشاہ کے زیر اثر آگیا۔ اب پاپائیت کے لئے بہت سی رقابتیں پیدا ہونے لگیں۔ مختلف سلطنتوں نے مختلف رقیبوں کی حوصلہ افزائی کی۔ ایک زمانہ تو ایسا گذرا ہے کہ ایک ہی وقت میں تین پوپ تھے۔

چرچ کی خدمات ۔ چرچ نے بدنظمی کو دور کیا اور عوام کو جاگیرداروں کے مظالم سے بچایا۔ اس نے جاگیرداری پر غلبہ حاصل کیا۔ چرچ نے لوگوں کو رحم دلی، محبت امن و امان اور اخلاق کے سبق سکھائے اس نے مساوات پر بھی زور دیا۔ تعلیم کو پھیلایا۔ اور علم و ادب کی ترقی کے لئے کوشش کی۔ اس نے Reformation اور Reu aissance کے لئے ایک راستہ تیار کر دیا۔

۴۔ چارلیمین اعظم اور گریگری ہفتم پر اجمالی نگاہ :

(ا) چارلیمین اعظم (چارلس اعظم) ۔ چارلس کے باپ کا نام پپن (Pippin) تھا۔ وہ زمانہ وسطیٰ میں عظیم شخصیت کا مالک سمجھا جاتا تھا وہ بڑا جسیم و ضخیم آدمی تھا۔ اسکے خدوخال سے رعب ظاہر ہوتا تھا اس کی آواز صاف تھی۔ اس کا انداز گفتگو موثر تھا۔ اس کو گھوڑے کی سواری، شکار اور تیرنے کا شوق تھا وہ پرجوش عیسائی تھا۔ وہ علم و ادب کی قدر کرتا تھا۔ وہ خود پڑھا نہیں تھا لیکن وہ علماء کی صحبت میں رہتا تھا۔ اس کو تاریخ، جغرافیہ، علم نجوم اور قواعد میں دلچسپی تھی۔ وہ آگسٹن کی کتاب "بیت اللہ" "The City of God" کو مسلسل پڑھا کرتا تھا۔ اس نے نوجوان امراء کے واسطے ایک اسکول کھولا۔ اس کو ابتدائی تعلیم کی

ضرورت کا احساس تھا اور اسی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نے بہت سے ابتدائی اسکول قائم کئے۔ اس نے خوبصورت عمارتوں سے اپنے ملک کو زینت دی۔ اس نے ایکس لا چیپل کے گرجے کا نقشہ خود ہی بنایا تھا اس نے بہت سی خانقاہیں بنوائیں جن کے گرد بعد کو بہت سے شہر آباد ہو گئے وہ ساری جرمن قوم کو ایک عیسائی سلطنت سے وابستہ کرنا چاہتا تھا اس نے فرلیسیا، بویریا، سیکسنی کو زیر اثر کر لیا۔ اس نے ان مقامات کے باشندوں کو عیسائی بنایا۔ لمبا ڈس اور سلیوس کو فتح کر لیا۔ اس نے بی ہیمیوں کو خراج دینے پر مجبور کر دیا۔

اس نے پوپ کو تقویت دی اور پھر پوپ نے خود اس کو تاج پہنایا اور اس طرح ہولی رومن ایمپائر کا وجود ہوا تھا۔ اس کے عہد میں (Counts) افسران قائم رکھتے تھے۔ عدل و انصاف کرتے اور ضرورت کے وقت بادشاہ کی خدمت میں فوجیں پیش کرتے تھے۔ سرحدوں پر فوجی چھاؤنیاں بنائی گئی تھیں۔ چارلمین امراء اور پادریوں کی مجالس کرتا تھا۔ اور قوانین بنائے جاتے تھے اس نے اجازت دیدی تھی کہ مفتوحہ علاقوں میں انہی کے قوانین کے مطابق انتظامات کئے جائینگے۔ اس نے شاہی مخبروں کا محکمہ بھی بنایا تھا۔ اس محکمہ کا کام یہ تھا کہ وہ تمام افسروں کے کردار اور اعمال کی جانچ پڑتال کریں۔ انصاف کریں اپیل سنا کریں۔ شاہی خزانہ کا انتظام کریں۔ چوروں اور ڈاکوؤں کو تلاش کریں۔ مانکس اور بشپس کے اخلاق و کردار کو دیکھیں اور یہ معلوم کریں کہ آیا وہ اصولی زندگی بھی گزارتے ہیں یا نہیں۔

(۲) گریگری ہفتم۔ گریگری ہفتم گیارہویں صدی عیسوی کا بہت بڑا سیاستداں گذرا ہے۔ اس نے اپنے زمانہ کے باشندوں پر بہت زیادہ اثر ڈالا۔ اس کو حاکم اعلیٰ سمجھا جاتا تھا بڑے سے بڑا بادشاہ بھی اس کے سامنے سر خم کرتا تھا۔ پاپائیت کے دور میں اس کی بڑی عظمت تھی۔ گریگری نے فرانس۔ انگلستان اور جرمنی وغیرہ پر بھی اپنا حکم چلانے کی کوشش کی لیکن ولیم اول نے اس کی طرف دھیان ہی نہیں دیا جرمنی کے بادشاہ ہنری چہارم سے گریگری نے اس کو حکم دیا کہ بشپ اور چرچ کے دیگر افسر مقرر کرنے کا حق صرف پوپ کو ہے شہنشاہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ جرمنی کے بادشاہ نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا اور اس نے پوپ کو اس کے عہدہ سے علیحدہ کروا دیا۔ ادھر پوپ نے بادشاہ کو عیسائی برادری سے خارج کر دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ ہنری چہارم کے خلاف ہو گئے دوستوں نے ساتھ چھوڑ دیا اس کے خلاف بغاوتیں ہونے لگیں مجبور ہو کر ہنری معافی مانگنے کے واسطے پوپ کے پاس گیا۔ پوپ نے اسکو معاف کر کے پھر برادری میں شامل کر لیا لیکن ہنری اسکے تنزل کو نہ بھلا سکا۔ اور پھر ایک بار دونوں میں جھگڑا ہوا بادشاہ نے پوپ کو اس کے عہدہ سے علیحدہ کرنے کی کوشش

ادھر پوپ نے اسکو اپنی عیسائی برادری سے خارج کر دیا۔ اسی دوران میں بادشاہ نے امراء اور عوام کو اپنے ساتھ ملا کر اٹلی پر حملہ کیا اور روم کا محاصرہ کر لیا۔ تین دن بعد وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ اپنے آپ کو مصیبت میں دیکھ کر پوپ روم سے بھاگ کر جنوبی اٹلی چلا گیا وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

۴۔ (سنہ ۱۰۹۶ء۔ سنہ ۱۲۷۲ء) صلیبی جنگوں کے وجوہات۔ واقعات اور اثرات پر تبصرہ

وجوہات ۔ صلیبی جنگوں کے مندرجہ ذیل وجوہات تھے:

(۱) ملک فلسطین میں عیسائیوں کا متبرک شہر یروشلم اور دیگر مقدس مقامات تھے۔ یورپ کے عیسائی زیارت کے واسطے جایا کرتے تھے۔ خلفا ان زائرین کا استقبال کرتے ان کو ہر طرح کی سہولت بہم پہنچاتے تھے لیکن جب یروشلم پر ترکوں نے قبضہ کر لیا تو وہ عیسائی زائرین اور سوداگروں کے ساتھ برا سلوک کرنے لگے انہوں نے کچھ گرجا گھروں کو اصطبل بھی بنا لیا۔ عیسائیوں کو قتل کر دیا جو عیسائی بچ کر یورپ پہنچے انہوں نے اس مقدس شہر کے دردناک واقعات لوگوں کو سنائے جس سے عیسائیوں میں مذہبی جنگ کا جوش و خروش پیدا ہو گیا اور پیٹر سادھو (Peter the Hermit) نے زائرین پر جو مظالم کئے گئے تھے ان کو نہایت ہی موثر طریقہ سے بیان کر کے ایک آگ سی لگا دی۔

(۲) بزنطائن کے شہنشاہ ایلکس (Byzantine Emperor Alexius) نے پوپ سے اپیل کی کہ مسلمانوں سے ایشیائے کوچک اور فلسطین واپس لینے میں امداد کی جائے۔

(۳) سنہ ۱۰۹۵ء میں پوپ نے فرانس میں کلیرمانٹ (Clermont) کے مقام پر شہزادوں، پادریوں اور امراء کو جمع کر کے مذہبی جنگ کے جوش سے بھرے الفاظ میں اعلان کیا۔ اس نے لوگوں کو یروشلم کے واقعات بتائے اس نے ان کو چارلس اعظم کی شان و شوکت یاد دلائی۔ اس کے سپاہیوں کے کارنامے بتلائے۔ اس پوپ کی تقریر کا لوگوں کے دلوں پر بڑا اثر پڑا اور لوگ مذہبی جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔

(۴) مذہبی جنگ کر کے پوپ عیسائی سلطنتوں میں اتحاد پیدا کرنا چاہتا تھا اور اس کے علاوہ مشرق میں اپنی طاقت بھی بڑھانا چاہتا تھا۔

(۵) امراء مشرق کی زمینوں کے خواہشمند تھے سوداگر اپنی تجارت کے واسطے مشرق میں مارکیٹ چاہتے تھے۔

مقروض لوگ قرضہ کی وجہ سے بھاگنا چاہتے تھے اور مجرم لوگ اپنی سزاؤں سے پیچھا چھڑانا چاہتے تھے غرض کہ سبھی لوگ مذہبی جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔

پہلی صلیبی جنگ سنہ ۱۰۹۶ء-۱۰۹۹ء واقعات پیٹر سادھو (Peter Hermit) نے جوش دلانے کے واسطے ممبروں پر بازاروں میں سڑکوں پر جوشیلی تقریریں کیں۔ اپنا سینہ کوٹ کوٹ کر اور اپنا جسم زخمی کر کر کے اور عوام کو یروشلم کے واقعات بتائے۔ جہاں جاتا اسکی عزت ہوتی اور لوگ اس کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ اس طرح اس نے بہت جلد پندرہ ہزار مرد عورتیں اور بچے جمع کر لئے۔ ان کو لیکر وہ قسطنطنیہ پہونچا۔ یلیکسس شہنشاہ نے ان کو ایشائے کوچک پار کرنے کے ذرائع بہم پہنچائے۔ جہاں سے وہ سیدھے یروشلم کی جانب چلے اور ترکوں کا شکار ہو گئے۔ اسی اثنا میں شہزادوں اور امرائے بولون کے گاڈفرے کو انتخاب کر کے تین لاکھ کی فوج اسکی ماتحتی میں کی۔ گاڈفرے کی ماتحتی میں اس فوج نے قسطنطنیہ کا رُخ کیا۔ باسفورس کو پار کیا اور ایشیائے کوچک کی طرف بڑھے۔ اور اینٹی آک پہونچ کر محاصرہ کر لیا۔ چھ مہینے تک محاصرہ رہا۔ آخر میں انہوں نے ترکی فوج کو شکست دی۔ اگلے سال وہ جنوب کی طرف گئے اور بڑی مصیبتیں اٹھائیں۔ بہت سے مر گئے اور کچھ چلے گئے۔ آخر گارڈفرے خود ۲۵۰۰۰ آدمی لیکر مقدس شہر میں پہنچ گیا اور ترکوں سے مقابلہ ہوا اور خون کی ہولی کھیلی گئی۔ آخر انکی فتح ہوئی۔ یروشلم۔ اینٹی آک۔ بڑی ہوئی۔ ایڈیسا کے علاقے فتح کئے گئے۔ فتح کے بعد بہت سے لوگ یورپ واپس چلے گئے لیکن گاڈفرے وہیں رہا۔ اور ایک فیوڈل سلطنت بنائی۔ یروشلم اس کا مرکز رکھا گیا اور گارڈفرے اس سلطنت کا افسر اعلیٰ تھا۔ اس کی موت کے بعد بدنظمی پیدا ہو گئی۔ یہ پہلی صلیبی جنگ کے واقعات تھے۔

دوسری صلیبی جنگ (۱۱۴۷-۱۱۴۸) واقعات ترکوں نے ایڈیسا پر پھر قبضہ کر لیا۔ اور عیسائیوں کو نکال دیا گیا پھر دوسری مرتبہ صلیبی جنگ کا اعلان کیا گیا۔ جرمنی کے کانریڈ سوئم اور فرانس کے لوئیس ہشتم فوجوں کے لیڈر منتخب ہوئے۔ لیکن انھوں نے ایک دوسرے سے تعاون نہیں کیا۔ ایک ساتھ کوچ نہیں کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انکو ایشائے کوچک میں علیحدہ علیحدہ شکست ہوئی۔

تیسری صلیبی جنگ ۱۱۸۹-۱۱۹۲ واقعات مسلمانوں نے پھر یروشلم اور اس کے آس پاس کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ لہٰذا پھر صلیبی جنگ کا اعلان کیا گیا۔ اس جنگ میں جرمنی کے فریڈرک باربروسا، فرانس کے فلپ دوئم اور انگلستان کے رچرڈ اول نے حصہ لیا تھا۔

فریڈرک سمندری راستہ سے گیا اور ڈوب گیا۔ فلپ اور رچرڈ میں جھگڑا ہو گیا لہٰذا فلپ واپس چلا گیا۔
لیکن رچرڈ بہادری سے لڑا مگر یروشلم پر قبضہ نہیں کر سکا۔ اس کی بہادری دیکھ کر صلاح الدین نے اس
سے خوش ہو کر صلح کر لی اور عیسائیوں کو یروشلم کی زیارت کرنے کی اجازت دیدی۔

چوتھی صلیبی جنگ ۱۲۰۲-۱۲۰۴ واقعات عیسائی یروشلم کو لینا چاہتے تھے لیکن واقعات نے پلٹا کھایا۔ وینشیا
کے سوداگر قسطنطنیہ سے حسد رکھتے تھے کیونکہ تجارت میں یہ ان کا
رقیب تھا۔ اس کے چرچ کے تعلقات بھی پوپ سے خوشگوار نہیں تھے۔ اس
وجہ سے قسطنطنیہ نے صلیبی جنگ کا اعلان کر دیا۔ لیکن یہ مہم ناکام رہی اور مشرقی رومن سلطنت برباد
ہو گئی اور اس کی جگہ لاطینی سلطنت قائم ہو گئی۔

بچوں کی صلیبی جنگ ۱۲۱۲ء واقعات اس صلیبی جنگ کا اعلان جب کیا گیا تو اس کی سرکردگی ایک نوجوان
لڑکے اسٹیفین کو دی گئی کیونکہ لوگوں کو یہ خیال ہونے لگا تھا کہ پچھلی جنگ
میں اسلئے شکست ہوئی کہ اس میں گناہ گار شامل تھے لہٰذا اس دفعہ معصوم
بچوں کو بھیجا جائے تاکہ وہ فتح حاصل کریں۔ ان بچوں کے ساتھ عورتیں وغیرہ بھی شامل ہو گئی تھیں لیکن
بچوں کی اس فوج میں سے ہزاروں بچے مارے گئے اور لاتعداد بچے افریقہ غلام کی حیثیت سے بھیج دئے گئے
اور باقی بچوں کو Pope Innocent III نے ان کے گھروں کو بھیج دیا۔

باقی صلیبی جنگیں:- پانچویں صلیبی جنگ ۱۱۱۸ء سے ۱۲۲۱ء تک رہی اور اس میں عیسائیوں
کو شکست ہوئی۔ چھٹی صلیبی جنگ ۱۲۲۹ء میں ہوئی اور فیڈرک دوئم نے یروشلم فتح کیا۔ لیکن
۱۲۴۴ء میں مسلمانوں نے پھر اپنا قبضہ کر لیا۔ اس لئے ساتویں صلیبی جنگ کا اعلان ہو گیا اور اس کو فرانس
کے لوئس نہم نے اپنی رہبری میں کوچ کرایا۔ لیکن وہ وہاں مر گیا اسلئے ۱۲۷۱ء میں انگلستان کے بادشاہ
ایڈورڈ نے آٹھویں صلیبی جنگ کی تیاری کی اور اس کو ناکامیابی ہوئی۔

صلیبی جنگوں کے اثرات:- (الف) سیاسی عیسائی نہ تو اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت
کو روک سکے اور مقدس شہر یروشلم پر قبضہ نہ کر سکے۔ برخلاف اس کے مسلمان یورپ تک چھا گئے۔
لیکن اسپین مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ (ب) جاگیرداری ختم ہو گئی کیونکہ جاگیرداروں نے صلیبی
جنگ کے لئے روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے زمینیں بیچ دیں۔ (ج) اس کا یہ اثر ہوا کہ مرکزی حکومت

مضبوط ہو گئی (ح) بجائے جاگیر پر ٹیکس لگانے کے قومی ٹیکس عائد کر دیا گیا (س) فصیلوں کے بنانے اور توڑنے کا فن لوگوں نے سیکھ لیا (ل) چونکہ فرانس نے اس میں نمایاں حصہ لیا تھا اس لئے ان جنگوں کی وجہ سے فرانس کا اقتدار بڑھ گیا۔

سماجی حالت :- آزاد کاشتکاری طبقہ پیدا ہونے لگا۔ تمام فرقوں میں مساوات پیدا ہو گئی۔ مشرقی عیش عشرت لوگوں میں آگئی اور نئی نئی ایجاد ہوئیں رنگ اور نئے لباس فیشن میں آگئے۔

معاشی حالت :- تجارت نے کافی فروغ حاصل کیا جن میں ہندوستان اور فارس کی چیزیں یہاں پر سیریا اور فلسطین میں ہو کر لائی گئیں (ب) تجارت میں سہولت پیدا کرنے کے لئے جہاز بنانے کی صنعت کو فروغ دیا گیا (ج) مفتوحہ ممالک میں نو آبادیات بازار، برتنوں کے کارخانہ وغیرہ وغیرہ بنائے گئے (د) بینک کھولے گئے۔ بہت سی کمپنیاں بنائی گئیں۔ اٹلی کے شہر مثلاً جنیوا میں سپاہی مالدار ہو گئے۔ صلیبی جنگ نے یورپ کو مالدار بنا دیا۔

مذہبی حالت :- (الف) جیسے ہی پوپ نے صلیبی جنگوں میں قدم رکھا تو ان کے اخلاقی اور روحانی طاقت کو بڑھایا۔ پوپ اتحاد کا مرکز بن گیا (ب) عیسائی تبلیغی جماعتوں نے اپنا کام ایران پیکنگ سے لے کر ڈینیر اور تبت تک پھیلایا۔

تہذیب :- صلیبی جنگوں نے عیسائی مذہب کو محفوظ کر دیا اور اسی زمانہ میں مغربی اور مشرقی تعلقات پیدا ہوئے اور مشرقی تہذیب کے کچھ عناصر یورپ کی تہذیب میں شامل ہو گئے۔

معلومات :- صلیبی جنگوں نے غیر ممالک کے سفر کو ترقی دی اور صنعت و حرفت اور ایجادات کو فروغ ہوا۔ لوگوں میں نئی دنیا یا طریقہ نئے رسم و رواج نئے لباس نئے مکانات اور نئے عیش و آرام کے ذرائع کے بارے میں معلومات کا اضافہ ہوا۔ انکے جغرافیائی معلومات میں بھی اضافہ ہوا انہوں نے بحر روم ایشیا اور افریقہ کے بارے میں بھی معلومات کیں۔ مارکو پولو نے وسطی ایشیا کا سفر کیا۔

تمدن :- (الف) تاریخ جغرافیہ پر کتابیں لکھی گئیں صلیبی جنگوں سے متعلق نظمیں تیار کی گئیں تبلیغی جماعتوں نے مشرقی زبانوں کا مطالعہ کیا۔ عربی زبان کے الفاظ یورپ کی زبانوں میں داخل ہونے لگے۔ فلسفے کو فروغ ہوا۔ حساب وغیرہ پر کام کیا گیا۔

(ب) فن عمارت سنگ تراشی اور فن مصوری میں ترقی ہوئی۔

(ج) عربی گنتی۔ الجبرا۔ پرکار اور روئی کا غذ وغیرہ کو مغرب میں لایا گیا۔

سوالات

۱- پاک رومن سلطنت کی وضاحت کیجئے؟

۲- کن وجوہات سے متوسط زمانہ میں پوپ اور شہنشاہ کے درمیان جھگڑا ہوا۔ اس کے اثرات پر روشنی ڈالیئے؟

۳- زمانہ وسطیٰ کے چرچ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۴- مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھئے۔ (۱) چارلمین اعظم (۲) گریگری ہفتم

۵- ۱۰۹۶ء سے ۱۲۷۲ء تک کی صلیبی جنگوں کے وجوہات واقعات اور اثرات تحریر کیجئے۔

گیارہواں باب

مغرب میں ازمنہ وسطیٰ

۱- جاگیرداری کی وضاحت۔ اسکی ارتقاع کے اسباب۔ اس کے نمایاں پہلو اور یورپ کے سماج اور مذہب پر اس کے اثرات:

تعریف ـ جاگیرداری (Feudalism) ایک ایسا دستور سوسائٹی ہے جس میں جاگیردارں اور ان کے آقاؤں میں ایک خاص قسم کا تعلق پایا جاتا ہے۔ اس تعلق میں یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ جاگیردار اپنے آقا کی خدمت کرے۔ جنگ کے وقت فوج سے مدد کرے اور آقا کی گرفتاری۔ اسکی بڑی لڑکی کی شادی اور سکے لڑکے کے نائب بنتے وقت اس کو روپیہ دے۔ ان خدمات کے صلہ میں آقا اپنے جاگیردار کو حملہ آوروں اور ڈاکوؤں کے حملہ سے بچائے۔ اس کے ساتھ انصاف ہو اور اس کے مقدمہ اپنی ہی عدالت میں فیصل کرے۔ اس دستور میں جاگیردار کی جنگی مدد کے واسطے نائٹ ہوتے تھے اور نائٹ کی خدمت کے واسطے بھی ایک خدمتگار ہوتا تھا۔ اس نظام میں کھیت جوتنے اور فصل پیدا کرنے کا کام کاشتکار کرتے تھے۔ ایک فرانسیسی مورخ نے اس نظام کی اس طرح تعریف کی ہے " جاگیرداری وہ نظام ہے جس میں کسی شخص کے پاس کچھ نہ کچھ زمین ہو، فوج ہو، اور وہاں کے لوگوں پر حکومت کرنے کا اختیار حاصل ہو۔"

ارتقاع ـ جاگیرداری کی ارتقاع قدرتی اور خودرو تھی۔ اسکی ارتقاع اس طرح ہوتی ہے کہ چارلمین

کی موت کے بعد اسکی سلطنت اس کے لڑکے لوئیس کو ملی جو نہایت کمزور حکمراں ثابت ہوا۔ لوئیس کی موت کے بعد اسکے لڑکے سلطنت کو آپس میں تقسیم کرنے کے لئے جھگڑنے لگے۔ آخر ۸۴۳ء میں ورسن کے صلح نامہ سے یہ بات طے ہوگئی کہ سلطنت کو تین حصوں میں تقسیم کردیا جائے (۱) مشرقی فرنیکش سلطنت (۲) مغربی فرنیکش سلطنت (۳) اٹلی کی سلطنت۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن یہ سلطنتیں کافی وسیع تھیں اور اس کا انتظام کرنا دشوار ہوگیا بہت دنوں تک بدنظمی اور خانہ جنگیاں ہوتی رہیں۔ بغاوت کو فرو کرنے کے واسطے بادشاہ کا ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں جانا مشکل تھا۔ سڑکوں کی حالت اچھی نہیں تھی اس کے علاوہ بادشاہ کے پاس روپیہ بھی نہیں ہوتا تھا مغربی یورپ میں سونا اور چاندی کی کانیں نہیں تھیں۔ تجارت ختم ہو چکی تھی اسلئے باہر سے قیمتی دھاتوں کا آنا بھی بند ہوگیا تھا۔ بادشاہ کے پاس خزانہ نہ تھا کہ وہ امن وامان قائم رکھنے والے افسروں کو تنخواہ بھی دے سکے۔

ایسے حالات میں بادشاہ اس بات پر مجبور ہوگیا کہ ان افسروں کو تنخواہ (روپیہ) کے عوض میں کچھ زمین دیدے۔ ان افسروں کو زمینیں دیدی گئیں لیکن یہ زمینیں کافی وسیع تھیں لہٰذا کچھ دنوں بعد یہ افسر اپنی ملکیت کے خود ہی حکمراں ہوگئے۔ روپئے کے علاوہ بادشاہ کے پاس سلطنت کے حدود کی حفاظت کیواسطے فوج بھی نہیں تھی۔ ہر طرف سے سلطنت پر حملے ہوتے رہتے تھے۔ یورپ میں امن وامان نہیں تھا۔ ایک طاقتور بادشاہ کی عدم موجودگی میں ہر ضلع کو اپنی حفاظت خود ہی کرنی پڑتی تھی۔ بڑے بڑے لشپ۔ سرداروں۔ افسروں اور زمین کے مالکوں نے لوگوں کی بیرونی حملوں سے حفاظت کرکے اپنے الگ الگ خود مختار علاقے قائم کرلئے۔ انہوں نے حفاظت کیواسطے اپنے علاقوں کے چاروں طرف قلعے اور فصیلیں بنائیں ان قلعوں کے مالکوں کے پاس کافی زمین ہوتی تھی اور اس کے ذریعہ وہ اپنے گھر والوں، نوکروں اور سپاہیوں کے اخراجات پورے کرسکتے تھے۔

ایسی ریاستوں کو مینر، ویلیس کہتے تھے۔ اور جو کاشتکار زمین جوتتے تھے ان کو ویلنس کہتے تھے۔ آقا زمین کا کچھ حصہ اپنی گذر اوقات کے لئے رکھتا تھا۔ باقی زمین کو کاشتکاروں میں بانٹ دیا کرتا تھا کاشتکار دو قسم کے ہوتے تھے (۱) آزاد کاشتکار کہلاتے تھے (۲) غیر آزاد کاشتکار کہلاتے تھے۔ اول قسم کے کاشتکاروں کی حیثیت اچھی تھی۔ ان کو سوائے نقد روپیہ کے اور کچھ جاگیردار کو نہیں دینا پڑتا تھا وہ جب چاہتے تھے کاشت چھوڑ سکتے تھے۔ انہیں بادشاہ کی عدالت میں اپیل کرنے کا حق حاصل تھا۔ غیر آزاد کاشتکار بالکل معمولی ہوتے تھے وہ جاگیردار کی مرضی کے خلاف کاشت نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ انہیں جاگیردار غلاموں کی طرح خرید و فروخت کرسکتا تھا۔ یہ لوگ بادشاہ کے پاس اپیل بھی نہیں کرسکتے تھے ان کو جاگیردار کی خدمت میں مقررہ

لگان کچھ روپیہ اور کچھ جنس مثلاً فی درجن ایک انڈا فی درجن ایک چوزہ مرغ اور ۱۰ فیصدی شہد جاگیردار کو دینا پڑتا تھا اس کے علاوہ بے گار بھی کرنی پڑتی تھی مثلاً باربرداری کا کام۔ مال سے بھری ہوئی گاڑیوں کا ادھر سے ادھر لے جانا۔ جھاڑو لگانا اور خندقوں کا کھودنا ان ہی کے کام تھے۔

جاگیردار لوگ اپنی ریاستوں میں سے کچھ زمین دوسروں کو اس شرط پر دیدیتے تھے کہ وہ شخص جاگیردار کا وفادار رہے گا۔ اور وقت ضرورت اسکی مدد کرے گا اور اسکی خاطر لڑے گا۔ اس کے بدلے میں زمین کا اصلی مالک اس کی حفاظت کرے گا۔ اس طرح بڑے جاگیردار اپنی جاگیر چھوٹے جاگیرداروں میں تقسیم کر دیتے تھے اور یہ چھوٹے جاگیردار بھی کئی درجہ کے ہوتے تھے ان چھوٹے جاگیرداروں کا تعلق صرف اپنے جاگیردار سے ہوتا تھا۔ اس کو کسی دوسرے جاگیردار یا بادشاہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا اس طرح جس نظام کی بنیاد پڑی اسکو نظام جاگیرداری کہتے ہیں۔ اس کی تکمیل فرانس میں ہوئی تھی اور بعد کو جرمنی۔ اٹلی۔ انگلستان اور اسکاٹ لینڈ میں بھی تھوڑے بہت فرق کے ساتھ رائج ہو گیا۔

(ب) خاص خاص پہلو ۔ (۱) بادشاہ لوگ طاقتور امراء کو زمینیں عطا کرتے تھے اور پھر یہ لوگ ان زمینوں کو کاشتکاروں میں بانٹ دیا کرتے تھے اور ان سے فوجی خدمت لیتے تھے۔ جب بادشاہ کو فوج کی ضرورت ہوتی تھی تو یہ امیر لوگ ان سپاہیوں کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔ ان کاشتکاروں کو کچھ رقم بھی دینی پڑتی تھی۔ جاگیردار کو اپنے آقا کی خدمت کرنی پڑتی تھی اور جنگ کے وقت فوج سے اسکی مدد کرنی پڑتی تھی۔ تین موقع پر اس کو روپیہ دینا پڑتا تھا (۱) اگر اس کا آقا گرفتار ہو جاتا تو آزاد کرنے کے لئے اس کو روپیہ دینا پڑتا تھا۔ (۲) آقا کے بڑے لڑکے کو جب نائٹ کا خطاب ملتا تھا تو بھی اس کو روپیہ دینا پڑتا تھا۔ اور جب آقا کی بڑی لڑکی کی شادی ہوتی تھی اس موقع پر بھی جہیز دینا پڑتا تھا۔ ان باتوں کے بدلے میں آقا جاگیردار کی حملہ آوروں اور ٹاکوئں سے حفاظت کرتا تھا۔ اس کے مقدمہ خود اپنی عدالت میں طے کرتا تھا اور اس کے ساتھ بے انصافی نہیں ہونے دیتا تھا (۳) جاگیردار کو اپنے آقا (بادشاہ یا دیگر جاگیردار) کے دربار میں حاضر ہونا پڑتا تھا۔ وہاں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مصافحہ کرتا تھا اور فرمانبردار اور مددگار رہنے کی قسم کھاتا تھا۔ پھر آقا اس کو اٹھاتا تھا۔ یہ کام جاگیردار کے واسطے نہایت ضروری تھا۔

آقا جاگیردار سے اس کے حقوق کی حفاظت کا وعدہ کرتا۔ اس کے ساتھ مراعات کا وعدہ کیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ بے انصافی کو روکنے کا بھی وعدہ کیا جاتا تھا۔ جاگیردار کو سال میں چالیس دن کے واسطے اپنے خرچ سے

فوج کو آقا کے پاس بھیجنا پڑتا تھا۔ جب ان کو بلایا جاتا انکو حاضر ہونا پڑتا تھا جس کو زمین دی جاتی تھی اگر اسکے کوئی وارث نہ ہوتا تھا تو اس کی زمین لے لی جاتی تھی اگر وہ نافرمانی کرتا تو بھی زمین ضبط ہو جاتی تھی۔

(۴) جاگیردار کو اپنا دستور سا بنانے اور اپنی مرضی کے مطابق نجی لڑائی لڑنے کا حق حاصل تھا جاگیردار لوگ اپنی رعیت پر مظالم کرتے تھے۔ خانہ جنگی ان جاگیرداروں کی خصوصیت تھی۔ بھائی سے بھائی اور باپ سے بیٹے لڑتے تھے۔ امن و امان اور صلح کے زمانہ میں ٹورنامنٹ ہوتے تھے۔ یہ اصل میں نائٹ کی فوجی ٹریننگ ہوتی تھی۔ آپس میں نائٹ لڑتے تھے۔ انکو انعام دیئے جاتے تھے۔ جنگ کے اس رجحان کو چرچ بھی نہیں روک سکا۔

(۵) جاگیرداروں کے دور میں ادنیٰ طبقوں کی حالت بہت بری تھی۔ زمین کو جوتنے اور فصل پیدا کرنے کا کام یہی لوگ کرتے تھے۔ یہ لوگ جاگیرداروں کو نقد لگان کے علاوہ جنس کی شکل میں بھی دیا کرتے تھے جاگیردار جب چاہتا تھا ان کو نکال دیتا تھا عموماً جو کسان بقایا ادا نہیں کرتا تھا اسکو نکال دیا جاتا تھا اسکی زمین ضبط کر لی جاتی تھی۔

(۶) (Serfs) غیر آزاد کاشتکاروں کی حالت غلاموں سے ذرا بہتر تھی۔ آقا یا جاگیردار ان کو اپنے کام کے واسطے نوکر رکھ لیا کرتا تھا ان کو ہفتہ میں تین دن کھیت جوتنا پڑتا تھا۔ اس کام کے عوض میں غلہ پیدا کرنے کیواسطے ان کو بطور انعام کچھ زمین دیدی جاتی تھی لیکن اس زمین کی پیداوار میں سے بھی ان کو اپنے آقا کو جنس دینی پڑتی تھی۔ وہ کام ہی کرتے رہتے تھے۔ وہ اپنے آقا کی مرضی کے خلاف نہ تو جانور بیچ سکتا تھا اور نہ اپنی لڑکی کی شادی ہی کر سکتا تھا۔ وہ اپنے آقاؤں کو چھوڑ کر بھاگ بھی نہیں سکتے تھے لیکن اگر کوئی بھاگ جاتا اور ایک سال تک اس کا پتہ نہیں چلتا تھا تو وہ آزاد ہو جاتا تھا۔

(۷) بارہویں اور تیرہویں صدی میں روپیہ کے زیادہ استعمال کی وجہ سے یہ ہونے لگا کہ کھانے پینے کی چیزیں جنس کے بدلے نہیں دی جاتی تھیں بلکہ ان کو روپیوں میں بیچا جاتا تھا۔ اور پھر آقا کو رقم ادا کی جاتی تھی۔ اس طرح کاشتکار کی حیثیت آجکل کے کسان کی سی ہو گئی تھی۔ جو مالک کو زمین کا لگان دیا کرتا تھا۔

(۸) جاگیرداروں میں کبھی تو ایک ہزار ایکڑ زمین ہوتی تھی اور کبھی صرف ایک شہر یا قصبہ ہی ہوتا تھا۔ یہاں بہت سے کسان مل کر کام کرتے رہتے تھے۔ کسان اور دیگر پیشوں کے لوگ کھیتوں کے پاس گاؤں میں رہتے تھے ان کے پاس ہی جاگیردار کا گھر ہوتا تھا۔ بڑے جاگیردار قلعوں میں رہتے تھے۔ قلعہ کے چاروں طرف فصیل اور خندق ہوتی تھی۔ حملہ کے وقت خندق کا پل اٹھا دیا جاتا تھا جاگیر میں کاشت کے واسطے عمدہ زمین ہوتی تھی۔ اسکے علاوہ چراگاہیں اور جنگل بھی ہوتے تھے۔ کسان کو جنگل کی لکڑی کاٹنے اور اپنے مویشی چرانے کا حق

حاصل تھی۔ یہ لوگ فصلوں کی تبدیلی کے فوائد نہیں جانتے تھے۔ ہر جاگیر میں گرجا گھر۔ آٹا چکی۔ شراب کا کارخانہ اور دوکانیں بھی ہوتی تھیں۔ کاشتکار صبح سے شام تک کام ہی کرتے رہتے تھے۔ یہ لوگ ایک ہی جگہ کھانا پکاتے اور ان کا کھانا معمولی ہوتا تھا۔ عورتیں کسی ندی یا تالاب میں کپڑے دھویا کرتی تھیں۔ صفائی کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجہ سے یہ لوگ مہلک امراض میں مبتلا ہو جاتے تھے۔

جاگیردار اور اس کے گھر والے عمدہ کھاتے اور عمدہ پہنتے تھے عیش کی زندگی گذارتے تھے۔ دعوتوں۔ جلسوں اور کھیل تماشوں کے شوقین تھے۔ ٹورنامنٹ میں نائٹ لوگ لڑتے تھے۔ نائٹ لوگ خوبصورت عورتوں کی غرض سے یہ ٹورنامنٹ کیا کرتے تھے۔ جاگیرداروں کو پڑھنے لکھنے کا کم شوق تھا۔ ایسٹر اور بڑے دن کے موقع پر خوشیاں منائی جاتی تھیں۔

(۹) فوائد ۔ (۱) اس نظام نے انصاف انتظام اور حفاظت کے کچھ نہ کچھ ذرائع پیدا کر دئے اور ملک کو بدنظمی اور لوٹ مار سے بچا لیا (۲) اس نظام نے امراء کو اس قدر طاقتور بنا دیا کہ وہ لوگ بادشاہ تک کی روک تھام کر سکتے تھے مثلاً ۱۲۱۵ء میں انگلستان کے بادشاہ جوہن کو میگنا چارٹر پر دستخط کرنے کے لئے مجبور کر دیا تھا (۳) زمین کی کاشت کی حفاظت ہونے لگی (۴) جنگی کارناموں نے نائٹ کے دل میں جوش پیدا کر دیا (۵) اس نظام نے یہ سبق سکھایا کہ اگر کوئی حقوق چاہتا ہے تو اس کو کچھ فرائض بھی انجام دینے چاہئیں۔ طاقتور کا فرض ہے کہ کمزور کی حفاظت کرے (۶) ہمت بہادری اور سچائی، وفاداری اور ایمانداری کا سبق اس نظام نے سکھایا (۷) عورتوں کے رتبہ کو بلند کیا (۸) جرمن اقوام کے حملوں کا ڈر کم ہو گیا (۹) غلامی کو ختم کرنے میں اس نظام سے مدد ملی (۱۰) ایک نئی تہذیب کا آغاز ہوا۔

(۱۰) خرابیاں ۔ (۱) بجائے ایک متحدہ قومی حکومت کے کئی حکومتیں پیدا ہو گئیں۔ جاگیرداروں کی طاقت بادشاہ سے بھی بڑھ گئی قومی جذبات بھی سرد ہو گئے (۲) جاگیرداری کی وجہ سے خاندانی جاگیرداروں کا رتبہ بہت زیادہ بڑھ گیا اور امیروں اور غریبوں کے درمیان خلیج پیدا ہو گئی (۳) اس نظام کی وجہ سے امیروں یعنی جاگیرداروں اور بادشاہ کا تنازعہ اور کشمکش بہت زیادہ بڑھ گئی۔ انہوں نے اکثر بادشاہ کے خلاف بغاوتیں بھی کیں (۴) اس جاگیرداری کی ہی وجہ سے حکومت اور چرچ میں بھی جھگڑا ہوا (۵) چونکہ امراء اور جاگیرداروں کو فوج کا خرچ برداشت کرنا پڑتا تھا اس لئے انہوں نے لڑنا فتوحات کرنا اور لوٹ مار کرنا بھی شروع کر دیا۔ اور ان کو نئی زمینیں حاصل کرنے کی خواہش ہر وقت رہنے لگی۔

(۶) اس کے علاوہ ان لوگوں میں آپس میں بھی خانہ جنگیاں ہونے لگیں جس کی وجہ سے بدنظمی ہونے لگی (۷) جاگیرداری کے نظام نے تہذیب کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کردی کیونکہ امراء کو کسی قسم کی ترقی سے دلچسپی نہیں تھی۔ ان کو صنعت و حرفت اور علم و ادب سے نفرت سی تھی۔ یہ تو صرف سپاہی کی قدر کرتے تھے۔ ان کے کھیل تماشوں کی غایت و غرض بھی فوجی تعلیم و تربیت تھی (۸) کوئی ایک قانون نہیں بن سکا جو سب پر عائد ہو سکتا بلکہ مقامی اور نجی الگ الگ قانون پیدا ہو گئے تھے جن میں کسی طرح کی ہم آہنگی نہیں تھی (۹) قتل و غارت گری اور بدنظمی و بدحالی عام ہو گئی۔ ان خرابیوں کی بنا پر آئندہ چل کر بڑی دقتیں پیش آئیں اور بڑے بڑے انقلاب رونما ہوئے۔

زوال کے اسباب — جاگیرداری کے زوال کے مندرجہ ذیل اسباب تھے :۔

(۱) پندرہویں صدی عیسوی میں قومی شہنشاہوں کا عروج ہوا۔ یہ شہنشاہ عوام کے ساتھ مل گئے تاکہ امراء کی قوت کو روکیں (۲) چرچ نے شہنشاہوں کو تقویت پہونچائی اور ان کے ہاتھوں کو مضبوط کیا (۳) صلیبی جنگوں کے دوران میں جاگیرداروں نے اپنی زمینیں بیچ ڈالیں اس سے بھی جاگیرداری نظام کا زوال ہوا (۴) امراء نے اپنے حقوق کو بھی شہریوں کے ہاتھ بیچ ڈالا اس سے بھی جاگیرداری کمزور ہو گئی (۵) عمدہ ذرائع و وسائل کے پیدا ہونے سے بھی جاگیرداری کی ضرورت جاتی رہی (۶) بادشاہوں نے فوجی خدمات کی بجائے اب نقد رقم لینی شروع کردی اور جاگیرداروں نے فوج کا رکھنا چھوڑ دیا اس سے بھی جاگیرداری کو نقصان پہونچا (۷) نئے تیر۔ برچھی۔ بلم۔ بارود وغیرہ کی ایجاد کی وجہ سے جاگیرداروں کی فوجوں کو آسانی سے شکست ہونے لگی (۸) آزادی، مساوات اور رفاہ عام کے جذبہ نے بھی جاگیرداری کو کچل ڈالا۔

سوسائٹی اور مذہب پر اثرات — (۱) جاگیرداری نے ملک کو بدنظمی اور لوٹ مار سے بچایا۔ بیرونی حملہ کے وقت جاگیردار فوج سے بادشاہ کی مدد کرتے تھے (۲) اس نے جنگی کارناموں کو فروغ دیا (۳) اس نے سوسائٹی پر یہ اخلاقی اثر بھی ڈالا کہ جو شخص حقوق سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اس کو کچھ فرائض بھی انجام دینے چاہئے۔ یہ بھی اخلاقی اثر ہوا کہ طاقتور کمزور کی مدد کرتا اور اس کی حفاظت کرتا تھا (۴) اس کی بدولت بہادری، جوانمردی اور جنگی کارناموں پر ادب لکھا گیا (۵) اسکی وجہ سے غلامی کی زنجیریں آسانی سے ٹوٹ گئیں لیکن (۶) اس سے سوسائٹی کو یہ نقصان پہنچا کہ ذات و پات اور چھوٹے بڑے۔ امیر غریب کی تفریق پیدا ہو گئی اور جاگیرداروں کا رتبہ خاندانی ہونے لگا۔ سوسائٹی میں تہذیب کو بھی فروغ نہ ہو سکا (۷) مذہب پر یہ اثر ہوا کہ چرچ کے پاس بھی بہت زیادہ زمین تھی جن پر بشپ لوگ

قابض تھے۔ یہ لوگ جنگ کے واسطے فوج نہیں رکھتے تھے بعد میں چرچ اور حکومت میں بھی جھگڑا ہوا۔

۲۔ زمانہ وسطیٰ کے شہروں کا عروج اور ان کا نظام:

شہروں کا عروج بھی زمانہ وسطیٰ کا ایک پہلو ہے۔ غیر مہذب لوگوں کے حملوں کی وجہ سے شہروں کا تاریک زمانہ میں زوال ہو گیا تھا۔ لیکن زمانہ وسطیٰ میں قدیم شہروں کی ترقی ہوئی۔ مثلاً روم نیپلس جنیوا۔ فلورینس۔ یورک اور لندن قدیم شہر تھے۔ اس کے علاوہ جرمنی۔ پولینڈ۔ ہنگری میں ایسے شہر بھی تھے جن کو بادشاہ یا جاگیردار نے زمانہ وسطیٰ میں آباد کیا تھا۔ شمالی اٹلی میں لومبارڈ قوم سے بچنے کے واسطے وینس شہر کو آباد کیا تھا یہ نئے شہر کئی وجوہات کی بنا پر بنائے گئے تھے۔

عروج کے اسباب ۔ (۱) کبھی بادشاہ اپنی سلطنت کے پایہ تخت کی غرض سے نیا شہر آباد کرتا تھا۔ (۲) اور کبھی وہ اپنی سرحد کو محفوظ بنانے کی غرض سے سرحد پر قلعہ بند شہر بنایا کرتا تھا (۳) اس کے علاوہ کبھی کبھی کسی بشپ کے کسی جگہ رہنے کی وجہ سے وہاں پر گرجا بن جاتا تھا اور پھر ایک نیا شہر آباد ہو جاتا تھا (۴) کبھی گاؤں تجارت و دستکاری کے مرکز ہونے کی وجہ سے ترقی کے شہر بن جاتے تھے (۵) ایسے گاؤں جہاں کوئی قلعہ ہوتا یا ندی ہوتی یا اس کے قریب سمندر ہوتا تو بھی یہ رفتہ رفتہ شہر بن جاتا تھا۔

شہروں کی مختصر تاریخ ۔ گیارہویں صدی میں شہر اپنی ضرورت خود پوری کر لیا کرتا تھا۔ یہ فیوڈل لارڈ کے زیر اثر ہوتا تھا۔ لوگ اس کو لگان وغیرہ دیا کرتے تھے۔

جب تجارت کو فروغ ہوا تو شہروں میں بھی کافی دولت آ گئی۔ اسلئے شہریوں نے روپیہ دیکر اپنے آقاؤں سے حقوق خرید لئے۔ بادشاہ اور امراء اس قسم کے فرمان دینے پر مجبور تھے کیونکہ صلیبی جنگوں کے واسطے ان کو روپے کی ضرورت تھی ۔ بارھویں اور تیرہویں صدی شہروں کے عروج کے لئے بہترین زمانہ تھا۔ صلیبی جنگوں کی وجہ سے مشرقی ممالک سے تجارت کو فروغ ہوا۔ مشرق کی چیزیں مغربی ممالک میں آنے لگیں۔ فرانس۔ اٹلی اور اسپین کے شہر مشرقی تجارت کرنے لگے۔ شہروں میں چیزیں افراط سے تیار ہونے لگیں۔

شہروں کی قسمیں ۔ زمانہ وسطیٰ میں دو قسم کے شہر ہوتے تھے (۱) ماتحت (۲) آزاد۔ ماتحت شہر تو کسی جاگیردار۔ ڈیوک۔ کاؤنٹ اور بشپ کی جاگیریں ہوتے تھے اور اس کی ماتحتی میں سمجھے جاتے تھے۔ کچھ شہر بالکل آزاد ہوتے تھے۔ آزاد شہروں کو بادشاہ یا جاگیردار حکومت کے اختیارات میں دیدیا تھا اور اختیارات

وفرائض کو چارٹر کی شکل میں لکھا جاتا تھا اور یہ چارٹر آزاد شہروں کے باشندوں کو دیا جاتا تھا۔

تجارت اور دستکاری ۔ لوگوں کو بہت سی چیزیں باہر سے منگانی پڑتی تھیں۔ مثلاً لوہا، نمک، مسالے، تلوار، زرہ بکتر، گاڑیاں، زین، لگام، تیل، خوشبو، شراب، مجسمے اور گرجا گھروں کے واسطے دعا کی کتابیں وغیرہ غیر ممالک سے آیا کرتی تھیں۔ اس طرح تجارت اور دستکاری کو خوب ترقی ہوئی لیکن لوگوں کو کئی مشکلیں بھی تھیں۔ سڑکیں خراب اور غیر محفوظ تھیں۔ تار، موٹر، ٹیلیفون ایجاد نہ ہوئے تھے۔ جگہ جگہ تجارت کی چیزوں پر چنگی دینی پڑتی تھی۔ ان مشکلوں کو مد نظر رکھتے ہوئے سوداگروں نے انجمنیں بنائیں جن کو سوداگروں کی انجمنیں کہتے ہیں۔ یہ سوداگروں کی انجمنیں سوائے کھانے پینے کی چیزوں کے اور ساری خرید و فروخت پر کنٹرول رکھتی تھیں۔ ان کو لوگوں چنگی نہیں دینی پڑتی تھی۔ وہ کسی کے پاس اشیاء کو زیادہ جمع ہونے سے روکتی تھیں۔ کیونکہ اس طرح پھر وہ لوگ چیزوں کے نرخ بڑھا کر اخلاقی جرم کے مرتکب ہوتے تھے۔ ان انجمنوں کی میٹنگ بھی ہوا کرتی تھیں اور میٹنگ سے پہلے یا بعد کھانا پینا بھی ہوا کرتا تھا۔ انجمن اپنے ممبروں کی مدد بھی کیا کرتی تھی۔ مثلاً اگر کوئی بیمار ہو جاتا یا آگ کے لگنے سے کسی کا نقصان ہو جاتا یا کوئی خاص مصیبت نازل ہو جاتی یا رقم کی ضرورت ہوتی تو ایسے حالات میں انجمن کی طرف سے امداد ملتی تھی۔ یہ اپنے ممبروں کے قافلوں کو لوٹ مار سے بچاتی تھیں۔ اس انجمن کا افسر ہی شہر کا افسر اعلیٰ ہو گیا۔ 'گائڈ ہال' جہاں ان کی میٹنگ ہوتی تھی۔ 'ٹاؤن ہال' بنایا گیا۔ جہاں سے میونسپلٹی حکومت ہونے لگی۔

جب مختلف مقامات میں دستکاروں کی ترقی ہوئی تو انہوں نے بھی اپنی خاص انجمنیں بنائیں جنکو دستکاروں کی انجمنیں کہتے ہیں۔ اس طرح قصائیوں کی، نان بائیوں کی، جولاہوں کی اور گھڑی سازوں کی انجمنیں قائم ہو گئیں۔ اس انجمن کا مکمل ممبر 'ماسٹر' کہلاتا تھا۔ وہ کچا مال خرید تا۔ اس کو بناتا اور اس کو بیچتا تھا۔ اس ماسٹر کی نگرانی میں بہت سے کام سیکھنے والے ہوتے تھے یہ لوگ ماسٹر کا حکم مانتے تھے ماسٹر ان کی گذر اوقات کا سامان کرتا اور ان کی حفاظت بھی کرتا تھا۔ تین سال سے دس سال تک کام کے بعد ماسٹر اس کا امتحان لیتا تھا اگر ماسٹر اس سے مطمئن ہو جاتا تو وہ Journeyman ہو جاتا تھا تب اسکو اس کے کام کی مزدوری ملتی تھی۔ جب وہ شادی کر لیتا اور گھر بار کا آدمی ہو جاتا تھا تب اس کو ماسٹر سمجھا جاتا تھا۔ انجمنیں کام کا وقت۔ مزدوری اور بنائی ہوئی چیزوں کی خوبی

کے متعلق خاص اصول مرتب کرتی تھیں۔ وہ بیماروں اور ضعیف ممبروں کی مدد کرتی تھیں بیواؤں کو پنشن دیا کرتی تھیں۔ غریب ممبروں کی تجہیز و تکفین کے اخراجات اٹھاتی تھیں۔ کچھ انجمنوں نے تو اسکول بھی کھول رکھے تھے۔ جو لوگ لین دین میں کسی طرح کی بے ایمانی یا بددیانتی کرتے ان کو سزا دیا کرتی تھیں۔ ایک دستکار انجمن کا ممبر دوسری دستکار انجمن یا سوداگر انجمن کا ممبر ہو سکتا تھا۔

شہروں کی جماعتیں ۔ بیوپار میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے مختلف شہروں نے مل کر جماعتیں بنا لیں۔ ایسی جماعتوں میں سب سے مشہور جماعت جرمنی کی 'ہنسیٹک لیگ' تھی۔ اس میں ۸۰ شہروں سے زیادہ شامل تھے۔ اس کے کارخانے ڈنمارک سویڈن۔ روس اور انگلستان میں تھے۔ بحر بالٹک اور بحر شمالی کی تجارت کا اجارہ حاصل تھا اس کے پاس بہت سے جہازی بیڑے تھے اٹلی کے شہروں نے فریڈرک بادشاہ سے جنگ کرنے کی غرض سے ایک جماعت بنائی جسکو 'لمبارڈ لیگ' کہتے تھے۔

شہروں کی زندگی ۔ زمانہ وسطیٰ کے شہر بہت چھوٹے ہوتے تھے ان میں آج کل کی طرح آسائش و آرام کے سامان نہیں تھے۔ سڑکیں تنگ ہوتی تھیں۔ اندھیرا سا رہتا تھا۔ گندگی کی وجہ سے بدبو آتی رہتی تھی۔ گلیاں تو اور بھی زیادہ خراب تھیں۔ سڑکوں اور گلیوں میں اکثر لوگ ٹھوکریں کھا کر گر پڑتے تھے بازاروں میں دن میں شور و غل ہوتا تھا اور رات کو شرابی اور جواری وہاں جمع رہتے تھے پانی کا خاص انتظام بھی نہیں تھا۔ اکثر آگ لگ جاتی تھی اور بیماریاں بھی پھیلتی تھیں۔ انجمنوں اور سیاسی ذاتوں میں خوب جنگ ہوا کرتی تھی۔ خاندانوں میں لڑائی ہوتی رہتی تھی۔ اس کے علاوہ چور اور ڈاکوؤں کا ڈر بھی لگا رہتا تھا شہروں کی زندگی پھر بھی دیہات کی زندگی سے بہتر تھی۔ محنتی اور ایماندار آدمی ترقی کر سکتا تھا شہروں میں لوگوں کی دلچسپی کے سامان بھی ہوتے تھے۔ بڑے شہروں میں بازار ہوتے تھے ہر طرح کی چیز خریدی جا سکتی تھی اور بیچی جا سکتی تھی۔ مختلف مقامات پر میلے لگتے تھے اور دور سے لوگ آتے اور خرید و فروخت ہوتی تھی۔

زمانہ وسطیٰ کے کچھ شہر ۔ **(۱) جنیوا** ۔ ایک زمانہ میں بحر اسود کی تجارت کا سارا حق اسی شہر کو حاصل تھا۔ اس شہر نے قسطنطنیہ سے لاطینی لوگوں کے نکالنے میں یونانیوں کی مدد کی۔ وینس اور جنیوا میں مقابلہ رہتا تھا اور اس میں جنیوا کو ہی فتح ہوئی تھی۔ **(۲) وینس** ۔ یہ ایک اہم شہر تھا اس کو صلیبی جنگوں کے زمانہ میں کافی اختیارات دیئے گئے تھے اس کو ملکہ بحر روم کہتے تھے۔ بہت سے

شہر اسی کے زیر حفاظت تھے (۳) **فلورینس** - اٹلی کا بہت مشہور شہر تھا علم و ادب، صنعت و حرفت وغیرہ کا مرکز بنا ہوا تھا (۴) **آگس برگ** اور **نیورم برگ** تجارتی راستہ پر واقع ہونے کی وجہ سے مشہور ہو گئے تھے۔ جنوب کے بنے ہوئے برتن کے بازاروں کا مرکز بھی تھے (۵) **کالن** دریا رائن پر واقع تھا۔ انگریزوں کی جرمنی سے تجارت کا مرکز تھا (۶) **ہیمبرگ** برمی من اور لیوبیک کے شہر بھی تجارتی مرکز تھے یہاں سے انگلستان اور بحر بالٹک کے شہروں سے تجارت ہوتی تھی۔

۳- زمانہ وسطیٰ کے قومی تخیل کی ارتقاء کے مدارج و منازل

تعریف - قوم ایک آبادی ہے جس کی ایک زبان - ایک ادب - ایک ہی رسم و رواج - ایک ہی روایات - ایک ہی تاریخ - ایک ہی تہذیب و تمدن اور ایک ہی مذہب ہو۔ لہذا قومی ریاست وہ ریاست ہے جس میں ایک ریاست اور ایک قوم کے متحدہ خواص پائے جائیں۔ قومیت کے تین ضروری اجزا ہیں (۱) مرکزی حکومت جو مقامی جماعتوں پر کنٹرول کر سکے (۲) اس حکومت پر کسی طرح کا باہری غلبہ نہ ہو (۳) لوگوں کی ایک ہی زبان ہو۔

قومی جذبہ کی موافقت کرنے والے اجزا - (۱) جاگیرداروں کے زوال کے بعد بادشاہوں کی قوت بڑھ گئی۔ جاگیرداری جو قومیت کے راستے میں رکاوٹ تھی ختم کر دی گئی (۲) مختلف ملکوں کی لڑائیوں کی وجہ سے ہر ملک کے لوگوں میں اتحاد کا احساس پیدا ہو گیا۔ ملکوں کی لڑائیاں اب قومی لڑائیاں ہو گئیں۔ ہر ملک کا بادشاہ قومی رہنما اور لیڈر سمجھا جانے لگا اور وہ قومی دشمنوں سے قومی مفاد کے واسطے لڑنے لگا (۳) دیگر ملکوں کے ساتھ تجارت کے فروغ نے مختلف ممالک میں حسد پیدا کر دیا اس سے بھی قومی جذبہ ابھر گیا۔ (۴) ایک عام زبان کے فروغ نے بھی قومیت کے جذبہ کو بیدار کیا (۵) رومن قانون نے بھی اس جذبہ کو تقویت دی۔ یہ قانون بادشاہ کے اعلیٰ مرتبہ پر زور دیتا تھا (۶) لوگ جاگیرداری کو جھگڑا فساد، لوٹ مار کی جڑ سمجھنے لگے (۷) لوگ ایک طاقتور مرکزی حکومت چاہتے تھے جو ملک و قوم میں امن و امان قائم رکھے اور ان کی جان و مال وغیرہ کی بھی حفاظت کر سکے (۸) عیسائیوں کے چرچوں نے مختلف ممالک میں قومی دستور ساز اور نظام حکومت شروع کر دیا۔ سیاست نے مذہب کی تقلید شروع کر دی۔

انگلستان میں قومی ریاست - (۵) پہلی کوشش :- انگلستان میں قومی ریاستیں پیدا

کرنے کی کوششیں سب سے پہلے ایگبرٹ اور ایلفریڈ اعظم نے کی۔ یہ سیکس فرقے کے تھے۔ ان کے بعد نسوٹ کجن' بادشاہ نے کوشش کی۔ یہ ڈین فرقہ کا بادشاہ تھا پھر ایک بار سیکسن کے بادشاہ پاکدامن ایڈورڈ نے بھی یہ کوشش کی۔ اس کے بعد ہیرولڈ' نے بھی قومی ریاست بنانے کی کوشش کی۔ ۱۰۶۶ء میں نارمنڈی کے جاگیردار ولیم فاتح نے ہیرولڈ پر حملہ کر کے انگلستان پر قبضہ کر کے اس میں پہلے سے بھی زیادہ طاقتور مرکزی حکومت قائم کر دی۔

ولیم نے اپنے افسروں کے ذریعے لوگوں کی جاگیروں اور دیگر چیزوں کی فہرستیں تیار کرائیں اور پھر ان سب فہرستوں کو ملا کر ایک کتاب تیار کرائی۔ اس کتاب کو 'ڈومسڈے بک' کہتے ہیں۔ اس کتاب کی فہرستوں کے ذریعہ ہر ایک کی پوری کیفیت معلوم ہو جاتی تھی۔ پھر اس نے خاص کاشتکاروں اور جاگیرداروں کو سالزبری' کے میدان میں جمع کر کے یہ قسم لی کہ وہ ہر حالات میں اپنے بادشاہ کے خیرخواہ اور وفادار رہیں گے۔ اس قسم کا نام سالزبری کی قسم ہے یعنی (Oath of Salisbury) کہتے ہیں۔

(۳) زبان اور قانون ۔ ولیم نے نارمنڈی کی زبان (Norman French Language) کو سرکاری زبان بنایا اور نارمنڈی کے قوانین کو سرکاری رتبہ دیا۔ انگلستان کے لوگ اینگلو سیکسن زبان بولتے تھے جو جرمن قوم کی انگلستان میں مستعمل زبان تھی۔ چرچ کا کام لیٹن زبان میں ہوتا تھا۔ کچھ دنوں میں یہ سب زبانیں آپس میں مل گئیں۔ اس طرح انگریزی زبان بنی اور اسی طرح انگریزی قوانین بھی بنے۔

(۴) ہنری دوم کی کوشش ۔ جب ہنری دوم بادشاہ ہوا تو اس نے پادریوں کے مقدموں کو سرکاری عدالتوں میں کرانا چاہا لیکن بیکٹ نے جو پادریوں کا رہنما تھا اس کی مخالفت کی۔ ہنری کے لوگوں نے بیکٹ کو مار ڈالا۔ بیکٹ کے مرنے سے اس کی عزت اور بھی بڑھ گئی اور ہنری دوم چرچ پر غالب نہ آ سکا۔ ہنری دوم نے جاگیرداروں کی طاقت کو ختم کرنے کی کوشش کی اور وہ اس کوشش میں کامیاب بھی ہوا۔

(۵) جیوری اور انگریزی قانون ۔ ہنری دوم نے ججوں کو دورہ پر بھیجنا شروع کیا۔ یہ جج گاؤں یا شہر میں جا کر معزز حضرات سے مجرموں کے بارے میں معلومات کر کے مقدمے فیصل کیا کرتے تھے انگلستان میں 'سرکٹ کورٹس' اور 'جیوری' کی ابتدا ہوئی۔ اب تمام مقدمات میں ایک ہی سرکاری قانون چلنے لگا۔ یہ قانون ضرورت اور وقت کے تقاضہ کو مد نظر رکھتے ہوئے بنائے گئے تھے اسکو عام قانون یعنی 'کامن لاؤ' کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح انگریزی زبان کے ساتھ انگریزی قانون بھی دنیا کے مختلف ملکوں میں رائج ہو گیا۔

(e) عظیم چارٹر ۔ ہنری دوم کے لڑکے 'جون' کے زمانہ میں جاگیرداروں نے پادریوں کی مدد سے بادشاہ کو عظیم چارٹر پر دستخط کرنے کے واسطے مجبور کر دیا۔ جاگیرداروں اور چرچ کے حقوق کو قائم رکھنے کا وعدہ کیا گیا۔ اس طرح عوام کی جیت ہوئی۔

(f) ہنری سوم اور ایڈورڈ اول ۔ ہنری سوم کو جاگیرداروں کے مقابلے میں شکست ہوئی اور اس کو پارلیمنٹ کی اجازت دینی پڑی۔ اور سائمن ڈی مونٹ نے پارلیمنٹ کو مدعو کیا۔ اس میں جاگیرداروں اور پادریوں کے علاوہ ہر قصبہ اور شہر کے دو منتخب شدہ ممبر بھی شریک تھے۔ اس کو انگلستان کا پہلا ہاؤس آف کامنس کہا جا سکتا ہے۔ اس کو موجودہ پارلیمنٹ کا نمونہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس ایڈورڈ اول نے ویلس اور اسکاٹ لینڈ کو فتح کر کے وہاں بھی قومی حکومت کو قائم کیا۔

France فرانس

فلپ دوم یعنی فلپ آگسٹس فرانس میں بادشاہ کے اقتدار کو بڑھانے میں کامیاب ہوا۔ اس نے بادشاہ کی اس رسم کو ختم کر دیا جس میں اسکو جاگیردار کے سامنے اسکی وفاداری کی قسم کھانی پڑتی تھی۔ اس نے انگلستان کے بادشاہ جون کو شکست دیکر اس کے فرانسیسی مقبوضات پر اپنا قبضہ کر لیا۔ اس کے زمانہ میں جاگیرداروں کے افسروں کی بجائے سرکاری افسروں کا تقرر کیا گیا۔ جنوبی فرانس کے خود مختار کاؤنٹ کے مقبوضات پر شاہی قبضہ ہو گیا۔ اس کے زمانہ میں بادشاہ کی طاقت بہت زیادہ بڑھ گئی۔

لوئی نہم ۔ اس نے بھی بادشاہ کی طاقت کو بڑھایا۔ یہ عیسائی مذہب کا پیرو تھا۔ اس نے دو دفعہ صلیبی جنگ کی۔ دوسری دفعہ وہ ناکام رہا۔ سب کے ساتھ انصاف کرنا اس کا مقصد تھا۔ اسکے اخلاق کی وجہ سے بہت سے اس کے دوست بن گئے۔

فلپ چہارم ۔ اس کو فلپ دی فیر کہتے ہیں۔ اس نے فرانس کو متحد کیا۔ اس نے پادریوں کے مقدموں کی سرکاری عدالت میں سماعت کا حکم دیا۔ پوپ اس سے ناراض ہو گیا۔ لیکن اس نے ایک پارلیمنٹ کی جسکو اسٹیٹ جنرل کہتے ہیں۔ اس میں پادری، امیر اور عوام کے نمائندے تھے۔ اس پارلیمنٹ کے ممبروں نے فلپ کے ساتھ ہمدردی کی۔ پوپ فلپ کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اس پوپ کے مرنے کے بعد ایوی نیوں (Avignu) پر پوپ ہوا یہ فلپ کا دوست تھا۔ اس نے فرانس کے بادشاہ کی طاقت میں اضافہ کیا۔

صد سالہ جنگ ۔ فرانس میں مکمل اتحاد پیدا کرنے اور قومی جذبات کو ابھارنے کے واسطے فرانس نے

انگلستان سے صد سالہ جنگ کی۔ انگریزوں نے فرانسیسیوں کو کریسی اور پواٹے کی لڑائیوں میں شکست دی۔ ایسے نازک حالات میں جون آف آرک نے فرانسیسی فوج کی رہنمائی کی اور انگریزوں کا فرانسیسی مقبوضات پر سے قبضہ ختم ہو گیا۔ اس جنگ میں جاگیرداروں اور نائٹوں کی طاقت ختم ہو گئی۔ فرانسیسیوں میں قومی جذبہ پیدا ہوا، چارلس ہشتم نے اپنے لئے فوج تیار کی اس طرح بادشاہ کی قوت بڑھ گئی اور فرانس میں قومی ریاست کا آغاز ہوا۔

دوسری قومی ریاستیں - اسکاٹ لینڈ، ہنگری، پولینڈ، ڈنمارک، ناروے اور سویڈن میں قومی ریاستیں بن گئیں جزیرہ اسپین میں بھی قومی ریاستوں کا عروج ہوا۔ اسپین سے مسلمانوں کے جانے کے بعد بادشاہ کی طاقت اور بھی زیادہ بڑھ گئی۔

اٹلی اور جرمنی - جرمنی ہولی رومن ایمپائر کا سب سے بڑا حصہ تھا جس میں شاہ کی حکومت ہوتی تھی اس میں سے ہولی رومن ایمپائر کا شہنشاہ منتخب ہوا کرتا تھا۔ جرمنی کا ملک سات ریاستوں میں تقسیم تھا۔ ان تمام ریاستوں کے بادشاہ مل کر ہولی رومن ایمپرر کا انتخاب کرتے تھے۔ فریڈرک اول باربروسا سب سے مشہور بادشاہ تھا اس نے جاگیرداروں کی سرکوبی کر کے جرمنی میں قومی ریاست قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اٹلی میں کئی سیاسی حصے تھے اور کسی نہ کسی کے ماتحت تھے۔ لیکن جینوا، وینس وغیرہ چار ایسے شہر تھے جہاں آزاد شہری ریاستیں تھیں۔ یہ شہر علم و ہنر کے مرکز تھے۔

۴۔ زمانۂ وسطیٰ کی تعلیم۔ یونیورسٹیوں کے عروج، سرزمین نامعلوم کی دریافت اور انکشافات و ایجادات کا تاریخی جائزہ

تعلیم - زمانۂ وسطیٰ میں تعلیم کی بھی ترقی ہوئی اس دور میں زراعت اور دستکاریوں پر کافی زور دیا جاتا تھا گاؤں کے لڑکوں کو زراعت اور شہر کے لڑکوں کو دستکاری کی تعلیم دی جاتی تھی۔ درسی تعلیم کا بھی رواج تھا۔ ان دنوں میں دو طرح کے اسکول تھے۔ گرامر اسکول اور پرائمری اسکول۔ گرامر اسکولوں میں لڑکوں کو مذہبی تعلیم دی جاتی تھی اور پادری لوگ طلبا کی نگرانی کرتے تھے۔ ایسے اسکول گرجا گھروں اور خانقاہوں میں ہوتے تھے۔ ان اسکولوں میں گرامر کے اصولوں پر خاص زور دیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ اسکولوں میں اعلیٰ تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ ادب، قانون، موسیقی، نجوم کی تعلیم لیٹن زبان میں دی جاتی تھی۔

تجارتی انجمنوں اور جاگیرداروں نے شہروں میں پرائمری اسکول کھول دئے تھے بعض اوقات پادری لوگ لڑکوں کو تعلیم دینے کے واسطے اپنے پاس بلا لیا کرتے تھے۔ غریبوں کو چرچ کی طرف سے مالی امداد ملتی تھی۔ اسکول کی تعلیم پر زیادہ زور نہیں دیا جاتا تھا اسلئے لڑکے اسکول جانے سے جی چراتے تھے تعلیم نسواں کا رواج کم تھا لیکن لڑکیوں کی تعلیم کے لئے اسکول تھے جو کانونٹس میں قائم تھے کچھ لڑکیاں انکولوں میں تعلیم حاصل کرتی تھیں لیکن عام طور سے ماں ہی لڑکیوں کو گھر کا کام کاج کرنا سکھایا کرتی تھی۔ بہت سی لڑکیوں کو علم طب اور جراحی کا کام بھی سکھایا جاتا تھا۔

یونیورسٹیاں گیارھویں صدی میں یونیورسٹیاں نہیں تھیں۔ ایک ہی استاد بہت سے طالب علموں کو پڑھایا کرتا تھا۔ اس طرح یورپ کے مختلف حصوں میں بہت سے شاگرد اور بہت سے استاد رہتے تھے پروفیسروں کی متحدہ جماعتیں ہوتی تھیں جن کو یونی ینس کہہ سکتے تھے۔ اسی لفظ سے یعنی Universitas سے یونیورسٹی کا لفظ بنا۔ یونیورسٹی کے معنی ہیں سب کو ایک کر دینا

بارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی میں یورپ میں یونیورسٹیاں قائم ہوئیں۔ سب سے پہلے یونیورسٹی پیرس میں بنائی گئی۔ یہ دینیات کے لئے مشہور تھی۔ اس کو یونیورسٹیوں کی ماں کہتے ہیں بولن یونیورسٹی قانون کے لئے مشہور تھی۔ سالرنو یونیورسٹی علم طب کے لئے مشہور تھی۔ پھر آکسفورڈ کیمبرج کو یونیورسٹیاں بنیں۔ تیرہویں صدی میں فرانس اسپین اور اٹلی میں بھی یونیورسٹیاں قائم ہو گئیں۔ چودھویں صدی میں جرمن یونیورسٹیاں بنیں۔ طالب علموں اور استادوں کو بادشاہوں اور پوپ کی طرف سے بہت اختیارات دے گئے۔

زیادہ تر یونیورسٹیوں میں ارسطو کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ اس زمانہ میں آجکل کی طرح یونیورسٹی کی عمارتیں، لیکچر ہال اور تجربہ گاہیں نہیں تھیں۔ کرایہ کے کمروں میں استاد طلبا کو پڑھایا کرتے تھے۔ تاریخ، یونانی زبان، رومن ادب القدیمہ کی طرف توجہ نہیں دی جاتی تھی بلکہ قانون منطق۔ فلسفہ۔ حساب۔ طب کی تعلیم دی جاتی تھی جو طلبا امتحانات پاس کر لیتے تھے وہ استاد ہو جایا کرتے۔ اگر وہ استاد بننا نہیں چاہتے تھے تو ان کو ماسٹر اور ڈاکٹر کا خطاب دیا جاتا تھا۔ یونیورسٹیاں زمانہ وسطیٰ کی ایجاد ہیں۔

دریافت اور معلومات اور ایجادات ۔ زمانہ وسطیٰ میں کولمبس نے امریکہ معلوم کیا۔ واسکوڈی گاما پرتگال کا جہاز راں تھا اس نے راس امید کا چکر کاٹ کر کالی کٹ پہونچ کر ایک نیا راستہ دریافت کیا اسی راستہ سے پرتگیز ہندوستان آئے پھر ڈچ۔ فرانسیسی اور انگریز بھی اس راستہ سے تجارت کی غرض سے

ہندوستان اور۔ ان کے علاوہ مارکوپولو جو وینس کا رہنے والا تھا چین۔ برما۔ جاپان۔ سماترا اور جنوبی ہندوستان گیا پھر اس نے اپنا سفرنامہ لکھا (The Travells of Morcopolos) یہ دنیا کی مشہور کتاب ہے اس کتاب سے یورپ والوں کو مشرقی ممالک کے بارے میں کافی معلومات ہوگئیں۔

اسی زمانہ میں قطب نما بنایا گیا۔ شیشہ یعنی لینس کی خصوصیات معلوم کی گئیں۔ بارود یعنی گن پاؤڈر بھی بنایا گیا۔ کاغذ استعمال ہونے لگا نئے نئے رنگ دریافت کئے گئے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر سر روجر بیکن نے فزکس اور آنکھ کے متعلق بہت سے تجربے کئے۔ اس نے اس بات کی بھی پیشین گوئی کی تھی کہ کچھ ہی عرصے میں موٹر کار اور ہوائی جہاز ایجاد ہو جائیں گے۔ اس کو جادوگر سمجھا گیا تھا حالانکہ اس کی پیشین گوئی بالکل ثابت ہوئی۔

۵۔ زمانہ وسطیٰ کے ادب۔ سائنس۔ فن تعمیر۔ سنگ تراشی اور موسیقی پر اجمالی نگاہ

(۱) ادب ۔ زمانہ وسطیٰ میں شائستہ اور تعلیم یافتہ لوگوں کی زبان لیٹن تھی۔ ڈاکٹر۔ وکیل۔ اساتذہ اور پادریوں کو اس زبان سے دلچسپی تھی اور وہ لوگ اس کا روزانہ استعمال بھی کرتے تھے اس کے علاوہ یہ بین الاقوامی زبان بھی تھی مختلف ممالک میں اس زبان کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ قانون۔ شاعری۔ اور تاریخ کی کتابیں بھی اسی زبان میں لکھی گئی تھیں۔ یونانی اور عربی زبانوں کی کتابوں کے ترجمے بھی اس زبان میں ہوئے تھے لیٹن زبان کے علاوہ مختلف ممالک میں ورناکیولر زبانیں بھی استعمال ہوتی تھیں مثلاً جرمنی میں جرمن زبان عوام بولتے تھے۔ مذہبی کتابوں کا ورناکیولر زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ قوانین، شاعری، ڈرامے گیت بھی ورنکیولر زبانوں میں لکھے جانے لگے۔ اس زمانہ میں دانتے ایک مشہور مصنف ہوا ہے یہ اٹلی کا باشندہ تھا اس نے ڈیوائن کمیڈی' کتاب لکھی جس سے اس زمانہ کے علوم و فنون اور خیالات کا پتہ چلتا ہے۔ انہی دنوں میں اٹلی کے مشہور شاعر 'پیٹراک' نے اپنی ۱۴ سطروں کی نظمیں لکھیں جس کو انگریزی میں 'سونٹ' کہتے ہیں اسی دور وسطیٰ میں انگلستان کا مشہور شاعر چوسر تھا جس کو انگریزی شاعری کا بابا آدم کہا جاتا ہے اس نے 'کنٹربری ٹیلس' لکھیں۔

۲۔ سائنس جادو۔ ٹونے اور وہمی باتوں کے رواج کی وجہ سے سائنس کی ترقی میں رکاوٹ

ہوئی۔ مثلاً ڈاکٹر کہتے تھے کہ اگر کوئی ایک خاص قسم کا کیڑا نگل جائے تو اندھاپن دور ہو جائیگا۔ گنڈے اور تعویذ سے مرض کو دور کرنے کی کوشش بھی کی جاتی تھی۔ لوگ کہتے تھے کہ جو کچھ ارسطو نے لکھا ہے غلط نہیں ہو سکتا۔ ان رکاوٹوں کے باوجود نجوم اور علم کیمیا میں ترقی ہوئی۔ اس کے علاوہ طب، جراحی اور جغرافیہ میں بھی ترقی ہوئی روئی سے کاغذ تیار کیا گیا۔ قطب نما اور بارود بھی ایجاد ہوئی۔ الجبرے اور عربی ہندسوں کا بھی استعمال کیا گیا۔

(۳) **فن تعمیر**۔ اس زمانے کے فن تعمیر کا اندازہ گرجا گھروں سے ہو سکتا ہے۔ گرجا گھروں کی تعمیر میں ہر طبقہ کے لوگوں نے کوشش کی اور نہایت خوبصورت اور عالی شان گرجا گھر بنائے گئے۔ گرجا گھروں کو رومن اور گوتھک طرز پر بنایا گیا۔ رومن طرز تعمیر میں گرجے کا درمیانی حصہ لمبا ہوتا تھا۔ ان کی چھت دروازوں اور کھڑکیوں پر گول محرابیں ہوتی تھیں گوتھک طرز تعمیر میں محرابیں اور برجیاں نوکیلی ہوتی تھیں۔ چھت ایک ساتھ اوپر کی طرف اٹھا دی جاتی تھی۔ دیواروں کے باہری حصہ میں نصف محراب کی شکل میں پتھر کی مضبوط سطح بنائی جاتی تھی۔ کھڑکیاں کشادہ ہوتی تھی۔ گوتھک طرز کے گرجا گھروں میں سنگ تراشی و نقاشی کے نمونے تھے باریک پردے۔ جھالریں خوبصورت شیشہ کی کھڑکیاں۔ پھول۔ سونے چاندی کے برتن تصویریں اور جھنڈے ان گرجا گھروں کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیا کرتے تھے۔

(۴) **سنگ تراشی**۔ گرجا گھروں کی مورتیاں اور مذہبی مناظر دیکھنے سے اس زمانہ کی سنگ تراشی کا اندازہ ہوتا ہے۔ نقاشی میں گیوٹو کام کی سادگی اور ہلکے رنگوں کی صفائی و خوبصورتی دلفریب ہوتی تھی۔ اس نے بہت سی مذہبی تصاویر تیار کی تھیں۔

(۵) **موسیقی**۔ زمانہ وسطیٰ میں گوتے بہادر لوگوں کے کارنامے سُنایا کرتے تھے۔ گڈو نے موسیقی کے اعداد کو ترتیب دیا۔ منہ سے بجانے کے باجے تیار کئے گئے۔ بین باجے میں بھی اصلاح کی گئی۔ اس طرح اس زمانہ میں موسیقی کو بھی ترقی ہوئی۔

سوالات

۱۔ جاگیرداری کی وضاحت کیجئے اور ارتقاء کے اسباب بیان کیجئے۔

۲۔ جاگیرداری کے نمایاں پہلوؤں پر روشنی ڈالئے۔

۳۔ جاگیرداری نظام زمانہ وسطیٰ کے یورپ کے سماج اور مذہب پر کس طرح اثر انداز ہوا؟

۴- زمانہ وسطیٰ کے شہروں کے عروج دوران کے ثقافت کے بارے میں مختصر مضمون لکھئے۔

۵- زمانہ وسطیٰ کے قوی تخیل کی ارتقاء کے باب میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۶- زمانہ وسطیٰ کی تعلیم - یونیورسٹیوں کے علاوہ - سرزمین نامعلوم کی دریافت - انکشافات و ایجادات کے بارے میں اپنی معلومات تحریر کیجئے۔

۷- زمانہ وسطیٰ کے ادب سائنس - فنِ تعمیر - سنگ تراشی اور موسیقی پر مختصر نوٹ لکھئے۔

بارہواں باب

(نشاۃ ثانیہ یا تجدید علم و ادب، ہنر و سائنس وغیرہ مذہبی اصلاح انکشافات متعلق - اصلاح)

۱- تجدید یا نشاۃ ثانیہ کی وضاحت اور اس کے نمایاں پہلو:

اس کے لغوی معنی دوبارہ پیدائش یا پھر سے زندہ ہونے کے ہیں۔ ہماری اس سے مراد پندرہویں اور سولہویں صدی کا وہ زمانہ ہے جب لوگوں میں ایک بیداری پیدا ہوئی "ادب القدما" کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا عوام میں آزادی کا جذبہ پیدا ہوا۔ مذہبی پابندیاں اور سختیوں کو دیکھ کر اصلی مذہبی کتابوں کو پڑھنے اور سمجھنے شوق اور ادب القدما کے علاوہ علوم و فنون، فلسفہ و سائنس، ایجادات و انکشافات کا ذوق پیدا ہو گیا اس دور نے زندگی کے ہر شعبہ میں ایک تازہ روح پھونک دی۔ جدت اور اختراع کی ابتدا ہوئی صنعت و حرفت کو فروغ ہوا اور ترقی کی نئی نئی راہیں معلوم کی گئیں۔ تخیلات و نظریات کے اس تغیر و تبدل کا ہی نام تجدید یا Renaissance ہے اور اس کے نمایاں پہلو مندرجہ ذیل ہیں:

تحصیل علم ـــ ترکوں نے ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ کا محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور یونانی علماء بھاگ کر نکل گئے۔ یہ اپنے ساتھ ادب القدما کے قلمی نسخے بھی لے گئے۔ یہ لوگ یورپ کے مختلف حصوں میں چلے گئے اور یونانی و لاطینی زبانیں سکھا کر اپنا گزارا کرنے لگے۔ اٹلی میں ان کا نہایت جوش و خروش سے خیر مقدم کیا گیا اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ اٹلی میں دانتے پیٹرارک اور بوکیشیو مشہور ادیب تھے۔ دانتے نے اپنی مشہور نظم "ڈوائن کمیڈی" اور بوکیشیو نے سو کہانیوں کا مجموعہ لکھا جس کو "ڈیکامیرون" کہتے ہیں۔ انھوں نے ادب القدما کا مطالعہ کر کے اس کی کتابوں کا مقامی زبانوں میں ترجمہ کر کے ادب کی بڑی خدمت کی تھی اور تعلیم یافتہ طبقہ

میں ادب القدما کو پڑھنے اور سمجھنے کا ذوق پیدا ہو چکا تھا۔ یونانی پناہ گزینوں نے ادب القدما کے ذوق کو اور بھی بڑھایا۔ اسی زمانہ میں چھاپہ کی ایجاد نے اس کو اور بھی فروغ دیا۔ قدیم زبانوں کے سکھانے کے واسطے نئے نئے اسکول قائم کیے گئے۔ وٹورینو جو اٹلی کا باشندہ تھا اُس نے امراء اور کاشتکار طبقہ کے لوگوں کے واسطے ایک نیا اسکول کھولا۔ قدیم زبانوں کا پڑھنا ایک فیشن ہو گیا۔ تاریخ اور یونانی ادب پڑھایا گیا پلیٹو۔ یورپیڈیز اور ہیروڈوٹس کی کتابوں کا مطالعہ کیا گیا۔ جو قدیم زبانوں کو سیکھتے تھے ان کی عزت ہوتی اور ان کو حکومت اعلیٰ رتبے دیتی تھی۔

ادب ۔ قسطنطنیہ سے آئے ہوئے پناہ گزینوں نے یونانی ادب اور زبان کو اسقدر پھیلایا کہ لوگوں کے رجحانات اسی طرف ہو گئے اور انہوں نے ادب القدما کو عروج پر پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ادب میں زندگی کے روزانہ کے مسائل پر بحث کی جانے لگی مختلف ممالک کے مختلف لوگوں نے ادب کو مالامال کیا۔

(الف) اٹلی ۔ یہاں اری اوسٹو مشہور شاعر ہوا ہے یہ ہی وہ شاعر ہے جس سے اسپینسر اور شیکسپیر نے تقویت حاصل کی۔ بوکیشیو کی مثال کو سامنے رکھ کر ہی چاسر نے اپنی کینٹربری ٹیلس لکھی نیکو ویشی ویلی ایک مشہور مورخ تھا۔ وہ وطن پرست بھی تھا۔ اس نے اٹلی کے حالات سے متاثر ہو کر ایک کتاب "شہزادہ" لکھی۔ اس نے اس کتاب میں یہ بتلایا کہ شہزادہ کو کیسا ہونا چاہیئے۔ اس نے اس کتاب میں یہ بھی بتایا کہ سیاست کا اخلاق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ایک دوسری کتاب "فن جنگ" بھی لکھی۔ وٹورینو پہلا اسکول ماسٹر تھا جس نے امراء کے لڑکوں کو ٹینس کھیلنا و تیرنا وغیرہ سکھایا وینس، روم اور اٹلی کے دیگر شہروں کے مالدار سوداگروں نے بھی علماء کی حوصلہ افزائی کی اور اٹلی ادبی مرکز بن گیا۔

(ب) انگلستان ۔ ٹامس مور نے ۱۵۱۶ء میں اپنی کتاب یوٹوپیا لکھی۔ اس میں ایک خیالی دنیا کا نقشہ کھینچا گیا جو تمام برائیوں سے پاک ہے بینس بیکن نے اپنے مضامین لکھے جو آج تک شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ مارلو۔ بین جونسن اور شیکسپیر نے نہایت عمدہ ڈرامے لکھے۔ اسپینسر کی فری کوئن لکھی گئی اور ملٹن نے (Paradise Lost) لکھی اس طرح انگلستان میں نثر و نظم اور ڈرامہ نویسی درجہ کمال پر پہونچ گئی۔

(ج) فرانس ۔ مولیر نے ناٹک تصنیف کئے۔ ماؤنٹیگ نے بہت سے مضامین لکھے اور ربیلیس نے قصے لکھے جن میں ظرافت پائی جاتی ہے۔

(د) اسپین - یہاں سروینٹس نے Donquixote لکھی جس کا شمار دنیا کی بڑی کتابوں میں کیا جاتا ہے -

فن - فن میں تجدید پیدا کی گئی۔ زمانہ وسطیٰ میں فن کا مقصد مذہبی تبلیغ تھی اور ایک ہی ڈھنگ اختیار کیا جاتا تھا لیکن پندرہویں اور سولہویں صدی عیسوی میں لوگوں نے یہ زنجیریں توڑ دیں۔ اور اب فن میں ہر طرح کا تجربہ کیا جانے لگا۔ ہر فن کار نے اپنے فن میں جدت اور اختراع پیدا کی اور فن کو برائے مذہب نہیں بلکہ برائے زندگی سمجھا جانے لگا۔ دیواروں پر تصویریں بنانے کے نئے قاعدے معلوم کئے گئے۔ آئل کلر بنائے گئے اور لکڑی کو تراش کر نہایت خوبصورت چیزیں بنانے کے طریقے معلوم کئے گئے۔

(الف) فن عمارت - رومینسک طریقے کو ترک کر کے گوتھک طریقہ اختیار کیا گیا۔ فلورنس اور وینس شہروں میں عالیشان اور خوبصورت محل بنائے گئے اور بہت سے گرجا گھر بھی تعمیر کئے گئے۔ روم میں سینٹ پیٹر کا گرجا گھر تیار ہوا۔ لندن میں سینٹ پال کا گرجا بنایا گیا۔ اور وینس میں سینٹ مارک کا گرجا گھر تیار کیا گیا۔

(ب) فن سنگ تراشی - اس فن میں بھی ترقی ہوئی۔ غیبرٹی نے فلورنس میں نہایت عالی شان دروازے بنائے۔ میکائل اینجلس نے بھی بہت ہی خوبصورت آرٹ کے نمونے تیار کئے۔ ٹٹیان نے اپنے زمانہ کی مشہور ہستیوں کے مجسمے بنائے۔ ویلس کوئینر نے بھی بہت سے مجسمے تیار کئے۔ اس طرح اس زمانہ میں اس فن کے بھی نادر نمونے تیار کئے گئے تھے۔ ہر نمونہ میں ایک جدت نظر آتی تھی۔

(ج) فن پینٹنگ - یہ فن تو دیگر فنون سے بھی سبقت لے گیا۔ اس فن میں کسی طرح کی تقلید نہیں کی گئی۔ لیونارڈو (۱۴۵۲ - ۱۵۱۹) نے مونا لیسا اور لاسٹ سپر کو پینٹ کیا۔ یہ اس کے شاہکار سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح میکائل اینجلو نے بھی روم میں پینٹنگ کیا تھا۔ ریفل روم کا لاثانی پینٹر تھا۔ اس کا شاہکار میڈونس ماہے۔ ٹٹیان اپنے شوخ رنگوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ وین آئیک نے مجسموں کو پینٹ کیا۔ البرچیٹ ڈورر نے لکڑی کو تراش کر نقاشی کرنے میں کمال پیدا کیا۔ مختصر یہ کہ سولہویں صدی عیسوی میں یہ فن بھی عروج پر پہونچا دیا گیا تھا۔

سائنس - سائنس میں بھی نئے نئے خیالات پیدا ہو گئے۔

(الف) کوپرنیکس اس نے یہ تحقیق کی کہ سورج عالم کا مرکز ہے زمین اور دیگر سیارے اس کے
(۱۵۴۳-۱۴۷۳) چاروں طرف گردش کرتے ہیں۔ اس سے پہلے لوگوں کا خیال اس کے بالکل برعکس تھا۔
(ب) کیپلر اس نے حساب لگا کر یہ ثابت کیا کہ سورج کے چاروں طرف سیارے گول نہیں
(۱۵۷۱-۱۶۳۰) بلکہ بیضاوی شکل میں گھومتے ہیں۔
(ج) گلیلیو اس نے بھی یہی کہا کہ سورج مرکز ہے اور زمین و سیارے گھومتے ہیں لیکن اس کو مجبور
(۱۵۶۴-۱۶۴۲) کیا گیا کہ وہ مان لے کہ زمین مرکز ہے۔ اس نے یہ بھی ثابت کیا کہ اگر بھاری اور
ہلکی چیزوں کو اونچائی سے پھینکا جائے تو وہ ایک ہی رفتار سے نیچے گرے گی۔ اس کے علاوہ اس نے
Laws of Pandulum Astronomical Clock Hydrostatic
Balance and Air Thermometer. کی بھی ایجادات کیں۔
(د) نیوٹن (۱۶۴۲-۱۷۲۷)۔ اس نے Laws of Gravitation معلوم کئے۔
(ل) سر ولیم ہاروے نے معلوم کیا کہ دوران خون دل یعنی (Heart) سے بڑی رگوں
یعنی (Arteries) میں جاتا ہے وہاں سے چھوٹی رگوں یعنی (Veins) میں جاتا ہے اور
پھر دل میں واپس آجاتا ہے۔
(م) نیپیر نے لوگارتھمس (Logarithms) ایجاد کیا۔
(ن) فزکس میں گلبرٹ نے مقناطیس کی خصوصیات کے متعلق بہت سے تجربے کئے۔
ایجادات۔ (الف) پرنٹنگ پریس ۱۴۵۰ء میں جوہن گٹن برگ جو جرمنی کے شہر مینز کا
رہنے والا تھا اس نے پرنٹنگ میں Movable Types کو پہلی دفعہ استعمال کیا۔ اس نے لیٹرس
آف انڈلجنس اور بائبل یعنی (Letters of Indulgence) اور (Bible) کو چھاپا۔
پہلا پریس ۱۴۶۶ء میں بنایا گیا تھا۔ اور انگلستان میں کیکسٹن نے ۱۴۷۶ء میں ایک پریس بنایا
۱۵۰۰ء تک تقریباً چالیس پریس یورپ کے اندر بن گئے۔ اس ایجاد سے بہت زیادہ فائدہ
ہوا۔ کتابیں کم سے کم وقت میں زیادہ تعداد میں چھپنے لگیں۔ کتابوں کی قیمتیں کم ہو گئیں۔ ہر شخص
ان کو خرید سکتا تھا۔ کتابوں میں غلطیوں کا امکان بھی کم ہو گیا۔ کتابوں کی کثرت اور سستے ہونے
کی وجہ سے تعلیم عوام میں بھی پھیلنے لگی۔ (ب) کاغذ۔ پہلے خراب کا غذ بنایا جاتا تھا جو چھپائی کے

مصرف کا نہیں ہوتا تھا خوش قسمتی سے ان ہی دنوں میں عمدہ کاغذ بنایا گیا جو چھپائی کے لئے نہایت موزوں تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر کاغذ نہ ہوتا تو پریس بالکل بیکار ہو جاتا۔ (ج) بارود Gun Powder اس کی ایجاد پہلے ہی ہو چکی تھی لیکن پندرہویں عیسوی میں بندوقوں اور توپوں میں اس کا کافی استعمال ہونے لگا۔ اس کے سامنے تلوار۔ برچھی اور نیزے سب بیکار ہو گئے۔ امراء کے قلعے اس کے سامنے قائم نہیں رہ سکتے تھے اس ایجاد سے بادشاہ کی طاقت بڑھ گئی۔ امراء اور جاگیرداروں کی طاقت ختم کرنے میں بادشاہ کو آسانی ہوئی۔ بغاوتوں اور بیرونی حملوں کے مقابلے میں بھی یہ بہت کار آمد ہوا۔

(د) **قطب نما** ۔ یہ پہلے ہی ایجاد ہو چکی تھی لیکن پندرہویں صدی میں اس کو بہت زیادہ استعمال کیا گیا اور سمندروں کے لمبے لمبے سفر طے کرنے میں اس ایجاد سے سہولیت ہوئی۔ قطب نما کی ایجاد کی وجہ سے سمندری آمد و رفت بیوپار اور تجارت اور نو آبادیات قائم کرنے میں آسانی پیدا ہوئی۔

(س) **عینک** ۔ اس کی خصوصیات تو پہلے ہی معلوم ہو چکی تھیں اور غالباً چشموں کا استعمال بھی ہونے لگا تھا۔ اس ایجاد کو سامنے رکھ کر دوربین، خوردبین وغیرہ بنائے گئے۔ ان ایجادات کی وجہ سے بہت سے انقلابات رونما ہوئے۔

جغرافیائی انکشافات ۔ افریقہ کا شمالی ساحل معلوم کیا گیا۔ بارتھولو میو ڈائز نے راس امید کو معلوم کیا۔ کولمبس نے امریکہ معلوم کیا۔ واسکوڈی گاما ہندوستان آیا۔ میگلین نے فلپائن معلوم کیا۔ انگریز ملاحوں نے شمالی امریکہ معلوم کیا۔

مذہبی اصلاح

۲۔ لفظ اصلاح کی وضاحت۔ اس کے وجوہات اشاعت اور اثرات:

اصلاح کے معنی ۔ اصلاح مراد وہ تحریک ہے جو چرچ کی خرابیوں کو دور کرنے کے واسطے کی گئی تھی۔ نئی روشنی کے طبقہ نے چرچ پر نکتہ چینی کی اور اصلاح کی کوشش کی انہوں نے پوپ کی ہمہ گیر شخصیت سے بھی انکار کیا اور کیتھولک چرچ کے اصولوں کو بھی ماننے سے بھی انکار کر دیا پوپ کا یہ قول تھا کہ وہ ہی لوگوں کی نجات کا ذریعہ ہے۔ اس کے خلاف آواز اٹھانے والوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کی شخصیت ہی نجات دلا سکتی ہے۔

وجوہات ۔ (الف) بادشاہ لوگ چرچ سے تنگ آ گئے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح اس کی سیاسی قوت اور اثر ختم ہو جائے۔ وہ مطلق العنان اقتدار کے خواہش مند تھے۔ لہٰذا یہ لوگ ہر اس تحریک کے حامی تھے جو چرچ اور پوپ کے خلاف ہو۔

(ب) ارسیمس، مارٹن لوتھر، جوہن کالون، وکلف، جوہن ہس اور الڈریجنیس وغیرہ نے اس تحریک میں حصہ لیا (ج) تجدید علم و ادب اور ایجادات و انکشافات نے لوگوں میں روشن خیالی پیدا کر دی۔ بائبل کے مادری زبان میں ترجمہ ہونے سے عوام اس کو خود سمجھنے لگے اور پادریوں کی دھوکہ بازی مکاری و فریب سے واقف ہو گئے۔ اور سائنس نے بائبل کی کچھ باتوں کو غلط ثابت کر دیا۔ (د) چرچ نے دولت جمع کرنا اپنا مقصد بنا لیا تھا۔ اس میں خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ پوپ بذاتِ خود روپیہ لیتا اور خرچ کرتا تھا۔ پادری لوگوں کے اخلاق گر چکے تھے۔ انہوں نے مذہبی تبلیغ کا کام چھوڑ کر عوام سے روپیہ حاصل کرنے کے ڈھکوسلے بنا رکھے تھے وہ عیش و عشرت کی زندگی گزارتے اور بات بات پر عوام کو تنگ و پریشان کرتے تھے۔ زندگی، موت، شادی وغیرہ پر ٹیکس ہوتا تھا۔ ان میں کاہلی اور سستی پیدا ہو گئی تھی (س) امراء اور سوداگر لوگ بھی اس اصلاح کے حامی تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کو اس طرح بار بار کے ٹیکس دینے سے نجات مل جائے اور چرچ کا سامان بھی ان کے ہاتھ آ جائے (ل) لوگوں میں قومیت کا جذبہ پیدا ہونے لگا۔ وہ اپنے قومی چرچ علیحدہ کرنے چاہتے تھے۔ وہ اپنے مذہبی معاملات میں باہری دخل اندازی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

پروٹیسٹنٹ ازم کی پیدائش ۔ زمانہ وسطیٰ میں بائبل کا لیٹن ترجمہ استعمال کیا جاتا تھا اس کو ولگیٹ کہتے تھے۔ اس کو صرف علماء ہی پڑھ سکتے تھے لوگوں کو مجبوراً اس تعلیم کو مان لینا پڑتا تھا جو پادری لوگ ان کو بتاتے تھے۔ جوہن وکلف نے جو انگریز پجاری اور آکسفورڈ کا پروفیسر تھا پوپ کو حضرت عیسیٰ کا نمائندہ تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اس نے عوام کی رہنمائی کے واسطے بائبل کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس نے کہا کہ چرچ کو حکومت کے ماتحت ہونا چاہئے۔ بوہیما کے باشندہ جوہن ہس نے چرچ کی اصلاح کی تبلیغ کی اور لوگوں کو بائبل کی طرف لوٹنے کی ترغیب دی۔ اس کے علاوہ ارسیمس (جو ڈچ تھا) اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام بے وقوفی کی تعریف یعنی (Praise of folly) تھا۔ اس کتاب میں چرچ کی خرابیوں پر طنز اور نکتہ چینی کی گئی تھی اس کتاب کا

بہت سی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ ان لوگوں میں جنہوں نے اصلاح کی تلقین کی کہ مارٹن لوتھر کا نام نمایاں ہے۔ یہ ایک جرمنی باشعورہ تھا۔ یہ کہتا تھا کہ لوگوں کو بائبل خود ہی پڑھنا چاہئے اور مذہبی کام اسی کے مطابق انجام پانا چاہئے۔ مذہبی پیشواؤں اور پادریوں کو امیری کی ضرورت نہیں ہے لوتھر نے یہ تبلیغ کی کہ حضرت عیسیٰ کے وسیلہ سے ہی نجات ہو سکتی ہے اور پوپ نجات کا وسیلہ نہیں ہے۔ چرچ نے لوتھر کی مخالفت کی اس چرچ کی مخالفت کے باوجود لوتھر نے بہت سے لوگوں کو اپنا ہم خیال کر لیا اور اس کی ایک مصلح کی حیثیت سے شہرت یورپ میں پھیل گئی۔ لوتھر کی تبلیغ کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک نیا طبقہ پیدا ہو گیا جنہوں نے پوپ کے اقتدار کو تسلیم کرنے کے خلاف آواز اٹھائی اور اس نے چرچ کی تعلیم کی بھی مخالفت کی۔ ایسے طبقہ کو پروٹسٹنٹ کہا جاتا تھا اور جو لوگ قدیم چرچ ہی کے طرفدار رہے ان کو کیتھولکس کہتے تھے۔ اور اس مذہبی تحریک کو جس کی وجہ سے یورپ دو کیمپس میں تقسیم ہو گیا۔ اصلاح مذہب یعنی Reformation کہا جاتا ہے اور جرمنی کے اصلاح شدہ چرچ کا نام لوتھرین چرچ تھا۔

مذہبی اصلاح کی اشاعت - (۱) جرمنی میں اصلاح کا سہرا لوتھر کے سر رہا۔ اس تحریک کی وجہ سے جرمنی میں شہنشاہ اور شہزادوں میں جنگ ہوئی۔ آخرکار ۱۵۵۵ء میں اگسبرگ کے صلحنامہ سے سمجھوتہ ہو گیا۔ شہنشاہ نے لوتھرازم کو ایک مذہب تسلیم کر لیا اور ہر شہزادے کو اپنی رعایا کے مذہب کا انتخاب کرنے کی آزادی دی گئی۔

(۲) سوئٹزرلینڈ میں یورچ زونگلی نے کیتھولک چرچ کی مخالفت کی تھی۔ کچھ ریاستیں تو اس کی موافقت میں ہو گئیں اور کچھ نے مخالفت کی۔ آپس میں کئی بار لڑائیاں ہوئیں اور ایسی ایک لڑائی میں یورچ زونگلی مارا گیا۔ اس کی موت کے بعد اس کام کو جوہن کیلون نے کیا۔ یہ اصل میں فرانس کا ایک وکیل تھا۔ مظالم سے بچ کر سوئٹزرلینڈ چلا گیا اور جنیوا کو اپنی تحریکوں کا مرکز بنایا تھا۔ اس نے تقریباً پچیس سال تک سخت قسم کی پروٹسٹنٹ ازم کی تبلیغ کی جس کو کیلوازم کہتے ہیں۔ جنیوا سے اس کے مذہبی اصول شمالی یورپ میں پھیل گئے یعنی ہالینڈ، اسکنڈینیویا۔ اسکاٹ لینڈ، سویڈن انگلستان اور فرانس میں اسی کی تعلیم پھیل گئی۔ فرانس میں اس مذہب کے پیرو ہیوگ نوٹس کہلاتے تھے اور برطانیہ میں ان کو پیورٹینس کہتے تھے۔

(۳) فرانس میں ہنری دوم نے پروٹسٹنٹوں کو بے حد پریشان کیا اور ان پر دردناک مظالم کیے۔

پھر بھی ان کی تعداد بڑھتی ہی گئی۔ کالون کے اثر کی بدولت یہاں پر بھی اصلاح کا چرچ یعنی Reforminist Church قائم ہو گیا تھا

(۴) انگلستان۔ یہاں پر اصلاح نے ایک سیاسی رنگ اختیار کیا۔ ہنری ہشتم کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ اپنی بیوی کیتھرین کو طلاق دے۔ لہٰذا ہنری ہشتم نے اصلاح کی پارلیمنٹ کو مدعو کیا اس پارلیمنٹ نے کیتھرین کو طلاق دلوائی۔ ایکٹ آف سپریمیسی پاس کر کے ہنری ہشتم کو انگلستان کے چرچ کا اعلیٰ افسر بنا دیا۔ اور پوپ کی عدالتوں میں اپیلوں کا جانا بند کر دیا گیا۔ ہنری نے کیتھولکس اور لوتھرین پر مظالم ڈھائے۔ دولت حاصل کرنے کی غرض سے اس نے خانقاہوں کو ختم کر دیا پھر ایڈورڈ ششم کے زمانہ میں پروٹیسٹنٹ کی اصلاحات رائج ہوئیں۔ اس کے بعد میری نے کیتھولک چرچ کو توانا لیکن بعد کو ملکہ ایلزبتھ نے پروٹیسٹنٹ کو رائج کر دیا (۵) آئرلینڈ۔ اسپین، اٹلی، پرتگال فرانس اور جرمنی و سوئٹزرلینڈ کے کچھ حصوں میں کیتھولک اثر باقی رہا (۶) انگلستان۔ اسکاٹ لینڈ، ہالینڈ اسکینڈی نیویا، شمالی اور وسطی جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کے کچھ حصوں نے پروٹیسٹنٹ مذہب کو قبول کر لیا۔

مذہبی اصلاح کے اثرات ۔ اس اصلاح کا سب سے پہلا اثر یہ ہوا کہ شمالی یورپ پروٹیسٹنٹ ہو گیا۔ جنوبی اور وسطی یورپ کیتھولک رہا۔ اس تحریک سے باہمی رواداری ختم ہو گئی۔ یورپ کے بہت سے ممالک میں مذہب کے نام پر مظالم اور لڑائیاں ہوئیں ان مظالم سے بچنے کے واسطے کچھ لوگ امریکہ چلے گئے اور نو آبادیات قائم کر لیں، مذہبی تنازعات کی وجہ سے عیسائی مذہب کی قدر و منزلت بھی کم ہو گئی۔ جرمنی میں کالوین ازم اور لوتھر ازم کو ختم کرنے کے واسطے تیس سالہ جنگ ہوئی۔ ان لڑائیوں کا نتیجہ تجارت دکاروبار، علم و ادب کے حق میں مضر ثابت ہوا۔ انگلستان میں بھی خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں۔ لوئیس چہاردہم نے فرانسیسی پروٹیسٹنٹ لوگوں کو جلاوطن کر دیا۔ انگلستان میں ۱۸۳۰ء تک رومن کیتھولک لوگ پارلیمنٹ کے ممبر بھی نہیں ہو سکے یہودیوں اور لامذہب لوگوں کو بھی ۱۸۵۸ء اور ۱۸۸۶ء تک پارلیمنٹ کے ممبر بننے کی اجازت نہیں دی گئی۔

اصلاح مذہب

۳۔ اصلاح مذہب پر طائرانہ نظر:

Counter Reformation سے مراد کیتھولک چرچ کی وہ تحریک ہے جو ان کمزوریوں اور خرابیوں کی اصلاح کے واسطے کی گئی جن کی وجہ سے اس کے مخالفین نے اعتراض اور نکتہ چینی کی تھی اور جس کی وجہ سے چرچ اور پوپ کا اقتدار بھی کم ہوگیا تھا اس کاؤنٹر ریفارمیشن کا مقصد ریفارمیشن کے سیلاب کو ختم کرنا اور کیتھولک چرچ کے اثر و اقتدار کو بڑھانا تھا۔

اس تحریک کو کامیاب بنانے کے واسطے مندرجہ ذیل اقدام اٹھائے گئے:۔

(ا) جیزیوٹ۔ ۱۵۳۴ء میں اگنیشس لوائیلا نے عیسیٰ کی سوسائٹی قائم کی اس سوسائٹی کے ممبروں کو جیزیوٹ کہتے ہیں۔ انہوں نے بہت سے اسکول اور کالج بنائے اور تعلیم کے معیار کو بلند کیا۔ انہوں نے پوپ اور دیگر مذہبی لوگوں یعنی ہرمیٹ اور کلرجی کی عزت و اقتدار کو واپس لانے کی کوشش کی۔ کیتھولک چرچ کی قوت کو بڑھایا۔ ان لوگوں نے تبلیغی کام کرکے ہندوستان چین اور امریکہ میں عیسائی مذہب کی اشاعت کی اور عیسائیوں کی تعداد میں اضافہ کیا۔

(ب) ٹرینٹ کی کونسل۔ اس کونسل نے ۱۵۴۵ء سے ۱۵۶۳ء تک کام کیا۔ اس کونسل نے رومن کیتھولک چرچ کے اصولوں کی وضاحت کی۔ اس نے اصلاحی کام بھی کیا۔ اس کونسل نے کلرجی لوگوں میں تنظیم اور فرائض کی پابندی پیدا کردی۔ بائبل کا ایک نیا ایڈیشن نکالا گیا۔ ایک انڈیکس تیار کیا گیا جس میں ان کی کتابوں کے نام لکھے گئے جو رومن کیتھولک چرچ کے خلاف لکھی گئی تھیں اور ان کتابوں کو ممنوع قرار دیا گیا۔ ان کوان کیوزاکشن نے حکم دیا کہ Heretics کی پیشی چرچ کی عدالت میں ہوگی (ج) پوپ نے چرچ کی حکومت کو درست کیا اور کلرجی کے اخلاق کردار کو بھی درست کیا گیا (د) پوپ نے کیتھولک بادشاہوں کو مذہبی معاملات میں کچھ اختیارات دیئے۔ اور ان سے صلحنامے کئے۔

سوالات

۱۔ نشاۃ ثانیہ کی وضاحت کیجئے اور اس کے نمایاں پہلوؤں پر روشنی ڈالئے۔

۲- لفظ اصلاح کے معنی بتایئے اور اس کے اثرات و وجوہات بیان کیجئے

۳- اصلاح مذہب کے بارے میں اپنی معلومات تحریر کیجئے۔

تیرھواں باب
بحری قوت۔ نوآبادیات اور مطلق العنان شہنشاہیت
سیاسی مصنف۔ مرکینٹیلزم اور متوسط طبقہ

۱- بحری قوت کی اہمیت۔

بحری قوت ـــ مارکیٹ بڑھانے اور نوآبادیات کو قائم کرنے کے لحاظ سے سمندری راستوں کی اہمیت بڑھ گئی اور بحری قوت کو بھی ایک قوت مان لیا گیا اب اس میں شبہ نہ رہا کہ جس ملک کا بھی سمندر کی لہروں پر کنٹرول ہوگا اس کو اپنی تجارت کے فروغ کیلئے مارکیٹ یقیناً مل جائے گا اور اسکی نوآبادیات بھی قائم ہوجائیں گی۔

شروع شروع میں ہالینڈ۔ پرتگال اور اسپین کا بحری قوت کے لحاظ سے اقتدار بڑھ گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ انھوں نے اپنی نوآبادیات دنیا کے مختلف حصوں میں قائم کرلی تھیں جب انکی بحری قوت کمزور ہوگئی ان کا اقتدار نوآبادیات سے بھی کم ہوگیا۔ رفتہ رفتہ انگلستان اور فرانس نے اپنی بحری قوت کو بڑھایا اور انھوں نے دیگر نوآبادیات قائم کرنے والے ملکوں سے جنگ کی۔ جیسے جیسے ان کی بحری قوت میں اضافہ ہوتا گیا انکی نوآبادیات کی تعداد بھی بڑھتی گئی اٹھارہویں صدی میں فرانسیسی اور انگریزی بحری قوت عروج پر تھی۔

نوآبادیات کی غرض سے ان دونوں قوتوں میں رقابت پیدا ہوگئی۔ اس کا نتیجہ سات سالہ جنگ کی شکل میں ظاہر ہوا۔ انگلستان کو اپنی بحری قوت کی وجہ سے فرانس پر فتح نصیب ہوئی اور ہندوستان و امریکہ کی نوآبادیات پر سے فرانسیسی اقتدار ختم ہوگیا اور انگریزی عظمت بڑھ گئی۔ اس طرح بحری قوت نے نوآبادیات کے قائم کرنے میں بہت بڑا حصہ لیا ہے اور اس کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔

نوآبادیات

۲- امریکہ میں نوآبادیات کے قیام سے متعلق مختلف ممالک کی رقابت اور اسکے نتائج:

اسپین کے لوگ جنوبی اور وسطی امریکہ میں میکسیکو اور پیرو کے مقامات پر آباد ہو گئے تھے اور پرتگالی لوگ برازیل میں رہنے لگے تھے اسپین کے لوگوں کو ان کی نوآبادیات سے کافی دولت حاصل ہوتی تھی۔ ان نوآبادیات کو لیٹن امریکہ کہا جاتا تھا۔

اسپین کے لوگوں کو دولت کماتے دیکھ کر ڈچ لوگوں نے بھی شمالی امریکہ کا رُخ کیا لیکن بعد کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کی ٹکر دہ لوگ نہیں لے سکے۔ انگریزوں نے ورجینیا اور نئے انگلستان میں اپنی نوآبادیات قائم کریں۔ کچھ نوآبادیات کو امیر لوگوں نے قائم کیا تھا اور کچھ کو بابا یاتری نے قائم کیا تھا۔ آخرالذکر لوگوں نے صنعت وحرفت کو فروغ دیا اور جمہوری ادارے قائم کئے اور جمہوریت کے جذبات کو ترقی دی۔ انگریزوں نے دریا ہڈسن معلوم کرلیا اور انھوں نے ڈچ لوگوں سے نیویارک۔ نیوجرسی کے شہر چھین لئے انگریزوں کی نوآبادیات شمالی امریکہ کے مشرقی کنارے پر تھیں یہ لوگ سینٹ لارنس کے جنوب سے فلوریڈا کی طرف بڑھے۔

فرانسیسیوں نے اپنی نوآبادیات نووا اسکوٹیا اور کیوبک میں قائم کی تھیں انھوں نے مسی سپی دریا کا ایک حصہ معلوم کرلیا تھا انہوں نے نیو اورلینس اور ماؤنٹ فزیل کے درمیان قلعوں کا سلسلہ بنادیا تھا۔ فرانسیسیوں کی نوآبادیات انگریزوں کی نوآبادیات کے مغربی طرف تھیں چونکہ ان دونوں کی نوآبادیات پاس پاس تھیں اس وجہ سے ان دونوں میں لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ آخرکار ان دونوں میں سات سالہ جنگ ہوئی۔ انگریز جیت گئے اور فرانسیسیوں کو شکست ہوئی اور امریکہ کی نوآبادیات فرانس کے قبضہ سے نکل گئیں۔

نوآبادیات کی آزادی۔ انگلستان کا اپنی نوآبادیات کے ساتھ اچھا سلوک نہیں تھا۔ اسی وجہ سے وہاں انتشار پیدا ہوگیا ان پر ٹیکس لگایا گیا تو انہوں نے آزادی کی جنگ شروع کردی جسکو امریکہ کی آزادی کی جنگ یعنی War of American Independence کہتے ہیں یہ جنگ ۱۷۷۶ء سے ۱۷۸۳ء تک رہی۔ اس جنگ کے آخر میں امریکہ کی بہت سی نوآبادیات آزاد ہو گئیں۔

اس کے بعد انگلستان نے اپنی نوآبادیات کی پالیسی بدل دی۔ نیپولینک لڑائیوں میں نیپولین نے اسپین کے بادشاہ کو تخت سے اتار کر اپنے بھائی کو بادشاہ بنادیا لیکن اسپین کی نوآبادیات نے اس کے بھائی کو بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ اس کے بعد وینزویلا، کولمبیا اور پیرو وغیرہ کی نوآبادیات

آزاد ہوگئیں میکسیکو اور برازیل کی نوآبادیات بھی آزاد ہوگئیں۔ ۱۸۲۲ء میں فرانس نے اسپین سے مدد چاہی تاکہ نوآبادیات کی بغاوت کو دبایا جائے۔ پریسیڈنٹ منرو نے اس بات کے باز آجانے کے واسطے آگاہ کردیا۔

۳۔ افریقہ اور ہندوستان میں نوآبادیات کا تاریخی جائزہ:

افریقہ میں کہیں کہیں اہل اسپین۔ اہل پرتگال اور ڈچ لوگوں نے نوآبادیات قائم کیں۔ کچھ لوگ ابی سینا تک گئے اور وہاں کے بادشاہ کی مسلمانوں کے مقابلہ میں مدد کی۔ اس زمانہ میں تمام لوگ افریقہ کو غلاموں کی تجارت کا مرکز سمجھتے تھے۔ ہالینڈ نے کیپ ٹاؤن پر قبضہ کرلیا اور پھر اس پر ۱۷۹۳ء میں برطانیہ نے قبضہ کرلیا۔ لونگ اسٹون نے افریقہ میں انکشافات کو جاری رکھا۔ انیسویں صدی کے آخری چوتھائی حصہ میں یورپ کے لوگوں نے افریقہ میں نوآبادیات قائم کیں۔ وہاں سے ان کو ہیرے کے جواہرات۔ سونا۔ ہاتھی دانت ربڑ وغیرہ ملا۔ افریقہ میں مندرجہ ذیل ممالک کی مندرجہ ذیل نوآبادیاں تھیں۔ انگلستان کے پاس روڈیشیا سوڈان۔ مشرقی افریقہ تھا جنوبی افریقہ کی یونین برٹش کامن ویلتھ کی ممبر تھی۔ اس کا مد میں بھی کنٹرول تھا فرانس کے پاس الجیریا۔ ٹیونس۔ مراکو۔ فرانسیسی سومالی لینڈ۔ مڈاغاسکر وغیرہ تھے مراکو کے کچھ حصوں پر اسپین والوں کا قبضہ تھا۔ مشرقی افریقہ پرتگالیوں کے قبضہ میں تھا۔

نوٹ:۔ اب کچھ حصے آزادی حاصل کرتے جارہے ہیں۔

ہندوستان میں سب سے پہلے پرتگالی آئے۔ رفتہ رفتہ انھوں نے کالی کٹ۔ گوا۔ کولمبو۔ بمبئی۔ ڈمن۔ دیو حاصل کرلئے۔ گوا میں ان کا وائسرائے رہنے لگا۔ ان کی برّی اور بحری فوج بھی وہاں رہتی تھی۔ ڈچ بھی ہندوستان میں آئے۔ انہوں نے کالی کٹ اور سورت میں اپنی تجارتی کوٹھیاں بنائیں۔ انھوں نے مالابار کے ساحل اور سیلون میں سے پرتگالیوں کو نکال دیا۔ انکی زیادہ تر تجارت کا مرکز مصالحے کے جزیرے ہی رہے۔

ہندوستان میں انگریزوں نے تجارت کرنے کے مقصد سے سولہویں صدی عیسوی میں ایسٹ انڈیا کمپنی بنائی۔ ان کو پرتگالیوں سے لڑنا پڑا۔ پھر انہوں نے سورت۔ مچھلی پٹم۔ بلاسور۔ ہگلی وغیرہ میں اپنی تجارتی کوٹھیاں قائم کرلیں۔ ۱۶۶۱ء میں چارلس دوئم نے پرتگال کے بادشاہ سے بمبئی کو جہیز میں حاصل کرلیا پھر ان کو پانڈیچری اور چندر نگر کے علاقے بھی مل گئے۔ ایک دفعہ ان کو ڈچ لوگوں سے بھی جنگ کرنی پڑی۔

سترہویں صدی عیسوی میں بنگال میں ان کے قدم خوب جم گئے اور ان کی تجارت کو خوب فروغ ہوا۔ یہ فرانسیسی لوگ بھی ہندوستان میں نوآبادیات قائم کرنا چاہتے تھے۔ انھوں نے بھی ۱۸۶۰ء میں سورت میں تجارتی کوٹھی بنائی۔ ان کو پانڈیچری اور چندر نگر کے علاقے بھی مل گئے تھے۔ انگریزوں اور فرانسیسوں میں لڑائیاں ہوئیں ان میں انگریزوں کا پلّہ بھاری رہا اور آخر میں فرانسیسی لوگوں کی طاقت بالکل ہی ختم ہوگئی اور انگریزوں کا اقتدار بڑھتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ وہ ہندوستان کے بادشاہ بن بیٹھے اس طرح ہندوستان میں مختلف ملکوں کے لوگوں میں کشمکش رہی اور آخر میں انگریز ہی کامیاب رہے۔

۴۔ یوروپین اقوام کی چین اور جاپان میں دوڑ پر مختصر تبصرہ:

یورپ کی قومیں چین میں تجارت کرنے اور عیسائی مذہب کو پھیلانے کی غرض سے گئی تھیں۔

تجارت ۔ ۱۵۰۶ء تک تو ان یورپ کے سوداگروں کے قدم چین میں نہیں جم سکے سولہویں صدی عیسوی میں پرتگالیوں نے چین سے تجارت کرنی چاہی اور وہاں آباد ہونا بھی چاہا لیکن ان کا قتل عام کیا گیا اور ان کو تجارت کی اجازت نہیں ملی لیکن ۱۵۵۷ء میں کینٹن کے پاس میکاؤ کا علاقہ ان کو دیا گیا انھوں نے افیون کی تجارتی کوٹھیاں قائم کیں پرتگالیوں نے چینیوں کو تمباکو خریدنا اور پینا سکھایا اور اٹھارہویں صدی کے شروع میں ہندوستان سے افیون چین میں جانے لگی تھی۔

تبلیغی جماعتیں ۔ عیسائی مذہب کو پھیلانے کے واسطے تبلیغی جماعتیں بھی چین گئی تھیں۔ سترہویں صدی عیسوی میں متّو ریسی نے بادشاہ کی نظر عنایت حاصل کی۔ یہ شخص اٹلی کا ایک مذہبی پجاری یعنی (Priest) تھا چینیوں کو تبلیغ مذہب کا اچھا موقع تھا لیکن ان مذہبی جماعتوں میں جھگڑے ہونے لگے تو ان کو چینی شہنشاہ نے اٹھارہویں صدی عیسوی میں وہاں سے نکال دیا۔ اس طرح تبلیغی کام چین میں رک گیا۔

۱۵۹۴ء میں سب سے پہلے سینٹ فرینس ایکسویر جاپان گیا۔ پھر جاپانیوں نے عیسائی تبلیغی جماعتوں اور پرتگالی سوداگروں کا استقبال کیا اور عیسائی مذہب جاپان میں خوب پھیلنے لگا۔ ناگاساکی عیسائی مذہب کی تبلیغ کا مرکز بن گیا تھا پھر ہائڈیوشی بادشاہ نے عیسائیوں کو حکم دیا کہ وہ بیس دن کے اندر اندر شہر خالی کر دیں اس کے بعد ایویاسو شہنشاہ نے یہ محسوس کیا کہ عیسائی لوگوں اور جاپان

کے عوام میں جھگڑے رہتے ہیں اور عیسائی لوگ سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان باتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس نے عیسائیوں سے کہا کہ یا تو وہ اپنے نئے عقائد چھوڑ دیں اور یا ملک سے چلے جائیں۔ ایویاسو کی موت کے بعد یہ لوگ حکومت کے خلاف مظاہرے کے واسطے جمع ہوئے لیکن ان کی سرکوبی کی گئی اور ان میں سے بہت سے مارڈالے گئے۔ اس طرح عیسائی مذہب جاپان سے ختم ہوگیا۔ (سنہ ۱۵۴۹ء تا ۱۶۳۸ء) تک پرتگالیوں اور ڈچ لوگوں نے جاپان سے تھوڑی بہت تجارت رکھی۔ پھر (۱۶۳۸ - ۱۸۵۴) تک غیر ملکی لوگوں کی وہاں رسائی نہیں ہوئی

۵۔ مطلق العنان شہنشاہیت کی وضاحت۔ روس کے پیٹر پروشیا کے فریڈرک اور فرانس کے لوئیس چہاردہم بحیثیت مطلق العنان شہنشاہ:

Theory of Absolution۔ پندرھویں اور سولھویں صدی میں سیاسی مفکروں نے مطلق العنان شہنشاہیت کے تخیل کی تلقین شروع کردی۔ فلورنس شہر کے ایک باشندہ نے جس کا نام Mechiavelli تھا ایک کتاب لکھی جس کا نام 'شہزادہ' رکھا تھا۔ اس نے کہا کہ شخصیت اور ملکیت کی حفاظت حکومت کا مقصد ہونا چاہئیے۔ اس نے اپنے خیالات کی یہ کہکر وضاحت کی کہ یہ حفاظت اسی وقت ممکن ہے جب صرف ایک ہی شخص کی مطلق العنان طاقت ہو اور اس کا اقتدار اعلیٰ ترین ہو۔ وہ بالکل خود مختار اور آزاد ہو۔ کوئی بھی طاقت اس کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرسکے اور اس کے سامنے کوئی دم نہ مارسکے۔ ایک فرانسیسی شخص بوڈن نامی نے بھی ایک کتاب لکھی جس کا نام "حکومت" یعنی (State) تھا۔ اس نے اس کتاب میں ایک مضبوط اور مطلق العنان حکومت کی موافقت کی۔ اس نے شہنشاہیت کی تلقین کی اور شہنشاہ کو لامحدود قوتیں اور اختیارات دیئے۔ تمام قوانین کا سرچشمہ شہنشاہ کو ہی قرار دیا گیا اور وہ اپنے کاموں کے لئے صرف خدا کو جوابدہ ٹھہرایا گیا۔ اس کو صلح اور جنگ کرنے کا حق۔ افسروں کے تقرر کا اختیار ٹیکس لگانے کا حق، تنازعات کو فیصل کرنے کا اختیار اور اسی طرح کے تمام دیگر اختیارات دئے گئے۔ ایک انگریزی فلسفی ہابس نے بھی مطلق العنان شہنشاہیت کی موافقت کی بیرونی تجاوز حدود کو رد کرنے اور اندرونی امن وامان قائم رکھنے کا ذریعہ اسی مطلق العنان شہنشاہ کو قرار دیا گیا۔ اس کو اختیارات کلّی دیکر اس کی طاقت

اقتدار کو تقویت دی گئی۔ اس کلی اختیارات کا نام مطلق العنان شہنشاہیت ہے۔

روس کا پیٹر۔ پیٹر کا شمار دنیا کے بڑے بادشاہوں میں ہوتا ہے۔ اس سے پہلے روس کو سویڈن کے صوبوں نے بحر بالٹک سے علیحدہ کر دیا تھا اور پولینڈ کی آزاد ریاست بالٹک سے لے کر ترکی سلطنت تک پھیلی ہوئی تھی۔ بحر اسود کا شمالی ساحل اور بحر ازو ترکی کے قبضہ میں تھا۔ آرکینجل کے سوا اور کوئی بندرگاہ روس کے پاس نہیں تھی۔ ماسکو روس کا خاص شہر تھا۔ یہاں کے لوگوں کو جنگلی اور وحشی سمجھا جاتا تھا۔ یہ لوگ غیر مہذب اور غیر تعلیم یافتہ تھے تعلیم و تہذیب کی کمی ترقی کے راستہ میں حائل تھی۔ روس کے ایسے حالات کو سدھارنے کا کام پیٹر نے انجام دیا۔

دس سال کی عمر میں پیٹر تخت نشین ہوا۔ بچپن ہی سے وہ سپاہیانہ زندگی کا شوقین اور جہاز رانی کا دلدادہ تھا۔ گیارہ سال کی عمر میں اس نے اصلی بندوقوں کا استعمال کیا۔ پندرہ سال کی عمر سے پہلے ہی ایک فوج اس نے تنظیم کی اور اس نے اس کے ساتھ ایک معمولی سپاہی کی طرح کچھ دن بسر کر کے تجربہ حاصل کیا پھر ایک پرانی ڈچ کی کشتی دیکھ کر اس نے بھی اس طرح کی کشتی بنائی اور اس کے متعلق کافی معلومات حاصل کر لیں اور دریاؤں و جھیلوں میں اس کو چلا کر تجربہ حاصل کیا۔ شادی کے بعد بھی اس کو آزاد و سپاہیانہ زندگی میں دلچسپی رہی پھر کشتیوں کو چھوڑ کر اس نے آرکینجل کا سفر کر کے جہاز رانی کے ذوق کی تکمیل کی۔ آرکینجل میں وہ غیر ملکی لوگوں سے روشناس ہوا۔ اور غیر ملکی معلومات میں اضافہ ہوا۔ غیر ملکی سوداگروں کے ذریعہ وہاں کی ترقی اور صنعت و حرفت سے واقفیت ہوئی اس کو وہاں کی بحری قوت اور فوجی طاقت کا اندازہ بھی ہو گیا اور اس کو ان ملکوں کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ وہ ہالینڈ گیا اور اپنے سفر سے پہلے ہی اس نے اپنی پالیسی پر عمل شروع کر دیا۔ روس میں غیر ملکی لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتا تھا اور روس میں مغربی رسم و رواج کو جاری کرنے کی کوشش کی۔

وہ ایمسٹرڈم گیا۔ وہاں اس نے کارخانوں کو دیکھا اور خود بھی جہاز سازی کے متعلق ساری معلومات حاصل کر لیں۔ اس نے ہر کام کو خوب محنت سے سیکھا لیکن اس کو ڈچ لوگوں کی جہاز سازی کے فن سے تسلی نہیں ہوئی چنانچہ وہ لندن گیا۔ وہ توپ اور بم کا تجربہ حاصل کرنے کے واسطے ولوچ گیا۔ جنگی جہاز رانی بحری تجربے حاصل کرنے کی غرض سے وہ پورٹس ماؤتھ گیا۔ اس کی روس سے عدم موجودگی میں فوجی دستہ نے بغاوت کر دی۔ اس لیے لوگوں نے اس کے سفر پر غصہ کا اظہار کیا انہوں نے غیر ملکی طور طریقوں کی مخالفت کی۔

اس بغاوت کا مقصد ان غیر ملکی لوگوں کو ختم کرنا تھا جو ماسکو میں آباد تھے۔ پیٹر کی واپسی سے پہلے ہی بغاوت کو فرو کر دیا گیا تھا لیکن پیٹر نے یہ محسوس کیا کہ اس قسم کی شورشوں سے اس کی مغربی طریقہ تعلیم پر عمل کرنے میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ لہٰذا اس نے باغیوں کو سخت سزائیں دیں تقریباً بیس سو لوگوں کو سزائے موت دی گئی۔ اس کام کے بعد اس نے اصلاحات شروع کیں۔

اصلاحات۔ (۱) پہلی اصلاح ڈاڑھی کے متعلق تھی سب سے پہلے اس نے ڈاڑھیوں کی طرف توجہ کی۔ ماسکو میں آتے ہی اس نے قینچی لے کر ایک فیلڈ مارشل کی ڈاڑھی کاٹ دی۔ اس کے بعد ایک دعوت کے موقع پر افسروں اور فوجیوں کی ڈاڑھیاں صاف کر دی گئیں اور کلرجی کو چھوڑ کر ڈاڑھی رکھنے والے روسیوں پر ۱۲ پونڈ سالانہ ٹیکس لگایا گیا ۱۹۵۰ء تک روسی فوج میں ڈاڑھی رکھنے کی ممانعت رہی۔

(۲) لباس۔ روسیوں کے لباس بہت لمبے ہوتے تھے آستین لمبی ہوتی تھی اور لٹکتی رہتی تھیں۔ پیٹر نے سڑکوں پر گشت لگا لگا کر لوگوں کی آستین تراش دیں۔ اس نے حکم دیا کہ ایک سال کے اندر ہی اندر روسی مردوں اور عورتوں کو جرمن کا لباس اختیار کر لینا چاہئے۔

(۳) جوتے، ٹوپ اور زین کے متعلق اس نے حکم دیا کہ روسی جوتوں، ٹوپوں اور زینوں کا استعمال چھوڑ دینا چاہیے۔

(۴) تعلیم۔ ۱۷۰۰ء میں ایک قسم کی یونیورسٹی قائم کی گئی تھی اس میں جرمن کے پروفیسر پڑھایا کرتے تھے بحری فوج کی تعلیم کے واسطے ایک کالج بنایا گیا۔ اس میں تین اسکاٹ لینڈ کے پروفیسر پڑھاتے تھے (۵) تھیٹر قائم کیا گیا۔ اس میں یورپ کے اداکار کام کرتے تھے (۶) چھپائی کو رواج دیا گیا غیر ملکی کتابوں کا ترجمہ کیا گیا۔ تعلیم یافتہ لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی (۷) غیر ملکی سوداگروں کا اچھی طرح استقبال کیا جاتا تھا ان کا سامان شوق سے خریدا جاتا تھا (۸) غیر ملکی لوگوں کی حفاظت کی جاتی تھی۔ ان کے ساتھ مراعات بھی ہوتی تھیں (۹) فوجیوں کو یورپ کے طریقوں پر کام سکھایا جاتا تھا۔ اسکاٹ لینڈ اور جرمن کے لوگ فوجی تعلیم دیا کرتے تھے (۱۰) آرکینجل کے ذریعہ یورپ سے خوب تجارت ہوتی تھی (۱۱) جہاز سازی اور انجینیرنگ سیکھنے کے واسطے بہت سے اسکول کھولے گئے (۱۲) مغربی علوم و فنون اور سائنس و ادب سکھانے کے واسطے بھی کالج کھولے گئے (۱۳) فن عمارت میں ترقی ہوئی۔ اس نے سینٹ پیٹرس برگ کا شہر آباد کیا وہاں یوروپین طرز کی عمارات۔ محلات بنائے گئے۔ امراء و افسر وہاں رہنے لگے اس شہر کو روس کا دارالسلطنت بنایا گیا۔ روس کی تجارت کا بھی اس کو مرکز بنایا گیا (۱۴) اس نے عورتوں کو بھی میدان

میں آنے اور روس کی ترقی میں حصہ لینے کے لئے مجبور کر دیا (۱۵) اس نے حکومت کو بھی یورپ کے ڈھانچہ میں ڈھال دیا (۱۶) اس نے درباریوں کو ہدایت کی کہ وہ لوگ فرانسیسی طریقوں کی تقلید کریں۔ (۱۷) انتظام کے سارے اختیارات اس نے اپنے ہاتھ میں رکھے اور مقامی افسروں کو اس نے اپنے کنٹرول میں کیا (۱۸) اس نے ایک جاسوسی فوج بھی بنائی جس کے ذریعہ اس کو ہر سازش کا پتہ چل جاتا تھا۔ (۱۹) اس نے چرچ کو بھی اپنے زیر اثر کر لیا (۲۰) اس نے ڈیوما یعنی پارلیمنٹ کو ختم کر کے ایک مشیروں کی کونسل بنائی اور اس کونسل کو اپنے کنٹرول میں رکھا۔ اس کی اصلاحات سے روس میں کئی بار بغاوتیں اور سازشیں ہوئیں لیکن سب باغیوں کو پسپا کر دیا۔ پیٹر نے خود اپنے لڑکے کو نہیں بخشا اور اس کا لڑکا بھی ایک قیدی کی موت مرا۔ غرض یہ کہ ان بغاوتوں سے اس کی پالیسی میں رکاوٹ نہیں آئی۔

لڑائیاں۔ اس کو اپنے ملک کی تجارت کو فروغ دینے کے واسطے لڑائیاں بھی لڑنی پڑیں۔ وہ بحر بالٹک اور بحر اسود پر اپنا کنٹرول چاہتا تھا۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے واسطے اس کو سوئیڈن کے بادشاہ چارلس XII سے جنگ کرنی پڑی۔ اس نے تیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ ناروے کا محاصرہ کیا۔ لیکن اس کی فوج نئی تھی۔ فن جنگ اور اصلاح جنگ سے پوری طرح واقف بھی نہیں تھی نتیجہ یہ ہوا کہ اس پہلے معرکہ میں پیٹر کو شکست ہوئی۔ اس کے چھ ہزار سپاہی مارے گئے اور ۱۷۰ بندوقوں کا نقصان ہوا روس نے پھر دوبارہ جنگ کی تیاریاں کیں اور چارلس XII کی فوج کا مقابلہ کیا۔ سوئیڈن کی فوج کو شکست ہوئی بڑے بڑے کپتانوں کو گرفتار کر لیا گیا اور چارلس ٹرکی بھاگ گیا اور سوئیڈن کی فوج روسیوں کے ہاتھ میں آ گئی اور فوجی افسروں کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ روسیوں کو جنگ کی ٹریننگ دیا کریں۔ اس فتح سے پیٹر کے اقتدار کو یورپ کی قوموں نے تسلیم کر لیا، اور روس دنیا کی سیاست میں حصہ لینے لگا۔ دنیا کی قومیں روس کی عزت کرنے لگیں اور اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے ڈرنے لگیں پیٹر نے اپنے مرنے سے پہلے ٹرکی اور ایران کے ساتھ جنگ کی اور بحر کیسپین کی بندرگاہ اس کے قبضہ میں آ گئی اور اس کے علاوہ بالٹک کے صوبے بھی اس کے زیر نگیں تھے سوئیڈن کی صلح کے بعد سے پیٹر نے اپنے آپکو پیٹر اعظم کہلوایا اور وہ اس کا مستحق بھی تھا کیونکہ اسکی کوششوں کی وجہ سے روس نے ہر شعبے میں ترقی کی۔

پروشیا اور فریڈرک اعظم۔ ۱۷۴۰ء میں فریڈرک اعظم اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اس کے عہد حکومت میں پروشیا کی اول درجہ کی فوجی طاقت ہوگئی جب وہ تخت نشین ہوا تو کافی خزانہ تھا اور منظم فوج بھی

موجود تھی لیکن اس نے اپنی سلطنت کے حدود کو فتوحات کے ذریعہ سے بڑھانے کی کوشش کی۔ اس مقصد کو پورا کرنے کی غرض سے اس نے فوج پر روپیہ خرچ کر کے اس کو اور بھی زیادہ عمدہ بنا دیا۔ اس نے آسٹریا سے سلیسیا کا علاقہ لے لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آسٹریا کی تخت نشینی کی جنگ اور ہفت سالہ جنگ وجود میں آئیں۔ اس نے ان دونوں لڑائیوں میں ہمت سے کام لیا اور آخر کار سلیسیا پر قبضہ رکھنے میں کامیاب ہوا۔ اس کے علاوہ اس نے پولینڈ کا بھی کچھ حصہ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اس طرح اس نے سلطنت کے حدود کو بڑھایا۔ ان لڑائیوں میں اس نے اپنی شجاعت دکھا کر ثابت کر دیا کہ وہ واقعی اپنے زمانہ کا بہت بڑا سپہ سالار ہے

اصلاحات۔ سپہ سالاری کے علاوہ اس نے اپنی قابلیت کا مظاہرہ ان حالات کو ٹھیک کرنے میں کیا جو لڑائیوں کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے۔ ان لڑائیوں سے تجارت کو نقصان پہنچا تھا اور ملک میں قحط پڑنے لگا تھا۔ فریڈرک اعظم نے زراعت کی طرف خاص دھیان دیا۔ جو مکانات لڑائی کے زمانہ میں برباد ہو گئے تھے ان کو پھر سے بنایا گیا۔ سڑکیں بھی بنائی گئیں نہریں بھی کھودی گئیں۔ بنک قائم کئے گئے۔ دلدلیں صاف کی گئیں نئے شہر آباد کئے گئے۔ جہازرانی اور تجارت کو فروغ ہوا۔ بہت سے کارخانے قائم کئے گئے۔ غریبوں کے ساتھ خاص مراعات کی گئیں۔ یہ لوگ اس کو باپو کہتے تھے۔ اس میں مذہبی رواداری تھی۔ اس نے فرانس کے ہیوگ نوٹس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اس نے فرانسیسی بادشاہ کی تقلید کی اور اس نے پوسٹ ڈم میں ایک محل بنوایا۔
اس کو علم و ادب۔ فن موسیقی و سائنس اور فلسفہ وغیرہ میں کافی دلچسپی تھی وہ ادیبوں اور عالموں کی قدر کرتا تھا۔

وہ بڑا سیاستداں اور منتظم تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ بادشاہ بالکل خود مختار نہیں ہے بلکہ ملک و قوم کا خادم ہے۔ اس کا قول تھا کہ شہزادہ کا قوم سے وہی تعلق ہے جو سر یعنی دماغ کا جسم سے ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہر خیال اور ہر کام میں ساری قوم اور ملک کی فلاح و بہبودی کو مدنظر رکھے اور وہ اپنی لیاقت کو ملک و قوم کے فائدہ کے واسطے استعمال کرے۔ فریڈرک اعظم کی کوششوں سے پروشیا کا شمار دنیا کی بڑی طاقتوں میں ہونے لگا۔

فرانس کا لوئیس چہاردہم ۔ لوئیس چہاردہم کمسنی میں تخت پر بیٹھا تھا۔ اس کے سن بلوغ تک مزارن نے وزیر کی حیثیت سے سلطنت کے کاموں کو انجام دیا۔ اس نے امراء کی قوت کو توڑ دیا اور تیس سالہ جنگ میں فتح حاصل کی اور ویسٹفالیہ کے صلحنامہ سے فرانس کو الساس کا علاقہ مل گیا۔

جب لوئیس بڑا ہو گیا تو سلطنت کے سارے کام اپنے ہاتھ میں لے لئے اس کے لباس اور طور طریقہ

سے شان ٹپکتی تھی۔ اس کا قول تھا کہ "میں سلطنت ہوں" اس کا خیال تھا کہ وہ بالکل خود مختار اور مطلق العنان بادشاہ ہے۔ کوئی شخص اس کے معاملات میں دخل اندازی کا حق نہیں رکھتا ہے اور وہ اپنے کاموں کا صرف خدا کو جواب دہ ہے یعنی وہ (Divine Right) کا قائل تھا۔ اس کا ہر لفظ قانون سمجھا جاتا تھا۔ وہ انتظام سلطنت کے ہر معاملہ کو خود دیکھتا تھا۔ اس کے احکام سب کو بجا لانے پڑتے تھے اس کی ہر بات میں شان و شوکت تھی۔ اس کے امراء اور یورپ کے دیگر بادشاہ اس کی تقلید کرتے تھے اس نے ورسیلس کا شاندار محل بنوایا جو اپنی شان میں مشہور ہے۔

اس کی اصلاحات ۔ لوئیس کا وزیر اعظم کلبرٹ تھا اس نے بہت سی اصلاحات کیں۔ اس نے صنعت و حرفت۔ تجارت۔ ایجادات وغیرہ کو فروغ دیا۔ سڑکیں بنائی گئیں۔ نہریں کھودی گئیں۔ نوآبادیات قائم کی گئیں۔ اس نے فرانس کی بحری قوت کو بڑھایا۔

فن اور ادب ۔ فن اور ادب کے لحاظ سے یہ سنہرا زمانہ کہلاتا ہے۔ لوئیس چہاردہم علوم و فنون اور ادب کا قدردان تھا۔ اس کا دربار علماء اور ماہرین فنون سے بھرا رہتا تھا۔ ان کو تنخواہیں انعام و اکرام دیئے جاتے تھے۔ مولیر اور ریسائن مشہور ڈرامہ نویس تھے۔ لافانٹائین نے طنزیہ کہانیاں لکھی تھیں (Madame De Savingue) خطوط نویسی میں مشہور تھا۔ سینٹ سائمن بہت بڑا مورخ تھا۔

مذہبی حکومت ۔ اس میں مذہبی رواداری نہیں تھی۔ وہ کسی دوسرے مذہب کو برداشت نہیں کرسکتا تھا اس نے پروٹسٹینٹ ہیوگ گینٹی پر مظالم کئے اور لائق لوگ وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اس کی پالیسی سے ملک کو نقصان پہنچا۔

غیر ملکی حکمت عملی ۔ وہ اپنی سلطنت کے حدود دریائے رائن اور پرینیز تک بڑھانا چاہتا تھا اور نیدرلینڈ کو بھی اپنے تسلط میں کرنا چاہتا تھا۔ اس کو کئی مرتبہ لڑائیاں لڑنا پڑیں۔ اور فرانسیسی کیمبے اسٹریلیس برگ۔ لیوکسبرگ کے علاقے اس کو مل گئے۔ لیکن نیدرلینڈ اور ہالینڈ پر اس کا قبضہ نہیں ہو سکا وہ فلسطین حاصل کرنے کی غرض سے نو سال لڑا لیکن ناکام رہا پھر اس نے اسپین کی جنگ تخت نشینی میں شرکت کی۔ وہ اسپین کو فرانس سے ملحق کرنا چاہتا تھا لیکن انگلستان۔ اسٹریا۔ ہالینڈ نے اس کی مخالفت کی اور آپس میں اتحاد کرکے گرینڈ الائنس بنائی اور جنگ کی۔ یہ جنگ بارہ سال رہی لوئیس کو شکست ہوئی اور اٹریخٹ کے صلحنامہ پر دستخط ہوئے۔ اس صلحنامہ کی رو سے لوئیس کے

پوتے کو اسپین کا تخت مل گیا لیکن اس کو یہ شرط ماننی پڑی کہ وہ اسپین کو فرانس سے نہیں ملا سکتا۔ اس کو امریکہ کی کچھ نوآبادیات انگلستان کو دینی پڑیں۔ لوئیس کی لڑائیوں کے اثرات صرف فرانس بلکہ یورپ کے حق میں بھی تباہی کا باعث ہوئے۔ اس کے باوجود اس کے زمانہ میں فرانس کی عزت یورپ کرتا تھا اور دیگر ممالک اس سے ڈرتے تھے۔ مندرجہ بالا باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ لوئیس واقعی ایک بڑا شہنشاہ تھا۔

(الف) آسٹریا۔ (۱) میکسی ملین ایک بڑا شہنشاہ ہوا ہے۔ اس نے وراثت، شادی اور فتوحات کے ذریعہ اپنی سلطنت کے حدود کو بڑھایا۔ اس نے برگنڈی اور اسپین سے شادی کے تعلقات قائم کئے۔ اس کے پوتے چارلس پنجم کو آسٹریا۔ نیدرلینڈ۔ اسپین۔ سسلی۔ جنوبی اٹلی کے مقبوضات وراثت میں ملے تھے۔ اس نے بوہیمیا اور ہنگری کو بھی ملا لیا تھا۔ فرانس کے بادشاہ نے آسٹریا سے کئی لڑائیاں کیں۔ چارلس پنجم کے بعد یہ سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ اسپین وغیرہ کا علاقہ فلپ دوم کو ملا اور آسٹریا وغیرہ نیپولین کو مل گیا۔ (۲) میریا تھیریسیا (۱۷۴۰-۱۷۶۵)۔ شہنشاہ چارلس ششم کی موت کے بعد آسٹریا کی سلطنت اس کی لڑکی میریا تھیریسیا کو ملی لیکن پروشیا۔ فرانس اور اسپین کے بادشاہوں کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ فریڈرک اعظم نے سلیسیا پر قبضہ کر لیا اور آسٹریا کی تخت نشینی کی جنگ چھڑ گئی۔ اس کو فتح ہوئی لیکن پھر بھی سلیسیا پر اس کا قبضہ نہیں ہو سکا۔ لیکن اس کو پولینڈ کا ایک حصہ دیدیا گیا۔ پھر اس نے سات سالہ جنگ کے لئے زمین تیار کی لیکن پھر سلیسیا اس کو نہیں مل سکا۔ وہ مطلق العنان ملکہ تھی۔

(۳) جوزف دوم (۱۷۶۵-۱۸۰۹)۔ یہ میریا تھریسیا کا لڑکا تھا اس نے مختلف مقبوضات کو ایک مرکزی حکومت میں لانا چاہا۔ وہ اس طرح قومیت کی بندشوں کو توڑنا چاہتا تھا لوگوں کو اس پر شک ہونے لگا اور وہ اپنی کوشش میں ناکام رہا۔ اسکے ارادے اچھے تھے۔ لیکن اپنے زمانہ سے بہت آگے تھا۔ وہ بھی مطلق العنان بادشاہ ہوا ہے۔

(ب) اسپین۔ اسپین میں ہیپسبرگ خاندان کے بادشاہوں نے مطلق العنان حکومت کی چارلس پنجم کو اسپین کی سلطنت وراثت میں ملی تھی پھر اس کے بیٹے فلپ دوم کو اسپین کا تخت ملا یہ کیتھولک مذہب کا حامی تھا۔ اس نے انگلستان کی ملکہ میری سے شادی کی تاکہ وہ انگلستان کو پوپ کے زیر نگیں کر سکے۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے واسطے اس نے انگلستان پر حملے [illegible] اسپین کا

جہازی بیڑہ (Spanish Armada) روانہ کیا تھا لیکن یہ ارمیڈا تباہ ہوگیا۔ اسی زمانہ میں نیدرلینڈ نے بغاوت کرکے آزادی حاصل کرلی۔ اس کی نوآبادیات سے کافی رقم آتی تھی لیکن لڑائیوں کی وجہ سے اس کا خزانہ خالی تھا۔ غیر ملکی حملے اور اندرونی انتشار کا ڈر تھا۔ اس کی موت کے بعد مورس اور یہودیوں کو اسپین سے نکال دیا گیا۔ اس کی موت کے بعد اسپین نے مختلف ممالک کے ساتھ تعلقات کو استوار کیا اور اسٹریا کی جنگ تخت نشینی سات سالہ جنگ اور امریکہ کی جنگ آزادی میں شرکت کرکے اپنے اقتدار کو بڑھایا۔

۶۔ انگلستان کا ہنری ہشتم اعظم بحیثیت مطلق العنان شہنشاہ :

ہنری ہشتم ۔ یہ ۱۵۰۹ء میں تخت پر بیٹھا۔ وہ اپنی کئی تبدیلیوں کے لئے مشہور ہے۔ اس نے چھ شادیاں کیں اور ایک ایک کر کے طلاق دیدی۔ وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ مطلق العنان تھا۔ وہ جیسا چاہتا تھا ویسا ہی کرتا تھا اس کے زمانہ کی مندرجہ ذیل باتیں مشہور ہیں جنکو پڑھکر اسکی طاقت کا اندازہ ہوتا ہے۔

(الف) پارلیمنٹ سے تعلقات ۔ اس نے پارلیمنٹ کے ممبروں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا۔ اور اس کے اسپیکر کو ایسے قوانین پاس کرنے کے واسطے مجبور کیا جو اس کی مرضی کے مطابق ہوں اس نے پارلیمنٹ کو مجبور کر دیا۔ وہ اس کے اعلانات کو قوانین کی طرح تسلیم کرے۔ اس نے اپنے جانشین مقرر کرنے کا حق بھی حاصل کر لیا۔ اس نے پارلیمنٹ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اس قرضہ کو ادا نہیں کریگا جو اس نے پارلیمنٹ سے لیا تھا۔ ٹیکس لگانا جانشین مقرر کرنا۔ عدل و انصاف کرنا اور اعلانات کرنے وغیرہ کے تمام حقوق بادشاہ کو حاصل تھے اور پارلیمنٹ اس کے اشاروں پر چلتی تھی۔

(ب) وزیروں سے تعلقات ۔ اس نے اپنے وزیروں کو جب چاہا برخاست کر دیا اور جب چاہا ان کا سر قلم کروا دیا۔ مثلاً جب اس کے وزیر ولزے نے کیتھرین کے طلاق کے مسئلہ پر فیصلہ دینے کو ملتوی کر دیا تو ولزے کو برخاست کر دیا گیا۔ کرام ویل کو اس لئے ختم کر دیا گیا کیونکہ اس نے اس کے واسطے ایک بدصورت بیوی کا انتخاب کیا تھا۔

(ج) پوپ سے تعلقات ۔ شروع شروع میں اس نے پوپ کی موافقت کی تھی اور مارٹن لوتھر کے خلاف کتاب لکھ کر "محافظ دین" کا خطاب حاصل کیا تھا۔ لیکن کیتھرین کے طلاق کے معاملہ میں ہنری ہشتم کو پوپ سے رنجش پیدا ہوگئی اور اس نے پوپ کی مخالفت شروع کر دی۔ اس نے انگلستان

میں مذہبی اصلاح کا آغاز کر دیا اور پوپ کے اقتدار کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے ایکٹ آف سپر میسی پاس کر کے خود چرچ کا افسر اعلیٰ بن گیا۔ اس نے بائبل کا ترجمہ کیا تاکہ لوگ کیتھولک چرچ کے نقائص سے واقف ہو جائیں۔ اس نے خانقاہوں کو بھی یہ کہکر پامال کیا کہ ان میں ناجائز حرکات اور غیر مہذب باتیں ہوا کرتی ہیں۔ ان خانقاہوں سے اس کو کافی روپیہ ملا اور وہ روپیہ کے واسطے پارلیمنٹ کا ضرورتمند نہیں رہا۔

اس نے اپنی پالیسی سے انگلستان کا اقتدار بڑھایا۔ اسپین اور فرانس بھی اس کی دوستی کا دم بھرنے لگے۔ اس نے انگلستان کی بحری قوت کو بھی بڑھایا۔ ہنری ہشتم واقعی مطلق العنان شہنشاہ تھا۔ اس کا شمار دنیا کے بڑے بادشاہوں میں ہوتا ہے۔

۷۔ ملکہ ایلزبیتھ کا عہد حکومت بحیثیت انگلستان کا عہد زرّیں:

ملکہ ایلزبیتھ ۱۵۵۸ء میں تخت نشین ہوئی تھی۔ اس وقت انگلستان کی حالت خراب تھی اس کا اقتدار کم ہو گیا تھا۔ ملکہ ایلزبیتھ کا زمانہ کئی لحاظ سے مشہور ہے۔

مذہبی حکومت ۔ اس نے مذہبی رواداری اختیار کی۔ وہ اتحاد کی خواہشمند تھی۔ حالانکہ اس نے پروٹسٹنٹ کی موافقت کی لیکن اس نے کیتھولک لوگوں پر بھی جبر و تشدد نہیں کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان میں اتحاد ہو گیا اور اسپین کے ارمیڈا کے وقت سب نے دشمن سے مقابلہ کرنے کا پکا ارادہ کر لیا۔

غریبوں کا قانون ۔ غریبی کی وجہ سے یہ لوگ طرح طرح کے جرائم کے عادی ہو گئے تھے۔ ملکہ نے سختی سے کام لیا اور پھر بعد کو غریبوں کا قانون پاس کیا تاکہ ان کی حالت درست ہو جائے۔

صنعت و حرفت ۔ نیدرلینڈ اور فلینڈ کے پروٹسٹینٹ نے الزبیتھ کے ملک میں آکر اسپین کے فلپ بادشاہ کے مظالم سے نجات حاصل کی۔ ان لوگوں نے انگلستان آکر صنعت و حرفت کو فروغ دیا۔ انگلستان کے لوگوں نے کاتنے بننے اور رنگنے کا فن ان ہی لوگوں سے سیکھا مچھلی کے کاروبار کو بھی ترقی ہوئی۔ زراعت کی ترقی کے واسطے نئے قسم کے اوزار بنائے گئے غلّہ کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور لوگ مالدار ہو گئے۔

تجارت ۔ تجارت کو فروغ ہوا۔ لندن دنیا کی تجارت کا مرکز بن گیا۔ ترکوں نے انگلستان سے تجارت شروع کر دی غیر ملکوں کے ساتھ تجارت کرنے کے مقصد سے سوداگروں کی کمپنیاں بنائی گئیں۔ اس طرح ان کا شمار تجارتی ملکوں میں ہونے لگا۔

نوآبادیات ۔ ملکہ الیزبتھ کے عہد میں امریکہ میں نوآبادیات قائم کی گئیں۔ اس کے زمانہ میں ایسٹ انڈیا کمپنی بھی تجارت کی غرض سے بنائی گئی۔ اور اس کو تجارتی ترقی کے مقصد سے ایک فرمان یعنی (Charter) بھی دیا گیا۔

بحری کارگزاریاں ۔ اس کے عہد میں ہاکنس افریقہ گیا۔ ڈریک نے دنیا کی سیاحت کی اور تین سال میں انگلستان آیا۔ فرابی شرنے ارکٹک ساحل معلوم کیا۔ ہمفری گلبرٹ اور والٹر رالے نے نیوفاؤنڈلینڈ اور ورجینیا کی نوآبادیات بنائیں

اسپین کے ارمیڈا کی شکست ۔ اسپین کا بادشاہ فلپ دوم نے انگلستان پر حملہ کی غرض سے اسپینش ارمیڈا روانہ کیا تھا۔ الیزبتھ کی کوششوں سے انگلستان کی فتح ہوئی۔

ادبی ترقی ۔ اس کے زمانہ میں ادب میں حیرت انگیز ترقی ہوئی۔ ولیم شیکسپیر نے ڈرامے لکھے۔ بیکن نے مضامین لکھے۔ فلپ سڈنی اور ایڈمنڈ اسپینسر نے بھی ادبی خدمات انجام دیں۔

پارلیمنٹ ۔ کئی لحاظ سے پارلیمنٹ نے ملکہ کی خواہشات پوری کیں لیکن Monopolies کے معاملات میں پارلیمنٹ اس پر غالب آئی۔

۸۔ اسٹیورٹس کے زمانے میں شہنشاہیت کے زوال پر طائرانہ نظر

شہنشاہیت کے زوال کو سمجھنے کے واسطے مندرجہ ذیل کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے:

جیمس اوّل ۔ یہ ڈوائن رایٹ تھیوری کا قائل تھا۔ لوگوں نے اس کی پالیسی کو پسند نہیں کیا۔ اس نے Episcopal Church کی موافقت کر کے عوام کی اکثریت کو اپنا مخالف بنا لیا۔ اس نے پارلیمنٹ کی مرضی کے خلاف اپنے لڑکے کی شادی اسپین کی کیتھولک شہزادی سے کرنی چاہی اس نے پارلیمنٹ کے کچھ ممبروں کو گرفتار کر کے انتشار وخلفشار پیدا کر دیا۔

چارلس اوّل ۔ اس نے ڈوائن رائٹ میں باپ کی تقلید کی۔ فرانس کی کیتھولک شہزادی سے شادی کر کے پیورٹین کو غضبناک کر دیا۔ اس نے خلاف آئینی ٹیکس لگا کر، خلاف آئین قید کر کے پارلیمنٹ کے اشتعال کو بھڑکایا۔ بادشاہ کو پٹیشن آف رائٹس پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا۔ آخر میں سیول وار ہوئی اور چارلس اول کا خاتمہ کر دیا گیا اور شہنشاہیت کو دھکا لگا۔

کرامویل ۔ وہ انگلستان میں جمہوریت قائم کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ پر مظالم کئے اس نے انگلستان میں پیورٹین کے عقائد کی موافقت کی۔ اس نے اندرونی حکومت کو مضبوط کر کے فوجی اور بحری قوت کو بڑھا کے انگلستان کا اقتدار قائم کر دیا۔

چارلس دوم ۔ اس نے بھی بڑی احتیاط برتی۔ پارلیمنٹ نے اس کی مذہبی اور بیرونی حکمت عملی کو پسند نہیں کیا۔ پارلیمنٹ نے ٹیسٹ ایکٹ اور ہابیس کورس ایکٹ پاس کر کے مطلق العنانیت کو دھکا لگایا۔

جیمس دوم ۔ اس نے قوانین کو اہمیت نہیں دی اور خلاف آئین ٹیکس لگا دیئے۔ اس نے "Declaration of Indulegence" نکالا۔ اس نے سات بشپوں کے مقدمات کی سماعت کی اور کیتھولکس کی موافقت کی۔ اس کے قوانین سے لوگ بدظن ہو گئے۔ انہوں نے اس کو تخت سے اتارنا چاہا۔ انہوں نے ولیم بادشاہ ہالینڈ کو انگلستان بلوایا۔ جیمس دوم فرانس چلا گیا اور ولیم و میری کو تاج پہنا دیا گیا۔ اس طرح ایک انقلاب پیدا ہوا یعنی بغیر خون دکشت کے حکومت ہی بدل گئی۔ اس انقلاب کو ۱۶۸۸ء کا شاندار انقلاب یعنی Glorious Revolution کہتے ہیں۔

ولیم سوم اور میری ۔ ان کے زمانہ میں پارلیمنٹ کی حکومت ہو گئی۔ بادشاہوں کا اقتدار ختم ہو گیا بل آف رائٹس کی رو سے بادشاہ نہ تو خلاف آئین ٹیکس لگا سکتا تھا اور نہ قوانین بنا سکتا تھا۔ اس طرح اکیٹورٹس کے زمانہ میں شہنشاہیت کا زوال ہو گیا۔

۹۔ اکبر اعظم کی فتوحات۔ انتظام سلطنت۔ اصلاحات اور مذہبی پالیسی

فتوحات ۔ اکبر نے ادے سنگھ اور میواڑ کے رانا پرتاپ کو شکست دی۔ اس نے گجرات بنگال اور بہار کو بھی فتح کیا۔ اس کے بعد اس نے کشمیر، سندھ اور قندھار میں فتوحات حاصل کیں۔ پھر دکن میں احمد نگر اور خاندیش کی ریاستیں بھی اس کے زیر نگیں ہو گئیں اس نے مغلیہ سلطنت کے حدود کو خوب بڑھایا۔

نظام سلطنت ۔ سلطنت کو دس صوبوں میں تقسیم کیا گیا۔ ملک کے انتظام کے واسطے اس نے صوبہ دار۔ دیوان۔ کوتوال۔ فوجدار اور دیگر افسروں کا تقرر کیا۔ وہ اعلیٰ افسروں کا تقرر خود ہی کرتا تھا اور انکو باقاعدہ تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ افسروں کے تبادلے بھی ہوا کرتے تھے۔ مال گذاری کا بندوبست

ٹوڈرمل کے سپرد کیا گیا تھا۔ اس نے اصلاحات کر کے حالات کو بہتر بنا دیا۔

اصلاحات ۔ زمین کی قسمیں کی گئیں اور پیداوار کے لحاظ سے مالگزاری مقرر کی گئی۔ پیداوار کا ۱/۳ حصہ مالگزاری کا رکھا گیا۔ اس نے کسانوں پر سے ٹیکس معاف کر دئے۔ اس نے منصب داری کو رواج دیا۔ اس نے اندرونی چنگی ٹیکس بھی ختم کر دیا۔ اس نے ہر معاملہ کی تحریر کو محفوظ رکھا۔ اس نے ہندوؤں پر سے جزیہ اور یاتری ٹیکس کو بھی ہٹا دیا۔ بیواؤں کی شادیوں کے رواج کو فروغ دیا۔ اس نے بچپن کی شادی دستی کو ممنوع قرار دیا۔ اس نے ہندوؤں کو اپنا خیر خواہ بنانے کے لئے ان کی لڑکیوں سے شادیاں کیں اور ان کو اعلیٰ عہدے بھی دیئے۔ اس نے درشن دینا اور تلک لگانے کی رسم کو بھی اختیار کر لیا تھا۔ ان باتوں سے اس نے عوام کو مغلیہ سلطنت کا خیر خواہ بنا لیا۔

مذہبی پالیسی ۔ اکبر ہندوستان میں اتحاد چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ جھگڑے اور فساد کی جڑ مذہبی اختلاف ہے وہ ایک ایسا مذہب نکالنا چاہتا تھا جس میں تمام مذہبوں کی اچھی اچھی باتیں موجود ہوں اور اس کو سب لوگوں کا مذہب بنانا چاہتا تھا۔ مبارک اور ابوالفضل کا اکبر کے خیالات پر کافی اثر تھا۔ اکبر کو مذہبی بحث و مباحثہ کا شوق تھا۔ اس نے فتح پور سیکری میں ایک عبادت خانہ بنایا اور ہر مذہب کے عالموں کو جمع کر کے تبادلہ خیالات کرنے لگا۔ اس کو ان مباحثوں سے اطمینان نہیں ہوا۔ آخر اس نے خود ہی مختلف مذہبوں کے اصولوں کو ملا کر ایک نیا مذہب نکالا جس کو دین الٰہی کہتے ہیں۔ خدا کی وحدانیت اس مذہب میں تھی اس مذہب کا اصول یہ بھی تھا کہ خدا تک پہنچنے کے واسطے کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ لوگوں کو مذہبی معاملات میں رواداری کرنا چاہیئے اس مذہب کے ماننے والوں کو اس کی ترقی کے واسطے مال و دولت اور زندگی کو قربان کرنے کی تلقین کی جاتی تھی۔ اکبر خدا کا نمائندہ سمجھا جاتا تھا لیکن اس مذہب کی مخالفت جاری ہی اور اکبر کی موت کے ساتھ اس کے نئے مذہب کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دراصل یہ اکبر کی ایک سیاسی حکمت عملی تھی جس کے ذریعہ سے وہ ہندوستان کے مختلف لوگوں میں اتحاد پیدا کر کے سلطنت کو مضبوط بنانا چاہتا تھا۔ اس نے اپنی حکمت عملی سے ہندوؤں کو مغلیہ سلطنت کا خیر خواہ بنا لیا۔ اور اپنے مشن میں کامیاب رہا۔ اکبر کا شمار دنیا کے بڑے بادشاہوں میں کیا جاتا ہے۔

۱۰۔ عہد شاہجہاں بحیثیت مغلیہ سلطنت کا زریں دور :

شاہ جہاں کا زمانہ واقعی سنہرا زمانہ تھا۔ مندرجہ ذیل باتوں سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اس کا زمانہ مغلیہ سلطنت کے عروج و ترقی کا زمانہ تھا۔ ملک میں امن و امان اور خوشحالی کا دور دورہ تھا۔

سلطنت کے حدود کا بڑھانا ۔ اس نے احمد نگر کا الحاق کیا۔ گولکنڈہ اور بیجا پور باجگزار ہو گئے اور اس کو خراج دیتے تھے۔ اس نے بلخ اور قندھار کو فتح کر لیا تھا لیکن وہ پھر ہاتھ سے نکل گیا پھر بھی اس کی سلطنت کے حدود اکبر کی سلطنت کے حدود سے زیادہ تھے۔ اس کے عہد میں لڑائیاں کم ہوئیں اور امن و امان اور خوشحالی رہی۔

نظام سلطنت ۔ سلطنت کو ۲۲ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مرشد قلی خاں نے دکن میں ٹوڈرمل کے بندوبست مالگزاری کو رائج کیا۔ شاہجہاں کے زمانہ میں جمنا کی نہر کی مرمت کی گئی اور راوی میں سے نہریں نکالی گئیں۔ زراعت کو ترقی ہوئی۔ عدل و انصاف ہوتا تھا۔ جرائم کم ہوتے تھے۔ تجارت کو ترقی ہوئی۔

خوشحالی اور ترقی ۔ ملک میں امن و امان کی وجہ سے لوگوں نے خوب تجارت کی اور خوب مالدار ہو گئے خوشحالی کا دور دورہ ہوا۔ لوگ بے خوف خطر چین سے زندگی گزارنے لگے۔ نہر ملک کے بند اور مالگزاری کے بندوبست سے زراعت کو ترقی ہوئی۔ کاشتکاروں کی آمدنی میں اضافہ ہوا۔ حکومت کو اب بجائے ۲۰ کروڑ کے ۳۰ کروڑ کی آمدنی مالگزاری سے ہونے لگی۔ طرح طرح کی صنعت و حرفت میں ترقی ہوئی پینٹنگ، موسیقی اور ادب کو عروج ہوا۔

فن عمارت ۔ شاہجہاں کو فن عمارت کا شوق تھا۔ اس نے اپنی ملکہ کا مقبرہ یعنی تاج محل بنوایا۔ یہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اس پر تین کروڑ روپیہ صرف ہوا اور بائیس سال میں پورا ہوا۔ آگرہ میں موتی مسجد بنائی گئی۔ اس نے شاہجہاں آباد کا شہر بنایا اور اس کو دیوان خاص۔ دیوان عام۔ جامع مسجد شاہ برج۔ رنگ محل اور دیگر خوبصورت عمارتوں سے زینت دی۔ اس نے اپنے واسطے تخت طاؤس بنوایا اس پر ساڑھے چھ کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ اس نے احمد آباد میں شاہ باغ بنوایا جو اب تک موجود ہے۔

شاہجہاں کے زمانہ میں ہر شعبہ میں ترقی ہوئی۔ اس کا زمانہ واقعی مغلیہ خاندان کے عروج شان و شوکت اور خوشحالی و امن و امان کا زمانہ تھا اور اس کے عہد کو زریں عہد کہنا بالکل صحیح ہے۔

۱۱۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے اسباب پر مختصر تبصرہ :

(۱) **برادرانہ لڑائیاں** ۔ مغل بادشاہ اپنے جانشینوں کو نامزد کرتے تھے۔ مثلاً بابر نے اپنی سلطنت کو اپنے لڑکوں میں تقسیم کر دیا اور دہلی کے تخت کے لئے ہمایوں کو نامزد کیا۔ ہمایوں کے بھائیوں نے ہمایوں سے جنگ کی۔ اسی طرح کی جنگ شاہجہاں کے لڑکوں میں ہوئی اور اورنگ زیب کے بعد بھی یہ ہی سلسلہ جاری رہا۔ ایسی لڑائیوں سے مغلیہ سلطنت کی بنیادیں کمزور ہو گئیں۔

(۲) **دکن کی لڑائیاں** ۔ دکن کی لڑائیوں سے بھی مغلیہ خزانہ میں کمی آئی اور بہت سے عمدہ سپہ سالار مارے گئے اور جانی و مالی نقصان ہوا۔

(۳) **کمزور جانشین** ۔ اورنگ زیب کے جانشین کمزور تھے اور انھوں نے مغلیہ سلطنت کو اور بھی کمزور کر دیا۔ آپس میں لڑ کر اپنی قوت ختم کر دی۔

(۴) **آزاد ریاستیں** ۔ دور دراز کے صوبے آزاد ہو گئے اور مغلیہ سلطنت کے کنٹرول سے باہر ہو گئے۔

(۵) **عیش و عشرت** ۔ مغلیہ خاندان کے آخری شہزادے اپنا وقت عیش و عشرت میں گذارنے لگے۔ سلطنت کے کاموں سے لاپرواہ رہنے لگے۔ اس عیش پرستی نے بھی سلطنت کو کمزور کر دیا۔

(۶) **نادر شاہ اور احمد شاہ کے حملے** ۔ ان کے حملوں نے تباہی و بربادی کی اور مغلیہ سلطنت کمزور ہو گئی۔

(۷) **انگریز** ۔ انگریزوں نے بنگال و کرناٹک میں اپنا اقتدار بڑھا کر مغلیہ سلطنت کو ختم کر دیا۔

۱۲۔ سیاسی مصنف مرکینٹیلزم اور متوسط طبقہ پر اجمالی نگاہ :

سیاسی مصنفین ۔ جوہن لاک۔ یہ ایک انگریزی فلسفی تھا۔ یہ ۱۶۳۲ء میں رنگٹن میں پیدا ہوا یہ ایک پیورٹین وکیل کا لڑکا تھا۔ اس نے آکسفورڈ میں فلسفہ، سائنس اور طب کی تعلیم حاصل کی۔ اس کو سیاسی وجوہات کی بنا پر غیر ممالک میں بھی رہنا پڑا۔ وہ بورڈ آف ٹریڈ کا کمشنر بھی رہا۔ ۱۷۰۴ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنے فلسفیانہ خیالات کا اظہار (Essay on Cancerning the Human Understanding) میں کیا ہے۔ وہ سیاسی فلسفی کی حیثیت سے مشہور ہے اس نے ایک کتاب On Civil Government لکھی ہے اس نے Social Contact کی تھیوری بنائی جس کی رو سے حکمراں کو ایسے حالات میں رعایا برطرف کر سکتی ہے۔ جب اس کی

حکومت میں ابتری اور بدنظمی پیدا ہو جائے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ رعایا کی آزادی جان و مال کی حفاظت کرنا اور امن و امان قائم رکھنا حکمران کا فرض ہے اگر ان فرائض کو پورا نہیں کرتا تو اس کو حکومت قائم کرنے کا حق حاصل نہیں رہتا۔ اس نے بتایا کہ انقلاب کے ذریعہ نااہل حکومت کو ختم کیا جا سکتا ہے اس کے خیالات کی امریکہ اور فرانس میں بڑی قدر ہوئی۔ اس کے خیالات سے امریکہ کے انقلاب، فرانس کے انقلاب اور انگلستان کے شاندار انقلاب کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔

(۲) **مانٹیسک** ۔ یہ ایک فرانسیسی مصنف تھا۔ اس نے مطلق العنان شہنشاہیت کی خوب ہی مخالفت کی۔ بادشاہوں کے Theory of Divine Right پر بار ہا حملے کئے۔ اور اس کی برائیوں کو بے نقاب کیا اس نے کہا کہ ہر حکومت کو رعایا کی ضرورت کو پورا کرنا چاہیئے اس نے کہا کہ آزادی و حقوق وغیرہ محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اگر حکومت کی قانون ساز مجلس۔ قانون پر عمل کرانے کی مجلس اور عدل و انصاف کو قائم رکھنے کی مجلس علیحدہ علیحدہ کر دی جائیں یعنی وہ حکومت کو (Legislature, Executive & Judiciary) کے شعبہ جات میں تقسیم کرنا چاہتا تھا۔

(۳) **روسیو** ۔ یہ بھی ایک فرانسیسی مصنف تھا۔ انقلاب کا حامی تھا۔ اس کے خیالات انقلابی تھے اس نے انقلاب کی تھیوریز بنائیں۔ اس نے یہ سکھایا کہ حکومت کی بنیاد Social Contact پر ہونی چاہیئے یعنی رعایا کی رضامندی کے مطابق ہونی چاہیئے اس کی رائے میں جمہوریت بہترین قسم کی حکومت ہے۔ انقلاب اس کا مقولہ تھا۔ اس نے آزادی۔ مساوات اور بھائی چارہ پر زور دیا یعنی وہ Liberty, Equality and Fraternity کا قائل تھا۔ اس کی کتاب سوشل کونٹیکٹ، جمہوریت کی بائیبل ہے۔ اس کا اثر فرانس پر اور براعظم یورپ کے دیگر علاقوں پر بھی پڑا۔

(۴) **جیرمی بینتھم** ۔ یہ ایک انگریزی سیاسی فلسفی تھا۔ ۱۵ فروری ۱۷۴۸ء کو پیدا ہوا۔ اس کی تعلیم آکسفورڈ کے ویسٹ منسٹر اور کوئین کالج میں ہوئی۔ اس نے 'A Fragment on Government' ایک کتاب لکھی اس کی سب سے مشہور کتاب کا نام 'Introduction to the Principles of Morals and Legislation" ہے۔ اس کا خیال تھا کہ قوانین بنانے کا مقصد زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ وہ کہتا تھا کہ لوگوں کے کاموں سے حکومت کی مداخلت کم ہونی چاہیئے۔ وہ انفرادیت (Individualism) اور آزادی (Liberalism) کا حامی تھا۔

مرکنٹیلزم اور اوسط درجہ کا طبقہ ۔ سترھویں اور اٹھارھویں صدی میں اس تھیوری کی قدر بڑھ گئی۔ اس کے مطابق ایک ملک کی تجارت ۔ صنعت وحرفت اور دیگر معاشی مسائل پر حکومت کا کنٹرول ہونا چاہئے۔ اس کے خاص خاص اصول یہ تھے (۱) دولت کا انداز کسی ملک کی قیمتی دھاتوں سے لگانا چاہئے (۲) تجارت میں ایک توازن رہنا چاہئے (۳) نوآبادیات کو کچے مال کا ذخیرہ اور تیار شدہ مال کا مارکٹ سمجھنا چاہئے (۴) آزاد تجارت اور نوآبادیات میں سامان تیار کرنے پر پابندیاں ہونی چاہئیں۔

فزیوکریٹس ۔ یہ فرانس کا رہنے والا تھا۔ اس نے مرکنٹیلزم تھیوری پر نکتہ چینی کی۔ وہ آزاد تجارت کا قائل تھا اور اسی بات کو مانتا تھا کہ ہر شخص کو اس وقت تک جبکہ وہ دوسروں کے حقوق میں مداخلت نہ کرے اس کو آزادی کے ساتھ تجارت کرنے کا حق حاصل ہے۔ تجارت میں عدم مداخلت یعنی (Laissez Faire) ان کا نعرہ تھا۔ اڈم اسمتھ مشہور علم معاشیات کے ماہر کا خیال تھا کہ تجارت میں مونوپلی کو ختم کر دیا جائے اور تجارتی پابندیاں دور کی جائیں اور تجارت میں باقاعدگی پیدا ہونا چاہئے۔ اس کے خیال کے مطابق صرف محنت ہی دولت کا ذریعہ ہے نہ کہ صنعت وحرفت اور بیوپار اور اس کے لوازمات ہیں۔ اس کے خیال کے مطابق ہر شخص کو معاشی آزادی ملنی چاہئے۔

چونکہ قیمتی دھاتیں جیسے سونا اور چاندی دوسرے ممالک کو چیزوں کے عوض میں بھیج دی جاتی تھیں اس لئے ملک کے اندر ڈھالے ہوئے سکوں کی وجہ سے تجارت میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ اس وجہ سے سونا چاندی کی کانوں کی تلاش کی گئی اور یورپ میں زیادہ تعداد میں سکے ڈھالے جانے لگے۔ سکوں کی تعداد بڑھنے کی وجہ سے چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئیں اور تجارت کو فروغ ہوا اور ملک میں سرمایہ داری کی ابتدا ہو گئی۔ سرمایہ داری کی وجہ سے بنک ۔ بیمہ کمپنی اور حصوں اور دیگر چیزوں کی خرید وفروخت کے ادارے وغیرہ تجارتی میدان میں آگئے۔

دولت نے سوسائٹی میں بھی تبدیلی کر دی۔ اعلیٰ طبقہ کے لوگ شہروں میں چلے گئے اور وہاں رہ کر انہوں نے بھی تجارت میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ اس طرح زمانہ وسطیٰ کا جاگیرداری کا نظام ختم ہو گیا اور ایک نیا طبقہ وجود میں آیا جسکو متوسط طبقہ کہتے ہیں۔ Serfs لوگ جاگیرداروں کی غلامی سے آزاد ہو گئے اور ترقی کے ہر شعبہ میں حصے لینے لگے۔ اس طبقہ کی قدر ومنزلت بڑھ گئی اور اس نے سیاست میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا۔ یہ طبقہ خوشحال تھا۔ اپنی ضرورتیں خود پوری کر سکتا تھا۔ لیکن اس زمانہ کے عوام سرمایہ داروں کے رحم وکرم پر تھے۔ سرمایہ داروں کا طبقہ روز افزوں ترقی کرتا تھا اور عوام اس کے مظالم کے شکار رہتے تھے۔

اس کے علاوہ شہنشاہوں کے قہر آلود نگاہیں بھی ان ہی پر پڑتی تھیں۔ تنگ آکر انقلاب کا نعرہ شروع کر دیا گیا۔ اور انگلستان۔ امریکہ۔ فرانس و روس میں انقلابات ہوئے۔ جن کا ذکر اگلے باب میں آئے گا۔

سوالات

۱۔ بحری قوت کی اہمیت بتائیے۔

۲۔ امریکہ میں نو آبادیات کے قیام کی غرض سے مختلف ممالک کی رقابت کی وضاحت کیجئے اور اس کے نتائج بتائیے۔

۳۔ افریقہ کی نو آبادیات پر مختصر نوٹ لکھئے۔

۴۔ ہندوستان میں نو آبادیات کی کشمکش پر اپنے خیالات کا اظہار کیجئے۔

۵۔ یورپین اقوام کی چین میں دوڑ سے متعلق معلومات لکھئے۔

۶۔ جاپان میں یورپ کے لوگوں کے بارے میں مختصر نوٹ لکھئے۔

۷۔ مطلق العنان شہنشاہیت کی وضاحت کیجئے۔ روس کے پیٹر، پروشیا کے فریڈرک اور فرانس کے لوئیس چہاردہم مطلق العنان شہنشاہیت کے خطاب کے کیوں مستحق تھے؟

۸۔ اسٹریا اور اسپین کی شہنشاہیت کے بارے میں اپنی معلومات لکھئے۔

۹۔ "انگلستان کے ہنری ہشتم کی شخصیت عظیم اور مطلق العنان تھی" اس قول کی وضاحت کیجئے۔

۱۰۔ "ملکہ الزبتھ کا دور انگلستان کا عہد زرین تھا" اس قول کے بارے میں اپنی رائے لکھئے۔

۱۱۔ اسٹورٹس کے زمانہ کے زوال کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

۱۲۔ اکبر اعظم کی فتوحات۔ انتظام سلطنت۔ اصلاحات اور مذہبی پالیسی پر تبصرہ کیجئے۔

۱۳۔ "شاہجہاں کا عہد مغلیہ سلطنت کا عہد زریں تھا"، اس قول کی وضاحت کیجئے۔

۱۴۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے اسباب بیان کیجئے۔

۱۵۔ مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھئے:۔

(۱) سیاسی مصنف (۲) مرکنٹلزم (۳) متوسط طبقہ

چودھواں باب

انگریزی انقلاب۔ امریکہ کا انقلاب۔ فرانسیسی انقلاب اور نیپولین۔ صنعتی انقلاب اور سوشلزم

۱۔ انگریزی انقلاب پر سرسری نظر

انگریزی انقلاب ۱۶۸۸ء ۔ اسٹورٹ بادشاہ پارلیمنٹ کی پرواہ نہیں کرتے تھے خلاف آئین کام کرتے تھے۔ عوام پر مظالم ہوتے تھے وہ ڈوائن رائٹ آف کنگ ' کے قائل تھے۔ لوگ ان کو پسند نہیں کرتے تھے۔ انھوں نے چارلس اول کو ختم کردیا چارلس دوم اور جیمس دوم بھی اپنے آپ کو پارلیمنٹ کے اسٹی دا نفسل سمجھتے تھے۔ وہ کیتھولک چرچ کے عقیدے رکھتے تھے اور اپنی قوت کے ذریعہ انگلستان کو کیتھولک بنانا چاہتے تھے، چارلس دوم کیتھولک تھا لیکن اس نے مرنے سے پہلے کبھی اس کا اظہار نہیں کیا لیکن جیمس دوم نے علی الاعلان اپنے کو کیتھولک کہا اور پارلیمنٹ کے قوانین کی مخالفت کی۔ اس نے ونیوں کے غصہ کی آگ کو بھڑکا دیا اس کے دو لڑکیاں تھیں۔ ایک میری دوسری این یہ عقائد کے لحاظ سے پروٹسٹینٹ تھیں لیکن ۱۶۸۸ء میں جیمس کی دوسری بیوی سے جو کیتھولک تھی ایک لڑکا پیدا ہوا۔

انگریزی قانون کے مطابق اس لڑکے کو تخت ملنا چاہیے تھا۔ انگریزوں کو ڈر پیدا ہوا کہ یہ اپنے باپ کی طرح کیتھولک ہوگا۔ ایسے حالات میں ڈی سینٹرس اور اینگلی کینس نے آپس کے اختلافات کو بھلا دیا اور ہدایات پر متفق ہوگئے کہ جیمس کی لڑکی میری اور اس کے شوہر ولیم آف اورنج کو بلالیا جائے۔ چنانچہ میری اور ولیم انگلستان آئے اور ایک فوج کے ساتھ لندن میں داخل ہوگئے۔ جیمس کے سپاہیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور جیمس فرانس بھاگ گیا۔ کسی طرح کی خونریزی نہیں ہوئی۔ یہ انقلاب بغیر خون و کشت کے ہوا۔ اس انقلاب میں پارلیمنٹ کی فتح ہوئی اور جمہوریت کا آغاز ہوا۔

اہمیت ۔ انگلستان کی تاریخ میں یہ انقلاب نہایت اہم ہے (۱) اس نے عوام اور بادشاہ کی کشمکش کو ختم کردیا (۲) ڈوائن رائٹ آف کنگس ' کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ انگلستان میں شہنشاہیت اب محدود شہنشاہیت ہوگئی (۳) بادشاہ نے پارلیمنٹ کی طاقت کو تسلیم کرلیا اور پارلیمنٹ کو

اعلیٰ وافضل سمجھنے لگا (۴) رول آف لا انگلستان میں بنایا گیا اور بادشاہ کو ملک کے قانون کی پابندی کرنی پڑی (۵) جج لوگ آزاد ہو گئے اور بادشاہ کا دباؤ اور اثر ان پر نہیں رہا (۶) اب انفرادی آزادی محفوظ ہو گئی (۷) پارلیمنٹ نے بہت سے قوانین بنائے جو جمہوری نظام کے مطابق تھے۔

امریکہ کا انقلاب

۲۔ امریکہ کے انقلاب کے وجوہات و اثرات:

وجوہات ۔ فرانس اور انگلستان کی نوآبادیات سے متعلق جو لڑائیاں ہوئی تھیں ان کو امریکہ کے انقلاب کا ذمہ دار کہا جاتا ہے۔ برطانیہ کا تقریباً ......۵ پونڈ خرچ ہوا تھا۔ برطانیہ اس نقصان کو پورا کرنے میں امریکہ کی نوآبادیات سے ٹیکس کی شکل میں رقم لینا چاہتا تھا (۱) لہٰذا اسٹامپ ایکٹ پاس کیا گیا اور اس کی رو سے نوآبادیات کے باشندوں کو اسٹامپ لگے ہوئے کاغذات تحریروں میں استعمال کرنے پڑتے تھے۔ یہ دیکھ کر امریکہ والوں نے یہ نعرہ بلند کیا کہ بغیر امریکہ کی نمائندگی کے ٹیکس بھی نہیں ہو سکتا۔ ایسے حالات میں انگلستان نے اس ایکٹ کو منسوخ کر دیا۔ لیکن یہ بھی طے کر دیا گیا کہ انگلستان کو اپنی نوآبادیات میں بھی ٹیکس لگانے کا حق ہر وقت حاصل ہے اس فیصلہ سے امریکہ کے لوگ اور بھی بھڑک گئے (۲) اس سے بھی زیادہ اشتعال ان ایکٹ سے پیدا ہوا جو صنعت و حرفت اور تجارت کے متعلق تھے مثلاً نیوی گیشن ایکٹ کی رو سے یہ بات طے کر دی گئی کہ جو مال بھی انگلستان یا اس کی نوآبادیات میں بھیجا جائے گا وہ صرف انگریزی جہازوں میں ہی جا سکتا ہے (۳) اس کے علاوہ اسٹیپل ایکٹ کی رو سے یہ بات طے ہو گئی کہ اگر کوئی مال یورپ کے ملکوں سے نوآبادیات میں روانہ کیا جائے تو وہ پہلے انگلستان جائے پھر نوآبادیات میں لے جایا جائے (۴) ایک اور ایکٹ کی رو سے نوآبادیات کو کچھ چیزیں تیار کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی اور ایسی چیزوں کی وہاں صنعت و حرفت نہیں ہو سکتی تھی (۵) سات سالہ جنگ کے بعد انگلستان نے امریکہ کے اندرونی معاملات میں بھی مداخلت شروع کر دی حالانکہ ان کو اندرونی معاملات میں پہلے بالکل آزادی دے رکھی تھی (۶) نوآبادیات کو ایسی چیزیں خریدنے پر مجبور کیا جاتا تھا جن پر چنگی دینی پڑتی تھی مثلاً شیشہ، کاغذ، رنگ اور چائے (۷) ۱۷۶۴ء میں شوگر ایکٹ پاس ہوا۔ اس کی رو سے

جو شکر باہر سے آتی تھی اس پر ٹیکس یا چنگی دینی پڑتی تھی۔ اس طرح کے ٹیکس جمع کرنے کے واسطے افسر مقرر تھے۔ جہاز کو دیکھتے تھے اور سختی سے ٹیکس جمع کرتے تھے (۸) یہ دیکھ کر سوداگر بھی ٹیکس سے بچنے کے لئے اپنے جہازوں کو رات کے وقت روکنے لگے اور مال کو ایسی جگہ چھپا دیتے جہاں افسروں کو یہ سامان ملنا مشکل تھا۔ ایسے حالات میں افسروں کو گھروں کے اندر جا کر بھی مال تلاش کرنے کی اجازت دیدی گئی تھی۔ اس بات سے لوگوں میں اور بھی اشتعال پیدا ہو گیا۔ اور حالات نے خطرناک صورت اختیار کی تو پارلیمنٹ نے سوائے چائے کے اور دیگر چیزوں کا ٹیکس ختم کر دیا۔ نو آبادیات کے لوگوں نے پکا ارادہ کر لیا کہ وہ ایسی چائے نہیں خرید سکتے جس پر ٹیکس ہو۔ ادھر پارلیمنٹ نے اور بھی سپاہی بھیج دئے تاکہ قوانین پر عمل کرایا جا سکے۔ ایک ہزار سپاہی بوسٹن میں تعینات کر دئے گئے۔ اس بات سے اشتعال کی چنگاری اور بھی بھڑک گئی جب چائے سے لدا ہوا جہاز بوسٹن کے بندرگاہ پر پہونچا تو اس کو برباد کر دیا گیا اور چائے کو سمندر میں پھینک دیا گیا۔ انگلستان نے سختی سے کام لیا۔ بوسٹن کی بندرگاہ بند کر دی اور Massachusetts کو تجارتی فرمان سے محروم کر دیا گیا ۱۷۷۵ء میں جنگ کا اعلان ہو گیا۔ ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو تیرہ نو آبادیات کے نمائندوں نے اعلان آزادی (Declaration of Independence) پر دستخط کئے اور انہوں نے اس بات کا اعلان کر دیا کہ وہ برطانیہ کے ماتحت یعنی اس کی رعایا نہیں ہیں بلکہ اب وہ بالکل آزاد ہیں۔ انہوں نے ایک فوج بنائی اور جارج واشنگٹن کو اس فوج کا کمانڈر انچیف بنایا۔

انگلستان کی شکست ۔ فرانس۔ اسپین اور ہالینڈ کو انگلستان سے دشمنی تھی۔ ان ملکوں نے امریکہ کی آزادی کو تسلیم کر لیا اور جنگ میں نو آبادیات کی مدد کی۔ آخر کار انگلستان کو شکست ہوئی۔ اور ورسیلیس کی صلح ہوئی۔ اس صلحنامہ پر ستمبر ۱۷۸۳ء میں دستخط ہوئے۔

صلح کی شرائط ۔ (۱) امریکہ کی نو آبادیات کی آزادی تسلیم کر لی گئی (۲) اسپین کو مینارکا اور فلوریڈا کے علاقے مل گئے (۳) فرانس کو ٹباگو۔ سینیگل۔ گوری وغیرہ کے علاقے مل گئے۔ اس وقت سے نو آبادیات کو (U.S.A.) کہا جانے لگا۔

حکومت ۔ فیڈرل حکومت بنائی گئی۔ ہر ریاست اپنے اندرونی معاملات کے انتظام کے واسطے اپنی ذاتی حکومت رکھتی تھی۔ اس کے علاوہ ان ریاستوں کی یونین سے متعلق معاملات

کے واسطے ایک ایک فیڈرل پارلیمنٹ بنائی گئی جس میں دو ایوان ہوتے تھے۔ ۱۷۸۹ء میں جارج واشنگٹن کو ایسی حکومت کا صدر بنایا گیا اس نے نہایت عمدہ کام کیا اور اس عہدے پر آٹھ سال رہا۔

اثرات ۔ امریکہ کے انقلاب کے مندرجہ ذیل اثرات ہوئے:۔ (۱) انگلستان کا اقتدار کم ہو گیا (۲) جارج سوم بدنام ہو گیا۔ اور لارڈ نارتھ کو استعفیٰ دینا پڑا اور وگ اور ٹوری پارٹیاں پیدا ہوئیں (۳) فرانس نے امریکہ کی مدد کی تھی اس کی مالی حالت کمزور ہو گئی۔ فرانس کے جو لوگ امریکہ کی آزادی میں لڑے تھے ان میں بھی آزادی کے خیالات پیدا ہو گئے۔ امریکہ کے انقلاب کا فرانس کی سیاست پر بھی اثر پڑا۔ کہا جاتا ہے کہ کسی حد تک امریکہ کا انقلاب فرانس کے انقلاب کا ذمہ دار تھا (۴) آئرلینڈ کے لوگوں نے بھی سبق سیکھا۔ وہاں پروٹیسٹنٹ اور کیتھولک میں اتحاد ہو گیا۔ اور آزادی حاصل کرنے کی متحدہ کوششیں کی گئیں (۵) اس انقلاب کی وجہ سے برطانیہ کے ہاتھ سے ایک بڑا علاقہ نکل گیا۔ لیکن کینیڈا میں اس کی طاقت بڑھ گئی اور بہت سے وفادار نوآبادیات سے بھاگ کر کینیڈا چلے گئے جہاں ان کو ہر طرح کی سہولت دی گئی (۶) امریکہ کے انقلاب نے لوگوں کے نظریات و خیالات ہی بدل دئے۔ آزادی جمہوریت اور ظالم حکومت کے خلاف انقلاب پیدا کرنے کے حق کے متعلق لوگوں میں بیداری پیدا ہو گئی۔

کامیابی کے وجوہات ۔ اس انقلاب کی کامیابی کے کئی وجوہات تھے (۱) انگلستان کو بہت دور جا کر جنگ کرنی پڑی جہاں سامان کا پہنچانا بڑا مشکل کام تھا (۲) انگریز سپاہیوں کو ایک غیر مانوس جگہ لڑنا پڑا۔ یہ لوگ زمین پر لڑنے کے عادی نہیں تھے۔ اس کے علاوہ ان کے جنرل بھی اچھے نہیں تھے (۳) اس جنگ میں فرانس۔ اسپین اور ہالینڈ وغیرہ نے نوآبادیات کی مدد کی (۴) انگلستان کو یہ بھی ڈر لگا ہوا تھا کہ کہیں کوئی ملک اس پر حملہ نہ کر دے (۵) واشنگٹن نے اپنی شجاعت اور جرنیلی کے ایسے جوہر دکھائے کہ انگریز سپہ سالار اس کی تاب نہ لا سکے۔ ان تمام وجوہات سے یہ انقلاب کامیاب رہا اور آبادیات کی آزادی کو تسلیم کر لیا گیا۔

امریکہ کی خانہ جنگی

۳۔ امریکہ کی خانہ جنگی کے وجوہات ۔ واقعات اور اثرات:

وجوہات۔ (۱) یہ خانہ جنگی قومی۔ معاشی اور سماجی قوتوں کی وجہ سے وجود میں آئی (۲) یہ خانہ جنگی جنوبی امریکہ کی ریاستوں اور شمالی امریکہ کی ریاستوں کے درمیان ہوئی تھی (۳) جنوبی ریاستیں یونین کو چھوڑ کر آزاد ہونا چاہتی تھیں لیکن شمال کی ریاستیں یونین کو قائم رکھنا چاہتی تھیں اور امریکہ کو ایک آزاد قوم کی حیثیت سے فروغ دینا چاہتی تھیں (۴) شمالی ریاستوں میں صنعتی و تجارتی طبقہ تھا اور جنوبی ریاستوں میں زمینداروں کا طبقہ تھا۔ شمال میں کاریگر تھے اور جنوب میں غلام تھے۔ شمال کا کاریگر طبقہ جنوب کے غلامی کے رواج کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا (۵) یہ دراصل دو مختلف تہذیبوں میں تنازعہ تھا۔ شمال کی تہذیب میں جمہوریت کے قائل اور ترقی یافتہ لوگ تھے جنوب کی تہذیب میں لوگ غلامی سے جکڑے ہوئے تھے۔ قدامت پسند اور امراء کا طبقہ تھا (۶) شمال اور جنوب کا جھگڑا غلامی کی وجہ سے اور بھی بڑھ گیا۔ شمالی ریاستیں غلامی کو آزاد ملک کے اوپر ایک بدنما داغ سمجھتی تھیں۔ انہوں نے غلامی کو ختم کرنے کے مقصد سے ایک ری پبلک پارٹی بنائی۔ جنوبی ریاستیں غلامی کو قائم رکھنا چاہتی تھیں کیونکہ غلاموں کے بغیر زمین کا کام نہیں چل سکتا تھا (۷) ۱۸۶۰ء میں صدارت کا انتخاب ہوا۔ ڈیموکریٹک پارٹی اور ری پبلکن پارٹی نے اپنے امیدوار کھڑے کئے۔ ابراہم لنکن ری پبلکن پارٹی کا امیدوار تھا۔ ابراہم لنکن کو منتخب کر لیا گیا۔

۱۸۶۱-۱۸۶۵

خاص خاص واقعات ۔ یہ جنگ اس وقت شروع ہوئی جب جنوبی کارولینا یونین سے الگ ہو گیا۔ اس کی تقلید دوسری ریاستوں نے بھی کی۔ ان ریاستوں نے (Confederate State of America) بنائی اور ایک عارضی طور سے گورنمنٹ بھی بنائی اور جیفرسن ڈیوس کو صدر بنایا گیا۔ ۱۲ اپریل ۱۸۶۱ء کو (Federel Fort Sumpter) پر گولیاں برسائی گئیں اور یہ جنگ شروع ہو گئی۔ بل رن کے مقام پر شمال کو نقصان اٹھانا پڑا اور جنوب کے جنرل لی کو گیٹسبرگ کی طرف ہٹنا پڑا ہے وکسبرگ کے مقام پر گرانٹ کو فتح ہوئی۔ ان دو لڑائیوں نے جنگ کا رخ ہی بدل دیا۔ جنرل لی نے ۹ اپریل ۱۸۶۵ء کو اپومیٹکس کے مقام پر ہتھیار ڈال دئے اور جنرل جونسن نے ۲۶ اپریل ۱۸۶۵ء کو گرینس رو کے مقام پر ہتھیار ڈال دئے۔ امریکہ کی اس جنگ میں یورپ کے تجارتی طبقوں نے جنوب کا ساتھ دیا۔ فرانس نے

جنوب کے ساتھ ہمدردی کی۔ انگریز دستکار طبقہ نے دونوں کا ساتھ دیا۔ جب ابراہیم لنکن نے کامیابی کے آثار دیکھے۔ اس نے یو۔ ایس۔ اے کے ہر غلام کو آزادی کا پیام سنایا۔ ۱۴ اپریل ۱۸۶۵ء کو واشنگٹن تھیٹر میں ابراہام لنکن کو گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ اس جنگ میں شمال کو فتح و نصرت ہوئی۔

نتائج (۱) غلامی ختم ہوگئی لنکن ابراہام لنکن کی جان گئی (۲) جنوب کو بے حد نقصان پہنچا۔ ان کی حکومت شمال کے ہاتھوں میں پہونچ گئی (۳) جنوبی کارولینا کے حکمراں عیش و عشرت میں دن گذارتے تھے اور عوام مصیبتیں اٹھاتے تھے (۵) زمینداروں پر ٹیکس لگا کر ان کو تباہ کیا گیا (۶) غریب گوروں کو نیگروں سے بڑا نقصان پہنچا اس لئے انھوں نے پوشیدہ سوسائٹیاں قائم کیں تاکہ ان کو دھمکیاں دیتی رہیں۔ امریکہ کی تاریخ میں یہ جنگ بڑی اہمیت رکھتی ہے اگر یہ جنگ نہ ہوتی تو آج امریکہ کا نقشہ ہی مختلف ہوتا۔ اس جنگ نے جمہوریت پسند لوگوں کو تقویت دی۔

فرانسیسی انقلاب

۴۔ فرانسیسی انقلاب کے وجوہات۔ واقعات اور اثرات پر تبصرہ

وجوہات۔ (۱) بادشاہ (King) فرانس کے بادشاہ اپنے ہاتھ میں کل اختیارات رکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اپنے ہوں کے جوابدہ وہ صرف خدا کو ہیں۔ لوئیس چہاردہم کہتا تھا "میں سلطنت ہوں"۔ لوئیس شش دہم کا کہنا تھا "سب سے اعلیٰ و افضل میں ہوں۔ قوانین بنانے کے سارے اختیارات مجھے حاصل ہیں مجھے کسی کے تعاون کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کوئی میرے معاملہ میں دخل اندازی کا حق رکھتا ہے"۔ لوگوں جب چاہے گرفتار یا قید کر دیتے تھے۔ لوگوں کے مقدموں کی سماعت تک نہیں ہوتی تھی۔ لوئیس ششم دہم نے فرانس کے حالات کو درست نہیں کیا۔ فرانسیسی بادشاہ عیش و عشرت کی زندگی شاہی محل میں گذارتے تھے۔ ان کو اپنے ملک اور اپنی رعایا کی پرواہ تک نہیں ہوتی تھی۔ لوئیس پنج دہم ناچ گانے اور شکار وغیرہ میں مست رہتا تھا۔ اپنی بیگمات پر خوب خرچ کرتا تھا۔ اسی طرح لوئیس ششم دہم کی ملکہ میری اینٹونیٹ بھی خوب فضول خرچی کرتی تھی۔ لوئیس چہاردہم لڑائیوں میں کافی خرچ کر چکا تھا ان بادشاہوں کی نالائقی رنگ لائی اور فرانسیسی انقلاب کی داغ بیل ڈال دی۔

(۲) **امراء مذہبی پیشوا اور عوام کی حالت۔** امراء اور مذہبی طبقہ صاحب اقتدار تھا۔

زیادہ تر گورنمنٹ کی ملازمتیں ان کو ملتی تھیں۔ زمینیں اور جاگیریں ان کو دی جاتی تھیں۔ امرا لوگ کاشتکاروں سے پیداوار کا بھی حصہ لیتے تھے۔ ان لوگوں کے پاس مال و دولت خوب تھی۔ عوام کی حالت بہت خراب تھی۔ ان کو سرکاری ملازمتیں نہیں ملتی تھیں۔ ان کو زمینیں بھی ملتی تھیں۔ ان پر مظالم ہوتے تھے اور کوئی فریاد نہیں سنتا تھا۔

(۳) سماجی اور معاشی مساوات کی کمی ۔ امرا کا طبقہ اور مذہبی طبقہ سماجی اعتبار سے اعلیٰ وافضل سمجھا جاتا تھا۔ کاشتکاروں اور دیگر ادنیٰ لوگوں کی عزت نہیں ہوتی تھی۔ ان بچاروں کو حقیر سمجھا جاتا تھا۔ امیروں کے واسطے الگ قانون تھے اور غریبوں کے لئے الگ قانون تھے۔ امرا لوگ فوجی نوکری سے مستثنیٰ تھے مگر عوام کو فوجی نوکری کرنی پڑتی تھی۔ امرا اور مذہبی طبقہ کو مفت سب کچھ مل جاتا تھا اور عیش و عشرت کی زندگی گذرتی تھی۔ مگر عوام کو روزی کمانے کے لئے سخت محنت کرنی پڑتی تھی۔ امرا کا طبقہ اور مذہبی اقتدار والا طبقہ بہت سے ٹیکسوں سے بھی مستثنیٰ تھا اور جو ٹیکس ان پر ہوتا تھا وہ بھی ادا نہیں کرتے تھے۔ برخلاف اس کے عوام کو بہت زیادہ ٹیکس دینا پڑتا تھا۔ ٹیکس وصول کرنے کا حق بیچ دیا جاتا تھا۔ ٹیکس وصول کرنے والے بڑی زیادتیاں کرتے تھے۔

(۴) قانون کا اختلاف ۔ فرانس میں بہت سے ضلعے تھے۔ ہر ضلع کی حکومت۔ قانون اور رسم و رواج دوسرے ضلع سے بالکل مختلف ہوتے تھے۔ بادشاہ نے حکومت اور قانون میں یکسانیت پیدا کرنے کی بھی کوشش نہیں کی۔ ۳۶۰ مختلف قوانین اور رسم و رواج تھے۔ ایک ہی جرم کی مختلف ضلعوں میں مختلف سزا ہوتی تھی۔ یہ فرق بھی فرانسیسی انقلاب کا ایک سبب بنا۔

(۵) فرانسیسی مصنف اور فلسفی ۔ ڈیڈروٹ۔ والٹیر۔ مانٹیسک۔ روسیو کی تحریروں نے بھی روسی انقلاب پیدا کرنے میں حصہ لیا۔ والٹیر نے آزادی کی تعریف کی۔ شہنشاہیت کی مذمت اور برائی کی۔ اس کے عیوب کو بے نقاب کیا۔ مانٹیسک نے کہا کہ اصلی حکومت وہ ہے جو عوام کی ضرورتوں کو پورا کرے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ قانون بنانے۔ قانون پر عمل کرانے اور فیصلہ کرنے کی مجلسیں الگ الگ ہونی چاہئے۔ ڈیڈروٹ نے انسائیکلوپیڈیا لکھ کر اپنے زمانہ کی خرابیوں پر نکتہ چینی کی۔ روسیو نے اپنی کتاب Le – Contrat Social لکھ کر لوگوں کے دماغ میں آزادی اور انقلاب کے خیالات پیدا کر دئے۔ اس نے ظالم بادشاہوں کی مذمت کی۔

(۶) امریکہ کا انقلاب ۔ امریکہ کے انقلاب میں فرانسیسیوں نے حصہ لیا تھا جب یہ لوگ امریکہ

سے واپس آئے تو انھوں نے بھی فرانس میں آزادی مساوات اور انقلابی خیالات پھیلائے اور انقلاب کی کوشش کی۔

واقعات۔ مئی ۱۷۸۹ء میں اسٹیٹس جنرل کی میٹنگ ہوئی اور عوام نے اس پر قابو پالیا۔ اور یہ قومی مجلس میں تبدیل ہوگئی۔ اسی اثناء میں مجمع نے سیاسی قیدیوں کو آزاد کرانے کے لئے بیسٹائل کے جیل خانہ پر حملہ کردیا۔ عوام بادشاہ کی طرف سے بھی بدظن ہو گئے تھے چنانچہ ہر جگہ بغاوت پھیل گئی۔

(الف) اندرونی تبدیلیاں۔ قومی مجلس نے مندرجہ ذیل اصلاحات کیں:۔ (۱) جاگیرداری کے اقتدار و اختیار کو ختم کردیا (۲) serfdom کا بھی خاتمہ ہوگیا (۳) گرجا گھروں کے نذرانے بھی بند کردئے گئے (۴) ان ٹیکسوں کو بھی ختم کردیا گیا جو غریبوں سے امرا اور پادری وغیرہ لیا کرتے تھے (۵) اس کا اعلان کیا گیا کہ تمام شہری عزت و مرتبہ کے حقدار ہیں اور ہر شہری کو اعلیٰ ملازمت حاصل کرنے کا حق حاصل ہے ہر شہری سرکاری نوکری کا بھی مستحق ہے (۶) امراء کی جاگیریں توڑ کر کاشتکاروں میں تقسیم کردی گئیں۔

(ب) انسان کے حقوق کا اعلان۔ اسمبلی نے حقوق کے متعلق ایک فرمان نکالا جس میں مندرجہ ذیل باتوں پر زور دیا گیا تھا۔ (۱) تمام لوگوں کو مساوی حقوق حاصل ہیں (۲) سب لوگوں کے واسطے یکساں قوانین بنانا چاہیے اور ان قوانین کو لوگوں کے نمائندے بنائیں (۳) کسی شخص کو خلاف قانون گرفتار یا قید نہیں کیا جاسکتا (۴) ہر شخص کو تحریری و تقریری آزادی حاصل ہے (۵) کسی شخص کو اسکی ملکیت سے محروم نہیں کیا جاسکتا (۶) ٹیکس کی مقدار۔ اس کا جمع کرنا اور مالگذاری کی آمدنی کا خرچ کرنا ہر شخص یا اس کے نمائندہ کی رائے سے طے ہونا چاہیے۔

(ج) انتشار۔ بادشاہ نے مندرجہ بالا اعلان کے تسلیم کرنے میں تردد کیا اور بادشاہ کے متعلق یہ بات بھی مشہور ہوگئی کہ وہ پوشیدہ طور سے انقلاب پھیلانے والوں کی بیخ کنی کی ترکیبیں کررہا ہے پھر کیا تھا۔ مجمع کو اشتعال آگیا اور انہوں نے سیاسی قیدیوں کو بیسٹائل پر حملہ کرکے آزاد کردیا۔ شاہی خاندان کو قید کردیا اور فرانس کے دیگر حصوں میں بھی انتشار اور بغاوت شروع ہوگئی۔

(د) باہر سے مداخلت۔ بادشاہ نے دیگر ممالک کے بادشاہوں سے مدد مانگی۔ اسٹریا اور پروشیا کے بادشاہوں نے مدد کرنے کے ارادہ سے حملہ کرنے کی تیاریاں کیں۔ یہ حالات دیکھ کر انقلاب کرنے والوں نے ان سے جنگ کا اعلان کردیا اور ری پبلک قائم کرنے کا پکا ارادہ کرلیا۔ ۱۷۹۳ء میں بادشاہ اور ملکہ کو پھانسی دیدی گئی۔ قتل و غارت شروع ہوگئی۔ ملک پر حکومت کرنے کے واسطے

نو ممبروں کی ایک کمیٹی بنائی گئی۔ روبرس پیر اس کا ڈکٹیٹر تھا۔ اس کے بعد ملک کا انتظام پانچ ممبروں کی ڈائریکٹری کے سپرد کر دیا گیا۔ ان ممبروں کا انتخاب اسمبلی کرتی تھی۔

(س) لڑائیاں ۔ انقلاب پھیلانے والوں نے جرمنی پر حملہ کر کے اس کے کچھ شہروں پر قبضہ کر لیا انہوں نے اسٹریلین نیدرلینڈ اور سیوائے پر بھی قبضہ کر لیا۔ ہالینڈ کو ری پبلک بنا دیا۔ وہ ہر اس ملک کی مدد کے واسطے تیار ہو گئے جو بادشاہ سے آزاد ہونا چاہے۔ انہوں نے ۱۷۹۳ء میں انگلستان کے ساتھ اعلان جنگ کر دیا اور اسی وجہ سے نپولین کی جنگوں کا آغاز ہوا۔

اثرات ۔ (۱) اس انقلاب نے ری پبلک قائم کر دی اور جابرانہ شہنشاہیت کو ختم کر دیا۔ (۲) امراء کا اعلیٰ طبقہ برباد ہوا اور عوام فرانس کے مالک بن گئے (۳) سماجی اور معاشی مساوات قائم ہو گئی اور اعلیٰ اور ادنیٰ کی تفریق ختم ہو گئی (۴) آزادی، جمہوریت اور مساوات کے خیال سے لوگوں میں بیداری پیدا ہو گئی (۵) جہاں کہیں بھی فرانسیسی گئے انہوں نے یہی خیالات پھیلائے کہ ایک غیر ذمہ دار اور ظالم بادشاہ سے زیادہ بہتر ایک خود مختار حکومت ہے خواہ ایسی حکومت میں خامیاں ہی کیوں نہ ہوں (۶) اسٹریا اور پروشیا کے بادشاہوں کو ڈر تھا کہ کہیں کچھ انقلاب کی لہران کے ملکوں میں بھی نہ پہونچ جائے۔ اس لئے انہوں نے اس 'انقلاب' کو فرانس میں دبانے کی کوشش کی (۷) انگلستان میں اس انقلاب کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا آزادی مساوات اور بھائی چارہ کے خیالات کی تعریف کی گئی۔ شاعر ورڈز ورتھ نے اس کی تعریف کی اور سیاست داں فاکس نے اس کی قدر کی۔ اس کو دنیا کا سب سے بڑا اور عمدہ واقعہ سمجھا (۸) لیکن اس انقلاب کے قتل و خونریزی کو دیکھ کر بہت سے لوگ اس کے مخالف ہو گئے اور بعد کو ورڈس ورتھ تک قدامت پسند ہو گیا برک تو شروع ہی سے اس انقلاب کی مخالفت کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس انقلاب سے فوجی مطلق العنانی حکومت قائم ہو جائے گی اور یہ انقلاب تہذیب کی بنیادیں برباد کر دیگا (۹) اس انقلاب نے لوگوں کے نظریات کو بدل دیا۔ رنگ، نسل، مذہب اور ذات پات کے فرق کو مٹا کر حقوق میں اور مراعات میں مساوات پیدا کر دی (۱۰) اس انقلاب نے جاگیرداری کو ختم کیا اور غلامی کی زنجیروں کو کاٹ کر انفرادی آزادی کا آغاز کیا (۱۱) یورپ کے دیگر ممالک نے اس انقلاب کی تقلید کی اور نیدرلینڈ، جرمنی اور اٹلی میں انقلابات ہوئے (۱۲) مساوات کے خیال کی بدولت سوشلزم کا

تخیل پیدا ہوا۔ (۱۳) فرانس یونیورسٹی کے یونانی طالب علم یہ ہی خیالات یونان میں لے گئے اور یونان میں قومی جدوجہد کرنے میں اس سے تقویت ملی۔

5- نیپولین کے منازلِ زندگی

کردار۔ اصطلاحات اور کارناموں کا جائزہ

منازل زندگی نیپولین ۱۵ اگست ۱۷۶۹ء میں کوسیکا میں پیدا ہوا۔ دس سال کی عمر میں اس کا باپ اس کو فرانس لے گیا۔ وہاں اس نے ایک ملٹری اسکول میں چھ سال تک تعلیم حاصل کی۔ اس سے پیشتر اس نے فرانسیسی زبان بھی سیکھی لیکن اس میں کمال پیدا نہ کر سکا۔ فوجی تعلیم کی تکمیل کے بعد اس نے فوج میں ملازمت کی۔ وہ فرانسیسی انقلاب کا حامی تھا۔ ۲۷ سال کی عمر میں اس کو فرانسیسی فوج کا کمانڈر بنا دیا گیا اور اس عہدے سے اس کی زندگی کا وہ شاندار دور شروع ہوا جس کا مقابلہ سوائے سکندر اعظم کی زندگی کے اور کسی دوسرے کی زندگی سے نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے ہم وطن اس پر اعتماد کرنے لگے اور اس کو فرانس کا پہلا کونسل بنایا گیا۔ اور ۱۸۰۴ء میں وہ شہنشاہ ہو گیا۔ اس نے شمالی اٹلی میں اہل آسٹریا کو شکست دی اور فرانس کی حدود بڑھانے کی غرض سے انگلستان کی تباہی کی تدابیر کیں وہ مصر اور سیریا گیا۔ اس کی عدم موجودگی میں ڈائرکٹری نااہل ثابت ہوئی اور اس کو فرانس آنا پڑا۔ اسی زمانہ میں اس کو کونسل بنایا گیا تھا۔ اس نے لڑائیاں لڑیں اور اٹلی کا بھی بادشاہ بن گیا دیانہ پر قبضہ ہو گیا اور اس نے آسٹرلٹز کے مقام پر روس اور آسٹریا کی متحدہ فوجوں کو شکست دی۔ ۱۸۰۶ء سے ۱۸۱۰ء تک کا زمانہ اس کے اقتدار اور عروج کا زمانہ تھا اس نے اپنے بھائیوں کو بادشاہ بنایا۔ ۱۸۱۰ء میں اس نے اپنی بیوی جوسفین (Jaspehine) کو طلاق دے کر میری لوئیس سے شادی کر لی۔

۱۸۱۰ء کے بعد سے اس کا زوال شروع ہو گیا۔ اس کے زوال کے مندرجہ ذیل وجوہات تھے۔ (۱) اس نے انگلستان سے لڑائیاں کیں اور نیلسن نے فرانسیسی بحری فوج کو ٹرافلگر

کے مقام پر شکست دی۔ اور اس سے فرانسیسی بحری قوت کمزور ہو گئی (۲) اس شکست سے فرانسیسی تجارت کو بھی نقصان پہنچا (۳) نیپولین نے اپنے بھائی (Joseph) کو اہل اسپین کی مرضی کے خلاف اسپین کا بادشاہ بنا دیا۔ چنانچہ اسپین نے اعلان جنگ کر دیا اور انگلستان کی امداد سے انہوں نے فرانسیسی فوج کو شکست دی (۴) نیپولین نے روس پر حملہ کیا اور اس حملہ میں فرانسیسی فوج کو بہت نقصان اٹھانا پڑا (۵) اس نے یورپ کے مختلف ممالک فتح کر کے اپنے رشتہ داروں کو وہاں کا بادشاہ بنایا بعد کو ان ہی لوگوں نے متحد ہو کر نیپولین کو لپزنگ (Leipzing) کے مقام پر شکست دی۔ نیپولین کو واپس فرانس جانا پڑا اور تخت کو چھوڑنا پڑا (۶) اس کے بعد اس کو واٹرلو کی جنگ میں بھی شکست ہوئی اور اس نے اس کی رہی سہی عظمت کو بھی ختم کر دیا (۷)۔ اس کی خود پسندیا اور اقتدار حاصل کرنے کی خواہش اور اس کے جابرانہ طریقے بھی اس کے زوال کے اسباب بنے اور اس کی ہر دلعزیزی ختم ہو گئی۔

اس کو سینٹ ہیلینا میں مقید رکھا گیا جہاں ۱۸۲۱ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔

کردار

(الف) بحیثیت فرد کے۔ نیپولین کو تاریخ جدید میں ایک ممتاز شخصیت سمجھا جاتا ہے۔ وہ ہر چیز کی گہرائی تک پہونچ جاتا تھا۔ اور واقعات کی حقیقت و اہمیت معلوم کر لیتا تھا۔ وہ لوگوں کی برائیوں اور اچھائیوں سے خوب واقف تھا۔ اس میں معاملہ فہمی اور تدبر بدرجۂ اتم موجود تھا۔ اس میں عوام کو ترغیب دینے۔ ان میں جوش پیدا کرنے اور ان کو اپنے حصول مقاصد کے واسطے استعمال کرنے کی صلاحیت موجود تھی۔ بدنظمی اور بدامنی و بدحالی کے وقت حالات پر قابو پانے کا فن اس کو آتا تھا۔ نیپولین پستہ قد تھا مگر اس کی ذہانت اس کے چہرہ سے ٹپکتی تھی اس کے خدوخال سے رعب ظاہر ہوتا تھا۔ اس کے خیالات و نظریات کا معیار نہایت بلند تھا۔ وہ اقتدار پسند تھا اور وہ اپنے راستہ میں کسی چیز کو بھی حائل نہیں ہونے دیتا تھا وہ کام کرنے سے کبھی نہیں تھکتا تھا۔ سپاہ سالاری میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ وہ عدل و انصاف کرتا تھا لائق اور مستحق لوگوں کو ملازمتیں دیا کرتا تھا وہ تعلیم کو اہم سمجھتا تھا۔ اس کے نظام کا مقصد تھا کہ شہریوں کو بادشاہ کی فرمانبردار رعایا بنایا جائے۔ اس نے عوام کی فلاح و بہبودی کے کام کئے۔ اس نے سڑکیں، پل محرابیں اور خوبصورت عمارتیں بنوائیں۔ اس نے فرانس کے عروج و

اقتدار کی غرض سے بہت زیادہ ایثار و قربانی سے کام لیا۔ اس میں تنظیم پیدا کرنے اور بھی حکومت میں عمدگی پیدا کرنے کی قابلیت موجود تھی۔ اس کی ہمہ گیر شخصیت کے مندرجہ ذیل نمایاں پہلو ہیں۔

(ب) بحیثیت جنرل کے

اس نے سپاہیانہ و سپہ سالارانہ زندگی گزاری۔ اس نے مختلف لڑائیاں لڑیں۔ اس کی بڑھتی ہوئی قوت و اقتدار کو دیکھ کر یورپ کے بہت سے ممالک اس کے خلاف متحد ہو گئے۔ اس نے اپنے مخالفین کو پے درپے شکستیں دیں۔ چنانچہ اس نے آسٹریا۔ پروشیا۔ روس اور اسپین وغیرہ کو شکست دی اگر انگلش چینل حائل نہ ہوتا تو انگلستان بھی اس کے زیر نگیں ہو جاتا۔ ۱۸۱۲ء تک اس کی طوطی بول رہی تھی۔ لیکن ۱۸۱۲ء میں وہ روس فتح کرنے میں ناکام رہا پھر ۱۸۱۳ء میں فرنٹ کے قریب اس کو شکست ہوئی اور آخر ۱۸۱۵ء میں اس کو واٹرلو کی جنگ میں شکست فاش ہوئی۔ فتح و شکست ہی سپہ سالارانہ لیاقت کی کسوٹی نہیں ہے بلکہ نیپولین کی ساری زندگی سے اس بات کی شہادت ملتی ہے کہ وہ لائق اور تجربہ کار سپہ سالار تھا اس کی یہ تمنا تھی کہ سارے یورپ کو ایک شہنشاہ کے تحت لایا جائے۔

(ج) بحیثیت سیاستداں کے

نیپولین اعلیٰ قسم کا مدبر اور سیاستداں تھا وہ اپنی سیاسی قابلیت کی وجہ سے ترقی کر کے فرانس میں سب سے اونچے مرتبے تک پہونچا۔ اس کو "انقلاب کا بچہ کہا جاتا ہے"۔ اس نے لوئیسی چہارم کی طرح (Benevolent Despatch) کی حیثیت سے حکومت کی۔ وہ اپنی رائے کو علاوہ افضل سمجھتا تھا۔ اس نے رائے عامہ کو دبانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اس نے اسکولوں اور چرچوں کو اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کیا۔ اس کے زمانہ میں (Freedom of Printing or Making Petitions) حاصل نہیں تھی۔ باوجود اپنی اس پالیسی کے اس نے مندرجہ ذیل اصلاحات کیں۔

(د) اصلاحات

اس نے فرانس کو مضبوط اور مرکزی حکومت بنایا۔ اس نے مذہبی رواداری کی پالیسی اختیار کی۔ اس نے فرانس کے قوانین کو

مجموعی شکل دی۔ ان قوانین کو Code Napoleon کہتے ہیں۔ عدل و انصاف کیا۔ اس نے جبری نظام رائج کیا۔ اس نے ٹیکسوں کو اعتدال پر کر دیا۔ فرانس کا بنک قائم کیا گیا۔ اس نے ملازمتوں کے دروازے لائق لوگوں کے واسطے کھول دیئے۔ اس نے اسکول بنوائے، اس نے سڑکیں، پل، محرابیں اور عمارتیں بنوا کر پیرس کو خوبصورت شہر بنایا۔

کارنامے نپولین نے فرانس کو ایک مرکزی حکومت بنایا۔ اس کے علاوہ اس نے بڑی ہوشیاری اور دانشمندی سے ملک کی مالی حالت کو درست کیا اس نے تعمیں اقتدار کو برقرار رکھنے کی کوشش کی اور فرانسیسی بنک کو قائم کیا۔ اس نے امن و امان قائم کر کے عوام کی جان و مال کو محفوظ کر دیا۔ اس نے محرابوں، سڑکوں، پلوں سے پیرس کو زینت دی اور اس کا دنیا کے خوبصورت شہروں میں شمار ہونے لگا۔ اس نے اپنی کامیابیوں کی یاد کو لوگوں کے دماغوں میں تازہ رکھا۔ نیپولین نے قانونی مجموعہ کو تیار کرنے کے مقصد سے اور کمیٹیاں بنائیں۔ اس طرح جو ایکٹ بنا وہ نیپولین کی ڈکٹیٹر شپ کا پہلا ایکٹ تھا۔ اس سلسلے میں کافی بحث و مباحثہ رہا۔ اس مباحثہ میں خود نیپولین نے بھی شرکت کی تھی۔ اس کوڈ کو ۱۸۰۴ء میں اپنایا گیا۔ اس کو کوڈ نیپولین کہتے ہیں۔ اس میں قوانین کو سادگی اور وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔ اس میں مساوات۔ مذہبی رواداری اور ذاتی آزادی پر خاص زور دیا گیا تھا۔ دوسرے ممالک کے لئے اس نے ایک نمونہ کا کام کیا۔ اس نے کچھ رد و بدل کر کے اس کو جرمنی کے کچھ علاقوں، ہالینڈ، بلجیم، اٹلی اور امریکہ کی لوئیسیانا ریاست میں استعمال کیا۔ یہ کوڈ نیپولین کا بہت بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ نیپولین کا ایک اور کارنامہ نظام تعلیم ہے اس نے نظام تعلیم کو بھی مرکزی شکل دی اس کی فتوحات اور اصلاحات نے نظام جاگیرداری کو منسوخ کر دیا اور فرانس کے تمام طبقات میں قومی بیداری پیدا ہو گئی۔ اس نے سماجی مساوات کو قائم رکھنے کی کوشش کی۔ اور مقدموں کو فیصل کرنے کے لئے جیوری اور چرچ کو مساوی حقوق دیئے گئے اس نے کوہ الپس کو پار کرتی ہوئی آہن کی وہ سڑک بنائی جس کو دیکھ کر لوگ حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔ اس نے (Monsieur) اور (Madame) کے خطابات کو پھر رواج دیا۔ اس طرح نیپولین کے بہت سے کارنامے ہیں جن کی وجہ سے تاریخ میں اس کا نام سنہرے حرفوں میں لکھا ہوا ہے۔

(ب) نیپولین کی لڑائیوں پر طائرانہ نظر

نیپولین نے بہت سی لڑائیاں لڑیں۔ اس نے شمالی اٹلی میں آسٹریا کو شکست دی نیپولین کا ارادہ تھا کہ وہ برطانیہ کے ہندوستانی مقبوضات پر اپنا قبضہ کرے لیکن وہ مصر سے آگے نہ گیا اور انگریزی کمانڈر نیلسن نے فرانسیسی جہازی بیڑہ کو جنگ نیل میں شکست دی۔ ۱۸۰۰ء سے ۱۸۰۲ء کے درمیان اس نے روس اور انگلستان سے صلح کی اور آسٹریا کو شکست دی۔ پھر وہ خود اٹلی کا بادشاہ بن بیٹھا اور (Holy Roman Empire) کو ختم کر دیا۔ پھر اس نے بحری راستہ سے انگلستان پر حملہ کرنے کی تدبیر کی۔ لیکن نیلسن نے اس کو ۱۸۰۵ء میں ٹرافالگر کی جنگ میں شکست دی۔ اس کے بعد نیپولین نے آسٹریا اور روس کو آسٹرلز کی جنگ میں شکست دی ۱۸۰۶ء اس نے اپنے بھائی جوزف کو اسپین کا بادشاہ بنایا۔ وہ ہالینڈ کا تخت اپنے بھائی لوئیس اور ویسٹافیلیا کا تخت اپنے بھائی جیروم کو پہلے ہی دے چکا تھا۔ اسپین اور پرتگال نے نیپولین کے خلاف انگلستان سے مدد چاہی۔ انگلستان نے مدد کی اور ۱۸۱۴ء ۱۸۰۸ء (Peninsular wars) کا آغاز ہو گیا۔ آخر میں فرانس کی تو شکست ہوئی۔

۱۸۰۹ء میں نیپولین نے پھر ایک بار آسٹریا کو شکست دی اور آسٹریا کی شہزادی میری لوئیسا سے شادی کر لی۔ نیپولین نے ۱۸۱۲ء میں روس پر حملہ کیا لیکن اس سے فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ دس لاکھ فرانسیسی سپاہی مارے گئے۔ ۱۸۱۳ء میں نیپولین نے جرمنی کی طرف کوچ کیا اور ایک فتح حاصل کی لیکن آخر میں روس پروشیا اور آسٹریا کی متحدہ فوجوں نے اس کو لیپزگ کے قریب شکست دی۔ پھر اس کے بعد یہ متحدہ فوجیں فرانس کی طرف بڑھیں اور نیپولین کو قید کر کے ایلبا بھیج دیا گیا اور لوئیس اٹھارواں کو فرانس کا بادشاہ بنایا گیا۔ نیپولین وہاں سے بھاگ گیا اور فرانس میں قوت حاصل کی لیکن ۱۸۱۵ء میں اس کو انگلستان اور پروشیا نے واٹرلو کی جنگ میں شکست دی۔ اور اس کو قید کر کے سینٹ ہلینا بھیج دیا گیا جہاں ۱۸۲۱ء میں وہ مر گیا۔

6- وائینا کی کانگریس اور کانٹی نینٹل سسٹم پر اجمالی نگاہ

(۱) وائینا کی کانگریس ۱۸۱۵ء

آسٹریا کے بادشاہ کی صدارت میں وائینا کی کانگریس ہوئی۔ اس کانگریس میں دوسرے بادشاہوں نے بھی شرکت کی تھی۔ اس میں یورپ کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں طے کی گئیں۔

(۱) جن بادشاہوں کو نیپولین نے تخت سے اتار دیا تھا ان کو ان کی سلطنتوں میں پھر تخت دیا گیا (۲) اٹلی کو نو سلطنتوں میں تقسیم کیا گیا اور اٹلی کا شمالی حصہ آسٹریا کو دیا گیا (۳) جرمنی کو اڑتیس سلطنتوں میں تقسیم کر دیا گیا (۴) ناروے اور سویڈن کو ملایا گیا۔ ڈچ ری پبلک کو ختم کر دیا گیا۔ ہالینڈ اور بلجیم کو ملا دیا گیا (۵) روس کو فن لینڈ ملا۔ انگلستان کے پاس اس کے مقبوضات رہنے دیئے گئے لیکن فرانس کو کچھ نہیں دیا گیا (۶) پولینڈ کی بھی تقسیم ہو گئی اس کانگریس نے مختلف ممالک کی تقسیم کرتے وقت قومیت کے اصول کو نظر انداز کر دیا اور جمہوریت و آزادی کے اصولوں کو بھی پامال کر دیا۔ اس کانگریس کے نتائج اچھے نہیں ہوئے اور بعد میں نئی لڑائیوں کا آغاز ہو گیا۔

(۲) کانٹی نینٹل سسٹم

نیپولین نے انگلستان کو نقصان پہونچانے کی غرض سے ایک نیا سسٹم نکالا جس میں مندرجہ ذیل باتیں تھیں۔

(۱) جزائر برطانیہ فرانسیسی کنٹرول میں رہیں (۲) فرانس اور اس کے ساتھ لے ہوئے ملکوں کو انگلستان سے تجارت نہیں کرنا چاہیئے (۳) جتنے بھی انگریز لوگ فرانس میں ہیں یا فرانس کے مقبوضات میں ہیں ان کو جنگی قیدی سمجھنا چاہیئے (۴) انگلستان کا جو سامان کہیں پکڑا جائے اس کو ضبط کر لیا جائے۔ یہ سسٹم دراصل ایک طرح کی معاشی و اقتصادی جنگ تھی جس کے ذریعہ نیپولین انگلستان کی تجارت کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن یورپ کے ممالک کا انگلستان کے سامان کے بغیر کام نہیں چل سکا۔ نیپولین نے اس سسٹم کی وجہ سے اپنے بہت سے دشمن پیدا کر لیے آخر کار اس سسٹم کی وجہ سے (Peminsular Wars) شروع ہو گئیں۔

انگلستان نے اس سسٹم کے خلاف (Orders in Concil) کا سسٹم نکالا۔ اور
نیپولین کا کانٹی نینٹل سسٹم کامیاب نہیں ہو سکا۔

7- صنعتی انقلاب کی وضاحت اسکے نمایاں پہلو اور اثرات

صنعتی انقلاب اور اس کے نمایاں پہلو "صنعتی انقلاب" سے ہمارا مطلب ان تبدیلیوں سے ہے جو مشینوں کی ایجادات کی وجہ سے دنیا
کی صنعتی، سماجی، سیاسی زندگی میں پیدا ہوئی۔ اس انقلاب کو سمجھنے کیلئے ایجادات کا جائزہ لینا ضروری
ہے۔

ایجادات (الف) کاتنے اور بننے کی مشین اٹھارویں صدی کے وسط تک
کاتنے اور بننے کا کام گھروں میں ہی ہوا کرتا تھا اور اس طرح مال تیار کرنے کے طریقے کو
گھریلو مال تیار کرنے کا دستور کہتے تھے۔ اس زمانہ میں کاتنے اور بننے کا کام ہاتھ سے ہوا کرتا تھا
اسی وجہ سے وقت اور محنت زیادہ لگتی تھی اور تیار شدہ مال کی مقدار بھی محدود ہوتی تھی۔
سنہ ١٧٣٣ء میں جوہن کے نے (Flying Shuttle) ایجاد کیا تھا یہ ایک قسم کی مشین
ہوتی تھی۔ جس کے ذریعہ سے ایک جولاہا چھ تکلوں (Spinners) کو بیک وقت
کام میں لگا سکتا تھا۔ اسی سال شٹن کولڈ فیلڈ کے رہنے والے جوہن وائیٹ نے ایک اور
عمدہ کاتنے کی مشین ایجاد کی۔ پھر سنہ ١٧٦٥ء میں جیمس ہارگریوز نے بھی ایک مشین ایجاد کی جس کا نام
اسپننگ جینی تھا یہ مشین ایک وقت میں کئی تاگے کے تار نکال سکتی تھی۔ اس کے بعد رچرڈ آرک
رائٹ نے (Spinning Jenney) کو اور بھی بہتر بنایا۔ یہ مشین پانی سے چلائی جاتی تھی
اس لئے اس کو واٹر فریم کہتے تھے۔ اس کے بعد سیمول کرامپٹن نے ان دونوں مشینوں کا
جائزہ لیا اور ایک ایسی مشین بنائی جس میں ان مشینوں کی اچھی چیزیں رکھی گئیں۔ اور ان کی
خرابیوں کو دور کر دیا گیا۔ اس کی مشین کا نام اسپننگ میول تھا۔ پھر کارٹ رائٹ
(Cart wright) نے ایک ایسی مشین ایجاد کی جو کپاس سے بنولے الگ کر دیتی تھی اور
روئی الگ کر دیتی تھی۔ ان مشینوں کی ایجاد سے سوت کاتنے اور بننے کی صنعت کو فروغ ہوا۔

(ب) چلانے کی طاقت نئی قسم کی مشین بڑی اور وزنی ہوتی تھیں۔ ان کو ہاتھ سے نہیں چلایا جا سکتا تھا اور ان مشینوں کو گھروں میں نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ اس لئے بڑی بڑی عمارتیں بنائی گئیں اور شروع شروع میں مشینوں کے چلانے میں گھوڑوں وغیرہ کا استعمال کیا گیا۔ بہت کارخانے بہتے ہوئے چشموں کے کنارے بن گئے اور پانی کی طاقت کا استعمال مشینوں کو چلانے میں ہوا۔ اس کے بعد کارخانوں میں ایسی مشین لگائی گئیں جن کو اسٹیم انجن یعنی بھاپ سے چلایا جاتا تھا۔ چنانچہ ۱۷۶۵ء میں جیمس واٹ نے کارخانوں کی مشینوں کو چلانے واسطے ایک بھاپ سے چلنے والا انجن ایجاد کیا جس کی وجہ سے کام میں آسانی پیدا ہو گئی۔

(ج) کوئلہ اور لوہا پہلے لوہے کو (Charcoal) سے بڑی بڑی بھٹیوں میں پگھلایا جاتا تھا لیکن (Charcoal) کی مقدار کم تھی۔ لہٰذا کوئلہ کو لوہے کے پگھلانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ لوہے اور کوئلہ کی صنعت کو ترقی ہوئی اور اٹھارہویں صدی کے آخری نصف میں انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کی بڑی بڑی کوئلہ کی کانوں کے قریب صنعتی کارخانے اور لوہے کے کارخانے بن گئے۔ بڑی بستیاں کانوں اور کارخانوں کے پاس وجود میں آئیں۔ کیونکہ یہ ضروری سمجھا گیا کہ کانوں میں کام اور کارخانوں کے پاس وجود میں آئیں۔ کیونکہ یہ ضروری سمجھا گیا کہ کانوں میں کام کرنے والے مزدور اور کارخانوں میں کام کرنے والے مزدور ان مقامات کے قریب رہیں جہاں وہ رات دن کام کرتے ہیں۔ اسٹیم سے چلنے والی مشینوں کو استعمال کرنے۔ کوئلہ کا ذخیرہ کرنے میں برطانیہ سب سے آگے تھا۔ برطانیہ کو (Work shop of the World) کہا جاتا تھا۔ اس صنعتی ترقی کے راستہ پر فرانس، بلجیم، جرمنی اور امریکہ کی متحدہ ریاستیں بھی گامزن ہو گئیں۔ اس طرح ان ممالک میں صنعت و حرفت میں نمایاں ترقی ہونے لگی۔

(د) ذرائع آمد و رفت نئی مشینوں سے سوتی۔ اونی۔ ریشمی سامان اور دیگر چیزیں تیار ہونے کی وجہ سے اس چیز کی ضرورت محسوس کی گئی کہ ایسے ذرائع آمد و رفت ایجاد کئے جائیں کہ تیار شدہ مال ایک جگہ سے

دوسری جگہ آسانی و کم وقت میں بھیجا جا سکے۔ کچا مال کارخانوں میں لانے اور تیار شدہ مال
مارکیٹ میں پہونچانے کے لئے عمدہ ذرائع آمد و رفت کی اشد ضرورت تھی۔ سڑکوں کی حالت
اچھی نہیں تھی۔ گھوڑوں کی پیٹھ پر سامان لے جایا جاتا تھا۔ نہروں اور پلوں کی مرمت کی گئی۔ نئی
سڑکیں، نہریں اور پل بھی بنائے گئے۔ میک ایڈم نے ایک سخت مسالہ سے سڑکیں بنانے کا
طریقہ نکالا (Macadamization) کا لفظ بھی اسی نام سے نکالا گیا ہے پہلے سے
نہروں کا استعمال چلا آتا تھا۔ نہروں کا استعمال ہالینڈ میں خاص طور سے ہوتا تھا۔ جیمس برنڈلی کے
سپرد یہ کام ہوا کہ وہ انگلستان کے استعمال کے واسطے نہر بنائے۔ یہ نہر ۱۷۶۱ء میں پوری ہوئی اور
اس کا نام برج واٹر نہر تھا۔ پانی کے ذریعہ سے سامان کا آنا جانا زیادہ سستا اور آسان ہو گیا۔
۱۸۰۳ء میں ایک چھوٹا سا اسٹیم ٹگ جس کو (Charlotte Dundas) کہتے تھے
فورتھ اور کلائیڈ نہر پر چلایا گیا۔ ۱۸۰۷ء میں فلٹن نامی امریکن موجد نے ایک اسٹیمر جس کو
(Clermont) کہتے تھے۔ دریا ہڈسن پر چلایا۔ ۱۸۱۲ء میں ہنری بیل (Henry
Bell) کی ایجاد ہوئی۔ اسٹیم بوٹ یعنی دخانی کشتی (Clyde) پر استعمال کی گئی۔ ۱۸۱۶ء
میں ایک دخانی جہاز برائٹین سے ہیوز تک گیا۔ ۱۸۲۳ء میں ایک دخانی کشتی کے ذریعہ ہولی لینڈ
ڈبلن کے درمیان آمد و رفت ہونے لگی۔ یعنی سامان آنے جانے لگا۔ امریکہ کی ریاستوں میں بھی ایک
دخانی جہاز بنایا گیا۔ جس نے بحر اٹلانٹک کو پار کیا۔ انیسویں صدی کے وسط سے پہلے ہی لکڑی کی
بنی ہوئی (Paddle Boats) کی جگہ لوہے کے بنے ہوئے (Screw Steamers)
نے لے لی۔ کچھ لوگ اس کوشش میں لگے تھے کہ بھاپ کی طاقت کو خشکی پر آمد و رفت کے لئے
استعمال کیا جائے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پہلے ہی یعنی ۱۸۰۰ء میں ایک بھاپ سے چلنے
والا انجن بنایا تھا جو سڑکوں پر چلتا تھا۔ پھر ۱۸۱۴ء میں ولیم ہیڈلے نے ایک ایسا انجن ایجاد کیا
جو سامان کو چکنی پٹریوں پر لے جایا کرتا تھا۔ اس انجن کا نام پفنگ بلی تھا۔ یہ ابھی تک پیٹینٹ
آفس لندن میں محفوظ ہے۔ اسٹاکٹن اور ڈارلنگٹن ریلوے لائن کو مسافروں اور مال کو
لیجانے کے لئے کھولا گیا۔ ۱۸۲۵ء میں جارج اسٹیفن نے خود ایک انجن تیار کر کے سب سے
پہلی گاڑی چلائی۔ اس ٹرین میں کافی بھاری مال اور مسافر آ جا سکتے تھے۔ اسی وجہ سے جارج اسٹیفن

کو ریلوے سسٹم کا بابا آدم کہتے ہیں۔ جارج اسٹیفن نے ایک بڑا انجن بنایا جس کو راکٹ کہتے ہیں یہ تیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا تھا۔ ۱۸۳۰ء میں پہلی سواری گاڑی لورپول اور مانچسٹر کے درمیان چلائی گئی اس کے بعد تو یورپ کے اندر ریلوں کا جال سا پھیل گیا۔ پھر فراڈے نے بجلی ایجاد کی اور ۱۸۳۵ء میں پہلی دفعہ بجلی کے ذریعہ خبر بھیجنے کا طریقہ یعنی (Electric Telegraph) وجود میں آیا۔ انگلستان اور فرانس کے درمیان خبریں آنے جانے لگیں اور بعد کو دنیا کے تمام مہذب ممالک میں تار کے ذریعہ خبریں آنے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

(س) زرعتی انقلاب دیہات کی آبادی ان مقامات میں منتقل ہونے لگی جہاں کارخانے بنے ہوئے تھے۔ اس طرح کارخانوں کے پاس قصبے اور شہر آباد ہو گئے۔ اس آبادی کے کھانے کی ضرورت کو پورا کرنے کے واسطے زراعت کی ترقی کے واسطے نئے قسم کی مشینیں ایجاد کی گئیں اور زیادہ سے زیادہ زمین کو قابل کاشت بنا کر پیداوار میں اضافہ کیا گیا۔ مویشیوں کو بھی زیادہ تعداد میں پالا جانے لگا تاکہ گوشت مہیا ہو سکے۔ اس طرح بہت سے مویشی خانے اور فارم وجود میں آئے اور ان نئے شہروں کی ضرورتیں پوری کی گئیں۔ ان تبدیلیوں کو زرعتی انقلاب کہتے ہیں۔

(ل) نمایاں پہلو مندرجہ بالا پر غور کرنے سے صنعتی انقلاب کے نمایاں پہلو آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں اور یہ نمایاں پہلو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) بہت سی مشینیں ایجاد کی گئیں جن کی وجہ سے کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ صنعت و حرفت کا کام ہونے لگا۔ چیزیں سستی مضبوط اور خوبصورت ملنے لگیں (۲) بھاپ کے انجن کا استعمال ان مشینوں کو چلانے میں کیا گیا (۳) دخانی کشتیاں۔ دخانی جہاز۔ بجلی اور پٹریوں پر چلنے والی گاڑیاں ایجاد ہو گئیں۔ مال اور مسافروں کی آمد و رفت میں آسانیاں پیدا ہو گئیں (۴) زراعت کو ترقی دینے کے لئے نئے طریقے نکالے گئے اور ایک زرعتی انقلاب رونما ہوا (۵) گھریلو دستکاری کا رواج ختم ہو گیا اور بڑے بڑے کارخانے وجود میں آگئے۔ (۶) زیادہ سے زیادہ چیزیں تیار ہونے لگیں (۷) مزدوروں کا طبقہ کارخانوں میں کام کرنے لگا (۸) ان کارخانوں کا تیار شدہ مال دوسرے ممالک میں جانے لگا اور وہاں اس کی مانگ بڑھنے لگی اور لوگوں

کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بازار اور منڈیاں قائم ہو گئیں (Market system) پیدا ہو گیا (۹)، بہت سے صنعتی شہر بھی وجود میں آگئے (۱۰) صنعتی انقلاب کی وجہ سے لوگوں کے رہنے سہنے کے طریقوں میں بھی آسانیاں پیدا ہو گئیں لوگ عیش و آرام کی زندگی گزارنے لگے سماج کا معیار بلند ہو گیا اور سوسائٹی کی ساری ضرورتیں پوری ہونے لگیں۔

(۴) اثرات

(۱) (Factory system) پہلے گھر کے اندر ہی چیزیں تیار کی جاتی تھیں۔ لوگ گھریلو آلہ جات سے مال تیار کرتے تھے صنعتی انقلاب کا یہ اثر ہوا کہ گھریلو کام کرنے کی بجائے کارخانوں میں کام کرنے کا طریقہ پیدا ہو گیا۔ مزدوروں کو ایسے کارخانوں میں کام کرنے کے لئے جانا پڑتا تھا۔ جن کے مالک امیر ہوتے تھے اور ان مزدوروں کو مشینوں کے ذریعہ سے سامان تیار کرنا پڑتا تھا۔

(۲) (Cottage Industries) - مشینوں سے سستا اور کافی مقدار میں مال تیار ہونے کی وجہ سے (Cottage Industries) کارخانوں کا مقابلہ نہ کر سکیں اور ختم ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے بیروزگاری پیدا ہو گئی۔

(۳) Population - کوٹیج انڈسٹریز کے ختم ہونے سے لوگ گاؤں سے منتقل ہو کر صنعتی شہروں میں چلے گئے۔ اس آبادی کے تبادلہ سے گاؤں کے گاؤں ویران ہو گئے اور شہروں میں آبادی کی زیادتی کی وجہ سے گندگی اور فیکٹریوں کی وجہ سے مضر صحت عناصر پیدا ہو گئے۔ لوگوں کا اخلاق بھی گر گیا۔ عورتیں اور بچے تک فیکٹریوں اور کانوں میں کام کرنے لگے۔

(۴) مزدور

مزدوروں کی حالت بری تھی ان بیچاروں کی قلیل مزدوری ہوتی تھی اور دن میں ۱۸ گھنٹے کام کرنا پڑتا تھا۔ اگر فیکٹریوں کو مال کی زیادتی کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لئے بند کر دیا جاتا تھا تو بیروزگاری پھیل جاتی تھی۔ کارخانوں کے مالکوں کا سلوک مزدوروں کے ساتھ ظالمانہ ہوتا تھا۔ ایسے حالات میں مزدوروں نے اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ٹریڈ یونین بنائیں جن کے ذریعہ سے کام کرنے کے گھنٹوں میں تخفیف ہوئی۔ مزدوروں میں اضافہ ہوا۔ اور مزدوروں کے مفاد کے دیگر کام کئے گئے۔

(۵) Legislation - مزدوروں کے حقوق اور جان و مال کی حفاظت کے لئے حکومت کی طرف سے بہت سے قوانین بنائے گئے جن کے مطابق کارخانوں میں کام کیا جانے لگا۔

(۶) Economic Progress - صنعتی انقلاب کی وجہ سے معاشی ترقی بھی ہوئی اور تجارت کو بھی فروغ ہوا۔ بنک قائم کئے گئے اور ذرائع آمدورفت میں بھی سہولت پیدا کی گئی۔ ان وجوہات سے مانچسٹر لیڈز شفیلڈ برمنگھم وغیرہ نئے شہر وجود میں آئے۔ تجارت و صنعت و حرفت کے مرکز ہوگئے اور انگلینڈ کو (Work shop of the world) کہا جانے لگا۔ اس انقلاب سے U.S.A. اور Germany اور Belgium وغیرہ کی تجارت قوت اور مال و دولت میں کافی اضافہ ہوا۔

(۷) Capitalism - اس انقلاب کی بدولت سرمایہ داری کا دستور پیدا ہوا۔ امیر لوگ اور امیر ہوگئے اور غریب لوگ اور بھی زیادہ غریب ہوگئے۔ تمام فیکٹریاں امیر آدمیوں کے ہاتھوں میں تھیں اور یہ امیر لوگ غریبوں پر ناجائز دباؤ ڈالتے تھے اور ان کو اپنے ظلموں کا شکار بناتے تھے۔

(۸) Political Changes - غریبوں کی بدحالی کی وجہ سے یورپ کے اندر بہت سے انقلابات پیدا ہوئے۔ انگلینڈ اور ہالینڈ نے ان انقلابات میں بہت حصہ لیا۔ انگلستان میں بھی (Chartist Movement) شروع کیا گیا اور جمہوریت اور مزدور سے متعلق تحریکیں وجود میں آئیں۔ اپنے اپنے حالات درست کرنے کے لئے مزدوروں نے سیاسی حقوق اور رائے دہندگی کی مانگ کی۔ انیسویں صدی میں سماجی اور سیاسی اصلاحات کی بھی مانگ ہوئی۔

(۹) Imperialism - چونکہ مال کافی مقدار میں تیار ہونے لگا اور بعض اوقات ضرورت سے زیادہ مال تیار ہونے کی وجہ سے نئے بازار معلوم کئے گئے اور ان بازاروں کو محفوظ اور عمدہ بنانے کی تمام تدابیر کی گئیں۔ مشرقی ممالک میں اس قسم کے بازار مہیا ہوئے اور یورپ کے ممالک نے Imperialism کی پالیسی اختیار کی تاکہ اپنے مقبوضات

کے تیار شدہ مال پر کنٹرول کر سکیں۔ کچا مال آسانی سے بہم ہو سکے اور مقامی علاقوں سے تجارت ہو سکے انھوں نے اس کام پر اپنا سرمایہ بھی لگایا۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کچھ علاقے فتح کئے گئے اور ان کا الحاق کیا گیا۔ کچھ علاقوں کو Protactoratins بنایا ان علاقوں میں حکومت انہی کے ہاتھوں میں دیدی گئی۔ کبھی کبھی تجارتی معاملات میں خاص مراعات حاصل کی گئیں۔

(۱۰) Economic theories کے پرانی Mercantilist تھیوری کو ترک کر دیا گیا۔ اس کی جگہ ایڈم اسمتھ کی بنائی ہوئی Laissez fare تھیوری نے لی۔ اس تھیوری کو ایڈم اسمتھ نے اپنی کتاب (Welth of Nations) میں لکھا تھا۔ تجارت۔ مال کی صنعت وحرفت کو Regulate کرنے کے قوانین بھی ختم کر دیئے گئے (Mercantilist) تھیوری کے ختم ہونے کی وجہ سے نوآبادیات کی قدروقیمت بھی کم ہو گئی۔ مزدوروں کی بری حالت کی وجہ سے socialism کی تھیوری کا وجود ہوا۔

(۱۱) Investments مشرقی ممالک کے بازاروں سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے یورپ اور امریکہ کے لوگوں نے اپنا سرمایہ ریلوے، کانوں اور مٹی کے تیل کے کنوؤں پر لگا دیا۔

(۱۲) **مشرقی ممالک** میں مغربی ممالک کا اقتدار قائم ہو گیا۔ ہندوستان ۱۸۰۵ء میں ہندوستان کا کافی حصہ برطانیہ کے قبضہ میں تھا۔ ۱۸۱۳ء میں برطانیہ کے تمام سوداگر ہندوستان سے خوب تجارت کرتے تھے اور برطانیہ کا بنا ہوا سامان ہندوستان میں خوب بکتا تھا۔ ہندوستان کا بھی سوتی اور ریشمی مال تیار کیا جاتا تھا۔ ہندوستان کا مال انگلستان جاتا تھا لیکن ان کی تجارت کو نقصان پہونچانے کی غرض سے اس کے مال (ہندوستانی مال) پر جب وہ انگلستان جاتا تو زیادہ چنگی لگادی جاتی تھی۔ اس طرح انگریزی حکومت اپنا مارکٹ تو ہندوستان میں بڑھا رہی تھی اور ہندوستان کا مارکٹ انگلستان میں ختم کر رہی تھی۔ اس کے علاوہ انگریزی پالیسی سے ہندوستان کی ریشمی اور سوتی صنعت وحرفت کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ انگریز لوگ ہندوستان کی دولت سے انگلستان کو مالدار کر رہے تھے۔

چین یورپ کے لوگوں نے چین میں تجارتی مراعات حاصل کرنے کے واسطے یہ پالیسی اختیار کی۔ وہاں انہوں نے لڑائیاں کرادیں۔ ایک جنگ میں برطانیہ نے ہانگ کانگ لے لیا اور اس سے دیگر چار مقامات سے تجارت کرنے کے حقوق حاصل کرلئے۔ پھر انھوں نے برطانیہ کی تجارت کو فروغ دینے کے واسطے کئی بندرگاہ کھولے اور چین کے بازاروں سے خوب فائدہ اٹھایا۔

جاپان ۱۸۵۳ء تک غیر ممالک کے سوداگروں کو جاپان سے تجارت کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ لیکن اس زمانے میں امریکہ کا کموڈور پیری جاپان پہنچا اور جاپان کو مجبور کیا کہ وہ کچھ تجارتی حقوق دے۔ اس طرح اس کو کچھ تجارتی حقوق مل گئے۔ پھر یورپ کے لوگوں نے بھی جاپان سے تجارت کرنے کے حقوق حاصل کرلئے۔ کچھ عرصہ تک یورپ کے مال کا مارکیٹ جاپان میں رہا۔

افریقہ سے بھی لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔

(۱۳) Cottage Industries کے ختم ہونے سے چرخے۔ کرگھے وغیرہ بیکار ہوگئے۔ پرانے کاریگر جو جدید طریقوں کو نہیں جانتے تھے مصیبت و تباہی کا شکار بنے۔ یہ بیچارے نہ تو کام کرسکتے تھے اور نہ کوئی دوسرا آمدنی کا ذریعہ تھا۔ ان کی غریبی اور لاچارگی افسوسناک تھی۔ گاؤں ویران ہوئے اور نئے شہر آباد کئے گئے۔ شہروں میں آبادی کی زیادتی تھی۔ مکانات میں نہ تو کھڑکیاں ہوتیں اور فیکٹریوں کے دھوئیں کی وجہ سے نہ صفائی رہ سکتی تھی۔ مکانات قریب قریب تھے۔ ان میں صاف ہوا اور روشنی نہیں آسکتی تھی۔ اس کا اثر لوگوں کی صحت پر بہت برا پڑا۔ عورتیں مرد اور بچے فیکٹریوں میں کام کرتے رہتے تھے۔ خاندانی محبت و پیار ختم ہوگیا۔ عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچے فیکٹریوں میں غلاموں کی طرح اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کرتے تھے۔ بچوں کو ذرا ذرا سی غلطیوں پر مار اپیٹا جاتا تھا۔ مزدوری اتنی کم ملتی تھی کہ بچارے اچھا کھانا بھی نہیں سکتے تھے۔ تھکے ہوئے۔ کاریگر شراب پینے کے عادی ہوگئے اور چھوٹے بچے بھی کچھ لوگ تو بہت امیر ہوگئے۔ لیکن اکثریت غریبی اور بے روزگاری کی حالت میں تھی۔ جہالت غریبی۔ فاقہ کشی۔ گندگی بیماری وغیرہ نظر آتی تھی۔ ان برے اثرات کے باوجود صنعتی انقلاب کے کچھ اچھے اثرات بھی ہوئے۔ مثلاً لوگوں کو ہر قسم کی چیز آسانی اور افراط سے ملنے لگی

چیزیں عمدہ مضبوط اور سستی تیار ہونے لگیں۔ سفر میں آسانی پیدا ہو گئی۔ ذرائع آمد و رفت اچھے ہو گئے۔

(۴) صنعتی انقلاب نے بہت سے نئے مسائل پیدا کر دیئے مثلاً سرمایہ دار اور مزدور کی کشمکش Imperialism مقابلہ بندی میں صغیر بچوں کا کارخانوں میں کام کرنا اور پھر نامناسب تنخواہوں کا ہونا اور اس کا تدارک۔ ٹریڈ یونین اور سرمایہ داروں کا جھگڑا۔ ایک طبقہ کا بے حد مالدار ہونا اور دوسرے طبقے کا بیحد غریب ہونا۔ سرمایہ داری کی خرابیوں کو دور کرنا۔ بے روزگاری کو ختم کرنا۔ مزدوروں کی کارخانوں میں ہڑتال اور انکی مانگوں کا مسئلہ۔ انہی مسائل کو حل کرنے کے لئے مختلف ممالک میں سوشلزم عمل میں لائے گئے۔ لیکن اب تک تسلی بخش حل نہیں ہو سکا۔

8۔ سوشلزم کی وضاحت۔ اسکے اصول، عناصر و اثرات

اس سے مراد یہ ہے کہ اشیاء پیدا کرنے کے ذرائع (Means of Production) تقسیم تبادلہ و خرید و فروخت کا سوشلائزیشن کیا جائے اور ان پر جمہوری حکومت کا کنٹرول ہونا چاہیئے۔ عوام کے فائدہ اور فلاح و بہبودی کے لئے ان کو استعمال کرنا چاہیئے۔ مزدور طبقہ کو سرمایہ دار طبقہ کے مظالم سے چھٹکارا دلایا جائے۔ ذاتی یا نجی ملکیت

کے رواج کو ختم کرنا چاہیئے۔ سرمایہ دار لوگوں سے ان کے کارخانے چھین کر مزدور اور سرمایہ دار کی کشمکش کو دور کیا جائے۔ فرقہ بندی کو ختم کر کے سماجی اور معاشی اونچ نیچ کو ختم کیا جائے سوشلزم کی بنیاد مارکس کے بنائے ہوئے اصولوں پر رکھی گئی ہے وہ اصول چار چیزوں کے متعلق ہیں (۱) قیمت (۲) محنت (۳) سرمایہ (۴) ذاتی ملکیت ان چاروں پر روشنی ڈالنا نہایت ضروری ہے۔

قیمت ایک آزاد مارکٹ میں جو کچھ بھی کسی چیز کا ملتا ہے اس کو قیمت کہتے ہیں لیکن مارکس نے اس بات کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اس نے یہ کہا ہے ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ قیمت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) Value in use

(۲) Value in Exchange مارکس نے Use value کو ختم کر دیا۔ اس نے یہ اصول بتایا کہ کسی پیدا کردہ چیز کی اصلی قیمت اس کی Exchange Value ہوتی ہے کسی چیز کی قیمت کا اندازہ اس کی بازار کی قیمت سے نہیں بلکہ اس چیز کے پیدا کرنے میں واقعی جتنی بھی محنت کی گئی اسی محنت سے اس چیز کی قیمت کا اندازہ لگانا چاہیئے جس کو Exchange کیا جا رہا ہے یعنی جس کے بدلے میں قیمت لی جارہی ہے۔

محنت مارکس Labour کو دولت پیدا کرنے کا ذریعہ بتاتا ہے اس نے چیز کی قیمت کا اندازہ اس محنت سے لگایا جو اس کے پیدا کرنے میں کی گئی اور محنت کا اندازہ وقت سے کیا گیا۔ مارکس Labour سے Manual Labour سمجھا تھا۔ اس کا خیال تھا Unskilled Labour کو Skilled Labour کی زیادہ مقدار کے برابر سمجھنا چاہیئے اس کے خیال کے مطابق ہر (Labour) کو Unskilled Simple Labour سمجھنا چاہیئے۔

سرمایہ مارکس کے کہنے کے مطابق سرمایہ سے ہمارا مطلب ان Implements سے ہے جن کے ذریعہ سے کسی چیز کو پیدا کیا جاتا ہے۔ اس کا کہنا ہے موجودہ زمانہ کے سرمایہ داروں نے یہ (Implements) مزدوروں سے چھین کر اپنا قبضہ کر لیا ہے اس کا خیال ہے کہ سرمایہ داری کی وجہ سے مزدوری میں اضافہ نہیں ہو سکتا مارکس نے کہا ہے کہ منافع سے مراد وہ چیز ہے جو خرچ کرنے کے بعد بچتی ہے۔ وہ اس کو (Surplus) کہتا ہے اس کا کہنا ہے کہ اس (Surplus) کو سرمایہ دار مزدور کی حق تلفی کر کے حاصل کرتا ہے ذاتی ملکیت سے مراد یہ ہے کہ کسی طرح کی زمین جائداد اور سرمایہ کو کسی ایک ہی شخص کی ملکیت نہیں سمجھنا چاہیئے اس طرح سوشلزم ذاتی یا نجی ملکیت کو ختم کر کے مساوات قائم کرنا چاہتی ہے۔

اوپر بیان کی ہوئی باتوں کے علاوہ سوشلزم کے ضروری اجزا مندرجہ ذیل بھی ہیں سوشلزم کی یہ کوشش ہے کہ امیر و غریب کے فرق کو مٹایا جائے اور لوگوں میں مساوات قائم کی جائے۔ سوشلزم سرمایہ داری کی معاشی زندگی اس کے مظالم کی بیخ کنی کرنا

چاہتی ہے۔ سوشلزم کا کہنا ہے کہ کوئی عمارت یا زمین کسی ایک طرح شخص کی ذاتی ملکیت نہیں ہے زمین کو خدا نے بنایا ہے جو جاگیر بھی ہے وہ ایک طرح کی چوری اور ڈاکہ ہے۔ جاگیرداری کے دستور کو ختم کرنا چاہیئے۔ سوشلزم مقابلہ بندی کی سخت دشمن ہے اور مقابلہ بندی کو بالکل ختم کرنا چاہتی ہے۔

سوشلزم کا اثر سوشلزم کا کافی اثر ہوا ۱۸۴۸ء میں جو فرانس میں انقلاب ہوا اور جو یورپ کے دیگر حصوں میں پھیلا۔ اس میں سوشلسٹ لوگوں نے بہت کام کیا Monarchy کو ختم کر دیا گیا۔ قومی کارخانے بنائے گئے۔ ان کارخانوں میں بے روزگاروں کو کام مل گیا بعد کو یہ National Work shops بھی کارگر ثابت نہ ہوئیں اور بے کار لوگ پیرس میں جمع ہو گئے ان کے اخراجات پورا کرنے کے لئے Industrialists پر بھاری ٹیکس لگایا گیا اس کے بعد Moderates کو اقتدار حاصل ہوا اور انھوں نے سوشلسٹ لوگوں کو قوانین سازی پر اثر نہیں ڈالنے دیا Moderates نے Socialists کے کام کو ختم کر ڈالا۔ پیرس میں بغاوت ہوئی۔ جانی اور مالی نقصان ہوا اور پھر ایک بار Socialists کو اقتدار ملا لیکن اس مرتبہ بھی اس کا انجام وہی ہوا جو پہلے ہوا تھا۔ پھر بھی انھوں نے فرانسیسی پارلیمنٹ میں اپنی طاقتور پارٹی بنائی Social Democratic labour party وجود میں آئی جس نے (Karlmarx) کے اصولوں کو اپنایا۔ بسمارک کو ڈر پیدا ہوا اور حکومت کی طرف سے اس شورش کو روکنے کے لئے بہت سی سوشلسٹ تدابیر اختیار کی گئیں۔ حکومت نے ریلوں اور کارخانوں کو اپنی نگرانی اور کنٹرول میں لے لیا۔ فیڈرل حکومت نے Insurance کا دستور نکالا اور بعد کو ضعیفی کے زمانے میں پنشن کا دستور و قانون بھی بنایا گیا پہلی جنگ عظیم کے بعد جرمنی ری پبلک ہو گیا۔

روس میں کارل مارکس کی تھیوری پر عمل کیا گیا بالشویک حکومت دراصل مارکسیسی حکومت ہے۔

انگلستان میں پارلیمنٹ نے غریبوں کے قوانین یعنی (Poor Laws) پاس کئے

انگلستان کے اندر جمہوری عناصر پیدا ہو گئے۔ قوانین اور طریقہ تعلیم میں اصلاح کی گئی۔
امریکہ کی متحدہ ریاستوں میں سرمایہ دار لوگ کاریگروں اور مزدوروں کو کافی مزدوری دیتے ہیں اس لئے وہاں کسی طرح کی بدامنی دبے چینی نہیں ہوتی یہ سب کچھ سوشلزم Socialism کی برکتیں ہیں۔

پندرھواں باب

(۱) انیسویں صدی کے معاشی، سماجی اور دیگر رجحانات (معاشی۔ ادب، سائنس۔ فلسفہ۔ فن۔ سماجی اصلاحات۔ قومی جذبات۔ جمہوریت۔ چارٹسٹ تحریک اور عورتوں کی تحریک (۲) (الف) جرمنی کا اتحاد (ب) اٹلی کا اتحاد (ج) امریکن ری پبلک (۳) شہنشاہیت (۴) (الف) ۱۸۵۷ء کی ہندوستانی جنگ آزادی (ب) ہندوستانی قومی تحریک ۱۸۸۵ء سے ۱۹۴۷ء تک (۵) جدید سائنس کے عجائبات (۶) (الف) پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء (ب) ورسلیس کی صلح۔ فلینزم لیگ آف نیشنس اور ڈکٹیٹر شپ (۷) کمیونزم اور روسی انقلاب ۱۹۱۷ء (۸) وسطی مشرق اور ایشیا میں قومی آزادی کی تحریکیں (۹) دوسری جنگ عظیم ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء تک (۱۰) بین الاقوامی مجلس۔

انیسویں صدی عیسوی کے معاشی سماجی اور دیگر رجحانات

(الف) معاشی: اشیاء بکثرت تیار ہونے لگیں۔ کچے مال کی فراہمی کی ضرورت شدت سے محسوس ہونے لگی۔ تیار شدہ چیزوں کے فروخت کرنے کے لئے صنعتی شہر بازاروں کے دست نگر ہو گئے۔ دستور تبادلہ میں روپیہ کی اہمیت بڑھ گئی۔ اخراجات کے بعد جو روپیہ زیادہ بچتا تھا اس کو اشیاء کے افراط سے تیار کرنے پر صرف کیا جانے لگا۔ سرمایہ کو کارخانوں میں لگایا گیا۔ مشینوں کی مانگ کی وجہ سے دھاتوں کی مانگ بھی

بڑھ گئی۔ صنعتی شہروں کا اثر بڑھنے لگا۔ صنعتی شہروں نے اپنے تیار شدہ مال کا اشتہار دینا شروع کر دیا اور ان کی مانگ کو بڑھا دیا۔ لوگوں نے آپس میں مل کر تجارتی کمپنی اور کارپوریشن قائم کر لی۔ فرم وجود میں آئے اور بین الاقوامی احساسات پیدا ہو گئے۔ بین الاقوامی تجارت نے Free Trade Policy یعنی تجارت میں آزاد حکمت عملی کو تقویت دی لیکن کچھ بُرے اثرات بھی ہوئے۔ ایک طبقہ خوشحال ہو گیا اور دوسرا طبقہ غریب ہو گیا۔ کارخانوں کی وجہ سے گاؤں کی آبادی صنعتی شہروں میں چلی گئی اور سرمایہ داروں کے رحم و کرم پر ان کی زندگی کا انحصار ہو گیا۔ ماہر معاشیات مزدوروں کی حالت دیکھ کر متاثر ہوئے اور انھوں نے حکومت سے اپیل کی کہ مزدوروں کے لئے قوانین بنائے تاکہ ان کی حالت بہتر ہو۔ ٹریڈ یونین کے قیام، فیکٹری کے قوانین اور سماجی انشورنس کے سلسلے میں تحریک کی گئی۔ یورپ کے بہت سے ممالک میں مزدوروں کی طاقت کو فروغ ہوا اور اس طبقہ کو بھی سیاسی اقتدار حاصل ہوا۔ بہت سی سماجی، سیاسی اور معاشی تھیوریز بنائی گئیں مثلاً سوشلزم۔ گلڈ سوشلزم۔ کمیونزم۔ انارکزم۔ سنڈیکلزم وغیرہ۔

(ب) ادب اور سائنس — قومیت و وطنیت کے جذبہ کا یہ اثر ہوا کہ اس صدی علیسوی کے ادب میں بھی نئے سماجی اور معاشی عناصر داخل ہو گئے۔ ادیبوں نے اپنی کتابوں میں حب الوطنی کو جگہ دی۔ قومی رہبروں اور سورماؤں کی تعریف میں قصیدے لکھے گئے۔ رومنٹیزم، نیچرلزم، ریلزم اور سوشل کرٹیسزم کا آغاز ہوا۔ انگلستان میں کالرج، ورڈسورتھ، اسکاٹ، بائیرن، شیلے، کیٹس، جین آسٹن، ہیزلیٹ، لیمب اور ڈی کیونسی جو رومنٹیزم کے علمبردار تھے انھوں نے اپنی تصانیف میں رومنٹیزم پر بہت کچھ لکھا۔ فرانس میں لیمرٹین ڈی ونگی ڈی موسٹ اور بلزاک وغیرہ نے رومنٹزم کی حمایت میں کام کیا۔ جرمنی میں گوئٹے نے ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا۔ ساتی اور منزونی نے اٹلی میں ان خیالات پر لکھا۔ رومنٹیزم کے بعد ریلزم اور نیچرلزم کو فروغ ہوا۔ شاعروں اور نثر نگاروں نے انسانی جذبات کی عکاسی کی۔ انگلستان میں ٹینی سن، براؤننگ، کپلنگ، ڈکینس، تھیکرے، میری ڈاتھ، ہارڈی، اسٹیونسن اسی قسم کے مصنف ہوئے ہیں۔ فرانس

میں رینن اور ماڈسپینٹ جرمنی میں تھامن مین اور لیسن روس میں۔ ٹالسٹائی اور گورکی۔ امریکہ میں لانگ فیلو اور پوسٹ نے انہی جذبات کی ترجمانی کی اس کے علاوہ مسٹیسزم اور سمبولزم بھی ادب میں آ گئے۔ جمہوری خیالات تعلیم پر بھی اثر انداز ہوئے۔ عوام کی تعلیم کا چرچا ہونے لگا۔ ساتھ ہی ساتھ سائنس کو بھی ترقی ہوئی اور سائنس دانوں نے سائنس کی ہر شاخ میں ترقی کی۔

(ج) مذہب اور فلسفہ اور فن

عیسائی مذہب کی اصلاح کے لئے کئی تحریکات کی گئیں دنیا کے مختلف حصوں کو تبلیغی جماعتیں بھیجی گئیں تاکہ عیسائی مذہب کو پھیلائیں۔ ہندوستان میں رام کرشن مشن کا آغاز ہوا تاکہ ہندو مذہب کو اعلیٰ پیمانہ پر پیش کیا جائے۔ اسلامی تبلیغی جماعتیں انگلستان گئیں تاکہ اسلام کی اشاعت ہو۔ چین میں کنفیوشیزم کا اثر ختم ہونے لگا۔ جاپان میں شنٹو ازم زور پر تھا چین جاپان، برما سیلون میں بدھ مذہب پھیلا۔

اس زمانے کے فلسفہ میں میٹریلزم اور پیسی ازم اثر انداز ہوا۔ ہیگل۔ نٹشے۔ اسپینز اور کمٹے وغیرہ اس زمانے کے مشہور فلسفی تھے۔ مہاتما گاندھی نے عدم تشدد کی پالیسی کو اپنایا اور دوسروں کو اس کی تلقین کی۔ انہوں نے افریقہ میں اس پالیسی کو عملی جامہ پہنایا اور ہندوستان میں بھی عدم تشدد کی پالیسی کا پرچار کیا گیا اور مہاتما جی کے بہت سے ہم خیال پیدا ہو گئے۔ انہوں نے صبر، استقلال اور اپنی خواہشات پر قابو پانے کی تعلیم دی اور وہ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔

رومینٹیسزم کا رنگ اس زمانہ کے فن میں بھی آ گیا۔ مصوروں اور پینٹروں نے اپنی تصویروں میں قدرتی مناظر کی عکاسی کی۔ طلوع آفتاب۔ غروب آفتاب۔ پہاڑوں۔ دریاؤں۔ جھیلوں۔ بادلوں۔ ہوا اور بارش۔ چراگاہوں اور انسانی زندگی کے طریقوں کو تصویروں میں ظاہر کیا گیا۔

(د) سماجی اصلاح ہندوستان میں

راجہ رام موہن رائے مصلح سماج تھے انھوں نے ذات پات کے فرق اور

بچپن کی شادی کی رسومات کے خلاف آواز بلند کی۔ انھوں نے ہندو عورتوں کی حالت سلجھانے کی تدابیر کیں۔ ایشور چند رودیا ساگر ہندو بیوہ عورت کی دوبارہ شادی کرنے کی موافقت میں تھے۔ ان کی کوشش ۱۸۵۶ء میں ایک ایکٹ کی صورت میں رونما ہوئی۔ ۱۸۷۲ء میں برہمو سماج کی کوشش سے Civil Marriage Act بناہ اور اس کی روسے ذات پات کی پابندی کے بغیر لوگ شادیاں کرنے لگے۔ ۱۸۷۲ء کے Native Marriage کی رو سے Polygamy کو جرم قرار دیا گیا۔ ۱۹۲۹ء میں (Child Marriage Act) پاس ہوا اور بچپن کی شادی کی ممانعت کی گئی غلامی اور ستی کی رسومات ختم کر دی گئیں۔ اچھوت یعنی گرے ہوئے طبقے کو اٹھایا گیا۔ ان میں سیاسی بیداری پیدا کی گئی۔ مہاتما گاندھی جی نے ان لوگوں کو مساوی حقوق دلوائے۔

(س) قومیت

قومیت کا تخیل بھی انیسویں صدی کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ اس زمانے میں کئی تحریکیں ہوئیں۔

جنوبی افریقہ میں ڈچ اور کنیڈا میں فرانسیسی لوگوں نے برطانیہ کے دباؤ کو ناقابل برداشت محسوس کیا۔ برطانیہ کے مدبروں اور سیاستدانوں نے وفاقی حکومت کا دستور اس مسئلہ کا حل سمجھا اور ان کو خود حکومت کرنے کا اختیار دیا۔ روس میں پولینڈ اور فن لینڈ کے لوگوں نے آزادی حاصل کرنے کی آواز بلند کی۔ پولینڈ میں بغاوت ہوئی لیکن اس بغاوت کو دبا دیا گیا۔ اسی طرح اسٹریا میں کروٹیا اور ڈلمیٹیا کے لوگوں نے قومی جذبات کا اظہار کیا اور اسی طرح ہنگری میں میگیا رس نے اور شمالی اٹلی کے رہنے والوں نے بھی قومیت کے جذبے کے جوش میں قومی آزادی کی کوشش کی۔ ٹرکی کے لوگ اپنی قومی تحریک میں کامیاب ہوئے۔ اسی طرح البانیہ مانٹینگرو اور یونان بھی آزاد ہوئے۔ بلجیم والوں نے ہالینڈ کے اقتدار کے خلاف بغاوت کی ڈچ لوگ پروٹسٹنٹ تھے اور بلجیم کے لوگ کیتھولک تھے۔ ڈچ لوگوں کو عہدے ملتے تھے۔ ڈچ کی زبان کو دفتروں کی زبان بنایا گیا اور ہیگ کو راجدھانی قرار دیا گیا۔ ان باتوں کو بلجیم والے برداشت نہیں کر سکے اور انھوں نے آزادی حاصل کر لی۔ ہنگری اور بوہیمیا میں قومی بیداری ہوئی۔ ملان سے اسٹرین کو نکال دیا گیا۔ وینس آزاد

ہو گیا۔ پیڈمونٹ/سارڈینیا کے بادشاہ نے اٹلی کی قومی تحریک کی رہبری کی۔ آئرلینڈ نے اپنے آپ کو برطانیہ سے الگ کرنے کی خواہش کی لیکن اپنے رہنماؤں میں دانائی اور دور اندیشی کی کمی کی وجہ سے کامیاب نہیں ہو سکا۔ جرمنی اپنے وزیر بسمارک کی دانائی کی وجہ سے کامیاب رہا کیونکہ اس نے فرانس کی مدد سے اٹلی میں آسٹرین کو نکال دیا اور وکٹر ایمینول کو متحدہ اٹلی کا بادشاہ بنا دیا۔ اسی طرح جرمنی میں بسمارک نے قومی قوت کو بڑھایا۔

(س) جمہوریت انیسویں صدی عیسوی میں جمہوریت کے خیالات یورپ میں پھیلنے لگے۔ انگلستان میں جمہوریت تیزی سے بڑھنے لگی۔ سنہ ۱۸۳۲ء کے ایکٹ سے پارلیمنٹ میں اصلاح ہوئی۔ اس کے بعد چارٹسٹس نے زیادہ اصلاحات کے واسطے تحریکیں شروع کر دیں۔ پھر سنہ ۱۸۶۷ء اور سنہ ۱۸۸۴ء کے ایکٹ پاس ہوئے اور پارلیمنٹ میں مزید اصلاح ہوئی۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں ہاؤس آف لارڈس کی قوت و اختیارات کو کم کیا گیا۔ جمہوری لائن پر پارٹیاں ترقی کرنے لگیں۔ لبرل پارٹی، کنزرویٹو پارٹی۔ ہوم رول۔ لیبر پارٹی اسی طرح کی پارٹیاں ہیں۔ اس طرح انگلستان میں (Limited Monarchy) ہو گئی، کو قوانین کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا

فرانس۔ سنہ ۱۸۴۸ء میں فرانس نے لوئیس فلیپی کے خلاف بغاوت کی اور وہ انگلستان بھاگ گیا اور پھر نئی اسمبلی بنی اور نیا کانسٹی ٹیوشن بنایا گیا۔ لوئیس نیپولین صدر ہو گیا اور اس نے اپنے دل پسند لوگوں کو منتخب کروا لیا۔ اس نے اپنی قوت کو بڑھایا لیکن سنہ ۱۸۶۹ء میں یہ طے کر دیا گیا کہ صدر کے انتخاب پر کنٹرول نہیں ہوگا۔ قانون سازی کا ذمہ دار وزراء کو بنایا گیا۔ سنہ ۱۸۷۰ء میں نیپولین سوم کی شکست و قید کے بعد فرانس نے تیسری ری پبلک قائم کی۔ نیا کانسٹی ٹیوشن تیار کیا گیا۔ لیجسلیچر کو دو چیمبر پر مشتمل کیا گیا۔ صدر کے اختیارات برائے نام رہ گئے۔ اب اس کا انتخاب لیجسلیچر کرتا تھا۔ اصلی اختیارات کیبنٹ کو حاصل تھے۔ یہ ری پبلک سنہ ۱۹۴۰ء تک قائم رہی اور دوسری جنگ عظیم میں اس کو توڑ دیا گیا۔

اٹلی۔ سنہ ۱۸۴۸ء میں یہاں انتشار پیدا ہوا اور لوگوں کو برائے نام جمہوریت ملی۔ لیکن سنہ ۱۸۵۱ء میں اٹلی آزاد ہو گیا۔ لیکن اب بھی صرف ان لوگوں کو رائے دینے کا حق حاصل

تھا جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے اور ان کے پاس کچھ ملکیت واثاثہ تھا۔ ۱۸۸۲ء میں رائے دینے کا حق اور لوگوں کو دیا گیا اور جمہوریت کو فروغ ہوا۔

جرمنی - یہاں ۱۸۴۸ء میں جرمن کانفیڈریشن نے فرینک۔ فورٹ اسمبلی کے سپرد نیا کانسٹی ٹیوشن بنانے کا کام کیا اور کافی بحث رہی۔ بسمارک جمہوریت کے مخالفت میں تھا۔ اس نے پارلیمنٹ کی بغیر اجازت کے ٹیکس لگائے اور فوج کو بڑھایا۔ ۱۸۷۱ء میں جرمنی آزاد ہو گیا لیکن پرشیا اور دیگر ریاستوں میں جمہوریت نہیں ہوئی قانون ساز اسمبلی کو اختیارات حاصل نہیں تھے۔ سارے اختیارات جرمن بادشاہ کو حاصل تھے **یونان** - ۱۸۲۱ء میں یونان نے ٹرکی کے خلاف بغاوت کی اور دوسرے سال آزادی کا اعلان کر دیا۔ انگلستان نے فرانس اور روس نے یونان کی مدد کی آخر کار ۱۸۳۲ء میں ٹرکی کو شکست ہوئی اور یونان آزاد ہو گیا اور ۱۸۳۲ء میں یونان میں جمہوریت قائم ہوئی Limited Monarchy ہوئی آسٹریا روس اور ٹرکی اسٹریا تو انیس دیں صدی عیسوی میں Autocracy رہا اور یہاں جمہوریت کو فروغ حاصل نہیں ہوا روس میں کئی انقلابات ہوئے لیکن ان کو دبا دیا گیا الیگزینڈر سوم کو ایک انقلابی نے بم سے مار ڈالا۔ روس و جاپان کی لڑائی میں روس کو شکست ہوئی یعنی ۱۹۰۵ء میں لوگوں نے اصلاحات کے لئے کہا۔ لہٰذا زار نے پارلیمنٹ کا افتتاح کیا اور اس کا انتخاب تمام طبقوں کے ذریعہ کیا گیا لیکن اس کے بعد بھی (Autocracy) جاری رہی۔ ٹرکی میں بیسویں صدی تک (Autocracy) تھی۔ پھر ایک اور گنائزیشن بنائی گئی جس کو Young Turks کہتے تھے۔ آخر کار سلطان کو ہٹا دیا گیا اور جمہوری حکومت قائم کی گئی۔

۲- چارٹسٹ تحریک اور تحریک نسواں پر طائرانہ نگاہ

(۱) چارٹسٹ تحریک انگلستان میں مزدوروں کی حالت بری تھی۔ ۱۸۳۲ء میں اصلاحی ایکٹ پاس ہوا۔ لیکن مزدوروں کو رائے

دینے کا حق نہیں ملا۔ مزدور طبقہ میں بےچینی پیدا ہو گئی اور مزدوروں نے سوچا کہ پارلیمنٹ کی اصلاح کرنا ہی ان کی مصیبتوں کا حل ہے۔ چنانچہ انھوں نے مندرجہ ذیل مانگ رکھی۔ (۱) ہر بالغ شہری کو رائے دینے کا حق دیا جائے (۲) بیلٹ دستور کو رائج کیا جائے (۳) رائے دہندوں کی مساوی کانسٹی ٹیوانسی بنائی جائیں (۴) ملکیت کا رائج ہونا رائے دینے کے لئے ضروری نہ سمجھا جائے (۵) پارلیمنٹ کے ممبروں کو تنخواہ دی جائے (۶) پارلیمنٹ کا انتخاب ہر سال ہونا چاہیئے۔

جب ان مانگوں کو رد کر دیا گیا تو فسادات ہونے لگے۔ حکومت نے چارٹسٹ تحریک کو دبایا۔ چارٹسٹس نے پچاس لاکھ دستخط کرا کے ایک میمورنڈم بھیجا ان میں سے بہت سے دستخط جھوٹے ثابت ہوئے۔ بہ ۱۸۴۶ء Corn Laws کو ختم کر دیا گیا بعد کو پارلیمنٹ نے چارٹسٹس کی بہت سی مانگوں کو مان لیا۔

(۲) عورتوں کی تحریک عورتوں نے رائے دینے کے حق حاصل کرنے کے مقصد سے ایک تحریک شروع کی۔ اس تحریک کو (Women Suffrage) کہتے ہیں۔ لوگوں نے اس تحریک کی مخالفت کی اور اس کو دبایا۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ عورتوں کا کام گھر کے کام کی دیکھ بھال کرنا ہے۔ ان کا کام سیاست میں مداخلت کرنا نہیں ہے۔ (۲) اگر عورتیں اپنے گھر کے مردوں کی مرضی کے مطابق رائے دیں گی تو ان کی رائے بیکار ہے اور اگر وہ اپنی مرضی کے مطابق رائے دیں تو ان میں اور ان کے گھر والوں میں ناچاقی اور نا اتفاقی ہوگی۔ اس تحریک نے زور پکڑا اور فسادات ہونے لگے لارڈ کرزن اور لارڈ اسکویتھ نے اس تحریک کی سخت مخالفت کی لیکن پہلی جنگ عظیم (۱۹۱۴-۱۸ء) میں عورتوں نے انگلستان کی بڑی خدمات کیں اور یہ ثابت کر دیا کہ عورتیں بھی مردوں کے برابر ہیں۔ لہٰذا انھوں نے سیاسی مساوات کے حقوق مانگے۔ ان کی مانگ کو تسلیم کیا گیا۔ اور ۱۹۱۸ء میں ایک ایکٹ پاس ہوا جس کی رو سے عورتوں کو رائے دینے کا حق ملا۔

۳-(الف) جرمنی بحیثیت جدید قوم کے فروغ اور اٹلی کا اتحاد
(ب) امریکن ری پبلک

(۱) الف جرمنی ۱۸۴۸ء میں جرمنی نے پروشیا سے بغاوت کی۔ ایسے موقع پر بسمارک نے کہا کہ بڑے بڑے مسائل اکثریت کی تقریروں اور تجاویز سے حل نہیں ہوا کرتے بلکہ خون وکشت سے حل ہوتے ہیں۔ ۱۸۶۲ء میں بسمارک کو پروشیا کا وزیر اعظم بنایا گیا۔ اس نے فوج کو تنظیم دی اور اسٹریا سے لڑنے کی تیاریاں کیں۔ اٹلی سے وعدہ کیا کہ اٹلی کی خاطر (Venetia) حاصل کیا جائے گا اور اٹلی نے وعدہ کیا وہ اسٹریا کے خلاف پروشیا کی مدد کرے گا۔ ۱۸۶۴ء میں ڈنمارک سے جنگ کا اعلان ہوا اور ڈنمارک کو شکست ہوئی۔ اور شلس وگ اور ہولسٹین کے علاقے پروشیا کو مل گئے۔ اس کی وجہ سے آسٹریا سے بھی جنگ شروع ہوگئی اور آسٹریا کو شکست ہوئی پھر صلح ہوگئی۔ پروشیا کو اجازت دی گئی کہ شمالی جرمنی کی ریاستوں کی کانفیڈرلسی بنائے اور وہ شلسوگ اور ہولسٹین وغیرہ کا الحاق بھی کرلے اور اٹلی کو (Venetia) ملا۔

جرمنی کی بڑھتی ہوئی طاقت دیکھ کر فرانس کے نیپولین سوم نے اعلان جنگ کر دیا۔ اس جنگ میں فرانس کو شکست ہوئی۔ اس جنگ کے بعد جرمنی کی جنوبی ریاستوں نے بھی طے کر لیا کہ وہ شمالی جرمنی ریاستوں سے اتحاد کریں گی اس طرح جرمنی متحدہ قوم بن گیا اور آزادی حاصل کرلی ولیم اول جو پروشیا کا بادشاہ تھا اب جرمنی کا شہنشاہ ہو گیا۔

۱۸۷۹ء میں جرمنی نے آسٹریا اور ہنگری سے معاہدہ کرکے ان کو اپنا حلیف بنایا۔ پھر ۱۸۸۲ء میں اٹلی بھی مل گیا۔ اور اب (Triple Alliance) بن گئی ۱۸۸۲ء میں ولیم دوم تخت نشین ہوا۔ اور ۱۸۹۰ء میں اس نے بسمارک کو اس کے عہدے سے برطرف کر دیا۔ اس بادشاہ کے عہد میں جرمنی نے اپنی بری فوج بحری فوج صنعت وحرفت، تجارت اور نو آبادیات کو خوب فروغ دیا۔

(۲) اٹلی انیسویں صدی کے وسط میں اٹلی بہت سے حصوں میں تقسیم تھا اور مختلف

حصوں پر مختلف بادشاہ حکومت کرتے تھے۔ صرف سارڈینیا کا علاقہ آزاد تھا۔ نپولین نے اٹلی کے اتحاد کے مقصد سے قدم اٹھایا۔ مزدور۔ درمیانی طبقہ اور اٹلی کے کچھ امراء کے طبقہ نے اٹلی کے اتحاد کی موافقت کی۔ مزنی اور گری بالڈی اٹلی کی آزادی و اتحاد کے لئے لڑے۔ سنہ ۱۸۴۸ء میں اٹلی کے علاقوں نے آسٹریا کے خلاف بغاوت کی لیکن آسٹریا نے اس بغاوت کو دبا دیا۔

اب لوگوں کی نگاہیں وکٹر ایمونل کی طرف اٹھیں۔ جو سارڈینیا کا بادشاہ تھا۔ سارڈینیا نے کریمین جنگ میں حصہ لیا اور فرانس کی نظر عنایت حاصل کی۔ سنہ ۱۸۵۹ء میں آسٹریا اور سارڈینیا میں جنگ ہوئی۔ فرانس نے سارڈینا کی مدد کی۔ اس جنگ میں سارڈینیا کو پارما۔ کٹسکینی۔ موڈینا۔ لمبارڈی وغیرہ کے علاقے مل گئے لیکن ابھی ٹرسیٹ، دینیشیا اور ٹرنیٹ کے علاقے آسٹریا کے پاس تھے۔ جنوبی اٹلی بھی آزاد نہیں ہوا تھا۔ سنہ ۱۸۶۰ء میں گری بالڈی نے جنوبی اٹلی پر حملہ کیا۔ اور اس کو فتح کر لیا۔ پھر سنہ ۱۸۶۶ء میں پروشیا اور آسٹریا میں جنگ ہوئی۔ اٹلی نے پروشیا کا ساتھ دیا۔ آسٹریا کو شکست ہوئی۔ اٹلی نے آسٹریا سے وینیشیا کا علاقہ حاصل کر لیا۔ پھر سنہ ۱۸۷۰ء میں پروشیا اور فرانس میں جنگ ہوئی۔ اس جنگ کے دوران فرانسیسی فوجوں نے روم کو چھوڑ دیا۔ لہٰذا وکٹر ایمونل نے اس پر بھی اپنا تسلط کر لیا۔ اس طرح سنہ ۱۸۷۱ء تک سارا اٹلی ایک متحدہ قوم بن گیا۔ صرف ٹرسیٹ اور ٹرنیٹ کے علاقے آسٹریا کے پاس رہ گئے۔

(ب) امریکن ری پبلک کا مختصر جائزہ

جب اسپین اور پرتگال نپولین کے خلاف کشمکش کر رہے تھے تو انکی نو آبادیات والوں نے امریکہ میں بغاوت کر دی۔ مٹیرنک وائینا کانگریس کا صدر تھا اس کا خیال تھا کہ باغیوں کی سرکوبی کے واسطے فوجیں روانہ کی جائیں لیکن برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ اس تجویز کی مخالفت میں تھے۔ انیسویں صدی کے وسط سے پہلے ہی ایسا ہوا کہ امریکہ میں بہت سی آزاد ری پبلک وجود میں آئیں مثلاً برازیل۔ ارجنٹائنا چلی میکسیکو۔ پیرو۔ بولیویا وغیرہ۔ سنہ ۱۸۲۳ء میں صدر (Monroe) نے اعلان کر دیا کہ امریکہ کی متحدہ ریاستیں کسی یوروپین طاقت کی اپنے معاملات میں مداخلت برداشت نہیں کر سکتی ہیں۔ اس طرح منرو کا

مشہور اصول منرو ڈاکٹرین وجود میں آیا۔ یعنی "امریکہ امریکہ والوں کے لئے ہے" لہٰذا ۱۸۲۳ء کے بعد سے نئی دنیا میں اور زیادہ نو آبادیات کا اضافہ نہیں ہوا۔ یہ پہلے بھی بتایا جاچکا ہے کہ ابراہیم لنکن کی کوششوں سے امریکہ کی ریاستیں ایک متحدہ اور طاقتور قوم بن گئیں اور اس کا شمار دنیا کی بڑی طاقتوں میں ہوتا ہے۔

۴۔ شہنشاہیت کی وضاحت۔ یوریپین طاقتوں کے شہنشاہی رجحانات، شہنشاہیت کے وجوہات اور اثرات

تعریف شہنشاہیت دور کی تہذیب وتعلیم کا اہم پہلو ہے اس لفظ شہنشاہیت سے مراد ہے یورپ کی طاقت ور قوموں کا ایشیا اور افریقہ کی غیر ترقی یافتہ اور کمزور قوموں پر ظالمانہ اور جابرانہ طریقے سے حکومت قائم کرنا۔ ان کمزور قوموں کے ملکوں کے اندر نو آبادیات قائم کرنا۔ یہاں کے بازاروں میں اپنے مال کو فروخت کرنا۔ ان ملکوں کے لوگوں کی تعلیم وتہذیب کے سکھانے کے بہانہ سے ان کی دولت لوٹنا اور ان کی گردن میں غلامی کا طوق ڈالنا۔ یورپ کے مؤرخوں نے اس پالیسی کو "سفید آدمی کا بار" کہا ہے یعنی اس کو ذمہ داریوں کا بار بتایا ہے لیکن ستم ظریفی تو دیکھئے کہ اس کو بار بھی کہا جاتا ہے پھر بھی بجائے کم کرنے کے اس بار میں ہمیشہ اضافہ ہی کی کوشش کی جاتی ہے۔

شہنشاہیت کے رجحانات پیرس کی صلح سے فرانس کے ہاتھ سے (Alsace) کا علاقہ نکل گیا۔ پھر فرانسیسی شمالی افریقہ گئے تاکہ وہاں نو آبادیات قائم کریں۔ ۱۸۳۰ء میں الجیریا کا علاقہ ملا لیا گیا اور ٹیونس پر بھی ان کا تسلط ہو گیا۔ پھر وہ مراکو کی طرف بڑھے اور انہوں نے ائیوری کوسٹ ڈاہومی اور مڈاگاسکر کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے علاوہ فرانس نے ہندوستان، چین میں بھی اپنی عملداری قائم کرنے کی کوشش کی۔

برطانیہ نے سارا ہندوستان۔ آسٹریا۔ نیوزی لینڈ۔ ملایا کی ریاستیں پیسفک کے جزائر پر قبضہ کر لیا۔ برطانیہ نے نیپال اور ٹرانسوال کے علاقے اپنی سلطنت میں ملائے۔ پھر

دریا اور نیجر کی وادی کو ملا لیا گیا۔ ۱۹۰۷ء میں جنوبی افریقہ کی ریاستوں کی یونین بنی اور خود مختار حکومت کے اختیارات دیئے گئے۔ برطانیہ نے گولڈ کوسٹ کی نو آبادیات۔ یوگینڈا، زنجبار مشرقی افریقہ کے علاقے۔ نیا سالینڈ، روڈیشیا کو بھی اپنی سلطنت میں ملا لیا۔ برطانیہ نے ہندوستان کو بھی فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملا یا۔ ۱۸۸۳ء میں مصر پر برطانیہ کا کنٹرول ہو چکا تھا۔ سوڈان کو بھی فتح کر لیا گیا۔ جرمنی نے کچے مال حاصل کرنے اور تیار کئے ہوئے مال کو بیچنے کے مقصد سے شہنشاہیت کی پالیسی پر عمل کیا۔ جرمنی نے ٹوگولینڈ۔ کیمارون۔ جنوبی مغربی افریقہ کے علاقے حاصل کر لئے۔ جرمنی نے پیسفک کے چند جزیروں پر قبضہ کر لیا۔ ترکی پر بھی اپنا اثر قائم کیا۔ روس نے اپنی سلطنت کی حدوں کو سائبریا کی طرف بڑھایا اور اپنا اقتدار قائم کیا۔ بلجیم کے لوگ سوداگروں کی حیثیت سے کانگو پہنچے اور انھوں نے وہاں کی ربڑ کی صنعت پر قبضہ کیا اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ برا سلوک کیا۔ اس لئے بلجیم کی وزارت نے کانگو کی ریاست اپنی نگہداشت میں لے لی۔ اٹلی۔ پرتگال۔ اسپین نے کچھ نہ کچھ افریقہ کے علاقہ پر اپنا قبضہ کر لیا۔ ہالینڈ نے مشرقی جمع الجزائر میں اپنی سلطنت پہلے ہی قائم کر لی تھی یورپ کی قوموں نے جب جنوبی امریکہ کی ریاستوں کو فتح کرنا چاہا تو ان کو وہاں کامیابی حاصل نہیں ہوئی کیونکہ وہاں کے لوگوں نے کہا کہ بقول منرو کے امریکہ صرف امریکہ والوں کے لئے ہے۔ امریکہ کی ریاستہائے متحدہ نے اور جاپان نے بھی اپنی سلطنت کے حدود بڑھانے کی پالیسی اختیار کی۔ جاپان نے بھی اسی پالیسی پر عمل کیا۔ جاپان نے فارموسا کوریا اور منچوریا کے علاقے اپنے زیر اثر کئے۔ ریاستہائے امریکہ نے میکسیکو کے کچھ علاقے پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ پھر ان ریاستوں نے روس سے الاسکا جزیرہ خرید لیا۔ پیسفک میں اسپین کے مقبوضات پر تسلط حاصل کر لیا۔ چین نے ہانگ کانگ کا علاقہ برطانیہ کو، پورٹ آرتھر کا علاقہ روس کو اور کیاؤچاؤ کا علاقہ جرمنی کو دیدیا۔

وجوہات اور اثرات

شہنشاہیت دراصل صنعتی انقلاب کا نتیجہ ہے۔ اس انقلاب کی وجہ سے یورپ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ نے اپنی ضروریات سے زیادہ مال تیار کیا۔ تیار کئے ہوئے مال کو بیچنے کی غرض سے

اسے بازاروں کی تلاش ہوئی۔ جہاں یہ مال بیچا جا سکے اور بازاروں کے سلسلے میں یورپ کی قوموں میں مقابلہ بندی ہوئی۔ ان قوموں نے اپنا سرمایہ غیر مہذب ملکوں پر صرف کیا تاکہ ان میں یورپ کی تہذیب پیدا ہو۔ اور وہ یورپ کی تیار کی ہوئی چیزیں خریدنے پر مجبور ہو جائیں۔ ان قوموں نے مختلف ممالک کے علاقوں کو اپنی سلطنت میں ملا کر وہاں سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ یہ قومیں وہاں خود بھی آزاد ہو گئیں۔ انھوں نے پروٹیکٹوریٹ قسم کی نو آبادیات بنائیں۔ ان قوموں نے وعدہ کیا کہ وہ ان علاقوں کی حفاظت کریں گی جو ان کے زیر اثر ہیں۔ یہ بھی وعدہ کیا کہ ان علاقوں کی اندرونی بدامنی کو دور کیا جائے گا اور بیرونی حملوں سے ان کو بچایا جائےگا۔ اس کے علاوہ ایک اور قسم کی بھی نو آبادی قائم کی گئی جس کو مینڈیٹیڈ سلطنت کہتے ہیں ان پر پہلی جنگ عظیم کے بعد سے فاتحوں کے نمائندے حکومت کرتے ہیں اور لیگ آف نیشن کے زیر نگرانی کام ہوتا ہے اور اب بھی یو۔ این۔ او۔ کی نگرانی میں معاملات طے ہوتے ہیں۔

شہنشاہیت کا اثر یہ ہوا کہ افریقہ اور ایشیا کے ممالک میں نئی ایجادات اور تہذیب کی چیزیں رائج ہو گئیں۔ کالج، یونیورسٹی، کلب سینما، مل، کارخانے، اسپتال، ڈاکخانے، عمدہ عمارتیں، تار، ٹیلی فون، ہوائی جہاز، موٹر۔ بجلی کا استعمال ریڈیو وغیرہ کا رواج ہوا۔ لوگوں میں تعلیم پھیلی۔ ان کی زندگی کا معیار اونچا ہو گیا۔ ضروریات زندگی بڑھ گئیں۔ نئی نئی چیزوں کی مانگ ہونے لگی غیر ممالک کا مال ایشیا اور افریقہ میں فروخت ہونے لگا۔ یورپ اور امریکہ کی قوموں نے غیر تہذیب یافتہ ممالک کے جنگلوں اور معدنیات سے خوب دولت حاصل کی انھوں نے اپنی تجارت کو فروغ دیا۔ ان قوموں نے کارخانے قائم کئے۔ اپنا سرمایہ لگایا۔ صنعت وحرفت کو ترقی دیکر فائدہ اٹھایا۔ ان قوموں پر یورپ کی تہذیب یافتہ قوموں نے حکومت کی۔ مغربی خیالات اور مغربی تہذیب وتمدن کی اشاعت ہوئی۔ یورپ کی مذہبی جماعتوں نے بھی اپنا کام کیا لیکن اس شہنشاہیت کی وجہ سے حسد اور دشمنی بھی پھیلی۔ مقابلہ بندی خوب ہوئی اور اس کی وجہ سے دنیا کی مشہور لڑائیاں ہوئیں۔ مثلاً روس اور جاپان کی جنگ، اٹلی اور ترکی کی جنگ، دنیا کی پہلی جنگ عظیم اور دنیا کی دوسری جنگ عظیم شہنشاہیت کی وجہ سے ہوئی۔

۱۵۸۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی وجوہات واقعات اور نتائج پر تبصرہ

۱۸۵۷ء کی تحریک کو ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی کہا جاتا ہے اس غدر کے مندرجہ ذیل وجوہات تھے۔

(۱) سیاسی لارڈ ڈلہوزی کے الحاق کی پالیسی نانا صاحب کی پنشن کا بند ہونا جھانسی کی رانی لکشمی بائی کو لڑکے کا گود لینے سے روکنا۔ اودھ کے الحاق کی وجہ سے واجد علی شاہ کا بدظن ہو جانا۔ بہادر شاہ دوم کی پریشانی کہ اس کے بعد اس کے گھر والوں کو محل چھوڑنا پڑیگا ناگپور اور ستارے کے الحاق سے مرہٹوں کا خلاف ہو جانا یہ سب سیاسی وجوہات تھے۔

(۲) سماجی اور مذہبی بٹینگ کا زمینداروں کی زمینوں کا ضبط کرنا اور اودھ کے تعلقہ داروں کی جاگیروں کا ضبط ہونا۔ ستی۔ بچپن کی شادی اور بیوہ کے دوبارہ شادی کے قوانین سے لوگوں کا بدظن ہو جانا۔ عیسائی مذہب کی تبلیغی جماعتوں کے کام مذہب بدلنے کے بعد بھی حق وراثت ملنے کا قانون۔

(۳) فوجی ہندوستانی سپاہیوں کی ترقی اور تنخواہ میں اضافہ نہ ہونا۔ ہندوستانی سپاہیوں کو دور بھیجنا اور ان کو سمندر پار جانے کے واسطے مجبور کرنا جو مذہبی نقطۂ نظر سے گناہ سمجھا جاتا تھا۔ بنگال کی فوج میں اودھ کے لوگوں کی اکثریت کا ہونا۔ افغانستان کی پہلی جنگ سے انگریزوں کا کمزور ہونا اور ہندوستان کی ہمت کا بڑھنا، ہندوستانیوں کا فوج میں اپنی اکثریت دیکھ کر تقویت حاصل کرنا۔

(۴) دیگر وجوہات لوگوں میں یہ خیال پیدا ہونا کہ اب برطانیہ کی طاقت ہندوستان سے ختم ہونے کا وقت آگیا۔ کچھ لوگوں کا عوام اور فوجیوں کو بغاوت کے لئے آمادہ کرنا۔

فوجیوں میں ایسی بندوقوں کا بانٹنا جن کے کارتوس میں چربی تھی اور دانت سے کاٹنا پڑتا تھا۔ لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس میں سؤر اور گائے کی چربی ہے اس سے وہ اور بھی بھڑک گئے۔

واقعات سب سے پہلے بارک پور میں شورش ہوئی اور اتوار کے روز ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ میں غدر شروع ہوگیا۔ نئی بندوقوں کے استعمال سے انکار کر دیا گیا ان کو جیل میں بند کر دیا گیا تو ان کے ساتھیوں نے انگریز افسروں کو مار ڈالا۔ ان کے بنگلوں کو جلا دیا۔ جیل پر جاکر قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اس طرح غدر شروع ہوگیا۔ دہلی میں بہت سے انگریزوں کو مار ڈالا گیا اور بہادر شاہ کو تخت پر بٹھایا گیا۔ اس زمانہ میں پنجاب انگریزوں کا وفادار رہا اور اس کی مدد سے انگریزوں نے دہلی کا محاصرہ کر لیا آخر کار تین مہینے کے محاصرہ کے بعد سر جوہن نکلسن نے شہر پر قابو پایا لیکن وہ بھی مارا گیا۔ بہادر شاہ کو ہمایوں کے مقبرہ سے پکڑا گیا اس کے دو بیٹوں اور ایک پوتے کو مار دیا گیا۔ خود اس کو رنگون بھیجا گیا جہاں وہ ۱۸۶۲ء میں مر گیا۔ کانپور میں نانا صاحب باغیوں کا سرغنہ تھا۔ انگریزوں نے خود کو اس کے رحم پر چھوڑ دیا اس نے ان کو الٰہ آباد تک سلامتی کے ساتھ پہنچانے کا وعدہ کیا لیکن جب یہ لوگ کشتیوں میں بیٹھ رہے تھے تو ان کو مار ڈالا گیا۔ آخر کار جنرل ہیولاک نے نانا صاحب کو شکست دی اور نانا صاحب نیپال بھاگ گیا۔ انگریزوں نے لوگوں سے خوب انتقام لیا۔

لکھنؤ میں باغیوں نے سر ہنری لارنس اور دیگر انگریزوں کو گھیر لیا۔ ہنری لارنس زخم کھا کر مر گیا۔ پھر جنرل ہیولاک اور جنرل آؤٹ رم آئے لیکن ان کو بھی گھیر لیا گیا پھر جنرل کیمبل نے لکھنؤ فتح کیا۔ تب واجد علی شاہ کی بیگم حضرت محل نے خود مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اور انگریزوں نے وہاں کے باشندوں کو بے رحمی سے قتل کیا۔

وسطی ہندوستان میں لکشمی بائی اور تانتیا توپی نے باغیوں کی رہبری کی۔ سر ہیوگ روز ان کے مقابلے کے لئے آیا۔ جھانسی کی رانی لکشمی بائی نے بہادری سے مقابلہ کیا لیکن غداروں کی وجہ سے شہر پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔ رانی کالپی کی طرف بھاگی۔ ہیوگ نے اس کا پیچھا کر کے اس کو شکست دی لیکن رانی نے گوالیار پر قبضہ کر لیا۔ پھر انگریزوں نے تعاقب کیا اور دونوں میں لڑائی ہوئی۔ رانی کو شکست ہوئی اور اس کو مار ڈالا گیا۔ تانتیا توپی شکست کھا کر بھاگا اس کو گرفتار کر کے مقدمہ چلایا گیا اور اس کو پھانسی دی گئی۔ اس طرح غدر ختم ہوا۔

نتائج (۱) ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کا ختم ہونا اور شاہ برطانیہ کا ہندوستان میں راج (۲) ۱۸۵۸ء کے ایکٹ سے بورڈ آف کنٹرول اور کورٹ آف ڈائریکٹرس کا ختم ہونا اور سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا کا تقرر (۳) پندرہ ممبروں کی انڈیا کونسل کا بننا اور وائسرائے کا ہونا (۴) برطانیہ حکومت کا اپنے انتظام کی خرابیوں سے واقف ہونا اور ان کو دور کرنے کی کوشش کرنا (۵) ہندوستانی نوابوں اور شہزادوں کو یقین دلانا کہ ان کی ریاستیں برطانیہ کی حکومت میں شامل نہیں کی جائیں گی (۶) لوگوں کو پوری مذہبی آزادی کا ملنا (۷) فوج میں تنظیم کا پیدا ہونا اور برطانیہ کے سپاہیوں کی تعداد کا بڑھنا (۸) اونچی ذات کے ہندوؤں کا فوج میں بھرتی ہونے کو روک دینا۔

۱۵۹۔ ۱۸۸۵ء سے ۱۹۴۷ء تک کی قومی تحریک کا مختصر جائزہ

اے۔او۔ہیوم نے ۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد ڈالی۔ ڈبلو۔سی بنرجی کی صدارت میں ۲۷ دسمبر ۱۸۸۵ء کو بمبئی میں اس کا پہلا اجلاس ہوا۔ شروع میں تو حکومت نے ان کے ساتھ اچھا رویہ رکھا لیکن بعد کو ۱۸۹۰ء میں افسروں کو اس کے اجلاس میں شرکت کی ممانعت کر دی گئی۔ کانگریس اکثر گورنمنٹ کی پالیسی پر نکتہ چینی کرتی تھی اور گورنمنٹ کو یہ بات پسند نہیں تھی۔ کانگریس نے بہت سی تجاویز پاس کیں۔ آخر ۱۸۹۲ء میں انڈین کونسل ایکٹ بنا پھر ۱۹۰۵ء میں لارڈ کرزن نے بنگال کی تقسیم کی۔ بنگالیوں اور دیگر ہندوستانیوں نے اس کی مخالفت کی۔ اسی وقت سودیشی تحریک شروع کر دی۔ برطانیہ کے بنے ہوئے سامان کا بائیکاٹ کر دیا اور ہندوستان کا بنا ہوا سامان استعمال کیا گیا اور مکمل سوراج کی مانگ کی گئی۔ ۱۹۰۷ء میں کانگریس میں دو فرقے ہو گئے Moderates اور Extremists ۱۹۰۷ء سے ۱۹۱۶ء تک کانگریس Moderates کے زیر اثر رہی۔ ۱۹۰۹ء میں مارلے منٹو کی اصلاحات سے ہندو اور مسلم فرقوں کے لحاظ سے انتخابات کی وجہ سے ہندوستان کی قومی تحریک کو ٹھیس پہنچی لیکن رولٹ ایکٹ اور جلیانوالہ باغ کے حادثے نے قومی جذبات کو

پھر ابھار دیا۔ گوکھلے اور سر فیروز شاہ مہتا کی موت کے بعد تلک کا اثر بڑھ گیا۔ کانگریس کے دونوں فرقوں میں جھگڑا ہوا۔ Moderates نے کانگریس کو چھوڑ کر انڈین نیشنل لبرل فیڈریشن بنائی۔ ۱۹۲۰ء میں مہاتما گاندھی جی نے نان کوآپریشن موومنٹ کی تحریک شروع کی اور انھوں نے ۱۹۲۱ء میں سول ڈس اوبی ڈیئنس تحریک شروع کردی۔ خلافت تحریک کے علمبردار مولانا محمد علی جوہر بھی گاندھی جی کے ساتھ مل گئے اور ہندوستان کی آزادی کی کوشش کی اور اپنی جان تک دیدی۔ موتی لال نہرو اور سی۔ آر۔ داس نے سوراج پارٹی بنائی۔ انھوں نے قوانین ساز مجلس کا بائیکاٹ نہیں کیا بلکہ قوانین ساز مجلس میں داخل ہو کر حکومت کو تنگ کیا۔

کانگریس نے سائمن کمیشن کا بائیکاٹ کیا۔ ۱۹۲۶ء میں کلکتہ میں کانگریس کا اجلاس ہوا اور ڈومینین اسٹیٹس کی مانگ کی گئی۔ ۱۹۲۹ء میں لاہور کانگریس کے اجلاس میں ایک سال کے اندر پوری آزادی کی مانگ ہوئی۔ حکومت نے دھیان نہیں دیا۔ لہٰذا گاندھی جی نے ۱۹۳۰ء میں Civil Disobedience تحریک پھر شروع کردی۔ ۱۹۳۱ء میں حکومت اور کانگریس میں سمجھوتہ ہو گیا اور گاندھی جی گول میز کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اس کا کچھ تسلی بخش نتیجہ نہیں نکلا اور گاندھی جی نے پھر Civil Disobedience تحریک شروع کردی۔ آخر کار ۱۹۳۵ء کا ایکٹ پاس ہوا۔ ۱۹۳۷ء میں انتخابات ہوئے۔ بہت سے صوبوں میں کانگریس کی جیت ہوئی اور کانگریس کی وزارتیں بنیں۔ دو صوبوں میں مسلم لیگ کی وزارتیں بنیں۔

۱۹۳۹ء میں کانگریس کے وزیروں اور حکومت میں اختلاف پیدا ہوا اور وزیروں نے استعفے دیدیئے۔ ۱۹۴۲ء میں کانگریس نے Quit India کی تحریک شروع کی۔ چونکہ ہندوستان پر جاپان کے حملہ کا ڈر تھا اس لئے برطانیہ حکومت نے ہندوستان کے مسئلے کو حل کرنا چاہا۔ سر اسٹرافورڈ کرپس ہندوستان آئے اور ہندوستانی لیڈروں سے ملے لیکن ان کا مشن کامیاب نہیں ہوا۔ گاندھی جی نے پھر Quit India تحریک شروع کی لیکن ان کو دبا دیا گیا۔ جنگ کے زمانے میں سبھاش چندر بوس نے برما میں

انڈین نیشنل آرمی بنائی گئی۔ ۱۹۴۵ء میں Indian Navy میں فساد ہوا ۱۹۴۶ء میں British cabinet Mission ہندوستان میں آیا اس کو کسی حد تک کامیابی ہوئی۔ اس کے بعد Constituent Assembly of India کا انتخاب ہوا۔ مسلم لیگ نے اس کا بائیکاٹ کیا۔ کانگریس نے مرکزی حکومت قائم کی بعد میں مسلم لیگ بھی شامل ہو گئی۔ آخر میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ہندوستان کی تقسیم کا مشورہ دیا اور اگست ۱۹۴۷ء کو تقسیم ہوئی اور ہندوستان اور پاکستان آزاد ملک ہو گئے۔ اس آزادی میں محمد علی جناح نے کافی کوشش کی۔ موجودہ پاکستان انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

۱۶۰۔ جدید سائنس کے عجائبات و انکشافات پر اجمالی نظر۔

جیسے جیسے تہذیب ترقی کرتی گئی سائنس میں حیرت انگیز انکشافات و ایجادات ہوئیں۔ ۱۷۹۸ء میں ڈاکٹر جینر نے ٹیکہ لگانے کا طریقہ نکال کر لاتعداد انسانوں کو چیچک سے بچا لیا۔ دو سال بعد سر ہمفری ڈیوی نے نائٹرس آکسائڈ گیس کے استعمال سے چھوٹے چھوٹے شگاف کرنے میں آسانی پیدا کر دی۔ ۱۸۴۷ء میں ڈاکٹر سمپسن اور دیگر ڈاکٹروں کی کوششوں سے کلوروفارم کا استعمال کر کے بڑے بڑے شگاف میں سہولت پیدا کر دی۔ ۱۸۶۰ء لوئیس پاسچر نے معلوم کیا کہ بیماریاں جراثیم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں ان جراثیم کو مارنے کی دوائیاں ایجاد کی گئیں۔ ڈاکٹر لسٹر نے معلوم کیا کہ زخموں میں اینٹیسپٹک کے پیدا ہونے کو کس طرح روکا جا سکتا ہے۔ ۱۸۹۶ء میں ایکس رے (X-Ray) کی ایجاد ہوئی۔ اس کی ایجاد سے انسان کے جسم کی اندرونی چیزوں مثلاً پھیپھڑوں، آنتوں اور ہڈیوں وغیرہ کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ڈارون نے (Origin of Species) کتاب لکھی اور ثابت کیا کہ انسان ترقی کر کے اپنی موجودہ شکل پر آیا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ پودوں اور جانوروں میں بھی تبدیلیاں ہوتی ہیں اور شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ فراڈے۔ فرینکلن اور ووِلٹا نے بجلی کے متعلق تحقیقات کر کے

بجلی کی معلومات میں اضافہ کیا۔ البرٹ آئینسٹین نے فزکس میں نئی چیزوں کا اضافہ کیا بشلاً اس نے Relativity کی تھیوری نکال کر بہت سی باتوں کو غلط ثابت کر دیا۔

سنہ ۱۸۹۰ء میں بیل (Bell) نے ٹیلیفون کو ایجاد کیا۔ سنہ ۱۸۹۷ء میں مارکونی نے بے تار کی برقی اسوسا ایجاد کیا۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن بھی جدید سائنس کی ایجاد ہیں۔ ایڈیسن نے فوٹو گراف اور موونگ پکچر کمرہ ایجاد کیا۔ ریلوے کو دور دور تک پھیلایا گیا۔ ریلوے ٹرین کی رفتار میں تیزی پیدا کی گئی۔ پانی میں چلنے والے جہاز ایجاد ہوئے جن کو فولاد سے بنایا گیا اور بھاپ سے چلنے والے انجن بنائے Automobile کا فرانس میں استعمال ہوا۔ عمدہ قسم کی موٹریں اور ٹریکٹر وغیرہ ایجاد کئے گئے۔ ہوائی جہاز تیار کئے گئے۔ زیپلین تیار کیا گیا۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں رائٹ بھائیوں نے ہوائی جہاز بنائے۔ ڈیملر نے ایسا انجن بنایا جو پٹرول سے چلتا تھا۔ ان چیزوں کے علاوہ زہریلی گیس۔ گولے۔ یو بوٹس۔ ای بوٹس۔ رد کیٹس بھی ایجاد کئے گئے جدید ترین ایجاد ایٹم بم ہے۔ جدید سائنس کی ایجادات نے ہماری زندگی کے عیش و آرام میں کافی سہولیتیں پیدا کر دی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ تباہی بربادی کے سامان بھی پیدا ہو گئے ہیں اگر سائنس کی ایجادات کا صحیح اور مناسب استعمال کیا جائے تو واقعی سائنس کی ایجادات ہمارے لئے برکتیں ہیں۔

۱۶۱۔ پہلی جنگ عظیم کے وجوہات واقعات اور نتائج

انگلستان۔ فرانس۔ روس۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ ہنگری اور اٹلی یورپ کی بڑی طاقتیں تھیں۔ ان طاقتوں نے مندرجہ ذیل طریقے سے سمجھوتے کر کے میل پیدا کر لیا۔

(الف) بسمارک نے آسٹریا۔ ہنگری اور اٹلی سے میل کیا اور اپنا حلیف بنایا۔ اس کو (Triple Alliance) کہتے ہیں)

(ب) سنہ ۱۸۹۶ء میں روس اور فرانس مل گئے (ج) سنہ ۱۹۰۲ء میں انگلستان اور جاپان میں میل ہوا (د) سنہ ۱۹۰۴ء میں انگلستان اور فرانس نے میل کیا جس کو Alliance Entente کہتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں انگلستان، فرانس اور روس کا میل ہوا اس کو

(Triple Entente) کہا جاتا ہے۔

اس طرح ۱۹۱۴ء سے پہلے ہی بڑی طاقتیں دو کیمپ میں تقسیم ہوگئی تھیں۔ پہلے کیمپ میں انگلستان فرانس اور روس دوسرے کیمپ میں جرمنی۔ آسٹریا۔ ہنگری اور اٹلی۔ ابتدائی شعلے۔ ۱۹۰۸ء میں آسٹریا نے ٹرکی سے بوسینا اور ہرزیگووینا لیکر ملا لیا۔ سربیا اور روس نے آسٹریا کی اس پیش قدمی کو پسند نہیں کیا۔ ۱۹۱۲ء میں سربیا۔ یونان۔ بلغاریہ اور مانٹیگرو نے ٹرکی سے اعلان جنگ کردیا اور ٹرکی کے بہت سے علاقے فتح کر لئے۔ بعد میں سربیا نے ٹرکی کی قوت کو اور بھی کم کر دیا۔

جرمنی ٹرکی کا دوست تھا۔ اس لئے جرمنی کو یہ بات پسند نہیں آئی کہ ٹرکی شکست دے کر کمزور کر دیا جائے۔ آسٹریا کو سربیا کی بڑھتی ہوئی طاقت پر حسد ہونے لگا۔ اس کے علاوہ سربیا نے بھی آسٹریا کے خلاف پروپگینڈہ شروع کر دیا تاکہ آسٹریا۔ ہنگری کے (Slavs) لوگ بدظن ہو کر آزاد ریاست قائم کرلیں۔

فوری توجہ ۲۸ رجون ۱۹۱۴ء کو آسٹریا کا ولیعہد ارچ ڈیوک اپنی بیوی کے ساتھ سوار ہو کر آسٹریا ہنگری کے صوبہ بوسینا کے شہر سراجیو (Sarajevo) میں سے گزر رہا تھا کہ اس کو یگوسلاویہ کے ایک نوجوان نے قتل کر دیا۔ آسٹریا ہنگری نے سربیا پر شک کیا اور سربیا سے علی اعلان کہدیا کہ وہ آسٹریا کے خلاف پروپیگنڈے کو بند کرے اور اس کے افسروں کو اجازت دے کہ وہ مقدمات سربیا میں کیا کریں۔ سربیا نے دوسری بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور اعلان جنگ کر دیا۔

اصلی وجوہات (۱) اٹلی چاہتا تھا کہ اس کو آسٹریا سے کچھ صوبے مل جائیں (۲) فرانس کی خواہش تھی کہ وہ جرمنی سے الاسک لورین حاصل کر لے (۳) آسٹریا اور روس اپنے اثر اور اقتدار کو بلقان کے جزیرہ نما میں بڑھانا چاہتے تھے۔ اس لئے دونوں میں دشمنی اور رقابت کی آگ بھڑک رہی تھی (۴) بلقان کی ۱۹۱۲-۱۹۱۳ء کی لڑائیوں میں جرمنی اور آسٹریا کے دوست ٹرکی کی قوت کمزور ہو گئی تھی (۵) سربیا تو آسٹریا کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا تھا (۶) آپس میں تجارتی رقابت بھی چل رہی تھی یورپ کی

دیگر ملک برطانیہ کی بحری قوت اس کی وسعت سلطنت۔ اس کے مارکٹ۔ اس کی نوآبادیات اور اس کے تجارتی فروغ کو دیکھ کر حسد کرنے لگے تھے۔ برطانیہ کا اثر اور اقتدار دنیا کے ہر ملک میں دیکھ کر یورپ کے دیگر ممالک بھی یہی چاہتے تھے کہ برطانیہ کی طرح ان کا بھی اثر و اقتدار قائم ہو جائے (۷) قومی عزت اور وطنی جذبات ہر ملک میں موجود تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر ہتک اور بے عزتی سمجھی جاتی تھی اور جنگ و جدال کی نوبت آتی تھی (۸) جرمنی نے اپنی فوجی قوت کو بہت بڑھایا اور اقتدار یورپ میں قائم کیا۔ قیصر ولیم کی خواہش تھی کہ جرمنی دنیا کی سیاست میں حصہ لے۔ وہ اپنی بحری قوت بڑھانا چاہتا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ اس کی سلطنت کے حدود بھی بڑھ جائیں۔ اس کی تیاریاں دیکھ کر دوسرے ممالک میں بھی خوف پیدا ہو گیا۔ انھوں نے اپنی حفاظت کے سامان کئے۔ تمام ممالک ہر سال فوجی قوت بڑھانے پر بہت زیادہ روپیہ خرچ کرنے لگے۔ سپاہیوں کو فوجی ٹریننگ دی جانے لگی۔ نوجوانوں کیلئے فوجی تعلیم لازمی قرار دیدی گئی۔ فوجی تعلیم کے واسطے افسروں کو مستقل نوکر رکھا گیا۔ جنگ کے ہتھیاروں اور جنگی جہازوں پر بھی خوب روپیہ خرچ کیا گیا۔ اس طرح یورپ کی فوجیں بہت زیادہ بڑھ گئیں (۹) جرمنی برطانیہ کا رقیب ہو گیا۔ قیصر ولیم نے جرمنی کی بحری قوت کو بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ جرمنی کی بحری قوت کو بڑھتے دیکھ کر برطانیہ کو اس کی طرف سے ڈر پیدا ہو گیا اس نے بھی اپنے جہازی بیڑہ بڑھانے کی تدابیر اختیار کیں۔ (۱۰) یورپ کے ممالک کا آپس میں سمجھوتے اور میل کرنا (اس کا ذکر اس سوال کے شروع ہی میں کر دیا گیا ہے) (۱۱) اسٹریا کے اوپچ ڈیوک (Archduke) کا سراجیون میں ۲۸ جون ۱۹۱۴ء میں قتل ہونا۔

جنگ میں شرکت: جیسے ہی آسٹریا نے سربیا پہ جنگ کا اعلان کیا روس نے سربیا کا ساتھ دیا۔ اور چونکہ روس اور فرانس میں میل اور سمجھوتہ ہو چکا تھا اس لئے فرانس نے روس کا ساتھ دیا۔ جرمنی فرانس کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے بلجیم کسی کی طرف نہیں تھا لیکن جب بلجیم کی Neutrality کو توڑ دیا گیا تو انگلستان (Allies) سے مل گیا اور اٹلی۔ یونان۔ عرب۔ جاپان (Allies) سے مل گئے۔ بلغاریہ اور ٹرکی جرمنی سے مل گئے اور پھر بھیانک جنگ شروع ہو گئی جو ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک رہی جس کے مندرجہ ذیل نتائج ہوئے۔

نتائج (۱) انگلستان اور فرانس کو جرمنی کی افریقہ کی نوآبادیات مل گئیں اور انگلستان بہت بڑی سلطنت ہو گیا (۲) فرانس کو جرمنی سے الاسک لورین ملا اور اس کو سار اکی وادی کی کوئلہ کی کانیں بھی مل گئیں (۳) اٹلی اور بلقان کو آسٹریا ہنگری سے کچھ علاقے ملے (۴) رومانیہ کو ٹرانسلوانیا ملا (۵) پولینڈ کو پروشیا سے کچھ علاقے مل گئے (۶) جرمنی کی نوآبادیات نکل جانے سے اس کی طاقت گھٹ گئی (۷) آسٹریا ہنگری کی ریاست چھوٹی سی رہ گئی (۸) ٹرکی کے ہاتھ سے مصر نکل گیا اور اس کے علاوہ کچھ دیگر علاقے بھی ٹرکی کے ہاتھ سے نکل گئے (۹) جاپان کو جرمنی سے پیسیفک کے جزیرے مل گئے (۱۰) دونوں طرف ساٹھ ملین سپاہی تھے دس ملین سپاہی مارے گئے اور ۲۰ ملین (Million) سپاہی زخمی ہوئے کئی ملین شہری لوگ بھوک، بیماری وغیرہ سے مر گئے۔ (۱۱) مالی نقصان بھی بہت ہوا (۱۲) جنگ میں .... ۱۸۶ پونڈ خرچ ہوا۔ اس خرچ سے دنیا کے بہت سے ممالک غریب ہو گئے اور بے روزگاری پھیل گئی (۱۳) نئی آزاد سلطنتیں مثلاً چیکوسلاواکیہ یوگوسلاویہ۔ فن لینڈ استھونیا۔ لیٹونیا۔ لیتھونیا وغیرہ پیدا ہو گئیں (۱۴) پولینڈ اور ڈینمارک آزاد ہو گئے (۱۵) قومی اصول کو فروغ ہوا اور ممالک اس اصول پر کاربند ہو گئے مثلاً جرمنی۔ ٹرکی۔ روس۔ اٹلی۔ رومانیہ۔ یوگوسلاویہ۔ پولینڈ قومی سلطنتیں ہو گئیں (۱۶) لوگوں کو اجازت دی گئی کہ اپنی مرضی اور رائے کے مطابق جن ملکوں کے ساتھ چاہیں ملیں (۱۷) مذہبی رواداری اور مساوی حقوق کی گارنٹی کی گئی (۱۸) دنیا کے معاملات پرامن طریقے سے طے کرنے کی غرض سے لیگ آف نیشنز بنائی گئی۔

۱۶۲۔ ورسلیس کی صلح اور فیسنزم پر سرسری نظر۔

ورسلس کی صلح : ۱۹۱۹ء میں یہ صلح ہوئی اور صلحنامہ میں مندرجہ ذیل باتیں طے ہوئیں (۱) انگلستان و فرانس کو جرمن اور افریقہ کی نوآبادیات دی جائیں (۲) فرانس کو جرمنی سے السااک لورین ملنا چاہیئے اور سار کی وادی کی کوئلہ کی کانیں بھی اس کو ملنی چاہیئے (۳) جرمنی کو جنگ کے نقصانات کو پورا کرنا چاہیئے (۴) جرمنی اپنی بحری قوت برطانیہ

کو دیدے (۵) جرمنی اس بات کا وعدہ کرے کہ آئندہ وہ جنگ کا اعلان نہیں کرے گا (۶) (Allies) کو مصر فلسطین اور سیریا وغیرہ کے علاقے ملنے چاہیئے (۷)، آسٹریا ہنگری کی سلطنت کو دو چھوٹے چھوٹے حصوں میں بانٹ دیا جائے (۸) پولینڈ کو آزادی دیدی جائے (۹) دنیا کے امن و امان کو قائم رکھنے اور جنگوں کو روکنے کی غرض سے لیگ آف نیشنز کا قیام کیا گیا۔

اس صلحنامہ کی وجہ سے پولینڈ۔ ہنگری۔ چیکوسلواکیہ وغیرہ کی سلطنتیں وجود میں آئیں لیکن ان نئی سلطنتوں میں اقلیت کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ جرمنی کی بڑی ہتک ہوئی۔ اس کی فوج کو کمزور کر دیا گیا۔ اس کی نوآبادیات لے لی گئیں۔ اس کو جنگ کا ہرجانہ دینا پڑا۔ لیکن یہ صلح آئندہ جنگ کو بند نہ کر سکی بلکہ اس نے دوسری جنگ عظیم کا بیج بو دیا۔ اسی صلحنامہ کے اثر کی وجہ سے جرمنی کے اندر نازی پارٹی وجود میں آئی۔

فیسیزم

پہلی جنگ عظیم کی پیداوار ہے۔ اٹلی کے اندر اس جنگ کے معاشی دقتیں پیدا کر دیں۔ جنگ کے بعد بہت سے سپاہی بیکار رہ گئے کارخانوں کے کاریگروں میں بھی بے چینی پیدا ہو گئی۔ لہذا مسولینی نے Fascism Party بنائی۔ ان میں سپاہی۔ کسان۔ کاریگر اور دیگر لوگ شامل ہو گئے۔ ان لوگوں نے روم کو فتح کر لیا۔ ان کا لیڈر مسولینی وزیر اعظم بن بیٹھا۔ اس نے اپنے مخالفین کو ختم کر دیا۔ مسولینی نے تقریر پریس اور میٹنگ کرنے کی آزادی کو بند کر دیا۔ اس نے رائے دہندی کا ایک نیا طریقہ نکالا۔ Fascism جنگ کی حمایت میں تھا۔ مردوں کو جنگ کی تعلیم دی جاتی تھی۔

فیسیزم کے اصول کے مطابق ہر ماں کا فرض تھا کہ اپنے بچے کو سپاہی کی تربیت دے اور قوم کے ہر آدمی کو اپنی قوم کے مفاد کا خیال رکھنا چاہیئے۔ فیسیزم انفرادی آزادی کا قائل نہیں ہے یہ کمیونزم کا مخالف ہے یہ بین الاقوامیت کا قائل نہیں ہے۔ اس کے مطابق فرد کو اپنی آزادی اور حقوق قوم کے لئے قربان کر دینا چاہیئے۔ اٹلی میں اس تحریک کے کچھ فائدے ہوئے۔ مذہب اور سلطنت کے تعلقات خوشگوار ہو گئے قومی اتحاد پیدا ہو گیا کی فلاح و بہبودی کے کام کئے گئے۔

۱۶۳۔ لیگ آف نیشنز کے مقاصد۔ کانسٹی ٹیوشن۔ اسکے کام اور کمزوریاں

لیگ آف نیشن ۱۹۱۹ء میں بنائی گئی۔ اس کے مقاصد مندرجہ ذیل تھے۔

(۱) امن کا قائم کرنا اور جنگ کو روکنے کی تدابیر کرنا (۲) بین الاقوامی تعاون کا فروغ اور بین الاقوامی تعلقات کی خوشگواری۔ کانسٹی ٹیوشن مندرجہ ذیل پر مشتمل تھا (۱) اسمبلی (۲) کونسل (۳) مستقل سکرٹریٹ (۴) بین الاقوامی عدل و انصاف کی مستقل عدالت۔ اسمبلی میں لیگ کے ممبروں کے نمائندے ہوتے تھے۔ کونسل میں خاص خاص Associated اور (Allied) طاقتوں کے وہ نمائندے جن کو اس کونسل میں رائے دینے کا حق حاصل ہوتا تھا اس کے علاوہ اسمبلی کے منتخب کئے ہوئے چار ممبر اور بھی ہوتے تھے جن کا انتخاب وقتاً فوقتاً اسمبلی اپنے اختیار کے مطابق کرتی رہتی تھی۔ مستقل سکرٹریٹ کا افسر اعلیٰ سکرٹری جنرل ہوتا تھا۔ سکرٹری کے سپرد لیگ کے معاملات کئے جاتے تھے۔ یہ لیگ اور اس کے دیگر مختلف ممبروں کے بیچ کی کڑی تھی۔ عدل و انصاف کی عدالت یعنی کورٹ آف جسٹس بین الاقوامی تنازعات کی سماعت کرتا تھا اور بین الاقوامی قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے معاملات طے کرتا تھا اس لیگ نے کئی کام کئے مثلاً برسلز کی مالی کانفرنس آسٹریا ہنگری کی تخلیق ثانیہ بین الاقوامی تجارت کی ترقی کی تدابیر جرمن اور ٹرکی کی نوآبادیات کا انتظام۔ عورتوں، بچوں کا تحفظ۔ سماجی مسائل کا حل۔ قومی حکومتوں کی پالیسی میں تغیر کرنا امن و امان کا قائم کرنا۔ بین الاقوامی کانفرنس کرنا۔ رپورٹ پیش کرنا۔ مزدوروں کے قوانین بنانا۔ اس لیگ میں مندرجہ ذیل کمزوریاں تھیں۔

(۱) اس لیگ میں سب کی نمائندگی شامل نہیں تھی۔ کیونکہ یو۔ ایس۔ اے اور روس اس کے ممبر نہیں تھے (۲) اس میں فرانس اور انگلستان کا زیادہ اثر اور رسوخ تھا (۳) یہ جنگ اور تنازعہ کو ختم نہیں کر سکی مثلاً جاپان نے منچوریا لے لیا تھا اور اٹلی نے ابی سینیا کو لے لیا اور لیگ کچھ نہ کر سکی (۴) بہت سے ممبروں نے لیگ کے ذریعہ معاملات طے کرنے سے انکار کر دیا۔ خود اٹلی فرانس اور انگلستان کو لیگ پر اعتماد نہیں رہا (۵) لیگ بین الاقوامی معاشی مسائل پر کوئی کنٹرول نہیں رکھتی تھی (۶) کونسل میں بڑی طاقتوں کی مستقل نشستیں تھیں (۷) یہ شہنشاہیت کے

خیال کو محدود نہیں کر سکی (۸) لیگ کے خاص خاص ممبروں نے بین الاقوامی معاملات لیگ سے باہر طے کرنے کی کوشش کی۔ مثلاً واشنگٹن۔ لندن اور لاؤسین میں کانفرنس ہوئی۔

۱۶۴۔ ڈکٹیٹر شپ اور کمیونزم کا مختصر جائزہ۔

(ڈکٹیٹرشپ)۔ (الف) ڈکٹیٹر شپ ایک ایسی حکومت ہے جس میں صرف ایک ہی شخص جو چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ شخص سب سے زیادہ نمایاں۔ زبردست با اختیار اور بڑی شخصیت کا مالک ہوتا ہے۔ جب جمہوریت میں کمزوریاں پیدا ہو گئیں اور یہ جنگ کے بعد کے مسائل کو حل نہ کر سکی۔ جمہوری نظام کے اصول اور روایات ختم ہونے لگی اور مختلف ممالک میں معاشی اور سیاسی حالات نازک ہو گئے تو بڑی بڑی شخصیتوں نے اپنے اپنے ممالک کی معاشی و سیاسی حالات کو درست کیا اور بجائے جمہوریت کے ڈکٹیٹر شپ قائم کی۔ ہٹلر۔ مسولینی۔ اتاترک مصطفیٰ کمال اور اسٹالن دنیا کے ڈکٹیٹر گذرے ہیں۔ انہوں نے اپنے ممالک کے حالات کو ٹھیک کر کے ڈکٹیٹر شپ قائم کر لی۔

ڈکٹیٹر شپ نے بے روزگاری کو دور کیا۔ اس نے ملک کے معاشی و سیاسی حالات کو بہتر بنایا۔ صنعت و حرفت کو فروغ دیا۔ تجارت کو ترقی دی۔ زندگی کے معیار کو بلند کیا۔ جہالت کو دور کر کے علم و ادب کی روشنی پھیلائی۔ ہر ڈکٹیٹر نے اپنے ملک اور قوم کی عزت و شہرت میں اضافہ کیا اور بین الاقوامی سیاست میں اعلیٰ مقام دلوایا۔ مثلاً ہٹلر نے جرمنی میں زندگی کی نئی لہر پیدا کر دی۔ اس نے جرمنی کے ہر شعبہ میں اصلاح کر کے اس کی قوت کو اتنا بڑھایا کہ دنیا کے ممالک اس سے ڈرنے لگے۔ اس نے آسٹریا۔ چیکوسلواکیہ۔ فرانس۔ پولینڈ۔ ماسکو تک فتوحات حاصل کیں۔ اسی طرح اٹلی میں مسولینی نے Corporative State قائم کی اور تجارت و صنعت و حرفت کو حکومت کے کنٹرول میں کر دیا۔ اسپین نے ریورا کی رہبری میں ترقی کی۔ اس کی تجارت۔ صنعت و حرفت اور زراعت کو فروغ ہوا۔ روس کو لینن نے سدھا روسیوں میں زندگی اور نیا جوش پیدا کر دیا۔ اس نے Classless سوسائٹی بنائی اسی طرح ٹرکی میں مصطفیٰ کمال نے قومی جوش پیدا کیا۔ انہوں نے ٹرکی کی زبوں حالی کو دور کیا

ٹرکی کے وقار کو بڑھایا اور بین الاقوامی سیاست میں اس کا اونچا مقام کر دیا۔ انہوں نے ٹرکی کا رنگ ہی بدل دیا۔ فرسودہ باتوں کو ختم کر کے ٹرکی کو نئی تہذیب و تمدن سے واقف کرایا اور دیگر ترقی یافتہ ممالک کے دوش بدوش کر دیا۔

ڈکٹیٹرشپ میں کچھ کمزوریاں اور نقصانات بھی ہیں۔ شخصی حکومت میں ایک ہی شخص کی حکومت ہوتی ہے۔ سارے معاملات وہ ہی طے کرتا ہے۔ ڈکٹیٹر کے حکم کی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی خواہ وہ غلط راستہ پر ہی کیوں نہ چلے۔ ڈکٹیٹر کی ہر بات قانون کی حیثیت رکھتی ہے۔ ڈکٹیٹرشپ میں ہر شخص کو ہر بات کی آزادی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ یہ شہریوں کی شخصیتوں کو ختم کرتی ہے۔ ان کی ترقی میں حائل ہوتی ہے۔ ایک لیڈر۔ ایک پارٹی۔ ایک اصول کی حکومت ہوتی ہے۔ جنگ و جدال اور خون ریزی ڈکٹیٹر کے لئے باعث مسرت ہوتی ہے۔ ڈکٹیٹر کے مرنے کے بعد عموماً حالات اور بھی خراب ہو جاتے ہیں۔

(ب) کمیونزم: کمیونزم ایک معاشی اور سماجی انقلاب ہے۔ اسی انقلاب کے سلسلہ میں روس کے اندر ملکی یا بین الاقوامی جماعتیں بنائی گئیں Lenin کی رہبری میں ۱۹۱۷ء اور ۱۹۱۸ء میں روس میں کمیونزم نے فروغ پایا۔ زمین کارخانے تجارتی مرکز مزدوروں کے ہاتھوں میں آئے۔ کاشتکاروں بنکوں اور کانوں کو مزدوروں اور غریبوں کے فائدے کے لئے استعمال کیا گیا۔ صرف کام کرنے والوں کو رائے دینے کا حق دیا گیا۔ کمیونزم کا اصول ہے کہ ہر مزدور کو اپنی لیاقت کے مطابق کام کرنا چاہیئے اور اس کو اس کی ضروریات کے مطابق مزدوری ملنی چاہیئے۔ کمیونزم کی حکومت میں کوئی شخص نجی طور سے دولت جمع نہیں کر سکتا اور کوئی شخص دوسروں کو اپنا محکوم نہیں رکھ سکتا۔ اس اصول کے علاوہ مندرجہ ذیل اصول بھی کمیونزم کے لوازمات سمجھنا چاہیئے (۱) Material Interpretation of History سماجی سیاسی اور روحانی مسائل کو اسی اصول کے ماتحت کر دیا گیا ہے (۲) Class War یعنی طبقاتی جنگ، سرمایہ دار اور مزدور کی کشمکش کا یہ نتیجہ ہے کہ سرمایہ دار نے سماج کے شریف اور غریب مزدوروں کو اپنے مظالم کا شکار بنا رکھا ہے۔ مارکس کی پیشین گوئی ہے کہ سرمایہ داری کا دور بہت جلد ختم ہو جائے

گا اور Proletariate کا عروج ہوگا اور طبقوں کا فرق مٹ جائے گا (۳) ...

Value مارکس کا خیال ہے کہ سرمایہ دراصل محنت کے ذریعہ پیدا کیا جاتا ہے۔ سرمایہ داری میں محنتی کو (Total Produce) نہیں ملتی۔ ان بچاروں کو صرف اتنا دیا جاتا ہے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔ مزدور کے پیدا کئے ہوئے میں سے اسکو دینے کے بعد جو کچھ بچتا ہے اس کو (Surplus Value) کہتے ہیں یہ سرمایہ دار لے لیتا ہے۔ (یہی مزدور اپنی محنت کو سرمایہ دار کے ہاتھ بہت ہی قلیل معاوضہ میں بیچ دیتا ہے اور وہ ایسا کرنے پر مجبور رہے کیونکہ پیدا کرنے کے ذرائع بیچارے مزدور کے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ ان ذرائع پر سرمایہ دار کا قبضہ ہے (۵) سارا نفع سرمایہ دار ہی رکھ لیتا ہے (۶) (Social Revolution) سرمایہ دار کے مظالم کی وجہ سے سماجی انقلاب ہوگا اور سرمایہ دار کی طاقت کو Proletariat ختم کر دیگا (۷) سرمایہ داروں کے ختم ہونے سے State بھی ختم ہو جائیگی (۸) سماجی تنظیم پیدا ہوگی۔ ہر شخص کی محنت کے ذریعہ سوسائٹی کی ترقی ہوگی ہر شخص کو اس کی ضروریات کے مطابق دیا جائے گا۔

روسی انقلاب RUSSIAN REVOLUTION

۱۶۵۔ روسی انقلاب اس کے وجوہات واقعات اور اثرات

روسی انقلاب کے مندرجہ ذیل وجوہات تھے۔

وجوہات (۱) Duma کے اختیارات برائے نام تھے۔ انتخابات اور وزراء کی تقرری Czar زار ہی کرتا تھا (۲) امراء اور جاگیردار عیش کی زندگی گذارتے تھے۔ غریبوں اور کسانوں کی بہت بری حالت تھی (۳) زار Czar نے سیاسی اصلاحات کے مشورہ پر دھیان نہیں دیا حالانکہ عوام اصلاحات کی برابر مانگ کرتے رہے (۴) ڈیوما یعنی پالیمنٹ میں بہت سی پارٹیاں پیدا ہوگئیں ان میں سے بالشویک پارٹی شہنشاہیت کو ختم کرکے روس میں سوشلسٹ ری پبلک قائم کرنا چاہتی تھی (۵) پہلی جنگ عظیم میں جرمن فوج نے دس لاکھ روسی سپاہیوں کا قلع قمع کر ڈالا تھا۔ اس کی ذمہ داری ان سپاہیوں نے

جو جنگ سے واپس آئے حکومت کی نااہلیت اور اس کے افسروں کی نالائقی قرار دی (۶)
کھانے کی کمی اور عوام کی فاقہ کشی نے لوگوں کی حالت کو بہت زیادہ ابتر کر دیا (۷)، پارلیمنٹ
یعنی Duma نے حکومت کے معاملات کی خرابی کو ٹھیک کرنے کے لئے زار سے کہا لیکن زار
اپنی پالیسی پر ہی چلتا رہا (۸)، زار نے ظالم افسروں کو باوجود مخالفت اعلیٰ رتبے دیئے (۹) زار
نے عوام کی تحریک کو دبانے کی کوشش کی (۱۰) لوگ سماجی اور سیاسی انقلاب پیدا کرنے کے
لئے تیار تھے۔

واقعات بھوک اور ٹھنڈ سے لوگوں کی بری حالت ہو گئی۔ مارچ ۱۹۱۷ء پیٹرو گریڈ
میں: (Bread Riots) روٹی کے متعلق فسادات ہوئے۔ فوجوں
سے عوام پر گولیاں چلانے کے لئے کہا گیا لیکن فوجوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا Duma
سے Adjourn کے لئے کہا گیا لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ تب ایک
Provisional Government بنائی گئی اور مارچ ۱۹۱۷ء میں زار کو تخت چھوڑنے
پر مجبور کر دیا گیا

روس پر اثرات (۱) ری پبلک۔ شہزادہ جارج لود کی صدارت میں ری پبلک
حکومت بنی۔ اس نے جنگ و جدال کی پالیسی کو جاری رکھا
لیکن عوام سماجی اور معاشی تبدیلیاں چاہتے تھے۔ لوگ امن و امان کے خواہشمند تھے بعد کو
کیرنسکائی نے حکومت سنبھالی لیکن وہ بھی لوگوں کو مطمئن نہ کر سکا سپاہیوں اور مزدوروں
کی مجلسیں ہوئیں۔ نومبر ۱۹۱۷ء میں لینن اور ٹروٹسکائی نے قوت و اقتدار حاصل کر کے
(Dictatorship of the Proletariat) قائم کی۔ ان کی پارٹی کو
Bolshevik پارٹی کہتے تھے۔ یہ اکثریت کی رائے سے بنائی گئی تھی۔
(۱۲) امن و امان صلح۔ اس نئی حکومت نے مرکزی طاقتوں سے صلح کی۔ ایک صلحنامہ سے
روس یوکرین اور فن لینڈ خالی کرنے پر رضامند ہو گیا۔ اور روس نے پولینڈ پر سے
بھی اپنا claims اٹھا لیا اور لیتھونیا اور . اپنا سے بھی claims کو چھوڑ
دیا اس طرح روس کی حدود کی وسعت میں کمی آ گئی (۳) نیا کانسٹی ٹیوشن جولائی ۱۹۱۸ء

میں نیا کانسٹی ٹیوشن بنایا گیا (الف) تقریر تحریر اور میٹنگ کرنے کی آزادی دی گئی (ب) رائے دینے کا حق دیا گیا۔ صرف وہی رائے دے سکتے تھے جو کسی نہ کسی طرح کام کر سکتے ہوں۔ امراء مذہبی پجاری وسطی طبقہ کے لوگوں کو رائے دینے کا حق نہیں دیا گیا تھا (ج) مقامی اور صوبہ جاتی روسی لوگ آل روسی نیشنل کانگریس میں اپنے نمائندے بھیج سکتے تھے لیکن قوانین بنانے۔ وزراء کے انتخاب کرنے کے اختیارات Central Executive Committee کو حاصل تھے۔

(۴) تبدیلیاں۔ (الف) روس میں کمیونزم شروع ہو گیا۔ زمین کی ذاتی اور نجی ملکیت ختم ہو گئی۔ امیر لوگوں کی زمین کو غریبوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ زمین کو Nationalise کر دیا گیا (ب) ریلوں، کانوں جنگلوں وغیرہ کو بھی Nationalised کر دیا گیا (ج) ذاتی اور نجی بنکوں کو بھی ضبط کر لیا گیا (د) امیروں کے مکانات غریبوں کو دیئے گئے (ذ) خاص مراعات کو ختم کر دیا گیا (ل) اور مزدوری کو لازمی قرار دیدیا گیا (م) حکومت نے Atheism کی موافقت کی (ن) اسکولوں کو حکومت نے خود چلایا اور کمیونزم کی تعلیم دی گئی۔

(۵) GOSLOW کی پالیسی۔ تبدیلیوں کی وجہ سے روسیوں کو پریشانیاں بھی ہوئیں مثلاً ریل گاڑیاں نہیں چلیں۔ صنعت وحرفت کی ترقی رک گئی اور فاقہ کشی پھیل گئی۔ لہذا نئی معاشی پالیسی اختیار کرنی پڑی اور ذاتی و نجی ملکیت اور ذاتی و نجی کام کی آزادی دی گئی (۶) ۱۹۲۴ء۔ میں لینن کی موت کے بعد اسٹالن اور ٹراٹسکی میں اقتدار کے لئے رقابت پیدا ہو گئی اور سنہ ۱۹۲۹ء میں اسٹالن کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اسٹالن نے روس کی صنعتی اور زرعی ترقی کے لئے پانچ سالہ اسکیم بنائی۔ شروع میں تو (Bolshevists) نے تمام ملکوں کی مدد کرنے کی پالیسی اختیار کی تھی لیکن بعد کو یہ پالیسی چھوڑ دی۔

دنیا پر اثرات (۱) Communism یا Bolshevism کے پھیلانے کی دنیا کے تمام ملکوں میں کوشش کی گئی (۲) اٹلی کیمونسٹ کے زیر اثر آ کر اٹلی کے کاریگروں نے بڑے بڑے شہروں کے کارخانوں پر قبضہ کرنے کی

کوشش کی۔ اس سیلاب کو روکنے کے لئے ایک نئی پارٹی پیدا ہو گئی جس کو فیسسٹ پارٹی کہتے ہیں (۳) جرمنی میں بھی کیمونسٹوں نے انتشار پیدا کیا۔ شروع میں کچھ کامیابی حاصل کی لیکن بعد کو وہ کامیاب نہیں ہو سکے (۴) انگلستان یہاں تو (Conservatives) لوگ کیمونزم کے خلاف تھے لیکن Labour Government نے اسے میکڈا نلڈ کے زیر اثر Soviet Government کو مان لیا (۵) ہنگری بوڈاپیسٹ میں کیمونسٹ لوگوں نے واقعی کچھ عرصے کے لئے قوت حاصل کر لی لیکن بعد میں ان کو دبا دیا گیا (۶) چین ۱۹۲۲ء میں کچھ چینیوں نے کمیونزم اختیار کر لیا اور چین میں دو فرقے (۱) کمیونسٹ (۲) سوشلسٹ ہو گئے۔ حال ہی میں کمیونسٹوں نے قوت حاصل کر کے نیشلسٹوں کی فوجوں کو شکست دی اور چین میں کیمونزم خوب فروغ پا رہا ہے۔ (۷) جاپان۔ چونکہ یہاں مزدوروں کو بہت کم مزدوری دی جاتی تھی لہذا یہاں بھی کسی حد تک کیمونزم پھیلا (۸) برما۔ یہاں دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں کمیونسٹوں نے زور پکڑا اور اب قوت و اقتدار کے لئے سخت کوشاں ہیں۔

(۹) ہندوستان اس ملک میں شروع میں اس پارٹی کو خلاف قانون قرار دیدیا گیا تھا لیکن اب اس کو کام کرنے کی اجازت مل گئی ہے اور اس نے عوام پر کافی اثر قائم کر لیا ہے اور لوگوں کے رجحانات کمیونزم کی طرف ہونے لگے ہیں (۱۰) Republicans۔ روس کے انقلاب سے شہنشاہیت کا دور ختم ہو گیا اور شہنشاہوں کو اتار کر بہت سے ملکوں میں Republicans قائم کر دی گئی ہیں (۱۱) مزدور کی اہمیت - اس انقلاب کی وجہ سے مزدوروں کی اہمیتیں بڑھ گئی ہیں۔ تمام ملکوں نے ان کی اہمیت اور وقت کے تقاضے کو دیکھ کر مزدوروں کے مفاد کے لئے بہت قوانین بنائے ہیں۔ سرمایہ داروں نے بھی مزدوروں کے ساتھ اپنا رویہ بدل دیا ہے Five Year Plan روس کی Plan کا یہ اثر ہوا کہ اب ساری دنیا میں Five Year Plan کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔

دوسری جنگ عظیم سنہ ۱۹۳۹ء سے سنہ ۱۹۴۵ء

۱۶۶۔ دوسری جنگ عظیم کے اسباب و واقعات اور نتائج

وجوہات اور واقعات ورسلیس کی صلح نامناسب تھی اور یہ فائدہ مند ثابت نہ ہوئی۔ جاپان نے اس کی خلاف ورزی کی اور لیگ آف نیشن اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکی ایشیا کی سیاست میں جاپان نے اقتدار حاصل کر لیا۔ جاپان کی للچائی ہوئی نظریں چین پر پڑنے لگیں۔ برطانیہ امریکہ اور روس کے مفاد بھی چین سے وابستہ تھے۔ جاپان نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کو ان طاقتوں سے مقابلہ کرنا پڑے گا اس نے (جاپان نے) چین کا کچھ علاقہ حاصل کرنے کی ترکیب سوچی۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں جاپان کو ایک اچھا موقع ملا چین نے جنوبی منچوریا کی ریل پر بمباری کی اور جاپان نے فوراً اپنی فوجیں چین کے خلاف روانہ کر دیں۔ چین نے لیگ آف نیشن اور امریکہ کی ریاستہائے متحدہ سے جاپان کے خلاف مدد چاہی۔ امریکہ کی متحدہ ریاستوں نے جاپان سے اپنے فعل سے باز آجانے کے لئے کہا لیکن جاپان نے دھیان نہیں دیا۔ امریکہ کی متحدہ ریاستوں نے برطانیہ کا بھی تعاون چاہا لیکن کوئی سہارا نہیں ملا۔

لیگ آف نیشن نے حالات کی تحقیق کے لئے لسن کمیشن مقرر کیا لیکن کمیشن کی رپورٹ پر کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ جاپان نے منچوکیو کی ریاست کو اپنے زیر اثر کر لیا اور جاپان تھوڑا تھوڑا کر کے چین کے علاقے حاصل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ شمالی مشرقی چین بھی جاپان کے کنٹرول میں آگیا۔ اب جاپان نے خود کو لیگ آف نیشن سے علیحدہ کر کے ۱۹۳۶ء میں (Antcomitern Poet) میں داخل ہو کر جرمن سے مل گیا سنہ ۱۹۳۷ء میں اٹلی نے بھی ان سے معاہدہ کر لیا۔ روس نے جاپان کے خلاف چین کی مدد کی۔ جاپان نے شنگھائی اور نان کنگ پر قبضہ کر لیا۔ جنوبی چین پر حملہ کیا اور ساحلی پٹی پر قبضہ کر لیا۔ برطانیہ۔ فرانس امریکہ کی متحدہ ریاستوں نے جاپان سے باز رہنے کے لئے کہا لیکن جاپان نے اس کی بات پر دھیان نہیں دیا۔ جاپان نے امریکہ کے تین (Oil Tonkers) کو تباہ کر دیا اور (Paiary Gunboat) کو ڈبو دیا۔ سنہ ۱۹۳۹ء میں جاپانی فوجوں نے ٹائینٹسن (Tientsun) میں برطانیہ کی مراعات بند کر دیں۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں فرانس کی

شکست نے جاپان کو انڈوچین میں ہوائی طاقت کی بنیادیں ڈالنے کا موقع دیا۔ امریکہ کی ریاستوں نے چین کو قرض دیا۔ جاپان نے جرمنی اور اٹلی سے مل کر پرل ہندرگاہ پر حملہ کر دیا اس وقت جاپانی سفیر امریکہ سے صلح کے بارے میں بات چیت کر رہا تھا۔ جرمنی نے فوراً امریکہ کی ریاستوں سے اعلان جنگ کر دیا۔ جاپان کو برباد کرنے میں برطانیہ نے امریکہ کی مدد کی تھائی لینڈ نے جاپان کو موقع دیا۔ جاپان نے فلپائن جزیرے۔ سنگاپور۔ برما۔ ڈچ انڈیز کو زیر کر لیا۔

یورپ کے ڈکٹیٹروں نے لیگ آف نیشن کو چھوڑ کر اپنا اقتدار بڑھایا۔ انھوں نے قومیت کے جذبات پھیلائے اور جنگ کی تلقین شروع کر دی۔ اعلیٰ پیمانہ پر جنگی اسلحہ تیار ہونے لگے جمہوری حکومتیں اندرونی انتشار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں اور ڈکٹیٹران جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ جرمنی اور اٹلی تو خاص طور سے جنگ و شورش کے خیالات پھیلانے میں ہمہ تن کوشاں تھے۔ فرانس، یورپ کے ممالک سے عہد و پیمان کر رہا تھا تاکہ توازن قوت باقی رہے۔ فرانس کی یہ اسکیم تھی کہ جرمنی کو راستہ سے ہٹا کر اپنا اقتدار قائم کرے۔ انگلستان کمیونزم کے امنڈتے ہوئے سیلاب سے خوف زدہ ہو رہا تھا۔ روس فرانس کی طرف تھا۔ اسی اثناء میں مسولینی نے فرانس کی رضامندی سے ایتھوپیا پر حملہ کر دیا۔ لیگ آف نیشن نے اٹلی کے خلاف معاشی رکاوٹ کی لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ مسولینی نے ایتھوپیا پر قبضہ کر لیا۔ یورپ میں سیاسی ہلچل ہونے لگی۔

ہٹلر نے اس حالت سے فائدہ اٹھایا۔ اس نے (Rhineland) کو فوجی تنظیم سے آراستہ کرنا شروع کر دیا۔ اور اس طرح ورسلیس اور لوکارنو کے صلحناموں کو پس پشت ڈال دیا۔ انگلستان اور فرانس ان دونوں نے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ ہٹلر نے مسولینی سے عہد و پیمان کیا اور ہٹلر نے مسولینی کی ایتھوپیا کی فتح کو تسلیم کر لیا۔ ان دونوں نے اسپین میں کمیونزم کو روکنے کے لئے جنرل فرانکو کی مدد کی۔ پھر ہٹلر کی فوج نے ۱۹۳۶ء میں آسٹریا کی طرف کوچ کیا۔ برطانیہ کے وزیر اعظم چیمبرلین نے ... گیا۔ مگر بے سود رہا۔ ہٹلر پھر چیکوسلواکیہ کی طرف بڑھا۔ اور چیمبرلین نے ...

پر ہٹلر کا حق مان لیا۔ ۱۹۳۸ء میں میونخ میں اٹلی، فرانس، انگلستان اور جرمنی کی کانفرنس ہوئی۔ اور یہ طے پایا کہ چیکوسلاواکیہ کا پانچواں حصہ جرمن کے پاس جانا چاہیے۔ ۱۹۳۹ء میں روس نے جرمنی سے عہد و پیمان کیا۔ جرمنی نے سمجھا کہ فرانس اور انگلستان اس کی مخالفت نہ کریں گے یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو ہٹلر نے پولینڈ کی طرف بڑھ کر فوج کشی کی۔ انگلستان اور فرانس نے اعلان جنگ کر دیا۔ روس نے مشرقی پولینڈ کی طرف بڑھ کر بالٹک کی ریاستوں کو ملا لیا۔ روس فن لینڈ میں داخل ہوا۔ فن لینڈ والوں نے مقابلہ کیا۔ فرانسیسی لوگ سیڈن کے مقام پر پسپا ہوئے اور فرانس جرمن کے ہاتھ آیا۔ جرمنی اب انگلستان پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ مگر انگلستان پر حملہ کرنے میں ناکام رہا۔ جرمنی نے اپنے Luftwaffe سے لندن اور دیگر صنعتی شہروں پر ہوائی حملہ کیا مگر انگلستان کا کچھ نہ بگڑا۔ جون ۱۹۴۰ء میں مسولینی فرانس کے خلاف جنگ میں داخل ہو گیا۔ بحر روم جنگ کے شعلوں سے بھڑک اٹھا۔ جرمنی بلقان کی طرف بڑھا۔ رومانیہ اور ہنگری قوتوں سے مل گئے۔ اٹلی نے یونان پر حملہ کیا لیکن کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی۔ افریقہ میں انگریزوں اور اٹلی والوں میں جنگ جاری تھی۔ اٹلی کی حالت ہر دفعہ بدتر ہی ہوتی گئی۔ آخر ہٹلر نے خود اٹلی پر قبضہ کر لیا۔

ہٹلر نے روس پر حملہ کیا اور ماسکو تک چلا گیا۔ لینن گریڈ کو گھیر لیا اور اسٹالن گریڈ کا محاصرہ کر لیا گیا۔ روسی لوگ بہادری سے لڑے اور انہوں نے جرمنوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ انہوں نے کھوئے ہوئے علاقوں کو دوبارہ حاصل کر کے جرمن کی طرف پیش قدمی کی اور برلن پر قبضہ کر لیا۔ انگریزوں نے امریکہ کی مدد سے سیریا۔ ایران پر قبضہ کر لیا اور جرمنی کے بہادر سپہ سالار رومل کو شمالی افریقہ سے بھگا دیا پھر انگریز لوگ اٹلی میں داخل ہوئے اور اس پر قبضہ کر لیا اور پھر جرمنی میں داخل ہوئے انگریزی ہوائی فوج نے جرمنی کے صنعتی شہروں پر حملہ کیا اور جرمنی کے جہازوں اور ریوٹ کو خاک میں ملا دیا۔ برطانیہ۔ امریکہ اور فرانس کی فوجیں مغرب کی طرف سے جرمنی میں داخل ہوئیں۔ جرمن کی حکومت کو اپنی شکست کا یقین ہو گیا اور ۲۵ اپریل ۱۹۴۵ء کو ہملر کو (Partial surrender) کی پیش کش کی غرض سے بھیجا گیا۔ لیکن اس کو روک دیا گیا۔ آخر کار ۷ مئی ۱۹۴۵ء کو۔ (Unconditional

Surrender پر دستخط کردیے گئے۔

نتائج اٹلی والوں نے مسولینی کو پکڑ لیا اور اس کا خاتمہ کر دیا۔ ہٹلر بہت دنوں لاپتہ رہا۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ بھی مر گیا۔ جرمنی کو انگریزوں۔ فرانسیسیوں امریکہ اور روسیوں کے چار حصوں میں بانٹ لیا۔ ایشیا میں متواتر شکست کے بعد بھی جاپان نے جب ہتھیار نہیں ڈالے تو ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم پھینکے گئے، اور جاپان نے Unconditional Surrender کر دیا۔ اس جنگ میں دس لاکھ سپاہی مارے گئے۔ اور دس لاکھ بالکل بیکار ہو گئے۔ جاپان پر امریکہ کی ریاستوں کا قبضہ ہو گیا۔ اپریل ۱۹۵۲ء تک جاپان پر میک آرتھر کا قبضہ رہا۔ اس جنگ سے لوگوں کا اخلاق گر گیا۔ جرائم بھی بڑھ گئے۔ جنگ کے نتائج اچھے نہیں ہوئے۔ جرمنی۔ وسط یورپ۔ مشرق بعید اور چین کی قسمتوں کے فیصلے کے لیے ابھی تک Peace Conference ہو رہی ہیں۔ کمیونزم اور سرمایہ داری کی کشمکش جاری ہے۔ دنیا میں کہیں امن و چین نہیں ہے۔

وسطی مشرق اور ایشیا میں قومی آزادی کی تحریکیں

۱۶۷۔ ترکوں کی قومی تحریک۔ چین کی قومی تحریکوں اور جاپان کی نیشنلزم پر اجمالی نگاہ

پہلی جنگ عظیم میں ٹرکی جرمنی کے ساتھ رہا تھا۔ یہ جنگ ٹرکی کے حق میں مضر ثابت ہوئی ٹرکی کے بہت سے علاقے نکل گئے۔ برطانیہ کے کنٹرول میں مصر کو آزاد کر دیا گیا۔ فلسطین بھی علیحدہ ریاست ہو گئی اور اس پر برطانیہ کی نگہداشت رہی۔ اس کے علاوہ مسوپٹامیہ انگلستان کو دیدیا گیا اور سیریا کا علاقہ فرانس کو دیدیا گیا۔ سمرنا اور تھریس یونان کو دیدئے گئے۔ اس طرح ٹرکی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ خدا نے ایسے نازک وقت میں ترکوں کی ڈوبتی ہوئی کشتی کا ملاح مصطفےٰ کمال پاشا کو بنایا جس نے ترکوں میں تازہ روح پھونک دی۔ وہ ترکوں کی قومی تحریک کے لیڈر بن گئے۔ انھوں نے اپنے ہم وطنوں میں قومی حمیت اور قومی آزادی کے جذبات ابھارے۔ ان میں بیداری پیدا کی۔ کمال پاشا مغربی طاقتوں کی مداخلت کے سخت دشمن

تھے۔ انہوں نے قومی آزادی کے لئے اپنے ہم وطنوں میں تنظیم پیدا کی۔ ایک پرامن انقلاب پیدا کیا۔ کمال پاشاہ نے نئی ٹرکی تحریک کی کامیابی کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ انہوں نے یونان سے لڑ کر سمرنا اور تھریس کے علاقے پھر جیت گئے۔ ٹرکی کے سلطان کو ہٹا دیا گیا اور کمال پاشاہ نے کہا کہ پیرس کے صلحنامہ کو پھر سے کیا جائے ۱۹۲۳ء میں لوزان (Lausanne) میں کانفرنس ہوئی اور ٹرکی کو اجازت دی گئی کہ وہ سمرنا اور تھریس پر اپنا قبضہ رکھ سکتا ہے۔ اس کے بعد ایک نیا کانسٹی ٹیوشن بنایا گیا۔ اور ٹرکی ری پبلک ہو گیا اور ٹرکی کی قومی اسمبلی نے خلافت کو اپنے ملک سے ختم کر دیا۔ ٹرکی بالکل بدل گیا۔ مذہب اور سیاست علیحدہ علیحدہ ہو گے۔ عربی رسم الخط کی بجائے رومن رسم الخط اختیار کیا گیا۔ نئے قوانین بنائے گئے، مغربی لباس، مغربی طور طریقے اختیار کئے گئے، عورتوں کو آزادی دی گئی۔ وہ ہر طرح کی ترقی میں حصہ لے سکتی تھیں اس طرح کچھ ہی عرصہ میں ٹرکی نے اپنا کھویا ہوا اقتدار حاصل کر لیا اور اس کا شمار دنیا کی بڑی طاقتوں میں ہونے لگا۔

(ب) چین کی قومی تحریکیں

چین میں شہزادی ڈویگر مغربی اقتدار و اثر کی سخت مخالف تھی۔ اس نے کوانگسو کو مقید کر دیا کیونکہ وہ چین میں یورپ کی تعلیم و تہذیب پھیلانا چاہتا تھا۔ شہزادی ڈوویگر غیر ملکی لوگوں کو ایک سیکنڈ بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک پوشیدہ سوسائٹی بنائی گئی جس کو باکسرس کی سوسائٹی کہتے تھے۔ باکسرس نے قومی تحریک شروع کر دی۔ انہوں نے غیر ملکی لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ ریلوں کی پٹریوں کو اکھاڑ دیا غیر ملکی لوگوں کے مکانات جلا دیئے۔ آخر جاپانیوں۔ روسیوں۔ جرمنوں، امریکن اور برطانیہ والوں اور فرانسیسیوں نے مل کر باکسرس کو شکست دی۔ شاہی محلوں پر ان سب نے قبضہ کر لیا۔ چین کو مجبور کیا گیا کہ وہ غیر ملکی لوگوں کی عزت کرے۔ ان کو مراعات دی جائیں۔ پھر سنہ ۱۹۰۴ء میں کوریا اور منچوریا کے متعلق جاپان اور روس میں جنگ ہوئی کہ روس کو شکست ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چین کے علاقے اس کے ہاتھ سے نکل کر جاپان کے قبضہ

میں پہونچ گئے۔ روسی اور جاپانی جنگ کے بعد چین کی حکومت نے اصلاحات کیں چینی طلبا کو تعلیم کے مقصد سے یورپ کے ملکوں میں بھیجا گیا۔ چین کی بحری قوت کو مضبوط کیا گیا ۱۹۱۱ء میں چین میں ایک انقلاب ہوا۔ اس انقلاب کا مقصد یہ تھا کہ autocracy کو ختم کر کے ری پبلک قائم کی جائے۔ پھر ۱۹۱۴ء کی جنگ کے بعد شمالی چین اور جنوبی چین میں جھگڑا ہوا۔ جنوبی چین میں قومی آزادی کی تحریک ہوئی۔ اس انقلاب کی رہبری سن یاٹسن نے کی تھی۔ آخر کار جنوبی چین میں سن یاٹسن کی کوششوں سے قومی حکومت قائم ہو گئی۔ ۱۹۲۱ء میں سن یاٹسن کی کوششوں سے قومی حکومت قائم ہو گئی ۱۹۲۱ء میں سن یاٹسن اس کا صدر ہو گیا۔ ۱۹۲۵ء میں شنگھائی اور کینٹن میں غیر ملکی لوگوں کے خلاف فسادات ہوئے۔ اسی سال سن یاٹسن کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد چیانگ کائی شک صدر ہوا۔ اس نے چین میں اتحاد پیدا کیا۔ پھر جاپان نے چین کے سامنے اپنی اکیس مانگیں رکھیں۔ اگر چین مان لیتا تو بالکل ختم ہو جاتا۔ چینی لوگوں نے جاپانی مال کا بائیکاٹ کر دیا۔ ۱۹۳۱ء میں جاپان نے منچوریا پر حملہ کیا۔ چین نے لیگ آف نیشن سے مدد مانگی۔ کمیشن مقرر کیا گیا۔ لیکن جاپان پر کوئی اثر نہیں ہوا اور پیوائی (Pu yi) کو منچوکیو کے نام سے منچوریا کا بادشاہ بنایا گیا۔ یہ بادشاہ جاپان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح تھا جاپان نے کوریا بھی لے لیا۔ پھر ۱۹۳۷ء میں جاپان نے ایک اور جنگ شروع کر دی جسکو Sino-Japan ہی جنگ کہتے ہیں۔ یہ جنگ ۱۹۴۷ء تک رہی ۱۹۴۷ء میں کمیونسٹ اور نیشلسٹ کے درمیان جنگ ہوا اور نیشلسٹ کو شکست ہوئی۔ اب چین میں کمیونسٹ کا زور ہے۔ چین کی رہبری ماؤسی تنگ کر رہے تھے۔ چین کمیونسٹ ملک ہو گیا ہے۔ اس کا شمار ایشیا کی بڑی طاقتوں میں ہوتا ہے۔ ان کے انتقال کے بعد ہوا صدر ہو گئے۔

(ج) جاپان کی نیشنلزم

جاپان میں بہت سے لوگ غیر ملکی لوگوں کا اقتدار پسند نہیں کرتے تھے ان میں اپنی عزت و وقار اور حمیت کا جذبہ پیدا ہونے لگا تھا۔ غیر ملکی اقتدار کی وجہ سے ۱۸۶۷ء میں شوگن کو اپنے اختیار سے دست بردار ہونا پڑا تھا۔ اس قسم کی ذلت سے بچنے اور قومی

حمیت کو باقی رکھنے کی غرض سے جاپان نے اپنی فوجی قوت اور بحری طاقت کو بڑھایا۔ فوجی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا۔ کوریا کے سلسلے میں جاپان کا چین سے جھگڑا ہوا چین کو شکست ہوئی۔ جاپان کو فارموسا اور پورٹ آرتھر مل گئے لیکن روس دخل انداز ہوا اور جاپان کو پورٹ آرتھر چھوڑنا پڑا۔ ۱۹۰۲ء میں جاپان نے انگلستان سے ایک صلح نامہ کیا اور وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کا معاہدہ ہوا۔ منچوریا میں روس کے اثر کو جاپان برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۰۴ء میں روس اور جاپان میں جنگ شروع ہوئی اور ۱۹۰۵ء میں جاپان کو فتح حاصل ہوئی۔ ۱۹۱۰ء میں جاپان نے کوریا کو ملا لیا پہلی جنگ عظیم میں جاپان نے شنٹنگ پر حملہ کر دیا جس پر جرمنی کا قبضہ تھا۔ پھر جاپان نے اپنا قومی اقتدار بڑھانے کیلئے چین کے سامنے اکیس مانگیں رکھیں اس پر دوسرے ملکوں نے اعتراض کیا اور جاپان کو اپنی بہت سی مانگیں چھوڑ دینی پڑیں۔ دوسری جنگ عظیم میں جاپان کی اتنی طاقت تھی کہ مشرق کے لئے اور یورپ کے ملکوں کے لیے ڈر پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن آخر میں اس کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔ لیکن جاپان ایک زندہ قوم ہے۔ قومی آزادی کا جذبہ ان میں موجود ہے اور بہت جلد اپنا قومی اقتدار حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔

نوٹ:- دوسری جنگ عظیم کے بعد آزادی کی تحریکیں جاری رہیں اور برما سیلون اور انڈونیشیا آزاد ہو گئے۔

بین الاقوامی مجلس

۱۶۷۔ بین الاقوامی مجلس۔ اس کے اجزا اور مقاصد پر طائرانہ نگاہ

دوسری جنگ عظیم کے بعد دنیا کے سیاست دانوں نے امن و امان اور جان و مال کے تحفظ کی غرض سے اکتوبر ۱۹۴۴ء میں ڈمبارٹن اوکس کے مقام پر Dumbarton Oaks)) کی اسکیم بنائی تاکہ بین الاقوامی بدنظمی دور ہو۔ پھر ڈمبارٹن اوکس میں بنائی ہوئی تجویزوں پر سان فرانسسکو میں دنیا کی پچاس قوموں نے بحث کی۔ اس بحث

کے بعد ایک نئی بین الاقوامی مجلس بنائی گئی جس کو مجلس اقوام متحدہ کہتے ہیں۔ اس چارٹر پر دستخط کرنے والوں نے اپنے مستحکم ارادہ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ وہ دنیا کو جنگ کے عبرت ناک انجام سے بچائیں گے۔ اس مجلس کے مندرجہ ذیل مقصد تھے۔

مقاصد

(۱) دنیا میں امن و امان قائم رکھنا (۲) ظلم و زیادتی کے کاموں سے دنیا کے ممالک کو باز رکھنا (۳) بین الاقوامی جھگڑوں کو پر امن طریقوں سے سلجھانا اور طے کرنا (۴) اقوام کے ساتھ دوستانہ اور خوشگوار تعلقات رکھنا (۵) دنیا میں امن و چین و خوشحالی کی تدابیر اختیار کرنا (۶) بین الاقوامی معاشی سماجی اور دیگر مسائل کے حل کرنے میں تعاون حاصل کرنا (۷)۔ ایک ایسا مرکز قائم کرنا تاکہ متحدہ اقوام کے نمائندے اقوام کے مفاد کے کاموں میں ہم آہنگی پیدا کر کے عملی قدم اٹھا سکیں۔

اصول

اس مجلس کے ممبروں کو مندرجہ ذیل اصولوں کے مطابق کام کرنا پڑتا ہے (۱) اس مجلس کی بنیاد اس مساوات پر ہے جس کی رو سے امن و امان کے دلدادہ ممالک برابر سمجھے جاتے ہیں یعنی یہ مجلس Sovereign Equality کی قائل ہے (۲) اس مجلس کے ممبروں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے حقوق و مفاد کے تحفظ کے لئے ان پابندیوں کو پورا کریں جو چارٹر کے مطابق ان پر عاید ہوتی ہیں (۳) تمام ممبر اپنے جھگڑوں کو پر امن طریقوں سے طے کریں گے تاکہ بین الاقوامی امن و چین اور تحفظ کو خطرہ پیدا نہ ہو۔ (۴) سب ممبر اپنے بین الاقوامی تعلقات میں دھمکی دینے یا اپنی ذاتی قوت و اقتدار کو استعمال میں لانے سے پرہیز کریں گے (۵) چارٹر کے مطابق اگر مجلس کسی معاملہ میں کوئی قدم اٹھائے تو مجلس کے تمام ممبر تعاون اور مدد کریں گے (۶) تمام ممبر اس اسٹیٹ کی مدد نہیں کریں گے جس کے خلاف مجلس قدم اٹھائے (۷) مجلس کی یہ کوشش ہوگی کہ ان اصولوں کی پابندی وہ اسٹیٹ بھی کریں جو اس کی ممبر نہیں ہیں تاکہ بین الاقوامی امن و امان قائم رہ سکے (۸) مجلس کی ممبری کے دروازے ان تمام ممالک کے لیے کھلے ہیں جو بین الاقوامی امن و چین کے دلدادہ ہیں۔

خاص اجزاء

اس مجلس میں چھ خاص خاص اجزاء ہیں (۱) جنرل اسمبلی (۲) سیکورٹی

کونسل (۳) انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس (۴) سکرٹریٹ

جنرل اسمبلی مجلس کے تمام ممبر اس اسمبلی کے ممبر ہوتے ہیں اس اسمبلی کے مندرجہ ذیل کام و اختیارات ہیں (۱) اسمبلی کو بین الاقوامی امن و چین قائم رکھنے کے لیے، تعاون حاصل کرنے کے عام اصولوں پر غور و خوض کرنے کا حق حاصل ہے (۲) اس اسمبلی کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ سکیورٹی کونسل کی سفارش پر نئے ممبروں کو داخل کرے (۳) اگر سکیورٹی کونسل کسی ممبر کو suspend کرنے کی سفارش کرے اور سکیورٹی کونسل امن کے خلاف عملی قدم اٹھائے تو اس ممبر کو suspend کرنے کا اختیار بھی اسمبلی کو حاصل ہے۔ معطل کیے ہوئے ممبر کو اس کے حقوق دوبارہ دیے جا سکتے ہیں۔ اگر سکیورٹی کونسل اس کا فیصلہ کر دے (۴) اسمبلی کو یہ حق حاصل ہے کہ ایسے ممبر کو جو مستقل چارٹر کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتا ہے سکیورٹی کونسل کی سفارش سے علٰحدہ کر دے (۵) اس کو سکیورٹی کونسل کے غیر مستقل ممبروں کے انتخابات کا حق حاصل ہے (۶) اس مجلس کو معاشی اور سماجی کونسلوں کے ممبروں کے انتخاب کرنے کا حق بھی حاصل ہے۔ یہ کام International organization کی سفارش سے ہوتا ہے (۷) اس مجلس کا کام اخراجات کا طے کرنا اور بجٹ کا منظور کرنا بھی ہے۔ (۸) بین الاقوامی مجلس کے ہر ممبر کو ایک رائے دینے کا حق حاصل ہے (۹) اہم معاملات ممبروں کی دو تہائی ($\frac{2}{3}$) تعداد پر طے ہوتے ہیں (۱۰) دیگر معاملات صرف اکثریت کی رائے سے طے ہو جاتے ہیں (۱۱) اس کے سالانہ اجلاس ہوتے ہیں لیکن وقت ضرورت خاص اجلاس بھی ہو جاتا ہے (۱۲) یہ مجلس اپنا صدر ہر اجلاس کے لیے منتخب کرتی ہے۔

(۲) سیکورٹی کونسل اس میں گیارہ ممبر ہوتے ہیں۔ امریکہ کی ریاستہائے متحدہ یونائیٹڈ کنگڈم۔ روس چین اور فرانس کی نشستیں مستقل ہیں۔ غیر مستقل نشستوں کو بھرنے کے لیے جنرل اسمبلی چھ کا انتخاب کرتی ہے۔ ان چھ کا انتخاب دو سال کے واسطے ہوتا ہے ہر سال تین ریٹائرڈ ہوتے ہیں۔ ریٹائرڈ شدہ فوراً دوبارہ منتخب نہیں ہو سکتے۔ بین الاقوامی مجلس کے امن و تحفظ کے سارے کام سکیورٹی کونسل

کرتی ہے۔ اس کو اپنے کام کی صرف رپورٹ جنرل اسمبلی میں دینی پڑتی ہے۔ اس کی امداد کے واسطے فوجی اسٹاف ہوتا ہے۔ فوجی اسٹاف میں (Big Five) کی کونسل کے مستقل ممبروں میں سے خاص ممبر ہوتے ہیں۔ سکیورٹی کونسل کو اختیار ہے کہ وہ امن وچین کو قائم رکھنے کے لئے ہر طرح کا عملی قدم اٹھا سکتی ہے۔ معاملات کو پرامن طریقہ سے طے کرنا اس کا کام ہے۔ سکیورٹی کونسل کو حق حاصل ہے کہ تدبیر اور معاشی دباؤ کو استعمال میں لا سکتی ہے۔ سمندر، ریل، ہوائی جہاز، ڈاک، بے تار کی تار برقی اور اسی طرح کی دیگر چیزوں میں دخل انداز ہو سکتی ہے۔ اس کو یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ وہ بین الاقوامی مجلس کے ممبروں کی بحری، بری اور ہوائی فوجیں وقت ضرورت لے سکتی ہے۔

(۳) انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس

اس عدالت میں پندرہ جج ہوتے ہیں ان کی مدت نو سال ہوتی ہے۔ انہیں ممبروں کا انتخاب دوبارہ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ جج ان جھگڑوں کو فیصل کرتے ہیں جو مختلف اقوام ان کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ سکیورٹی کونسل کی جنرل اسمبلی کسی بھی قانونی سوال پر اس عدالت سے مشورہ دینے کی درخواست کر سکتی ہے۔ بین الاقوامی مجلس کے دیگر اجزا بھی اس عدالت سے قانونی سوال کے سلسلے میں مشورہ لے سکتے ہیں۔ اس طرح بین الاقوامی عدالت کی اہمیت بھی کافی ہے۔

(۴) سکریٹریٹ

اس میں سکریٹری جنرل ہوتا ہے اور دیگر اسٹاف بھی حسب ضرورت رکھا جاتا ہے۔ سکریٹری جنرل مجلس کا خاص ایڈمنسٹریٹیو افسر ہوتا ہے۔ سکیورٹی کونسل کی سفارش پر جنرل اسمبلی اس جنرل سکریٹری کا انتخاب کرتی ہے۔ اس جنرل سکریٹری کا یہ کام ہے کہ ہر اس معاملہ کی طرف سکیورٹی کونسل کی توجہ کراتا رہے جس کی وجہ سے بین الاقوامی امن وچین اور سکون کے خطرہ میں خطرہ پیدا ہونے کا امکان ہو۔

سولھواں باب

(۱) انڈونیشیا کی تہذیب و تمدن کا تاریخی جائزہ

جغرافیائی اعتبار سے انڈونیشیا دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ میں جاوا۔ سماترا
بورنیو سلاویسی وغیرہ کے جزائر ایشیا و آسٹریلیا کے بیچ میں ہیں۔ اور دوسرے حصہ میں بالی۔
لوبھبوک۔ ٹمور۔ مولوکس وغیرہ کے جزائر شامل ہیں اس مجموعۃ الجزائر کی راجدھانی جکارتہ
ہے جس کو ڈچوں کے زمانے میں بٹاویا کہتے تھے۔ جکارتہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے
جکارتہ جدید اور جکارتہ قدیم۔ اس کے علاوہ کوباجودن یا دو بھی قابلِ ذکر ہے۔ جکارتا میں
جاگنا قصبہ قدیم بستی ہے یہاں پرانے مکان اور چوڑی نہریں ہیں یہ مشرقی وینس کی طرح معلوم
ہوتا ہے۔ میدانوں میں ریسٹورنٹ ہیں۔ جکارتہ کا میوزیم قابلِ دید ہے۔ اس میوزیم میں
پرانی کتابیں۔ قلمی نسخے۔ پرانی کھوپڑیاں، پتھر کے اوزار۔ برتن ہتھیار ہیں۔ ہندو دیوی دیوتاؤں
کی مورتیاں جاوا اور سماترا سے حاصل کی گئی ہیں۔ گھروں کے ماڈل۔ کھیتی کی چیزیں۔ دستکاری کے
سامان سونے کے زیورات ہیرے جواہرات وغیرہ اس میوزیم میں موجود ہیں۔ اس میوزیم کے
قریب پرانا ٹاؤن ہال ہے جس کو فوجی کام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

نئی جکارتا میں سرکاری دفتر، سفارتخانے۔ صدر کا محل۔ مڈیر کا فوارہ ہے۔
جلانتھامرین سڑک اپنی بلند عمارتوں کے لئے مشہور ہے اور یہاں انڈونیشیا نام کا
مشہور و معروف ہوٹل بنا ہوا ہے۔ یہاں اسٹیڈیم ہے جہاں چوتھے ایشیائی کھیلوں کا
انتظام کیا گیا تھا۔ بانڈنگ شہر آب و ہوا کے لئے مشہور ہے اور یہاں کے قدرتی مناظر
نہایت دلکش ہیں۔ جو گجا شہر تہذیب و تمدن کا مرکز ہے اور یہ شہر ۱۹۴۶ء سے ۱۹۵۰ء تک
انڈونیشیا کی راجدھانی بنا رہا۔ اس جگہ سے جنگ آزادی شروع ہوئی۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انڈونیشیا پر ہندوستانی اثرات رہے ہیں۔ یہاں ہندو اور بدھ مذہب
پہونچ چکے ہیں۔ شری وجے سیلندر کی حکومتیں قائم رہیں۔ ادھر مندروں کی تعمیر ہوئی۔ چودھویں صدی

کے بعد اسلام مذہب کی اشاعت ہوئی۔ پھر بھی یہاں کا تمدن و تہذیب ہندوستان سے متاثر رہا اور اس کا تحفظ بھی کیا گیا۔

یہاں پر لڑائیاں ہوئیں۔ انقلاب ہوئے۔ تحریکیں چلائی گئیں اور طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کی گئیں ہیں لیکن اب خوشحالی و ترقی کے راستہ پر تیزی سے چل رہا ہے۔ آجکل انڈونیشیا میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

یہاں کی تہذیب پر ہندو مذہب کی چھاپ نظر آتی ہے۔ سبان قدیم قلعہ ہے جس کو دیکھ کر قدیم تمدن و تہذیب کا اندازہ ہوتا ہے کوٹا گیر بستی میں چاندی کے برتن بنتے ہیں مندروں کے کھنڈرات بھکشوں کے مٹھ اندرونی و بیرونی سجاوٹ میں ہندوستانی تہذیب کی جھلک ہے گل یورنگ میں دو تالاب ہیں اور ایک دلکش جھرنا ہے جو ۱۶۰ فٹ کی بلندی سے گرتا ہے۔

بالی جزیرہ انڈونیشیا کا ایک خاص جزیرہ ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اس کو "دنیا کی صبح" کہا تھا اس جزیرے کے لوگ ہندو مذہب پر قائم ہیں۔ دس ہزار سے زیادہ مندر ہیں جو دھان کے کھیتوں میں بنے ہوئے ہیں یہاں کے لوگ دھان کی کھیتی کے ماہر ہیں اور انہوں نے سینچائی کے جدید کے طریقے نکالے ہیں۔ بالی جزیرے میں کوہ آتش فشاں اور خوبصورت جھیلیں نظر آتی ہیں۔ یہ علاقہ اپنے رسم و رواج صنعت و حرفت۔ لکڑی اور پتھر کے کام کے لئے مشہور ہے۔ اس کی راجدھانی ڈیل پیار ہے جس سے تیرہ میل کے فاصلے پر شمال و مشرق میں ابڈ نام کا شہر ہے جو قدیم مصوری۔ موسیقی و دستکاری کا مرکز ہے۔ غیر ملکی فنکار و دستکار بھی یہاں رہتے ہیں۔

ترنجان نام کی بستی ہے قدیم تہذیب کے لوگ آبو آن۔ سونیانگ اور باترا سی بستی میں رہتے ہیں ان لوگوں کا اپنا پولینیشیائی مذہب ہے۔ کلنگنگ شہر لکڑی۔ ہڈی۔ ریشم اور چاندی کے کام کے لئے مشہور ہے۔ بالی کی بستیوں میں بندر کے ناچ اور مرغوں کی لڑائیاں بھی نظر آتی ہیں۔ لومبوک جزیرہ کی بندرگاہ امپکہ نام ہے۔ یہاں پر شاہی محل بنا ہوا ہے جاوا اور بالی انڈونیشیا کے تمدنی مرکز ہیں۔

سماترا جزیرہ کا خاص شہر میدان ہے اور یہ شہر ربڑ کی پیداوار کا مرکز ہے۔

بیر استاگی کے علاقہ میں آتش فشاں پہاڑ بہت ہیں۔ گرم پانی کے چشمے بھی پائے جاتے ہیں۔ سماترا کے مغربی کنارہ پر پڈنگ واقع ہے جہاں مارت خاندان مینانگ کباؤ۔ ذات کے لوگ رہتے ہیں۔ ان لوگوں میں ماں ہی گھر کی مالک ہوتی ہے اور بچوں کا سلسلہ ماں سے ہی چلتا ہے۔ شوہر کو شادی کے بعد بیوی کے گھر ہی میں رہنا پڑتا ہے۔ یہاں بنگکلو کی بندرگاہ بھی قابلِ دید ہے اور رفلیشیا پھولوں کے لئے مشہور ہے۔ یہ پھول دنیا میں سب سے بڑے پھول ہوتے ہیں۔ دکھن پورب میں واقع پالیمبنگ کا مقام ہے جہاں تیل کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ یہ شہر تجارت کا بھی مرکز تھا اس شہر کو شری وجے یا دشاہ نے بہت ترقی دی تھی۔ یہاں کے رسم و رواج اور کپڑوں میں پرانی تہذیب کی جھلک ہے۔

سلاویسی دوسرا خاص جزیرہ ہے۔ مکاسر اس جزیرہ کا خاص شہر ہے۔ جہاں پر اسلام مذہب کی خاص شکل نظر آتی ہے ایک پختہ سڑک کے ذریعہ مکاسر شہر ریتیپاؤ سے جڑا ہوا ہے۔

زبان و ادب فن رقص و موسیقی

آزادی حاصل کرنے کے بعد بہت جلدی لوگوں نے زبان کا مسئلہ حل کر لیا اور آجکل انکی اپنی قومی زبان ہے جس کو انڈونیشیا زبان کہا جاتا ہے اور یہ زبان پورے مجموعہ الجزائر میں اسکولوں اور کالجوں میں ذریعہ تعلیم ہے سرکاری کاموں میں بھی اسی زبان کا استعمال ہوتا ہے۔ جب یہاں پر ڈچوں کا قبضہ تھا تو سرکاری کام ڈچ زبان میں ہوتا تھا اور تعلیم بھی اس زبان میں سے جاتی تھی۔ لیکن آزادی کے بعد ڈاکٹر سوکرن نے ڈچ کی جگہ انڈونیشیا زبان کو دیدی اور انگریزی زبان کا بھی رواج ہوتا گیا۔ بہاد ملایا یو یا ریوں کی زبان ہے جو انڈونیشیا زبان کی جڑ کہی جاتی ہے اور اس میں غیر ملکی زبانوں کے ہزاروں الفاظ شامل ہیں۔

انڈونیشیا زبان نہایت آسان زبان مانی جاتی ہے۔ یہاں زبان میں زمانہ نہیں ہوتا۔ حال ماضی اور مستقبل کا اندازہ صرف موقعہ محل سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔ اس زبان کے اندر لفظوں کی جمع بھی نہیں ہوتی۔ ایک لفظ کو دوبارہ استعمال کر کے جمع بنا دیا جاتا ہے۔ لفظ تو دو مرتبہ نہیں لکھ سکتے بلکہ اس کے آگے ۲ کا ہندسہ بنا دیتے ہیں۔ اس زبان نے اپنے اندر سنسکرت عربی۔ ڈچ۔ انگریزی پرتگالی۔ تامل اور مختلف جزیروں کی مقامی بولیاں شامل کر لی ہیں۔

یہاں تقریباً [illegible] بولیاں بولی جاتی ہیں۔ آجکل نئے الفاظ بھی بنائے جا رہے ہیں لیکن سائنس
میں بین الاقوامی اصطلاحات کو قائم رکھا جاتا ہے۔ دو باتیں قابل ذکر ہیں۔ اس زبان کو ہر جگہ بولا اور سمجھا
جاتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کی لکھاوٹ رومن ہے جس کی وجہ سے تکنیکی اور بین الاقوامی خط و
کتابت میں بہت زیادہ فائدہ مند بن گئی ہے۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ جاوی بھی اہمیت رکھتی ہے اسکی
اپنی لکھاوٹ اور اپنا ادب ہے۔ اس علاقہ کے ۶۰ (ساٹھ) فیصدی لوگ جاوی بولی بولتے ہیں
اور لکھتے ہیں لیکن ان لوگوں نے ملک کے مفاد کے پیش نظر انڈونیشیا زبان کو قومی زبان تسلیم کر لیا
ہے۔ انڈونیشیا کے جدید ادب کا آغاز ۱۹۳۳ء میں ہوا۔ قدیم ادب میں جاتک کتھائیں۔ رامائن
اور ارجن کی شادی کے قصے بھی ملتے ہیں گویا مہا بھارت کی کہانیوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔

۱۹۳۳ء سے ۱۹۴۱ء کے دوران ڈاکٹر تقدیر علیشجابانا کی رہبری میں جدید و ترقی یافتہ مصنفوں
کی ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی اور ڈاکٹر تقدیر مغربی خیالات سے زیادہ متاثر تھے۔ انھوں نے
نئے مصنفوں کو یہ نعرہ دیا "مغرب کا سفر کرو اور اپنی روح کو جاوداں اور ہمہ رواں رکھو۔
ترقی پسند مصنف انقلاب و تحریک کے حامی تھے۔ قدیم رسم و رواج کے خلاف تحریک کے کوشاں
رہتے۔ قدیم رسومات اور طور طریقے شخصیت کی ترقی و فروغ میں رکاوٹ مانے جاتے تھے۔ اس
زمانے کے ادب میں مراری سائر گار کا "عجب ڈان سنیگسارا سی اور سنیگ گاڈس" مشہور
ہے۔ اس کے علاوہ رسلی کا "ستی نربجا" ناول قابل ذکر ہے۔ اس میں زبردستی شادی کے رواج
پر تنقید ہے۔ رسلی کی ناول میں ایسی ایک لڑکی کا دکھ و غم لکھا گیا ہے جو رسم و رواج کا شکار
بن گئی ہے۔ اس زمانے کے مصنف سماج کو خراب رسومات اور رواج سے پاک کرنا چاہتے
تھے۔ زندگی کو پرانے طور طریقوں سے آزاد کرانے کی خواہش رکھتے تھے۔ اس طرح انڈونیشیا میں
جدید ادب کا آغاز ہوا۔ منش بارد ایک ناٹک ہے۔ اس ڈرامہ میں زور دیا گیا ہے کہ انسان
کو اپنی شخصیت کو فروغ و کمال کے راستہ پر تیزی سے چلا کر تمام رسم و رواج سے نجات دلانا چاہیئے۔
ترقی اور عروج کے لئے حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ ان کے ناول میں سماج کی برائیوں سے بغاوت
کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے جاوا کی قدیم تہذیب و تمدن کی قدروں کے تحفظ پر
بھی زور دیا ہے ارمینپن کا بلنگو حقیقت نگاری اور جدت کے لئے مشہور رہے۔ ڈاکٹر

محمد یاسین مصنف اور شاعر ہیں اور عبدالبر یاسی ادیب ہیں امیر ہمزہ مشہور شاعر ہیں۔ انکی شاعری مذہبی ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی مصنفوں نے اسلام کی اشاعت اپنی تحریروں سے کی تھی ایک رسالہ پنجی اسلام مشہور تھا۔ ان مصنفوں نے مصر کے اثرات سے لکھا تھا۔ اسلامی مصنفوں میں ہمکا بہت مشہور ہے اور آج بھی انڈونیشیا میں ان کے ناول پڑھے جاتے ہیں۔ جب دوسری جنگ عظیم ہوئی اور جاپان کا قبضہ ہو گیا۔ مصنفوں پر پابندیاں لگیں لیکن چیرل انور نے اپنی نظموں کے ذریعہ اور ادریس نے اپنے ناولوں کے ذریعہ ان پابندیوں کے خلاف بغاوت کی انور کی نظموں نے ملک بھر میں ایک آگ پھونک دی۔ اس طرح ۱۹۴۵ء میں ادیبوں کی ایک نئی نسل پیدا ہو گئی۔ انور کا انتقال کل ۲۷ سال کی عمر میں ہو گیا لیکن انکی شاعری اس دیش کے رہنے والوں کی زبان پر چڑھ گئی ہے۔ ۱۹ نومبر ۱۹۴۶ء کو انور نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر "گولینگنگ" نام کا ایک ادبی ادارہ قائم کیا۔ اس پیڑھی کے مصنفوں میں مودائی۔ آپن۔ اسرول سانی اور ستو دستو مورنگ کے نام قابل ذکر ہیں۔ آج انڈونیشیا کے بہت سے نوجوان شاعر اور مصنف اپنے طرز اور اسلوب بیان کے فروغ میں لگے ہیں۔ ان میں پرمدا اننتہ ٹور کی تصنیف "بلررا" نے ادیبوں کا دھیان خاص طور سے اپنی طرف کیا ہے۔ اس کی تصانیف میں مشرق مغرب جدوجہد کے بجائے ان دونوں کا سنگم ہی زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے۔

فن اور فنکار

ہندوستانی تمدن کے ساتھ فن کے نمونے بھی انڈونیشیا پہونچ گئے شیلندر حکومت کے زمانے کے ہی نمونے قدیم تمدن کے اثرات کو ظاہر کرتے ہیں۔ جاوا میں تو بدھ اور شو کا ملا جلا نمونہ یا نشان "استوپ لنگ" بھی ملا ہے۔ بوروبدور کے مندر میں بدھ کی زندگی کی جھلکیاں ملتی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ پرم بنن رامائن کے حوالے پتھروں پر کھدے ہوئے ہیں جاوا سنگ تراشی اور مورتیاں بنانے کے لئے کافی مشہور ہے اور اس علاقہ کا فن سنگ تراشی ہزاروں سال پرانا ہے۔ ہندوستانی اثرات کے ساتھ ساتھ یہاں کے فن میں اپنے خصوصیات بھی ہیں۔ ہندوستانی فن میں پورے پہاڑ کو کاٹ کر گپھائیں بنائی گئی ہیں اور اندرونی دیواروں پر فنکاری دکھائی گئی ہے لیکن جاوا میں چھوٹے چھوٹے پتھر کے ٹکڑوں پر مناظر کھود کر ان کو جوڑ دیا گیا۔ جاوا میں جیسے

دیوی دیوتاؤں کی مورتیوں کے اوپر ہی شکل وصورت ملتی ہے۔ اس طرح اس کا نمونہ ہندوستانی فن سنگتراشی میں نہیں ملتا جاوا میں قدیم نمونے دیونگ میں ملتے ہیں اور یہاں کے مندروں کی تعمیر شیو مذہب کے ماننے والوں نے کروائی تھی۔ ان میں وشنو۔ شیو، درگا اور دیگر دیوتاؤں کی مورتیاں بھی ملتی ہیں اور سکوں پر بھی نظر آتی ہے۔ یہ مندر زیادہ وسیع نہیں ہیں۔ آجکل کل آٹھ مندر نظر آتے ہیں انکی تعمیر شیلندر راجاؤں نے کی تھی۔ جاوا کے چنڈی کلسن، چنڈی سیو۔ چنڈی مینڈت۔ اور چنڈی لپان وغیرہ بھی اسی زمانے میں تعمیر ہوئے تھے۔ جاوا کے مندروں کے دروازے پر مورتیاں یا اُن کے سر بنے ہوئے ہیں۔ بدھ اور تارا کی مورتیوں کو گہرا کھاؤ دے کر اُبھارا گیا ہے۔ چنڈی۔ سیٹو۔ چنڈی مینڈت۔ چنڈی لپان بھی بدھ مندر ہی ہیں۔ چنڈی سیبو مندروں کا ایک شہر معلوم ہوتا ہے۔ کہیں دیوی ہاتھوں میں سنکر لئے ہے۔ مالا اور گرنتھ لئے ہے کہیں بودھ جی درشن دے رہے ہیں۔ بدھ جی کی ایک مورتی دس فٹ اونچی ایک ہی پتھر کی بنی ہوئی ہے بورو بڈر مندر قابل دید ہے۔ یہاں بھی مناظر کو ٹکڑوں پر بنا کر پھر ٹکڑوں کو جوڑ دیا گیا ہے لیکن جوڑ کی وجہ سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی ہے۔ پرم بنن بھی اپنے مندروں کی فنکاری کے لئے مشہور ہے۔ مندروں کے اندر رامائن کے مناظر بنائے گئے ہیں یہ شیو مندروں کا مجموعہ ہے۔

انڈونیشیا کی پینٹنگ آجکل مشرقی اور مغربی اثرات قبول کر رہی ہے۔ رڈین صالح اور عبداللہ نے انڈونیشیا کے قدیم فن پینٹنگ کو نئی زندگی دی ہے۔ اس لئے شاہ ثابتہ کے علمبردار یہ دو توں ہیں۔ اپھانڈی نے اپنے مناظر میں قدرتی عنصر کو ہی دکھایا ہے حالانکہ وہ اس فن میں کوئی علم حاصل نہ کر سکا ہے اس کی ابھری میں بنڈوانگ میں نوجوان فنکاروں کی نئی جماعت پیدا ہو گئی جو تکنیکی لحاظ سے جدید مغربی اثر لئے ہوئے تھا۔ پھر بھی ہر طرح سے انڈونیشیائی تھا۔ اپھانڈی کے الفاظ میں "سجو یو نو نے انڈونیشیا کے جدید فن کو اصول عطا کئے۔ یہاں کا فن لوگوں کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے اور دنیا میں مشہور ہے۔ ہندو زمانہ میں اس فن نے جاوا میں خاص ترقی کی تھی۔ یہ راجستھان کے فن سے مشابہ ہے۔ اور اس کو سلک۔ کیمرک کپڑے پر بنایا جاتا ہے۔ ڈیزائن کو بنا کر اس حصے میں موم لگا کر جس میں پہلا رنگ نہ آپائے الگ الگ رنگوں میں ڈیزائن کی چھپائی کی جاتی ہے۔

رقص و موسیقی

انڈونیشیا کے رقص و موسیقی کو دیکھ کر یہاں کے قدیم اور جدید تہذیب کو دیکھا جا سکتا ہے۔ انڈونیشیا کے ناچ میں انسان کے اندر اچھائی اور برائی کے درمیان ہونے والی کشمکش کو دکھایا گیا ہے اور آخر میں اچھائی اور نیکی کی فتح ہوتی ہے۔ جاوا اور بالی کے ناچ پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ زیادہ تر فن رقص کا فروغ اس وقت انڈونیشیا میں ہوا جب ہندوستانی تمدن اپنے عروج پر تھا۔ زیادہ تر ناچ رامائن اور مہابھارت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

لیکن کچھ مقامی تاریخی کہانیوں پر بھی نظر آتے ہیں۔ بعد میں ان جزیروں کا انتظام حکومت مسلمان سلاطین کے ہاتھوں میں آ گیا۔ پھر بھی ناچ کے بنیادی اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی لیکن حالات کے مطابق اصلاح کی گئی۔ زمانۂ قدیم میں ناچ کا فروغ خدا کی عبادت کی شکل میں ہوا۔ زمانہ کے بدلنے سے ناچ کے ڈھنگ میں بھی تبدیلی آتی گئی اسی کے ذریعہ سے وہاں کے لوگ ادب۔ تمدن۔ تاریخ۔ اخلاق کے سبق سیکھتے ہیں۔ بالی کے "لیگانگ ناچ" کا آغاز سو سال قبل ہوا تھا۔ لیکن جذبات کے ظاہر کرنے کا طریقہ۔ ہاتھوں اور انگلیوں کے اشارے اور ڈھنگ اس سے بھی کافی پہلے کا دستور معلوم ہوتا ہے سیریمپی اور بیدوج ناچ بہت شروع میں ایک مسلم حکمراں کے دربار میں کئے گئے تھے لیکن ایسے ناچ کا حوالہ برہمن دھرم کے پیمانے ماننے والوں کی اس قربانی سے وابستہ تھا جو دیوی دیوتاؤں پر چڑھائی جاتی تھی۔

بدن کے اعضاء کے حرکات و سکنات اور جذبات کا اظہار ہندو رسم و رواج کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ آجکل ناچ تمام خوشی کے موقعوں پر کئے جاتے ہیں۔ مذہبی رسم کی ادائیگی کے وقت مندر میں آگ پر بھی چلا جاتا ہے۔ لنگ نگ۔ کیباید۔ بادس۔ باردنگ۔ آرجا۔ توپینگ۔ سنگھیانگ۔ دایانگ۔ ونگ بالی علاقہ کے خاص قسم کے ناچ ہیں۔ ناچ کا پروگرام دربار۔ مندر اور خوشی کے موقع پر کیا جاتا ہے۔

انڈونیشیا موسیقی کی جائے پیدائش کہی جاتی ہے یہاں نماز کے لئے بلانے کی غرض سے نہایت عمدہ اور دلکش طریقے سے ڈھول بجایا جاتا ہے۔ شادی کی دعوت بھی ڈرم بجا کر دی جاتی ہے۔

انڈونیشیا میں گیملان سنگیت بہت زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ اس کا استعمال جاوا۔ بالی۔ سماترا۔ مدورا۔ اور کلنمتاں جہاں ہندو تمدن کا اثر ہے گیملان سنگیت ہی پسند کیا جاتا ہے۔ گونگ۔ جلترنگ۔ اور کینڈانگ ساز کا استعمال کیا جاتا ہے جو بالکل ڈھولک کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے

علاوہ شہنائی کی طرح کا بھی ایک ساز ہوتا ہے جس کو پیوی پیوی کہتے ہیں۔ وہاں ایک قسم کا ستار بھی ملتا ہے جس کو لیٹر ہنگ کہتے ہیں۔ سماترہ کے زیادہ تر حصوں میں رباب کا استعمال ہوتا ہے یہ ایک عربی ساز ہے۔ پرتگال اور عربی بیوپاریوں کے اثر کی وجہ سے یورپ و وسط مشرق کے ساز مل جاتے ہیں۔ سماترا گاؤں تک میں لوگ ہارمونیم اور وائلن بجاتے نظر آتے ہیں۔

انڈونیشیا کے تمدن پر ہندوستانی اثرات

جاوا کی پہاڑی سمرو کا نام قدیم ہندوستان کی کہانیوں میں آتا ہے۔ سریو ندی اہم ندیق ہے۔ وسط جاوا کا سردار اپنے کو راجہ پربھو ادھی پتی اور رادیہ کہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انڈونیشیا کے جزیروں کے لوگ ہندوستانی تہذیب و تمدن سے متاثر پہلے ہی ہو چکے ہیں۔ جاوا میں ہندو مذہب اور بدھ مذہب کی اشاعت کے لئے ہندوستانی لوگ پلّوں کے زوال کے شروع میں آگئے تھے مورخوں کا کہنا ہے کہ پہلی صدی ہی میں جاوا میں ہندوستانی حکومت قائم ہو گئی تھی ۱۳۲ عیسوی میں دیو ورمن نام کے راجا نے اپنا سفیر چین روانہ کیا تھا لیکن دراصل ہندوستانی اثرات کا زمانہ ۶۰۰ عیسوی سے ۱۰۰۰ عیسوی تک ہے۔ اسی زمانہ میں شلیندر راجاؤں کی ترقی بھی ہوئی اور زوال بھی ہوا۔ شری وجے شلیندر حکمراں کے پاس نہایت عمدہ جہازی بیڑہ تھا اور بنگال کے پال راجاؤں سے بھی گہرے تعلقات تھے اور نالندہ یونیورسٹی کے واسطے کافی رقم روانہ کی گئی تھی۔ شلیندر راجاؤں کے دکھنی راجاؤں یعنی بھارت کے چولوں سے بھی اچھے تعلقات تھے لیکن بعد میں چول راجا ان کے دشمن بن گئے اور شلیندر راجاؤں پر حملہ کر دیا تھا شلیندر حکومت ختم ہونے کے ساتھ ہندوستانی اقتدار بھی ختم ہو گیا۔ مزا پہتوں کے زوال نے یہاں ہندوستانی اثرات کو بھی زائل کر دیا۔ ہندو مذہب والے راجاؤں نے ہندو مذہب و تمدن کی اشاعت کو بڑھایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ دیو گپتم نامی راجا نے تو اپنے لڑکے کو پڑھنے کے لئے کالنگ روانہ کیا تھا۔

انڈونیشیا میں سنسکرت زبان نے پہو نچکر لوگوں میں ذہنی انقلاب پیدا کرکے ذہنی قوتوں کو فروغ دیا۔ سنسکرت زبان کے ذریعہ قدیم شاعری۔ ڈرامہ۔ اور فلسفہ کا بے شمار خزانہ

انڈونیشیا میں آگیا۔ اس زمانہ میں رامائن مہابھارت جاتک کہانیوں اور بودھ گرنتھوں کا ترجمہ
انڈونیشیا کی مقامی زبانوں میں کیا گیا تھا۔ یہاں کے قدیم مذہب کی بنیاد بزرگوں اور غیر معمولی
لوگوں کی پوجا پر ہی رکھی گئی تھی۔ طاقتوں کی پوجا کے ساتھ ساتھ برہما، وشنو اور مہیش پوجا ہونے
لگے۔ گنیش گھر گھر پوجے جاتے تھے۔ مشرقی بنگال نے بدھ مذہب وہاں پہونچا۔ جگہ جگہ بدھ مذہب
کے مندر اور استوپ تعمیر ہو گئے۔ زبان مذہب کے ساتھ سیاسی خیالات بھی یہاں پہونچے گاؤں والا تھا۔
سلطنت بنانے کا طریقہ سیکھا۔ سماجی اداروں کو ضرورت کے مطابق تبدیل کیا گیا۔ ہندو سلطنت
کے زوال کے بعد اس کی جگہ اسلام نے لے لی لیکن ہند و تمدن کو قائم رکھا گیا۔ مسلم گھروں کے باہر
بھی دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں نظر آتی ہیں روزانہ کی بولی میں رامائن۔ مہابھارت کے فقرات استعمال
ہوتے ہیں۔ انڈونیشیا کے لوگ مہمان کی خوب خاطر کرتے ہیں۔ گاؤں کے مکھیا کا گھر ہر وقت مہمان کے
لئے کھلا رہتا۔ انڈونیشیا کے گاؤں خوبیوں کے لئے مشہور ہیں۔

(گوتانگ رویانگ) کا مطلب ہے "ساتھ ساتھ ڈھونا" اور واقعی گاؤں کے رہنے والے
اپنے سکھ دکھ ساتھ ساتھ اٹھاتے ہیں اکثر آپ کو دیکھنے کو ملیگا کہ کئی مختلف لوگ کسی کے لئے
مل جل کر مکان تیار کر رہے ہیں۔ اس کے لئے کسی کو کوئی مزدوری نہیں دی جاتی مچھواروں
کے گاؤں میں مچھلیاں پکڑنے کے کام میں آنے والی کشتیاں سب ہی مچھوارے مل جل کر بناتے
ہیں۔ کھیتوں کی جتائی بوائی بھی تعاون سے کی جاتی ہے اگر کسی کے یہاں لڑکی کی شادی ہوتی ہے
تو گاؤں کی ساری عورتیں اس کے یہاں کام کرنے پہونچ جاتی ہیں اور گاؤں کے سب مرد شادی
کا انتظام کرتے ہیں۔ کوئی مر جاتا ہے تو پورا گاؤں اس کی تجہیز و تکفین میں حصہ لیتا ہے۔

انڈونیشیا میں لگ بھگ سب ہی مسلم تہوار منائے جاتے ہیں لیکن بالی جزیرہ میں
ہندو تہوار بڑی دھوم دھام سے منائے جاتے ہیں۔ بالی کے لوگ برہما وشنو اور مہیش کی پوجا
کرتے ہیں۔ لگ بھگ ہر ایک خاندان کا اپنا ایک دیوتا ہوتا ہے۔ گھروں میں بھی چھوٹے چھوٹے مندر
مل جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ جزیرے میں بڑے بڑے مندر بنے ہوئے ہیں۔ مندروں میں لوگ ہندوستانی
ڈھنگ سے پوجا کے لئے جاتے ہیں اور پھل پھول چڑھاتے ہیں۔ خاص خاص موقعوں پر رامائن و
مہابھارت پر منحصر ناٹکوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔

بالی کے ہندوؤں میں ذات پات کی رسم اتنے روپ میں نہیں پائی جاتی جیسی آج بھی بھارت
گاؤں میں دیکھنے کو ملتی ہے۔

آج اس مجموعہ الجزائر میں تمدنی روپ سے unity in deversity نظر آتی ہے
نوے فی صدی مسلمانوں نے اپنی ہند ورسوم کو بہت کوشش کرکے باقی رکھا ہے۔ اس
سے بالی کے ہندو اور سماترا کے مسلم میں بھی مساوات نظر آتی ہے۔ یہاں کی عورتوں کو مردوں کی
طرح کے حقوق حاصل ہیں اور عورتیں مردوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کام کرتی ہیں۔
کھیت کھلیان سے لے کر انتظام حکومت و سرکاری نوکریوں میں بھی عورتیں مل جائیں گی۔ مسلم
ملک ہوتے ہوئے بھی یہاں آپ کو برقع جیسی کوئی چیز نہیں دکھائی دیگی۔ گاؤں میں آج بھی ملا جلا
خاندان موجود ہے۔ اور گھر گھر کی عورتیں کھیتوں میں کام کرتی ہیں۔

انڈونیشیا کے گاؤں میں عورتوں کو بھی مردوں کی طرح مقام حاصل ہے کیونکہ وہ
صرف بچے ہی پیدا نہیں کرتیں بلکہ خاندان کی مالی ضرورتوں کے پورا کرنے میں بھی برابر کا
حصہ لیتی ہیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ انڈونیشیا میں بھی لوگوں کی زندگی زیادہ تر جدید بن گئی ہے۔
اور رہن سہن اور پوشاک وغیرہ کے معاملہ میں دور حاضرہ کے اثرات نظر آتے ہیں لیکن
پھر بھی وہاں کے لوگوں نے اپنے پرانے رسم ورواج نہیں چھوڑے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس
مجموعہ الجزائر میں پورب اور پچھم کا ایک ادھورا سنگم دیکھنے کو ملتا ہے تو کوئی غلط
نہیں ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ انڈونیشیا کے لوگ کسی ایک مقام سے ہی یہاں آکر بسے۔ یہ سچ ہے کہ جغرافیائی
حالات بھی رسم ورواج کو بہت زیادہ متاثر کرتی ہیں۔ سمندر کے کنارہ پر رہنے والوں کے
رسم ورواج پہاڑوں پر رہنے والوں کے رسم ورواج سے مختلف ہونگے۔ اس طرح تعجب نہیں ہونا
چاہیئے کہ انڈونیشیا کے باشندے حالانکہ ایک وسیع مجموعہ الجزائر پر پھیلے ہوئے ہیں پھر بھی
جغرافیائی آب وہوا کے یکساں حالات کی وجہ سے اُن کے رسم ورواج میں یکسانیت ملتی ہے
دوسرے ممالک کے تعلقات کی وجہ سے بھی ان میں تبدیلیاں آجاتی ہیں۔ کبھی سماترا کے کنارہ

کا علاقہ غیر ممالک کے اثرات سے نہیں بچ سکا۔ یہ اثرات یہاں کے رسم و رواج پر نمایاں نہیں کیونکہ یہ علاقہ چین اور بھارت کے بیچ کے اہم سمندری راستہ پر واقع ہے۔

برخلاف اس کے بورنیو کے اندر وسطی حصّوں میں پہونچنا ممکن نہیں تھا۔ اسی لئے یہاں تبدیلیاں نہیں ہو پائیں۔ یہی وجہ ہے کہ جاوا اور سماترا کے لوگوں کا تمدن وسط بورنیو اور ایرین کے لوگوں سے کافی مختلف ہے۔

انڈونیشیا میں حاملہ عورت کو بہت سے اصولوں کا پابند رہنا پڑتا ہے۔ اپنے آپ کو کافی صاف رکھنا پڑتا ہے۔ اپنے بال دھونے ہوتے ہیں اور ناخون وغیرہ کاٹنے پڑتے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ جو عورتیں حمل کی حالت میں مرجاتی ہیں اُن کو خدا کے پاس پاک صاف پہونچنا چاہیئے۔ حاملہ عورت کو زیورات پھول مالا کا استعمال نہیں کرنے دیا جاتا۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ان چیزوں کے استعمال سے حمل گر جایا کرتا ہے۔ ساتویں مہینے ایک خاص رسم ہوتی ہے جس میں دل کو نہلایا جاتا ہے۔ اس رسم کو ٹننگکیبان کہتے ہیں۔ ایک بڑے برتن میں پانی رکھا جاتا ہے اور پھولوں سے حاملہ عورت کے اوپر ڈالا جاتا ہے اور منتر بھی پڑھے جاتے ہیں۔ پھر اس کو سات طرح کے کپڑے بدلنا ہوتے ہیں۔ رشتہ دار اور دوست و احباب اس موقع پر بلائے جاتے ہیں۔ شام کو کٹھ پتلیوں کا کھیل ہوا کرتا ہے۔ بچے کے جنم کے بعد ایک خاص طرح کے بانس کے دھار والے ایک ٹکڑے سے اس کی نال کاٹی جاتی ہے۔ بانس کے اس ٹکڑے کو نہایت سنبھال کر رکھا جاتا ہے اور جب بچہ کا دوسرا بھائی یا بہن پیدا ہوتی ہے تو اس کی نال بھی اسی سے کاٹی جاتی ہے۔ نال کو بچے کا چھوٹا بھائی مانا جاتا ہے جو روحانی اعتبار سے اپنے بھائی یا بہن کی حفاظت کرتا ہے۔ نال کو حفاظت سے ایک نئے مٹی کے برتن میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ایک سکہ عربی کا حروف لکھ کر ایک کاغذ ایک سوئی ایک پنسل۔ لال چاول کے کچھ دانے نمک پھول اور عطر بھی ڈالا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک چیز کی اپنی خاص اہمیت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر عربی کے حروف لکھے جاتے تاکہ آگے چل کر بچہ کے لکھنے پڑھنے کی لیاقت پر بڑا اچھا اثر پڑتا ہے۔ نال کا یہ برتن بچہ کے ماں باپ کے ذریعہ ایک خاص جشن کے بعد زمین میں گاڑ دیا جاتا ہے وہ برتن کو ایک کپڑے میں رکھ کر چھتری لگا کر گانے بجانے کے موقع پر لیا جاتا ہے

اور پیدائش کے فوراً بعد بچے کو مقررہ اصولوں کے مطابق سنہرے پانی سے نہلایا جاتا ہے سادہ پانی میں ایک خاص طرح کی جڑی کا رس ملایا جاتا ہے جس سے پانی سنہرا ہو جاتا ہے اس جڑی میں ٹیسو کے پھولوں کی طرح کے اجزا ہوتے ہیں۔ جڑی کا رس ملانے کے بعد اس میں ایک چمکیلا سکہ ڈالا جاتا ہے۔ بہت سے مصالحوں اور کچھ دیگر چیزوں سے بنے ابٹن سے بچہ کے جسم کو اچھی طرح سے رگڑنے کے بعد اسے ایک بڑے کپڑے میں کس کر لپیٹ دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے ہاتھ پیر نہ ہلا سکے۔ بچہ کو بستر میں لٹانے سے پہلے عربی زبان کی آیات پڑھی جاتی ہیں اس کے بعد بستر پر زور سے مکے مارے جاتے ہیں۔ یہ بچہ کو شور کا عادی بنانے کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ آگے چل کر وہ ذرا ذرا سی بات پر چونک نہ اٹھے۔ شروع کے کچھ دن بچے کے لئے خطرناک مانے جاتے ہیں اس لئے بڑی احتیاط برتی جاتی ہے۔ تیل کا ایک چراغ رات دن بچہ کے سرہانے جلایا جاتا ہے تاکہ بری روحیں اس پر برا اثر نہ ڈال سکیں۔ سب سے خطرناک دن وہ مانا جاتا ہے جب نال کا بچا حصہ سوکھ کر گرتا ہے ایسا عقیدہ ہے کہ اس دن خراب روحیں برے ارادوں سے بچہ کے چاروں طرف منڈلاتی ہیں۔ ان بری روحوں سے بچہ کی حفاظت کرنے کے لئے ماں چوبیس گھنٹہ تک بچہ کو اپنی گود میں لے کر بیٹھتی ہے۔ اس مدت میں کسی بھی حالت میں بچہ کو ایک منٹ کے لئے بھی بستر پر نہیں لٹایا جاتا۔ بری روحوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک پتھر پر آنکھ ناک کان وغیرہ بنا کر اس بچہ کی جگہ بستر پر لٹا دیا جاتا ہے تاکہ وہ اسی نقلی صورت پر حملے کریں۔ اس کام کے لئے جڑی بوٹیاں مسالے کوٹنے والا پتھر بھی لیا جاتا ہے اور عقیدہ ہے کہ اس پتھر میں بھوت سے ٹکر لینے کی جادو کی طاقت ہوتی ہے۔

شادی

شادی کے بارے میں رسم و رواج میں مغربی اثر کے سبب سے کافی تبدیلیاں آ گئی ہیں لیکن پھر بھی انڈونیشیا میں کچھ مقام ایسے ہیں جہاں آپ کو قدیم رسم و رواج اور طریقے سے ہی شادی ہوتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جب لڑکا ۱۸ سال کا ہو جاتا ہے تو ماں باپ اس کے لئے لڑکی کی تلاش شروع کر دیتے ہیں جب انھیں کوئی لڑکی پسند آ جاتی ہے تو وہ اپنے اعتبار کا کوئی آدمی لڑکی کے ماں باپ کے پاس پوشیدہ طور سے یہ پتہ لگانے کے لئے بھیجتے ہیں کہ کیا وہ اس لڑکے سے اپنی لڑکی کی شادی

کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اگر وہ تیار ہیں تو مقررہ دن لڑکے کے ماں باپ لڑکی کو دیکھنے کے لئے اس کے گھر جاتے ہیں۔

انڈونیشیا میں اکثر لوگوں کے گھر دو حصوں میں بٹے ہوتے ہیں ایک تو آگے کا سنہرا ہال جس میں مہمانوں کا استقبال کیا جاتا ہے۔ دوسرا پچھلا حصہ جہاں خاندان رہتا ہے۔ مرد مہمانوں کو آگے کے حصہ میں بٹھایا جاتا ہے اور عورتوں کو پچھلے حصہ میں اس ملاقات کے دوران شادی کے بارے میں کوئی کچھ نہیں بولتا اور مہمانوں کو چائے۔ کافی۔ سگریٹ کے علاوہ اور کچھ نہیں دیا جاتا۔ آگے کے کمرہ میں لڑکی کے باپ کچھ دیر تک ادھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد مرد مہمانوں کو بھی پچھلے حصہ میں لے جاتے ہیں جہاں لڑکی اپنی نگاہیں نیچی جھکائے چائے یا کوفی لے کر آتی ہے اس رسم کو نِنتوق کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہوتا ہے لڑکی کو ایک نظر دیکھنا۔ اس سب کے دوران لڑکی ایک لمحہ کے لئے بھی لڑکے کی طرف نہیں دیکھتی۔ اس کے کچھ وقت بعد مہمان اپنے گھر چلے جاتے ہیں پھر لڑکی اور اس کے گھرانے کی خوبیاں برائیوں کا چرچہ کرتے ہیں۔ اس چرچے میں لڑکا حصہ نہیں لیتا۔ اگر سب کو لڑکی پسند آجاتی ہے تو وہ اس کے ساتھ اپنے لڑکے کی شادی کی تجویز لکھ کر بھیج دیتے ہیں اس کے بعد یہ بات پوری طرح سے لڑکی کے ماں باپ پر منحصر کرتی ہے کہ وہ اس کی تجویز کو مانتے ہیں یا نہیں۔ اگر دونوں فریق رضا مند ہیں تو شادی کی تاریخ بھی طے کر دی جاتی ہے۔

یہ تاریخ مذہبی عقاید کے مطابق مبارک دنوں میں سے ہی کسی ایک دن طے کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر مسلمان اُن دنوں میں شادی کرنا پسند کرتے ہیں جب حج ہوتا ہے لڑکی کے ماں باپ کے ذریعہ تجویز منظور کر جانے پر لڑکے کے ماں باپ اسے اور پکا کرنے کے لئے تحفے بھیجتے ہیں۔ چھوٹی بہن کی شادی اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک بڑی بہن کی شادی نہ ہو جائے شادی کے کچھ دن پہلے لڑکے والے لڑکی کے لئے اور زیادہ دلکش تحائف بھیجتے ہیں شادی کے دن گھروں کو پھول پتوں سے سجایا جاتا ہے۔ اس دن سویرے لڑکی کو جگا کر نہلایا جاتا ہے اور اسے شادی کے کپڑے پہنا دئے جاتے ہیں۔ کپڑے پہنانے کا کام اُدھیڑ عمر عورتیں کرتی ہیں۔

سماترا میں لڑکی کو لالی رنگ کا بلاؤز پہنایا جاتا ہے جو گھٹنوں تک لمبا ہوتا ہے۔

اور جس پر سنہری کڑھائی ہوتی ہے۔ نیچے کے کپڑے کو کین کہتے ہیں اور اوپر سے لڑکی کے سر پر گھونگھٹ جیسا نکالنے کے لئے کپڑا ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کے بال بھی خاص طور سے بنائے جاتے ہیں اور اس کو سونے چاندی کے زیور پہنائے جاتے ہیں اور اس کے بالوں میں پھول لگائے جاتے ہیں اور رسم کے بعد یہ پھول شادی کے قابل لڑکیوں میں بانٹ دیئے جاتے ہیں تاکہ اس کی شادی بھی جلدی ہو جائے۔ کپڑے پہننے کے بعد لڑکی کو ایک کمرہ میں لیجایا جاتا ہے جہاں وہ ایک سجے ہوئے پلنگ پر بیٹھتی ہے۔ اس وقت لڑکی کے گھر کی کوئی ادھیڑ عورت دولھا کو اندر لے آتی ہے۔ دولھا جب گھر پہنچتا ہے تو عورتیں اس پر چاول پھینک کر اس کا استقبال کرتی ہیں اور اس کے پاؤں دھوئے جاتے ہیں۔

جاوا میں خود دلھن دولھا کا استقبال کرتی ہیں اور وہ اس سے ملنے کے لئے اپنی سہیلیوں کے ساتھ اپنے گھر سے باہر آجاتی ہے۔ دو گز کے فاصلے سے وہ ایک دوسرے پر پھول پھینکتے ہیں۔ اگر دولھا کو پہلے پھول پھینکنے کا موقع مل جاتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ زندگی بھر اپنی بیوی کا محافظ ہوگا لیکن اگر دلہن کو پھول پھینکنے کا موقع پہلے مل جاتا ہے تو یہ بدشگنی مانی جاتی ہے اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے کنٹرول میں رہے گا۔ جاوا میں دلہن ہی شوہر کے پاؤں دھوتی ہے۔ شادی کی رسم مولوی یا پنڈت سے لڑکے اور لڑکی کے ملنے سے پہلے کروائی جاتی ہے۔ اس میں صرف دولھا ہی موجود رہتا ہے اور دلہن کا کوئی رشتہ دار دلہن کی نمائندگی کرتا ہے۔

لومبوک اور دکھنی سماترا

لڑکے لڑکیاں خود اپنا زندگی کا ساتھی چنتے ہیں۔ لومبوک میں چاول کی کٹائی کے بعد یا کسی شادی کے موقع پر برادری کی دعوت ہوتی ہے۔ جو کہ ہر گاؤں میں رہنے والے کو دی جاتی ہے شادی کے لائق لڑکے اور لڑکیاں سب لوگوں کے لئے کھانا وغیرہ تیار کرتی ہیں اس کا انتظام اکثر کھیتوں پر بنائی گئی مقامی جھونپڑی میں کیا جاتا ہے۔ یہاں لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھتے ہیں اور اس طرح انہیں جان پہچان کا موقع مل جاتا ہے۔

روزانہ کی زندگی میں لڑکے لڑکیاں آپس میں نہیں ملتے پہل ہمیشہ لڑکا ہی کرتا ہے وہ اکثر دعوت میں اپنے ساتھ پھلوں کی ایک ٹوکری اور سپاری لیجاتا ہے اگر وہ کسی لڑکی کی طرف فریفتہ ہو جاتا ہے تو اسے یہ دونوں چیزیں تحفے کے روپ میں دیتا ہے۔ اپنا اپنا کام ختم کرنے کے بعد لڑکا لڑکی ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور پھلوں میں حصہ باٹنے کے لئے لڑکے کو دعوت دیتی ہے اگر سب کچھ ٹھیک ٹھاک چلتا ہے اور لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو لڑکا لڑکی سے پوچھتا ہے کہ کیا وہ کسی دن سویرے اس کے گھر ناشتہ کے لئے آسکتی ہے۔ اگر لڑکی تیار ہو جاتی ہے تو لڑکا چاول اور بھنا ہوا مرغی کا گوشت اس کے گھر لیجاتا ہے اس بیچ ماں باپ صرف دیکھتے ہی رہتے ہیں۔ لڑکا لڑکی کے سامنے شادی کی تجویز رکھتا ہے اور لڑکی کے ذریعہ منظوری کے بعد دونوں فریق شادی کی تیاریاں شروع کر دیتے ہیں۔

دکھنی سماترا میں لڑکے لڑکیوں کے ملنے کے لئے خاص دعوت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کو روز ہی آپس میں ملنے کی آزادی ہوتی ہے۔ لڑکا جس لڑکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے اس کے گھر خط بھیجتا ہے کہ دن بھر کا کام ختم ہو جانے کے بعد وہ شام کو اس کے گھر آئے گا۔ اگر اس طرح سے ایک لڑکی کے پاس کئی خط آتے ہیں تو اس لڑکی کو کافی مدت تک منہمک رہنا پڑتا ہے۔ جو لڑکا پہلے آجاتا ہے وہ لڑکی کے ساتھ کتنی بھی لمبی مدت تک رہ سکتا ہے اور دوسرے لڑکوں کو اپنا نمبر آنے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ جب کوئی جوڑا ایک دوسرے کے بارے میں سنجیدہ ہو جاتا ہے تو لڑکا لڑکی کو کپڑا تحفہ میں دیتا ہے جس کا وہ لڑکے کے لئے رومال بنا لیتی ہے۔ اس کے بعد وہ لڑکی کو کچھ اور تحفہ دیتا ہے اور شادی کی تیاریاں ہونے لگتی ہیں۔

موت سے متعلق رسومات

چونکہ آجکل انڈونیشیا کے لوگ زیادہ تر مسلمان ہیں اس سے مرنے کے بعد ہونے والے رسوم زیادہ تر اسلام مذہب کے مطابق ہی ہے۔ لیکن ان پر ہندو مذہب کا اثر بھی نظر آتا ہے۔ بالی جزیرے پر آج بھی ہندو رسوم کے مطابق موت کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ ویسے تو بالی میں سب ہی کی موت کی رسوم دھوم دھام سے کئے جاتے ہیں لیکن اگر کوئی راجا یا شاہی گھرانے کا آدمی مرا ہو تو اس کی بات ہی اور ہوتی ہے ایک چار پہیوں والا تابوت بنایا جاتا ہے۔ اس میں جتنی زیادہ منزلیں ہوں اس کا مطلب ہے کہ اتنی ہی زیادہ

اہمیت کا آدمی ہے جکی موت کی رسم ادا کی جارہی ہے۔ ٹاور کے نیچے کے حصہ میں بہت سے پنڈوں کے بنے ہوئے پھل پھول۔ چاول گوشت وغیرہ چیزیں رکھی جاتی ہیں۔ مقررہ وقت پر مردہ کو لیجانے کی تیاری شروع ہونے لگتی ہے۔ سب سے پہلے خوبصورت اور سجی ہوئی عورتیں اور کچھ مرد طرح طرح کے کپڑے وغیرہ ٹاور کے اوپری حصہ میں چڑھاتے ہیں۔ یہ عورتیں اور مرد اپنے ساتھ چھتریاں اور کالے جھنڈے بھی لئے ہوتے ہیں۔ برہمن منتر کرتے رہتے ہیں اور عورتیں بہت سی کھانے کی چیزیں لے کر چلتی۔ اس کے بعد پروہت کپڑے کے بنے دو کالے ناگوں کو بیچ سے کاٹتا ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اب (پنچھا بھوت) روح بدن سے الگ ہوگئی۔ پھر مردہ کا سفر شروع ہوتا ہے۔ بالی میں برہمن چھتری ویش اور شودر کا طبقہ آجتک دیکھنے کو ملتا ہے وہاں پر برہمن لوگ کاغذ کی گائے بنا کر اس میں مردہ کو رکھ کر جلاتے ہیں جب کہ چھتری کفن کی شکل شیر جیسا بناتے ہیں۔ ویش لوگ کلی پت لوک کتھا میں لکھے طریقہ کا بناتے ہیں اور شودر مچھلی کی شکل کا بالی اور لوک میوک غریب لوگ جو اس خرچ کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے انھوں نے بیچ کا راستہ نکالا ہے۔

پہلے مردہ کو دفنا دیا جاتا ہے اور جب حالات ٹھیک ہوتے ہیں تو اس کی ہڈیوں کو نکال کر جلا دیا جاتا ہے۔ جب کوئی مسلمان مرتا ہے تو اس کو اس طرح لٹایا جاتا ہے کہ اس کا سر اتر پچھم کی طرف ہوتا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ سینہ پر رکھ دیئے جاتے ہیں کیونکہ مکہ انڈونیشیا کے اتر پچھم میں ہے اس لئے مردہ کا سر اسی طرف رکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مردہ کے پاس خوشبودار چیزیں جلائی جاتی ہیں ایسا ہندو اثر کی وجہ سے کیا جاتا ہے اس جگہ کے علاوہ کسی اور مسلمان ملک میں یہ رسم ورواج نہیں پایا جاتا۔ رشتہ داروں اور دوستوں کو یہ افسوسناک خبر بتائی جاتی ہے۔ زیادہ تر مسلمان لوگ کالے کپڑے پہن کر مردہ کے گھر جاتے ہیں اور اپنے ساتھ جگہ جگہ کے رواج کے مطابق چاول سفید کپاس اور نقد پیسے لیجاتے ہیں۔ دوستوں اور رشتہ داروں کے آجانے کے بعد مردہ کو نہلایا جاتا ہے۔ اگر کسی مرد کی موت ہوتی تھی تو اس کا کام اس کا لڑکا یا رشتہ دار کرتے ہیں۔ اگر کسی عورت کی موت ہوتی ہے تو اس کی موت کا کام اس کی لڑکیاں عورتیں رشتہ دار کرتے ہیں۔ اس کے بعد

مردہ کے جسم کو سفید کپاس میں لپیٹ کر زمین پر رکھدیا جاتا ہے۔ اور قرآن شریف کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے بعد جنازہ کو کندھے پر اٹھا کر قبرستان کی طرف لے جاتے ہیں۔ راستے میں دعائیں کرتے ہیں اور سکے پھینکتے جاتے ہیں۔ مردہ کے سر پر کوئی رشتہ دار یا دوست چھتری لے کر چلتا ہے اور قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

انڈونیشیا کی اہمیت کا تاریخی جائزہ

یہ ایک تاریخی صداقت ہے کہ ڈچوں کے اس مجموعۃ الجزائر میں پہونچنے سے پہلے یہاں بہت سی حکومتوں کی ترقی و تنزل ہو چکا ہے اور اس سے بھی دلچسپ بات یہ ہے کہ اسلام کے یہاں پہونچنے سے پہلے تک یہاں کے زیادہ تر راجا بدھ یا شیو مذہب کے ماننے والے تھے اور ان کے عہد میں ان دونوں مذہبوں اور ہندوستانی تمدن نے خوب ترقی کی تھی۔ ہندوستانی بیوپاری اس کے پانچ سو سال بعد یہاں پہونچے اور یہ اپنے ساتھ وہاں بدھ اور ہندو مذہب اور ہندوستانی تمدن لے گئے۔

اس کے بعد سے ہی پورے انڈونیشیا میں ہندوستانی تمدن تیزی سے پھیلتا گیا۔ ہندوستانی بیوپاریوں کے یہاں پہونچنے کے دو سو سال بعد ہی دکھنی پوربی سماترا میں شری وجے نام کی ہندو حکومت قایم ہو چکی تھی اور اس خاندان کے راجاؤں نے (بارہ سو عیسوی) ۱۲۰۰ء تک اس علاقہ میں حکمرانی کی تھی۔ بدھ مذہب کے مہایان فرقے کا بوروبدر مندر آج بھی اس بات کا گواہ ہے کہ شری وجے کی سلطنت جاوا کے کچھ حصوں تک پھیل گئی تھی اسی زمانہ میں شیلندر حکمرانوں کا بھی آغاز ہوا تھا۔ کچھ مورخ یہ مانتے ہیں کہ شری وجے خاندان کے راجہ شیو مذہب کے قایل تھے اور انھوں نے بہت سے شیو مندر بنائے۔ بعد میں شیلندر حکمرانوں کے عروج کے ساتھ ہی شری وجے حکمرانوں کا زوال ہو گیا اور واقعی بوروبدور کا بودھ مندر ان ہی شیلندر خاندان کے راجاؤں نے بنوایا تھا تو ماننا ہی پڑتا ہے کہ ان دونوں کا حوصلہ افزا تمدن ہندوستانی تمدن ہی تھا۔

۱۳۰۰ء (تیرہ سو عیسوی میں) ایک اور ہندو حکومت قایم ہوئی تھی جس کی راجدھانی جاوا کے مجاپہت نام کے مقام پر تھی۔ اس حکومت کا نام بھی مجاپہت ہی تھا۔

اس دوران عرب بیوپاریوں کے ذریعہ سے اسلام مذہب انڈونیشیا پہونچا اور کچھ مقامات پر اس مذہب کے ماننے والے حکمراں بھی بن گئے۔ ہندو اور مسلمانوں میں کشمکش رہی اور آخر میں مسلمان لوگوں کی حکومت زیادہ تر علاقوں میں قائم ہوگئی۔ آج اس ملک کے ۹۰ فیصدی لوگ اسلام مذہب کے ماننے والے ہیں۔

جب ۱۵۸۰ء میں انڈونیشیا میں پرتگالی اور اسپین کی ملی جلی حکومت قائم ہوئی تب تک اسپین چھوٹے علاقوں میں اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے انگلینڈ کے ساتھ ایک لڑائی میں الجھ چکا تھا۔ ۱۵۸۸ء میں اسپین انگلش چینل میں برطانیہ کے ہاتھوں شکست کھا چکا تھا تو برطانیہ کے لئے انڈونیشیا میں حکمرانی کرنے کا راستہ صاف ہوگیا تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۵۱۱ء میں انڈونیشیا کے کنارے کے تمام علاقوں میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہوچکی تھی۔ پرتگالی لوگوں نے اندرونی حصوں میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کی۔ ہندو حکمرانی کا زوال ہوچکا تھا اور مسلمانوں نے مجاپہت کے مقام پر ماتارام نام اسلامی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی تھی یہ مسلم حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے لیکن ہندوستانی تمدن کے اثرات آج بھی وہاں کے مسلمانوں میں نظر آتے ہیں۔

ڈچ لوگوں نے بھی اس علاقہ میں قدم جمانا شروع کیا۔ ۱۶۱۹ء میں ڈچ لوگوں کو جکارتہ کے نیم آزاد علاقہ میں قدم جمانے کے لائق جگہ ہی مل پائی تھی جہاں انھوں نے بٹاویا نام کا شہر بسا لیا۔ یہاں سے ہی رفتہ رفتہ انھوں نے پورے انڈونیشیا میں اپنے پاؤں پھیلانے میں کامیابی حاصل کرلی۔ لیکن مالی اعتبار سے انکی یہ کامیابی بیکار ہی ثابت ہوئی فوجی لڑائیوں پر ہونے والے بھاری خرچ نے ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کی کمر ہی توڑ دی۔ اور آخر ۱۷۹۳ء میں نیدرلینڈ کی سرکار نے کمپنی کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

جب نیپولین کے فوجیوں نے ہالینڈ پر اپنا اقتدار جمایا تو انگریزوں نے ایک بار پھر انڈونیشیا واپس لوٹنے کی کوشش کی۔ لیکن ۱۸۲۴ء میں فرانس کی شکست کی وجہ سے انگریزوں کو انڈونیشیا ڈچوں کو سونپنے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ ڈچ لوگ اپنے ساڑھے تین سو برس حکومت کے دوران کبھی بھی چین سے نہیں رہ سکے۔ ڈچ لوگ نیپولین کی

شکست کے بعد ابھی انڈونیشیا میں ٹھیک سے جم بھی نہیں پائے تھے کہ سنہ ۱۸۲۵ء سے ۱۸۳۰ء کی جاوا جنگ شروع ہو گئی۔ سازش کو دبا یا گیا اور لیڈروں کو گولی سے مار دیا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا دھیان سماترا کے مسلمانوں کی طرف کیا جنگی ہمدردی جاوا کی جنگ کی طرف تھی پھر ڈچوں نے انڈونیشیا میں اپنا اقتدار قائم کیا۔ مقامی شہزادوں کے ذریعہ سے انھوں نے سرکار کو قائم کیا اور یہ قانون بنایا گیا کہ انڈونیشیا کے باشندوں کو ہر سال اپنی زمین اور مزدوری کے ایک مقررہ حصہ کا استعمال سرکار کے لئے فصل اگانے میں کرنا ہوگا۔ جہاں یہ قانون جاری نہیں تھا وہاں کے لوگوں کو اپنی زمین پر ٹیکس دینا پڑتا تھا۔ اس پالیسی پر نیدرلینڈ میں تنقید ہوئی اور انتظامی خرابیاں پیدا ہوئیں تو اس پالیسی کو ختم کر دیا گیا۔ پھر بھی یہ قانون جاری رہا کہ پچاس سال سے کم عمر کے لوگوں کو جسمانی تندرستی رکھنے والے سب لوگوں کو سڑکوں پر شرمدان کرنا ہوگا یا اس کے بدلے میں مقررہ ٹیکس ادا کریں۔ ڈچ کمپنی کا دیوالہ نکلنے کی وجہ سے نیدرلینڈ کا اقتدار بڑھ گیا۔ اس نے نہ صرف انڈونیشیا کا نظامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لیا بلکہ کمپنی کے تجارتی معاملات کا انتظام بھی اپنے ہاتھ میں لے لیا لیکن سنہ ۱۹۰۰ء تک نیدرلینڈ کی سرکار نے زیادہ تر بیوپار ڈچ اور دیگر کمپنیوں کو دیدیا۔ پھر بھی کونین۔ ربڑ۔ کوئلے۔ ٹن اور سرکاری ملازمت پر اپنا حق قائم رکھا۔

اصولی اعتبار سے ڈچوں کا انتظام دو باتوں پر تھا مقامی رسم و رواج اور اداروں کی حفاظت کرنا۔ تعلیم کا فروغ کرنا اور انتظامِ حکومت میں مقامی لوگوں کو حصہ لینے کیواسطے آمادہ کرنا لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ بہت ہی کم لوگ اسکول جا پاتے تھے اور اس سے بھی کم ووٹ دینے کے مرکز تک جاتے تھے۔ دنیا کی دوسری جنگ عظیم شروع ہونے سے پہلے چالیس سال تک انڈونیشیا کی جنگ آزادی کبھی بھی تنظیمی شکل اختیار نہیں کر سکی۔ ڈچوں نے جب سے ہر دلعزیز پارٹیوں کو بڑی بے رخی کے ساتھ کچل ڈالا تھا وہ اپنی حکومت کو اچھی طرح چلانے کے لئے انڈونیشیا کے باشندوں کو آپس میں ہمیشہ لڑاتے رہتے تھے۔ جنگ آزادی کا پہلا اہم زمانہ سنہ ۱۹۲۶ء تک مانا جا سکتا ہے جب اسلامک ایسوسی ایشن اپنے بیس لاکھ ممبروں کی طاقت پر ایک مضبوط جماعت بن گئی اور اس میں اتحاد اور تنظیم پیدا ہو گئی۔

مذہبی مجلس نے رفتہ رفتہ جو تحریک شروع کی تھی وہ سیاسی شکل اختیار کر گئی اور ڈاکٹر سوکارنو کی رہبری میں انڈونیشین پارٹی کی تنظیم ہوئی اور بہت جلد اس پارٹی کی آواز میں زبردست طاقت پیدا ہو گئی۔ لیکن سنہ ۱۹۳۱ء میں ڈچوں نے اس پر پابندی لگادی اور ڈاکٹر سوکارنو کو گرفتار کر لیا گیا۔

سنہ ۱۹۳۴ء سے سنہ ۱۹۴۱ء کے دوران انڈونیشیا کی خاص خاص سیاسی پارٹیوں نے ایک نئی پالیسی اختیار کی انھوں نے اس شرط پر ڈچ حکومت سے تعاون کرنیکی تجویز رکھی کہ دس سال کے عرصہ کے ختم ہونے کے بعد نیدرلینڈ کی سرکار انڈونیشیا کو خود مختاری کا حق دیدے۔ ڈچوں نے یہ شرط ماننے سے انکار کر دیا اور ایک بار پھر سب خاص لیڈروں کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ ۱۹۴۲ء کے شروع میں جاپان نے انڈونیشیا پر حملہ بول دیا اور ڈچوں کو یہاں سے بھگا کر اپنا قبضہ کر لیا۔ جاپانیوں نے قوم نواز لیڈروں کو جیل سے باہر نکال کر نئی سرکار قائم کرنے میں انکی مدد مانگی جاپانیوں نے "ایشیا کے رہنے والوں کے لئے" کا نعرہ دے کر انڈونیشیا کے زیادہ تر لیڈروں کا دل جیت لیا اور یہ لیڈر جاپانیوں کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ جاپانیوں کے آنے کا ایک سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ پورا ملک منظم ہو گیا۔ فوجیوں کی کمی کے سبب جاپانیوں کو سول سروس میں مقامی لوگوں کو لینے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ اور اس طرح انہوں نے آزاد قومی حکومت کے قیام میں مدد دی۔ بہت سے انڈونیشیائی شہریوں کو انہوں نے فوج میں بھی بھرتی کر لیا۔ اپنی شکست کے بعد جب جاپان نے ہتھیار ڈال دیئے تو ۱۷ اگست ۱۹۴۵ء کو انڈونیشیا کی آزاد حکومت کا اعلان کر دیا گیا۔ دوستی والی اقوام اس بارے میں کوئی اسکیم نہیں بنا سکے تھے اور نہ ہی ان کے پاس اتنے فوجی ہی تھے کہ وہ انڈونیشیا کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لے سکتے۔ انہوں نے خود مختار نئی آزاد حکومت کو تسلیم کرنے کے بجائے پہلے تو انتظام قائم رکھنے کا کام جاپانی فوجیوں کو سونپ دیا۔ بعد میں ڈچوں کو حکومت واپس دلوانے کے لئے خود آ ہی برطانیہ کی فوجیں انڈونیشیا پہونچ گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پورا ملک دو حصوں میں بٹ گیا ایک حصہ نئی آزادی خود مختار سرکار کے قبضہ میں

تھا جس کے صدر ڈاکٹر سوکارنو تھے اور دوسرا حصہ ڈچوں کے ماتحت تھا۔ یہ کشمکش چار سال تک جاری رہی۔ اس دوران ڈاکٹر سوکارنو کو بھی بھاری دماغی الجھن سے گذرنا پڑا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ملک کے سب عوام ان کی رہبری میں زبردست امید رکھتے ہیں لیکن ڈچوں سے صلح کی بات چیت پر چلانے سے مسئلہ کا کوئی حل نظر نہیں آتا تھا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ کمیونسٹ متعصب لوگوں اور گوریلیوں کے اوپر اپنا اقتدار بنائے رکھنے کے لئے ڈچوں سے کوئی سمجھوتہ کرنا ضروری ہے وہ نیدرلینڈ کے ماتحت حصہ کے لفٹیننٹ گورنر جنرل ڈاکٹر وان موک سے بات چیت کرنے کے لئے تیار بھی ہو گئے لیکن سنہ ۱۹۴۹ء کے آخر تک خود مختار حکومت اور ڈچوں کے درمیان کشمکش کی حالت لگاتار بنی رہی اور اس بیچ دوبار دونوں فوجوں کے درمیان بڑے پیمانے کی لڑائیاں بھی ہوئیں۔ آخر میں یو۔ این۔ او اور برطانیہ کے دباؤ میں نیدرلینڈ کی سرکار گول میز کانفرنس کے لئے تیار ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سمجھوتہ پر دستخط کئے گئے۔ اس سمجھوتے کے مطابق انڈونیشیا کے سب حصوں کو ملا کر ایک ملی جلی سرکار بنائی گئی یہ سمجھوتہ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۴۹ء کو جاری ہوا۔ یہ انتظام بھی زیادہ عرصہ تک نہیں چل سکا۔ ڈاکٹر سوکارنو نے ۱۵ اگست سنہ ۱۹۵۰ء کو اس کو ختم کر کے انڈونیشیا میں ایک حکومت کا اعلان کر دیا تب تک وہ اپنی حالت کافی مضبوط بنا چکے تھے اور ملک کے سب ہی حصوں پر ان کا قبضہ قائم ہو گیا تھا سنہ ۱۹۵۹ء کے وسط میں صدر سوکارنو نے جمہوریت کا قیام کیا جس کے بعد پارلیمنٹ کا اقتدار ختم ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے ایک منظم اقتصادی نظام جاری کیا اور اس کے بعد صنعت و حرفت و بیوپار سرکار کے ہاتھ میں چلا گیا۔ سب ہی ڈچ کمپنیوں کو بھی سرکار نے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اس دوران ملک میں اندرونی گڑبڑ کی آگ بھڑک اٹھی۔ اندر اندر ہی ڈاکٹر سوکارنو کی مخالفت بڑھتی چلی گئی "دار السلام" نام کی تحریک صدر کے لئے ایک زبردست چیلنج بن کر کھڑی ہو گئی سنہ ۱۹۶۲ء میں یہ بغاوت ختم ہو گئی اور اس کے اگلے ہی سال مغربی نیوگنی وایرین جو ابھی تک ڈچوں کے قبضہ میں چلا آرہا تھا انڈونیشیا کو واپس دیدیا گیا لیکن تب ہی ڈاکٹر سوکارنو نے ملیشیا پر حملہ کر کے اپنے لئے نیا دردِ سر مول لے لیا اسی بیچ ان کا کمیونسٹوں کی طرف میلان بڑھتا جا رہا تھا اور چین ان کے بہت قریب

آ تا جارہا تھا۔ جن کمیونسٹوں کو وہ بڑا دارے رہے تھے انہوں نے ۳۰ ستمبر ۱۹۶۵ء کو انہیں عہدہ سے ہٹانے کی ناکام کوشش کی۔ فوجی لیڈروں کی ہوشیاری کی وجہ سے کمیونسٹوں کی یہ سازش کامیاب نہ ہو سکی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر سوکارنو کو بھی اپنی حکومت واقتدار فوجی لیڈروں کو سونپنے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ جولائی ۱۹۶۶ء میں جنرل سوہارتو انڈونیشیا کے صدر کے انہوں نے ڈاکٹر سوکارنو کی حکمت عملی کو ترک کر کے ملیشیا اور مغربی ممالک سے اپنے تعلقات سدھارنے کی کوشش کی۔ مالی حالت کو سنبھالنے کے لئے بھی انہوں نے فراخدلی اور فیاضی کی پالیسی اختیار کی۔ اس کے ساتھ ہی کمیونسٹ اور چینی اثر سے ملک کو آزاد کرانے کے لئے بھی انھوں نے کچھ فائدہ مند قدم اٹھائے اس طرح اس مجموعۃ الجزائر میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اور خوشحالی وترقی کے راستہ پر گامزن ہے۔

انگلستان کا دورِ جدید

جدید تاریخی پس منظر:- آجکل انگلستان کی ملکہ ایلزبتھ دوئم ہیں اور خاندان ہنوور کی چشم و چراغ ہیں۔ انکی پیدائش ۱۹۲۶ء میں ہوئی تھی۔ ان کا خاندان انگلستان کی تاریخ میں عہد ہنوور کے نام سے مشہور ہے۔ جارج اول جارج دوئم۔ جارج سوئم۔ جارج چہارم۔ ملکہ وکٹوریہ ایڈورڈ ہفتم۔ جارج پنجم ایڈورڈ ہشتم اور جارج ششم اسی خاندان کے حکمراں ہوئے ہیں۔ ایلزبتھ دوئم جارج ششم کی لڑکی ہیں اور اپنے والد کی موت کے بعد جون ۱۹۵۲ء میں ملکہ انگلستان کی حیثیت سے انکی تخت نشینی کی رسومات کی ادائیگی ہوئی اور انکی شادی ڈیوک آف ایڈمبرا سے ہوئی ہے دور حاضرہ میں حکومت کی ذمہ داری پارلیمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔ انگریز لوگ وقت اور موقع کے مطابق تبدیل ہونے والے آئین کو ہی مفید سمجھتے ہیں۔ انگلستان کے آئین حکومت کی بنیاد مندرجہ ذیل عناصر پر ہے۔ پہلا اساسی عنصر کی چارٹر اور وہ دستاویزیں ہیں مثلاً میگنا کارٹا اختیارات کا استبدا۔ قانون وراثت۔ قانون اتحاد اسکاٹ لینڈ۔ قانون اصلاح اعظم اور پارلیمنٹ ایکٹ۔ انتخاب کے قاعدے۔ سرکاری افسروں کے فرائض۔

کے متعلق قاعدے وغیرہ - عدالتوں کے وہ فیصلے جو چارٹر یا اسٹیچیوٹ کی تشریح کرتے ہیں انکی حد اور تفصیل پر روشنی ڈالتے ہوئے آئین حکومت کے تیسرے اساسی عنصر ہیں چوتھا اساسی عنصر ہے۔ پارلیمنٹ کے علاوہ وہ قانون جس کی وجہ سے شخصی آزادی قائم ہے۔ آئین حکومت کی ہر ایک پر اثر ڈالنے والا۔ سیاسی روایات پانچواں اساسی عنصر ہیں۔ درحقیقت آئین حکومت کو وجود میں لانے کی ذمہ داری زیادہ تر سیاسی روایات پر ہے مثلاً دارالعلوم کے پر وکیبنٹ کی ذمہ داری ایسی ہی روایات پر منحصر ہے۔ آجکل آئینی حکومت کا چلن ہے۔ حکمرانی پارلیمنٹ کرتی ہے۔ بادشاہ یا ملکہ کو سنہرا صفر یا ربر اسٹامپ کہا جاتا ہے۔ پارٹی سازی کا رواج ہے۔ انجمن وزراء وسیع ہے۔ دارالعلوم رعایا کی نمایندگی کرتاہے اور دارالامراء کے اختیارات کم ہیں۔ درحقیقت انگلستان کا آئین نہ تو شاہی ہے اور نہ جمہوری۔ اس میں دونوں کا میل جول ہے۔ قدیم آئین کی شکل وصورت میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہے۔ اصول کچھ ہے اور ہوتا کچھ ہے۔ بادشاہ یا ملکہ اب تک وزراء کا تقرر کرتی ہے اور وہ بادشاہ کے نوکر کہلاتے ہیں لیکن وہ ہر شخص کو وزیر مقرر نہیں کر سکتا۔ وزیر اعظم کا تقرر بادشاہ یا ملکہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ بادشاہ یا ملکہ دارالعلوم دارالامراء کی شکل میں فرق نہیں ہے مگر اصل اختیارات میں کمی ہے۔ اصولاً ابھی بہت سے کام ملکہ یا بادشاہ کے نام سے ہوتے ہیں مگر دراصل سب کارروائی وزیر اعظم اور اس کی کیبنٹ ہی انجام دیتی ہے۔ اب بھی پارلیمنٹ کو مدعو یا برخاست کا کام بادشاہ یا ملکہ کرتی ہے۔ بادشاہ بری وبحری فوج کا سپہ سالار اعظم ہوتاہے ملک کی حکومت بادشاہ کے نام پر ہے عدالتیں اسی کی ماتحت ہیں۔ مذہب کا محافظ وہی ہے۔ ظاہرا تو انگلستان میں شاہی حکومت ہے لیکن بادشاہ کو حسب مرضی شادی تک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ وزیر اعظم بالڈون نے شہنشاہ ایڈورڈ ہشتم موجودہ ملکہ الیزبتھ دوئم کے چچا سے صاف صاف کہدیا تھا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق شادی نہیں کر سکتا۔ اسی بات پر انھوں نے تخت کو خیر باد کہدیا تھا۔ یہ پارلیمنٹ کی لامحدود طاقت کا ایک ثبوت ہے۔

حکومت کے بارے میں ہم کو اسپینوزا (Spinozo) کا قول یاد رکھنا چاہیئے "حکومت کا فرض انسان کو جانور یا مشین بنانا نہیں ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ ایسی حکمت عملی کا استعمال کرے کہ اس کے شہریوں کی روحانی و جسمانی ترقی ہو اور وہ اپنی عقل کا آزادانہ استعمال کریں غرضکہ حکومت کا اصل مقصد آزادی ہی ہے"۔

چرچل ۱۸۷۴ء تا ۱۹۶۵ء تک

انگلستان کے دورِ جدید میں چرچل انیتھونی ایڈن اور ولسن ہیرلڈ قابلِ ذکر ہیں۔

چرچل ونسٹن بیسویں صدی کی عظیم ترین شخصیت تھی۔ یہ حکومت برطانیہ کے نہایت مشہور معروف وزیراعظم تھے۔ ۳۰ نومبر ۱۸۷۴ء کو انکی پیدائش ہوئی ان کے والد وینڈولف چرچل ایک لائق اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ انکی والدہ امریکن خاتون تھیں جو اپنی لیاقت۔ ذہانت اور کشش کے لئے مشہور تھیں۔ یہ عمدہ طالب علم نہیں سمجھے جاتے تھے حالانکہ یہ بیحد ذہین تھے۔ تندرست و توانا تھے۔ اپنی شرارتوں اور نافرمانی کی وجہ سے ہیڈ ماسٹر ان کو سزا دیا کرتا تھا۔ فوجی امتحان میں دو مرتبہ فیل یعنی ناکام رہے۔ تیسری بار پاس ہو سکے۔ فوجی خدمات کو نہایت نمایاں طور پر انجام دیا اور بہت جلد اعلیٰ قسم کے لیڈر بن گئے۔ انھوں نے فوجی کمیشن سے استعفیٰ دیدیا اور سیاست میں حصہ لینے لگے۔ صرف ۲۶ سال کی عمر میں پارلیمنٹ کے ممبر بن گئے۔ چرچل نے بہت جلد اپنے والد صاحب کی جگہ حاصل کر لی۔ ۳۱ سال کی عمر میں کیبنٹ کے وزیر ہو گئے۔ انکی محنت ان کے کام، انکی صلاحیت اور ان کی تنظیم پیدا کرنے کی قوت دیکھ کر ہر شخص کو تعجب ہوتا تھا۔ وہ سنگین اور خطرناک حالات میں استقلال و استحکام سے کام لیا کرتا تھا۔ اور ہمیشہ کامیابی و کامرانی حاصل کرتا تھا۔ وہ حیرت انگیز سیاسی سوجھ بوجھ اور دور اندیشی سے آنے والے واقعات کا صحیح اندازہ لگا لیا کرتا۔ پہلی جنگ عظیم میں اس کی رائے بالکل ٹھیک ثابت ہوئی اور دوسرے لوگوں کے خیالات غلط ثابت ہوئے تھے۔ دوسری جنگ عظیم میں اس کی ہمت مستقل مزاجی اور لیاقت کی بدولت انگریز قوم کی فتح ہوئی تھی اور انگلستان ہٹلر کی تباہی و بربادی سے بچ گیا تھا۔ سنہ ۱۹۴۰ء میں

چرچل وزیر اعظم ہو گئے۔ دونوں ایوانوں پر ان کا اثر و اقتدار قائم ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی قوم سے کہا تھا "میرے پاس تم کو دینے کے لئے سوائے "خون۔ محنت اور مشقت پسینہ اور آنسوؤں کے کچھ نہیں ہے"۔ جب ہٹلر نے فرانس کو شکست سے چور کر دیا تھا۔ روس نے جرمنی سے معاہدہ کر لیا تھا اور یو۔ این۔ او نے غیر جانبداری کی پالیسی اختیار کر لی تھی اور انگلستان بالکل اکیلا تھا ایسے خطرناک حالات میں اور ایسے نازک دور میں چرچل نے انگلستان کی رہبری کی تھی اور اپنی قوم سے کہا تھا۔ "ہم اکیلے ہیں جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے یہ موقع میرے لئے جوش و خروش کا ہے۔ ساری قوم میں ہمت و استقلال پیدا ہو گیا اور انگریزوں کو فتح حاصل ہوئی تھی۔ چرچل اٹھارہ گھنٹہ کام کرتے تھے وہ ہر جگہ موجود رہتے تھے۔ پارلیمنٹ میں جاتے تھے۔ اسلحے کے کارخانوں کو دیکھتے جنگ کی صف آرائی کرتے ہوائی حملہ سے پناہ کے مقام کو دیکھتے۔ بم گرنے والے علاقہ میں جاتے اور لوگوں میں مسکراتے ہوئے ہمت پیدا کرتے تھے یقین پیدا کر دیتے تھے کہ انگلستان کی ہی فتح ہو گی۔ نہایت عمدہ سپہ سالار تھے۔ نمایاں سیاستدان تھے۔ مشہور مصنف تھے۔ لاثانی مقرر تھے۔ پیدائشی لیڈر تھے۔ لوگ کہتے تھے وہ چرچل انگلستان ہے"۔ جنوری ۱۹۶۵ء میں ونسٹن چرچل کا انتقال ہو گیا اور ان کا ملک عظیم ترین شخصیت سے محروم ہو گیا۔

چرچل بہت سی کیبنٹ (cabinets) کے رہبر رہے۔ یعنی سنہ ۱۹۴۰ء اور سنہ ۱۹۴۵ء۔ اور سنہ ۱۹۶۱ء تک سنہ ۱۹۵۸ء میں ادب میں نوبل پرائز ملا۔ اور وہ ۶۴ (چوسٹھ) سال تک برطانیہ کی پارلیمنٹ کے ممبر رہے۔

مصر پر انتھنی ایڈن کے زمانہ میں برطانیہ اور فرانس و اسرائیل کے متواتر حملے اور ناجائز حرکات اور کرنل ناصر کا استقلال و کامیابی و کامرانی

برطانیہ اور فرانس کی ہمیشہ یہی پالیسی رہی ہے کہ مشرق وسطیٰ میں ان کا اقتدار قائم رہے اور دنیائے عرب کو ایک نو آبادی کی شکل میں ذاتی اغراض کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس ظلم و جبر و تشدد کی پالیسی کو مد نظر

رکھتے ہوئے برطانیہ۔ فرانس اور اسرائیل نے نہر سوئز کا بہانہ لے کر مصر پر وحشیانہ حملے کئے مورخہ ۲۶ / جولائی ۱۹۵۶ء کو مصری حکومت نے نہر سوئز کو قومی شکل دینے کا اعلان کیا تھا اس نہر کو پہلے یونیورسل سوئز کینال میری ٹایم کمپنی کا نام دیا گیا تھا اس آزادی کے جذبات کے اظہار نے برطانیہ اور فرانس کی حکومتوں کو وحشیانہ حملوں کے لئے مائل کر دیا۔ بحری بری ہوائی حملوں کی دھمکیاں شروع کر دیں۔ مصر کو مالی نقصانات پہونچانے کے پروگرام تیار کئے گئے۔ انگلستان کے وزیر اعظم ایڈن نے کہا تھا " برطانیہ سوئز نہر کو کھلا رکھنے کی غرض سے جنگ کی تیاری کر چکا ہے۔ ملکہ ایلزبتھ نے ریزرو فورس طلب کرنے کا اعلان کر دیا۔ سر انتھونی ایڈن نے کہا " ہمارا مقصد یہ ہے کہ مشرقی بحر روم میں ہمارا اقتدار قائم ہو جائے اور اپنی حسب منشا معاملات طے کر سکیں "

برطانیہ نے گولہ باری کرنے والے جہاز برطانیہ سے مالٹا روانہ کر دئے گئے اور فرانسیسی بحر روم کا جہازی بیڑہ تاڈلون میں جمع ہو گیا۔ فرانسیسی کیبنٹ نے فوجی اقتدار اٹھانے کا اعلان کر دیا۔ برطانیہ کی طرف سے سامر سیٹ لائٹ انفنٹری پلیماؤتھ۔ اور سفک ریجمینٹ کو احکام جاری کر دئے گئے۔ انتھونی ایڈن نے پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کیا۔ سیاستداں مسٹر ہیوگ گیٹسکل نے برطانیہ کی اس پالیسی کی مذمت کی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یونائیٹیڈ نیشنز چارٹر کبھی بنا نہیں تھا۔ کرنل ناصر نے کہا کہ مصر پُر امن طریقے سے نہر سوئز؛ کا مسئلہ طے کرنے کے واسطے تیار ہے لیکن اپنے حقوق کی پوری طرح حفاظت کی جائے گی۔" کرنل ناصر ۴۵ نیشنز کی کانفرنس کے لئے تیار تھے۔ امریکہ کا صدر آئیزن ہاور بھی کرنل ناصر کی رائے سے اتفاق رکھتے تھے۔ پانچ قوتوں پر مشتمل منزیر نیڈ امنزیز (Menzies) مصر پہونچا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ نہر سوئز کے انتظام کے لئے انٹرنیشنل بورڈ کا قیام تسلیم کرا لیا جائے۔

۲۶ / جولائی ۱۹۵۶ء مصری حکومت نے اعلان کر دیا تھا کہ نہر سوئز کو قومی ملکیت بنانے کا مصر کو پورا حق حاصل ہے اس اعلان پر طاقت کو استعمال کرنے کی دھمکی گئی۔ فرانس اور برطانیہ کی فوجیں حرکت کرنے لگیں۔ نہر سوئز میں کام کرنے والوں کو اکسایا گیا کہ وہ بغیر نوٹس کے اپنا

بم چھوڑ دیں۔ مصر کی مالی حالت کمزور کرنے کی اسکیم بن گئی۔ نہر سوئز کو انٹرنیشنلائزیشن کرنے کی غرض سے ۲ راگست ۱۹۵۶ء کو برطانیہ۔ یو۔ ایس۔ اے اور فرانس نے کانفرنس کی۔ مصر نے اپنی اسکیم "ہائی ڈیم پروجیکٹ" کے لئے قرض اور مالی امداد مانگی لیکن اسی طرح کی مالی امداد سے انکار کر دیا گیا۔ مقصد صرف یہ تھا کہ مصر اپنے عوام کے معیار زندگی کو بلند نہ کر سکے"۔

قاہرہ پر لاکھوں پرچے پھینکے گئے کہ "یا تو ہم لوگوں کی تجویز مان لو اور یا بے شمار جانی و مالی نقصان کی تیاری کر لو"۔ برطانیہ اور فرانس کے پاس طاقت ہے اور ان کا منصوبہ طاقت سے حاصل کیا جائے گا۔ پورٹ سعید پر قبضہ کی جھوٹی خبریں پھیلائی گئیں۔ پورٹ سعید نے کبھی ہتھیار نہیں ڈالے تھے۔ دراصل انگریزوں۔ فرانسیسیوں اور اسرائیل نے مل کر مصر کے خلاف سازش کی تھی اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو مصر کی سرزمین پر ناجائز حملہ کیا مصری فوج نے ہمت سے مقابلہ کیا اور دشمن کو پیچھے ہٹا دیا۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو برطانیہ اور فرانس نے مصر کو الٹیمیٹم دیدیا کہ جنگ بند کر دی جائے جبکہ اسرائیلی برابر حملے کرتے رہے ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۶ء اسکندریہ قاہرہ اور سوئز نہر کے علاقہ پر ہوائی حملے ہوئے اور حالات خطرناک شکل اختیار کر گئے تھے۔ برطانیہ کے لوگ خیال کرتے تھے کہ صرف ۲۴ گھنٹے میں مصر ہتھیار ڈالدیگا۔ پھر برطانیہ اور فرانس نے پورٹ سعید پر ہوائی جہازوں سے جنگی جہازوں سے اور فوجوں سے حملہ کر دیا۔ پورٹ سعید نے اپنی حفاظت کی۔ اس نے عرب دنیا کا تحفظ کیا۔ سوئز نہر میں حملہ آور نے جہاز ڈبوئے اور فورا ان پل اڑادیا ساری دنیا نے فرانس۔ برطانیہ اور اسرائیل کے حملہ کی برائی کی تو یو۔ این۔ او نے جنگ بندی کی تجویز پاس کی اور مصر کی طرفداری میں یو۔ این۔ او کے سکریٹری جنرل نے استعفیٰ دیدیا۔ جب ساری دنیا انگلستان اور فرانس کے خلاف ہو گئی تو برطانیہ اور فرانس جنگ بندی پر رضامند ہوئے۔ ۸ رنومبر ۱۹۵۶ء آئزن ہاور نے اسرائیل کو وارننگ دی کہ فوراً مصر کی سرزمین سے اپنی فوجیں ہٹالے۔ اسی وقت بلگانن نے بھی وارننگ دے دی۔ اور اسرائیل اپنی فوجیں ہٹانے پر رضامند ہوا۔ حالاں کہ ایک

دن پہلے اسرائیل اس تجویز کی مخالفت کر رہا تھا۔ مصر نے مانگ کی کہ برطانیہ۔ فرانس اور اسرائیل اس کے نقصانات کی تلافی اور معاوضہ دے۔ حالانکہ زندگیاں واپس نہیں آ سکتیں۔

انگلستان کا اقتصادی انتظام قومی بجٹ اور دیگر پروگرام

برطانیہ کا تمام اقتصادی انتظام ہاؤس آف کامنس کے بنائے ہوئے اصولوں اور قانون کے مطابق ہوتا ہے۔ ٹیکس۔ قرضہ اور لین دین کی ساری باتیں اسی ایوان کے اصولوں کے مطابق ہوتی ہیں۔ تجارت اور سمندری درآمد و برآمد کے معاملہ میں اس ملک نے بہت ترقی کی ہے۔ یہاں کے ہر آدمی میں حب الوطنی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ ذاتی مفاد کو ملک و قوم کے مفاد کے مقابلہ یہاں کوئی اہمیت نہیں دی جاتی ہے۔ اشیاء کا ذخیرہ چھپا کر رکھنا۔ چور بازاری کرنا۔ زیادہ منافع لینا۔ بے ایمانی کرنا۔ رشوت لینا یا دینا ایسی چیزیں ہیں جن سے برطانیہ کے لوگ دور رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہاں کا مالی انتظام مضبوط اور اعلیٰ ہے۔ برطانیہ زراعتی ملک نہیں ہے پھر بھی یہاں کے کسان بہت نئے اور سائنٹفک طریقے سے کام کرتے ہیں۔ چاول آلو۔ اور اب تو گیہوں تک کی اچھی پیداوار کرنے لگے ہیں پھل اور ساگ سبزیاں بھی کافی مقدار میں پیدا کی جاتی ہیں اور اُن سے اچھی آمدنی کر لی جاتی ہے۔ جہاں تک مزدوروں کی بات ہے۔ آجکل تین کروڑ سے زیادہ مزدور اپنے کاموں میں لگے ہوئے ہیں ۱۵ سال سے لے کر ۱۵ سال تک کی عمر کا آدمی کام کرتا ہے۔ عورتیں بھی کافی تعداد میں کام کرتی ہیں۔ مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کے لئے یونین موجود ہیں۔ انکی مزدوری۔ صحت۔ تعطیل۔ رہائش بچوں کی تعلیم کے لئے بھی بڑے مفید قانون بنائے گئے ہیں۔ ٹریڈ یونینوں کے ذریعہ انکی ہر طرح کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ اس بات کی بھی دیکھ بھال کی جاتی ہے کہ مزدور سیاست اور بغاوت میں پڑ کر ملک کو نقصان نہ پہونچائیں۔

برطانیہ کے پاس قومی آمدنی کا معیار دیگر ملکوں کے مقابلے میں زیادہ بلند ہے۔ اور تجارت کے اعتبار سے اس کا تیسرا مقام ہے جہاں تک غلّہ کی ضرورت کا سوال ہے برطانیہ صرف آدھا ہی پیدا کر سکتا ہے۔ باقی کی کوئلے اور کچے لوہے کو بیچ کر پوری

کر لیتا ہے۔ گیہوں۔ گوشت۔ مکھن۔ چارہ کے دانے۔ لیمو۔ نارنگی۔ چائے۔ تمباکو۔ اون اور لکڑی کو باہر بھیج کر برطانیہ نے اپنا اعلیٰ مقام بنالیا ہے۔ ہوائی جہازوں۔ موٹروں۔ بجلی کے سامانوں۔ کپڑوں۔ دواؤں اور مشینوں کو فروخت کر کے بھی برطانیہ دوسرے ملکوں سے رقم خوب کماتا ہے۔ بمباری کی وجہ سے جہازوں کو دوسری جنگ عظیم میں بہت نقصان پہونچا تھا اور بھی طرح طرح کے نقصان ہوئے تھے لیکن اس نے اپنی مالی حالت کو بچت کے پروگرام کے ذریعہ بہت جلدی ٹھیک کر لیا۔ ۱۹۶۶ء تک دس سال میں صرف تھوڑے ہی لوگ کام کرنے والوں میں بڑھے ہیں مگر سائنس کی ترقی کر لینے کی وجہ سے برطانیہ نے ہر طرح کی چیزیں بہت زیادہ تعداد میں پیدا کرلی ہیں۔ ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۵ء تک کا جو حساب بنایا گیا ہے اس کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اتنے کم وقت میں جو قومی بچت ہوئی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ اس کامیابی کی وجہ سے برطانیہ نے دوسرے قومی کاموں میں اپنی بچت کا سرمایہ لگایا ہے اور بہت سے شعبوں میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے۔

جنگلات۔ مچھلی کی تجارت زمین کی خرید فروخت سے کافی آمدنی کی گئی ہے۔ انفرادی بچت نے بھی کئی طریقے سے کامیابی حاصل کی اور اس سے کسی نہ کسی طرح قومی فائدہ بھی ہوا ہے۔ زندگی کا بیمہ۔ نیشنل سونگ کی اسکیم کے ذریعہ سے بھی کئی طرح سے مالی حالت سدھاری گئی ہے۔ کمپنیوں نے بھی اپنا تعاون خاص طور سے دیا ہے ٹیکس کے ذریعہ بھی قومی آمدنی بڑھی ہے۔ مالگزاری اضافے سے بھی قومی بچت ہوئی۔ ۱۹۶۵ء میں جو کونسل اور بورڈ قائم کئے گئے تھے انھوں نے مقامی اعتبار سے اپنی مالی حالت سدھار لی ہے۔ شمالی آئرلینڈ کی حکومت نے تو ایسی اقتصادی کونسل بنائی جس سے اس کی حالت میں توقع سے زیادہ سدھار ہو گیا۔

آبادی کا اضافہ صرف زمین ہی نہیں چاہتا بلکہ اس کو کھانا، کپڑا، دیگر سامان کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور سارے ملک کے سامنے ایک یہ بہت کا بھاری مسئلہ آجاتا ہے برطانیہ کو بھی اس طرح کی مصیبتوں سے اچھی طرح سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سنہ ۱۹۷۰ء تک برطانیہ سرکار نے ۵ لاکھ کوئی عمارتیں بنوانے کی اسکیم بنائی تھی۔ برطانیہ میں پرائیویٹ گھروں کی اسکیم تو اپنی جگہ اپنا کام کر رہی تھی۔ سرکاری اسکیموں نے بھی حیرت انگیز کام کئے ہیں برطانیہ

میں تعمیرِ مکانات کے محکمہ کی کامیابی دیکھ کر اس کی اسکیم پر فخر ہوتا ہے۔ سن ۱۹۶۱ء میں جو
ہاؤسنگ کارپوریشن ایکٹ بنے تھے انہوں نے برطانیہ کی رہائش کا بہت بڑا حل
تلاش کیا ہے۔ کارپوریشن کو حق ہے کہ وہ جب چاہے تعمیرِ مکانات واداروں کے لئے
زمین خرید سکتا ہے۔ انھیں ضرورتوں کے مطابق مالی امداد ملتی ہے لیکن یہ سب کام اسکیم
کے مطابق ہی کئے جاتے ہیں۔

روسی دورِ جدید

اسٹالن سن ۱۸۷۹ء سے سن ۱۹۵۳ء تک	اسٹالن جوزف نیجم اور روس کے زمانہ میں اور اس کی موت کے بعد سے اب تک حالات و ترقی کے کام

جوزف اسٹالن مشہور روسی لیڈر تھا تقریباً تیس سال
تک روسی قوم کا لیڈر تھا۔ سترہ سال کی عمر سے انقلاب کی تحریکوں میں جوش وخروش
سے شرکت کی۔ سن ۱۹۱۷ء کے بعد کی خانہ جنگی میں ایک اہم حصہ لیا اور لینن کی موت کے بعد
(سن ۱۹۲۴ء) میں مخالف رقیب ٹروٹسکائی (TROTSKY) سے کشمکش کرنی پڑی (ٹروٹسکی کو
میکسیکو میں جلاوطن کر دیا گیا تھا اور اس نے مرتے وقت تک روسی پروگرام کی مخالفت کی
اور روسی لیڈروں پر الزام لگایا کہ ان لوگوں نے انقلاب کی خلاف ورزی کی ہے اور
مارکس کے اصولوں سے روگردانی کی ہے اس طرح جو منظم جماعت پیدا ہوئی چوتھی
بین الاقوامی جماعت کہلاتی تھی جو تیسری بین الاقوامی تنظیم سے مختلف تھی۔ سن ۱۹۲۸ء میں
فرسٹ فائیو ایر پلان (First Fiveyear Plan) کا وجود ہوا۔ اور صنعت
وحرفت وزراعت کے مکمل سماجی ملکیت (socialisation) کرنے کا آغاز ہوا۔
جون سن ۱۹۴۱ء میں جرمن کا حملہ ہوا۔ اس کو سوویٹ یونین کا وزیراعظم بنایا گیا اور
روسی فوجوں کا سپہ سالار کا عہدہ سنبھالا روسی قوم کا رہبر بن گیا۔ مکمل اقتدار اسٹالن
کے ہاتھ میں آگیا۔ اس سے پہلے اس نے کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے
کام کیا تھا۔ اور سپریم کونسل کی نمائندگی کر رہا تھا۔ کیمونسٹ پارٹی پر اسٹالن کا کنٹرول زیادہ

اثر تھا۔ اور حکومت کی حکمت عملی اس پارٹی کے لیڈر بناتے تھے اور اسٹالن کو کیمونسٹ
پارٹی کے لیڈروں میں نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ اسٹالن کو اپنے خاص مخالف لیون
ٹراٹسکائی ([illegible]) پر فوقیت واقتدار مل چکا تھا۔ اسٹالن نے مکمل اقتدار
اور لامحدود قوت واختیارات حاصل کر لئے تھے اور تمام مخالف لوگوں کی تہہ لپیٹ کردی
گئی تھی۔ اسٹالن کی پوزیشن اپنی پارٹی میں، اپنی قوم میں اور دنیا میں تسلیم شدہ تھی۔ ۱۹۵۳ء
میں اسٹالن کا انتقال ہو گیا۔ اس کی موت کے ساتھ ساتھ ایک روسی دور ختم ہوا اور
دوسرا دور شروع ہو گیا۔ اس کی موت کے بعد روسی لیڈروں نے اس کی حکمت عمل پر سخت
نکتہ چینی اور تنقید کی اور اس کی پالیسی کے خلاف تحریک زور و شور کے ساتھ چلائی گئی
جس نے نئے دور کا آغاز کر دیا اور اسٹالن کے اثرات کا نام و نشان ختم کر دیا۔

۱۹۲۴ء سے ۱۹۵۳ء تک یو۔ ایس۔ ایس۔ آر کا وزیر اعظم رہا۔
۱۹۱۷ء کے انقلاب میں نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۴۲ء تک سنٹرل ایگزیکیٹو
کا سکریٹری رہا۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۵ء تک کونسل آف پیوپل کا چیرمین رہا۔

حکومت اور صنعت وحرفت

سوویت یونین ایک سماج ہے جس میں تمام
سیاسی، اقتصادی اور سماجی ادارے
اپنی تمام قوتوں اور صلاحیتوں سے عوام کی فلاح وبہبودی کے لئے ہر وقت اور ہر طرح مصروف
منہمک رہتے ہیں۔ سیاسی اور اقتصادی امتزاج کا نام حکومت ہے۔ حکومت کا کام سیاسی
اور اقتصادی کنٹرول قائم رکھنا ہے۔ ملک کی ساری زمین۔ ذرائع اور اشیا کے بنانے
کے وسائل مکمل طور سے اسٹیٹ کی ملکیت ہیں۔ مجموعی اقتصادی حکمت عملی کو مد نظر رکھتے
ہوئے صنعت وحرفت کے طور طریقے بنائے جاتے ہیں اور محکموں کے زیر نگرانی تمام کام
ہوتے ہیں۔ اس طرح ملک کی صنعت وحرفت پر مکمل مرکز کا کنٹرول ہے لیکن ملک وقوم کی ترقی
سے متعلق کچھ اختیارات مجلس منتظمہ ٹریڈ یونین اور مقامی مرکزی پبلک یونٹ کو دیئے جاتے ہیں۔
اسٹیٹ کی ملکیت والی صنعت وحرفت میں کافی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنھوں نے اپنی
زراعت ملکی مفاد کے پیش نظر فوری ہی اشیاء کی پیدا کرنے اور زراعت کو فروغ
دینے میں لگا دی ہیں۔ روسی زراعت کی حکمت عملی تین طرح سے چلائی جاتی ہے ہر ایک دل

ایکڑ زمین میں اسٹیٹ فارم ہیں اور حکومت سب انتظام کرتی ہے۔ ان فارموں میں کام کرنے والوں کو حکومت مزدوری دیا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ اہم وہ زبدہ اتفاق فارم ہیں جو کچھ لوگ ذاتی تعاون سے چلاتے ہیں اور حکومت مستقل طور پر اس ایسوسی ایشن کو زمین پر قبضہ دیا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ نجی خاندان کو بھی زمین دی جاتی ہے۔ اور ذاتی استعمال کے لئے مویشی بھی دیے جاتے ہیں۔

عوام کے استعمال کی چیزیں ملنے کے دو مقامات ہیں۔ سرکاری اسٹور ہوتے جہاں سے اشیاء سپلائی کی جاتی ہیں۔ اس قسم کے اسٹور شہروں میں ہوا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوآپریٹو یونٹ ہوتے ہیں جو دیہاتی (گاؤں) کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ چیزوں کے نرخ مقررہ ہوتے ہیں اور اس حساب سے خرید و فروخت ہوا کرتی ہے۔

سوویت یونین کی اقتصادی حالت اور پلاننگ

بینک۔ کریڈٹ اور کرنسی سب ہی سوویت یونین میں پائے جاتے ہیں۔ بینک کی سہولتوں پر نیشنلائزڈ چھاپ ہے۔ کرنسی پر انتظام و کنٹرول اسٹیٹ کا ہوتا ہے۔ ایک مرکزی سرکاری بینک ہے اور اس کی ہزاروں مقامی چھوٹی بڑی شاخیں ہیں۔ ڈیبیٹ و کریڈٹ اور ایکسچینج کے کام یہی بینک کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ تجربی کام۔ میونسپلٹی کے کام اور غیر ملکی تجارت سے متعلق مالیات اس بینک سے وابستہ ہوتے ہیں۔ سوویٹ بجٹ میں وہ تمام اخراجات شامل ہوتے ہیں جنکا تعلق حکومت کے عام اخراجات پبلک کے انتظام و انصرام بحری افواج۔ بری فوج۔ تعلیم۔ سماجی خدمات وغیرہ سے ہوتا ہے۔ لیکن حکومت کے کاموں پر اخراجات کے واسطے ہر وقت کافی سرمایہ کی گنجائش بجٹ میں رکھی جاتی ہے۔ سارے بجٹ کا تقریباً تہائی ⅓ حصہ سالانہ حکومت کی توسیع زرعی و فروغ کے کاموں پر خرچ ہوتا ہے اور ملک کی صنعت و حرفت کے فروغ پر بھی کافی رقم خرچ کی جاتی ہے۔ مال کی پیداوار پر سیل ٹیکس اور حکومت کی لگائی ہوئی رقم کا منافع سرکاری آمدنی کے ذرائع ہیں۔

حکومت پیداوار کے وسائل پر اپنے بنائے نظام کے مطابق مجموعی طور سے

ملکیت کی شکل میں نگرانی کرتی ہے۔ ایک آل یونین پلاننگ کمیشن (All Union Planning Commission) ہوتا ہے جو ہر ضرورت و کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے تفصیلات کو جمع کرتا ہے اور حکومت کے سامنے پیش کیا کرتا ہے پانچ سال کے واسطے پلان تیار کیا جاتا ہے۔ یہ پلاننگ مناسب و موزوں تبدیلی کے ساتھ ہمیشہ چلتی رہتی ہے۔ روس کا فرسٹ فائیو ایر پلان (First Five Year Plan) کا مقصد یہ تھا کہ صنعت و حرفت۔ قوت خاص اشیاء۔ مشینری اور کاریگروں کی تکنیکی تربیت کو نیشنلائز کیا جائے۔ دوسرے اور تیسرے پلان نے یہ پالیسی اختیار کی کہ پہلے پلان کے رجحانات کے ساتھ ساتھ عوام کے استعمال کی اشیاء زیادہ سے زیادہ پیدا کی جائیں اور عوام کی خدمت کی جائے اور ساتھ ہی ساتھ صنعت و حرفت کی توسیع و فروغ کو مشرق کی طرف سائبیریا تک پہونچایا جائے۔

یونین مزدوری اور تحفظ

سویت مزدور نظام کو جس میں ہر قسم کے کام کرنے والے شامل ہیں ایک یونین کے مطابق کام کرنا ہوتا ہے اور ایسی فیڈریشن کے یونٹ ہر ضلع اور ہر مقامی کونسل میں ہیں اور سب کو حکومت کی پالیسی سے مطابقت کرنی ہوتی ہے۔ یہ یونٹ اجتماعی طور سے مع مقامی کمیونسٹ پارٹی کے اشیاء کی اطمینان بخش پیداوار اور انتظام کے ذمہ دار ہیں۔ کارخانہ کی تنظیم کو قائم رکھنا بھی ان یونٹوں کا کام ہے۔ اس کے علاوہ یونٹ کام کرنے والوں کے مجموعی سمجھوتے انکی پنشن۔ ان کے انشورنس فنڈ۔ انکی تعلیم اور ان کی تفریحات کے انتظام بھی کرتی ہے۔ ہر طرح کی صنعت و حرفت کی مزدوری کا پیمانہ کنٹرولنگ کمیشن تیار کرتا ہے یونین اور پلانٹ منیجمینٹ کے تعاون سے تنخواہ مقرر کی جاتی ہے۔ ہر شخص کی لیاقت اور کام کے مطابق سماجی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تنخواہ دی جاتی ہے۔ محنت اور صلاحیت کی اہمیت سے پیداوار کے مطابق مزدوری ملتی ہے۔ حکومت کے خصوصی خرچ کے بعد جو سرمایہ ہوتا ہے اس سے تنخواہ کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ عوام کی فلاح و بہبود کے کام پر غیر اقتصادی انعام و اکرام بھی دیا جاتا ہے۔ مزدوروں کے

ریٹائرمینٹ۔ پنشن۔ بچہ زچہ کی فلاح و بہبودی۔ بیاری و کمزوری۔ اپاہج و معذور کی ضروریات زندگی۔ نقصانات کا معاوضہ ایسے معاملات میں جن کا پورا پورا تحفظ کیا جاتا ہے۔ صحت کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ علاج اور دوا مفت ہے خواہ سرکاری ملازمت ہو یا غیر سرکاری فارم پر کام کرنے والا ہو ہر ایک کو یہ سب سہولتیں دی جاتی ہیں اور انکا تحفظ کیا جاتا ہے روس میں بے روزگاری کا مسئلہ بالکل نہیں ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے کام میں اپنی تمام قوتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ لگا رہتا ہے اور حکومت پوری طرح اسکی سہولت و تحفظ کا انتظام کرتی ہے۔

تعلیم اور پروپیگنڈہ

سوویت یونین میں تعلیم پر کل ملا کر تقریباً دس ارب روبل لگ بھگ پچاسی ارب روپیہ سالانہ خرچ کیا جاتا ہے۔ کسی بھی نسل ذات مذہب یا سماج کے فرد کو بغیر کسی بھید بھاؤ کے تعلیم کی سہولتیں پانے کا حق حاصل ہے مڈل اسکول کے امتحان میں کامیاب ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد کوئی بھی طالب علم کالج میں داخل ہو سکتا ہے۔ کالج کے داخلہ کا امتحان پاس کرنے پر اس کو کالج میں داخل کر لیا جاتا ہے۔

چار یا چھ سال کالج میں پڑھنے کے بعد امتحان میں کامیاب ہونے پر اس کو اپنی لیاقت کے مطابق ملازمت پانے کا حق حاصل ہے۔ سوویت یونین میں تعلیم مفت دی جاتی ہے۔ اسکول یا کالج میں پڑھنے والے طالب علموں سے کسی طرح کی فیس نہیں لی جاتی۔ پڑھنے کے واسطے انھیں درسی کتابیں مفت ملتی ہیں اور ذہین و نمایاں طلبا کو ماہوار وظیفہ ملتا ہے۔ ۷۵ فیصدی طالب علموں کو وظیفے دیئے جاتے ہیں۔ طالب علموں کو بورڈنگ ہاؤس میں رہنے کے واسطے مفت جگہ ملتی ہے۔ سائنس کی تجربہ گاہ کی چیزوں کتب خانہ اور دارالمطالعہ کا یہ لوگ بغیر کسی فیس کے استعمال کر سکتے ہیں۔ سوویت یونین میں ڈاکٹری علاج کے واسطے طالب علموں کو کوئی فیس نہیں دینی پڑتی۔ طالب علم کے بیمار پڑنے پر لڑکوں کی کمیٹی اور ٹریڈ یونین کی سفارش پر مرکز صحت میں اس کے مفت رہنے وغیرہ کا انتظام ہو سکتا ہے۔ جن بچوں کو ماں باپ دونوں کام پر چلے جاتے ہیں یا جنکی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں رہتا ان کے واسطے کچھ خاص اسکولوں کا انتظام ہے۔ عام طور پر اسکولوں کا وقت سویرے

نو بجے سے شام کے تین بجے تک رہتا ہے۔ لیکن اس طرح کے اسکولوں میں تین بجے کے بعد بھی بچوں کا کھیل کود اور تفریح وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ شہر کے بورڈنگ اسکولوں میں بھی ان بچوں کے رہنے کا انتظام ہے جہاں تک تعلیمی زبان کا سوال ہے یہ طالب علم کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ روسی زبان میں تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے یا اپنی مادری زبان میں۔

تعلیم کا مقصد سوویت روس میں دی جانے والی تعلیم کا مقصد صرف نوکری حاصل کرنا یا امتحان میں پاس کر کے یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کر لینا ہی نہیں ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ بنیادی اصولوں کی واقفیت حاصل کر کے ایسے اچھے شہری تیار کرنا جو اخلاقی۔ ذہنی۔ جسمانی اور تمدنی نکتۂ نظر سے کامل ہوں۔ تعلیم کے اس مقصد کو دھیان میں رکھ کر اسکولوں میں اس طرح کا ماحول پیدا کیا جاتا ہے جس سے کہ طالب علم اندھی تقلید نہ کر کے کسی عنوان پر آزاد طریقے سے سوچنے۔ غور کرنے کے لئے تیار ہوں اور اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ اس سے طالب علم صرف کتابی کیڑا بن کر نہیں رہ جاتا۔ وہ اپنے علم کا مناسب استعمال کرنا سیکھتا ہے۔ اخلاقی تعلیم حاصل کرنے کے بعد طالب علم محنت اور ایمانداری کی اہمیت کو سمجھتا ہے اپنے فرائض کی ادائیگی پوری طرح سے کرتا ہے اور برادرانہ تعلقات کے جذبات اس میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس سے آگے چل کر نئے سماج کی تعمیر میں وہ حصہ لے سکتا ہے۔ حسن و خوبی کی طرف اس کی توجہ دلائی جاتی ہے جس سے اس میں فن کی اشیاء کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ اس کے لئے اسکولوں میں ناٹک۔ ناچ۔ موسیقی۔ کھیل کود وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جسمانی تعلیم طالب علموں کے لئے نہایت ضروری مانی جاتی ہے اس سے وہ تندرست طاقتور اور پھرتیلے بنکر محنت سے کسی کام کو لیاقت کے ساتھ پورا کر سکتے ہیں۔

دماغی تعلیم دیتے وقت صرف دماغ کے ذریعہ حاصل کرنے کے اصولوں والے مضامین کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی۔ دماغی اور جسمانی محنت کے بھید کو دور کرنے کے لئے محنت و مشقت کے لئے طالب علم کی دلچسپی پیدا کی جاتی ہے اس لئے اسکولوں کے نصاب میں

تکنیکی تعلیم کا بھی امتزاج کیا گیا ہے۔ طلبا کو لکڑی اور لوہے کا کام سکھایا جاتا ہے جس سے چھوٹے چھوٹے کل پرزوں کا علم ان کو حاصل ہو سکے۔ باغبانی کی تعلیم بھی انھیں دی جاتی ہے جس سے ان کو پھول پودوں کا علم ہو اور جسمانی محنت کے لئے ان میں دلچسپی پیدا ہو۔ لڑکیوں کو کھانا پکانے اور سینے پرونے کی تعلیم دی جاتی ہے جس سے وہ آگے چل کر اچھی گرہستن بن کر گھریلو کام کاج اچھی طرح کریں۔

لڑکوں کی کمیٹیاں

تعلیمی اداروں کا کام مجموعی طور سے چلانے کے لئے لڑکوں کی کمیٹیوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ پڑھائی کی باتوں اور کلاس میں کام کے بارے میں لڑکوں کی رائے معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے کہ درس تدریس کے کام کو ترقی یافتہ شکل دی جا سکے۔ اس بارے میں لڑکوں کو مشق کے سوال دیئے جاتے ہیں اور ان کے جواب حاصل کرنے پر ان کو غور کر کے مناسب کارروائی کی جاتی ہے۔ تعلیمی اداروں کے سب ہی کاموں میں لڑکوں کے نمائندے رہتے ہیں۔ کوشش اس بات کی رہتی ہے کہ عوام کی زندگی سے ان کا تعلق قائم رہے۔ چھٹیوں کے دنوں میں لڑکوں کی کمیٹیوں کی طرف سے لڑکے کو محنت کش لوگوں کی زندگی سے واقف کرانے کے لئے باہر لیجانے وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس سے ملک کے تعمیری کام میں حصہ لینے کا موقع ان کو ملتا ہے۔ کبھی وہ بین الاقوامی کانفرنس میں کبھی بجلی گھروں کی تعمیری کام میں۔ کبھی مکانوں کی تعمیر میں۔ کبھی مرغی پالنے کے کارخانوں میں اور کھیتوں اور دفتروں کے کام کرتے ہوئے لوگوں کا تجربہ دیکھ کر فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اسکولوں کا ایسا کلب ہوتا ہے جو لڑکوں کے سیر سپاٹے کا انتظام کرتا ہے۔ کھیل کود اور طرح طرح کی کانفرنس وغیرہ میں حصہ لینے کا انتظام بھی وقت وقت پر کیا جاتا ہے۔

امتحانات

امتحان کو یہاں لازمی نہیں سمجھا جاتا کہ امتحان پاس ہو گئے اور ترقی کی چوٹی پر چلے۔ اچھے امتحان صرف اسکول یا کالج میں حاصل کئے ہوئے کی پرکھ کا ذریعہ ہے۔ امتحانات اکثر منہ زبانی ہوتے ہیں۔ حساب اور زبان مضمون کے امتحان کو چھوڑ کر زبانی امتحان بورڈ کے ذریعہ ہوتا ہے جس میں تین یا چار ممبر رہتے ہیں۔ امتحان میں پوچھے جانے والے سوالوں کو کئی مہینہ پہلے شائع کر دیا جاتا ہے

امتحان کے دن طالب علم سوالوں کا کوئی ایک سیٹ چن کر تختہ سیاہ کے سامنے حاضر ہو کر جواب دیتا ہے۔ طالب علم کے علم کی گہرائی جانچنے کے لئے اس سے ایسے سوالات بھی پوچھے جاتے ہیں جو ادھورے لکھے ہوتے ہیں اور ان کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ بورڈ کے نمبروں کا فیصلہ آخری فیصلہ مانا جاتا ہے۔ طالب علم کی اندرونی رپورٹ بھی رکھی جاتی ہے۔ یہ رپورٹ اسے پڑھائے جانے والے ہر ایک مضمون پر رہتی ہے اور اکثر سال بھر چلتی ہے۔ پڑھائی کے دوران ہر ایک لڑکے کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے کئے ہوئے کام کو کم سے کم ایک بار کلاس میں لازمی طور سے دکھائے طالب علم کی یہ رپورٹ ایک خاص رجسٹر میں درج رہتی ہے جس کو اسکول کے ڈائریکٹر طالب علم کے سرپرست اور اسکول کے انسپکٹر کبھی بھی دیکھ سکتے ہیں۔

نصاب تعلیم قوم کے لڑکوں اور لڑکیوں کو عمدہ تعلیم یافتہ بنانے کے لئے سب سے مشکل اور اہم ہے نصاب تعلیم کا مقرر کرنا۔ اس لئے نصاب تعلیم بناتے وقت خوب غور و فکر کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے۔ اسکولی تعلیم کسی مضمون کو بنیاد مان کر زیادہ سے زیادہ سائنٹفیک طریقے سے دی جا سکتی ہے۔ اس پر غور کرنے کے لئے استادوں اور سائنس کے مختلف تجربہ کار لوگوں کا کمیشن بیٹھتا ہے۔ یہ کمیشن اپنا فیصلہ دینے سے پہلے اسکول کی تعلیم کی ضرورتوں کا مطالعہ کر کے اس کے اصولوں کو طے کرتا ہے۔ پھر ان اصولوں کے مطابق نصاب تعلیم تیار کیا جاتا ہے۔ نصاب تعلیم تیار کرتے وقت اس بات کا دھیان رکھا جاتا ہے کہ نصاب تعلیم میں جدید ترین سائنس کے بنیادی اصولوں کا استعمال ہو اس میں نفسیاتی اور سیاسی تعلیم کا جزو شامل ہو اور ساتھ ہی نصاب تعلیم اتنا وزنی نہ ہو جائے کہ امتحان قریب آنے پر جلدی جلدی اس کو ختم کرنا پڑے۔

محنت و مزدوری کرنیوالوں کیلئے تعلیم کا انتظام تعلیم کے سلسلے میں دوسری قابل تحریر بات یہ ہے کہ تعلیم صرف تعلیم یافتہ علاقہ تک ہی محدود نہیں ہے کارخانوں میں کام کرنے والے کھیتوں میں فصل پیدا کرنے والے اور ٹریکٹر چلانے والے کتنے ہی کسان مزدور وغیرہ اپنا کام ختم کرنے کے بعد خصوصی تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں یا خط و کتابت کے ذریعہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ سوویت روس کے منتظمین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ صرف

محنت اور لگن سے کارخانوں اور کھیتوں میں کام کرنے سے ہی ملک کی اشیاء میں پیداوار میں اضافہ نہیں ہو سکتا اس کے لئے مزدوروں میں پوری طرح اپنے کام کا علم اور تمدن کے اعلیٰ معیار کا علم ضروری ہے۔ مثال کے لئے اسپات تیار کرنے والے مزدوروں کو اچھی چلنے والی مشینوں کی مدد سے کام کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کے لئے کیمسٹری، فزکس اور انگریزی وغیرہ کا علم فائدہ مند ہے ۱۹۶۵ء میں چار ہزار سے زیادہ اعلیٰ تعلیمی ادارے اور اسپیشل تعلیم کے اسکولوں میں صنعت و حرفت۔ علم اقتصادیات، زراعت آمد و رفت۔ مال درآمد برآمد مکانات کی تعمیر۔ زراعت وغیرہ ساڑھے چار سو سے زیادہ مضامین کی تعلیم کا انتظام ہے ان اسکولوں میں اوسط درجہ کے بہت سے مزدور لوگ علم حاصل کر کے قومی پیداوار میں اضافہ کرنے میں معاون و مددگار رہتے ہیں۔

نصاب تعلیم کا انتخاب تعلیمی معاملات میں تجربہ کار لوگوں کے ذریعہ نصاب تعلیم مقرر کرنے کے بعد دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے کہ تعلیم کے نصاب کو کس طرح منتخب کرے کہ زندگی میں ان کو مایوس نہ ہونا پڑے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے طالب علموں کو کسی مقابلہ کے امتحان میں بیٹھ کر اچھے نمبر لانے کے لئے پابند نہیں کیا جاتا۔ طالب علموں کو شروع سے ہی۔ ادب۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ فزکس۔ کیمسٹری حساب اور غیر ملکی زبانوں وغیرہ کی اس طرح تعلیم دی جاتی ہے کہ جس سے وہ مستقبل میں اپنے صحیح نصاب کا انتخاب کر سکیں۔ اس حالت میں اسکول کے اساتذہ بہت مددگار ہوتے ہیں۔ طالب علموں اور اساتذہ کا نزدیک کا تعلق ہونے سے اساتذہ کو کسی مضمون کے بارے میں طالب علموں کی دلچسپی۔ ان کا رجحان ان کا کردار اور انکی جسمانی اور دماغی صلاحیتوں کو جاننے سمجھنے کا موقع ملتا ہے طالب علموں کے ماں باپ اپنی اولاد کی تعلیم کی ترقی میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ ایسی حالت میں طالب علموں کے اساتذہ اسکول کے دوسرے اساتذہ اور طلباء کے ماں باپ کے ساتھ صلاح و مشورہ کر کے انکی کسی مضمون کی پسندیدگی یا ناپسندگی کا علم حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اساتذہ طلباء کے ساتھ سیر و تفریح کے لئے جاتے ہیں اس سے بھی انہیں طالب علموں کی دلچسپی یا غیر دلچسپی کو جاننے کا موقع ملتا ہے۔ اسکول میں مضمون کھیل کود ناٹک مقابلہ وغیرہ میں حصہ لیتے وقت طلباء کی دلچسپی کا علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔

سائنس میں خاص دلچسپی

سوویت روس کے سائنس دانوں نے سائنس اور تکنیکی شعبوں میں دوسرے ممالک کے مقابلے میں کافی ترقی کی ہے ایسی حالت میں اسکولوں میں پڑھنے والے سات سال سے لے کر سترہ سال تک چار کروڑ سے زیادہ کے دل میں سائنس اور تکنیکی شعبوں میں کامیابی حاصل کر کے سائنس کے میدان میں شہرت حاصل کرنے کے جذبات موجزن ہیں۔ طالب علموں کا سب سے زیادہ رجحان راکٹ کی طرف ہے اکتوبر ۱۹۵۷ء سے جب سے دنیا کا سب سے پہلا مصنوعی سیارہ چھوڑا گیا ہے تب ہی یہاں کے طالب علموں کے دل میں فضائی عالم میں ملاح بن کر جانے کی خواہش بیدار ہو گئی ہے بچوں کے اس شوق کا نتیجہ یہ ہے کہ جگہ جگہ راکٹ بنانے والے بچوں کے مرکز قائم ہو گئے ہیں راکٹ کے بعد ہوائی جہاز کا نمبر ہے۔ ہوائی جہاز چلانے کے مسائل ٹھیک ٹھیک سمجھانے کے لئے انہیں میکینکس۔ حساب اور فزکس کا مطالعہ و مشق کرنا ضروری ہوتا ہے اور اگر ایک بار ہوائی جہاز بنانے کا شوق پیدا ہو گیا تو پھر زندگی بھر اس کا جہاز سازی کا شوق بنا رہتا ہے۔

اخبار۔ رسالے اور ریڈیو کے ذریعہ تعلیم

روس میں ایسے بہت سے رسالے اور اخبار ہیں جو طلباء و طالبات کو شروع سے ہی غور و فکر کرنے اور نئی ایجادات میں مصروف رہنے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ پائیونیر کا پراودا! "یہاں کا ہر دلعزیز اخبار ہے جس میں چھوٹی عمر کے طلباء کے واسطے مفید سوال و جواب ہوا کرتے ہیں ۵۰ لاکھ کاپیاں اس اخبار کی شایع ہوا کرتی ہیں۔ اور اس اخبار کے شایع ہونے والے مقابلہ میں اسکول کے لاکھوں طلباء و طالبات شریک ہوا کرتی ہیں۔ ریڈیو پر بھی بچوں کے لئے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ اس مقابلہ کے امتحان میں جو طلباء کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ وہ سوویت یونین کے سائنس اکاڈمی کے قائم کئے ہوئے سائبیریا کے اسکول میں داخلہ لینے کے حقدار ہوتے ہیں۔ اس اسکول میں خاص طور سے طلباء کو کسی موضوع پر آزادی کے ساتھ غور و فکر کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ نہایت ذہین ہوشیار لڑکے کو ہی اس اسکول میں داخلہ دیا جاتا ہے۔ اسکول میں داخلہ مل جانے پر طلباء سائنس کے بہت سے مضامین سے واقف ہوتے ہیں

اس طرح طلباء میں سائنس کے میدان میں ترقی کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور مستقبل میں مشہور سائنس داں بنکر ملک وقوم کی شہرت میں اضافہ کرتے ہیں۔

طلباء کی تعداد میں اضافہ

سوویت روس میں پہلی ستمبر سے اسکول کا سال شروع ہوتا ہے سنہ ۱۹۶۵ء میں اسکولوں کی تعداد تقریباً دو لاکھ چودہ ہزار تھی اور ۸۹ زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء پانچ کروڑ تھے سنہ ۱۹۶۶ء سے سنہ ۱۹۷۰ء پلان (Plan) کے مطابق ۲۲ ہزار نئے اسکولوں کی تعمیر ہو چکی ہے سنہ ۱۹۶۵ء کے مقابلہ میں اسکولوں کے امتحان پاس کرنے والوں کی تعداد چوگنی ہو گئی ہے سنہ ۱۹۵۹ء سے سنہ ۱۹۶۵ء تک چالیس لاکھ طلبا کے نئے اسکولوں کی الگ عمارتوں کی تعمیر ہو چکی ہے۔ ان اسکولوں میں دو شفٹ میں پڑھائی ہوتی ہے نوکری پیشہ والے طلباء کے لئے اسکولوں کی الگ عمارتوں کا انتظام ہے اس وقت روس میں تقریباً ۸۰۰ (آٹھ سو) یونیورسٹیاں اور کالج ہیں جن میں تینتالیس لاکھ) طلباء پڑھتے ہیں ۱۳۰ (ایک سو تیس) ملکوں کے ۲۵ ہزار سے زیادہ غیر ملکی طلباء سوویت یونین میں آجکل تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ۳۰۰ سے زیادہ ہندوستانی طلباء تعلیم حاصل کر کے ملحق یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم پا رہے ہیں۔

یو۔ایس۔اے اور پاکستان کے درمیان ملٹری امدادی سمجھوتہ پر اجمالی نظر) آسٹریا کا اعلان آزادی اور بینڈنگ میں ۲۹ اقوام افریقہ ایشیائی کانفرنس

سنہ ۱۹۵۴ء میں یو۔ایس۔اے نے پاکستان کے ساتھ فوجی امدادی پیکٹ پر دستخط کئے جو کہ سینٹو centc کی سینٹرل ٹریٹی آرگنائزیشن (The central Treaty Organization) نے ایک تحفظ سے متعلق (Defence pact) کی داغ بیل ڈالی۔ اس کا مقصد فوجی اور مالی امداد دینا تھا۔ کسی ایک پر حملہ سب پر حملہ سمجھا جائے گا۔ اس امدادی سمجھوتہ پر ترکی اور عراق نے سنہ ۱۹۵۵ء میں بغداد میں دستخط کئے اور اس سمجھوتہ

کو بغدادی سمجھوتہ کہا گیا۔ اسی سال یو۔کے اور پاکستان و ایران بھی، اس سمجھوتہ میں شامل ہو گئے۔ جولائی ۱۹۵۹ء میں ایران نے پیش پیش حصہ لینا ختم کر دیا۔ مارچ ۱۹۵۹ء میں فوجی یو۔ ایس۔ اے نے ترکی۔ ایران اور پاکستان سے تحفظات متعلق سمجھوتہ کیا۔ اسی حیثیت میں عراق اس پیکٹ سے الگ ہو گیا۔ ۱۹۵۸ء میں مرکزی دفتر بغداد سے انقرا (Ankara) میں تبدیل کر دیا گیا اور اس سمجھوتہ کو بجائے بغداد پیکٹ کے سنٹرل ٹریٹی آرگنائزیشن یعنی (CENTO) کہنے لگے اور ترکی میں انقرا (Ankara) کے مقام پر اس کا صدر دفتر قائم ہوا۔ (CENTO) میں فوجی نائب اور بہت سی کمیٹیاں ہیں لیکن اس کا ڈھانچہ (NATO) کی طرح کا نہیں ہے۔ ۲۲ مئی اور ۲۳ مئی ۱۹۷۴ء کو واشنگٹن میں اس کی وزارتی میٹنگ ہوئی اور پاکستان نے یہ سوال اٹھایا کہ ہندوستان نیوکلیر ہو رہا ہے اور بڑی طاقتوں سے کہا گیا کہ وہ اپنی ذمہ داری کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ ہندوستان کو ترغیب دیں کہ وہ نیوکلیر طاقتوں میں شریک نہ ہو جنکی وجہ سے دنیا کے امن و امان کو خطرہ ہے لیکن پاکستان کی اسکیم کامیاب نہیں ہوئی۔ بہرحال امریکہ اور پاکستان کا فوجی امدادی سمجھوتہ پاکستان میں اپنے اثرات قائم کئے ہوئے ہے۔

آسٹریا جرمنی کے الحاق سے پہلے آسٹریا کی تنظیم تھی اور آئینی ری پبلک نظام قائم تھا اس کی قانون ساز مجلس تھی اور اپنا صدر انتخاب کرتی تھی لیکن ۱۹۳۴ء میں سماجی تحریک کو طاقت کے ذریعہ دبا دیا گیا اور ملک زیر اقتدار آ گیا اور کیتھولک کارپوریٹو گانڈ اسٹیٹ قائم ہو گئی۔ مذہبی فیسزم (Fascism) کا رواج ہو گیا۔ عوام کو ووٹ دینے کا حق نہ رہا۔ سیاسی آزادی ختم کر دی گئی۔ مزدور طبقہ کی تحریک کچل دی گئی اور کمزور آسٹریا ہٹلر کے طوفان کی تاب نہ لا سکا۔ وائینا (Vienna) میں معتدل میونسپل قسم کا سوشلزم تھا۔ یہاں تعلیم۔ مرکز صحت۔ سستے مکانات کی تعمیر وغیرہ کا پروگرام جاری رہا۔ ۱۹۳۴ء میں حالات بہت خراب ہو گئے لیکن آزادی کا جذبہ عوام میں موجزن رہا اور جدوجہد جاری رہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۵ مئی ۱۹۵۵ء کو آسٹریا نے آزادی کا اعلان کر دیا اور اپنے ملکی و قومی ترقی کے پروگرام کے راستہ پر گامزن

ہو گیا۔ آسٹریا تمام آزادی پسند ممالک کا ہمنوا ہے۔ آسٹریا بھی Aid India
(Consortium یعنی انڈیا ایڈ کلب کا ممبر ہے اس کلب کا آغاز عالمی بینک
(World Bank) نے ۱۹۵۸ء میں کیا تھا۔

بینڈونگ کانفرنس یا افریقہ و ایشیائی طاقتوں کی کانفرنس اور وارسا پیکٹ کی اہمیت

بینڈونگ (Bandung) کے مقام پر جو انڈونیشیا میں ہے ۱۹۵۴ء میں افریقہ اور ایشیا کی ۲۹ اقوام کی ایک کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس نے یہ تجویز منظور کی کہ اقتصادی اور تمدنی معاملات میں باہمی تعاون کیا جائے اور پوری طرح حمایت کی جائے اپنے مسائل بذات خود طے کئے جائیں اور بین الاقوامی مجالس میں کچھ دوسری مملکت (States) کو داخل کیا جائے اور نوآبادیات کے اوپر اقتدار کی مخالفت کی جائے

بینڈونگ چارٹر میں اس پالیسی کی مخالفت و مذمت کی گئی جس کے ذریعہ فرانس نے مراکو اور تیونیشیا میں اپنا اقتدار قائم کر کے مظالم کئے اور ڈچ حکمرانی کی وجہ سے نیدرلینڈ اور نیوگنی میں جبر و تشدد کیا ہے۔ اس ایشیا و افریقہ کی متحدہ کانفرنس نے جو چارٹر پاس کیا تھا وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بہت مشہور ہے۔ اور بینڈونگ چارٹر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

مئی ۱۹۵۵ء میں کمیونسٹ بلاک نے وارسا کے مقام پر North Atlantic Treaty organisation اور مغربی یورپی یونین کے خلاف ایک سمجھوتہ کیا اس پر البانیہ Powers بلغاریہ۔ چیکوسلواکیہ۔ مشرقی جرمنی۔ ہنگری۔ پولینڈ۔ رومانیا۔ اور سوویت یونین نے دستخط کئے تھے اور ہر طرح سے باہمی مدد کا وعدہ کیا تھا بعد میں البانیا اور رومانیہ چین سے مل گئے۔

روس کا پہلا مصنوعی سیارہ مکومنیعورم کا قیام

روس نے مصنوعی سیارہ بنانے میں پیشقدمی کر کے ایک نئے دور کا سائنس میں آغاز کر دیا۔ روسی سائنسدانوں سے سب سے پہلے ایک مصنوعی سیارہ بنایا اور مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو خلا میں اپنا مصنوعی سیارہ چھوڑ دیا جس کو First (cominfoam) artificial satellite یا (Sputnik-I) کہتے ہیں۔ اس کے چند ہی دنوں میں کو منفودم

یعنی کمیونسٹ انفارمیشن بیوریو کو ۱۵؍اکتوبر ۱۹۴۷ء میں بلگریڈ (Belgrade) کے مقام پر قائم کیا گیا تاکہ ممبر نیشنلز کی کمیونسٹ پارٹیوں کا اتحاق وتعاون حاصل ہوسکے۔ روس۔ پولینڈ۔ رومانیہ۔ ہنگری بلغاریہ یوگوسلاویہ چیکوسلواکیا۔ چین اور اٹلی اس میں شامل ہوگئے تھے اس کا مقصد یہ تھا کہ تمام کام اتحاد والحاق اور تعاون کے ساتھ کیا جائے اور امریکہ انگلینڈ وفرانس کی امپیریلسٹ ذھنیت کے خلاف اپنی موثر اسکیم کو پایہ تکمیل تک پہونچایا جائے۔

فرانسیسی ری پبلک۔ چارلس ڈی گول اور حالات حاضرہ پر تبصرہ

بیسویں صدی میں دنیا میں دو بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ دنیا کے بے شمار ممالک ان لڑائیوں کی لپیٹ میں آ گئے فرانس بھی جرمن کے ظلم وستم کا شکار رہا۔ جب ہٹلر نے ۱۹۴۰ء میں پیرس پر قبضہ کرلیا تو کمزور سرکار نے ہتھیار ڈال دئیے۔ پیرس چار سال تک جہنم بنا رہا۔ ہٹلر کی فاسسٹ فوجوں نے بڑی بے رحمی کے ساتھ چن چن کر جمہوری عناصر کا خاتمہ کیا۔ ہٹلر اور مسولینی نے جمہوری حکمرانوں کو چیلنج دیا تھا۔ آخر میں سب نے مل کر ان فاسسٹ سرکاروں کو ہرادیا۔ یو۔ ایس۔ اے، برطانیہ اور سوویت یونین کی مدد سے فرانس کے وطن پرست یعنی محب الوطن لوگوں نے پیرس کو آزاد کیا۔ سنہ ۱۹۴۴ء میں پیرس نے آزادی کا جلوس نکالا اور خوشیاں منائیں۔

اسی دور میں فرانس کے ایک عظیم لیڈر جنرل ڈی گول کا نام چمکتا ہے۔ فرانس کو فاسزم اور نازی ازم سے آزادی دلانے میں فرانسیسی وطن پرستوں کے بیچ ڈی گول پہلی قطار میں تھے اور بعد میں انہوں نے اپنی ساری زندگی فرانس کا نام اونچا کرنے میں گزاری نیپولین کے بعد فرانس کی سب سے زیادہ اثردار شخصیت چارلس ڈی گول ہی مانا گیا ہے۔ ان کا انتقال سنہ ۱۹۷۰ء میں ہوا۔

جنرل ڈی گول کی رہبری میں فرانس میں عارضی ونا پائدار سرکار بنی۔ قومی قانون ساز مجلس کا انتخاب ہوا۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں عوام کی رائے شماری کو مدنظر رکھتے ہوئے تیسری ری پبلک (Republic) کا قانون بدلا گیا۔ یہاں سے چوتھی ری پبلک کا آغاز ہوا اور یہ دور چودہ سال تک رہا۔ اس قانون کے مطابق قومی مجلس یعنی نیشنل اسمبلی کا انتخاب ہر ایک بالغ ووٹر

سے بڑا اختیار دوسرے ایوان کو ایوان جمہوریہ کو گیا۔ اس میں ووٹ دینے والوں کے نمائندے
تھے۔ الجیریا وغیرہ بہت سے علاقوں کے نمائندے بھی اس میں شامل ہوتے تھے۔ ری پبلک
پارلیمنٹ کسی بل کو قانون بننے سے روک نہیں سکتی تھی لیکن پندرہ سے لے کر سو دن تک ٹال سکتی
تھی۔ ری پبلک کا صدر سات سال کے لئے انتخاب کیا جاتا تھا جس کے لئے دونوں
ایوانوں میں مشترکہ میٹنگ ہوا کرتی تھی۔ سنہ ۱۹۵۳ء میں رینے کوتی کو صدر منتخب کیا
گیا۔ انھوں نے مجلس وزراء کا وزیراعظم مقرر کیا اور وزیراعظم نے مجلس وزراء کی فہرست
پیش کی اور سرکار کا پروگرام بنایا اور نیشنل اسمبلی نے اس کو اتفاق رائے سے منظور کر دیا
سنہ ۱۹۵۶ء میں قومی اسمبلی کے انتخاب ہوئے تھے جس کی کل تعداد ۶۲۶ تھی لیکن یہ قانون
سنہ ۱۹۵۸ء تک ہی چلا۔ سنہ ۱۹۵۸ء کے بعد پانچویں ری پبلک کا قانون عمل میں لایا گیا۔ فرانس
کا چوتھا ری پبلک ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۴۶ء سے ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۵۸ء تک رہا۔ دوسری جنگ
عظیم کے بعد فرانس میں چودہ سال میں پچیس سرکاریں بدلیں اس کی وجہ یہ تھی کہ فرانس
میں بے شمار مختلف سیاسی پارٹیاں تھیں کسی ایک سیاسی پارٹی کی اکثریت نہیں ہو پاتی
تھی اور اکثر ملی جلی سرکار بنانی پڑتی تھی۔ نمائندوں کے پارٹی بدلنے یا کوئی نشست خالی
ہونے سے توازن ٹوٹ جاتا تھا اور سرکاریں غیر یقینی حالات کی وجہ سے پھر سے نئے رابطہ
قائم کرنے پر مجبور ہوتی تھیں۔ سرکاروں کے بار بار ٹوٹنے کے خطرے سے قانون بنانے میں
ڈھیل ہوتی تھی اور حکومت کی کمزوری جھلکتی تھی۔ کئی ایسی باتیں تھیں جن کو قانون بنانے
کے لئے اکثریت یعنی دو تہائی کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ فرانس کے محکوم و مقبوضہ
علاقے آزادی کے لئے لڑ رہے تھے۔ ایشیا و افریقہ کے ممالک میں دوسری جنگ عظیم کے
بعد بیداری کی نئی لہر دوڑ رہی تھی۔ ویتنام کی قومی تحریک نے اپنی آزادی کے لئے ہتھیار
اٹھا لئے تھے۔ سنہ ۱۹۵۴ء میں ویتنام کی آزادی پسند فوج نے فرانسیسی فوجوں کو دین
بے ین پھو میں بری طرح شکست دی تھی۔ ان ہی دنوں ویتنام لاؤس اور کمبوڈیا
کے مسائل حل کرنے کے لئے جنیوا میں انٹرنیشنل کانفرنس ہوئی تھی۔ ۲۶ اپریل ۱۹۵۴ء میں جنیوا
میں کانفرنس شروع ہوئی۔ ٹھیک ایک دن پہلے پندرہ ہزار فرانسیسی فوجیوں نے آزادی پسند

فوج نے دئنفام کے کمانڈر جنرل گیاپ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ فرانس نے ہندچین کے علاقوں سے اپنی ساری فوجوں کو واپس بلانا منظور کیا اور اِن علاقوں کو آزادی دینے کے لئے راضی ہو گیا ۱۹ اقوام کی جنیوا کانفرنس میں ہندوستان بھی شامل تھا۔ ۲۰ جولائی ۱۹۵۴ء کی رات میں جنیوا سمجھوتہ پر دستخط ہوئے۔ لاؤس و یتنام کمبوڈیا کی آزادی تسلیم کی گئی اور ہندوستانی نگرانی میں انٹرنیشنل کنٹرول کمیشن مقرر ہوا۔

۱۹۵۷ء سے کے سات سال تک الجیریا کی آزادی کے واسطے قومی آزادی مورچہ نے فرانس سے ہتھیاروں کے ساتھ جدوجہد اور مسلسل کوشش کی اور آخر جنرل ڈی گول نے کچھ فوجی افسروں کی مخالفت کے باوجود الجیریا کی آزادی منظور کی۔ ۱۹۶۲ء میں الجیریا آزاد ہو گیا۔ رفتہ رفتہ فرانس کے ماتحت رہنے والے بہت سے علاقے آزاد ہوتے گئے۔ ان میں گنی۔ مالی۔ سینیگل۔ ٹیونیشیا۔ مراکو۔ یوگنڈا۔ مڈگاسکر وغیرہ ہیں ہندوستان کی فرانسیسی نوآبادیات کو ۱۹۵۶ء میں آزاد کر دیا گیا اور ان بستیوں سے فرانسیسی سرکار نے اپنا گورنر واپس بلا لیا۔ اس طرح ماہی۔ ینام۔ کرائیکال اور پانڈیچری بھی فرانس کے قبضہ سے آزاد ہو گئے۔

۱۹۵۸ء میں الجیریا کی آزادی کی مخالفت کرنے والے کچھ فوجی افسروں نے پورے فرانس کے لئے ایک مصیبت پیدا کر دی۔ اس نازک اور خطرے کے دنوں میں قومی اسمبلی نے اتفاق رائے سے جنرل ڈی گول کو وزیراعظم چن لیا۔ اس کے بعد نئے قانون کے لئے رائے شماری کی گئی اور ۵ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو پانچویں ری پبلک حکومت کا آغاز ہوا۔ صدر کے حقوق میں اضافہ کیا گیا۔ صدر ہی وزیراعظم کا انتخاب کریگا۔ دسمبر ۱۹۵۸ء سے اپریل ۱۹۶۹ء تک کے گیارہ سال جنرل چارلس ڈی گول فرانس کے صدر رہے۔ صدر پارلیمنٹ کو کوئی بھی حکم یا خبر بھیج سکتا ہے جس پر بحث نہیں ہو سکتی اور صدر ضروری سمجھے تو قانون میں تبدیلی کر سکتا ہے اور عوام کی رائے معلوم کرنے کے واسطے بل کو تقسیم کر سکتا ہے۔ ۱۹۶۱ء الجیریا کی آزادی کے سوال پیدا ہوا تھا وزیراعظم اور دونوں ایوانوں کے ہیڈ کی صلاح سے پارلیمنٹ کو بالکل ختم کر سکتا ہے۔ مئی ۱۹۶۸ء میں جب تمام ملک میں طلباء کی تحریک پھیلی تھی اور مزدوروں کی ہڑتال نے خطرناک حالات پیدا کر دیئے تھے تو پارلیمنٹ

ختم کردی گئی تھی اور نئے انتخاب ہونے تھے۔ اس سے جنرل ڈی گول کے اقتدار میں کمی نہیں ہوئی تھی۔ وزیر اعظم اپنی کیبنٹ کے وزیروں کے ساتھ ملک کی عام پالیسی طے کرتا ہے اور وہ ملک کے تحفظ اور امن و امان کا ذمہ دار ہے۔ سرکار قانون کا مسودہ بناتی ہے لیکن قانون بنانا پارلیمنٹ کا کام ہے فرانسیسی پارلیمنٹ کے دو ایوان ہیں ایک نیشنل اسمبلی دوسرا سینٹ نیشنل اسمبلی میں ۴۸۱ ڈپٹی ہوتے ہیں سمندر پار کے علاقوں کے بھی نمائندے اس میں شامل کئے جاتے ہیں۔ نمائندوں کا چناؤ پانچ سال کے لئے ہوتا ہے۔ ۲۱ سال (اکیس سال) سے زیادہ عمر کے ہر بالغ عورت اور مرد کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ سینٹ کے ممبروں کا انتخاب ۹ سال کے لئے ہوتا ہے۔ ایک بار کے انتخاب میں ایک تہائی ممبر بدل جاتے ہیں۔ فرانس کو ۹۹ ڈپارٹمنٹوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور اس کے افسر اعلیٰ کو پریفیکٹ کہتے ہیں۔ ڈپارٹمنٹوں کے قانون ساز مجلس کو جنرل کونسل کہتے ہیں اس کے ممبر چھ سال کے لئے انتخاب کئے جاتے ہیں اور اس کا اجلاس سال بھر میں دو بار ہوتا ہے۔ فرانس میں شہر کے انتظام کے لئے کمیون ہو جاتے ہیں اور اس کی اپنی ایک کونسل ہوتی ہے۔ جس کا افسر اعلیٰ میئر ہوتا ہے پیرس کا خاص انتظام کیا جاتا ہے اس کے دو ڈپارٹمنٹ اور پری فیکٹ ہیں۔ مارسائی دوسرا بڑا شہر اور بندرگاہ بھی ہے۔ فرانس کی تاریخ میں جنرل ڈی گال کا نام روشن ہے۔ انھوں نے دس گیارہ سال تک اپنی پالیسی پر عمل کیا اور کسی غیر ملکی طاقت کے آگے سر نہیں جھکایا۔ انٹرنیشنل معاملات میں حالات کے مطابق جنرل ڈی گول نے کام کیا اور کبھی کسی کا دباؤ نہیں مانا۔ ڈی گول کا مقصد قومی فائدہ اور قومی عظمت تھا اور اکثریت انکا ساتھ دیتی تھی۔ انھوں نے ہمیشہ فرانس کے جھنڈے کو اونچا رکھا اس کی بدولت وہ فرانس کے ہردلعزیز لیڈر بن گئے تھے اور یہ جادو آخر دم تک چلتا رہا۔ مئی ۱۹۶۸ء میں جب فرانس میں مزدوروں اور طلباء کی زبردست بغاوت ہو رہی تھی تو جنرل ڈی گول نے استعفیٰ دیدیا اور پارلیمنٹ کو ختم کردیا دوبارہ انتخاب میں پھر جنرل ڈی گول کو ووٹوں کی بڑی بھاری اکثریت کے ساتھ انتخاب کر لیا گیا۔ ڈی گول نے ہمت و استقلال کے ساتھ کام کیا۔ انھوں نے بے انتہا خطرناک حالات اور سنگین معاملات کا بڑی دلیری و شجاعت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ دسمبر ۱۹۷۰ء میں اس عظیم شخصیت کا انتقال ہو گیا، ان کے بعد پومپیدو کو صدر بنایا گیا اور ایک چابن ڈیلما کو وزیر اعظم کا عہدہ دیا گیا۔

آئزن ہاور۔ جانسن کینیڈی نکسن اور فورڈ کی اہمیت۔ صحارا میں فرانس کا ایٹمی تجربہ گوا کی آزادی روس کے اوسٹوک اوّل کی پرواز اور چین کا ہندوستان پر ناجائز حملہ

امریکہ کے دورِ جدید میں آئزن ہاور جانسن۔ کینیڈی۔ نکسن اور فورڈ کے نام نمایاں نظر آتے ہیں۔ آئزن ہاور کا پورا نام ڈیوٹ ڈیویڈ آئزن ہاور تھا انکی پیدائش ۱۸۹۰ء میں ہوئی اور ۱۹۶۹ء میں ان کا انتقال ہوگیا۔ وہ یو۔ ایس۔ اے کے چونتیسویں صدر تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے زمانہ میں لائیڈ فورسنز (Allied forces) کے کمانڈر تھے جب فرانس برطانیہ اور اسرائیل نے نہر سوئز پر حملہ کیا تھا اور جب روس نے الٹی میٹم دیا تھا کہ جنگ بند کردی جائے اس وقت حالت کی نزاکت کو دیکھ کر آئزن ہاور نے بھی برطانیہ اور فرانس کو تنبیہ کی تھی اور اسرائیل سے کہا گیا کہ فوراً جنگ بند کردی جائے۔

۱۹۵۷ء میں آئزن ہاور نے اپنی ایک حکمت عملی جاری کی تھی جس کو آئزن ہاور ڈاکٹرین (Eisenhower Doctrine) کہتے ہیں اس پالیسی کا مقصد یہ تھا کہ مشرق وسطیٰ کے ممالک کو امداد دی جائے اور ان کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کیا جائے تاکہ روس کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو ان علاقوں میں روکا جائے اور ان ممالک کو مسلسل تقویت بھی ملتی رہے۔ ۹ نومبر ۱۹۶۰ء میں جوہن۔ ایف کنیڈی کو یو۔ ایس۔ اے کا صدر انتخاب کیا گیا۔ کنیڈی صرف تین سال تیرہ دن صدر رہے لیکن دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ ان کا نام احترام کے ساتھ یاد کیا جائیگا یہ کم عمر صدر ہوئے ہیں۔ کنیڈی کی نظر میں سب انسان برابر تھے وہ انتہائی ترقی پسند اور غیر متعصب تھے انہوں نے اپنی صدارت میں اپنے ملک کے اندر سیاہ فام اقوام پر ہونے والے سوتیلے برتاؤ کو ختم کرنے کا بیڑہ اٹھایا جو انکی موت کا سبب بن گیا۔ کیوبا میں روس اور امریکہ کا ٹکراؤ بھی کنیڈی کی عقلمندی۔ فراست اور ہمت کی بدولت بچ گیا۔ افسوس ہے کہ ایسی عظیم شخصیت کو بھی ۲۲ نومبر ۱۹۶۳ء کو گولی کا نشانہ بنادیا گیا اور دنیا کے انسان ایک مخلص انسان سے محروم ہوگئے۔ ۲۰ جنوری ۱۹۶۵ء کو لینڈن بی جانسن کو امریکہ کا صدر بنا دیا گیا اور ان کے بعد نکسن اور فورڈ صدر ہوگئے نکسن۔ جرڈ کی پیدائش ۱۹۱۳ء کو ہوئی۔ ۲۰ نومبر ۱۹۶۹ء کو ۔۔ منتخب ہوئے اور نومبر ۷۲ ۱۹ء میں دوبارہ بھی انہی کو ور منتخب کیے گئے۔ ۱۹۴۶ء میں کانگریس میں داخل ہوگئے

تھے۔ آئزن ہاور کے زمانہ میں ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۱ء تک یو۔ ایس۔ اے کے نائب صدر رہے۔
سردس میں کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دی ہیں اور بحری فوج (Navy) میں کمانڈر بھی رہے
نکسن کا اہم کام چین سے متعلق تھا۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو یو۔ این۔ اسمبلی نے طے کر دیا کہ چین کو داخل کر لیا جائے اور تائی وان کو خارج کر دیا جائے۔ یہ واقعہ دنیا کی تاریخ میں نہایت اہم تھا۔ فروری ۱۹۷۲ء میں نکسن چین گئے۔ ڈاکٹر کیسنجر نے زمین ہموار کر لی تھی اور اس طرح دنیا کی دو زبردست طاقتوں کے تعلقات میں خوشگواری کا آغاز ہوا۔ دونوں ممالک نے تبادلہ خیالات و تجارت وغیرہ کو فروغ دینے کے لئے رضامندی کا اظہار کیا اور جاپان لائی امن وتحفظ سے متعلق پانچ نکاتی پالیسی بنائی۔ یو۔ ایس اے نے طے کیا کہ جیسے ہی حالات معمول پر آئیں گے وہ اپنی فوجوں کو تائیوان سے واپس بلا لیں گے۔

واٹر گیٹ اسکنڈل کا تاریخی جائزہ

(Watergate Scandal) نکسن کے حق میں مضر ثابت ہوا در اصل واٹر گیٹ واشنگٹن میں ایک ہوٹل کا نام ہے جس میں ڈیموکریٹک پارٹی (Demoratic Party) کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ ۱۷ جون ۱۹۷۲ء کے شروع میں ایک نوجوان ہوٹل کے گارڈ نے دیکھا کہ بہت سے اجنبی لوگ ڈیموکریٹک پارٹی کے دفاتر میں داخل ہوئے اور فائل کھول کے کچھ تصویریں اور ٹائپ شدہ کاغذات فائلوں سے نکال کر فائلوں کو رکھ دیا۔ گارڈ نے خاموشی کے پولیس کو بلوایا اور پانچ آدمی گرفتار کئے گئے واٹر گیٹ کے ان معاملات نے صدر نکسن اور انکے آفس کو سنگین شکل دیدی۔ یہ کوشش کی گئی کہ اس معاملہ میں نکسن کے مشیر کاروں۔ ری پبلیکن پارٹی کے ممبر صدر کے دوبارہ انتخاب کرنے والی کمیٹی ایک سابق اٹورنی جنرل اور غالباً صدر بذات خود کی شمولیت کو چھپایا جائے نکسن نے ٹیلیویزن پر اعلان کیا کہ وہ معاملات کے بارے میں کوئی علم نہیں رکھتے اور جہاں تک وہ جانتے تھے ان کا اسٹاف اس معاملہ میں شامل نہیں تھا۔ مقدمہ کی پیشی کے وقت جو لوگ گرفتار کئے گئے تھے انہوں نے اپنے جرم کا اقرار کیا لیکن سوالات کے جوابات دینے سے انکار کر دیا۔
اپریل ۱۹۷۳ء تک ان پر چوری وغیر قانونی حرکات کے الزام ثابت ہو گئے اور بیس سال سزا کا فیصلہ ہوا۔ ایک سینیٹ کمیشن واٹر گیٹ اسکینڈل کے معاملہ کی جانچ پڑتال کے لئے مقرر کیا گیا جس کے رہبری سر۔ جے۔ سیم اروِن نے کی۔ شہادت کے دوران کمیٹی کو یہ علوم ہو

کہ وہائٹ ہاؤس (White House) کی سب بات چیت ٹیپ ریکارڈ ہو چکی ہے۔
۹ اگست ۱۹۷۳ء نے فیڈرل کورٹ سے کہا کہ وہ وہائٹ ہاؤس (White House) سے
وہ ٹیپ دلوا دے جو نکسن کی بات چیت سے وابستہ ہے۔ نکسن نے پہلے ہی کمیٹی کی اس مانگ کو رد کر دیا
تھا۔ ۱۵ اگست ۱۹۷۳ء کو ٹیلیویژن پر قوم کو مشورہ دیا کہ واٹر گیٹ اسکینڈل کی تحقیق کو چھوڑ
کر دیگر ملک و قوم کے کام کرنا چاہیئے۔ نکسن پر مندرجہ ذیل جرائم عائد کئے گئے (۱) عدل و انصاف کے
راستہ میں رکاوٹ پیدا کی (۲) ایک بڑی شہادت کو چھپایا (۳) انکم ٹیکس کی ادائیگی میں ٹال مٹول
کی (۴) فائلنگ کی غلط واپسی کی گئی (۵) عوام کی رقم کو اپنی ذاتی جائداد کے بڑھانے میں سین
کلیمنٹ اور کیبکین (San Clemente Key Biscane) کے مقامات پر ناجائز
طور سے خرچ کیا (۶) امریکن صدارت کو سستا یعنی (Cheap) بنایا (۷) سارے سیاسی نظام
کو بگاڑ دیا (۸) امریکہ کے اعلیٰ سماجی قدروں کو برباد کر دیا۔

۸ ستمبر ۱۹۷۴ء کو نئے صدر فورڈ نے اعلان کیا کہ نکسن صاحب کو بالکل آزادانہ مکمل معافی
دی گئی۔ اس طرح نکسن سے متعلق دھمکی وخطرات ختم کر دئیے گئے۔ فورڈ نے کہا کہ نکسن اور ان کے خاندان
نے پہلے ہی کافی تکلیف اٹھائی ہے۔ نکسن نے اعتراف کیا وہ غلطی پر تھے۔ معافی نے نکسن کو بدنامی اور
مقدمے کی پریشانیوں سے بچا لیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نکسن معمولی مجرم کی طرح سزا پا جاتے۔ امریکہ کے
کچھ لوگوں نے فورڈ کے فیصلے کو اچھا نہیں سمجھا اور فورڈ کے پریس سکریٹری مسٹر جیرالڈ ٹر ہینٹے
(Jerald Terhorst) نے استعفیٰ دیدیا تھا۔ آج کل فورڈ امریکہ کے بین الاقوامی تعلقات
کو استوار اور خوشگوار بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔

۱۳ فروری ۱۹۶۰ء کو فرانس نے افریقہ میں صحارا کے اندر اپنے اٹیم کا تجربہ کیا اور
۱۲ اپریل ۱۹۶۱ء کو انسان نے پہلی بار خلا یعنی (Space) میں پرواز کی۔ روس نے بڑی
کامیابی کے ساتھ اپنے ووسٹوک اول کو (Vostok - I) خلا یعنی (Space)
میں پہنچا دیا اور اس کے اندر پہلی بار ایک انسان کو بھیجا گیا تھا۔ اس آدمی کا نام میجر یوری گیگارین
تھا۔ یہ کام روس کی ترقی کامیابی اور کامرانی کا نمایاں ثبوت ہے۔ سنہ ۱۹۶۱ء میں ہی گوا کو آزادی ملی
اور ہندوستان و پاکستان کے درمیان انڈس واٹر ٹریٹی ہوئی۔

دورِ جدید میں چین میں ہندوستان سے متعلق جذبات ناشائستہ اور غیر تمدنی ہیں۔ دنیا کی تاریخ ہندوستان پر چینی حملہ کو کبھی معاف نہیں کر سکتی۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو نیفا اور لداخ کے علاقوں پر چین نے غیر مناسب حملہ کیا۔ ہندوستان کو بھی میدانِ جنگ میں آنا پڑا۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں ہنگامی اور خطرناک حالات کا اعلان کیا گیا۔ یعنی (Emergency) لگادی گئی۔ ۳۲ دن تک جنگ چلتی رہی اور ۲۱ نومبر ۱۹۶۲ء کو جنگ بند ہوئی۔ اس جنگ کے اثرات ہندوستان کے لئے بڑے خوش آئند اور کارآمد ثابت ہوئے۔ ہندوستان کو اپنی فوجوں کی کمزوریاں معلوم ہوئیں۔ وزیرِ دفاع مسٹر کرشنا مینن نے استعفیٰ دیدیا۔ ہند و چین کی دوستی کے نعرے پر پھر سے غور کیا گیا اور از سرِ نو سیاسی اور دفاعی تنظیم کی گئی جس کا یہ اثر ہوا کہ ہندوستان کو آج تک ہونے والے ہر محاذِ جنگ پر شاندار کامیابی ہوئی۔

سترھواں باب

نیوکلیر ٹیسٹ پابندی سمجھوتہ اگست ۱۹۶۳ء کو ماسکو میں ایک میٹنگ ہوئی اور اس میٹنگ میں یو۔ ایس۔ اے، یو۔ ایس۔ ایس۔ آر اور یو۔ کے شریک ہوئے اور نیوکلیر ٹیسٹ پر پابندی لگانے کے سمجھوتہ (Nuclear Test Ban Treaty) پر یو۔ ایس۔ اے، یو۔ ایس۔ ایس۔ او اور یو۔ کے نے اپنے دستخط کئے۔ اس سمجھوتہ کی رو سے ہر ایک دستخط کرنے والے ملک نے عہد کیا کہ وہ نیوکلیر ہتھیاروں کا ٹیسٹ (Tests) نہیں کریگا اور یہ پابندی لگادی کہ زمین پر پانی کے نیچے اور فضا میں نیوکلیر ٹیسٹ نہیں کئے جائیں گے۔ اس سمجھوتہ میں زمین کے نیچے نیوکلیر ٹیسٹ شامل نہیں ہیں۔ اسی لئے اس پابندی کو عموماً نامکمل ٹیسٹ بین ٹریٹی یعنی (Partial Test Ban) بھی کہتے ہیں۔ آگے چل کر اس سمجھوتہ پر ۱۰۰ سے زیادہ حکومتوں نے دستخط کئے۔ چین اور فرانس نے دستخط نہیں کئے تھے۔

جنیوا کنونیشن ۱۹۶۴ء میں یورپ کے خاص خاص ممالک نے ایک کنونشن

جنیوا میں کی اور اُن سپاہیوں کے علاج سے متعلق اصول بنائے جو لڑائیوں میں زخمی ہو جایا کرتے ہیں اور اُن کی مدد کرنے کے طور طریقے بنائے گئے۔ ۱۹۶۸ء میں اس میں سمندری لڑائی کے معاملات بھی شامل کر لئے گئے۔

ملیشیا

ملایا کا نیا نام ملیشیا ہے۔ شمال میں تھائی لینڈ سے ملا ہے۔ اس کے جنوب میں سنگاپور ہے۔ اس کے مشرق میں سیام کی خلیج ہے۔ مغرب میں سماترا کا جزیرہ اور بحر ہند ہے۔ اس کی راجدھانی کوالالمپور ہے۔ یہاں بھورے رنگ والی نسل کے لوگ رہتے ہیں۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۳ء کو ملیشیا کے نام سے جنوبی ایشیائی اسٹیٹ بن گئی۔ یہاں کی بادشاہت عبدالحلیم شاہ کو دی گئی ہے اور یہاں کے وزیر اعظم کا عہدہ تون عبدالرزاق کو ملا ہے۔ اسی سال زنجیبار (Zanzibar) اور کینیا بھی آزاد ہو گئے۔ کینیا (Kenya) کی صدارت جومو کینیاٹا کو دی گئی۔ کینیا کے شمال میں اتھوپیا ہے۔ جنوب میں تنزانیہ ملا ہوا ہے۔ مغرب میں یوگنڈا ہے۔ مشرق میں سومالیا اور کچھ حصہ بحر ہند میں ہے اس کی راجدھانی نیروبی ہے۔

جواہر لال نہرو کی سیرت اور دورِ جدید میں انکا مقام

دنیا کے مشاہیر میں جواہر لال نہرو کا نام نہایت عزت و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ ان کی پیدائش ۱۴ نومبر ۱۸۸۹ء کو ایک کشمیری برہمن خاندان میں ہوئی۔ ان کے والد موتی لال نہرو اپنے زمانے کے مشہور و معروف وکیل تھے۔ انکی والدہ نہایت شریف اور لائق خاتون تھیں۔ وہ دولتمند خاندان میں پیدا ہوئے۔ انکی پرورش بڑے لاڈ پیار سے ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی پر حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان گئے۔ اور بیرسٹر بن کر ہندوستان واپس آئے۔ ان میں وطن کی محبت و خدمت کا جذبہ پیدا ہوا۔ گاندھی جی سے وابستگی ہوئی۔ جواہر لال کانگریس میں شامل ہو گئے۔ رات دن کام کیا۔ اپنے ملک کی خاطر بڑی مصیبتیں اٹھائیں۔ کئی بار جیل جانا پڑا۔ ملک کے ہر دلعزیز لیڈر ہو گئے ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان آزاد ہو گیا۔ ان کو وزیر اعظم بنایا گیا اور آخر دم تک اس عہدہ پر رہ کر ملکی و قومی خدمات کرتے رہے۔ بیرونی حکمت عملی میں (Co-existence) اور (Neutral) کے اصولوں کو مانتے تھے اندرونی معاملات میں (Secularism) اور (Socialism) کی پالیسی کے قائل تھے اور سماج وادی کے اصولوں پر عمل کرنے کے واسطے ہمہ تن

کوشاں رہتے تھے۔ ان میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ نہایت عمدہ تقریر کرتے تھے۔ مشہور مصنف تھے۔ ان کی تصانیف ساری دنیا میں بڑے شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ ان کی کتابوں سے انکی لیاقت اور ذہانت ظاہر ہوتی ہے۔ انکی کتابیں زیادہ تر جیل میں لکھی گئیں۔ انھوں نے انگریزی میں (۱) باپ کے خطوط بیٹی کے نام (Letters Form a father to his daughter) (۲) تلاش ہند (The Discovery of India) (۳) خود نوشت سوانح حیات (Autobiography) (۴) ہندوستان میں اٹھارہ مہینے (Eighteen months in India) (۵) ہندوستان کا اتحاد (The unity of India) (۶) تاریخ عالم کی جھلکیاں (Glimpses of World History) جواہر لال نہرو کی شہرت ساری دنیا میں ہے۔ وہ امن و امان اور انسانی فلاح و بہبود کے علمبردار تھے۔ گاندھی جی کے اصولوں کو مانتے تھے۔ اہنسا اور پنچ شیل کے اصولوں پر عقیدہ رکھتے تھے دنیا کے مشہور سیاستداں تھے۔ دنیا بھر میں اپنی عقلمندی ایمانداری۔ اور تمدنی قدروں کے لئے شہرت یافتہ تھے۔ انکی مخلصانہ صلح کن حکمت عملی اور دور اندیشی و ذہانت نے ان کو ہر دلعزیز بنادیا تھا۔ افسوس یہ عظیم شخصیت ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء کو نئی دہلی میں ہمیشہ کے لئے رحلت کرگئی اور دنیا ان کے فیوض و برکات سے محروم ہوگئی اور اسی سال ۹ جون ۱۹۶۴ء کو لال بہادر شاستری نے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالا۔

لال بہادر شاستری کا کردار اور انکی وفات

لال بہادر شاستری ۲ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو مغل سرائے (یوپی انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ یہ ایک معمولی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اٹھارہ مہینے کی عمر میں ان کے والد کا انتقال ہوگیا تھا۔ ان کا بچپن مصیبتوں اور پریشانیوں میں گذرا۔ انکی ابتدائی تعلیم کاشی ودھیا پیٹھ میں ہوئی۔ برطانیہ حکومت کے زمانہ میں شاستری نے ہندوستانیوں کی تباہی دیکھی تھی۔ رفتہ رفتہ انھوں نے گاندھی جی۔ جواہر لال نہرو۔ پٹیل و سبھاش چندر بوس سے رابطہ قائم کیا اور کانگریس میں شامل ہوگئے اور ہندوستان کی آزادی کے لئے رات دن کام کرتے رہے۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان آزاد ہوگیا۔ اور شاستری یوپی سرکار اور مرکزی سرکار میں کئی اہم عہدوں پر فرائض کو حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اپنی ایمانداری اور فرض شناسی کے لئے

مشہور ہو گئے۔ نہرو کے انتقال کے بعد جون ۱۹۶۴ء میں ان کو وزیر اعظم بنا دیا گیا۔ شاستری نہایت مستقل مزاج تھے انکی قوتِ ارادہ اور صلاحیت عمل انکی کامیابی کی کنجی تھی۔ ان کا اخلاق انکی ہر دلعزیزی کا سبب تھا ان کا قومی جذبہ۔ حب الوطنی۔ خلوص و سچائی سے تقریروں میں اثر پیدا ہوتا تھا۔ وہ صرف ۱۹ مہینے وزیر اعظم رہے۔ ۱۱ر جنوری ۱۹۶۶ء کو تاشقند میں ان کا انتقال ہو گیا۔ تاشقند میں اسی دن انڈو پاک چوٹی کانفرنس ہوئی تھی اور تاشقند سمجھوتہ ہوا تھا۔ انھوں نے اپنے ہموطنوں کو حب الوطنی خود اعتمادی۔ ایمانداری۔ اور فرض شناسی کے سبق دیئے۔ انھوں نے چین و پاکستان کے معاملات میں ثابت کر دیا کہ ہندوستان کمزور ملک نہیں ہے۔ انھوں نے نازک لمحات میں اپنی زندگی کو اپنے ملک و قوم پر نثار کر دیا۔ تاریخ عالم اس عظیم شخصیت کو فراموش نہیں کر سکتی۔ لال بہادر شاستری کے انتقال کے بعد محترمہ اندرا گاندھی کو وزیر اعظم منتخب کیا گیا جنھوں نے ہمیشہ ہندوستان کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے ملک کی عظمت و شہرت کو خطرات میں بھی تحفظ و ترقی کے راستہ پر گامزن کیا۔ انکی رہبری میں ہندوستان کا مستقبل روشن نظر آتا ہے۔

محترمہ اندرا گاندھی کی عظیم ترین شخصیت

محترمہ اندرا گاندھی کی پیدائش ۱۹ر نومبر ۱۹۱۷ء میں الہ آباد میں ہوئی۔

سروجنی نائیڈو نے محترمہ اندرا گاندھی کو "ہندوستان کی نئی روح" کہا تھا۔ بچپن میں ان کے والدین اکثر جیل میں رہے یہی وجہ تھی کہ تین سال کی عمر سے ہی انکی پبلک زندگی کا آغاز ہو گیا تھا۔ ابتدائی تعلیم ہندوستان میں ہوئی۔ انھوں نے اعلیٰ تعلیم سوئیٹزرلینڈ۔ آکسفورڈ اور وشو بھارتی میں حاصل کی ۱۲ر سال کی عمر میں کانگریس میں شامل ہو گئیں۔ ۱۹۳۰ء کی تحریک میں حصہ لیا۔

ہندوستان کے دیہاتوں کے سفر کئے اور عورتوں کے حالات کا مشاہدہ کیا۔ ان کے والد کی شخصیت کے اثرات نے انکی عظمت کردار اور نظریات کی تعمیر کی۔ ابتدائی زندگی کے نازک لمحات و خطرناک حالات نے ان میں خود اعتمادی اور مستقل مزاجی کے اوصاف پیدا کر کے ان کو تاریخ عالم کی ایک عظیم شخصیت بنا دیا۔ ۱۹۴۲ء میں انکی شادی فیروز گاندھی سے ہوئی۔ شادی کے بعد بھی سماجی اور سیاسی کاموں میں مسلسل مشغول و منہمک رہیں۔ جب چین نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا تو انھوں نے زخمی سپاہیوں اور ان کے خاندان کی فلاح و بہبودی کے لئے دن رات

کام کیا۔ ۱۹۵۹ء میں انڈین نیشنل کانگریس کا صدر منتخب کیا گیا۔ انکی صدارت میں کانگریس جماعت کو بڑی تقویت پہونچی اور تعمیری کام کئے گئے۔ لال بہادر شاستری کے انتقال کے بعد ۲۴ جنوری ۱۹۶۶ء کو انھوں نے وزیراعظم کا عہدہ سنبھالا اور اپنے فرائض کو نہایت لیاقت و دوراندیشی سے انجام دینے لگیں۔ محترمہ اندرا گاندھی اپنی موثر تقریر۔ ذہانت۔ ایمانداری۔ دوراندیشی۔ ہمت۔ خود اعتمادی اور استحکام واستقلال کے سبب ہردلعزیز وزیراعظم بنیں۔ وہ اپنے نظریات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتی ہیں۔ انکی کابینہ ان پر پورا اعتماد رکھتی ہے۔ وہ جمہوری نظام اور سماج وادعنامر کو فروغ دیتی ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانے پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تاکہ اجمالی تاریخی جائزہ سامنے آجائے۔ اسی زمانہ میں پنجاب اور ہریانہ کو جداگانہ حیثیت ملی گوا میں چنائی ہوئے۔ ڈامن اور ڈیو کے علاقے یونین ٹریٹری میں شامل رہے۔ ۱۳ مئی ۱۹۶۷ء کو ذاکر حسین صاحب کو صدر منتخب کیا گیا اور وی وی گری نائب صدر ہوئے۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۷ء کو سرکاری زبان سے متعلق بل منظور ہوا۔ ۲۷ دسمبر کو غیر قانونی کاموں سے متعلق بل پاس ہوا۔ ۲ جنوری ۱۹۶۸ء کو شیخ عبداللہ کو رہائی دی گئی اور ۱۰ جنوری ۱۹۶۸ء کو اسٹیٹ ایمر جنسی ختم کی گئی۔ ۳ مئی ۱۹۶۹ء کو ذاکر حسین صدر ہندوستان کا انتقال ہوا اور ۲۰ اگست ۱۹۶۹ء وی وی گری کو صدر منتخب کیا گیا۔ بعدہٗ کانگریس کے دو حصے ہوگئے۔ نئی کانگریس اور پرانی کانگریس۔ نئی کانگریس نے حکمرانی کے فرائض انجام دیئے۔ اسی سال تاراپور کے مقام پر ایٹمی طاقت کا اسٹیشن قائم ہوا۔ ۲۰ جنوری ۱۹۷۰ء کو چنڈی گڑھ کی پنجاب میں شمولیت ہوئی ۱۴ فروری ۱۹۷۰ء کو بینکوں کو قومیانے کا آرڈیننس جاری ہوا اور ۲۶ مارچ ۱۹۷۰ء کو پارلیمنٹ نے یہ بل منظور کر دیا۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۷۰ء کو سپریم کورٹ نے ریاستی شہزادوں سے متعلق صدر کے احکام کو رد کر دیا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۷۱ء کو انتخاب میں حکمراں کانگریس دو تہائی کی اکثریت سے غالب رہی۔ ۳۱ مارچ ۱۹۷۱ء کو بنگلہ دیش کی موافقت میں تجویز منظور کی گئی۔ ۹ اگست ۱۹۷۱ء ہندوستان اور سوویت یونین کے درمیان ۲۰ سالہ سمجھوتہ پر دستخط ہوئے۔ ۳ دسمبر ۱۹۷۱ء تک ہندوستان اور پاکستان میں جنگ ہوئی ۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ہندوستان نے بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا۔ پاکستان کی شکست ہوئی۔ ایک لاکھ پاکستانی فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو بنگلہ دیش آزاد ہو گیا۔ اور

۱۷ دسمبر ۱۹۷۱ء کو پاکستان نے جنگ بند کر دی۔ سنہ ۱۹۷۲ء میں آسام کی ا سٹیٹ کو تسلیم کر لیا
گیا۔ اسی سال منی پور اور تری پورہ کی ریاستیں بنیں۔ ۳ جولائی سنہ ۱۹۷۲ء کو شملہ میں انڈو پاک سمجھوتہ
ہوا۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو ہندوستان نے مشرقی جرمنی کو تسلیم کر لیا۔ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۷۲ء کو ہندوستان
اور پاکستان کی فوجیں اپنی اپنی سرحدوں پر پہنچ گئیں۔ ۸ نومبر سنہ ۱۹۷۳ء انڈو سکم سمجھوتہ ہوا۔ ۲۸ اگست
سنہ ۱۹۷۳ء کو ہندوستان اور پاکستان کے درمیان پاکستانی جنگی قیدیوں کے تبادلے کے بارے میں
سمجھوتہ ہوا۔ ۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۷۳ء کو آندھرا پردیش سے متعلق چھ نکاتی تجویز پر دستخط کئے گئے۔ ۱ مارچ سنہ ۱۹۷۴ء
کو نئی کانگریس اکثریت سے انتخاب میں کامیاب رہی۔ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۷۴ء کو ہندوستان اور بنگلہ دیش
کے درمیان سرحدی سمجھوتہ ہوا۔ ۴ جولائی سنہ ۱۹۷۴ء کو صدر نے Inplamation
کو روکنے کے واسطے احکام خصوصی جاری کئے۔ ۴ اگست سنہ ۱۹۷۴ء کو پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار
علی بھٹو ہندوستان کے ساتھ تبادلہ خیالات پر رضامند ہو گئے۔ ۲۰ اگست سنہ ۱۹۷۴ء کو فخرالدین
علی احمد کو ہندوستان کا صدر منتخب کیا گیا۔ اور انھوں نے ۲۴ اگست سنہ ۱۹۷۴ء سے صدارت کے
فرائض انجام دینا شروع کر دیئے۔ ۲۶ اگست سنہ ۱۹۷۴ء کو زمین سے متعلق بل پاس ہوا جس کو
لینڈ سیلنگ لاز امنڈمنٹ بل کہتے ہیں۔ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۷۴ء سکم سے متعلق ۳۶ نمبر کا امینڈمنٹ
بل منظور کر کے سکم کو (Associate Status) دیدیا گیا۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۴ء اسلام آباد
پاکستان میں انڈو پاک بات چیت ہوئی تاکہ ڈاک۔ تار اور سفر سے متعلق ہندوستان
اور پاکستان میں سہولتیں پیدا ہو جائیں۔ ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو (Maintenance of
Internal Security (Amendment ordinance) منظور کیا گیا۔ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۷۴ء کو Anti
Smuggling Drive) کا آغاز ہوا۔ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۷۴ء کو ہندوستان اور بنگلہ دیش کے
درمیان تمدنی تعاون سے متعلق سمجھوتہ پر دستخط ہو گئے cultural cooperative
Agreement ہوا۔ سنہ ۱۹۷۵ء اندرا گاندھی کے لئے انکی
صلاحیتوں کی آزمائش لے کر آیا۔ انھوں نے ملک کے تخریبی عناصر کا بغور مشاہدہ کیا۔ اندرونی خطرات
خدشات کا گہرا مطالعہ کیا۔ ملکی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ایمرجنسی کا نفاذ کیا اور ملک کو تباہی سے
بچا لیا۔ محترمہ اندرا گاندھی نے ملک کو تنظیم تحفظ اور ترقی و خوشحالی کے راستہ پر گامزن

کر کے مستقبل کو روشن کر دیا ہے۔ انکی رہبری میں ملکی ترقی کی رفتار تیز رہی۔ ملک خود کفیل ہو گیا اور اقتصادی نظام نے اعلیٰ معیار کی طرف پیش قدمی کی۔ غلہ کی پیداوار میں حیرت انگیز اضافہ ہوا۔ صنعت و حرفت کی اشیاء کی پیداوار ۳۰ فیصدی بڑھ گئی۔ بجلی میں ۱۰۰ فیصدی سپلائی زیادہ ہوئی۔ ایک ہی سال میں ۳۳۰۰ کروڑ زرمبادلہ کا نفع ہوا۔ ہندوستانیوں نے تنظیم کی طرف بھی پیش قدمی کی۔ پابندی وقت اور کام میں عمدگی فرض اولین ہو گیا۔ ہر شعبہ میں سعی مسلسل کے تعجب خیز نتائج رونما ہوئے۔ سارے ملک نے اطمینان کی سانس لی اور سماجی معاملات میں امن و تحفظ کا احساس پیدا ہو گیا۔ ہر ہندوستانی میں اتحاد و تعاون کے جذبات نے عملی شکل اختیار کی۔ تقریباً ہر سال کوئی نہ کوئی چیلنج اور ہنگامی حالات سامنے آئے اور بڑی کامیابی و کامرانی کے ساتھ ملک کو تحفظ و سلامتی کی طرف لایا گیا۔ غیر ملکی حملہ کو پسپا کر دیا گیا اور داخلی معاملات کو محبت و اتفاق اور تعاون کے ساتھ طے کیا گیا۔ نجی صنعت و حرفت کو بغیر ختم کئے ہوئے سرکاری عظیم ترقی کے پروگرام کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ غلام ملکوں کو آزاد کرانے میں بھرپور کوشش و ایثار اور قربانی کا مظاہرہ کیا۔ اپنی عزت و عظمت اور اقتدار کو ہر قیمت پر قائم رکھا۔ مندرجہ بالا فیوض و برکات کے لئے اندرا جی کی خدمات کے نقوش کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتا۔

دور جدید میں روس۔ چین اور امریکہ

روس و چین اور امریکہ کے تعلقات

تین بڑی طاقتیں ہیں جن کی اہمیت ناقابل انکار ہے۔ چین روس کی بڑھتی ہوئی طاقت کے اثرات سے خطرہ و خدشہ محسوس کرتا ہے روس اور چین کے درمیان اختلاف بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ حالات کے جائزہ نے چین کو امریکہ کے قریب کر دیا ہے۔ چین آبادی کے لحاظ سے نہایت گنجان علاقہ ہے اور رقبہ کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ مسلسل کوشش کے بعد ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو یونائٹیڈ نیشنز اسمبلی نے چین کو شامل کرنے کا فیصلہ کر دیا اور تائیوان کو خارج کر دیا گیا۔ اس طرح چین کو سیکورٹی کونسل میں نشست مل گئی۔ چین نے اس کامیابی کو ساری دنیا کی کامیابی سے موسوم کیا اور امریکہ کی (Imperialist Policy) کی شکست فاش بتایا۔ لیکن نکسن نے اپنی صدارت کے زمانے میں چین کو امریکہ کے قریب لانے کی کوشش کی اور فروری ۱۹۵۲ء کو رچرڈ نکسن چین

گئے۔ ڈاکٹر کسینجر پہلے ہی زمین ہموار کر چکے تھے۔ چین اور امریکہ کے درمیان ۱۹۴۹ء سے کشیدگی چلی آرہی تھی نکسن نے دور اندیشی سے کام لیا اور تعلقات میں خوشگواری کی داغ بیل ڈالدی۔ انڈوچین اور جاپان و کوریا کے اختلافات تسلیم کرلئے گئے۔ دونوں ممالک تبادلۂ خیالات پر رضامند ہوگئے اور تجارت کے فروغ کے لئے آمادہ ہوگئے۔ چو این لائی نے (Peaceful coexistence) سے متعلق پانچ اصولوں کی تخلیق کی۔ اور امریکہ نے تجویز منظور کرلی کہ جیسے ہی حالات معمول پر آئیں تائیوان سے فوجیں ہٹالی جائیں۔ چین نے کشمیر کے معاملہ میں پاکستان کی حمایت و طرفداری کی۔ چین کی اس حکمت عملی کو ہندوستان کے اندرونی معاملات میں غیر ضروری و نامناسب دخل اندازی قرار دیا گیا۔ ڈاکٹر کسینجر کا ارادہ ہے کہ چین جائیں اور وابستگی کا اعادہ کریں اور فورڈ کی حکمت عملی کی یقین دہانی چین کے لیڈروں کو کرا کے امریکہ و چین کے تعلقات میں قربت و خوشگواری لائیں۔

دورِ جدید میں جنوبی روڈیشیا کا مقام

جنوبی روڈیشیا پہلے روڈیشیا اور نیاسالینڈ فیڈریشن کا حصہ تھا۔ جب آخرالذکر نے ۱۹۶۴ء میں آزادی حاصل کرلی۔ این اسمتھ اور ہرالڈ وِلسن میں بات چیت دو مرتبہ ہوئی لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ تین سال گذر جانے کے بعد جنوبی روڈیشیا اور برطانیہ میں قابل قبول سمجھوتہ سے متعلق تبادلۂ خیالات ہوا۔ ۲۵ نومبر ۱۹۷۱ء کو روڈیشیا کی آزادی کے اعلان کو تسلیم کیا گیا اور این اسمتھ و برطانیہ کے خارجہ سکریٹری سر ایلک ڈگلس ہوم نے باہمی سمجھوتہ پر رضامندی ظاہر کی۔ برطانیہ نے لارڈ پیرس کی رہبری میں ایک کمیشن مقرر کیا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ آیا روڈیشیا کے عوام بھی برطانیہ کے فیصلے سے متعلق شرائط کو منظور کرتے ہیں یا نہیں۔ کمیشن میں کسی افریقہ کے نمایندہ کو شامل نہیں کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ روڈیشیا میں تمام مقامات پر فسادات ہوگئے۔ اس طرح یہ بات ظاہر ہوگئی کہ عوام کو برطانیہ کا فیصلہ منظور نہیں ہے۔ مئی ۱۹۷۲ء کے آخری ہفتہ میں کمیشن نے اپنی رائے بتائی کہ افریقہ کے سیاہ فام لوگوں کو برطانیہ کا سمجھوتہ قابل قبول نہیں ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر سفید رنگ کی نسل کے فیصلہ کے شرائط کو سیلسبری میں عملی جامہ پہنایا جائے تو بھی افریقہ کی سیاہ فام قوم سو یا دو سو سال تک بھی ایسی حکومت قبول نہیں کریں گے۔

جنوبی مغربی افریقہ کا تاریخی جائزہ

۳۵۰۰۰۰ مربع میل کا علاقہ ہے جن میں تقریباً ۵۰۰۰۰۰ لوگ بستے ہیں جن میں ۸۰۰۰۰ یوروپین ہیں۔ ابھی تک آزاد نہیں ہوا اور یونائیٹڈ نیشنز

کی نگرانی میں ہے۔ جنوبی افریقہ کا کہنا ہے کہ یو۔ این او قانونی طور سے لیگ آف نیشنز کی جانشین نہیں ہے اور جنوبی افریقہ اس پورے علاقہ کو اپنی حکمرانی کے حدود میں شمولیت کا ارادہ رکھتا ہے لیکن جنرل اسمبلی نے اس پیشقدمی کی سختی سے مخالفت کی ہے۔ جنوبی افریقہ یو۔ این او کی تجاویز کا بالکل لحاظ نہیں رکھتا اور پورے علاقہ کی اپنے اندر شمولیت کی کوشش متواتر کر رہا ہے۔ البتہ جنوبی افریقہ نے نوبیا میں رائے شماری کی تجویز یو این او کے سامنے پیش کی تھی لیکن یو۔ این او نے اس تجویز کو رد کر دیا۔ نوبیا میں جنوبی افریقہ کی مسلسل موجودگی سے متعلق یو۔ این او نے معاملہ کو عالمی عدالت کے حوالہ کیا تاکہ قانونی انجام معلوم ہو سکے۔ ۱۲ر جون ۱۹۷۱ء کی عالمی عدالت نے کہا کہ نوبیا میں جنوبی افریقہ کی موجودگی غیر قانونی ہے اور وہاں سے جنوبی افریقہ کے اخراج کی فوراً مانگ کی گئی۔ جنوبی افریقہ نے اس فیصلہ کو رد کر دیا اور کہہ دیا وہ اس فیصلہ کے پابند نہیں ہیں اور نوبیا میں پلیبیسائٹ یعنی ( ) کے لئے مشورہ دیا۔ عالمی عدالت نے جنوبی افریقہ کی اس تجویز کو رد کر دیا۔ سکیورٹی کونسل نے ۲۰ر اکتوبر ۱۹۷۱ء کو تجویز پاس کر کے عالمی عدالت کے فیصلہ کو منظور کر دیا اور جنوبی افریقہ سے کہا کہ وہ نوبیا سے نکل جائے۔ شروع اگست ۱۹۷۲ء میں اس تجویز کے ذریعہ سکیورٹی کونسل نے سکریٹری جنرل کو نمائندہ مقرر کیا تاکہ جنوبی مغربی افریقہ کے Selfdeterminat اور آزادی کا معاملہ پایہ تکمیل تک پہونچے۔ سکریٹری جنرل کے خصوصی نمائندے نے رپورٹ کی ہے کہ جنوبی افریقہ سے اسکی بات چیت کامیاب رہی ہے۔

عرب اسرائیل تنازعہ

مئی ۱۹۴۸ء میں آزاد اسرائیل حکومت کا قیام ہوا اور فلسطین سے برطانیہ کے لوگ چلے گئے۔ اور اسرائیل نے اپنی اقتصادی حالت کو کافی بہتر بنالیا اس طرح یہودیوں نے اپنی علیحدہ مذہبی حکومت کا استحکام کر لیا اور عرب ممالک کو ان لوگوں سے خطرات پیدا ہو گئے۔ کئی بار عربوں اور اسرائیل میں لڑائیاں ہوئیں اور ہر مرتبہ اسرائیل نے عربوں کا علاقہ اپنے قبضہ میں کر کے اپنی سلطنت کے حدود کو بڑھایا اور عربوں اور اسرائیل کا تنازعہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ ۱۹۵۶ء میں اسرائیل نے مصر پر حملہ کیا۔ برطانیہ اور فرانس نے اسرائیل کا حوصلہ بڑھایا تھا لیکن روس نے اسرائیل کو ایک سخت الٹی میٹم دیدیا اور اسرائیل کو جنگ بند کرنی پڑی۔ جون ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے عربوں پر پھر حملہ کیا۔ عربوں کی ایر فورس برباد ہو گئی۔ مصر کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا

اسرائیل نے سینائی ریگستان کا وسیع علاقہ۔ سیریا میں گولان ہائٹ کا علاقہ اور جورڈن ندی کا مغربی کنارہ اپنے قبضہ میں کرلیا۔ یو۔ این۔ او کی تجاویز اور عالمی سیاستدانوں کی اپیل کے باوجود چھ دن کی جنگ کا مال غنیمت نہیں چھوڑا۔ ۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء یو۔ این سیکورٹی کونسل نے تجویز پاس کی کہ اسرائیل عربوں کے مقبوضات واپس کردے۔ عرب اسرائیل حکومت کو تسلیم کرلیں اور اسرائیل کو انٹرنیشنل واٹرویز میں جہاز رانی کا حق ملے۔ مئی ۱۹۶۸ء میں کونسل نے یروشلم سے متعلق تجویز پاس کی۔ پھر ۱۱ ستمبر ۱۹۶۹ء کو سکورٹی کونسل نے عربوں اور اسرائیل پر زور دیا کہ دونوں اس تنازعہ کے طے کرنے میں یو۔ این۔ او کے ساتھ تعاون کریں۔ یہ تجویز ہوئی کہ اسرائیل سینائی علاقہ سے ہٹ جائے گا اگر مصر امن و امان کے سمجھوتہ پر دستخط کردے۔ اسرائیل کی حکومت تسلیم کرے اور بات چیت شروع کی جائے۔ اس کی وضاحت کی گئی تھی کہ عرب اسرائیل سمجھوتہ کے بعد بھی اسرائیل کبھی بھی یروشلم۔ گولان ہائٹ شرم الشیخ اور غازا پٹی واپس نہیں کرے گا کیونکہ یہاں سے خلیج عقابا میں داخلہ کا راستہ ہے۔ بڑی عالمی طاقتوں اور یو این۔ او کی کوشش کا فائدہ نہیں ہوا۔ ۸ دسمبر ۱۹۷۲ء جنرل اسمبلی نے تجویز پاس کی اور تمام ملکوں کو مدعو کیا کہ وہ کوئی ایسی امداد نہیں دیں کہ عربوں کے علاقوں کو اسرائیل اپنے قبضہ میں رکھے۔ ۱۹۷۳ء میں عرب اسرائیل کی جنگ کا چوتھا دور ہوا۔ ۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو جنگ کا آغاز ہوا۔ صدر سادات نے چاہا کہ وہ عربوں کے گئے ہوئے علاقوں کو اسرائیل کے قبضہ سے واپس لینے کا عہد پورا کریں۔ عرب فوجوں میں اتحاد و تعاون پیدا ہو گیا اور اسرائیل پر متواتر حملے کئے گئے اور اسرائیل نے پوری طاقت سے مقابلہ کیا۔ یو۔ این۔ او کی کوشش سے دونوں جنگ بند کرنے پر تیار ہوگئے پھر بھی جھڑپیں چلتی رہیں۔ ۱۸ جنوری ۱۹۷۴ء مصر اسرائیل سمجھوتہ پر دستخط ہوئے اسرائیل نے وعدہ کیا کہ وہ سوئز نہر سے ۳۲ کلو میٹر اپنی فوجیں ہٹائے گا اور مصر نے رضامندی دی کہ وہ نہر کے مغرب میں ۱۳ کلو میٹر اپنی مینرل بٹیر رکھے گا۔ سمجھوتہ کے کچھ خاص خاص باتیں مندرجہ ذیل ہیں (۱) اسرائیل اپنی فوجوں کو نہر سوئز کے مشرقی کنارہ ۳۲ کلو میٹر پیچھے ہٹائے گا (۲) نہر کے علاقہ میں مصر کو ...۷ فوجیں اور ۳۰ ٹینک رکھنے کا حق حاصل رہیگا (۳) مصر اپنے مینرائیل بٹریز کو نہر سوئز کے مغرب میں کم سے کم ۱۳ کلو میٹر دور رکھے گا۔ (۴) یو این او کے فوجی دستے اپنی پوزیشن کو مصری اور اسرائیلی فوجوں کے درمیان میں شمالی سینائی ریگستان سے گڈی کے مغرب میں اور متلا کے دروں سے جنوب میں پرئی اور موسٹی اور خلیج سوئز کے مشرقی کنارہ پر ٹھیک شہر کے جنوب میں تعینات کئے جائیں گے۔

لیکن ان علاقوں میں سکون نظر نہیں آتا ڈاکٹر کسینجر امن و امان قائم رکھنے کی متواتر کوشش کر رہے ہیں ایک دوسرے سے خطرہ رکھتے ہیں۔ عربوں اور یہودیوں کی جنگ کے بادل منڈلاتے ہی رہتے ہیں مصر اور دیگر عرب ممالک امریکہ اور روس سے ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسرائیل بھی امریکہ پر زور ڈالتا ہے کہ اس کو لاکھوں ڈالر کے ہتھیار ملنا چاہیئے۔ دونوں ہتھیاروں سے خود کو لیس کرنے میں لگے ہیں۔ ستمبر ۱۹۷۴ء کے شروع میں اسرائیل کے وزیر اعظم تیزاک رابن نے تل ابیب میں اعلان کیا تھا کہ اسرائیل عربوں کے مقبوضات سے اس وقت تک نہیں ہٹے گا جب تک کہ اس کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ مغربی ایشیا میں امن و امان کی طرف پیش قدمی ہو رہی ہے فلسطین حکومت کا قیام وزیر اعظم اسرائیل کے مطابق یہودیوں کی حکومت کے خاتمہ کا آغاز ہوگا۔

ویٹنام کی جنگ کا خاتمہ تاریخ عالم میں ویٹنام کی جنگ کا خاتمہ اہم ترین واقعہ ہے یہ جنگ اٹھارہ سال سے زیادہ جاری رہی اور ۲۷ جنوری ۱۹۷۳ء کو یہ جنگ ختم ہو گئی۔ اس طویل جنگ میں بے شمار لوگ مر گئے اور امریکہ کا ۹۸۵۵۶ کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ ویٹنام کا تنازعہ ۱۹۵۴ء میں شروع ہوا تھا۔ فرانس کے خالی کرنے کے بعد ویٹنام دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ شمالی ویٹنام اور جنوبی ویٹنام۔ شمالی حصہ میں کمیونسٹ اقتدار تھا اور جنوبی حصہ میں علیحدہ حکومت بن گئی تھی جس کی امداد اور تحفظ امریکہ کرتا تھا۔ شمالی ویٹنام سارے ملک کو اپنی حکومت کے تحت لانے کی کوشش کرتا رہا لیکن جنوبی ویٹنام کا کہنا تھا کہ اگر دونوں ملیں تو کمیونسٹ حکومت نہیں ہوگی۔ بلکہ جمہوری نظام قائم ہوگا۔ جب صلح اور امن و امان کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکیں تو جنوبی ویٹنام کے کچھ لوگوں نے شمالی ویٹنام کی مدد سے ایک فوجی تنظیم پیدا کر کے ایک جماعت بنائی جس کو ویٹ کانگ کا نام دیا گیا اور ۱۹۵۹ء میں گوریلا لڑائی شروع ہو گئی اور یہ لڑائی آگے چل کر خانہ جنگی کی شکل میں بدل گئی اور برسوں ہولناک حالات جاری رہے۔ آخر ۲۷ جنوری ۱۹۷۳ء کو سمجھوتہ پر دستخط ہوئے۔ اس صلحنامہ کے مندرجہ ذیل شرائط تھے۔

(۱) جنگ بندی کے ساٹھ دن کے اندر امریکن قیدیوں کو انڈو چین سے رہائی دیدی جائے گی۔

(۲) اسی زمانہ میں امریکن فوجی افسر وغیرہ جنوبی ویٹنام سے ہٹا لئے جائیں گے۔

(۳) جنوبی ویٹنام حکومت کی مسلح فوجیں اور نیشنل لبریشن فرنٹ فورس اپنے مقام

بند رہیں گے۔

(۴) صلحنامہ پر دستخط کرنے کے بعد تیس ۳۰ دن کے اندر انٹرنیشنل کانفرنس ہوگی تاکہ دستخط شدہ سمجھوتہ کو تسلیم کیا جائے۔ جنگ کے خاتمہ کی گارنٹی کی جائے اور امن و امان قائم کیا جائے۔

(۵) یو۔ایس۔اے نے وعدہ کیا کہ وہ جنوبی ویٹنام کے اندرونی معاملات نہ تو اپنی فوج داخل کرے گا اور نہ کسی طرح کی مداخلت کریگا۔

(۶) سمجھوتہ پر دستخط ہونے کے بعد ساٹھ دن کے اندر یو۔ایس۔اے اور تمام ممالک جو جنگ میں شامل تھے اپنی اپنی فوجیں ہٹائیں گے اور فوجی فرنٹ ختم کر دیں گے۔

(۷) جنوبی ویٹنامی حکومت اور این ایل ایف فوجی دستہ کا داخلہ۔ فوجی مشیر کار۔ دیگر فوجی افسر ہتھیار سازی گولہ بارود اور جنگی سامان کو جنوب میں قبول نہیں کریں گے۔

(۸) جنگ بندی کے بعد ۹۰ دن کے اندر سائگون اور این ایل ایف منظور کرتے ہیں کہ ویٹنامی شہریوں اور افسروں کو جو جنوبی ویٹنام میں گرفتار و قید ہیں رہائی دیدی جائے گی۔

(۹) یو۔ایس۔اے اور شمالی ویٹنام نے منظور کیا کہ جنوبی ویٹنام کے لوگوں کو اپنی حکومت آپ بنانے کا حق حاصل ہے تمام ملک احترام کریں گے جنوبی ویٹنام کے لوگوں کو آزادی کے ساتھ جنرل الیکشن کرانے اور اپنی مستقل حکومت انٹرنیشنل نگرانی میں بنانے کا حق حاصل ہے۔

کنٹرول اور نگرانی کے واسطے انٹرنیشنل کمیشن بنایا گیا جس میں کنیڈا۔ انڈونیشیا۔ پولینڈ اور ہنگری کو شامل کیا گیا۔ لیکن کنیڈا ۳۱ جولائی ۱۹۷۳ء کو آئی۔سی۔سی۔ایس سے الگ ہو گیا ہے اور اس کی جگہ ایران نے لے لی ہے۔

جدید تاریخ عالم کے اہم پیکٹ

(۱) عرب لیگ۔ ۱۹۴۵ء میں عرب لیگ بنائی گئی تاکہ تمام عرب ممالک کی طاقتیں آپس میں تنظیم پیدا کر کے ہر کام کو تعاون و باہمی امداد و اتحاد کے ساتھ کریں۔ اس لیگ میں مصر۔ سیریا۔ عراق، جورڈن۔ لبنان۔ یمن اور سعودی عرب شامل ہوئے ان ممالک کا تمدن، اسلامی روایات۔ زبان وغیرہ یکساں ہیں۔ کرنل ناصر کے زمانہ میں اس لیگ نے کافی قوت و اثر حاصل کیا۔ عرب طاقتوں کا اقتدار حب الوطنی کے جذبات نے دیگر ممالک کو مرعوب کر لیا تھا۔ کچھ ہی مہینوں میں لیبیا۔ سوڈان۔ ٹیونیشیا۔ مراکو کویت

اور الجیریا بھی اس لیگ میں شامل ہو گئے۔ جون ۱۹۶۷ء عرب لوگوں نے اتحاد کا غیر معمولی مظاہرہ کیا۔
اور اسرائیلی جنگ میں مقابلہ کے لئے ہر طرح سے تعاون و امداد کا عہد کیا لیکن اسرائیل نے پھر بھی کافی
نقصان پہنچایا۔ ستمبر ۱۹۸۶ء ٹیونیشیا اس لیگ سے الگ ہو گیا۔ باہمی تنازعہ بتدریج بڑھتا ہی گیا۔
اسرائیل کا حوصلہ بڑھ گیا اور انھوں نے جورڈن اور یو۔ اے۔ آر پر ہوائی حملہ کر کے بہت نقصان
کیا (۲)، NATO ۔ نارتھ اٹلانٹک ٹریٹی آرگنائزیشن کا قیام ۱۹۴۹ء میں ہوا۔ اس کے قیام کا
مقصد یہ تھا کہ روس کی مغربی یورپ کو دھمکی کے مقابلہ کی تیاری کی جائے اور وقت پر مقابلہ کیا جا سکے۔ اس
سمجھوتہ پر دستخط کرنے والے ممالک یو، ایس، اے، برطانیہ۔ کنیڈا، فرانس، ہالینڈ، بلجیم، لکسمبرگ
ناروے، آئس لینڈ۔ ڈنمارک اٹلی اور پرتگال تھے۔ ان ممالک نے بین الاقوامی متنازعہ کے
معاملات کو پرامن طریقہ سے طے کرنے کا عہد کیا اور انھوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ ہتھیاروں کے
ساتھ اگر ان میں سے کسی ایک پر یا کئی پر حملہ ہوا۔ تو یہ سب پر حملہ سمجھا جائیگا۔ اس لئے انفرادی
اور اجتماعی طور پر اس سے حملہ کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کر کے اس کو پسپا کیا جائیگا۔ ۱۹۵۲ء
میں ترکی اور یونان اس میں شامل ہو گئے ۱۹۵۵ء میں مغربی جرمنی بھی اس میں شامل ہوا۔ اس
طرح کے ممبروں کی تعداد ۱۵ ہو گئی

اس آرگنائزیشن کو فوجی دستوں سے قوی بنایا گیا۔ اس کو میزائل اور نیوکلیر قوت بھی
دیدی گئی لیکن یہ زیادہ موثر ثابت نہیں ہو سکی۔ اول تو باہمی اختلاف اور ذاتی مفاد پر تنازعہ ہے۔
دوسرے جنرل ڈی گال نے کوشش کی تھی کہ برطانیہ اور یو۔ ایس اے الگ ہو جائیں۔ ڈی گال نے
بحر روم کا جہازی بیڑہ اس سے الگ کر کے یورپ میں تیسری قوت بنانے کی کوشش کی۔ ۱۹،
جون ۱۹۷۴ء ۲۰ جون ۱۹۷۴ء کو اس آرگنائزیشن نے اپنی سلور جوبلی اٹاوہ (Ottawa)
میں منائی اور ۱۴ آرٹیکل کا اعلان جاری کیا۔ ۲۶ جون کو برسیلز میں میٹنگ ہوئی تھی اور
اس اعلان پر نکسن اور (NATO) کے دیگر لیڈروں نے اپنے دستخط کئے تھے۔ اٹاوا میں
ممبران نے اپنے اندرونی جھگڑوں کو ختم کر دیا تھا۔ اور سب نے یہ طے کیا تھا کہ اجتماعی فائدہ کی
خاطر سب ممبران تعاون، اتحاد اور صلح و مشورہ کیا کریں گے۔ NATO کے خارجہ زیروں
نے اعلان کیا تھا کہ انکی حکومت ایسی حکمت عمل اختیار کریگی جس کے ذریعہ کشیدگی دور ہو

اور سب کام باہمی اتفاق۔ تعاون اور مدد سے پایۂ تکمیل تک پہونچے۔ زمانۂ حال میں NATO کے لئے سائپرس اور یونان کے مسائل باعث آزمائش ہیں۔

(۳) OAU۔ آرگنائزیشن فار افریکن یونٹی۔ مئی ۱۹۶۳ء میں ۳۱ افریقہ کی حکومتوں کی ایک کانفرنس ہوئی اور افریقہ کے ممالک میں اتحاد پیدا کرنے کی غرض سے ایک مجلس قائم کی گئی۔ اس کا ہیڈکوارٹر Addis Ababa یعنی ایتھوپیا (Ethiopia) رکھا گیا۔ سب نے عہد کیا کہ (Colonial regimes) کو ختم کیا جائے گا۔ جنوبی افریقہ و پرتگال کا اقتصادی و سیاسی بائیکاٹ کیا جائے گا۔ ۱۹۶۴ء میں قاہرہ میں ایک چوٹی کی کانفرنس ہوئی اور یہ تجویز کی کہ برطانیہ سے ڈپلومیٹک تعلقات ختم کئے جائیں اور برطانیہ کو مجبور کیا جائے کہ روڈیشیا کے خلاف فوجی کارروائی کرے۔ افریقہ کے لیڈروں کی آپس کی رقابت کی وجہ سے انتشار پیدا ہوا۔ اور بہت سی حکومتوں کا تختہ الٹ گیا۔ (OAU) کی چوتھی چوٹی کی کانفرنس ۱۹۶۶ء میں ہوئی۔ پانچویں کانفرنس ۱۹۶۷ء میں ہوئی اور چھٹی کانفرنس الجیریا میں ہوئی اور یو۔ این کے جنرل سکریٹری یوتھانٹ نے بھی اس کانفرنس میں شرکت کی۔ مئی ۱۹۷۳ء (OAU) کی گیارہویں کانفرنس ایتھوپیا کے مقام پر ہوئی اور اس بات کی مذمت کی گئی کہ یو۔ ایس۔ اے نے یو۔ این کے اس فیصلہ کی خلاف ورزی کی ہے جو روڈیشیا کے خلاف کیا گیا تھا اور سیکورٹی کونسل سے پرزور اپیل کی کہ وہ پرتگال اور جنوبی افریقہ کے خلاف رکاوٹی کارروائی کرے کیونکہ یہ لوگ روڈیشیا میں سفید لوگوں کو بے شمار مالی امداد مسلسل دے رہے ہیں۔ کانفرنس نے یہ تجویز بھی پاس کردی کہ اُن تمام آزادی کی تحریکوں میں مدد کا سلسلہ جاری رکھا جائے جن کے ذریعہ سے پرتگال افریقین مقبوضات میں آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یو۔ این سکریٹری جنرل کے نیمبیا مشن (Namibia Mission) کو ختم کرنے کی بھی جدوجہد کی جائے اور فرانسیسی دو نوآبادیات کی مانگ کی طرفداری کی گئی اس کے علاوہ کومورو جزائر جی باؤتی اور برطانیہ کے (Seychelles) جزائر کو بھی سپورٹ کیا گیا۔

(۴) SALT۔ (Strategic Arms Limitation Treaty) سوویت یونین اور یو۔ ایس۔ اے کئی سال تک اس معاملہ میں تبادلۂ خیالات کرتے رہے کہ دفاعی و جارحیت اور

اسلحہ و دیگر جنگی سامان کے اخراجات کا سلسلہ محدود کیا جائے۔ اس قسم کی بات چیت ہیلسنکی اور دائنا کے مقامات پر ۱۹۶۹ء کے اختتام سے جاری رہیں۔ ۲۷ مئی ۱۹۷۲ء کو اس سمجھوتہ کے پہلے حصہ پر دستخط ہوئے جس کی رو سے دونوں ملکوں کے اندر A.B.M کے نظام کو محدود کیا گیا اور جارحیت سے متعلق ہتھیاروں پر پانچ سال کے واسطے جمود عائد کیا گیا۔ ماسکو کے اندر چوٹی کی بات چیت کے دوران روسی لیڈروں کے ساتھ ساتھ یو۔ ایس۔ اے کی طرف سے صدر نکسن نے دستخط کئے تھے۔ ۳ ستمبر ۱۹۷۱ء کو تبادلۂ خیالات کا چوتھا دور واشنگٹن میں ہوا اور سمجھوتہ پر دستخط کئے گئے اور مندرجہ ذیل فیصلے کئے گئے (۱) ہر ایک فریق کو اجازت ہوگی کہ وہ اپنے موجودہ انتظامات کو قائم رکھے تاکہ اتفاقیہ نیوکلیر ہتھیاروں کے استعمال سے تحفظ کر سکے اور نیوکلیر جنگ کے آغاز کا اتفاقیہ خطرہ ہو تو ایک فریق دوسرے کو اس سے مطلع کر دیگا (۲) اگر کوئی فریق اپنے علاقہ سے باہر دوسرے فریق کی سمت میں اپنے میزائیل کا پلان بنائے تو دوسرے فریق کو پہلے سے اس کی اطلاع دیگا (۳) حادثہ کی حالت میں ایک فریق دوسرے فریق کی غلط فہمی کو دور کرنے کی فوراً کوشش کریگا (۴) دونوں فریق صلاح و مشورہ کا عہد کریں گے تاکہ سمجھوتہ پر عمل کیا جا سکے۔

دوسرا سمجھوتہ یہ ہوا کہ دونوں ملکوں کے درمیان خطہ گرم یعنی (HOT line) میں سدھار کیا جائے تاکہ موجودہ کیبل اور ریڈیو ٹیلی پرنٹر کے رابطہ کو سٹلیٹ کمونیکیشن سسٹم کے ذریعہ دوبارہ ٹھیک کیا جا سکے۔

دونوں ملکوں کی بات چیت کی سست رفتاری اور تساہلی کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ اس معاہدہ کو عملی جامہ پہنانے میں اور کامل و آخری فیصلہ کرنے میں بہت سال لگ جائیں گے جولائی ۱۹۷۴ء کو نکسن بات چیت کرنے کے لئے ماسکو گئے اور بریژنیو (Breshnev) سے گفتگو کا تیسری چوٹی کا دور ہوا۔ لیکن زیادہ کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ یو۔ ایس۔ اے کا لیڈر سوویٹ لیڈروں کو صرف اتنی ہی ترغیب دے سکا کہ ۱۵۰ کلوٹن تک زمین دوز ٹیسٹ کو محدود رکھا جائے۔ اسے روس کے ساتھ قوت کا توازن (Balance of Power) قائم کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ ڈاکٹر کیسنجر نے یہ مندرجہ الفاظ میں کہا ہے کہ (Policy of detente) اسی وقت کامیاب ہو سکتی ہے جبکہ باہمی مفاد کا خیال رکھا جائے اور ہتھیاروں سے متعلق دونوں فریق اپنی

(Strategic Strength) کے توازن کے تحفظ کا لحاظ رکھیں۔

(۵) (Moscow-Bonn Treaty) - جرمنی کے چانسلر ولی برانڈٹ نے اپنی مشہور اوسٹگو پالیٹک OSTO POLITIKC کے سلسلہ میں سوویت یونین سے امن و تحفظ کا ایک سمجھوتہ کیا اور دونوں فریق نے یہ بات منظور کرلی کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف طاقت کا استعمال نہیں کریں گے۔ اس سمجھوتہ کی رو سے روس اور مغربی جرمنی نے مشرقی یورپ میں اپنے موجودہ حدود کو تسلیم کرلیا۔ خاص طور سے پولینڈ کے مغربی سرحدی علاقے جو اوڈر نیزی لائن (Neisse line - Oder) پر واقع ہیں مغربی جرمنی نے اس بات پر زور دیا کہ اس کو یہ حق دیا جائے کہ وہ جرمنی کے پھر سے اتحاد کی کوشش کرسکے۔ روس نے مغربی جرمنی کے اس حق کو بھی تسلیم کرلیا۔ روس کو اس سمجھوتہ سے کئی فائدے ہوئے (۱) مغربی جرمنی کو یو۔ ایس اے کے اثرات سے زیادہ سے زیادہ الگ کرنے کے امکان ہوگئے۔ (۲) ایک یوروپین سیکورٹی کانفرنس کو سہولیتں دینے کا انتظام ہوگیا (۳) یورپ کے براعظم میں تناؤ اور کشیدگی کم ہوگئی۔ ان مفاد کے ذریعہ روس کو امید ہوگئی کہ اس کو مغربی علاقوں میں مصروفیت سے چھٹکارا ملیگا اور چین کی طرف سے خطرات سے مقابلہ کرنیکی فرصت اور موقع ملنے کی بھی امید ہوگئی۔

(۶) Sea Bed Treaty - ۱۹۶۸ء اور ۱۹۷۰ء میں جنیوا میں ایک کانفرنس ہوئی اور یہ پابندی منظور کی گئی کہ نیوکلیر ہتھیاروں اور دیگر ہتھیاروں کا استعمال عوام کی تباہی و بربادی کے لئے سمندر یا زمین کی سطح پر نہیں کیا جائے۔ ۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کو یو۔ این جنرل اسمبلی نے ایک تجویز پاس کرکے اس کو عملی جامہ پہنانے کی پرزور سفارش کی۔ ۱۹۷۲ء کے آخر تک اس ٹریٹی کو ۴۶ (چھیالیس) ملکوں نے منظور کرلیا۔ اور ۸۹ (نواسی) ملکوں نے اس سمجھوتہ پر دستخط کئے تھے۔ جولائی ۱۹۷۳ء کے آخری نصف حصہ میں ہندوستان نے بھی یہ سمجھوتہ تسلیم کرلیا۔

(۷) (Nuclear Nonproliferation Treaty) NPT. چند سال ہوئے دنیا کی بڑی نیوکلیر طاقتوں نے یعنی یو۔ ایس۔ اے اور سوویٹ یونین نے ایک سمجھوتہ کیا۔ اس ٹریٹی پر عمل ۵ مارچ ۱۹۷۰ء سے شروع ہوا جب اس پر ۴۳ ملکوں نے دستخط کئے اور اس کو یو۔ ایس۔ اے، یو۔ ایس۔ آر اور برطانیہ نے اس کو منظور کرلیا یہ طے ہوگیا کہ کوئی نیوکلیر

رکھنے والی طاقت یعنی ملک کسی ایسے ملک کو نیوکلیر ہتھیار نہیں دیگا جس کے پاس نیوکلیر طاقت نہیں ہے اور نہ اپنے نیوکلیر طاقت کے بھید کسی ایسے ملک کو بتائے گا جس کے پاس یہ طاقت نہ ہو۔ اور تمام غیر نیوکلیر طاقت والے ملکوں کو اس پر رضامند کیا گیا کہ وہ نہ تو نیوکلیر طاقت کسی ملک سے حاصل کریں گے اور نہ خود نیوکلیر ہتھیار تیار کریں گے۔ اس سلسلہ میں بین الاقوامی کنٹرول اور معائنہ کا نظام بھی قائم کیا گیا۔ ہندوستان اور بہت سے دوسرے ملکوں نے اس معاہدہ پر دستخط دینے سے انکار کر دیا۔ ان ملکوں نے محسوس کیا کہ اس ٹریٹی میں دوسرے ملکوں کے ساتھ حق تلفی کی گئی ہے۔ مساوات کا خیال نہیں رکھا گیا۔ نیوکلیر والی اور غیر نیوکلیر والی طاقت کے ملکوں کی تفریق غیر مناسب ہے۔ مساوات اور توازن کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ اس کے ذریعہ ایٹمی طاقت کے پرامن استعمال پر پابندی لگانا غیر مناسب اور غیر ذمہ داری کا فیصلہ ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ اس سمجھوتہ کے ذریعہ ایٹمی ہتھیاروں کی ٹھیکہ داری کو نیوکلیر طاقت رکھنے والے ملکوں کے لئے مستقل کر دی گئی ہے۔ اگر ہندوستان اس سمجھوتہ پر دستخط کر دیتا تو نیوکلیر ٹسٹ کو پرامن مقاصد کے لئے بھی استعمال نہیں کر سکتا تھا۔

بین الاقوامی جماعتیں

(۱)

International Organisations اس پروجیکٹ کی داغ بیل E.C.A.F.E نے ڈالی تھی جس کو اب ESCAP کہتے ہیں۔ اس کا مقصد ایشیا کے ملکوں کی ترقی و فروغ ہے۔ مینلا Manila میں اس آرگنائزیشن کا ہیڈ کوارٹر ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ ایشیا کے ملکوں کی تجارت کو بھی فروغ ہو۔

(۲) (Asian Development Fund) اس فنڈ کو ۲۸ اپریل ۱۹۷۴ء کو ایشیائی فروغ بینک نے ایک تجویز کے ذریعہ منظوری دیدی تھی۔ تاکہ اہم پروجیکٹ اور پروگرام کے عملی جامہ پہنانے میں مالی امداد دی جا سکے۔ ۲۷ اپریل ۱۹۷۴ء کو کوالالم پور میں ایشیا کے بہت سے ملکوں نے رقم جمع کی تھی۔ یہ بینک رعایتی طریقہ سے مزور تمند ایشیائی ملکوں کو قرضہ دے گا۔ سالانہ صرف ایک فیصدی سروس چارج لگایا جائیگا۔ قرضہ کی ادائیگی چالیس سال میں ہوگی۔ اس میں دس سال کی گریس مدت بھی شامل ہوگی۔

(۳) (I-L-O) یعنی (International labour organisation) کو ۱۹۶۹ء میں نوبل پیس پرائز (Noble Peace Prize) دیا گیا ورسی لیز پیس ٹریٹی کے تحت ۱۹۱۹ء میں اس ادارہ کا قیام ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ تمام دنیا کے مزدوروں کے باہمی تعلقات میں استواری و قوت پیدا کی جائے۔ اس کے ذریعہ دنیا کے مختلف ملکوں کے مزدوروں کی فلاح و بہبودی و خوشگواری کے انتظامات کئے جاتے ہیں اس طرح ساری دنیا کے امن و امان کے قائم کرنے میں اس کا ہمیشہ بہت بڑا حصہ رہتا ہے۔

(۴) (Interpol) انٹرنیشنل کرمنل پولیس آرگنائزیشن کا نام Interpol ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر پیرس میں ہے۔ اس میں ۹۰ ممالک شامل ہیں۔ ان ملکوں نے مل کر عہد کیا ہے کہ وہ انٹرنیشنل کرائم یعنی بین الاقوامی جرائم ختم کرنے میں ہر طرح کی کوشش جاری رکھیں گے۔

(۵) (World Bank) یہ عالمی بینک یو۔این او کی انٹر گورنمنٹل ایجنسی ہے۔ یہ ۱۹۴۵ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے ہیڈ کوارٹر واشنگٹن یعنی یو۔ایس۔اے میں ہیں۔ عالمی بینک کے مندرجہ ذیل کام ہیں۔

(۱) ممبر ملکوں کو ان کی تعمیری اسکیم و فروغ و ترقی میں سہولت پیدا کرنے کے لئے مالی امداد دے۔

(۲) بین الاقوامی تجارت کو فروغ دینا بھی اس کا مقصد ہے (۳) جو بین الاقوامی ترقی میں تعاون دیں انکی حوصلہ افزائی کی جائے (۴) کمزور اور مزور تمند ملکوں کو قرض دینا تاکہ وہ ترقی کے فروغ کی طرف پیش قدمی کر سکیں۔ ہندوستان بھی عالمی بینک کا ممبر ہے اور اس کو ہر طرح کی سہولت ملتی ہے۔

آجکل عالمی بینک نے بہت سے سیکٹر جیسے تنظیم آبادی اور ٹورازم (Taurism) کو بھی اپنا علاقہ مان لیا ہے۔ اس عالمی بینک نے اپنے علاقائی دفاتر لاطینی امریکہ۔ مشرقی افریقہ۔ یورپ مشرق وسطی۔ شمالی افریقہ۔ ایشیا اور مغربی ایشیا میں قائم کئے ہیں۔ ان علاقائی دفاتر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ممبر ملکوں کی مدد کے پروگرام پلان اور عملی قدم اٹھانے کا انتظام کرے۔

اٹھارہواں باب

۱۹۷۰ء کا تاریخی تبصرہ

دورِ جدید میں تاریخی اہمیت کی وجہ سے ۱۹۷۰ء کے واقعات قابل ذکر ہیں۔ ۱۸ مارچ ۱۹۷۰ء کو کمبوڈیا حکومت کے حکمراں کا تختہ الٹ دیا گیا تھا۔ اور مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۷۰ء کو جکارتہ میں کمبوڈیا کے معاملات کے متعلق کانفرنس بھی ہوئی تھی۔ ۲۰ جون ۱۹۷۰ء ایڈورڈ ہیتھ نے یو۔کے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالا۔ اسی سال ۲۱ جون کو سکارنو کا انتقال ہوا۔ ۸ اگست ۱۹۷۰ء کو روس اور مغربی جرمنی میں ماسکو کے اندر اس سمجھوتہ پر دستخط ہوئے کہ فریقین ایک دوسرے پر حملہ آور نہ ہونگے۔ ۸ ستمبر ۱۹۷۰ء کو لوساکا میں تیسری نان الائنیڈ (Non aligned) چوتی کانفرنس ہوئی۔ اسی سال ۱۰ اکتوبر کو فیجی آزاد ہوگیا ۲۹ ستمبر ۱۹۷۰ء جمال عبدالناصر صدر مصر کا انتقال ہوا۔ اور ۱۰ نومبر ۱۹۷۰ء کو چارلس ڈی گال دنیا سے رحلت کر گئے۔ اس طرح دو عظیم شخصیتوں کے فیوض و برکات سے دنیا محروم ہوگئی۔ اور اسی سال ۱۳ فروری ۱۹۷۰ء کو انگریزی فلسفی اور حساب داں رسل برٹرینڈ کا انتقال ہوگیا جدید خیالات پر انکی تصانیف میں گہرا اثر کیا ہے۔ ان کو ۱۹۵۰ء میں نوبل پرائز دیا گیا تھا۔ انھوں نے شادی و اخلاقیات۔ حساب کے مسائل۔ فلسفہ کے مسائل۔ مغربی فلسفہ کی تاریخ اور علم انسان سے متعلق بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور ان کا شمار دنیا کے مشاہیر میں کیا جاتا ہے۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کو پاکستان میں پہلا جنرل الکشن ہوا۔

برلن کا مشہور سمجھوتہ

مارچ ۱۹۷۱ء تک یو۔ ایس۔ اے، برطانیہ، فرانس اور یو۔ ایس۔ ایس۔ آر میں تبادلۂ خیالات ہوتا رہا تھا اور یہ بات چیت کا سلسلہ اٹھارہ مہینہ تک چلتا رہا ۳ جون ۱۹۷۲ء کو دنیا کی مندرجہ بالا طاقتوں کے ایک تاریخی سمجھوتہ پر برلن میں دستخط ہوئے۔ ان چار طاقتوں کے وزراء خارجہ نے دستخط کئے تھے۔ اس طرح پچیس سالہ تناؤ یعنی (Tension) ختم ہوا ۱۲ دسمبر ۱۹۷۲ء کو ایک ایسے سمجھوتہ پر دستخط ہوئے جس نے دو جرمنی علاقوں کے تعلقات کے بنیادی لوازمات طے کئے۔ اس سمجھوتہ کا مقصد یہ تھا کہ مغربی برلن کے لوگوں کی باہری دنیا تک۔ آسانی کے ساتھ رسائی ہو سکے اور دیوار میں سے مشرقی جرمنی میں آمد و رفت ہو سکے اور مشرق دمنوب کا تناؤ

(Tension) ختم ہو جائے۔ چاروں طاقتوں نے مغربی برلن اور مغربی جرمنی کے ربط ضبط و وابستگی کو بھی تسلیم کر لیا۔ یعنی ۱۸۰ اکے ایم مغربی برلن کے باشندوں کی مغربی جرمنی کی نمائندگی بھی تسلیم کر لی گئی۔ سوویٹ یونین کو اپنا مقصد حاصل ہو گیا یعنی اس کو مغربی برلن میں کنسولیٹ جنرل لیول (consulate Genral laval) پر نمائندگی مل گئی۔ اسی لئے اس سمجھوتہ کو De facto Western recagnition of East مانا جاتا ہے۔

ہندوستان اور روس کا بیس سالہ سمجھوتہ

۹ راگست ۱۹۷۱ء کو ہندوستان اور روس کے درمیان ایک بیس سالہ سمجھوتہ پہ دستخط ہوئے اور عہد کیا گیا کہ دونوں ممالک باہمی بیس سال تک امن و تحفظ، دوستی و تعاون کی علمبرداری کرتے رہیں گے۔ اور ایک دوسرے کے امن و تحفظ کو خدشہ پیدا نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اور ایسے اقدام ہر ملک میں اٹھائے جائیں گے۔ جن سے امن وامان اور تحفظ کا ماحول بنا رہے گا جو علاقے اس سمجھوتہ سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ اس کے خلاف ہونگے ان کو علانیہ یا خفیہ طور پر اختیار نہیں کیا جائے گا۔

پاکستان کا قیام بنگلہ دیش کا وجود اور تاریخی جائزہ

ہر تحریک کی قوت عوام ہوتے ہیں لیکن ہر ایک تحریک کی ایک تنظیم اور تنظیم کے کچھ قائد ہوتے ہیں جو اس تحریک کو چلاتے ہیں۔ تنظیم اور لیڈروں کے بغیر کسی بھی تحریک کا کامیاب بننا ممکن نہیں ہے۔ موجودہ بنگلہ دیش کچھ دنوں پہلے پاکستان کا حصہ تھا اور مشرقی پاکستان کہلاتا تھا اور اس کے سب سے بڑے لیڈر محمد علی جناح تھے جن کو پاکستان کے عوام آج بھی قائد اعظم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جناح کی پیدائش ۲۵ ردسمبر ۱۸۷۶ء کو کراچی کے خوجہ مسلم خاندان میں ہوئی۔ ان کے والد خوشحال شخص تھے اور اعلیٰ قسم کی تجارت کرتے تھے۔ جناح میں اسکول کی تعلیم کے دوران ہی میں اپنی ذہانت اور دانشمندی کے آثار نمایاں تھے۔ بعد میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے لندن گئے وہاں سے بیرسٹری پاس کر کے واپس آئے تو بمبئی میں وکالت شروع کی۔ انھوں نے جلد ہی اپنے پیشہ میں شہرت و عزت حاصل کر لی۔ کانگریس میں شامل ہو کر انھوں نے سیاست میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا۔ ۱۹۱۰ء میں ان کو امپیریل لیجسلیٹو کونسل کا ممبر منتخب کیا گیا بعد میں یہی کونسل مرکزی اسمبلی بن گئی۔ جناح تیس سال تک ان دونوں میں مسلمانوں کے نمائندہ کی حیثیت سے منتخب

ہوتے رہے۔ ۱۹۱۳ء میں وہ کانگریس چھوڑ کر مسلم لیگ میں چلے گئے اور ۱۹۱۶ء میں اس کے صدر بن گئے۔ کانگریس اور مسلم لیگ کا ۱۹۱۶ء میں سمجھوتہ ان ہی کی کوششوں سے ہوا اور اس وقت وہ ہندو مسلم اتحاد کے علمبردار مشہور تھے۔ ۱۹۲۱ء میں جب کانگریس اور خلافت کمیٹی نے انگریز سرکار کے خلاف تحریک شروع کی تو جناح سیاست سے ایک طرح سے دور ہٹ گئے۔ وہ قانونی دماغ کے آدمی تھے تحریک اور جدوجہد اس وقت ان کے رویہ کے مطابق نہیں تھے۔ بعد میں خلافت کمیٹی ٹوٹ گئی اور مسلم لیگ کا کوئی اعزاز قائم نہ رہ سکا۔ ۱۹۳۰ء میں جناح لندن چلے گئے اور وہیں وکالت کرنے لگے۔ وہاں گول میز کانفرنس میں بھی حصہ لیا اور اپنی تقریر میں کہا جبتک ہندوؤں کو اکثریت حاصل ہے مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے انگریزوں سے حکومت لینے سے پہلے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت ہونی چاہیئے اب وہ مسلم حقوق کے علمبردار بنکر ہندوستان واپس آئے۔ اسی سال وہ مسلم لیگ کے صدر منتخب کئے گئے اور زندگی بھر صدر بنے رہے۔ ۱۹۴۰ء میں ان ہی کی کوشش سے پاکستان کی تجویز پاس ہوئی اور سخت مخالفت کے باوجود وہ اس پر قائم رہے۔

جناح عمدہ تقریر کرتے تھے۔ عوام کے سامنے خیالات کو پیش کرنیکی غیر معمولی صلاحیت رکھتے تھے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی کتاب "ہندوستان کی کہانی" میں جناح کے بارے میں لکھا ہے "وہ لائق تھے مستقل مزاج تھے۔ اور ان میں عہدہ کے لئے لالچ نہیں تھا جو اور بہت سے لوگوں میں تھا۔ اس طرح مسلم لیگ میں ان کو اعلیٰ مقام مل گیا اور ان کو وہ عزت ملی جو مسلم لیگ کے بہت سے مشہور لوگوں کو نہیں مل سکی تھی۔" جناح نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان حاصل کر ہی لیا اور وہ اس کے پہلے گورنر جنرل بنے۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے اگلے سال یعنی ۱۹۴۸ء میں قائد اعظم محمد علی جناح کا انتقال ہو گیا۔ کراچی میں ان کا شاندار مقبرہ بنا ہوا ہے۔

جناح کی بہن مس فاطمہ جناح نے بھی پاکستان کی تحریک میں حصہ لیا تھا انہوں نے بھی اس تحریک میں جدوجہد کی۔ انھوں نے اپنی ساری زندگی مسلم لیگ کے استحکام اور اپنے بھائی کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھی۔ مس فاطمہ جناح نے عوام کے حقوق کے تحفظ کے لئے صدر ایوب کے فوجی نظام حکومت کی بھی مخالفت کی تھی۔ اس لئے ۱۹۶۵ء کے انتخابات میں انہوں نے مخالف پارٹی کی طرف سے اُمیدوار کی حیثیت سے حصہ لیا اور انہوں نے صدر ایوب کے ۴۹۹۵۱ ووٹوں کے مقابلے میں

۱۹۴۷ء کو حاصل کئے۔ مس فاطمہ جناح بھی اپنے بھائی کی طرح ہر دلعزیز تھیں۔ ۱۹۶۶ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کا مقبرہ بھی کراچی میں بنا ہوا ہے۔

لیاقت علی خاں بھی پاکستان کی تحریک کے قائد تھے۔ انکی پیدائش ۱۸۹۵ء میں پنجاب میں ہوئی۔ وہ بھی اعلیٰ تعلیم کی غرض سے ولایت گئے پہلے آکسفورڈ سے ڈگری حاصل کی اور پھر بیرسٹر بنکر ہندوستان واپس آئے۔ مسلم لیگ جب کافی کمزور تھی وہ تب ہی اس کے رکن بن گئے تھے۔ بعد میں وہ اس کے جنرل سکریٹری منتخب ہوئے۔ اور پاکستان کے قیام تک اس عہدہ پر قائم رہے۔

لیاقت علی کو جناح کا پورا اعتماد حاصل تھا اور پاکستان تحریک میں وہ ان کے سیدھے ہاتھ سمجھے جاتے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں جب مرکز میں کانگریس اور مسلم لیگ کی ملی جلی انترم سرکار بنی تو وہ اس میں وزیر مالیات تھے۔ پاکستان بننے کے سلسلہ میں برٹش سرکار سے جو بات چیت ہوئی۔ اس میں بھی انہوں نے اہم کام کیا۔ ان کی ان خدمات کی وجہ سے پاکستان بننے کے بعد انہیں وزیر اعظم منتخب کیا گیا ۱۹۴۸ء میں جب جناح کا انتقال ہو گیا پاکستان بنے صرف تیرہ مہینے ہوئے تھے۔ سرکار کے سامنے تمام مسائل تھے۔ ایسے وقت میں پاکستان کے لوگوں کو صرف لیاقت علی خاں پر ہی بھروسہ تھا وہ ان ہی کی طرف رہنمائی کے لئے دیکھتے تھے۔ لیاقت علی خاں ٹھنڈے مزاج کے آدمی تھے اور سب ہی مسائل پر سنجیدگی سے غور و بات کرنے کے عادی تھے۔ انکی شخصیت بھی دلکش تھی۔ اپنے ملک میں اور غیر ممالک میں انکی عزت کی جاتی تھی لیکن ۱۹۵۱ء میں جب وہ ایک جلسہ عام میں راولپنڈی میں تقریر کر رہے تھے تو کسی نے ان کو اپنی گولی کا نشانہ بنا کر ختم کر دیا۔ عوام نے قاتل کو وہیں مار ڈالا اور اس کی شکل اتنی ایسی بگڑ گئی تھی کہ آج تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کون شخص تھا اور اس نے وزیر اعظم کو کیوں قتل کیا تھا؟

مشرقی پاکستان کے شہید سہروردی اور خواجہ نظام الدین وغیرہ مسلم لیگ کے کئی اور بھی لیڈر تھے لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جس پر مشرقی اور مغربی علاقوں کے عوام اعتماد کر سکیں رہبر و رہنما کے لحاظ سے ملک کی کفالت کرنے کا اہل نہیں آتا تھا۔ اس لیاقت علی کے انتقال کے بعد پاکستان کی سیاست میں اکھاڑ پچھاڑ شروع ہو گئی ان کے بعد خواجہ نظام الدین وزیر اعظم بنے لیکن گورنر جنرل غلام محمد نے انکی وزارت کو ختم کر کے حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ گورنر جنرل

نے ۱۹۵۴ء میں مجلس آئین ساز کو بھی ختم کر دیا اور ایک دوسری مجلس قانون ساز قائم کی۔ اس مجلس کے ممبر ۸۰ تھے۔ ۴۰ مغربی پاکستان سے اور ۴۰ مشرقی پاکستان سے اس مجلس نے ۱۹۵۶ء میں ایک آئین پاس کیا جس کے مطابق پاکستان کو اسلامی جمہوریت بنا دینے کا اعلان کر دیا گیا۔ میجر جنرل اسکندر مرزا کو پاکستان کا پہلا صدر بنایا گیا۔ اس آئین کے مطابق مشرقی پاکستان میں ۱۹۵۶ء میں پہلی بار عام انتخاب ہوا۔ اس انتخاب میں مسلم لیگ کو بری طرح شکست ہوئی۔ اس کا ایک امیدوار بھی کامیاب نہیں ہوا۔ مسلم لیگ پر اب زمینداروں۔ خان بہادروں اور برٹش سرکار کے افسروں کا قبضہ تھا اس لئے عوام میں اس کی کوئی عزت نہ تھی۔ اس کا مقام لینے کے لئے اور کوئی منظم جماعت نہ تھی۔ موثر سیاسی جماعت نہ ہونے سے فوج کا اثر بڑھا۔ اسکندر مرزا کوئی عوام کے لیڈر نہیں تھے فوج ہی کے آدمی تھے۔ پاکستان سے پہلے وہ انگریزی سرکار کے دفاع کے شعبہ میں نائب سکریٹری تھے۔ تجربہ کار ہونے کے لحاظ سے انھیں ۱۹۵۴ء میں مشرقی پاکستان کا گورنر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۵۵ء میں پاکستان کے گورنر جنرل کو فوج نے استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا اور ان کی جگہ پر جنرل اسکندر مرزا کو اس اعلیٰ عہدہ پر فائز کر دیا لیکن چند مہینے بعد پاکستان اسلامی جمہوریت بن گیا اور گورنر جنرل کا عہدہ صدر کے عہدہ میں بدل گیا۔ اب چونکہ اسکندر مرزا کو گورنر جنرل کے عہدہ پر فوج نے بٹھایا تھا اس لئے ان کے صدر بن جانے کے بعد بھی اصل طاقت تو فوج کے ہاتھ میں تھی اور اس وقت پاکستان کے فوجی سپہ سالار یعنی فیلڈ مارشل ایوب خاں تھے انھوں نے جون ۱۹۵۸ء میں صدر جنرل اسکندر مرزا کو استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا اور حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے کر مارشل لا جاری کر دیا۔ ۱۹۶۹ء کے مارچ کے مہینے میں جنرل یحییٰ خاں نے فیلڈ مارشل ایوب خاں کو ہٹا کر حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور پاکستان کے صدر بن گئے۔ لیکن جن مسائل نے عوامی تحریک کو پیدا کیا تھا ایک فوجی حکومت کی جگہ دوسری فوجی حکومت کا آجانا ان کا کوئی حل نہیں تھا۔ اس لئے چھ مہینے بعد طلباء نے مخالفت کی اور مزدوروں نے پھر ہڑتال شروع کر دی۔ صدر یحییٰ خاں نے ہوا کے رخ کو پہچانا اور اعلان کیا "کہ میری سرکار ایک مستقل سرکار ہے میں بہت جلد انتخاب کرانے کا انتظام کروں گا اور جلد حکومت عوام کے نمائندوں کو دیدوں گا۔" شیخ مجیب الرحمٰن اور ذوالفقار علی بھٹو سے بات چیت کر لے کے بعد صدر یحییٰ خاں نے نیشنل اسمبلی کے اجلاس کے لئے ۳ مارچ ۱۹۷۱ء کی تاریخ

مقرر کی۔ لیکن بھٹو کی پاکستان پیپلز پارٹی نے اس کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ انکی مانگ یہ تھی کہ ملک کا اتحاد قائم رہے۔ مرکز مضبوط ہو۔ اس لئے شیخ مجیب الرحمن اپنے چھ نکاتی پروگرام میں تبدیلی کریں لیکن شیخ مجیب الرحمن کی عوامی لیگ خود مختار حکومت کی مانگ پر اڑی ہوئی تھی۔ اور اس کے لئے اس نے چھ نکاتی پروگرام بنایا تھا جو مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) بالغ ووٹ دینے کے حق کی بنیاد پر پارلیمنٹ کی عوامی حکومت قائم کی جائے (۲) مشرقی بنگال کو اس کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے نیشنل اسمبلی اور سرکاری ملازمتوں میں ۵۶ فیصدی نمائندگی دی جائے (۳) مغرب کے ایک یونٹ کو توڑ کر سندھ۔ پنجاب۔ پختونستان اور بلوچستان چار یونٹ قائم کئے جائیں (۴) مرکز میں یونین سرکار بنائی جائے (۵) تحفظ اور خارجہ معاملات مرکز کے تحت رہیں (۶) تحفظ اور خارجہ معاملات کو چھوڑ کر باقی سب معاملات میں صوبوں کو خود مختار حکومت کرنے کا حق دیا جائے۔

مغرب میں ایک یونٹ کو توڑ کر اس کو چار صوبوں میں تقسیم کرنے کی مانگ تقریباً سب ہی پارٹیوں نے منظور کر لی لیکن مشرقی پاکستان کو خود مختاری حکومت اور ۵۶ فیصدی نمائندگی دینے کی مانگ مسلم لیگ اور جماعت اسلامی کو منظور نہیں تھی اس سے انہیں خطرہ تھا پورے پاکستان پر مشرقی پاکستان کا اقتدار قائم ہو جائے گا لیکن شیخ مجیب الرحمن کی عوامی لیگ اس سے کم پر سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں تھی اس کا کہنا تھا کہ پنجاب کے ذریعہ مشرقی پاکستان کا خون چوسا جا رہا ہے اور اس خون چوسنے کا کوئی دوسرا علاج نہیں ہے۔

مولانا بھاشانی کی نیشنل عوامی پارٹی طاقتور پارٹی مانی گئی۔ یہ پارٹی مزدوروں اور کسانوں کی نمائندگی کرتی ہے اور اس نے پاکستان میں سماج واد لانے کے لئے چودہ نکات پروگرام بنایا تھا۔ شیخ مجیب الرحمن کی عوامی لیگ کی طرح وہ بھی مشرقی پاکستان کے لئے خود مختاری حکومت کرنے کا حق حاصل کرنا چاہتی تھی۔ لیکن مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ کے مقابلہ میں نیشنل عوامی پارٹی کا اثر کہیں زیادہ تھا عوامی تحریک نے اور بھی طاقتور بنا دیا۔

مولانا بھاشانی اور انکی پارٹی کو مزدوروں اور کسانوں کی زرعی کمیٹی سے وابستگی تھی۔ اس سے مولانا کی پارٹی کو زیادہ تقویت ملی تھی۔ زرعی کمیٹی کے لیڈر عبدالحق مولانا بھاشانی

کے معتبر ساتھی تھے۔ مولانا بھاشانی کو عبدالحق کے علاوہ بہت سے دوسرے لیڈروں سے بھی مخلص تعاون ملا۔ مولانا نے اپنی زندگی کے ۷۵ سال عوام کی خدمت کرنے میں گزارے تھے۔ انھوں نے دور دراز کا سفر کیا تھا اور سماج واد کا پیغام پہونچایا تھا۔ انکی جدوجہد اور سعی مسلسل نے مشرقی بنگال میں بیداری کی لہر کو تیز کر دیا تھا۔ دیناجپور، بوگرا اور میمن سنگھ کے دشوار گذار علاقوں میں مولانا بھاشانی کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ ان علاقوں کو جوش و خروش کے ساتھ آزادی کی تحریک کو چلانے کی رغبت مولانا نے دلائی تھی۔ سرکاری انتظام ٹھپ ہو گیا تھا۔ پولیس اور سرکاری حکام بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور حکومت عوام کے ہاتھوں میں آگئی تھی۔ اس کے علاوہ دیہاتوں میں ظالم افسروں اور بنگالی کلکٹروں اور جنرل ایوب کے ادنیٰ درجے کے کارکنوں کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ مولانا اور انکی پارٹی کا اثر دوسری سیاسی پارٹیوں کے مقابلہ میں زیادہ رہا تھا۔

بھاشانی بھٹو اور مجیب الرحمٰن کے علاوہ چوتھا لیڈر ایر مارشل اصغر خاں تھے۔ جو عوامی تحریک کے دوران سیاسی پارٹیوں سے الگ رہے تھے لیکن انھوں نے شہریوں کی آزادی کے حقوق بحال کرنے اور صدر ایوب کے ذریعہ استعفیٰ دیئے جانے کی مانگ کی تھی انھوں نے گول میز کانفرنس میں حصہ لیا اور اس کے بعد جسٹس پارٹی کے نام سے ایک نئی پارٹی بنانے کا اعلان کیا تھا۔ مسلم لیگ کے بہت سے لیڈروں کی رغبت انکی پارٹی میں شامل ہو جانے کی ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ انھوں نے مغرب کی عوامی لیگ نیشنل ڈیموکریٹک فرنٹ اور نظام اسلامی جیسی سیاسی جماعتوں کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ گول میز کانفرنس سے قبل انھوں نے مجیب الرحمٰن سے بھی ملاقات کی تھی اور یہ اعلان کیا تھا کہ مشرقی پاکستان کے عوام کو مطمئن کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دوسرا وزیر اعظم کسی بنگالی کو بنایا جائے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ مجیب الرحمٰن کو وزیر اعظم بنائے جانے کے حق میں تھے۔ لیکن مجیب جیسی شخصیت کے لئے یہ کافی نہیں تھا مشرقی پاکستان کے لئے خود مختاری حکومت اور ۵۶ فیصدی نمائندگی کی مانگ کے بغیر کوئی دوسرا حل نہیں تھا۔

ایر مارشل اصغر خاں نے مغربی یونٹ کو تین یا چار صوبوں میں تقسیم کرنا تو منظور کر لیا لیکن مشرق کی ان دو بنیادی مانگوں کو تسلیم نہیں کر سکے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ مشرقی بنگال عوامی تحریک میں مزدوروں۔ کسانوں۔ متوسط طبقہ کے لوگوں اور اخبار نویسوں کے علاوہ طلباء نے بھی اہم رول ادا کیا۔ اس تحریک میں لڑکیاں بھی برابر طالبات بھی مساوی طور پر شریک تھیں۔ اب لاہور۔ راولپنڈی اور ڈھاکہ کی سڑکوں اور گلیوں میں پہلی بار ان نعروں کی آواز گونج اٹھی مشرقی پاکستان کے طلباء کی تنظیم بھی مولانا بھاشانی کی نیشنل پارٹی کے اثر میں تھی۔ یہ طے کیا گیا کہ وہ لوگ مشرقی بنگال کے لئے خود مختاری حکومت سے کم بات پر سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ عوامی تحریک کے دوران طلباء اور طالبات نے ڈھاکہ میں پچاس ہزار کے جلوس نکالے دفعہ ۱۴۴ توڑی اور پولیس سے تو کیا "بنگالی جاگو۔ بنگالی اٹھو!" کے نعرے لگاتے ہوئے فوج سے ٹکر لے لی۔ طلباء یہی کہتے تھے کہ "ہمیں مشرقی بنگال کو پنجابی حکومت سے آزاد کرنا ہے!" جلوس کے طلباء کے قائد آواز لگاتے تھے "بنگال یا پنجاب" جواب میں ہزاروں آوازیں ایک ساتھ گونجتی تھیں۔ "بنگال۔ بنگال" گورنر منعم خاں کئی ہفتے اپنی رہائش گاہ سے باہر نہیں نکلا۔ اس کا حکم اپنے دفتر تک ہی محدود تھا۔ ڈھاکہ کی گلیوں میں پولیس کا سپاہی ہفتوں نہیں دکھائی دیا۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایوب خاں کی فوجی حکومت کی پابندیوں کے علاوہ اصل مسئلہ مشرقی بنگال کا اقتصادی مسئلہ تھا اور اسی اقتصادی مسئلہ نے خطرناک حالات پیدا کر دیئے۔ مشرقی بنگال کی دولت مغربی پاکستان کے ترقی کے پروگراموں پر خرچ ہوتی ہے۔ مشرقی بنگالیوں کی برابر حق تلفی ہو رہی تھی۔ جب حالات قابو سے باہر ہو گئے تو مارچ ۱۹۶۹ء میں جنرل آغا محمد یحییٰ خاں نے فیلڈ مارشل ایوب خاں کو علیحدہ کر کے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور مارشل لاء جاری کر دیا۔ لیکن ایک فوجی حکومت کی جگہ دوسری فوجی حکومت کا آ جانا مسائل کا کوئی حل نہیں تھا۔ اس سے چھ مہینہ بعد طلباء کی بغاوت اور مزدوروں کی ہڑتالیں پھر شروع ہو گئیں حالات کا رخ دیکھ کر جنرل یحییٰ خاں نے اعلان کیا "میری سرکار عارضی سرکار ہے۔ میں بہت جلد عام انتخاب کا انتظام کروں گا اور حکومت عوام کے نمائندوں کے ہاتھ میں سونپ دوں گا۔"

مجیب الرحمٰن اور ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ بات چیت کے بعد صدر یحییٰ خاں نے نیشنل اسمبلی کے اجلاس کے لئے ۳ مارچ ۱۹۷۱ء کی تاریخ کی تھی لیکن بھٹو کی پاکستان پیپلز پارٹی نے شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ ان کی مانگ تھی کہ ملک کے اتحاد کو قائم رکھا جائے اور مرکز کو

مغربیا کیا جائے اور اس سے مجیب الرحمٰن اپنے چھ نکاتی پروگرام میں تبدیلی کر لیں۔ لیکن مجیب الرحمٰن کی پارٹی عوامی لیگ نے مشرقی حصہ میں ۱۶۲ نشستوں میں سے ۱۶۰ نشستیں حاصل کی تھیں (انکی پارٹی کو نیشنل اسمبلی میں اکثریت حاصل تھی۔ اس لئے مجیب الرحمٰن نے اپنے چھ نکاتی پروگرام میں تبدیلی کرنے سے انکار کر دیا اور آئین بنانے کے لئے اپنی پارٹی کی ایک چھوٹی کمیٹی مقرر کی۔ لیکن پہلی مارچ کو یعنی اجلاس کی مقررہ تاریخ سے صرف دو دن پہلے صدر یحییٰ خاں نے اپنے حکم کو جاری کر کے اجلاس کو غیر معینہ وقت کے لئے ملتوی کر دیا۔ مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان میں مارشل لار کی سرکار کا اعلان کر دیا گیا اور اخباروں پر سنسر بٹھا دیا گیا۔

اس اعلان نے مشرقی بنگال میں عوام کو غصے سے بھڑکا دیا اور مغربی پاکستانی حکومت کے خلاف بغاوت کی شکل میں جو ہڑتال ہوئی وہ ۱۲ دن تک جاری رہی۔ بڑے پیمانے پر ہنگامے ہوئے ان ہنگاموں میں فوج نے سینکڑوں کو گولیوں اور مشین گنوں سے بھون ڈالا لیکن ہڑتال جاری رہی اور بڑے پیمانہ پر مظاہرے ہوتے رہے۔ شیخ مجیب الرحمٰن نے اعلان کیا کہ اگر فوج بارکوں میں واپس نہیں جائیگی تو عوامی لیگ کے رضاکار اس کا مقابلہ کریں گے۔

عوام کی اس زبردست بغاوت کے سامنے آخر پاکستان سرکار کو جھکنا پڑا۔ فوج بارکوں میں واپس بھیج دی گئی اور اجلاس کے لئے ۲۵ مارچ کی تاریخ مقرر کر دی گئی اس کے بعد شیخ مجیب الرحمٰن نے اعلان کیا کہ اگر مارشل لار کی حالت ختم کر کے شہری حقوق بحال نہیں کئے گئے تو ان کی پارٹی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کریگی۔

اصل بات یہ تھی کہ اس وقت پورے پاکستان پر ایک طرح پنجابیوں کی حکومت تھی۔ فوج میں ۹۰ فیصدی پنجابی تھے۔ صنعت و حرفت اور تجارت پر بھی پنجابی چھائے ہوئے تھے اور بڑی ملازمتوں میں تقریباً سب ہی پنجابی تھے۔ بھٹو کو پنجاب ہی سے پاکستانی پیپلز پارٹی کی زیادہ نشستیں ملی تھیں اس لئے وہ حالات میں بنیادی تبدیلی نہیں چاہتے تھے۔ وہ یہ خطرہ محسوس کرتے تھے کہ مشرقی بنگال اپنی اکثریت کی وجہ سے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیگا۔ مشرقی بنگال کے لوگ پنجابیوں کے مظالم کو ناقابلِ برداشت سمجھ کر ان سے بالکل چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہو گئے۔ مجیب الرحمٰن کے چھ نکاتی پروگرام میں تبدیلی کا مطلب یہ تھا کہ

فوج یا فوجی سرکار اپنی مرضی کا آئین مشرقی بنگال پر تھوپنا چاہتی تھی۔ بھٹو کی پارٹی کی نظر میں مغربی مفاد کی خود غرضی ہی سب کچھ تھی۔ مشرقی بنگال کے لوگوں کی حق تلفی کی جا رہی تھی اور جمہوریت کا قتل عام ہو رہا تھا۔ فوجی سرکار کی زبردستی ناقابلِ برداشت تھی۔ مغربی پاکستان میں صرف بلوچستان اور سرحدی صوبہ کے زیادہ تر عوام اور نیشنل اسمبلی کی آٹھ پارٹیوں میں سے پانچ پارٹیاں شیخ مجیب الرحمٰن کی باتوں سے اتفاق رائے رکھتی تھیں۔ عوام ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے۔ سجاشانی کی نیشنل عوامی پارٹی چناؤ کے بجائے ہتھیاروں کے ساتھ لڑنے ہی کو مشرقی بنگال کے مسئلہ کا واحد حل سمجھتی تھی۔ اس سے انکی پارٹی نے چناؤ میں حصہ نہیں لیا تھا۔

مشرقی بنگالیوں میں شورش نے زور پکڑا تو مغربی پاکستانی حکومت کے احکام کے بموجب مجیب الرحمٰن کو مغربی پاکستان میں لیجا کر قید کر دیا گیا تھا اور مشرقی بنگال میں بے گناہ لوگوں پر گولیاں برسائی گئیں عوام اور فوج میں تصادم ہو گیا۔ فوجی مظالم حد سے تجاوز کر گئے تو لوگوں میں ایسا جوش پیدا ہوا کہ انہوں نے ہندوستان کی طرف آنا شروع کر دیا۔ اُن بے گناہ لوگوں پر آنسو گیس چھوڑا گیا تھا۔ ان پر مشین گنیں چلائی گئیں تھیں۔ یہ لوگ پناہ گزین بن کر اپنے ہمسایہ ملک ہندوستان آئے تو ہندوستان نے پریشان حال لوگوں کو انسانیت کے جذبات کے تحت پناہ دی پناہ گزین لوگوں کے اخراجات نے ہندوستان کی اقتصادی حالت کو متاثر کیا لیکن ہندوستان نے انسانی ہمدردی کے لحاظ سے اس پریشانی کا ہمت کے ساتھ سامنا کیا اور اپنے پناہ گزیں مشرقی بنگال سے آئے ہوئے لوگوں کے تمام اخراجات کو برداشت کیا۔

پاکستان نے یہ دیکھ کر کہ ہندوستان نے مشرقی بنگال کے لوگوں کو اپنے یہاں پناہ دی ہے تو اچانک ہندوستان پر ۳ دسمبر ۱۹۷۱ء کی رات کو حملہ کر دیا۔ اس نے خاص خاص ہوائی اڈے جیسے آگرہ کانپور۔ پٹھان کوٹ۔ امرت سر۔ انبالہ دہلی وغیرہ کو بمباری کر کے برباد کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی یہ کوشش ناکام رہی۔ اب پاکستان اور ہندوستان کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ دونوں طرف کے جوان کافی تعداد میں مارے گئے لیکن ہندوستانی فوجیوں نے پاکستانی فوج کے چھکے چھڑا دیئے اور چاروں طرف گھیرا ڈال دیا تھا کہ کھانے کو نہ مل سکے اس طرح ہندوستان نے مظلوم مشرقی بنگالیوں کی قابلِ رحم حالت کو دیکھا اور ان کی اپیل پر مدد اور

تعاون کا ہاتھ بڑھایا۔ مشرقی بنگال کے رضا کار دستوں کا ساتھ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رضا کاروں کا حوصلہ بڑھا۔ آزادی پسند رضا کاروں کے نعروں سے زمین آسمان گونج اٹھے تھے۔ ہندوستانی فوجوں نے فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اب یحییٰ خاں نے پاکستانی فوج کی بُری حالت دیکھی تو پاکستان کے جنرل نیازی سے تقریباً ایک لاکھ فوجیوں کے ساتھ ہتھیار ڈالنے کو کہدیا۔ ہندوستانی فوج کی رہبری فیلڈ مارشل مانک شاہ نے کی تھی اور اس لڑائی میں جنرل ارورا نے بڑا حصہ لیا تھا۔ اس لڑائی میں پاکستان کی شکست ہوئی۔ ۱۷ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ہندوستانی فوجوں نے ڈھاکہ پر پوری طرح قبضہ کر لیا تھا اور جنرل نیازی نے ہندوستانی جنرل جے۔ ایس اورا کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور پاکستانی جنرلوں اور ان کی فوج کو جنگی قیدی بنا لیا گیا اور ان کو ہندوستان لایا گیا۔ بنگلہ دیش آزاد ہو گیا۔ اس شکست کی ذمہ داری یحییٰ خاں سے وابستہ کی گئی اور ان کو صدارت کے عہدہ سے الگ کر دیا گیا اور ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کو ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کے صدر کی حیثیت سے نئے عہدہ کو سنبھال لیا اور مارشل لاء جاری کر دیا گیا تھا۔

۸ جنوری ۱۹۷۲ء کو شیخ مجیب الرحمٰن نے مغربی پاکستانی قید سے رہائی پائی اور ۱۲ جنوری ۱۹۷۲ء کو مجیب الرحمٰن بنگلہ دیش کے وزیر اعظم ہو گئے۔ یکم مارچ ۱۹۷۲ء کو مجیب الرحمٰن روس گئے۔ ۴ اپریل ۱۹۷۲ء کو یو۔ ایس اے نے بنگلہ دیش کی آزاد و مختار حکومت کو تسلیم کر لیا۔ ۱۸ اپریل ۱۹۷۲ء کو بنگلہ دیش کو کامن ویلتھ میں شامل کر لیا گیا۔ ہندوستان نے بنگلہ دیش کے ساتھ ۱۹ مارچ ۱۹۷۲ء ۲۵ سالہ سمجھوتہ کیا۔ دوستی۔ تعاون اور امن و امان کو قائم رکھنے سے متعلق دونوں ملکوں کے وزیر اعظم نے ڈھاکہ میں باہمی سمجھوتہ پر دستخط کئے اس سمجھوتہ میں مندرجہ ذیل باتوں کا خاص طور سے ذکر تھا۔

(۱) بنگلہ دیش اور ہندوستان باہمی مفاد کے تمام معاملات کے سلسلے میں رابطہ قائم رکھیں گے اور کم سے کم چھ مہینے میں ایک بار باقاعدہ صلاح و مشورہ کیا کریں گے (۲) دونوں ملک مشترکہ ندی کمیشن قائم کریں گے تاکہ سیلاب پر قابو پایا جا سکے اور ترقی کا پروگرام بنایا جا سکے۔ پانی سے بجلی کی طاقت میں اضافہ ہو سکے اور زراعتی سہولتیں پیدا ہو سکیں (۳) دونوں ملک نیوکلیر طاقت ٹیکنولوجیکل اور سائنٹفک تحقیقی کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر کے پرامن طریقہ

سے استعمال کریں گے (۴) ہندوستان بنگلہ دیش کو یو۔ این۔ او کا ممبر بنوانے کے حق میں رہیگا۔ اور اس کے داخلہ میں معاون مددگار رہیگا (۵) جب کوئی ان ملکوں پر حملہ کریگا تو یہ دونوں ملک ایک دوسرے کے ساتھ صلاح مشورہ کرکے اس دھمکی یا حملہ کو پسپا کریں گے۔ اور اس سلسلے میں ہمیشہ مناسب کارروائی کی جائے گی۔ اسی زمانہ میں ۲۷ اگست ۱۹۷۲ء کو چین نے یو۔ این۔ اے میں پہلی بار ویٹو لگایا کہ بنگلہ دیش کو اس کا ممبر نہیں بنایا جائے۔ اسی سال ۱۶ دسمبر ۱۹۷۲ء کو بنگلہ دیش میں آئین تیار کیا گیا تھا۔

۱۹۷۲ء کے دورِ جدید کے دیگر تاریخی واقعات

یکم جنوری ۱۹۷۲ء کو ڈاکٹر کرٹ والڈ ہیم کو یو۔ این او کا جنرل سکریٹری مقرر کیا گیا اور انہوں نے بین الاقوامی مسائل میں دلچسپی لیکر ان کو حل کرنے کی کوشش کی۔ ۷ جنوری ۱۹۷۲ء کو ہندوستان اور شمالی ویٹنام کے درمیان ایک سمجھوتہ ہوا۔ اسی سال ۲۱ اپریل ۱۹۷۲ء کو بھٹو نے پاکستان میں مارشل لاء کو ہٹا دیا۔ ۲۲ مئی ۱۹۷۲ء کو سری لنکا میں ری پبلک قائم ہوئی۔ ۲۷ مئی ۱۹۷۲ء کو یو ایس اے اور روس کے درمیان ماسکو میں ہتھیار محدود سمجھوتہ ہوا۔ اسی سال ۲۸ مئی ۱۹۷۲ء کو ونڈسر کے ڈیوک یعنی سابق ایڈورڈ ہشتم کا انتقال ہوگیا۔ اسی دور میں سب سے اہم تاریخی واقعہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان شملہ سمجھوتہ پیکٹ ہے جس کی اہمیت قابلِ غور ہے اور اس کا تذکرہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

شملہ سمجھوتہ اور اس کے شرائط ۳ جولائی ۱۹۷۲ء

بنگلہ دیش کی آزاد حکومت بننے کے بعد ۲ جولائی ۱۹۷۲ء کو شملہ میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ایک چوٹی کانفرنس ہوئی۔ ذوالفقار علی بھٹو اپنے مشیر کاروں کے ساتھ شملہ آئے تھے۔ یہاں دونوں ملکوں کے لیڈروں کے درمیان تبادلۂ خیالات ہوا تھا اور طویل طویل مباحثہ کے بعد دونوں ملکوں نے ایک سمجھوتہ پر دستخط کئے تھے اس تاریخی سمجھوتہ کے اندر مندرجہ ذیل شرائط تھے۔

(۱) پاکستان ہندوستان کے خلاف جنگ جدل کی پالیسی کو ختم کردیگا اور امن قائم کرنے کے لئے باہمی تعلقات میں خوشگواری اور استواری پیدا کی جائے گی۔ (۲) دونوں ملک

اپنی فوجیں ہٹالیں گے۔ اور مقبوضہ علاقہ بین الاقوامی سرحد کو ملحوظ رکھتے ہوئے واپس کر دیے جائیں گے جبو، اور کشمیر بحالت موجودہ بدستور مستثنیٰ رہیں گے جیسا ۱۷؍دسمبر ۱۹۷۱ء سے رہے۔ (۳) دونوں ملک کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس سے حقیقی لائن آف کنٹرول میں تبدیلی واقع ہو۔ (۴) دونوں ملکوں نے اس بات پر اتفاق رائے ظاہر کی کہ ہند و پاک کے اختلافات کو باہمی بات چیت یا کسی دوسرے تسلیم شدہ طریقے سے پرامن طور پر طے کیا جائے گا۔ (۵) دونوں ملکوں نے اس بات کو پھر ایک بار کہا کہ انھیں یو این چارٹر پر اعتماد ہے (۶) دونوں ملک اس بات پر متفق ہوئے کہ دونوں ملک ایسے عملی قدم اٹھائیں گے جس سے آمد و رفت۔ مراسلہ۔ سفر اور تجارت وغیرہ پھر سے اعتدال پر آجائیں۔ لیکن شملہ معاہدے کو عملی جامہ پہنانے میں پاکستان نے ٹھوس قدم نہیں اٹھایا۔ اس تاخیر کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہندوستان کے اندر حالات کو اعتدال پر لانے کے لئے کافی دیر لگی اس طرح تاخیر کی ذمہ داری پاکستان پر ہے۔

بلیک ستمبر پر طائرانہ نگاہ

بلیک ستمبر گروپ میں فلسطین کے جوشیلے آزادی کے رضا کار مجاہدین شامل ہیں۔ ستمبر ۱۹۷۰ء میں یہ گروپ وجود میں آیا۔ چھاپہ ماروں کے خلاف جورڈن کی فوج کو جارحانہ اقدام اٹھانے پڑے۔ اس گروپ کا یہ مقصد تھا کہ شاہ حسین اور دیگر عمان کے لیڈروں کو مار ڈالا جائے جو چھاپہ ماروں کو جڑ سے ختم کرنے پر کمربستہ تھے۔ اس گروپ کا سب سے زیادہ وحشیانہ اور ہولناک کام یہ تھا ستمبر ۱۹۷۲ء میں اولمپک مواضعات میں داخل ہو گئے اور اسرائیل کے کھلاڑیوں کا قتل عام کر ڈالا۔ اس قتل عام کی خبر سے ساری دنیا کو صدمہ ہوا تھا۔ اس قسم کے دیگر ہولناک کام کئے گئے ہیں تاکہ دنیا کا دھیان فلسطین کے پناہ گزین لوگوں کی طرف ہو جائے۔ دسمبر ۱۹۷۲ء میں اس گروپ نے بینگ کاک (Bangkok) میں اسرائیل کے سفارتخانہ کا محاصرہ کر لیا اور کچھ لوگوں کو یرغمال کر لیا گیا تھا۔ اور کہا گیا تھا کہ ان لوگوں کو اس وقت تک رہائی نہیں دی جائے گی جب تک ان چھاپہ ماروں کو جو اسرائیل میں جیل کے اندر قیدی بنا کر رکھے گئے تھے رہائی نہ دی جائے گی۔ ان کی مانگ کو منظور نہیں کیا گیا اور بعد کو تخویف پسند لوگوں کو قاہرہ پرواز کرا دیا گیا۔ مارچ ۱۹۷۳ء میں سوڈان میں خرطوم کے اندر سعودیہ عرب کے سفارتخانہ میں اس گروپ کے لوگ گھس گئے اور امریکن و بلجیم کے ڈپلومیٹس کو مار ڈالا۔

جو خرطوم میں سوڈان کے اندر سعودیہ عرب کے سفارت خانہ میں تقریب وجلسہ میں شرکت کر رہے تھے فوراً ہی انتقامی کارروائی کے طور پر فلسطین کی جماعتوں کو سوڈان میں ممنوع قرار دیدیا گیا۔ اس سال جولائی کے مہینہ میں بلیک ستمبر کے فوجی دستوں نے ایتھنز میں اسرائیل ہوائی لائن کے دفتر پر حملہ کردیا تھا۔

شمالی آئرلینڈ کے حالات کا تاریخی جائزہ

شمالی آئرلینڈ پر برطانیہ نے اپنا ڈائریکٹ حکمرانی کا حکم جاری کیا کیونکہ وہاں کے حالات نے نازک صورت اختیار کرلی تھی۔ ۳۰ مارچ ۱۹۷۲ء میں ایک سال کی مدت کے لئے انتظام حکومت کی باگ ڈور برطانیہ نے خود اپنے ہاتھ میں لے لی جو بچاتی وزیر اعلیٰ بریئن فاکنر (Brian Faulkner) اسکی کیبنٹ نے استعفیٰ دیدیا تھا کیونکہ اس کو برطانیہ کی ان تجویزوں سے اتفاق رائے نہیں تھا جو برطانیہ نے السٹر میں سامنے رکھی تھیں۔ شمالی آئرلینڈ میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے تنازعہ نے خطرناک حالات پیدا کردئے تھے۔

برطانیہ اور آئرلینڈ کے وزیر اعظم کی بات چیت سے بھی آئرلینڈ کے مسائل کا حل نہیں نکلا تھا۔ نظم ونسق اتنا خراب ہوگیا کہ حالات نے خطرناک صورت اختیار کرلی تھی۔ عوام میں خوف و دہشت پھیلی تھی۔ ۸ مارچ ۱۹۷۳ء کو شورائے عام نے ظاہر کردیا تھا کہ صوبہ یونائٹیڈ کنگڈم (United Kingdom) کے ساتھ وابستگی کے حق میں ہے۔ ۲۰ مارچ ۱۹۷۳ء کو وائٹ پیپر (White Paper) کی اشاعت کی گئی تھی اور شمالی آئرلینڈ کے آئینی مستقبل کی تجاویز سامنے آچکی تھیں۔ اس وائٹ پیپر میں مندرجہ ذیل تجویز تھیں۔

(۱) ایک جامع اور وسیع بل تیار کیا جائے جس کا مقصد یہ ہو کہ شمالی آئرلینڈ کی سرکار کے واسطے مستقل انتظامات لائے جائیں۔

(۲) ایک اعلان کیا جائے گا کہ شمالی آئرلینڈ اس وقت تک یو۔ کے کا ایک حصہ بنا رہیگا جب تک اس علاقہ کے عوام کی اکثریت چاہتی رہے گی۔

(۳) یو۔ کے۔ کے حصہ کی حیثیت سے شمالی آئرلینڈ اپنے ۱۲ ممبروں کے یو۔ کے۔ کی پارلیمنٹ میں بھیجنے کے حق کو قائم رکھے گا۔

(۴) شمالی آئرلینڈ میں مجلس قانون ساز ہوگی جس میں ۰۸ نشستیں ہونگی اور اس قانون ساز مجلس کی مدت معینہ ۴ سال ہوا کریگی۔

ای۔ای۔سی کی اہمیت

ای۔ای سی (E-E-C) کا مطلب ہے۔ یورپ کی اقتصادی ملکیت مشترکہ (برادری) دوسرے الفاظ میں بزبان انگریزی (The European Economic Community) کہتے ہیں اس میں تین آرگنائزیشن (Organisations) ہیں۔ (۱) یورپین کوئلہ اور فولاد کی کمیونٹی یعنی (Ecsc) جس کو انگریزی زبان میں (European Coal And Steel community) کہتے ہیں (۲) یورپ کا بازار عام یعنی (E-C-M) جس کو زبان انگریزی (European common Market) کہا جاتا ہے (۳) تیسری کمیونٹی کو یوریٹم کمیونٹی (Euratom comm unity) کہتے ہیں اس کمیونٹی نے ایک اقتصادی یونٹ کی تشکیل کی ہے اور اقتصادی پالیسی کو ہم آہنگی سے مربوط مضبوط بنا دیا ہے اور حکمت عملی سے تجارت کی ترقی و فروغ کے لئے ایک بازار عام قائم کر دیا ہے۔ اس معاشرہ میں یا ملکیت مشترکہ میں یکم جنوری ۱۹۷۳ء کو آئرلینڈ۔ برطانیہ اور ڈنمارک شامل ہو گئے۔ ہندوستان کے سامنے یہ مسئلہ آیا کہ ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء میں اس کا (Balance) اس ای۔ای۔سی کے پاس ۱۳۰ کروڑ تھا لیکن ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں یورپ میں بہت زیادہ مال پہونچا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ۵۳ کروڑ کا Balance کم ہو گیا اور ہندوستان اس کوشش میں رہا کہ ای۔ای۔سی اس کے ساتھ بیوپاری تعاون کر کے اس کی دشواری کو دور کر دے تاکہ اس کی تجارتی رفتار کا فروغ ہو اور (Balance) کی کمی کی وجہ سے جو پریشانیاں ہیں دور ہو جائیں۔ نومبر ۱۹۷۳ء میں ایک سمجھوتہ ہوا تھا اور اس کی رو سے یہ بات طے ہو گئی کہ ہندوستان جوٹ اور کوائر پر ۴۰ فیصدی ٹیکس کم لگنے گا۔ اور وعدہ کیا گیا کہ ایک سال بعد ۲۰ فیصدی اور کاٹ دیا جائیگا۔ ای۔ای۔سی نے آئندہ بھی ہندوستان کو بہت سی سہولتیں دیں جس سے ہندوستان کی جوٹ۔ سوتی مال۔ کھادی کا مال۔ چمڑا۔ پھل۔ ہینڈلوم کا سامان بازار عام میں آسانی کے ساتھ پہونچے اور ہندوستانی تجارت کو ترقی ہو سکے۔ تکنیکی امداد۔ مشترکہ تحقیقی کام۔ اور اقتصادی تعاون کا ہاتھ بڑھایا گیا تاکہ ہندوستان اور ای۔ای۔سی کے تجارتی تعلقات میں وسعت اور استواری آتی رہے۔

سنہ ۱۹۷۳ء کے دیگر تاریخی واقعات پر اجمالی نظر

۲۰ جنوری سنہ ۱۹۷۳ء کو نکسن کو امریکہ کے صدر کی حیثیت سے پھر ایک بار منتخب کیا گیا لیکن ان کا دوسری مرتبہ صدارت کے عہدہ کو سنبھالنا ہی ان کے حق میں مضر ثابت ہوا اور (Watergate Scandal) کے معاملے نے ایسے حالات پیدا کر دیئے جو ان کے زوال اور فورڈ کے عروج کے اسباب بنے جو مذکور ہو چکے ہیں۔ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۷۳ء کو ویٹنام کی ۱۸ سالہ جنگ ختم ہو گئی تھی جس کی تفصیل مذکور ہو چکی ہے اسی سال ۷ مارچ اور ۸ مارچ کو بنگلہ دیش میں انتخابات ہوئے اور ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۷۳ء کو ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کے لئے ایک نئے آئین پر دستخط کئے۔ ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۷۳ء کو ہندوستان اور بنگلہ دیش نے مشترکہ طور پر یہ تجویز پیش کی کہ پاکستانی جنگی قیدیوں کو ان بنگالیوں کے عوض میں رہائی دی جا سکتی ہے جو مغربی پاکستان میں تھے۔ اسی سال ۱۹ مئی سنہ ۱۹۷۳ء کو سوویت یونین اور مغربی جرمنی میں سمجھوتہ ہوا۔ ۱۸ جون سنہ ۱۹۷۳ء کو برزنیو (Breznev) یو۔ ایس۔ اے گئے اور تبادلہ خیالات کیا۔ ۳ جولائی سنہ ۱۹۷۳ء کو دور جدید کی تاریخ میں ہیلسنکی (Helsinki) کے مقام پر یورپ براعظم کے ممالک میں باہمی تعاون و تحفظ میں استحکام و استواری لانے کے لئے ایک عظیم کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس کا تعلق یورپ کے سب ملکوں سے تھا۔ اسپین کے وزیر خارجہ نے اس کانفرنس میں کافی دلچسپی کا مظاہرہ کیا تھا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ہیلسنکی کانفرنس کی کامیابی کے لئے فنلینڈ (Finland) نے بھی بھرپور کوشش کی تھی تاکہ یورپ کے سب ممالک میں تعاون اور تحفظ کا استحکام ہو جائے اور تمام یورپ کے ممالک کی ترقی کی راہیں وسیع ہو جائیں اور باہمی تعلقات میں خوشگواری پیدا ہو جائے۔ سویڈن (Sweden) نے بھی ہیلسنکی کی کانفرنس میں مفید مشوروں کے ذریعہ اس کو کامیاب بنانے کی کوشش کی تھی۔ ڈنمارک اور ناروے بھی اس کانفرنس میں شامل تھے۔ اس طرح اس کانفرنس کی اہمیت ناقابل فراموش ہے اسی سال ۸ مئی سنہ ۱۹۷۳ء کو ہندوستان اور سکم میں معاہدہ ہوا تھا۔ اس معاہدہ کے مندرجہ ذیل شرائط تھے۔

(۱) چوگیال (The Chogyal) آئینی طور سے صدر ہونگے۔ (۲) ایک قانون ساز اسمبلی ہوگی جو قانون پاس کریگی اور عمل کرانے کے لئے ایگزیکیٹو بھی ہوگا۔ (۳) ہر بالغ کو ووٹ دینے کا حق

(۴) ہر چار سال کے بعد اسمبلی کا چناؤ ہوگا۔ اور الیکشن کمیشن آف انڈیا کا نمائندہ موجود رہیگا
چیف ایگزیکیوٹیو کے مشورہ سے جوگیال ایگزیکیوٹیو کونسل کا تقرر کریگا اور اس چیف
ایگزیکیوٹیو کی نامزدگی ہمیشہ ہندوستان کی حکومت ہی کیا کریگی۔

۱۰ جولائی ۱۹۷۳ء میں بہاماز کے جزیرہ کو آزادی مل گئی تھی۔ یہ جزیرہ برطانیہ کے قبضہ میں تھا۔ یہ جزیرہ میکسیکو کی خلیج میں واقع ہے۔ اس کے جنوب میں میاسی اور کیوبا کے جزیرے ہیں اور اس کے مشرق میں شمالی امریکہ ہے۔ بہاماز کی آزادی بھی ۱۹۷۳ء کا ایک اہم تاریخی واقعہ ہے۔

افغانستان کے ناگہانی تغیر پر طائرانہ نظر

اس سال ۱۷ جولائی ۱۹۷۳ء کو افغانستان میں ناگہانی ایک تغیر پیدا ہوا۔ افغانستان کے بادشاہ ظاہر شاہ لندن گئے ہوئے تھے اور واپسی میں ڈاکٹری علاج کی غرض سے اٹلی میں مقیم ہوئے۔ انکی عدم موجودگی میں سردار محمد داود خاں سابق وزیر اعظم نے فوجی امداد کے ذریعہ بغیر خونریزی کے حکومت میں ناگہانی تغیر پیدا کر دیا اور ۱۷ جولائی ۱۹۷۳ء کو اسلامی جمہوریت کا اعلان کردیا اور یہ بتا دیا گیا کہ ملک اقتصادی بدحالی کا شکار تھا۔ کیونکہ سابقہ حکومت ذاتی اغراض اور طبقہ پردری پر مبنی تھی اور غیر جمہوری عناصر کو تقویت ملتی تھی سردار داؤد خاں نے اعلان کیا کہ انکی حکومت جمہوری نظام کو فروغ دے گی اور خارجہ معاملات میں غیر جانبداری کی حکمت عملی اختیار کی جائیگی۔ اطلاع ملی ہے کہ باوجود غیر ملکی امداد کے افغانستان کو اقتصادی مشکلات سے گذرنا پڑا۔ سردار داؤد خاں نے خود کو افغانستان کا صدر اور وزیر اعظم ہو جانے کا اعلان کیا۔ اور انہوں نے ۲۶ جولائی ۱۹۷۳ء کو سابقہ آئین کو بھی منسوخ کر دیا اور حکومت سے لیجسلیٹو اور ایگزیکیوٹو اختیارات اپنے ہاتھ میں لے کر حکمرانی شروع کردی۔

اسی سال دنیا کی مخالفت کے باوجود فرانس نے ۲۱ جولائی ۱۹۷۳ء کو نیوکلیر طاقت کا تجربہ کیا اور اسی سال ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کے وزیر اعظم کی حیثیت سے ۱۴ اگست ۱۹۷۳ء کو اپنا عہدہ سنبھالا۔ اور اسی سال ڈاکٹر ہنری کسینجر کو ولیم روگرس کی جگہ یو۔ایس اے کا سکریٹری آف اسٹاف ۲۳ اگست ۱۹۷۳ء کو منتخب کر لیا گیا تھا۔ ان کو امن و امان قائم کرنے اور ویٹنام کی جنگ ختم کرنے کے قابل ستائش خدمات کی وجہ سے نوبل پرائز دیا گیا

تھا۔ اسی سال ہندوستان اور پاکستان کے وفد نے تبادلۂ خیالات کیا۔ ہندوستان کی طرف سے بی این ہکسر قائد تھے اور پاکستان کی قیادت عزیز احمد نے کی تھی۔ ۲۸ اگست ۱۹۷۳ء کو ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ایک سمجھوتہ میں مندرجہ ذیل شرائط پر دستخط کئے گئے تھے تاکہ ۱۹۷۱ء کی ہند پاک جنگ سے جو مسائل پیدا ہو گئے تھے حل ہو جائیں۔ نئی دہلی کے اس سمجھوتہ میں مندرجہ ذیل شرائط پر دستخط کئے گئے تھے (۱) پاکستانی جنگی قیدیوں کو پاکستان واپس کر دیا جائے گا سوائے ان ۱۹۵ کے جن پر عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا اور پاکستان سے ان تمام بنگالیوں کو جو وہاں مقید ہیں بنگلہ دیش واپس کر دیا جائے گا۔ ان میں وہ بنگالی بھی شامل ہونگے جن کے مقدمہ پاکستان میں زیر سماعت ہونگے (۲) ۱۹۵ پاکستانی جنگی قیدی بھی فی الحال عارضی طور پر ہندوستان میں رکھا جائے گا اور تبادلہ جنگی قیدیوں کے درمیان ان کے خلاف عدالتی کارروائی یا سماعت مقدمہ نہیں ہوگی۔ ان ۱۹۵ پاکستانی جنگی قیدیوں کے مسائل کو بعد میں بنگلہ دیش ہندوستان اور پاکستان باہمی صلاح و مشورہ کے بعد طے کئے کریں گے (۳) بنگلہ دیش ٹرائیپارٹائٹ میٹنگ میں (Tripartite meeting) میں اس وقت شریک ہوگا جب پاکستانی بنگلہ دیش کی آزاد حکومت کو تسلیم کرے گا۔

اس سال (Non-aligned Nations) نان الائنڈ نیشنز کی ایک چوٹی کانفرنس کا انتظام الجیریا میں ۵ ستمبر ۱۹۷۳ء کو کیا گیا تھا۔ اس کانفرنس میں ایک سیاسی اعلان کیا گیا تھا کہ اسرائیل اپنی فوجوں کو عرب کے مقبوضہ علاقوں سے ہٹا لے۔ اس کانفرنس میں اس بات کو پھر سے کہا گیا تھا کہ افریقہ کے تمام ملکوں کی آزادی کی تحریکوں کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ اس کانفرنس میں NATO اور جاپان کے اس رویہ کی مذمت کی گئی کہ انکی طرف سے پرتگالیوں کو افریقہ کی نوآبادیات میں اپنا اقتدار قائم رکھنے میں تقویت ملی ہو۔ اس کانفرنس میں اس اقتصادی فیصلہ کا بھی اعلان کیا گیا کہ ہر حکومت کو اپنے قدرتی وسائل کو قومیانے کا حق حاصل ہے اور یہ بھی طے کیا گیا کہ ترقی و فروغ کرنے والے ممالک کو ایسی تجارت کو توسیع دینے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور مل کر ایک سماجی اور اقتصادی فنڈ میں اپنی رقم جمع کریں تاکہ ترقی کاموں کے اخراجات پورے ہو سکیں۔ اور فروغ کی طرف تیزی کیساتھ پیش قدمی ہو سکے۔

چلی کے ناگہانی تغیر کا تاریخی جائزہ

۱۱ ستمبر ۱۹۷۳ء کو چلی میں حکومت کے اندر ناگہانی تغیر پیدا ہو گیا اور چلی کے صدر سلاوڈیر رالینڈی کو مار ڈالا گیا۔ چلی کے تاریخی ماضی پر اجمالی نگاہ ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے چلی نے تمام ملکوں کے ساتھ تجارتی تعلقات میں گذشتہ سالوں میں کافی توسیع کی اور تقریباً سب ہی سماج وادی ممالک کے ساتھ نئے تعلقات قائم کئے۔ ۱۹۷۱ء میں مئی اور جون میں وزیر خارجہ کلوڈومیر دالمیڈ نے یورپ کے سماج وادی ممالک کا دورہ کیا تھا۔ جون ۱۹۷۲ء میں چلی اور روس میں ایک پلانٹ کا معاہدہ ہوا تھا جس کے ذریعہ چلی کے وسائل کو عمدہ بنا دینے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ دسمبر ۱۹۷۲ء کو خود صدر چلی یعنی سلاوڈیر رالینڈی روس گئے تھے اور روس اور چلی کے درمیان معاہدہ ہوا تھا اور دوستی و تعاون میں اضافہ ہوا تھا۔ اور ایک مشترکہ بیان دیا گیا تھا۔ اس بیان میں فروغ صنعت و حرفت۔ طاقت کی سہولتیں۔ زراعتی ترقی مچھلی بیوپار کا ذکر کیا گیا تھا لیکن چلی کے اندر ایک ناگہانی تغیر پیدا ہو گیا اور صدر سلاوڈیر رالینڈی کو ۱۱ ستمبر ۱۹۷۳ء کو مار ڈالا گیا۔

۱۳ ستمبر ۱۹۷۳ء کو لاؤس میں امن و تحفظ کے معاہدے پر دستخط کئے گئے تھے۔ اس معاہدہ میں مندرجہ ذیل باتیں مذکور تھیں (۱) اس تناسب کو مقرر کر دیا گیا جس میں غیر جانبدار اور کمیونسٹ کی یعنی (Pathet Lao) کی نئی حکومت میں نمائندگی ہوگی۔ (۲) جن علاقوں میں جس فریق کا اثر اور اکثریت ہے وہ علاقے اس کے زیر اقتدار رہیں گے (۳) تمام غیر ملکی فوجوں کو ہٹا دیا جائے گا۔ (۴) تمام جنگی قیدیوں کی رہائی دے دی جائے گی۔ اسی سال تیل پیدا کرنے والی عرب حکومتوں نے امریکہ پر ناراضگی کا اظہار کیا کیونکہ امریکہ اسرائیل کو مدد دیتا رہا ہے۔ عرب ممالک نے امریکہ کو تیل کی فراہمی بند کر دی تھی۔

۱۹ ستمبر ۱۹۷۳ء سے یو۔ این۔ جنرل اسمبلی کا اٹھائیسواں اجلاس ہو گیا تھا۔ جرمن ڈیماکریٹک ری پبلک (مشرقی جرمنی)، فیڈرل ری پبلک آف جرمنی (مغربی جرمنی) بہاماز کو یو این او کا ممبر بالترتیب ۱۳۳ - ۱۳۴ اور ۱۳۵ بنایا گیا تھا۔ ۶ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو عرب اسرائیل کی جنگ کا چوتھا دور شروع ہوا تھا جس کی تفصیل مذکور ہو چکی ہے

اور ۹، نومبر ۱۹۷۳ء کو عرب اسرائیل نے جنگ بندی میں استواری پیدا کرنے کے لئے ایک نئے سمجھوتہ پر دستخط کئے تھے جن کا تذکرہ بھی اسرائیل و مصر کے تنازعہ کے تاریخی جائزہ میں کیا جا چکا ہے۔ اسی سال ۲۷، نومبر ۱۹۷۳ء کو (Brezhnev) بریژنیو ہندوستان آئے تھے۔

انیسواں باب

۱۹۷۴ء سیاسی نکتۂ نظر سے

۱۹۷۴ء کے سیاسی واقعات پر طائرانہ نظر

دنیا کی تاریخ میں نہایت اہم ہے یہ ایک ایسا سال رہا ہے جب بہت سے مغربی ملکوں کی عظیم شخصیتوں کو اپنے عہدوں سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی اس کے کئی اسباب تھے موت۔ شکست اور سیاسی دیاؤ۔ سیاسی دباؤ کا شکار امریکہ کے صدر نکسن ہوئے۔ واٹر گیٹ کا واقعہ ان کے لئے ناسور ثابت ہوا۔ جس کی تفصیل مذکور ہو چکی ہے۔ نکسن کے الگ ہوتے ہی (نکسن نے ۹ اگست کو استعفیٰ دیا اور اسی دن فورڈ نے صدر کے عہدہ کا حلف اٹھایا۔) امریکہ کی تاریخ میں کئی انقلابی موڑ آئے۔ مثلاً امریکہ کی تاریخ میں پہلی بار کانگریس کے ذریعہ مقرر کئے ہوئے صدر اور نائب صدر کو اپنے عہدہ سے ہٹنا پڑا۔ یہی پہلا موقع تھا جب صدر نے اپنا عہدہ چھوڑنے سے پہلے اپنے کو معافی دینے کا تقریباً فیصلہ لے لیا تھا لیکن رائے عامہ کے خوف سے اس پر عمل نہیں کیا۔ یہ بھی پہلا موقع تھا جب دوسرے صدر نے یعنی جیرالڈ فورڈ نے اپنا عہدہ سنبھالنے کے ایک مہینہ بعد سابق صدر کو مکمل طور سے معاف کر دیا۔ حالانکہ انھیں کسی عدالت نے سزا نہیں دی تھی۔ کانگریس کی گہری چھان بین کے بعد اکتالیسویں نائب صدر کے طور پر نیلسن راکفیلر نے ۲۱ دسمبر کو اپنا عہدہ سنبھالا۔

مغربی جرمنی کے چانسلر ولی برانٹ نے دانشمندی کا رویہ اختیار کیا جیسے ہی انھیں معلوم ہوا کہ انکا مشیر یعنی ۴۷ سالہ گنیٹر گیولوم مشرقی جرمنی کا جاسوس تھا اس سے پہلے کہ بات آگے زیادہ بڑھتی انھوں نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ (۶ - ۷ مئی) دیکر اپنی گرتی ہوئی وقعت

وعزت و آبرو کو بچالیا۔ ولی برانٹ نے اپنے پہلے عہد میں مشرقی ملکوں کے اندر دوستی کے تعلقات قائم کرکے جو عزت حاصل کی تھی رفتہ رفتہ اس میں کمی آنا شروع ہو گئی۔ ہامبرگ جیسی صوبجاتی اسمبلیوں کے انتخابات میں ان کی شوسل ڈیماکریٹیک پارٹی کو جو جھٹکا لگا اس سے بھی ولی برانٹ کی حالت کمزور ہو گئی۔ بعد میں ملک میں اقتصادی اور بے روزگاری کی حالتوں نے انکی پارٹی میں خلفشار پیدا کر دیا۔ اس سے ۱۹۷۲ء۔ ۱۹۷۳ء کو ولی برانٹ کے قابل فخر عہد کو نظر انداز کرتے ہوئے پارٹی کے اندر کچھ عناصر نے ہی ان کے خلاف آواز اٹھانی شروع کر دی۔ اس لیے ان کے استعفیٰ سے ولی برانٹ کی تصویر پہلے سے بھی زیادہ صاف ہوئی اور اس کی سیاسی دنیا میں ایک دائمی چھاپ پڑی۔

ولی برانٹ کے بعد صدر گستاؤ ہینماں (۳۰ جون) نے اپنے عہد پورا کرنے کے بعد دوسرے عہد کے لیے اپنی نارضامندی ظاہر کی۔ فری ڈیماکریٹک پارٹی کے لیڈر اور سابق وزیر خارجہ والٹر شیل (۱ جولائی) مغربی جرمنی کے لیے صدر بنے۔ اس سے مغربی جرمنی میں ولی برانٹ اور شیل کی جگہ پر ہیلموٹ شمٹ اور گینشر کی نئی سرکار (۶ مئی کو حلف لیا) بنی لیکن ان دونوں آدمیوں میں اتنا میل جول اور معاون کے جذبات نہیں تھے جو برانٹ اور شیل میں تھے۔

۱۹۷۴ء میں برطانیہ میں دو انتخابات ہوئے۔ پہلا ۲۸ فروری کو اور دوسرا ۱۰ اکتوبر کو دونوں ہی وسط مدت چناؤ تھے۔ چناؤ کی نوبت تب آئی جب کوئلہ کان میں کام کرنے والوں کی ہڑتال نے اقتصادی و معاشی حالت میں ابتری و خرابی پیدا کرنا شروع کر دیا۔ دراصل اکتوبر ۱۹۷۳ء کے عرب اسرائیل جنگ نے دنیا بھر میں جو ہیجان و انتشار پیدا کیا اس کا اثر یورپ کی اقتصادی و معاشی حالت پر سب سے زیادہ پڑا۔ تیل کی کمی کی وجہ سے برطانیہ میں پانچ دن کے بجائے تین دن کا ہفتہ کر دیا گیا۔ اس سے بے روزگاری کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ ایک یہ مسئلہ اور اس پر کوئلہ کی کان کے اندر کام کرنے والوں کی زیادہ تنخواہ کی مانگ سے برطانیہ کی معاشی و اقتصادی حالت لڑکھڑا گئی۔ فوراً وزیر اعظم ہیتھ سے نئی دور کی بات چیت کے بعد بھی حالت نہیں سنبھلی تو انھوں نے ہاؤس آف کامنز کو ختم کر کے نیا چناؤ کرنے کا اعلان کیا۔ اس چناؤ میں کسی بھی پارٹی کو واضح اکثریت حاصل نہیں ہوئی۔ لیبر پارٹی کو زیادہ نشستیں ملیں (۶۳۵ کے پارلیمنٹ میں لیبر پارٹی کو ۳۰۱، کنزرویٹو کو ۲۹۶ اور لبرل کو ۱۴ نشستیں ملیں) کنزرویٹو پارٹی اور

لبرل پارٹی کے لیڈروں میں ملی جلی سرکار بنانے پر رضامندی جب نہیں ہو پائی تو ملکہ الیزبتھ نے لیبر پارٹی کے لیڈر ہیرلڈ ولسن کو سرکار بنانے کی دعوت دی۔ ولسن کی تیسری سرکار تھی لیکن یہ بھی زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکی۔ ایک ایک کر کے اس اقلیت کی سرکار کے خلاف ساڑھے نو بداعتمادی کی تجویزیں پاس ہوئیں۔ اس دوران ولسن سرکار نے کان میں کام کرنے والوں کو ہڑتال ختم کروا کر مزدوروں کی نظروں میں اپنی حالت مضبوط بنائی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ وقت بھی ان کے حق میں ہے۔ رفتہ رفتہ دوسرے مسائل پر بھی انھوں نے قابو پا لیا۔ لیکن ہاؤس آف کامنز میں ان کی حالت غیر مستقل رہی۔ اس لئے ایک بار پھر برطانیہ میں چناؤ ہوا۔ اس بار اکتوبر کو لیبر پارٹی کو واضح اکثریت حاصل ہو گئی۔ لیبر ۳۱۹، کنزرویٹو ۲۷۶ لبرل ۱۳۔ ولسن چوتھی بار ملک کے وزیراعظم بنے۔ گلیڈاسٹون کے بعد چار بار بننے والے دوسرے وزیراعظم اگرچہ بظاہر مستقل پن موجود ہے۔ پھر بھی لیبر پارٹی کے اندر نرم دل یعنی متوسط راستہ اور بام پنتھی کے لوگوں میں اختلاف رائے کے اشارے ابھرنے لگے ہیں۔

فرانس میں جارج پومپیدو کا انتقال (۲ اپریل) ہو جانے سے ڈیگال واد کا خاتمہ ہو گیا۔ امریکہ کی طرح فرانس کے صدر کا عہدہ بھی اثر دار ہے۔ لہذا فرانس کے صدر عہدہ کے چناؤ کو لیکر سارے یورپ میں اٹکلوں کا دور چلتا رہا۔ پہلی رائے شماری میں کسی بھی امیدوار کو واضح اکثریت حاصل نہیں ہو سکی۔ لہذا دوسری رائے شماری ہوئی۔ مقابلہ ڈیگال واد ماننے والے امیدوار والیری جسکارڈ دیستیں اور بام پنتھیوں کے امیدوار فرانسوا متراں میں ہوا۔ جسکارڈ دیستیں کو (۱۹ مئی) کو کامیابی ہوئی۔

روم میں بھی نئی سرکار بنی مورو کے کی رہنمائی میں کسی سیاسی آدمی نے کہا۔ روم کی کیا باتیں ہیں؟ یہاں تو ہر دوسرے دن سرکار بنتی اور بگڑتی ہے۔ بہرحال روم میں بھی حکومت میں تبدیلی آئی۔

۱۹۷۴ء میں برطانیہ میں دوبارہ چناؤ ہوا۔ تو پرتگال میں دوبارہ انقلاب۔ پہلے کیتانو سرکار کے مخالف فوجیوں نے انقلاب کر کے حکومت سنبھالی (۲۵ اپریل) اور جنرل اسپی نولہ کو صدر بنایا گیا۔ بعد میں حالات نے موڑ لیا۔ جنرل اسپی نولہ گئے (۳۰ ستمبر) اور

اس کے مقام پر جنرل کو تھا گومیتہ نئے صدر بنے۔ اس تبدیلی نے نقشہ ہی بدل دیا۔ کل تک پرتگال کو لوگ حقارت کی نظروں سے دیکھتے تھے جب اس نے انگولا کیپ ورد ے (۵ جولائی ۱۹۷۵ء) موزمبق (۲۵ جون ۱۹۷۵ء) کو آزادی دینے کا اعلان کیا تو پرتگال لوگوں کی نظروں میں اچھا ہو گیا۔ گنی مباؤ کو پرتگال نے باقاعدہ آزادی (۳۰ اگست ۱۹۷۴ء) دیدی۔ گنی کی خلیج میں واقع تومے اور پرنسپل مجمع الجزائر کو آزادی دینے کے بارے میں سمجھوتہ ہو گیا۔ مکاؤ اور تیمور کو آزادی دلانے کا یقین دلایا گیا۔ اثر یہ ہوا کہ جنوبی افریقہ اور روڈیشیا کی گوراشاہی بھی لڑکھڑانے لگی انھوں نے بھی آزادی کے مجاہدین کو آزاد کرانا چاہا۔ پرتگال میں اقتدار کا تغیر ۱۹۷۴ء میں سیاسی اعتبار سے نہایت اہم ہے

اس قسم کے واقعات یونان میں ہوئے۔ نومبر ۱۹۷۳ء میں پاپا دوپلوس کو اقتدار سے ہٹانے کے بعد جنرل گیکیج نے اقتدار سنبھالا تھا (۲۸ نومبر ۱۹۷۳ء) لیکن سائپرس کے معاملہ میں انکی پالیسی ان کے زوال کی وجہ بن گئی۔ اگر سائپرس کے بارے میں ان فوجی حکمرانوں نے حقیقی نکتہ نظر کا مظاہرہ کیا ہوتا تو نہ مکاریوس دیش چھوڑتے اور نہ ہی ترکی اور یونانی فوجوں میں ٹکر ہوتی بیا حالات فوجی حکمرانوں کے قابو سے باہر ہو گئے۔ تب سابق وزیر اعظم کانستانتن کارمان لس کو پیرس سے بلایا گیا اور ۲۴ جولائی کو انہوں نے سرکار کی تنظیم کی۔

اقتدار کی باگ ڈور غیر فوجیوں کے ہاتھ میں چلے جانے کے بعد یونان میں جمہوریت بحال ہوئی۔ اس کے کچھ دنوں بعد ہی سیاسی قیدی رہائی پا سکے۔ پارلمینٹ کے باقاعدہ چناؤ ہوئے (۱۷ نومبر) جن میں کارمان لس کی پارٹی کو اکثریت حاصل ہوئی۔ ۱۹۵۲ء کے آئین کی جگہ پر نیا آئین بنایا گیا۔ جنرل گیج نے ۱۶ دسمبر کو اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا اور نئے آئین کے مطابق غیر فوجی صدر کا انتخاب ہوا۔ اس سے پہلے ۸ دسمبر کو ۱۴۴ سالہ راج شاہی کا خاتمہ ہو گیا۔ یونان میں اس سیاسی انقلاب کے ساتھ ہی سائپرس کی حالت بھی بدلی۔ تبدیلی کا اثر یہ ہوا کہ چھ مہینے بعد پادری مکاریوس راجدھانی نکوسیا (۷ دسمبر) واپس آئے اور ایک بار پھر سائپرس کا اقتدار ان کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ ترکی میں بھی وزیر اعظم ایجیوت کو استعفیٰ دینا پڑا۔ انکی جگہ پر ایک اکثریت والی پارٹی کی سرکار کی تنظیم کی گئی۔ حالات پھر بھی غیر مستقل رہے۔

اسپین میں صدر فرانکو کے معتبر و معتمد وزیر اعظم ایڈمیرل بلانکو کی ۲۰ دسمبر ۱۹۷۳ء

کی مدت سے ملک میں سیاسی خالی پن کی سی حالت پیدا ہو گئی۔ مخالف محاذ نے ایپادیا ڈیبار کر دیا ہے
۲ر جنوری کو بلانکو کی جگہ پر اریاس نلوارو نئے وزیر اعظم بنے۔ فرانکو کی صحت کے بارے میں طرح طرح
طرح کے قیاس لگائے گئے۔ تقریباً دو مہینے وہ اسپتال میں رہے۔ اسی دوران شہزادہ کارلوس نے
اُن کے فرائض کو انجام دیا۔

۱۴ر دسمبر کو بحر روم کے جزیرے مالٹا میں عوامی حکومت بنی۔ سر انتھنی بہ دتے پہلے گورنر جنرل،
کی حیثیت سے اپنا عہدہ سنبھالا۔

کینیڈا (۸ر جولائی) اور آسٹریلیا (۱۸ر مئی) میں بھی ۱۹۷۴ء میں چناؤ ہوئے۔ کینیڈا میں
لبرل پارٹی کے لیڈر پیئرے ترودو کی سرکار کا ووٹوں کی تقسیم کے دوران زوال ہو گیا اتنے
چناؤ میں لبرل پارٹی کو نمایاں اکثریت (۲۶۴ نشستوں میں سے ۱۴۱ نشستیں) حاصل ہوئی تو
ترودو تیسری مرتبہ ملک کے وزیر اعظم چنے گئے۔ کینیڈا میں اقلیت سرکاروں کی روایت رہی
ہے۔ ترودو کی دوسری سرکار بھی اقلیت کی سرکار تھی۔ ترودو کے استحکام کا کیوبیک کے
سیاستدانوں نے استقبال کیا کیونکہ انھیں فرانسیسی اور انگریزی زبان بولنے والوں کے بیچ کی کڑی کے طور پر مانا
جاتا ہے۔ آسٹریلیا کی لیبر پارٹی کے لیڈر اور وزیر اعظم گف وہٹلم کو بھی اپنے ملک میں مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ انھوں نے
دونوں ایوانوں کو ختم (۱۱ر اپریل) کر کے نئے چناؤ کرائے۔ ان کی لیبر پارٹی کو پھر ایک بار کامیابی حاصل ہوئی تو پہلے سے
ایک نشست کم ملی (۱۲۷ نشستوں کے ایوانوں میں ۶۶ نشستیں حاصل ہوئیں۔

ان ملکوں کے علاوہ جاپان میں کاکوئی تناکا کو خرابیوں کے الزام میں استعفیٰ (۲۶ر نومبر)
دینا پڑا۔ انکی جگہ پر مکی نئے وزیر اعظم (۴ر دسمبر) بنے۔ اسے سیاست میں انقلاب قرار دیا گیا۔ جاپان
میں صنعت و حرفت میں اقتدار رکھنے والے ہی وزیر اعظم ہوا کرتے تھے۔ مکی پہلے وزیر اعظم ہیں جنھیں
عام شہری کے طور پر مانا جاتا ہے۔ مکی کے خلاف ابھی تک بدعنوانیوں کے الزام نہیں ہیں۔ سیاستدان
نقاد کا خیال ہے کہ مکی ملک کو عمدہ انتظام سے سنوار دیں گے۔

بنگلہ دیش میں وزیر اعظم شیخ مجیب الرحمن نے دو مرتبہ اپنی وزارت کی تنظیم میں تبدیلیاں
کیں اس کے علاوہ وہاں نئے صدر کا بھی تقرر کیا گیا۔ ابو سعید چودھری کے استعفیٰ (دسمبر ۱۹۷۳ء)
کے بعد وہاں صدر کا عہدہ خالی تھا۔ انکی جگہ پر ۲۴ر جنوری ۱۹۷۴ء کو محمد اللہ نے ملے

صدر کے عہدہ کا حلف لیا۔ اس اثنا میں سب سے بڑا واقعہ پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کا بنگلہ دیش کا دورہ (جون ۱۹۷۴ء) تھا بھوٹان میں راجہ جگمے ڈورجی وانڈ چک کے انتقال سے اُن کے بیٹے جگمے سنگھ وانڈ چک کو گدی نشین (۲ جون ۱۹۷۴ء) کیا گیا۔ تاریخ عالم میں شاید بھوٹان پہلا ملک ہے جہاں کا حکمراں جوان اور کم عمر ہے۔ تھائی لینڈ میں وزیر اعظم دھرم شکتی نے (مئی ۱۹۷۴ء) میں اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا لیکن اُن سے پھر وزیر اعظم کے عہدہ کو سنبھالنے کی استدعا کی گئی۔ انہوں نے ملک کو نیا آئین دیا حالانکہ وہاں پر ہڑتالوں کا کافی دور چلا لیکن ملک میں عوامی حکومت قائم رہی۔

عرب اسرائیل جنگ سے پیدا شدہ حالت کو اعتدال پر لانے کے لئے امریکہ کے وزیر خارجہ ڈاکٹر کیسنجر نے ثالث کا کام کیا۔ نہ صرف مصر اسرائیل اور سیریا اسرائیل کے لیڈروں میں بات چیت ہی ہوئی بلکہ فوجوں کی واپسی بھی شروع ہوئی۔ سویز نہر کے کھولے جانے پر بات چیت ہوئی۔ امریکہ۔ برطانیہ اور فرانس کی مدد سے سویز نہر کی صفائی کا کام شروع ہوا۔ البتہ عرب ملکوں اور اسرائیل میں وارداتیں ہوتی رہیں۔ لیکن مجموعی طور پر حالات پُر سکون ہی رہے۔ سب سے اہم بات فلسطینی آزادی کے مورچہ کے لیڈر یاسر عرفات کی شخصیت کا نکھار تھا۔ پہلے عرب ملکوں کی کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ اُردن ندی کے کنارے قبضہ کی ہوئی زمین کے بارے میں بات اسرائیلیوں سے اُردن کے شاہ حسین نہیں کریں گے۔ بلکہ فلسطینی لیڈر کریں گے۔ اس کے بعد فلسطینی کو یو۔ این۔ او میں نمائندگی کا مرتبہ حاصل ہونے سے یاسر عرفات نے (۱۴ نومبر) اپنے ملک کی نمائندگی کی۔

یورپ کی طرح افریقہ کے ملکوں میں بھی ایک نئی لہر آئی اس کی شروعات حالانکہ پرتگال نے کی تھی لیکن ایتھوپیا کے فوجیوں نے اسے عملی جامہ پہنایا۔ ایتھوپیائی مسلح فوجیوں نے ایریٹریا کو پہلے اپنے قبضہ میں کیا۔ پورے ملک پر حکومت کرنے کی دھمکی دی اور بعد میں ہیلے سلاسی کو بڑی صفائی کے ساتھ ہٹا دیا گیا۔ ہیلے سلاسی کے بعد کے حالات اچھے نہیں رہے کئی وزیر اعظم آئے اور گئے۔ جیسے امرو۔ ماکونین اور امان اینڈوم لیکن سال کے ختم ہونے سے پہلے شاہی خاندان کے تقریباً ۶۲ آدمیوں کو ۲۴ نومبر کو گولی سے اڑا دیا گیا جن میں

سابق وزیر اعظم بھی شامل تھے۔ پرتگال نے موزمبق۔ کیپ ورد اور انگولا کو آزادی دینے کا یقین دلایا تھا اس سے بھی ایک نئی لہر آگئی موزمبق اور کیپ ورد میں تو انترم سرکاریں بن چکی ہیں لیکن انگولا کے بارے میں بات چیت چل رہی ہے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ جنوبی افریقہ اور روڈیشیا کی گوری سرکاروں نے بھی سیاہ فام اکثریت کے ساتھ بات چیت کی پیش کش کی ۱۶ - ۱۸ دسمبر کو سالسبری میں کانفرنس ہوئی جس میں حصہ لینے کے لئے یہاں کی جیلوں سے کالوں کو رہائی دی گئی اور بعد میں انھیں دوبارہ گرفتار نہیں کیا گیا۔

جہاں تک لاطینی امریکہ کے ملکوں کا تعلق ہے چلی میں انقلاب تو ۱۹۷۳ء میں ہی ہو گیا تھا جنرل پینوچیت نے ۱۷ دسمبر کو صدر کا عہدہ سنبھال لیا اور اعلان کر دیا کہ ملک میں فوجی حکومت قائم رہے گی کیمونسٹ عناصر پہ پابندی عائد کر دی گئی۔ ارجنٹائنا کے صدر جنرل ہوان پیرون کا یکم جولائی کو انتقال ہو گیا۔ انکی بیوی ایزابیل پے رون نے حکومت سنبھالی۔ شروع شروع میں اس کی مخالفت ہوئی لیکن ایزابیل پے رون نے حالات پر قابو پا لیا۔ برازیل میں جنرل گیزل نے صدر کے عہدہ کا حلف لیا (۱۵ جنوری کو چناؤ - ۲۱ فروری کو وزارت کی تنظیم - اور ۱۵ مارچ کو حکومت کی باگ ڈور ہاتھ میں آئی) کولمبیا میں اپریل میں نئے صدر کا چناؤ ہوا۔ ۷ اگست کو نئے چنے ہوئے صدر الفاذون لوپیز مائیکل سین نے اپنا عہدہ سنبھالا ڈومی نیک عوامی حکومت میں صدر بالاگوئیر کا دوبارہ انتخاب ہوا۔

جنگ کے بادل

جہاں تک جنگ کا تعلق ہے اکتوبر ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد عام طور پہ سکون ہی رہا۔ یہ بات دیگر ہے کہ گولان پہاڑیوں پر سیریا اور اسرائیل کے فوجیوں میں جھڑپ ہو جایا کرتی تھی لیکن دسمبر ۱۹۷۴ء میں کچھ اس طرح کی امید ہونے لگی تھی کہ عرب اسرائیل میں لڑائی ممکن ہے۔ عرب ملکوں نے اپنی اپنی فوج کو چوکس رہنے کے احکام دیدیئے۔ لاؤس میں بھی پاتھیٹ لاؤ اور شہزادہ سوانا تھا کی فوجوں میں جھڑپ ہوئی لیکن وہ زیادہ بھیانک نہیں تھی۔ شمال اور جنوب ویتنام میں بھی عام طور پر سکون ہی رہا۔ اس مرتبہ لڑائی ایشیائی سرزمین سے ہٹ کر یورپ کی سرزمین پر پہونچ گئی۔ سائپرس میں گھمسان کی لڑائی ہوئی جھگڑے کی جڑ یہ تھی کہ سائپرس کی حکومت

پر یونانی سائپرسیوں کا قبضہ ہو یا ترک سائپرسیوں کا قبضہ ہو۔ پادری مکاریوس کو اپنا ملک چھوڑ کر (۱۵ جولائی) بھاگنا پڑا۔ تین مہینے کی لڑائی کے بعد تقریباً نصف سائپرس پر ترکی فوجوں کا قبضہ ہو گیا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ بے گھر بار ہو گئے۔ ترکی سائپرسی جیتے ہوئے علاقہ میں اپنی الگ سرکار قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جو مکاریوس کو گوارا نہیں۔ مکاریوس ایک سائپرس چاہتے ہیں۔ وہ یہ منظور کر سکتے ہیں کہ ایک سائپرس کے تحت ترکی کو خود مختاری دیدی جائے۔ افریقہ میں ایتھوپیا میں جو لڑائی ہوئی وہ اندرونی لڑائی تھی۔ اقتدار کی لڑائی ایریٹریا حبشہ سے الگ ہونے کی مانگ کرتا رہا ہے۔ یہاں کے غیر مطمئن فوجیوں نے شہنشاہ ہیلے سلاسی کی ۵۰ سال کی حکومت کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ہیلے سلاسی کی پچاس سالہ حکومت ختم ہو گئی اس سے حالات پر امن و امان اور سکون قائم نہیں ہو سکا۔ ابھی بھی ایریٹریا اور صلحنامہ کی ہوئی فوجوں میں لڑائی جاری ہے۔

بنگلہ دیش کا انتظام حکومت

۲۵ جنوری ۱۹۷۵ء کو بنگلہ دیش میں پارلیمنٹ نظام حکومت کو ختم کر کے صدر کی حکومت کا نظام قائم ہو گیا۔ شیخ مجیب الرحمن نے بنگلہ دیش کے وزیراعظم کے عہدہ کو چھوڑ کر صدر کا عہدہ سنبھال لیا۔

۱۹۷۴ء کا اہم تاریخی جائزہ

جنوری ۱۹۷۴ء پاکستان میں سب ہی نجی بینکوں کا قومی ملکیت ہو جانا ایک تاریخی واقعہ ہے۔ یکم جنوری ۱۹۷۴ء کو سب بینک قومی بن گئے۔ ۲ جنوری کو برما سرکار نے ہندوستانی نسل کے باشندوں کو معاوضہ دینے کا اعلان کیا اور ۳ جنوری ۱۹۷۴ء کو ہی برما کے نئے آئین کی تخلیق ہوئی کابینہ کو اسمبلی کے سامنے اپنی کارکردگی کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ لیکن اس سے زیادہ فرق نہیں آئیگا کیونکہ اکثریت تو یقیناً برما سوشلسٹ پروگرام پارٹی سے ہی آئے گی۔ نئے آئین کی رو سے برما میں اقتدار و حکومت کی باگ ڈور ایک سماج واد جمہوری پارٹی کے ہاتھ میں رہے گی تمام اختیارات فوج کے ہی ہاتھ میں نظر آتے ہیں۔ یہ بات مرکزی کمیٹی کی تنظیم سے ظاہر ہو تب ہی نی ون (Newin) اور باقی انقلابی کونسل کے ممبروں نے انتخابات لڑے اور یہ سب لوگ باقاعدہ منتخب

ہو کر آئے۔ مسٹر نی ون (Ne Win) نے نئی بوتل میں پرانی شراب بھری ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انھوں نے اپنے ملک کو آئین دے کر اپنی قوت و شخصیت کو ایک قانونی شکل دی جو گزشتہ بارہ سال کے مقابلہ میں ایک امتیازی نوعیت رکھتی ہے۔ یہ ضروری تھا کہ ایک آئینی نظام کی تعمیر ہو جائے جس کے تحت آئندہ جانشینی کے مراحل باقاعدہ طے ہو سکیں۔ اگر برما کی تاریخ کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یونائیٹڈ نیشنل لبریشن فرنٹ (United National Liberation Front) کے قیام کی وجہ سے ۱۹۶۹ء میں حکمرانوں کے قدم لڑکھڑانے لگے تھے۔ بہر حال آجکل عوام میں آزادی کی لہر ہر جگہ نظر آتی ہے اور دنیا حصول آزادی کی طرف تیزی کے ساتھ پیش قدمی کر رہی ہے۔

۴ جنوری ۱۹۷۴ء کو ایران بھارت سے تجارتی فروغ سے متعلق ایک سمجھوتہ ہوا جس سے دونوں ملکوں کے تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔ ۱۹۷۱ء میں ایران اور ہندوستان میں ناخوشگوار تعلقات پیدا ہو گئی تھی۔ ایران نے پاکستان کو ہوائی جہاز اور فوجی سامان فراہم کیا تھا لیکن بعد میں ہندوستان اور پاکستان میں دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے۔ اپریل ۱۹۷۴ء کے آخر میں وزیر اعظم اندرا گاندھی تہران گئی تھیں۔ اور شاہ ایران سے تبادلہ خیالات کیا تھا۔ ہندوستان کے وزیر خارجہ [illegible] بھی ایران گئے تھے اور نہایت مفید بات چیت کی گئی تھی۔ اقتصادی ترقی کے پروگرام دونوں ملکوں کے متحدہ کمیشن نے بنائے تھے دلی اور تہران دونوں مقامات پر باہمی مفادات سے متعلق تبادلہ خیالات ہوا تھا۔ ۲ مئی ۱۹۷۴ء کو ایک مشترکہ تعاون و امداد کا اعلان تہران میں کیا گیا تھا۔ شاہ ایران اور شاہ بانو تین دن کے واسطے (یعنی ۲ اکتوبر ۱۹۷۴ء سے ۴ اکتوبر ۱۹۷۴ء) ہندوستان آئے تھے۔ نئی دلی میں اونچی سطح پر کارآمد بات چیت ہوئی تھی اور تیل، المونیم اور جہاز رانی سے متعلق تعاون کے سمجھوتہ پر دستخط ہوئے تھے۔ [illegible] ایشیا امن امان و سکون کا خطہ قائم کرنے کے متعلق گفتگو ہوئی تھی۔ دونوں ملک نے اس بات پر متفق ہوئے تھے کہ دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعاون و امداد کے بے شمار امکانات ہیں۔ شاہ [illegible] نے ہندوستان کی غیر جانبدار پالیسی کو سراہا تھا۔ ۳ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو شاہ ایران نے دلی کی ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا "ایران پاکستان کی مدد نہیں کرے گا اگر پاکستان نے ہندوستان پر وار کیا۔"

۸ر جنوری ۱۹۷۴ء میں سعودی عرب نے فرانس کو ۸۰ کروڑ ٹن کچا تیل دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ۱۰ر جنوری کو امریکی فوجی مداخلت ہونے پر کویت نے اپنے تیل کنوؤں کو اڑا دینے کی دھمکی دی تھی۔ ۱۱ جنوری کو مصر میں تیل کی پائپ کی تعمیر کے لئے امریکہ نے ۲ کروڑ ڈالر کی امداد دینے کا اعلان کیا تھا۔ ۱۳ر جنوری کو ٹیونیشیا اور لیبیا میں اتحاد کا اعلان کیا گیا تھا۔

۵ر جنوری ۱۹۷۴ء کو جکارتا میں جاپانیوں کے خلاف طلباء کا تشدد پر مبنی مظاہرہ ہوا تھا۔

اسی جنوری ۱۹۷۴ء میں سری لنکا سے محترمہ بندرانائک نئی دہلی آئیں تھیں اور وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی سے تبادلۂ خیالات کیا تھا اور ایک مشترکہ بیان کی اشاعت ہوئی تھی۔ اس بیان میں مندرجہ ذیل باتوں کا تذکرہ کیا گیا تھا۔

ہندوستان اور سری لنکا کا تاریخی معاہدہ

(۱) ۱۵۰۰۰۰ (ایک لاکھ پچاس ہزار) ہندوستانی نسل کے باشندوں میں سے ۷۵۰۰۰ یعنی پچھتر ہزار لوگوں کو سری لنکا ہی میں شہری حقوق دیئے جائیں گے۔ بقیہ لوگوں کو ہندوستان میں رکھا جائے گا (۲) کچھیٹو جزیرے کی ملکیت کا تنازعہ بعد میں طے کیا جائے گا (۳) اندرا گاندھی جی اور سری لنکا کی وزیر اعظم نے ۱۹۶۴ء کو سمجھوتہ پر بھی غور کیا اور آٹھ لاکھ پچیس ہزار ہندوستانی نسل کے باشندوں کے مسائل پر نظر ثانی کی (۴) دونوں ملکوں کے رہبروں نے یو۔ این کے دسمبر ۱۹۷۱ء کے اعلان کا جائزہ لیا اور اس کے مطابق عمل کرنے کے سلسلہ میں غور و خوض کیا گیا۔ بحر ہند کو امن و امان کا خطہ قائم رکھنے پر بھی تبادلہ خیالات ہوا اور دنیا کی عظیم طاقتوں کی باہمی رقابت اور کشیدگی پر بھی بات چیت کی گئی۔ اس سمجھوتہ کے ذریعہ بہت سے مسائل حل ہو گئے اور دونوں ملکوں میں اس سمجھوتہ کا استقبال کیا گیا۔ دونوں ملکوں نے پیچیدہ مسائل کو پر امن طور سے حل کرنے کی کوشش کا ظاہر کی تھی۔ کچے چیٹو جزیرہ کا پرانا الجھا ہوا مسئلہ بھی حل ہوا۔ اپریل ۱۹۷۴ء میں دونوں ملکوں کے وزیر اعظم نے اس مسئلہ پر گفتگو کی اور ۲۷ جون ۱۹۷۴ء کو ہندوستان کی وزارت خارجہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ دونوں ممالک نے باہمی مساوات و احترام کے ساتھ سمجھوتہ کیا ہے۔ جہاز رسانی، سفر، مچھلی اور معدنیات سے متعلق بھی سمجھوتہ ہوا تھا۔ سری لنکا کو کچے چیٹو کا علاقہ

مل گیا۔ حالانکہ تامل ناڈو کے لیڈروں نے اس تبادلہ کو اچھا نہیں سمجھا کیونکہ انھوں نے جذبات کو مجروح محسوس کیا۔

دنیا کے دیگر تاریخی واقعات

۱۹ر جنوری ۱۹۷۴ء کو جنوبی بحر چین اور جنوبی ویتنامی فوجیوں میں جھڑپ جاری رہی اور دکن جزیرہ پر چین کا قبضہ ہو گیا۔ ۲۰ر جنوری ۱۹۷۴ء کو چین نے جنوبی ویتنام کے پارسل مجموعہ الجزائر پر قبضہ کر لیا۔ اسی سال ۲۳ر جنوری ۱۹۷۴ء کو سوئیز علاقہ میں مغربی حصوں سے اسرائیلی ٹینکوں کا ہٹنا شروع ہو گیا تھا۔ ۲۴ر جنوری ۱۹۷۴ء کو جناب محمد اللہ کو بنگلہ دیش کا صدر منتخب کیا گیا تھا۔ ۲۸ر جنوری ۱۹۷۴ء کو لاہور میں ہونے والی اسلامی چوٹی کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے پاکستان کے وزیر اعظم نے شیخ مجیب الرحمٰن کو مدعو کیا تھا۔ لاہور کی اسلامک چوٹی کانفرنس لاہور میں ۲۲ر فروری ۱۹۷۴ء کو ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں ۳۶ اسلامی ممالک نے شرکت کی تھی مغربی ایشیا اور عرب سے متعلق معاملات پر غور کیا گیا تھا۔ یہ کانفرنس تین دن تک رہی تھی۔ اس میں دو قراردادیں منظور کی گئی تھیں۔

(۱) پہلی قرارداد کا تعلق مغربی ایشیاء کی حالت سے تھا جس میں فلسطین کا معاملہ بھی شامل تھا دوسری قرارداد یروشلم سے متعلق تھی۔ اس کانفرنس نے مندرجہ ذیل باتوں پر اتفاق رائے ظاہر کیا تھا۔

(۱) کانفرنس اسلامی قومی اتحاد کو ضروری سمجھ کر اس میں پورا اعتماد رکھتی ہے اور سب لوگ متحد ہو کر ایشیا۔ افریقہ اور لاطینی امریکہ کے لوگوں کے سماجی اور اقتصادی مسائل کے حل کرنے میں بھرپور تعاون کریں گے۔ (۲) سب لوگ بھرپور مدد کرتے رہیں گے تاکہ عرب ممالک تمام ذرائع و وسائل سے گئے ہوئے علاقوں کو واپس حاصل کر لیں۔ اور فلسطینی لوگوں کو ان کے وطن میں انکے تمام حقوق مل جائیں اور مشرق وسطیٰ کے مسائل کا ایک ٹھوس حل نکل آئے (۳) کانفرنس نے طے کیا کہ ایک ایسی کمیٹی کی تشکیل کی جائے جو باہمی فلاح و بہبود کے واسطے مفید ثابت ہو۔ اسی سال یعنی ۲۹ر جنوری ۱۹۷۴ء کو عالمی ہیوی ویٹ مکہ بازی میں محمد علی نے فریزر کو شکست دی تھی۔

فروری ۱۹۷۴ء بھی دنیا کی تاریخ میں نہایت اہم مہینہ ہے۔ ۳ر فروری ۱۹۷۴ء کو فلسطینی چھاپہ ماروں نے یونانی قیدیوں کو رہائی دی۔ گولان کے مورچہ پر سیریا اسرائیل میں

زبردست جنگ ہوئی۔ ۶ر فروری ۱۹۷۴ء ڈیگو گارسیا اڈے کے بارے میں برطانیہ امریکہ میں اصولی سمجھوتہ ہوا۔ ۸ر فروری ۱۹۷۴ء کو آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ۔ انڈونیشیا نے بحر ہند میں امریکی اڈوں کی مخالفت کی تھی۔ ۱۰ر فروری ۱۹۷۴ء کو ایران و عراق تنازعہ میں ۱۴ ایرانی اور ۱۴ عراقی فوجی مرے تھے۔ ۱۱ر فروری ۱۹۷۴ء کو واشنگٹن میں تیل کی قلت پر غور کرنے کے لئے ۱۳ ممالک کی کانفرنس شروع ہوئی تھی اور ۱۲ر فروری ۱۹۷۴ء کو لیبیا میں تین امریکی تیل کمپنیوں کو قومی ملکیت بنا لیا گیا تھا۔ ۱۹ر فروری کو اسرائیل کے وزیر دفاع دشت دایان نے استعفیٰ دیدیا تھا اور ۲۱ر فروری ۱۹۷۴ء میں محترمہ گولڈا مائر کی اقلیت کی سرکار بنی تھی۔ ۲۳ر فروری ۷۴ء میں لاہور میں اسلامی چوٹی کانفرنس ہوئی تھی جس کی تفصیل دی گئی ہے اور ۲۲ر فروری ۱۹۷۴ء کو پاکستان نے بنگلہ دیش کی حکومت کو باقاعدہ تسلیم کر لیا تھا۔ ۲۵ر فروری کو ایران نے امریکہ سے بڑے پیمانہ پر ہتھیار خریدے تھے اور اسی سال یعنی ۲۷ر فروری ۱۹۷۴ء کو تھائی لینڈ سرکار نے استعفیٰ دیا تھا۔

۲ر مارچ ۱۹۷۴ء برطانیہ کے اندر عام چناؤ میں کسی بھی سیاسی پارٹی کو واضح اکثریت نہیں مل سکی۔ ۳ر مارچ کو پیرس کے پاس ترکی ہوائی جہاز کے حادثہ کی وجہ سے ۳۵۰ آدمی مر گئے۔ فلسطینی چھاپہ ماروں نے برطانیہ کے جہاز پر اپنا قبضہ کر کے اس کو ایمسٹرڈم میں جلا ڈالا۔ ۵ر مارچ ۱۹۷۴ء کو برطانیہ میں جناب ہیرلڈ ولسن کی رہبری میں نئی کابینہ کی تشکیل ہوئی اور ۷ر مارچ کو اسرائیل کی کابینہ میں گولڈا مئیر کو شامل کیا گیا۔ ۹ر مارچ ۱۹۷۴ء کو مالدیپ کے وزیر اعظم احمد ذکی نے کہا کہ بحر ہند کو امن و امان کا خطہ قائم رکھنے کے لئے ایشیائی ممالک متحد ہو جائیں۔ ۱۱ر مارچ ۱۹۷۴ء کو اسرائیل سکیورٹی کونسل میں سیریا پر حملہ کرنے کا الزام لگایا۔ ۱۲ر مارچ ۱۹۷۴ء کو ایک جاپانی جہاز کا حادثہ ہوا جس میں ۲۴ مسافر تھے۔ ۱۷ر مارچ ۱۹۷۴ء کو گولان کی پہاڑی پر سیریا اور اسرائیل میں دوبارہ لڑائی ہوئی۔ ۱۸ر مارچ ۱۹۷۴ء کو عرب ممالک نے امریکہ پر سے تیل کی کٹوتی کی پابندی ہٹا دی تھی۔ اسی سال ۱۹ر مارچ کو الجیریا میں غیر جانبدار ملکوں کے وزیر خارجہ کی ایک کانفرنس ہوئی۔ ۲۰ر مارچ ۱۹۷۴ء کو پاکستان سرکار نے نان بائی نان ذار رخان پر دوبارہ پابندی لگا دی۔ اسی

سال پورٹ سعید کا بندرگاہ جہازوں کی آمد و رفت کے لئے کھل گیا ۲۶ر مارچ ۱۹۷۴ء کو سعودی عرب نے امریکہ کو دوبارہ تیل کی فراہمی کی۔ ۲۷، مارچ ۱۹۷۴ء کو ایتھوپیا میں باغی فوج نے ہوائی اڈوں پر قبضہ کر لیا ۲۸ر سنہ ۱۹۷۴ء کو بنگلہ دیش میں ۳۰۰ آدمی طوفان سے مر گئے ۲۹ مارچ کو نیپال کی کابینہ میں توسیع ہوئی ۱۱ نئے وزیر شامل کئے گئے۔ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۷۴ء کو ایران کے شاہ نے ہندوستان کو زیادہ تیل دینے کا یقین دلایا۔ لیبیا میں تیل مارئل ڈوپ کمپنی کو قومی ملکیت بنا لیا گیا۔ ۱۹ر اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو پاکستان۔ بنگلہ دیش اور ہندوستان کے درمیان نئی دہلی میں سمجھوتہ ہوا۔ اور دیگر پاکستانی قیدیوں کے ساتھ ۱۹۵ جنگی قیدیوں کو بغیر مقدمہ کے پاکستان واپس کیا جائیگا۔

سنہ ۱۹۷۴ء

۲ر اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو فرانس کے صدر جارج پامپیڈو کا انتقال ہو گیا۔ ۱۵ر اپریل کو لاؤس میں ۱۷ سال بعد ملی جلی سرکار بنی۔ ۱۱ر اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو فلسطینی چھاپہ ماروں نے حملہ کر کے کئی اسرائیلیوں کو قیدی بنا لیا۔ ۱۳ر اپریل کو اسرائیل نے لبنان کے علاقہ کو تباہ و برباد کرنے کی دھمکی دی۔ ہوائی حملہ میں لبنان کے چھ دیہات برباد ہو گئے۔ ۱۵ر اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو نائجر میں فوجی انقلاب ہوا۔ صدر رہمانی کا تختہ پلٹ گیا۔ ۱۶ر اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو ماؤنٹ ہرمن علاقہ میں سیریا اسرائیل تنازعہ جاری رہا۔ اور دونوں فریقوں کے درمیان گھمسان لڑائی جاری رہی ۱۴ اسرائیلی ہوائی جہاز مار گرائے گئے۔ ۲۰ر اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو پاکستان کے سابق صدر جنرل ایوب خاں کا انتقال ہو گیا۔ ۲۵ر اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو پرتگال میں باغی فوجیوں کی عارضی سرکار بنی۔ نو آبادی کی پالیسی کے خلاف فوجی انقلاب ہوا۔ کئی وزیر گرفتار ہوئے۔ ۲۷ر اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو ایتھوپیا کی راجدھانی ادیس ابابا پر فوج کا قبضہ ہوا۔ سابق سرکار کے سب ہی وزیروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ۲۸ر اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو صدر نکسن پر الزام کی کارروائی کے لئے واشنگٹن میں سمن جاری کئے گئے۔ پیرو (لیما) گھاٹی میں زلزلہ آنے اور زمین کے دھنس جانے سے ۴۰۰ (چار سو) آدمی مر گئے

۳۰ر اپریل سنہ ۱۹۷۴ء کو ہندوستان نے آخری پاکستانی جنگی قیدیوں کو پاکستان واپس کیا ان میں پاکستانی فوجوں کے کمانڈر جنرل اے۔ اے۔ کے نیازی بھی شامل ہو کر پاکستان

واپس بھیج دیئے گئے۔

مئی ۱۹۷۴ء بھی تاریخ عتبار سے نہایت اہم ہے۔ ۷ مئی ۱۹۷۴ء کو غیر ملکی جاسوسی سوال پر مغربی جرمنی کے چانسلر ولی برانٹ نے استعفیٰ دیدیا۔ ۹ مئی ۱۹۷۴ء کو امریکی وزیر خارجہ کسنجر نے اسرائیل و سیریا میں سمجھوتہ کے لئے کوشش کی اور اسی مہینہ میں ۱۱ تاریخ کو پیکنگ میں ماؤزے تنگ سے پاکستانی وزیر اعظم بھٹو کی بات چیت ہوئی پاکستان سرکار نے جنرل نیازی اور راؤ فرمان علی کو ملازمت سے سبکدوش کر دیا اور اسی مہینے میں جنرل اسپنولا پرتگال کے صدر ہوئے اور اسی مہینے میں پرتگال میں عارضی شہری سرکار کا قیام ہوا۔ ۱۷ مئی ۱۹۷۴ء کو اسرائیلی حملہ سے ۴۰ (چالیس) لبنانی مر گئے اور ۱۲۰ (ایک سو بیس) لبنانی زخمی ہو گئے۔ ۱۸ مئی ۱۹۷۴ء کو ہندوستان نے زمین دوز نیوکلیر تجربہ پوکران (راجستھان) میں کیا اور اس کا شمار دنیا کی نیوکلیر طاقتوں میں ہو گیا ۱۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ہندوستان اور بنگلہ دیش کا سرحدی سمجھوتہ ہوا۔ اور اسی مہینہ میں والیری جسکارڈ فرانس کے صدر منتخب ہوئے۔ ۲۱ مئی ۱۹۷۴ء کو پرتگال کے ملک بدر کئے ہوئے صدر ٹامس اور وزیر اعظم مارسیل سیٹنو برازیل میں جاکر سیاسی پناہ گزین ہوئے۔ ۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کو بنگلہ دیش اور امریکہ کے درمیان اقتصادی اور تکنیکی سمجھوتہ ہوا۔ ۲۳ مئی ۱۹۷۴ء کو بنگلہ دیش اور روس کی متحدہ مانگ کی گئی کہ بحر ہند کے علاقہ کو امن و امان کا خطہ بنایا جائے ۲۸ مئی ۱۹۷۴ء کو اسرائیل نے رابن کی قیادت میں نئی سرکار بنائی اور وزیر دفاع کے عہدہ سے موشے دایان الگ ہو گئے۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو سیریا اور اسرائیل کے درمیان گولان پہاڑی علاقہ سے فوج ہٹانے کے سوال پر سمجھوتہ ہوا۔ بین الاقوامی فروغ کمیٹی نے ہندوستان کو پندرہ کروڑ کا قرضہ دینے کی منظوری دیدی۔ ۳۰ مئی ۱۹۷۴ء کو سیریا اسرائیل کی ۹۰ دنوں سے جاری لڑائی ختم ہو گئی۔ یکم جون ۱۹۷۴ء کو اسرائیل سیریا کے درمیان زخمی جنگی قیدیوں کا تبادلہ ہوا تھا۔ ۲ جون ۱۹۷۴ء کو پاکستان کے پنجاب صوبہ میں سنی اور قادیانیوں کے درمیان جھگڑے ہوئے اور ۱۱ آدمی مرے ۵ جون ۱۹۷۴ء کو لیبیا میں فوجی بغاوت ناکامیاب یعنی فیل ہو گئی۔ ۶ جون ۱۹۷۴ء کو گولان پہاڑی علاقہ میں بین الاقوامی فوج کا گشت شروع ہو گیا تھا۔ ۸ جون ۱۹۷۴ء کو سیکورٹی کونسل نے بنگلہ دیش کو یو۔ این او کا ممبر بنانے کی

سفارش کی۔ ۱۱ر جون ۱۹۷۴ء کو مانچسٹر میں پہلی کرکٹ ٹیسٹ میچ میں انگلستان نے ہندوستان سے ۱۱۳ رن سے میچ جیتا۔ ۱۲ر جون ۱۹۷۴ء کو صدر نکسن قاہرہ پہونچے اور فلپائن میں طوفان سے ۲۶۷ آدمی لاپتہ ہو گئے۔ ۱۴ر جون ۱۹۷۴ء کو پاکستانی شہروں میں فرقوں کے گشت ہوئے تھے اور قادیانی لوگوں کو غیر مسلم قرار دینے کی مانگ کی گئی تھی۔

ایس۔ڈی۔آر کی اہمیت

اسی سال اور اسی مہینہ میں اسپیشل ڈرائنگ رائٹس Special Drawing Rights نے دنیا میں سونے کی جگہ روپیہ کا مقام حاصل کیا۔ ۱۳ر جون ۱۹۷۴ء کو واشنگٹن میں ۲۰ ممالک کی کمیٹی ہوئی تھی جس میں تمام براعظموں کے مالیات کے نمایاں لیڈر شامل تھے۔ اور اس میٹنگ میں ایک جدید "نظام زر عالم" کی تشکیل کی گئی۔ اس نظام میں ایس ڈی آر س کو (SDRs) کو بین الاقوامی بنیادی رقم کی اکائی کا درجہ دیا گیا۔ اس جز کو ۱۲ نکاتی پروگرام کا اہم حصہ قرار دیا گیا تھا تاکہ عالم کے نظام زر میں اصلاح ہو جائے۔ ایک بین الاقوامی ذخیرہ مال (International monetary Fund) قائم کیا گیا لیکن فروغ کرنے والے ممالک کو امداد دینے کا معاملہ التوا میں ڈال دیا گیا۔ اور طے کیا کہ فروری ۱۹۷۴ء تک کے لئے یہ معاملہ ملتوی رہے گا۔ مالیات کے نظام کی اصلاح کی غرض سے ہی ایک نئی بین الاقوامی فنڈ کی درمیانی کمیٹی کا قیام کر دیا گیا۔ اور نظام زر عالم کے معاملات میں رہنمائی کی گئی تھی۔ شروع میں SDRs کی بنیاد سونے پر رکھی گئی تھی لیکن پھر یہ طے کیا گیا کہ اس کو دنیا کی ۱۶ کرنسیوں (currencies) کے اوسط پر قائم کیا جائے تاکہ خرید و فروخت میں سہولت پیدا ہو سکے۔ اس میں۔ یو۔ ایس۔ اے کے ڈالر کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے (SDRs) ایس۔ڈی۔ آر س کے سود کی درہ فیصدی ہے لیکن اس در میں کمی بیشی کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ تاکہ دوسرے سود کی در سے ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔ یکم جولائی ۱۹۷۴ء سے SDRs کی تبدیلیوں پر عمل ہوا تھا۔ ۱۸ر جون ۱۹۷۴ء کو انگولا میں پرتگالی سرکار اور چھاپہ ماروں میں سمجھوتہ ہوا تھا۔ ۱۹ر جون ۱۹۷۴ء کو برطانیہ میں لیبر پارٹی کی اقلیت کی سرکار کو پارلیمنٹ میں شکست ہوئی تھی۔ ۲۱ر جون ۱۹۷۴ء کو کوالمپور میں اسلامی ممالک کے وزراء خارجہ کی

کانفرنس ہوئی تھی۔ اور اسرائیلی حملہ سے لبنان میں ۲۷ آدمی مر گئے تھے۔ ۲۵ جون ۱۹۷۴ء کو اسلامی کانفرنس میں پاکستان ہندوستانی مخالفت تجویز پاس کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ ۲۶ جون ۱۹۷۴ء کو ایران نے امریکہ سے بے شمار ہتھیار خرید لئے تھے۔ ۲۷ جون ۱۹۷۴ء کو پاکستانی وزیر اعظم بھٹو بنگلہ دیش پہونچے تھے اور صدر نکسن ماسکو گئے تھے۔

ماسکو کی اہم کانفرنس

نکسن اور برشنیف (Brezhnev L. I.) کی کانفرنس ۲۷ جون ۱۹۷۴ء سے ۳ جولائی ۱۹۷۴ء تک رہی۔ یہ کانفرنس ماسکو میں ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں مندرجہ ذیل مخصوص مقاصد زیر بحث آئے تھے۔

(۱) دنیا کے دو عظیم اور طاقت والے ممالک کے باہمی تعلقات میں توسیع اور خوشگواری ہوگی۔ (۲) کچھ مخصوص علاقوں میں دونوں ممالک جنگ و جدل نہیں کریں گے (۳) نیوکلیر عدم استعمال کی طرف پیشقدمی کرنے میں اضافہ کیا جائے گا۔ دونوں ممالک کے لیڈروں نے اس بات پر بھی اتفاق رائے ظاہر کی کہ زمین دوز نیوکلیر ٹسٹ پر ۳۱ مارچ ۱۹۷۶ء سے نیم پابندی لگادی جائے گی اور دونوں ممالک اپنے علاقوں میں دوسرا بیلسٹک میزائل دفاع نظام کے اختیار سے دستبردار ہو جائینگے حملہ کرنے والے ہتھیاروں سے متعلق سمجھوتہ کے لئے ماڈل بنائے گئے۔ دونوں ممالک نے کہا کہ وہ باہمی تعلقات کو قوی بنائیں گے۔ جنگ کے خطرہ کو محدود کریں گے۔ اور نیوکلیر ہتھیاروں کو بھی محدود کر دیا جائے گا۔ دونوں ممالک کے لیڈروں نے تجارت۔ اقتصادی تعاون۔ اور تمدنی معاملات کے سلسلے میں یوروپین تحفظ۔ مشرق وسطی انڈوچین اور سوویٹ و امریکہ کے تعلقات پر بھی تبادلۂ خیالات کیا تھا۔

تاریخی واقعات کا تجزیہ

اسی زمانہ میں ہندوستان نے کچاتیو پر سری لنکا کا حق منظور کر لیا۔ ان ہی دنوں ماسکو میں روس اور امریکہ کے درمیان ۱۲ (بارہ) سالہ تجارتی سمجھوتہ ہوا تھا۔ ۳۰ جون ۷۴-۱۹ء کو ایتھوپیا میں مسلح فوج بر پا ہوگئی۔ وزیر دفاع اور بادشاہ کے مشورہ دینے والے لوگ گرفتار کر لئے گئے تھے۔ ان ہی دنوں روس میں صدر نکسن اور برژنیو کے درمیان چوٹی کانفرنس ہوئی تھی۔

یکم جولائی ۱۹۷۴ء کو ارجنٹائنا کے صدر جوان پیرو کا انتقال ہوگیا تھا۔ ۳ جولائی ۱۹۷۴ء کو ہندوستان اور بنگلا دیش کے درمیان ہوائی جہاز سروس کے سمجھوتہ پر دستخط ہوئے۔ ۴ جولائی ۱۹۷۴ء کو جینوا میں۔ یو۔ این کی اقتصادی اور سماجی کمیٹی کا اجلاس ہوا تھا۔ ۷ جولائی ۱۹۷۴ء کو بنگلا دیش کے ۹ وزیروں نے استعفیٰ دیدیا تھا۔ ۹ جولائی ۱۹۷۴ء کو کینیڈا کے عام چناؤ میں لبرل پارٹی کو اکثریت حاصل ہوئی تھی۔ ۱۰ جولائی ۱۹۷۴ء سائپرس کے عہدہ سے ہٹائے ہوئے صدر مکاریوس برطانیہ پہنچے تھے۔ ۱۵ جولائی ۱۹۷۴ء کو سائپرس میں بغاوت و تنازعہ پیدا ہوگیا تھا۔ خونریزی بھی ہوئی تھی۔ حکام یونانی قومی محافظ (Greek officered National Guard) صدر میکاریوس سے رنجش رکھتے تھے۔ صدر نے ۱۴ سال تک عوام کے اتحاد کو قائم رکھا تھا۔ یعنی سائپرس اور یونان میں اتحاد ہوگیا تھا۔

سائپرس کا تاریخی تجزیہ اور سیاسی فضا

سائپرس میں ۱۹ فیصدی مسلمان ترک ہیں۔ مسٹر سیمپسن نے قوت و اقتدار حاصل کرلیا تھا۔ اور ارچبشپ کو سائپرس بھاگ کر جانے کے لئے مجبور کردیا تھا۔ سڑکوں پر خونریزی اور قتل عام ہوا تھا لیکن مسٹر سیمپسن کو ۲۳ جولائی کو چھوڑ کر جانا پڑا تھا۔ نیشنل اسمبلی کے صدر مسٹر گلافکوس کلیریڈیس نے بحیثیت صدر کے حلف اُٹھایا۔ ترکی نے زبردست فوج کے ساتھ سائپرس پر حملہ کردیا۔ صدر مقام نکوشیا اور دیگر علاقوں پر قبضہ بھی کرلیا تھا آئین کے ڈھانچہ میں گڑبڑ کرنے سے یونانیوں کو روک دیا گیا تھا۔ اس کے بعد ترکوں نے یو این کی جنگ بندی کی تجویز کو مان لیا۔ پھر یونان نے بھی جنگ بندی کو منظور کرلیا تھا۔ اس طرح بین الاقوامی اثرات کی بدولت یونان اور ترکی میں جنگ کا خطرہ ٹل گیا تھا۔ اگر فوجی تنازعہ جاری رہتا تو جنوبی مشرقی یورپ اور بحر روم میں اس کے بہت سنگین نتائج ہوتے۔

۱۷ جولائی ۱۹۷۴ء کو پرتگال میں صدر انٹونیو ڈاکٹر اسپینولا کی رہبری میں نئی کابینہ بنائی گئی تھی اور پاکستان میں سابق صدر یحییٰ خاں کو نظر بندی سے آزادی ملی تھی ۲۴ جولائی ۱۹۷۴ء کو امریکہ کی عدالت کے آٹھ ججوں نے صدر نکسن کو ۶۴ ٹیپ ریکارڈ دیدینے کا حکم دیا تھا اور کانسٹنٹائن کرمان لیس یونان کے نئے وزیراعظم ہوئے تھے

۲۰ جولائی ۱۹۷۴ء کو سائپرس کے شمالی حصہ میں پھر لڑائی شروع ہوگئی تھی۔ ان ہی دنوں کو سیجن کو پھر سے روس کا وزیر اعظم منتخب کیا گیا تھا۔

ترکی۔ یونانی اور برطانیہ سمجھوتہ

۳۰ جولائی ۱۹۷۴ء کو سائپرس کے سوال پر ترکی۔ برطانیہ اور یونان میں سمجھوتہ ہوا تھا۔ جنیوا میں اس سمجھوتہ پر دستخط ہوئے تھے۔ اس کا مقصد سائپرس کے جزیرہ کی تقسیم تھی۔ اس سمجھوتہ میں سائپرس کے ترکی لوگوں کو اپنا انتظام حکومت اپنے طور طریقہ پر بنانے کا حق دیا گیا۔ ترکی فوجوں کو اجازت دی گئی کہ وہ لامحدود وقت تک رہیں گی تاکہ ان کی موجودگی میں ان کی قوم کو حقوق و اختیارات پوری طرح مل سکیں ترکی لوگوں نے اپنے علاقوں کے نزدیک ہی خط تحفظ قائم کیا۔ اور ان علاقوں میں صرف بین الاقوامی فوج ہی داخل ہو سکتی تھی۔ سائپرس میں جب قبروں کا انکشاف ہوا۔ تو دونوں قوموں میں غصہ کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ اور اس کے اثرات ترکی اور یونان میں پہونچے تھے۔ اور جزیرہ کے مستقبل کے بارے میں دونوں میں تبادلہ خیالات کا امکان فی الحال ختم ہو گیا تھا۔ یونان نے جنیوا میں اس وقت تک جانے سے انکار کر دیا جبتک ترکی فوجیں ہٹانے پر رضامند نہ ہو جائے روس نے یہ تجویز کی تھی کہ سائپرس کا معاملہ ۱۸ طاقت کی کانفرنس کے سپرد یو این کی زیر نگرانی کر دیا جائے لیکن روس کی اس تجویز کو بھی رد کر دیا گیا۔

اسپین کا تاریخی جائزہ

فرانکو کا اسپین دور حاضرہ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جولائی ۱۹۷۴ء میں ہی جنرل فرانکو نے حکومت کے تمام اختیارات شہزادہ ڈان جوان کارلوس کو دیدیئے اس طرح اسپین میں ایک نیا حکمران آگیا اور ایک نئے دور کا آغاز ہوا اس سے قبل جنرل فرانکو نے ڈکٹیٹر کی حیثیت سے ۳۵ سال سے زیادہ حکومت کی تھی۔ وہ سخت بیمار پڑا اس کی حالت نے نازک صورت اختیار کی۔ اس نے یہ بہتر سمجھا کہ اپنی زندگی ہی میں اپنا جانشین مقرر کر دے۔ لیکن فرانکو نے آئین میں یہ گنجائش رکھی کہ جب وہ تندرست و توانا ہو جائیگا تو تمام حکمرانی کے حقوق اس کو واپس مل جائینگے اور وہ حسب معمول حکمرانی کرنے کا حق رکھے گا جس بات کو سیاسی

افسانہ سمجھا جاتا تھا حقیقت بن گئی - یہ ایک معجزہ تھا کہ جنرل فرانکو بالکل ٹھیک ہو گیا اور اس نے پھر سے حکومت کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں واپس لیکر حکمرانی کے کام شروع کر دیئے - یہ حقیقت ہے کہ ڈاکٹروں نے جنرل فرانکو کو بالکل ضعیف و ناکارہ قرار دیدیا تھا - شہزادہ بھی فرانکو کے اعتماد کا حامل ہے اور اس کبھی کچھ اختیارات حاصل ہیں جن کے تحت یہ شہزادہ کام کرتا ہے - شہزادہ منظور نظر رہے لیکن فرانکو کا اتنا رعب ہے کہ شہزادہ بات کرتے ڈرتا ہے -

یونان کی جدید تاریخ پر طائرانہ نظر

یونان بھی جدید تاریخ عالم میں اہمیت حاصل کر رہا ہے - ۲۳ جولائی ۱۹۷۴ء یونان کی تاریخ میں ایک امتیازی شان رکھتا ہے - اس دن یونان میں سات سالہ فوجی حکومت ختم ہوئی تھی - اور اعلان کیا گیا تھا کہ حکومت کے اختیارات عوام کو دے گئے - اب وہاں سکون تھا جہاں پہلے فوجی جنرل اور سیاست والوں کی طاقت کی حکمرانی رہی تھی - عوام کی حکومت نے سابق وزیر اعظم کو جو پیرس میں رہنے لگے تھے یعنی مسٹر کانسٹین ٹائین کار امینلس کو حکومت کے اختیار سونپ دیئے تاکہ عوام اور سیاسی پارٹیوں کو سکون نصیب ہو - عوام فرط جوش سے سڑکوں پر رقص کرنے لگے تھے - وزیر اعظم نے مسٹر جارج میو روز کو وزیر خارجہ کا عہدہ دیا - یونان کی گذشتہ داستان جنرل اور کرنل کے تنازعہ سے بھری رہی تھی اور اقتصادی و اخلاقی جرائم کے مرتکب حکام ہی تھے -

جدید پرتگال کا تاریخی جائزہ

۳ اگست ۱۹۷۴ء کو امریکہ کے جنرل سکریٹری کیسنجر سے ہندوستانی سکریٹری خارجہ کیول سنگھ کی بات چیت ہوئی - اور افریقہ کی نوآبادیات کو آزادی دینے کے لئے پرتگال راضی ہو گیا - ۸ اگست ۱۹۷۴ء کو امریکہ کے صدر نکسن نے استعفیٰ دینے کا اعلان کیا - اور ۹ اگست ۱۹۷۴ء کو رائے عامہ سے مجبور ہو کر صدر نکسن نے استعفیٰ دیدیا - تفصیل مذکور ہو چکی ہے - ان کے بعد نائب صدر جی رالڈ فورڈ نے صدر کے عہدہ کو سنبھال لیا - اس زمانہ کے پرتگال کے حالات بھی قابل ذکر ہیں ۱۹۷۴ء کے شروع ہی میں پرتگال کی نئی حکومت نے یہ طے کر لیا تھا کہ نوآبادیات کا دور ختم کر دیا جائے گا اور بتدریج افریقہ کی نوآبادیات کو آزادی دے دی

جائیگی۔ جب جولائی ۱۹۷۴ء میں کرنل گول کلیوز وزیراعظم ہوئے تو جمہوریت اور آزادی کے دلدادہ لوگوں کی امیدیں بڑھ گئیں۔ فوجی افسر ہوتے ہوئے بھی وزیراعظم نے جمہوری اور آزادی پسند کے تحت کام کیا۔ اقتدار حاصل کرنے کے کچھ ہی دنوں بعد وزیراعظم نے ایک اہم اور تاریخی قدم یہ اٹھایا کہ انھوں نے اعلان کر دیا کہ نوآبادیات کے لوگوں کو آزادی حاصل کرنے کا حق ہے۔ اور اس آزادی حاصل کرنے کے حق کو وزیراعظم پرتگال نے فیصلہ کر لیا۔ انگولا اور موزمبیق پر فوراً ہی اثرات پڑے۔ دوران علاقوں میں انتشار پیدا ہو گیا۔ حق خوداختیاریت نوآبادیات کو دیا جاتا اور گنی بساؤ کو آزاد حکومت تسلیم کر لینا بالکل ٹھیک پیش قدمی تھی۔ اگست ۱۹۷۴ء کو پرتگالی فوجی جنتا نے اعلان کیا کہ دو سال کے اندر ہی انگولا کو آزادی دیدی جائیگی۔ اور یہ کہا گیا کہ موزمبیق کو جون ۱۹۷۵ء میں آزاد کرایا جائیگا۔ درمیانی زمانہ میں افریقہ کی نمائندگی کرنے والی جماعت فری لیمو کو اختیارات دے گئے۔ سفید نسل کے لوگوں نے یہ کوشش کی کہ جرنل اسپی نولا اور نمائندگی کرنے والی جماعت میں (Pretoria) میں سمجھوتہ اور معاہدہ نہیں ہو۔ اس کی طرفداری سیلبری اور کیپ ٹاؤن نے کی تھی۔

افریقہ کے لوگوں میں اشتعال پیدا کیا گیا تھا تاکہ فری لیمو کے نمائندگی کرنے والی جماعت کا اثر ختم ہو جائے۔ اس وجہ سے سمجھوتہ میں دیر لگیگی لیکن اب تک نہیں سکا انگولا میں بھی ایسے عناصر کام کر رہے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ افریقہ کے لوگوں کو ان کے حقوق جو جائز ہیں مل جائیں۔ پرتگال نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ موزمبیق میں نوآبادیات کے باغیوں کو جنھوں نے لزبن کی حکومت کے خلاف بغاوت کی ان کو برباد کر دیا جائے۔ پرتگال نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ لوساکا (Lusaka) کے سمجھوتہ پر عمل کیا جائے گا۔ جنوبی افریقہ نے اس میں عقلمندی دیکھی کہ موزمبیق کی آزادی کو منظور کر لیا۔ اگر موزمبیق افریقہ کے چھاپہ ماری کے کام کو آئین اسمتھ کی غیر قانونی حرکات کے خلاف نہ کرنے دیا تو بھی یہ روڈیشیا کی اقتصادیات پر اثر انداز ہو سکتا ہے اور یہ روڈیشیا کی بیرونی تجارت کے واسطے اپنے بندرگاہوں کو بند کر سکتا ہے۔ گنی بساؤ کا نہ تو رقبہ زیادہ ہے اور نہ اعداد شمار زیادہ ہے پھر بھی یو این میں اس کا استقبال کیا گیا اور ستمبر ۱۹۷۴ء کو یو۔ این میں شامل کر لیا گیا۔ یو۔ این میں شامل ہونے سے پہلے ہی بنگلہ دیش کی طرح بہت سے ملکوں

نے گینی باؤ کی آزاد حکومت کو تسلیم کر لیا تھا۔

دنیا کے چند اہم واقعات پر اجمالی نظر

۱۱ اگست سنہ ۱۹۷۴ء کو امریکہ کے صدر فورڈ نے ہندوستان کو دئے گئے پیغام میں کہا کہ نئی امریکی حکومت ہندوستان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا چاہتی ہے۔ ہندوستان اور جنوبی کوریا کے درمیان تجارتی سمجھوتہ ہوا۔ ۱۴ راگست سنہ ۱۹۷۴ء کو نکوشیا کے ہوائی اڈے پر ترکی کا قبضہ ہو گیا تھا۔ ۱۵ راگست سنہ ۱۹۷۴ء کو جنوبی کوریا کے صدر کی بیوی گولی سے مر گئی۔ ۱۷ راگست سنہ ۱۹۷۴ء کو ہندوستان اور برما کے درمیان تجارتی سمجھوتہ ہوا۔ ۲۰ راگست سنہ ۱۹۷۴ء کو نیلسن۔ اے۔ راک فیلر کو امریکی نائب صدر کی حیثیت سے نامزد کیا گیا تھا۔ ۲۴ راگست ۱۹۷۴ء کو افغانستان میں داؤد سردار کا اقتدار سے ہٹانے کی سازش ناکامیاب ہو گئی یعنی فیل ہو گئی۔ ۲۸ راگست ۱۹۷۴ء کو امریکی صدر فورڈ نے کہا کہ ڈیگو گارسیا میں امریکی اڈا روس کو چیلنج نہیں ہے۔

ہندوستان کے آئین میں تبدیلی

ان ہی دنوں میں ہندوستان کے آئین میں ۳۴ واں اینڈمینٹ بل لوک سبھا میں ۲۶ راگست سنہ ۱۹۷۴ء کو پاس ہوا۔ اور راجیہ سبھا میں ۲۸ راگست سنہ ۱۹۷۴ء کو منظوری دی گئی۔ اس کی رو سے (Land Ten.ure Reforms) اور (Land Ceiling Laws) کو مقدمہ بازی سے تحفظ دلایا گیا اس بل میں ۲۰ قوانین کا اضافہ کیا گیا ہے اور یہ (Land Ceiling Laws) سے وابستہ ہیں اور ۱۳ صوبوں میں (Intermediary Tenures) کو ختم کیا گیا۔ ان کارروائیوں کو عدالتوں سے محفوظ رکھا گیا اور یہ کہا گیا تھا کہ اس طرح بنیادی حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ land ceiling laws کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو سکے کیونکہ عدالتی مقدمہ بازی کی وجہ سے بہت سے صوبے land ceiling laws کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو سکے۔

دنیا کی آبادی سے متعلق کانفرنس

۲۱ راگست سنہ ۱۹۷۴ء سے لے کر ۳۱ راگست سنہ ۱۹۷۴ء تک دنیا

کی آبادی سے متعلق ایک کانفرنس ہوئی تھی بخارسیٹ یعنی (Bucharest)
کے مقام پر ۱۲ دن بحث مباحثہ کے بعد یہ کانفرنس ختم ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں ۱۴۸ ملکوں
کی نمائندگی کرنے کے لئے پانچ ہزار آدمیوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ اس کانفرنس
میں بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلہ کے ساتھ ساتھ اقتصادی و سماجی ترقی و فروغ کے پروگرام
پر بھی غور و خوض کیا گیا تھا۔ اس کانفرنس میں یہ مشورہ طے ہوا کہ اگر دنیا کے ممالک
اپنی انفرادی پالیسی بنائیں اور اس پر عمل بھی کریں تو ۱۹۷۳ء کی ۳۸۶۰ ملین آبادی گھٹ
سکتی ہے اور ۱۹۸۵ء تک دنیا کی آبادی میں کافی کمی رہ سکتی ہے۔ دنیا کے ملکوں کے سامنے
عملی پروگرام یعنی پلان آف ایکشن رکھا گیا تھا۔ فیملی پلاننگ (Family
Planning) کو ہر دلعزیز بنا کر بڑھتی ہوئی آبادی کی رفتار کو روکا جا سکتا ہے۔ بہت
سے ممالک کے نمائندوں نے یہ کہا کہ امیر ممالک برتھ کنٹرول کی تلقین کر کے یہ چاہتے ہیں کہ
دنیا کے صنعتی ممالک تو ترقی جاری رکھیں اور کم ترقی یافتہ ممالک میں ترقی و فروغ کا مسئلہ
التوا میں پڑ جائے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کانفرنس میں امیر ملکوں نے غریب ملکوں کے
سامنے لفظ بازی کی تھی اور کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا گیا تھا۔ غریب ممالک سے کہا گیا
تھا کہ وہ پیدائش کی رفتار گھٹائیں۔ غریب ممالک نے یہ شکایت کی تھی کہ امیر ممالک دنیا کے وسائل
زیادہ سے زیادہ بذات خود استعمال کرتے ہیں اور غریب ممالک محروم رہ جاتے ہیں دنیا
کی بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے میں یہ کانفرنس کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھا سکی۔

سمندری قانون کانفرنس

۲۹ اگست ۱۹۷۴ء کو (Caracas) یعنی
وینیزولا (Venezuela) میں دس دن کی
یو۔ این۔ لا۔ سی کانفرنس ہوئی تھی۔ ۱۴۸ ملکوں سے نمائندگی کرنے کی غرض سے ۱۵۰۰
لوگوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ یہ امید ظاہر کی گئی تھی کہ اگلے سال آئندہ دو اجلاسوں
میں دنیا کے سمندروں سے متعلق سمجھوتہ ہوگا۔ اس کانفرنس میں برطانیہ نے تجویز رکھی تھی کہ اگلا
اجلاس جنیوا (Geneva) میں مارچ ۱۹۷۵ء کو ہونا چاہیئے۔ سترھویں صدی کے مجموعے
قانون یعنی (Sea Code) کو دوبارہ لکھا جائے غریب ملکوں اور امیر ملکوں میں اختلاف

پیدا ہو گیا تھا۔ باہمی سمجھوتہ نہیں ہو سکا۔ مندرجہ باتوں پر اختلاف ہو گیا تھا۔
(۱) ممالک کے بحری حدود کا تعین (۲) گہری سمندری معدنیاتی انکشاف (۳) بحری پانی کے رستے یعنی (Pollution) پہ کنٹرول (۴) تنگ ابنائے بحری جہازرانی کے حقوق۔ مالدار اور ترقی یافتہ ممالک دو سو میل لمبے سمندر پہ اپنا مکمل اقتدار چاہتے تھے۔ صنعت و حرفت والے ممالک یعنی امریکہ روس ۱۲ میل لمبی بحری مملکت، کی حدود کے خواہشمند تھے اور یہ چاہتے تھے کہ دوسرے ممالک کے واسطے ۱۸۸ میل کا معاشی واقتصادی خطہ کھلا رکھا جائے تاکہ مچھلی، کا کاروبار ہو سکے اور سائنس کا تحقیقی کام ہوتا رہے۔ بھوٹان اور نیپال نے پہلی بار شمولیت کی تھی۔ بعد کو دنیا کے پندرہ ممالک اور شامل ہو گئے تھے تاکہ سمندر میں آسانی کے ساتھ ان کی پہونچ ہو سکے۔ انکی تجارتی ترقی میں اضافہ ہو سکے اور انکی معاشی واقتصادی حالت بہتر ہو سکے۔

۱۹۷۴ء کے آخری چار مہینے کا تاریخی جائزہ
ہندوستانی آئین میں دوسری تبدیلی

یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو تہران میں ایشیائی کھیل کود کے مقابلے شروع ہوئے تھے۔ اسی مہینہ میں یعنی ۴ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ہندوستان میں آئین کا ۳۶ واں امینڈمینٹ ایکٹ سے متعلق بل لوک سبھا میں پاس کیا گیا اور ۸ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اسے راجیہ سبھا میں منظوری دیدی گئی۔ اس تبدیلی کی رو سے سکم کو انڈین یونین میں ایسوسی ایٹ کا رتبہ دیا گیا اور نئے شیڈول نمبر ۱۰ میں سکم کا تذکرہ کیا گیا۔ انڈین یونین سرکار نے مندرجہ ذیل ذمہ داریوں کو قبول کیا۔
(۱) دفاع کے معاملات (۲) ذرائع آمد و رفت (۳) بیرونی تعلقات (۴) اقتصادی معاشی اور سماجی ترقی و فروغ (۵) سکم کے طلباء کو اعلیٰ تعلیم سے متعلق ہندوستان کے اندر سہولتیں (۶) ہندوستان کے سیاسی اداروں میں حصہ لینے اور نمائندگی کے حقوق۔
ایکٹ کی تبدیلی کی رو سے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں سکم کو ایک ایک نشست بھی دی گئی سکم اسمبلی کے ممبروں کو اس نشست کے لئے انتخابات کرانے کا حق بھی دیا گیا۔ ہندوستان کے آئین میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ آرٹیکل ۲ کے بعد آرٹیکل (۲-اے) کا اضافہ کیا جائے گا کہ ۱۰ شیڈول کے مطابق سکم کے علاقوں کی وابستگی سے انڈین یونین سے ان کی شرائط کے مطابق ہے جن کا ذکر شیڈول میں کیا گیا ہے آرٹیکل نمبر ۲ میں کہا گیا ہے کہ پارلیمنٹ کو قانونی طور پر یہ حق حاصل

ہوگا کہ وہ نئی اسٹیٹ کو یونین میں داخل کرے یا قائم کرے۔ اور اس سلسلے میں جو شرائط مناسب سمجھے اختیار کرے۔

اسی مہینہ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان میں قادیانی لوگوں کو غیر مسلم قرار دیدیا گیا اور اسی سال ۸ ستمبر ۱۹۷۴ء کو امریکہ کے مسٹر فورڈ نے واٹر گیٹ سکنڈل میں سابق صدر نکسن کو مکمل معافی دی اور معافی دینے کی مخالفت میں وہائٹ ہاؤس کے پریس سکریٹری نے استعفیٰ دیدیا تھا۔

۱۰ ستمبر ۱۹۷۴ء کو گنی بساؤ نے آزادی حاصل کرلی تھی۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۴ء کو تجارت اور ذرائع و وسائل آمد و رفت میں آسانیاں پیدا کرنے کے سلسلہ میں ہندوستان اور پاکستان کے نمائندوں میں اسلام آباد میں کانفرنس ہوئی تھی اور اسی دن ایتھوپیا

ایتھوپیا میں ایک دور کا خاتمہ

کی فوجوں نے حکمراں ہیلے سلاسی کو عہدہ سے ہٹا دیا تھا۔ یعنی ۱۲ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ایتھوپیا میں شہنشاہیت کا زوال ہوگیا۔ امرا جاگیرداروں کے خلاف مسلح فوجوں نے متواتر حملے کر کے ان کو ختم کر دیا تھا۔ فوجی لوگوں نے جو مسلح ایتھوپیا تھے۔ ۸۰ (اسی) سالہ شہنشاہ ہیل سلاسی (Haile Sellassie) کو تخت سے اتار دیا تھا اس کو گرفتار کر لیا تھا اور ملک میں عارضی فوجی حکومت قائم کر دی تھی۔ اس شہنشاہ کو ایک مٹی کی جھونپڑی میں نظر بند کر دیا گیا تھا شہنشاہ کو ہٹانے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے عوام کی ضروریات کی طرف سے بالکل لاپرواہی اختیار کر لی تھی۔ راجدھانی عدیس ابابا (Addis Ababa) میں شہنشاہ کے خلاف مسلح فوجوں نے شہنشاہیت کے خلاف مظاہرے کئے تھے۔ ۲ ستمبر ۱۹۷۴ء کو سڑکوں پر طلباء اور بھکاری لوگ نعرے لگاتے تھے "وہ سلاسی چور ہے چور ہے۔ اس کو پھانسی دیدو" ایسے پوسٹر دیواروں پر لگائے گئے تھے جس میں بادشاہ کو اپنے کتے کو چاندی کی ٹرے سے کھلاتے دکھایا گیا تھا اور لوگوں کو بھوک سے مرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ بادشاہ کے اختیارات پہلے ہی ختم کر دئے گئے تھے۔ اس کو مشیر کاروں نے محروم کر دیا گیا تھا۔ ۱۹۷۴ء کی قحط سالی نے حالت کو اور بھی ابتر اور نازک بنا دیا تھا اور بیرونی دنیا سے بالکل قطع تعلق کر دیا گیا تھا۔ وہ صفر کی مانند تھا۔ اس میں تبدیلی طاقت یا اختیار باقی نہیں رکھا گیا۔ وہ خود بھی محسوس کرتا تھا کہ اس کا زوال یقینی

بات ہے اور ہوا بھی ایسا۔ آخر دمن کو تخت چھوڑنا پڑا اور اس طرح تاریخی نظریے اتھوپیا میں ایک دور کا خاتمہ ہو گیا۔

گیٹ (GATT) جاپانی اعلان

۱۴ ستمبر ۱۹۷۳ء کو تین دن کی کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس میں ۸۲ نمائندے شامل ہوئے

گیٹ کا مطلب ہے (General Agreement on Tariffs and Trade) یعنی محصول و تجارت سے متعلق رہنے عام کا اتفاق یا سمجھوتہ ٹوکیو کے اس اعلان کو اختیار کیا گیا تاکہ بین الاقوامی تجارت کے اصول و قاعدے پھر سے لکھے جائیں جس کا آغاز GATT کے ہیڈ کوارٹر جنیوا میں اکتوبر ۱۹۷۲ء کے آخری ہفتہ میں نکسن راونڈ کے نام سے ہو چکا تھا۔ ٹوکیو کے اس اعلان میں مندرجہ ذیل باتیں طے کی گئی تھیں (۱) دنیا کی تجارت کو ترقی و فروغ دیا جائے گا اور زیادہ سے زیادہ آزادی و سہولت دی جائے گی (۲) دنیا کے لوگوں کا معیار زندگی بلند کیا جائے گا (۳) مالدار اور ترقی یافتہ ممالک تجارتی ترقی کے سلسلے میں تمام طرح کے محصولوں اور چنگی لگانے میں کمی کرکے فروغ کے راستہ پر گامزن لوگوں کو سہولت دیں گے اور جلد رکاوٹیں اور پابندیاں دور کریں گے (۴) ترقی کے راستہ پر گامزن ممالک اپنی انفرادی فروغ اور تجارتی ضروریات کے پیش نظر چندہ وغیرہ دینے سے معذور رہیں گے۔ ٹوکیو کے اعلان نے فروغ کرنے والے ممالک کو دو طبقوں میں تقسیم کر دیا (۱) وہ ممالک جنکی ترقی کا انحصار انکی معاشی و اقتصادی ترقی پر ہے یہ طبقہ ۲۵ ممالک پر مشتمل تھا جن میں زیادہ تر افریقہ کے ممالک شامل تھے۔ ان ممالک کو کم ترقی یافتہ قرار دیا گیا تھا (۲) دوسرا طبقہ ان ممالک کا تھا جن میں زیادہ ترقی یافتہ ممالک شامل تھے۔ برازیل اور میکسیکو اسی اعلیٰ درجہ کے طبقہ میں شامل تھے۔ ان کا شمار معاشی و اقتصادی اعتبار سے جدید ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے

۱۴ ستمبر ۱۹۷۳ء کو ہند و پاک کی بات چیت ہوئی اور ڈاک و تار کے بارے میں سمجھوتہ ہوا اور طے ہوا کہ آئندہ ہوائی سروس پر سے پابندی ہٹائی جائے، تجارتی وفد کا امکان ہو گیا تھا۔

دیگر تاریخی واقعات پر اجمالی نظر

۱۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو صدر فورڈ نے چلی انقلاب میں امریکی دخل اندازی کو تسلیم کر لیا۔ ۱۸ ستمبر کو بنگلہ دیش۔ گنی بساؤ۔ اور گرینیڈا کو یو۔ این۔ او میں شامل کو لیا گیا اور ہندوستان

.

کے وزیر خارجہ سورن سنگھ کی امریکہ کے صدر فورڈ سے بات چیت ہوئی تھی۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۴ء کو موزمبق میں نئی سرکار بنائی گئی تھی۔ ہانڈوراس میں خوفناک طوفان سے ہزاروں مر گئے تھے۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ہندوستان کے وزیر خارجہ سورن سنگھ کی یو۔ این کے جنرل سکریٹری کرٹ والڈہیم سے بین الاقوامی مسائل پر تبادلہ خیالات ہوا تھا۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۷۴ء کو یو این اسمبلی کے اجلاس میں بنگلہ دیش کو ممبر بنانے کے سلسلے میں پاکستان نے مخالفت نہیں کی تھی کیونکہ پاکستان بنگلہ دیش کو پہلے ہی تسلیم کر چکا تھا۔

تیل کا مسئلہ اور دنیا میں پریشان کن حالات

آخری ستمبر ۱۹۷۴ء میں وائنا (Vienna) میں کانفرنس ہوئی تھی اور تیل پیدا کرنے والے ملکوں نے تیل کی قیمت کم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تین مہینے تک کے لئے تیل کی قیمت میں جمود کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ دنیا کے ممالک کو امید تھی کہ تیل پیدا کرنے والے ممالک تیل کی قیمت میں حالات کا جائزہ لے کر دس فیصدی کا اضافہ کر دیں گے۔ یو۔ ایس۔ اے کے صدر فورڈ نے اور ان کے سکریٹری آف اسٹیٹ ڈاکٹر ہنری کسینجر نے تیل پیدا کرنے والے ملکوں کو تنبیہ ر (Warning) دی تھی کہ تیل پیدا کرنے والے ممالک اپنی پوزیشن کو خراب نہ کریں۔ یہ بھی تنبیہ کی گئی۔ تیل پیدا کرنے والے ممالک تیل کی قیمت میں اضافہ نہ کریں بلکہ تیل کی قیمت میں کمی کر دیں تاکہ دنیا کی معاشی و اقتصادی حالت ابتر اور سنگین صورت اختیار نہ کر پائے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ کو یہ پریشانی تھی کہ انکی صنعت و حرفت خطرہ میں پڑ گئی ہے۔ دراصل تیل خریدنے والے ممالک کو اندیشہ تھا کہ تیل پیدا کرنے والے ممالک کی آمدنی میں اضافہ ہو جائیگا اور خود انکی اپنی اقتصادی حالت بگڑ جائیگی تیل کی قیمت میں اضافہ اور سپلائی پر پابندی تیل خریدنے والے ممالک کے واسطے ایک چیلنج تھا۔

تیل پیدا کرنے والے ممالک کے اندر اس قدر خود اعتمادی تھی کہ :Canberra کینبرا یعنی آسٹریلیا میں شاہ ایران نے امریکہ کے تیل کی قیمت سے متعلق دباؤ کو ٹھکرا دیا تھا اور کہا تھا "کوئی ملک ہم پر اپنا حکم نہیں چلا سکتا" اور اسی دن (OPEC) یعنی (Organization of Petroleum Exporting Countries) کے سکریٹری جنرل

نے وائنا (Vienna) میں بیان دیا تھا کہ ۱۹۷۵ء میں دنیا میں تیل کی قیمت میں بارہ فیصدی کا اضافہ کردیا جائیگا۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اٹاوہ (Ottawa) میں کامن ویلتھ کے وزیر مالیات کی ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں دنیا میں تیل کے مسئلہ پر غور و خوض ہوا تھا اور لوگوں نے کہا تھا کہ دنیا کو تیل کے معاملہ میں سنگین خطرات کا سامنا کرنا پڑیگا۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کے لیڈر ولی خان نے بھٹو صاحب پر الزام لگایا تھا کہ بلوچستان میں خونریزی کے ذمہ دار ہیں۔

پرتگال اور ہندوستان کے باہمی تعلقات اور پرتگال کی نئی پالیسی

پرتگال نے گوا۔ ڈامن۔ ڈیو اور ناگار حویلی پر ہندوستان کا مکمل اقتدار و حکومت کو تسلیم کرلیا اور حالات میں خوشگواری پیدا ہوگئی۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۷۴ء کو دونوں کا مشترکہ بیان شایع ہوا تھا۔ ہندوستان کے وزیر خارجہ اور پرتگال کے وزیر خارجہ کے درمیان تبادلۂ خیالات کے بعد کہا گیا تھا کہ دونوں ملکوں کے نمایندے پھر ملیں گے اور سفارتی تعلقات دوبارہ قائم کرنے کے بارے میں بحث مباحثہ کیا جائیگا۔ پرتگال نے اپنی پالیسی میں تبدیلی کرلی ہے۔ افریقہ میں قومی آزادی کی تحریکوں کی موافقت کی ہے۔ فاشسٹ کے عناصر کی بیخ کنی ہوئی ہے۔ افریقہ کی نوآبادیات کو پرتگال نے آزاد کردیا ہے۔ موزمبیق اپنے ترقی و فروغ کے راستہ پر گامزن ہے۔

لزبن کا اندرونی تجزیہ

پانچ مہینہ میں لزبن میں دوبار بغاوتیں ہوئیں تاکہ حکومت کو الٹ دیا جائے۔ اپریل ۱۹۷۴ء میں حکومت کے خلاف بغاوت پہلی بار ہوئی تھی۔ مسلح فوجوں نے ڈاکٹر سلازار (Dr. Salazar) کی ظاہرا مضبوط حکومت کا تختہ پلٹ دیا تھا۔ ستمبر ۱۹۷۴ء کو حکومت کے خلاف دوسری بغاوت ہوئی تھی اور پہلی بغاوت کے لیڈر جنرل اسپی نولا کو اکھاڑ پھینکا تھا۔ بائیں بازو اور دائیں بازو کا تنازعہ بغاوت کی جڑ تھی۔ اسپی نولا (Spinola) کو مرد تقریر کہا جاتا تھا لیکن اس کا زوال آتے دیر نہ لگی تھی۔ اس کی جگہ مسلح فوجوں کے چیف آف اسٹاف جنرل گومس (Gen Gomes) کو لایا گیا تھا۔ اسپی نولا نے استعفیٰ دیدیا تھا۔ کیونکہ ملک خطرناک دور سے گذر رہا تھا (Rebellion) نے فروغ و ترقی

اصلاح کے سلسلے میں قاہرہ کی تقلید کی تھی کیونکہ قاہرہ میں بھی بڑی تیزی کے ساتھ فوجی لوگوں نے تحریکیں کی تھیں اور ملک کی اصلاح کی تھی۔ لزبن میں فوجی انقلاب کامیاب رہا تھا۔ اور حسب منشا کام ہو گیا۔ اب پرتگال درحقیقت ترقی و فروغ کے راستہ پر گامزن ہے۔

بین الاقوامی معاشیات و اقتصادیات
غریبوں کی تباہ حالی کا پیش خیمہ

۲۴ ستمبر ۱۹۷۴ء کو عالمی بینک نے اپنی سالانہ رپورٹ میں اس خطرے سے آگاہ کیا ہے کہ اگر ترقی یافتہ اور مالدار ممالک نے غریب ملکوں کی امداد نہیں کی اور اپنی پناہ میں نہیں لیا تو دنیا میں غریب لوگوں کو تباہ حالی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ترقی کے راستہ پر گامزن ممالک اب اور سنہ ۱۹۸۰ء میں کوئی خاص معاشی فرق نہیں پائینگے۔ دنیا کے تقریباً آدھی آبادی کو نازک حالات کا سامنا کرنا پڑیگا۔ مسٹر رابرٹ میک نمارا نے (Mr. Robert McNamara) جو عالمی بینک کے صدر ہیں بینک بورڈ کے گورنروں اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے اراکین سے خطاب کرتے ہوئے مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۷۴ء کو کہا تھا "مالدار ممالک کو چاہیئے کہ اپنے اعلیٰ معیار زندگی میں کچھ یقینی طور پر کمی کرلیں تاکہ دنیا کے بے شمار غریب ممالک میں رہنے والے غربت و تباہی و بربادی سے بچ سکیں"۔

کچھ اور اہم معاملات کا جائزہ

۸ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو یونان سرکار نے استعفیٰ دیدیا تھا۔ پختون اور بلوچ کے معاملہ میں افغانستان کی تجویز کو پاکستان نے رد کردیا یعنی منظور نہیں کیا۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو قاہرہ میں صدر سادات اور امریکی وزیر خارجہ کیسنجر نے تبادلۂ خیالات کیا تھا۔ برطانیہ میں عام انتخابات ہوئے تھے اور ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو انتخابات میں برطانیہ میں لیبر پارٹی کو واضح اکثریت سے کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۴ء ہندوستان اور لیبیا میں تیل سمجھوتہ ہوا تھا۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ڈاک کے سلسلہ میں تعلقات پیدا ہوئے۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو بھٹو نے افغانستان پر بغاوت کرنے کا الزام لگایا۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۴ء سیکورٹی کونسل کی میٹنگ میں بنگلہ دیش نے یو۔ این۔ سے جنوبی افریقہ کو ہٹانے کی مانگ کی تھی۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو ہندوستان اور ہنگری کے کمیشن کی میٹنگ ہوئی تھی۔ ۴ نومبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان نے ہندوستان سے

ہوائی سروس اور تجارت سے متعلق تبادلۂ خیالات کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ ۵ نومبر ۱۹۷۴ء کو روم میں عالمی خوراک کانفرنس منعقد ہوئی۔ ۶ نومبر ۱۹۷۴ء کو امریکی ایوان نمائندگان میں ڈیماکریٹک پارٹی کو اکثریت حاصل ہوئی تھی اور زمانہ وسطی کے انتخابات میں ری پبلیکن پارٹی کو شکست ہوئی تھی۔ ۱۰ نومبر ۱۹۷۴ء کو فارس کھاڑی کے تین ممالک تیل کی قیمت کم کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ ۱۲ نومبر ۱۹۷۴ء کو بنگلہ دیش کے اسٹیمر حادثہ میں تین سو آدمی مر گئے تھے۔ ۱۶ نومبر ۱۹۷۴ء کو روم کی عالمی خوراک کانفرنس میں ہندوستان نے خوراک اسمبلی بنانے کی تجویز پیش کی تھی اور اس قرارداد کو منظور کر لیا گیا تھا۔ ہوائی جہاز سروس شروع کرنے کے سلسلے میں ہندوستانی وفد راولپنڈی روانہ ہوا تھا۔ ۱۸ نومبر ۱۹۷۴ء کو بحر ہند میں سنٹو ممالک کی جنگی مشق شروع ہوئی تھی۔ اسی دن امریکہ کے صدر فورڈ ٹوکیو پہنچے تھے اور اسی روز ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ہوائی جہازوں کی پرواز کے متعلق تبادلۂ خیالات ہوا تھا لیکن ۲۲ نومبر ۱۹۷۴ء کو ہوائی جہاز سروس شروع کرنے کے بارے میں ہندوستان پاکستان کانفرنس کامیاب نہیں ہو سکی تھی۔ ۲۳ نومبر ۱۹۷۴ء کو ولاڈی ووسٹک میں لیونِد بریژنیف اور امریکہ کے صدر فورڈ کے درمیان ایک چھوٹی سی کانفرنس ہوئی۔ ۲۴ نومبر ۱۹۷۴ء کو ایتھوپیا میں باسٹھ سابق عہدہ داروں کو پھانسی دی گئی۔ ۲۵ نومبر ۱۹۷۴ء کو یو۔این کے سابق جنرل سکریٹری اوتھانٹ کا انتقال ہو گیا اور اسی دن ایتھوپیا کے شہنشاہ ہیلے سلاسی نظر بند کئے گئے تھے۔ ۲۶ نومبر ۱۹۷۴ء کو جاپان کے وزیر اعظم مسٹر کاکوئی تناکا نے استعفیٰ دے دیا تھا۔ ۲۷ نومبر ۱۹۷۴ء کو بنگلہ دیش کے تیسرے ناؤ کے حادثہ میں تین سو آدمیوں کی موت ہو گئی تھی۔ ۳ دسمبر ۱۹۷۴ء کو برطانیہ نے ڈیگو گارسیا اڈے کی توسیع کئے جانے کا اعلان کیا تھا۔ ۵ دسمبر ۱۹۷۴ء کو سری لنکا میں ہوائی جہاز کے حادثہ میں ۱۹۱ حاجی لوگوں کی موت واقع ہو گئی تھی۔ ۶ دسمبر ۱۹۷۴ء کو رمبوے (فرانس) میں فرانسیسی صدر ویلے ری جسکارد و ہیتا اور روسی کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سکریٹری بریژنیف کے درمیان چوٹی کانفرنس ہوئی تھی۔ ۹ دسمبر ۱۹۷۴ء کو مسٹر تاکے او مکا جاپان کے نئے وزیر اعظم بنائے گئے۔ یونان میں ۱۴۴ سالہ حکومت کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اور جمہوریت سرکار بنانے کی موافقت میں عوام نے ستر فیصدی ووٹ

دیئے تھے۔ ۱۵ ار دسمبر ۱۹۷۴ء کو کٹھمنڈو واقع نیپال میں فوجی ہیڈ کوارٹر میں آگ لگ گئی تھی۔ ۱۶ ار دسمبر ۱۹۷۴ء کو نیپال کے راجہ وریندر ناتھ نے نظام پنچایت میں اصلاحات کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اسی دن نیپال کے سابق وزیر خارجہ شری رشی کیش شاہ گرفتار ہو گئے ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ایک تجارتی سمجھوتہ ہوا جس میں کرنسی کی دشواریوں کو دور کیا گیا اور فریقین کو بھر پور سہولت دی گئی۔ اسی دن مسٹر راک فیلر نے امریکہ کے نائب صدر کی حیثیت سے حلف لیا۔ ۲۴ ار دسمبر ۱۹۷۴ء کو ایتھوپیا میں رہائی محاذ کے چھاپہ ماروں اور فوجیوں کے درمیان ہوائی لڑائی میں ۵ مرے۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۷۴ء کو ملک کو دشمن عناصر سے بچانے کی غرض سے ہنگامی حالات کا نفاذ کیا گیا۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۷۴ء کو زلزلہ میں شمالی پاکستان میں ۳۰۰ آدمی مرے تھے۔

بیسواں باب

(۱۹۷۵ء کا سیاسی ماحول و تاریخی جائزہ اور سالِ رواں ۱۹۷۶ء کے آغاز پر طائرانہ نظر)

بین الاقوامی نسواں سال کی اہمیت

۱۹۷۵ء کو بین الاقوامی نسواں سال قرار دیا گیا ہے۔ ۱۹۷۲ء میں یو۔ این۔ او نے اپنے ۲۷ ویں اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی تھی جس کی رو سے ۱۹۷۵ء کو بین الاقوامی نسواں سال منانے کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس بین الاقوامی نسواں سال کے منانے میں مساوات۔ فروغ و ترقی اور عالمی امن و تحفظ کو مقصدِ اولین تسلیم کیا گیا ہے۔ یو۔ این۔ او کے چارٹر کے عظیم مقاصد کے مطابق یہ سال مرد اور عورتوں کی مساوات کو فروغ دیگا۔ ملکی۔ علاقائی قومی اور بین الاقوامی نوعیت سے عورتوں کی معاشی۔ سماجی سیاسی تمدنی فروغ و ترقی کے واسطے اعلیٰ معیاری کوشش و جدوجہد کی جائے گی اور ممالک کے باہمی تعاون اور دوستانہ تعلقات کو فروغ دینے اور عالمی امن و تحفظ کو استوار کرنے میں تعاون کیا جائیگا۔ دنیا کے بہت سے علاقوں میں اب بھی عورتوں کو دوسرے درجہ کا ذی روح مانا جاتا ہے ان کو یا تو کوئی حقوق نہیں دیئے جاتے یا ان کو کاغذی حقوق ملے ہیں۔

لہذا بین الاقوامی نسواں سال، ایسا موقع فراہم کرے گا جن میں عورتوں کے حقوق۔ بچوں کے تحفظ اور خاندان کی فلاح و بہبودی سے متعلق نئے کاموں اور طریقۂ کار کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور تمام ترقی پسند قوموں کو زیادہ قریب لانے کے امکانات میں اضافہ ہو جائیگا۔

بین الاقوامی نسواں سال کے موقع پر میکسیکو میں ۱۹ جون ۱۹۷۵ء سے ۲ جولائی ۱۹۷۵ء تک ایک کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔ دو ہفتے تک چلنے والی اس کانفرنس میں ایک سو پانچ سے زیادہ ممالک کی پانچ ہزار سے بھی زیادہ تعداد نے نمائندگی کی شکل میں شرکت کی تھی۔ کانفرنس میں یہ بات بھی تسلیم کی گئی کہ عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں زندگی کے سب ہی شعبوں میں کم موقع دیا جاتا ہے اور انھیں اکثر سب ہی سماجوں میں کسی نہ کسی طرح دبا کر رکھا جاتا ہے اور اسے دور کرنے کے حل نکالے جانے کی اشد ضرورت ہے۔ کانفرنس کے موقع پر یہ بات پھر ایک بار سامنے آئی کہ دنیا کے اسی یعنی ۸۰ کروڑ ان پڑھ لوگوں میں پچاس کروڑ کی تعداد عورتوں کی ہے۔

ہندوستان کی طرف سے بھی کئی اہم سجھاؤ یعنی تجویزیں پیش کی گئی تھیں۔ مدر ٹیرے سا نے جنھوں نے اپنے خیالات کو عملی جامہ پہنانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کانفرنس میں کہا کہ ہم کو غیر وسائل و ذرائع والوں کے ساتھ ہر حالت میں رحم اور ہمدردی اپنائے رکھنا چاہیے اس سلسلے میں یہ بھی تذکرہ کیا گیا کہ عورتوں کے بیچ باہمی فاصلے ہیں۔ وسائل والی عورتوں کے مسائل کے بیچ ایک بڑا فاصلہ ہے اس فاصلے کو سمجھنے کا کام بھی ضرور کیا جانا چاہیے۔

۱۹۷۵ء کا تاریخی و تمدنی تجزیہ

عالمی واقعات اور خصوصاً ہندوستانی اہم واقعات کی وجہ سے ۱۹۷۵ء تاریخ و تہذیب عالم میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ عالمی امن و تحفظ سے متعلق اس سال بہت سے سمجھوتے اور معاہدے ہوئے۔ یہی نہیں بلکہ عالمی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ مثال کے طور پر برسوں سے چلنے والی ویتنامی جنگ۔ ۳۰ اپریل ۱۹۷۵ء کو ختم ہوئی تھی۔ اسی طرح برسوں سے چلی آنے والی مغربی ایشیا کی جنگ و جدل یکم ستمبر ۱۹۷۵ء کو ختم ہوئی اور مصر و اسرائیل کے درمیان سینائی سمجھوتہ ہوا لیکن پھر بھی مکمل امن و تحفظ قائم نہیں ہو سکا ہے۔ دیگر عرب ممالک اس سمجھوتہ سے مطمئن نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ عرب ممالک کی

سرزمین میں اسرائیل کی فوج کا ہٹنا باقی ہے اس کے بغیر مغربی ایشیا میں دائمی امن و امان کی امیدیں
کی جا سکتی۔ افریقہ میں صدیوں سے چلے آرہے پرتگال کی نوآبادیات کے علاقے انگولا اور موزمبیق
گذشتہ سال بالترتیب ۱۱ نومبر ۱۹۷۵ء اور ۲۵ جون ۱۹۷۵ء کو آزاد ہوئے۔ انگولا صدیوں
کی غلامی سے آزاد ہوا۔ لیکن وہاں بڑے ملکوں کی مدد سے جو باہمی تنازعہ جاری ہے نہایت
خوفناک ہے۔ اسی سال ہلسنکی کانفرنس۔ لیما کانفرنس اور یو۔ این کی اسمبلی کے مخصوص
اجلاس میں نہایت اہم فیصلے ہوئے ہیں۔ لیما اور یو۔ این اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں غذائی پیداوار
کو بڑھانے کی طاقت کی کمی کی وجہ سے پیدا شدہ معاشی بدحالی کے عالمی مضر اثرات پر بھی غور و
خوض ہوا۔ امید کی جاتی ہے کہ بڑے اور طاقتور ممالک کی معاشیات متاثر ہوں گی اور چھوٹے
ممالک کو ترقیات کے راستہ پر گامزن ہونیکا موقعہ ملے گا۔ دنیا کی بڑی طاقتوں کی مدد سے چھوٹے
ممالک کو خود کفیل ہونے کا موقعہ ملے گا۔ ۱۹۷۵ء میں باہمی تعاون سے ایک دوسرے
کی معاشی امداد کا جو عالمی ماحول پیدا ہوا ہے تمام ممالک کی ترقی میں نمایاں اضافہ پیدا
کریگا۔ ۱۹۷۵ء اس صدی کی تین چوتھائی کو پورا کرنے والا سال رہا ہے۔ ۱۹۷۵ء میں عالمی
سیاست کے بہت سے بین الاقوامی لیڈروں کا یا تو انتقال ہوگیا یا عہدے سے الگ کر دیے
گئے ان میں چوانگ کائی شیک۔ جنرل فرانکو۔ ڈی ویلرا۔ مسٹر ہیلے سلاسی۔ مارشل
بلگانن اور ڈاکٹر رادھا کرشنن کے نام نمایاں ہیں۔ ۱۹۷۵ء ایک دور کے خاتمہ کو بتلاتا
ہے۔ وہاں اس بات کو بھی یاد دلانے والا ہے کہ دنیا اب نئی کروٹ لے رہی ہے۔ تمام
ممالک کو اپنے نظریات میں تبدیلی کرنے کا وقت آگیا ہے۔ ترقی و فروغ آزادی اور مساوات
کا دور آگیا ہے۔ ۱۹۷۵ء نے عالم کو نئی قدروں سے روشناس کرایا ہے۔ ۱۹۷۵ء
کی عظیم شخصیتوں نے اپنے زمانے کی تعمیر کی ہے اور تاریخ پر ان کی گہری چھاپ پڑی ہے۔ ۱۹۷۵ء میں
شاہ فیصل اور شیخ مجیب الرحمٰن کے سیاسی قتل ہوئے۔ اسی سال بنگلہ دیش ڈھلاس
لاؤس اور نائجیریا میں انقلابات ہوئے اور تحریکیں پیدا ہوئیں۔ اسی سال امریکہ نے پاکستان
کے لئے ہتھیاروں کی سپلائی کی روک تھام ختم کردی۔ اسی سال امریکہ نے ڈیگو گارسیا
میں جو فوجی اڈا بحر ہند میں بنایا ہے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام امن پسند ملکوں کے نکتہ نظر سے

عالمی امن و تحفظ کے لئے خطرناک ہے۔ سب ہی ملکوں نے اس کی مخالفت اور مذمت کی ہے۔ یہ طے کیا گیا ہے کہ بحر ہند کو بڑے ملکوں کے فوجی اڈوں سے بالکل الگ رکھا جائے تاکہ عالمی امن و تحفظ قائم رہے۔ یہ سال سائنس کی ترقی، ایجادات و انکشافات کے لحاظ سے یادگار رہے گا اسی سال ہندوستان نے اپنا مصنوعی سیارہ آریہ بھٹ چھوڑا تھا۔ اسی سال ہندوستان کے چوبیس سو دیہاتوں میں دور کی اشیاء کو دیکھنے کے علم و سائنس کی مشق کرانے کا پروگرام شروع ہوا تھا۔ ۱۹۷۵ء ہی میں روس اور امریکہ نے بہت سے مصنوعی سیارے تیار کرکے چھوڑے تھے۔

ہندوستان میں ہنگامی حالات کا اعلان اور محترمہ اندرا گاندھی کا پیغام

۱۹۷۵ء ہندوستان کی تاریخ میں نہایت اہم ہے۔ اسی سال ہندوستان نے ملک کی ترقی و فروغ کے لحاظ سے تاریخی فیصلے کیے۔ غریبوں کی ترقی۔ ملکی معاشی اصلاح۔ نظم و نسق اور عوام کی فلاح و بہبودی کے معیاری کام بھی اسی سال ہوئے۔ ۲۶ر جون ۱۹۷۵ء کو ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کیا گیا۔ اس موقع پر وزیر اعظم نے ریڈیو سے قوم کے نام اپنے پیغام میں کہا۔ "صدر محترم نے ہنگامی حالات کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مجھے پورا یقین ہے کہ آپ سب ہی گہرے خیالات اور وسیع النظری سے ان سنگین معاملات کو محسوس کر رہے ہونگے جو اس وقت سے چل رہے ہیں جب سے میں نے ہندوستان کے عوام کی بھلائی کے لئے کچھ ترقی و فروغ کے کام شروع کئے عوام کی فلاح و بہبودی کے کاموں میں رکاوٹ پیدا کی جاتی رہی ہے۔ آئینی طور سے منتخب شدہ نمائندوں کو استعفیٰ دینے کے لئے مجبور کیا گیا۔ ہڑتالوں، مظاہروں تحریکوں اور تخریبی کاموں سے ماحول بھر گیا ہے جن میں تشدد و ظلم کی وارداتیں واقع ہوئی ہیں۔ میرے ساتھی وزیر شری۔ ایل۔ این مصرا کے غیر انسانیت قتل سے سارے ملک کو صدمہ پہنچا ہے۔ ہندوستان کے سپریم کورٹ کے جج پر قاتلانہ حملہ کی بھی مذمت کی جاتی ہے کچھ لوگ تو ہمارے فوجیوں اور پولیس کے ملازمین کو اکسانے لگے ہیں۔ ہمارے فوجی اور پولیس حکام تنظیم یافتہ اور محب الوطن ہیں اور ملک دشمنوں کے حیلہ و مکر و فریب میں نہیں آئیں گے۔ پھر بھی اس کی سنجیدگی اور خطرناک پہلو کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا

منافرت اور فرقہ وارانہ جذبات ابھارے جا رہے ہیں جس سے ملک کے اتحاد کو خطرہ ہے۔ مجھ پر سب ہی طرح کے جھوٹے الزام لگائے جا رہے ہیں۔ ہندوستانی عوام مجھے بچپن سے جانتے ہیں۔ میری ساری زندگی عوام کی خدمات کرنے میں گزری ہے یہ ایک نجی معاملہ نہیں ہے۔ یہ اہم نہیں ہے کہ میں وزیر اعظم رہتی ہوں یا نہیں لیکن وزیر اعظم کا عہدہ اہم ہے اور اس کو جان بوجھ کر بدنام کرنے کی سیاسی کوشش نہ تو عوام کے مفاد میں ہے اور نہ ملک کے۔ بہت دنوں سے ان واقعات کو نہایت صبر و تحمل کے ساتھ دیکھتے رہے ہیں۔ اب ہمیں ان کے نئے پروگراموں کا پتہ چلا ہے جس سے سارے ملک میں عوام کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے کی غرض سے قانون اور نظم و نسق کو چیلنج کیا گیا ہے کیا کوئی بھی سرکار ملک کو ایسے خطرہ میں پڑنے دے سکتی ہے۔ کچھ لوگوں کے کاموں سے اکثر عوام کے حقوق خطرے میں پڑ رہے ہیں۔ کوئی بھی ایسی حالت جس سے ملک کے اندر خوش اسلوبی سے کام کرنے کی قومی سرکار کی صلاحیت کمزور ہوتی ہے۔ وہ بیرونی خطرہ کو بڑھنے کا یقیناً موقع دے گی۔ یہ ہمارا فرض اولین ہے کہ ہم اتحاد اور استحکام کا تحفظ کریں۔ ملک کے اتحاد کے لئے سخت کارروائی کرنا ضروری ہے۔ اندرونی استحکام کے بغیر معاشی ترقی و فروغ میں بھی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ گذشتہ کچھ مہینوں میں اشیاء کے بھاؤ کو مقرر کر کے ہمیں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ بھاؤ کے متواتر بڑھنے کو روک کر عوام کو سکون و اطمینان ملا ہے۔ ہم اقتصادی حالت کو مضبوط کرنے۔ مختلف طبقوں کے حالات بہتر بنانے اور خاص طور سے غریب اور غیر محفوظ لوگوں کی حالت سدھارنے میں لگے ہیں کم آمدنی والے طبقہ کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہتی ہوں کہ اس نئے ہنگامی حالات کے اعلان سے قانون کو قدر کی نگاہ سے دیکھنے والے شہریوں کے حقوق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اندرونی حالت تیزی کے ساتھ سدھر جائیگی۔ جس سے ہم جلد سے جلد اس ہنگامی حالات کے اعلان کو ختم کر سکیں گے۔ میں سب ہی طبقہ کے لوگوں کے نیک پیغامات کے لئے ان کی بے حد شکر گذار ہوں۔ میں آپ سے آنے والے دنوں میں آپکے سچے تعاون اور اعتماد کی اپیل کرتی ہوں۔"

ہنگامی حالات کے اعلان کے ساتھ ہی پریس پر سینسر کی پابندی عائد کر دی گئی

۲۷ جون ۱۹۷۵ء کو ریڈیو سے قوم کے نام پیغام نشر کرتے ہوئے وزیر اعظم نے اس بات کو واضح کیا کہ سنسر شپ کا مطلب ہے کہ غلط خبریں نہ پھیلائی جائیں۔ وزیر اعظم نے اپنے پیغام میں کہا "آپ کو معلوم ہے کہ میرا پورا یقین ہے اخبار کی آزادی میں۔ جیسے سب آزادیاں، اس میں بھی ذمہ داری اور باقاعدگی ہونا چاہیئے جب کہیں پہلے فسادات ہوئے میں کیا ہے زبان کے نام سے چاہے مذہب کے نام سے تو غیر ذمہ داری سے لوگوں نے لکھا ہے۔ اس کے بارے میں حالات سنگین ہو گئے ہیں کچھ عرصہ ہوا کئی اخبار غلط خبریں کہ جس سے لوگ بھڑکیں یا ... ے غلط فہمی پھیلے ایسی خبریں دے رہے تھے ہمارا پورا مقصد اس وقت یہ ہے کہ امن و تحفظ اور استحکام کی حالت قائم رہے۔ سنسر شپ کا مطلب یہی ہے"۔ تخریبی مخالف پارٹیوں کے لیڈروں نے ملک کی آزادی۔ امن وامان۔ اتحاد۔ تعاون اور تحفظ و قانون کے خلاف تحریکیں چھیڑ رکھی تھیں۔ ایسے حالات میں یہ کارروائی ضروری ہو گئی تھی۔

بیس نکاتی پروگرام پر اجمالی نگاہ ہندوستان کے سب ہی مسائل کو حل کرنے کی غرض سے بیس نکاتی پروگرام نکالا گیا اور یکم جولائی ۱۹۷۵ء کو اس بیس نکاتی پروگرام کا آغاز کیا گیا تھا (۱) ضروری اشیاء استعمال کی قیمتوں میں کمی کے رجحان بنائے رکھنا پیداوار اور پیدا کرنے والے کی ترقی رفتار میں تیزی کرنا۔ ضروری استعمال کرنے والے سامان کی وصولی اور تقسیم کے انتظام کو موثر بنانا اور سرکاری خرچ میں کمی کرنا (۲) قابل زراعت زمین کی حدبندی کو تیزی سے رائج کرنا۔ فاضل زمین کو تیزی سے ان لوگوں میں تقسیم کرنا جن کے پاس زمین نہیں ہے اور زمین سے متعلق گوشوارے تیار کرنا (۳) زمین نہ رکھنے والوں اور سماج کے کمزور طبقوں کے لئے رہائش گاہ کا انتظام کرنا (۴) مزدوروں سے جبراً کام کرانے کو جلد سے جلد غیر قانونی قرار دیا جائے گا (۵) دیہات میں رہنے والوں کے قرض کی معافی زمین نہ رکھنے والے مزدوروں۔ چھوٹے کسانوں اور دستکاروں سے قرض کی وصولی پر روک لگانے کے لئے قانون بنایا جائے گا۔ (۶) کاشتکاری سے متعلق کم سے کم مزدوری کے قانون میں نظر ثانی کے بعد تبدیلی کی جائے گی (۷) ۵۰ لاکھ ہیکٹر زمین میں اور سینچائی کا انتظام کیا جائے گا۔ زیر زمین پانی کے استعمال کرنے کا سرکاری طور پر پروگرام

تیار کیا جائے گا (۸) بجلی پیدا کرنے کے پروگرام میں تیزی لائی جائے گی۔ مرکزی سرکار کی نگرانی میں سوپر تھرمل اسٹیشنوں یعنی بجلی گھروں کو قائم کیا جائے گا (۹) ہینڈلوم سیکٹر کو فروغ و ترقی دینے کے لئے نیا فروغ پلان تیار کیا جائے گا (۱۰) مقررہ بھاؤ پر بکنے والے سفید کپڑے کی کوالٹی سدھاری جائے گی اور اس کی تقسیم کا نہایت مناسب اور موزوں انتظام کیا جائیگا۔

(۱۱) شہری زمین اور شہر بسانے کے لائق زمین کو سماجی ملکیت بنائے جانے کا قانون بنے گا خالی چھوڑی گئی فاضل زمین پر قبضہ کرنے اور نئی آبادی میں جھگی علاقہ کو کم کرنے کے لئے قدم اٹھائے جائیں گے (۱۲) شہری ملکیت کا سرکاری طور پر مالیت کا اندازہ لگانے کے لئے خاص دستوں کا قیام کیا جائے گا۔ سرکاری ٹیکس کی چوری اور غلط معلومات دینے کے خلاف سرکاری طور پر مقدمہ چلایا جائے گا اور سخت سزا دی جائے گی۔ (۱۳) اسمگلرس کے سرمائے اور غیر قانونی دولت و جائیداد کو ضبط کرنے کے لئے خاص قسم کا قانون بنایا جائے گا۔ ان کی اپنے نام کی اور بغیر نام کی دولت و جائیداد کو بھی ضبط کیا جائے گا۔ (۱۴) تجارتی کاموں پر سرمایہ لگانے کے طور طریق میں فراخدلی کا رویہ اختیار کیا جائے گا۔ امپورٹ لائسنس کا غلط اور ناجائز طریقے سے استعمال کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائیگی۔

(۱۵) صنعت و حرفت سے متعلق کام والوں کے تعاون کے سلسلہ میں نئی اسکیموں کو شروع کیا جائے گا (۱۶) روڈ ٹرانسپورٹ کے لئے نیشنل پرمٹ اسکیم شروع کی جائے گی (۱۷) متوسط طبقہ کے انکم ٹیکس میں چھوٹ کی حد ۶ ہزار روپے سے بڑھاکر ۸ ہزار روپے کر دی گئی ہے (۱۸) ہوسٹل میں طالب علموں کے لئے مقررہ قیمت پر ضروری اشیاء کا انتظام کیا جائے گا۔ (۱۹) طالب علموں کو مقررہ قیمت پر کتابیں اور اسٹیشنری کے سامان کی سپلائی کا انتظام کیا جائے گا (۲۰) نئے اپرنٹس شپ اسکیم کو توسیع دی جائے گی تاکہ روزگار اور ٹریننگ کی سہولتیں کمزور طبقہ کے لوگوں کو خاص طور سے مل سکیں۔

ہندوستان میں ۷۵ واں کانگریس کمیٹی کا اجلاس

اس بیس نکاتی پروگرام نے ہندوستانی ماحول کو اپنے احسانات و برکات و فیوض

سے متاثر کر دیا ہے۔ اس سے ستم رسیدہ اور مصیبت زدہ لوگوں کو جہاں راحت اور نئی زندگی ملی وہاں دائمی خود غرض لوگوں۔ غیر قانونی طور پر ذخیرہ رکھنے والوں۔ چور بازاری کرنے والوں کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی گئی۔ ہندوستانی کانگریس کے ۷۵ ویں اجلاس کے موقع پر موضوع کمیٹی میں معاشی پالیسی سے متعلق قرارداد میں منظور ہونے کے بعد وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی نے واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ سنہ ۱۹۷۶ء میں سماج وادی منحصر پالیسی کی توسیع سے ہٹنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ سرکار نہ تو بائیں بازو کی طرف جھکی ہے اور نہ ہی دائیں بازو کی طرف جھکی ہے بلکہ سرکار اعتدال کے راستہ کو ہمیشہ اپناتی رہے گی محترمہ اندرا گاندھی کا یہ قول نہایت اہم ہے کہ "ہمارا سماج واد کسی ملک کے سماج وادی نظام کی تقلید نہیں ہندوستانی سماج واد ہے جس کا مقصد عوام کی مانگوں اور ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔"

ہندوستانی کانگریس کا یہ اجلاس ملک کو ترقی یافتہ اور خوشحال اور پر سکون ماحول دیکر اتحاد اور تعاون کے جذبات کے ذریعہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے معاشی، سماجی تمدنی۔ اخلاقی اور سیاسی نظریات کو صیقل کرکے ان میں نکھار پیدا کر دیگا۔ اس طرح ہمارا ملک جدید طرز کا ملک بن جائے گا۔ ہمارے سامنے اعلیٰ مقاصد ہیں۔ وزیر اعظم اندرا گاندھی کی شخصیت کی رہبری و رہنمائی میں اپنے جملہ مقاصد میں کامیابی یقیناً حاصل کریں گے۔ انھوں نے ملک کو اپنی دانشمندی سے ناقابل تلافی نقصانات سے بچایا ہے۔ مسٹر دیو کانت بروا کا دوبارہ صدر کانگریس کا منتخب ہونا اور ان کا صدارتی خطبہ نئی حکمت عملی اور نئے تعمیری کاموں کا پیش خیمہ ہے۔ ہندوستان میں ۱۹۷۵ء میں کافی عمدہ فصل پیدا ہوئی اور غلہ کافی سستی قیمت پر عوام کو دستیاب ہوا۔ ملک میں کرنسی سے متعلق دشواریاں دور ہو گئیں۔ مہنگائی۔ منافع خوری اور خون چوسنے والوں کے خلاف مہم شروع کر کے اور سخت قانونی کارروائی کر کے عوام کو بڑی راحت ملی ہے۔ حکام میں احساس ذمہ داری پیدا ہو گیا ہے۔ ہندوستان ہمیشہ امن و تحفظ کے علمبردار رہا ہے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کر کے عالمی امن و ترقی و تعاون کا خواہاں رہتے ہوئے اپنے ترقی کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے

میں کوشاں ہے۔ ہندوستان یونین کے نئے صوبے کی شکل میں سکم کا شامل ہونا وہاں کے عوام کی مرضی کے مطابق ہوا ہے۔ سکم کی شمولیت ہندوستان کے عوام کے لئے بھی باعث خوشی اور قابل فخر ہے۔ واقعی ۱۹۷۵ء ملکی اور غیر ملکی واقعات و واردات سے بھرپور رہا ہے۔

۱۹۷۵ء کے اہم عالمی واقعات و وادات اور معاہدوں کا جائزہ

جنوری ۱۹۷۵ء: یکم جنوری ۱۹۷۵ء کو ایتھوپیا سرکار نے سب ہی بینکوں اور بیمہ کمپنیوں کا قومی ملکیت ہو جانے کا اعلان کیا۔ ۲ جنوری کو امریکہ کے سابق صدر نکسن کے تین جو تھائی معاون لوگوں کو واٹر گیٹ کے معاملہ میں سزا دی گئی۔ ۳ جنوری کو وسطی افریقہ جمہوری سرکار و لشنگوئی وزیر اعظم الیزبتھ ڈومنیتین ہوئیں۔ ۴ جنوری کو کمیونسٹ ممالک کے ساتھ تجارتی سمجھوتہ پر امریکی صدر فورڈ نے دستخط کئے۔ ۸ جنوری کو دہلی واشنگٹن تجارتی معاہدہ ہوا۔ ۹ جنوری کو مصر کے صدر سادات نے امریکہ کو دھمکی کو اگر امریکہ نے حملہ کیا تو عرب ملک اپنے تیل کے کنوئیں بم سے برباد کر دیں گے۔ ۱۳ جنوری کو ڈاکٹر کسینجر نے جو یہ دھمکی دی تھی کہ اگر صنعت و حرفت کے ممالک کی معاشی حالت کا گلا گھونٹنے کا پروگرام تیل پیدا کرنے والے ملک کریں گے تو ان کے خلاف طاقت استعمال کی جائے گی۔ اس کی موافقت صدر فورڈ نے کی تھی۔ یو۔ این۔ او میں فلسطینی آزاد تنظیم کی ہندوستان کی طرف سے موافقت ہونے پر یہودی دہشت پسندوں نے ہندوستانی مشن پہ حملہ کیا۔ ۱۴ جنوری کو انگولا کی حکومت کی داغ بیل ڈالنے کی منظوری یو۔ این او میں دیدی گئی تھی۔ ۱۵ جنوری کو تجارتی معاہدہ رد کر دیا گیا تھا جو امریکہ روس کے درمیان ۱۹۷۲ء میں ہوا تھا۔ ۱۶ جنوری کو شمالی یمن کے وزیر اعظم فوجی کمان کونسل کے ذریعہ عہدہ سے الگ کر دیئے گئے تھے۔ اسی سال بین الاقوامی معاشی فنڈ نے غریب ملکوں کے لئے رعایت کا اعلان کیا تھا اور ۱۷ جنوری ۱۹۷۵ء کو تیل کی خریداری کے واسطے قرضہ کے سود میں مدد کا انتظام کیا گیا تھا۔ ۱۸ جنوری کو محترمہ اندرا گاندھی ایران گئی تھیں اور شاہ ایران سے بحر ہند میں امریکی خطرہ کے بارے میں تبادلۂ خیالات کیا تھا ۱۹ جنوری ۱۹۷۵ء کو چین میں صدر کا عہدہ ختم کر دیا گیا تھا۔ اسی سال ۲۳ جنوری کو اسلام آباد میں ہند و پاک کے درمیان تجارتی معاہدے پر دستخط ہوئے تھے۔ ۲۵ جنوری ۱۹۷۵ء

کو بنگلہ دیش میں ایک پارٹی کی حکومت شروع ہوئی تھی اور صدر کی حیثیت سے شیخ مجیب الرحمن نے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لئے تھے۔

فروری ۱۹۷۵ء یکم فروری ۱۹۷۵ء کو ذوالفقار علی بھٹو نے امریکہ سے استعمال شدہ ہتھیاروں کو سستے داموں پر پاکستان کو دینے کی مانگ کی اور اس وقت جنیوا میں ہتھیاروں سے متعلق کانفرنس ہوئی اور امریکہ روس کے درمیان تبادلہ خیالات کیا گیا تھا۔ ۳ فروری ۱۹۷۵ء کو روسی ماہرین نے شری لنکا کے پاس آبنائے پاک میں چار ایسے مقامات کا پتہ لگایا جہاں زیر سمندر زمین میں تیل کے ذخیرے ہیں ۴ فروری ۱۹۷۵ء کو ایران میں استبانز مقام پر لوہے کا کارخانہ قائم کرنے میں یہ معاہدہ ہوا کہ ہندوستانی ماہرین ایران کی مدد کریں گے ۱۰ فروری کو تھائی لینڈ کی پہلی پارلیمنٹ کی شروعات ہوئی۔ ۱۱ فروری ۱۹۷۵ء کو مارگریٹ تھیچر برطانیہ کی کنزرویٹیو پارٹی کی لیڈر منتخب کی گئیں۔ اگر آئندہ سال کنزرویٹیو پارٹی انتخابات میں جیت گئی تو برطانیہ میں پہلی خاتون وزیراعظم بنے گی ۱۲ فروری کو پاکستانی قومی اسمبلی میں ایمرجنسی غیر معین وقت کے لئے بڑھائی گئی ۱۳ فروری ۱۹۷۵ء کو سائپرس عوامی یونین حکومت کے تحت ترکی سائپرس لیڈر رتے ترکی سائپرس حکومت بنانے کا اعلان کیا۔ ۱۵ فروری کو پی۔ جی ووڈ ہاؤس اور جیولین ہکسلے کی موت واقع ہوئی۔ ۲۴ فروری کو ڈریندر کو نیپال کے مہاراج ادھیراج کے عہدہ پر تخت نشیں کیا گیا اور یہی وہ وقت ہے جب امریکہ نے حسب دستور پاکستان کو ہتھیاروں کی کمی کو پورا کرنے پر سے روک تھام ہٹالی۔

مارچ ۱۹۷۵ء ۴ مارچ ۱۹۷۵ء کو روڈیشیا کے افریقی لیڈر سیٹ ہول گرفتار کئے گئے۔ ۶ مارچ ۱۹۷۵ء کو ایران عراق نے سرحدی سمجھوتہ پر دستخط کئے جس سے ان کا پرانا سرحدی جھگڑا ختم ہوا۔ ۱۱ مارچ کو پرتگال میں بائیں بازو کے خلاف بغاوت ناکامیاب ہوئی جنرل اسپی نولا بھاگ کر اسپین پہونچے۔ ۲۰ مارچ ۱۹۷۵ء کو امریکہ ہندوستان کو آٹھ لاکھ ٹن گیہوں بیچنے کو راضی ہو گیا اور واشنگٹن میں اس کا اعلان کیا گیا اور اسی دن ڈاکٹر کیسنجر کا مغربی ایشیا میں صلح کا پیغام ناکامیاب ہوا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۷۵ء سوئز نہر بند کو پھر سے جاری کرنے کا پروگرام بنا۔ صدر سادات نے اعلان کیا کہ نئی لڑائی چھیڑنا ناممکن نہیں ہے

۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء کو سعودی عرب کے شاہ فیصل کو ان کے بھتیجے نے گولی سے مار دیا تھا۔

اپریل ۱۹۷۵ء ۵ اپریل ۱۹۷۵ء کو تائیوان کے صدر چیانگ کائی شیک کا انتقال ہو گیا۔ ان کی عمر ستاسی سال کی تھی۔ ۱۴ اپریل ۱۹۷۵ء کو تھیو نے جنوبی ویتنام میں کابینہ جنگ کی تنظیم کی۔ ۱۵ اپریل کو یان چیا فان تائیوان کے نئے صدر بن گئے۔ ۱۲ اپریل ۱۹۷۵ء کمبوڈیا کے صدر سو کھان کھوئے کو جلاوطن کر دیا گیا۔ ۱۵ اپریل ۱۹۷۵ء کو خان عبدالغفار خان کو گھر کے اندر نظر بند کر دیا گیا۔ ۱۷ اپریل کمبوڈیا پر تخت نشینی کے موافق فوجیوں کا قبضہ ہوا۔ اسی ۱۷ اپریل کو کھیو سیمپون نئے وزیر اعظم بنے۔ ۲۳ اپریل کو تھیو سرکار کے فوجیوں نے جنوبی ویتنام میں آزاد کرانے والے مورچے فوجیوں پر بموں کو پھینکا جس سے ہزاروں آدمی مارے گئے۔ ۲۷ اپریل کو سگان پہ آزادی مورچہ کی فوج کا گھیرا ہوا۔ تران منیھ میں امریکہ اعلانی سرکار کے صدر چنے گئے۔ ۲۹ اپریل ۱۹۷۵ء کو جنوبی ویتنام سے امریکی فوج کا بھاگنا شروع ہو گیا۔ ۳۰ اپریل ۱۹۷۵ء کو سگان سرکار نے ہتھیار ڈال دیئے۔

مئی ۱۹۷۵ء ۶ مئی ۱۹۷۵ء کو دولت مشترکہ کے وزیر اعظموں کی کانفرنس کا ایک مشترکہ بیان شائع ہوا اور نئی دنیا کے معاشی مسائل کو حل کرنے کی تجاویز منظور کی گئیں۔ ۱۱ مئی ۱۹۷۵ء لاؤس کے وزیر اعظم نے یہ تسلیم کر لیا کہ وہاں کمیونسٹوں کی جیت ہوئی۔ ۱۶ مئی ۱۹۷۵ء کو ماپاگوز جہاز کو کمبوڈیا کے چنگل سے چھڑانے کے لئے امریکہ نے تھائی اڈے کا استعمال کیا جس کی مخالفت میں تھائی لینڈ نے امریکہ میں مقیم اپنے سفیر کو واپس بلا لیا۔ ۱۷ مئی ۱۹۷۵ء کو ۳۶ سالہ جاپانی خاتون جا۔کو۔تابیے۔ آنے ایورسٹ پر پہلی خاتون ہونے کا فخر حاصل کیا ۱۹ مئی ۱۹۷۵ء کو تھائی اڈوں کے استعمال پہ امریکہ نے تھائی لینڈ سے معافی مانگی۔ ۲۸ مئی ۱۹۷۵ء کو جنوبی مغربی افریقہ سے ہٹنے کے بارے میں یو این کے الٹی میٹم کو جنوبی افریقہ نے ٹھکرا دیا تھا۔

جون ۱۹۷۵ء ۲ جون ۱۹۷۵ء کو جاپان کے سابق وزیر اعظم اور عالمی امن و تحفظ کے نوبل پرائز حاصل کرنے والے اسی کو ساتوں کا انتقال ہو گیا تھا۔ ۵ جون ۱۹۷۵ء کو ۸ سال تک بند رہنے کے بعد سوئز نہر جہازوں کے آنے جانے کے لئے پھر سے

کھل گئی تھی۔ ۷جون کو پاکستان نے ستر کروڑ ۲۰ لاکھ ڈالر کا سالانہ فوجی بجٹ منظور کیا۔ پاکستان نے پہلے فوج پر اتنا زیادہ خرچ کبھی نہیں کیا تھا۔ ۱۳ جون ۱۹۷۵ء کو مصر کے واسطے ہتھیاروں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے برطانیہ نے سمجھوتہ پر دستخط کئے ۱۶ جون ۱۹۷۵ء کو شیخ مجیب الرحمٰن نے دو اخباروں کو چھوڑ کر باقی سب اخباروں کو بند کر دیا تھا۔ ۲۵ جون ۱۹۷۵ء کو پانچ سو سال پرتگال کی غلامی کے بعد موزمبیق کو آزادی حاصل ہوئی۔

جولائی ۱۹۷۵ء ۶ جولائی ۱۹۷۵ء کو کیپ وڈی آزاد ہوا تھا اور پرتگالی حکومت کا خاتمہ ہوا تھا۔ ۱۲ جولائی ۱۹۷۵ء کو افریقہ کے مغربی سمندری کنارہ کے قریب ساؤ ٹومے اور پرنسپی جزیرہ نما آزاد ہوئے۔ ۱۶ جولائی ۱۹۷۵ء کو چالیس مسلم ملکوں نے مانگ کی کہ اسرائیل کو یو۔ این۔ او سے الگ کر دیا جائے۔ ۱۹ جولائی ۱۹۷۵ء کو سایوز اور اپولو ایک دوسرے سے الگ ہوگئے۔

۳۰ جولائی ۱۹۷۵ء کی یورپی امن کانفرنس کی اہمیت ۳۰ جولائی ۱۹۷۵ء سے یکم اگست ۱۹۷۵ء تک یورپی امن و تحفظ کی کانفرنس ہلسنکی میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں یورپ کے تمام ممالک کے امن و تحفظ اور باہمی تعاون و امداد کے مسائل پر غور و خوض کیا گیا۔ یہ کانفرنس نہایت اہم ہے۔ البانیہ کے علاوہ یورپ کے ۳۵ ملکوں نے اس کانفرنس میں حصہ لیا۔ اور تیس ہزار الفاظ کی ایک دستاویز پر انھوں نے دستخط کئے۔ وائنا میں ہوئے ۱۸۱۵ء کے بعد کی یہ سب سے اہم کانفرنس مانی جاتی ہے جس میں صدر وزیر اعظم۔ شہنشاہ اور دیگر اعلیٰ درجہ کے نمائندے شامل ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں بھی امریکی جیرالڈ فورڈ اور سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سکریٹری لیونڈ بریژنیف کے درمیان تبادلۂ خیالات ہوا تھا۔ فائنل ایکٹ کے ایک مشترکہ اعلان میں سب ہی ملکوں نے تناؤ میں کمی کرنے کی جد و جہد کا وعدہ کیا۔ دستخط کرنے والے ملکوں نے عالمی مساوات کے اصولوں کی بنیاد پر تعلقات قائم کرنے کے ساری دنیا کے لوگوں کے حقوق کا احترام کرنے۔ طاقت کے استعمال کی دھمکی سے بچنے۔ حدود کو تسلیم کرنے علاقائی یکجہتی کا احترام کرنے۔ باہمی اختلافات کو پر امن طریقے سے حل کرنے۔ لوگوں کو مساوی حقوق دینے۔ باہمی تعاون کو وسعت دینے اور بین الاقوامی قوانین کی پابندی کرنے کا اعلان کیا۔ اس دستاویز

پر دستخط کرنے والوں میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سکریٹری بریژنیف۔ امریکی صدر فورڈ اور کناڈا و یورپ کے ممالک کی چوٹی کے لیڈر بھی شامل ہوئے۔ امریکی صدر فورڈ نے کہا کہ کانفرنس میں شرکت کرنے والے ممالک نے ۳۰ سال تک یورپ میں امن و تحفظ قائم رکھا۔ حالاں کہ کئی بار سخت تصادم و ٹکراؤ سے بال بال بچ گئے۔ آج خاص کام یہ ہے کہ کیسے عدل و انصاف کیا جائے اور کس طرح علاقائی امن و تحفظ کا استحکام کیا جائے۔ صدر فورڈ نے کہا کہ ایٹمی ہتھیاروں کے محدود کرنے اور ان کے استعمال پر پابندی عائد کرنے کے سلسلہ میں اور زیادہ کوشش کرنا ضروری ہے انھوں نے امید ظاہر کی کہ اس کانفرنس سے اس سلسلہ میں زیادہ موثر اور ٹھوس نتائج نکلیں گے۔ انھوں نے سوویت یونین کے ساتھ سمجھوتہ کا تذکرہ کیا کہ امریکہ اس طرح کے اور سمجھوتہ کا خواہشمند ہے۔

اگست ۱۹۷۵ء ۴ اگست ۱۹۷۵ء کو بلگریڈ میں امریکہ کے صدر فورڈ اور یوگوسلاویہ کے صدر ٹیٹو کی بات چیت ختم ہوئی تھی ۸ اگست ۱۹۷۵ء کو بین الاقوامی کرنسی فنڈ نے غریب ملکوں کو تیل آنے پر خرچ کے واسطے مدد کرنے کی قرارداد منظور کی اور اسی ۸ اگست ۱۹۷۵ء کو بین الاقوامی کے قرارداد میں امریکہ کے ان اڈوں کے قیام کی سخت مذمت کی جو امریکہ نے دیا گو گارسیا اور گوام جزیروں میں قائم کئے ہیں ۱۵ اگست ۱۹۷۵ء کو بنگلہ دیش میں مجیب الرحمٰن کو قتل کر دیا گیا اور حکومت کی باگ ڈور خوندکر مشتاق احمد کے ہاتھ میں آئی تھی جس کی تفصیل اگلے صفحات میں دی گئی ہے۔ ۱۶ اگست ۱۹۷۵ء کو بنگلہ دیش سے ہوائی سروس ہندوستان اور دیگر ممالک سے بند ہو گئی تھی۔ ۲۰ اگست ۱۹۷۵ء کو چیک جیٹ مسافر ہوائی جہاز کا حادثہ پیش آیا جس میں ۱۲۶ مسافر مر گئے تھے۔ ۲۱ اگست کو کیوبا پر سے معاشی و بیوپاری پابندی کچھ حد تک ہٹالی گئی۔ ۲۹ اگست ۱۹۷۵ء آئر عوامی حکومت کا صدر ایمن ڈی ویلرا کا ۹۲ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ ۳۰ اگست ۱۹۷۵ء کو ۸۲ غیر جانبدار ملکوں کے وزیروں کی کانفرنس لیما میں ختم ہوئی تھی۔ باہمی امداد کرنے کا پروگرام منظور کیا گیا تھا۔

ستمبر ۱۹۷۵ء یکم ستمبر ۱۹۷۵ء کو ایک آرڈیننس جاری کر کے بنگلہ دیش میں

ایک پارٹی حکومت کا نظام رد کر دیا اس نظام کو مجیب الرحمٰن نے فروری ۱۹۷۵ء میں جاری کیا تھا۔ ۴ ستمبر ۱۹۷۵ء کو صدر سادات نے روس پر الزام لگایا کہ اس نے عرب ممالک میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ ۵ ستمبر ۱۹۷۵ء کو صدر فورڈ کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور مس لینیٹ ایلس نام کو جیل بھیج دیا گیا تھا۔

۶ ستمبر ۱۹۷۵ء کو مشرقی ترکی میں زبردست زلزلہ آیا تھا۔ اور لائیس نامی گاؤں کے تقریباً تین ہزار آدمی مر گئے تھے۔ ۹ ستمبر کو نروتم سنہہ ٹک کمبوڈیا واپس آئے تھے۔ ۱۵ ستمبر کو پاپوا نیوگنی آزاد ہو گیا تھا۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۷۵ء کو یو۔این او کے ایک مخصوص اجلاس میں نئے عالمی معاشی انتظام کی اسکیم منظور کی گئی تھی۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۷۵ء کو امریکہ کے صدر فورڈ کو قتل کرنے کی دوسری بار کوشش کی گئی تھی۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۷۵ء کو تیل پیدا کرنے والے ملکوں نے تیل کی قیمت میں ۱۰ فیصدی اضافہ کر دیا۔

اکتوبر ۱۹۷۵ء ۵ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو بنگلہ دیش اور پاکستان کی طرف سے ایک دوسرے کے یہاں سفیر رکھنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ ۹ اکتوبر کو نوبل پیس پرائز ہائیڈروجن بم کے بنانے والے آندرے سکھاروب کو دیا گیا تھا۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو سینائی سے فوج ہٹانے کے انترم سمجھوتہ پر اسرائیل کے دستخط ہوئے۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو اکونامکس پیس پرائز روس کے نتاروویچ اور امریکہ کے ٹی کومونس کو مشترکہ طور سے دیا گیا تھا۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو میڈیکل نوبل پرائز تین امریکی لوگوں کو مشترکہ طور پر ملا۔ ڈیوینڈ والٹی مور۔ ٹے من پل رے کو مشترکہ طور پر ملا تھا۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو کیمسٹری نوبل پرائز آسٹریلیا کے جے۔ ڈبلو کونورتھ اور سوئٹزرلینڈ کے بلادی میر پریے لوف کو مشترکہ طور پر ملا تھا۔ فزکس نوبل پرائز ڈنمارک کے اے بوہر اور بین موٹیل اور امریکہ کے جیمس رین واٹر کو دیا گیا تھا۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو روس کے نتاؤ کے ڈھیلے پن کی کوشش سے ہوشیار رہنے کی کیسنجر کو ماؤس تے تنگ کی آگاہی کر دی گئی تھی۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو این والڈ ٹائن بی کا انتقال ہو گیا۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو سیکورٹی کونسل کی سیٹ کے لئے انتخابات میں ہندوستان نے اپنی امیدواری واپس لے لی اور اسی وقت اٹلی کے شاعر انجینیا منتول کو ادبی نوبل پرائز ملا۔

نومبر ۱۹۷۵ء ۳ نومبر ۱۹۷۵ء کو بنگلہ دیش میں بریگیڈیر خالد مشرف کی رہنمائی میں فوجی انقلاب کے خلاف تحریک ہوئی۔ فوجی کمانڈر ضیاء الرحمٰن ہٹا دیئے گئے۔ مجیب الرحمٰن کے چار معاون جیل میں قتل کئے گئے۔ مجیب الرحمٰن کے قتل میں شامل ہونے والے فوجی افسر بھاگ کر بنکاک پہونچے جس کا مفصل تذکرہ اگلے صفحات میں کیا جائے گا۔ ۴ نومبر ۱۹۷۵ء ہندوستانی سفیر نے چین کی اس بات کی تردید کی کہ ۲۰ اکتوبر کو تبتی مظاہرہ میں لڑائی جھگڑا ہوا۔ جس میں ۴ ہندوستانی مارے گئے تھے۔ واقعہ یہ تھا کہ چینیوں نے گھس کر چار ہندوستانی گشتی سپاہیوں کو مار ڈالا تھا۔ جس مقام پر یہ سپاہی مارے گئے تھے وہ ارونا چل پردیش کے تلنگ نامی مقام سے ۵۰۰ میٹر جنوب میں ہے۔ ۶ نومبر ۱۹۷۵ء کو بنگلہ دیش کے صدر نے پارلیمنٹ ختم کردی۔ آئندہ انتخابات کے لئے فروری ۱۹۷۷ء مقرر کی گئی۔ بنکاک بھاگ کر پہونچنے کے بعد بنگلہ دیش کے فوجیوں نے امریکہ سے پناہ مانگی اور بعد کو لیبیا پہونچ گئے۔ ۷ نومبر کو ضیاء الرحمٰن پھر فوجی کمانڈر ہوئے اور بریگیڈیر مشرف کا قتل ہوا۔ ۱۴ نومبر ۱۹۷۵ء کو یو۔ این میں پاکستان کی اس تجویز کی ہندوستان کے ذریعہ مخالفت کی گئی کہ جنوبی ایشیا کو نیوکلیر طاقتوں کے تجربوں سے آزاد علاقہ بنایا جائے۔ ہندوستان نے کہا کہ چین کے پاس ایٹمی طاقت ہے اس لئے پاکستان کی تجویز کی کوئی تک نہیں ہے۔ ۱۸ نومبر کو تیل پیدا کرنے والے ملکوں نے غریب ملکوں کی مدد کی غرض سے ایک ارب ڈالر کا فنڈ قائم کیا تھا۔ ۲۰ نومبر ۱۹۷۵ء کو اسپین کے تانا شاہ فرینکو کا انتقال ہو گیا۔ اور اسی دن مجیب الرحمٰن کے قتل کرنے والوں نے لیبیا میں پناہ مانگی ۲۲ نومبر ۱۹۷۵ء کو جوان کارلوس اسپین کے شاہ بنے۔ ۲۶ نومبر ۱۹۷۵ء ڈھاکہ میں ہندوستانی سفیر سمر سین کو چھ آدمیوں نے گولی سے گھائل کر دیا۔ حملہ آوروں میں سے چار وہیں محافظوں کے ذریعہ مار ڈالے گئے اور دو گھائل ہونے کی حالت میں گرفتار کئے گئے۔

دسمبر ۱۹۷۵ء یکم دسمبر ۱۹۷۵ء کو صدر فورڈ چین پہونچے اور پیکنگ میں چینی لیڈروں سے ان کا تبادلۂ خیالات ہوا۔ ۲ دسمبر ۱۹۷۵ء کو ماؤ نے صدر فورڈ کو بات چیت کرنے کے لئے دو گھنٹے کا وقت دیا۔ ۳ دسمبر ۱۹۷۵ء کو لاؤس میں عوامی حکومت

بنی۔ سوانگ وٹرپھونا گدی سے ہٹا دیئے گئے۔ ۴ دسمبر ۱۹۷۵ء کو سفانو وونگ لاؤس کے صدر ہو گئے اور اسی ماہ امریکہ نے مجیب الرحمٰن کے قتل کرنے والوں کو پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ ۵ دسمبر ۱۹۷۵ء کو عرب علاقوں پر قبضہ بنائے رکھنے پر اسرائیل کی یو۔ این کی اسمبلی میں مذمت کی گئی۔ ۶ دسمبر ۱۹۷۵ء کو بیروت میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان فسادات ہوئے ساٹھ سے زیادہ آدمی مارے گئے تفصیل اگلے صفحات میں آئیگی۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۷۵ء کو ہندوستان کے صدر فخر الدین علی احمد نے اپنے سویڈن کے سفر کے خاتمہ پر ایک مشترکہ بیان دیا جس میں غیر جانب دار ملکوں میں اتحاد و تعاون اور صلح کا مشورہ دیا۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۵ء کو نیپال سے متعلق آئین میں تبدیلی ہوئی اور راجہ کو اور زیادہ حقوق دئیے گئے۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۷۵ء کو آسٹریلیا میں انتخابات ہوئے اور مالکم فریزر کو نیا وزیر اعظم بنایا گیا۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۵ء کو انگولا کے لئے امداد کی رقم میں امریکہ کے سینیٹ کے ذریعہ کٹوتی ہوئی۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۷۵ء کو عرب چھاپہ ماروں نے تیل پیدا کرنے والے ملکوں کے تیرہ وزیروں کو قیدی بنا لیا تھا۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۵ء کو تیل پیدا کرنے والے ملکوں کے وزیر آزاد کئے گئے۔ اغوا کرنے والوں نے خود کو الجیریا میں پیش کر کے ہتھیار ڈالدیئے اور خود کو حوالے کر دیا۔

مسئلہ تیل اور ایران کا مختصر جائزہ

شہنشاہ ایران کے شاہی فرمان کے مطابق تیل کے بھاؤ میں اضافہ کرنے والے ملکوں کے فیصلے کو سمندری قزاقوں والی جنگی بیڑوں کی یلغار کی دھمکی سے کمزور نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا بھر میں سکے کی قیمت گرتی جا رہی ہے اور اس حقیقت کی روشنی میں تیل کے بھاؤ پر نظر ثانی کرنا بالکل معقول اور حق بجانب ہے۔ شہنشاہ ایران نے اپنے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں اپنے نظریات بتائے کہ دیگر ممالک کے ہاتھ تیل اور قدرتی گیس کی تجارت ملک کیواسطے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ اس سال ایران کی مجموعی طور پر اکیس ارب ستانوے کروڑ ڈالر کی آمدنی ہو گئی انھوں نے یہ بھی کہا کہ تیل ہمیشہ رہنے والی دولت ہے۔ ایران نے امریکہ کو تیل کی سپلائی اس وقت بھی جاری رکھی تھی جب عرب ملکوں نے امریکہ کو تیل کی سپلائی پر پابندی لگا دی تھی اور ایران کے اسرائیل سے سفارتی تعلقات قائم رہے تھے۔ ایران امریکہ کے فوجی گٹھ جوڑ میں

میں شریک ہے۔ ایران کی معشیت کو امریکہ۔ برطانیہ۔ فرانس۔ مغربی جرمنی اور اٹلی کا تعاون حاصل ہے۔

مصر اسرائیل عبوری سمجھوتہ اور مقبوضہ فلسطین

مصر اور اسرائیل کے درمیان عبوری سمجھوتہ تو ہو گیا ہے لیکن بقول صدر انوار السادات یہ کوئی آخری اور قطعی سمجھوتہ نہیں ہے۔ یہ ایک فوجی معاہدہ ہے جس کے مطابق دونوں ملکوں کی فوجیں پیچھے ہٹائی جا رہی ہیں۔ امریکن صرف وارننگ اسٹیشنوں پر تعینات ہوں گے اور کسی بھی وقت ان کو واپسی کا حکم دیا جا سکتا ہے۔ اسرائیلی جہازوں کو نہر سوئیز سے ہرگز ہرگز نہیں گذرنے دیا جائے گا۔ وزیر اعظم اسرائیل کے کہنے کے مطابق امریکہ نے کچھ عرصہ پہلے اسرائیل کو ہتھیار سپلائی کرنے کے نئے معاہدوں پر جو پابندی لگا دی تھی وہ پابندی امریکہ نے منسوخ کر دی ہے امریکہ نے یہ پابندی مصر اور اسرائیل میں سمجھوتہ کرانے کے لئے لگا دی تھی۔ اس پابندی کے تحت جدید قسم کے ہتھیار سپلائی کرنے کی ممانعت تھی۔ اس پابندی کا اثر فینٹم ۱۵ ایف لڑاکا طیاروں کی قسم کے میزائیل اور شعاعوں کی مدد سے چلانے اور کنٹرول کئے جانے والے بموں پر بھی اثر پڑا تھا لیکن اب مہلک ہتھیاروں کی سپلائی پر سے پابندی ہٹالی گئی ہے اور اسرائیل کی درخواست برائے سپلائی مہلک ہتھیار زیر غور ہے اور عام قسم کا فوجی سامان امریکہ اسرائیل کو مسلسل سپلائی کر رہا ہے۔

اسرائیل نے مسلمانوں کے مقدس اور تاریخی مسجد ابراہیم کی تقسیم اور اس کے بڑے حصے کو یہودیوں کے حوالے کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اسرائیل کے اس رویہ نے دنیائے اسلام میں بڑی بے چینی اور شدید انتشار پیدا کر دیا ہے اور اسرائیل کے خلاف تجاویز پاس ہوئیں جلسے منعقد ہوئے مظاہرے کئے گئے۔ سعودی عرب کی حکومت نے بیت المقدس سے متعلق خصوصی کمیٹی کا اجلاس فوری طلب کیا گیا اور اسرائیل کو باز رکھنے کی تجاویز کی گئیں۔ مسجد ابراہیم فلسطین کے شہر خلیل میں واقع ہے اور اس وقت اسرائیل کے قبضہ میں ہے۔ اس مسجد میں مسلمانوں کے مقدس اور تاریخی آثار قدیمہ موجود ہیں۔ اسرائیل نے نہ تو مسلم آبادی کے جذبات کا احترام کیا ہے اور سلامتی کونسل کی قراردادوں کی کھلی خلاف ورزی کی ہے۔ اذان نماز پر پابندی

لگا دی گئی ہے۔

طرابلس پر طائرانہ نگاہ لبنان کے شمالی علاقہ میں خونریز خانہ جنگی ہوئی۔ چار سو سے زیادہ لوگ مارے گئے اور بے شمار آدمی زخمی ہوئے۔ اسی لبنان کے شمالی حصہ میں مشہور شہر طرابلس واقع ہے۔ اس شہر سے تصادم شروع ہوا تھا اور فساد کے شعلوں کی لپیٹ میں دنیا اور بھی بہت سے مقامات آ گئے۔ اس خانہ جنگی میں رائفلوں کے علاوہ مشین گنوں۔ چھوٹی توپوں اور راکٹوں تک کا استعمال کیا گیا تھا۔ یہ خانہ جنگی مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ہوئی تھی۔ طرابلس کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ ہے اور اس میں اکثریت مسلمانوں ہی کی ہے۔ دونوں طرف بے شمار بے گناہ مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ کافی جانی و مالی نقصان کے بعد طرابلس میں امن و امان قائم ہو سکا۔ اس خانہ جنگی میں سامراجیوں کی فرقہ وارانہ منافرت پھیلا کر فسادات کرانے کی حکمت عملی کار فرما رہی تھی۔ طرابلس میں ایک مسلمان اور عیسائی موٹر ڈرائیور کا معمولی جھگڑا ابھار دیا گیا اور سنگین حالات پیدا ہو گئے۔

لیبیا پر اجمالی نظر بسلسلہ رواج جہیز دورِ جدید میں جہیز کے رواج نے ناقابل برداشت بارِ گراں کی صورت اختیار کر لی ہے۔ ہندوستان و پاکستان کی طرح مشرق وسطیٰ میں بھی جہیز کا دستور رائج ہے اور پریشان کن بن گیا ہے۔ لیبیا میں جہیز لڑکی والے نہیں دیتے بلکہ لڑکے والوں کو ادا کرنا پڑتا ہے وہاں تیل کی قیمت بڑھنے کے ساتھ ساتھ دلہن کی قیمت میں بھی کافی اضافہ ہو گیا ہے۔ پہلے تو لیبیا میں لڑکے والوں کو ڈھائی ہزار ڈالر نقد ایک موٹر۔ ایک اونٹ۔ چند بھیڑیں اور کچھ سونے کی اشرفیاں ادا کرنی پڑتی تھیں۔ لیکن اب لڑکی کو حاصل کرنے کے لئے لڑکے والے کو کم سے کم بارہ ہزار ڈالر نقد۔ ایک موٹر۔ ایک اونٹ کئی بھیڑیں اور بہت سی اشرفیاں ادا کرنی پڑتی رہی ہیں۔ اونچے طبقے کے لوگوں کو اور بھی زیادہ نقد رقم ادا کرنی ہوتی ہے۔ لیبیا کی حکومت نے اس بدعت کے خلاف زبردست مہم شروع کر دی ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ اشتہاروں کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ بار بار اس بدعت کے خلاف فتوے نشر کئے جا رہے ہیں اور ان کے والدین کی سخت مذمت کی جا رہی ہے جو اپنی لڑکیوں کو اونٹ کی طرح نیلام کرتے ہیں۔

عراق کا مختصر تاریخی جائزہ

دورِ جدید نے غلامی کی زنجیروں کو کاٹ ڈالا اور ایک ارب ستر کروڑ عوام کو نو آبادیاتی نظام اور امپیریل ازم کے چنگل سے آزاد کر دیا۔ ایشیا اور افریقہ کے تقریباً ستر ممالک آزاد ہو گئے۔ عراق نے بھی صدیوں کی مفلسی بیکاری اور جاگیرداری سے چھٹکارا حاصل کیا۔ بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ برطانیہ نے امپیریل ازم کے ہر ظلم و تشدد کا مقابلہ کیا۔ ۱۴ جولائی ۱۹۵۸ء کو بغدادی پیکٹ کو انقلابی عراقی عوام نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا۔ اور ۱۷ جولائی ۱۹۶۸ء کو رجعت پسند طاقتوں کا دور ختم ہو گیا اور ترقی پسند اور انقلابی حکومت برسر اقتدار آ گئی۔ آج عراق انقلابی دسو شلسٹ پلان کو مربوط اور مستحکم بنا رہا ہے۔ صدر احمد البکر کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور ہے۔ عراق اپنی اقتصادی معاشی تجارتی اور سیاسی میدان میں تیزی کے ساتھ ترقی کرنے میں مصروف ہے۔ قوی امکان ہے کہ ۱۹۸۰ء تک تیل کی پیداوار ۱۱ کروڑ ۵۰ لاکھ سے ۲۰ کروڑ ٹن تک ہو جائے گی۔ آجکل عراق میں فی کس آمدنی ڈھائی سو دینار یعنی پانچ ہزار روپے ہے۔ آج عراقی دینار عالمی بازار میں پاؤنڈ اور ڈالر کے ہم پلہ ہے۔ عراق اپنی قومی آمدنی کا آدھا حصہ ملک کی ترقی پر خرچ کرتا ہے۔ عراق میں خاص خاص کارخانوں۔ انڈسٹریوں۔ بینکوں اور امپورٹ ایکسپورٹ تجارت کو قومیایا جا چکا ہے۔ عراق میں پرائمری اسکول سے پوسٹ گریجویٹ تک تعلیم بالکل مفت دی جاتی ہے۔ اس سرزمین پہ ہر مریض کا علاج مفت ہوتا ہے۔ زمینداری اور جاگیرداری کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا ہے۔ عالمی سیاست میں عراق کی بڑی اہمیت ہے۔ عراق تمام عرب ملکوں کے ساتھ دوستی رکھنا چاہتا ہے۔ عرب ملکوں کے اتحاد یکجہتی اور تعاون کا خواہاں ہے۔ تمام سوشلسٹ ممالک اور تمام دوست ممالک کے ساتھ بہتر سے بہتر تعلقات رکھنا چاہتا ہے۔ تیسری دنیا کے ساتھ رابطہ اور دوستی کو استوار اور مستحکم بنانے کا خواہشمند ہے۔ صدر احمد البکر تمام تیل پیدا کرنے والے ملکوں کے درمیان دوستی اور توازن برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ غیر جانبدار پالیسی کا حامی ہے۔ عراق نے گزشتہ چند سالوں میں بلغاریہ رومانیہ۔ عوامی جمہوریہ کوریا۔ ہندوستان۔ افغانستان اور بنگلہ دیش کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کئے اور مفید معاہدے کئے ہیں۔ عراق نے اسرائیل کے خلاف جہاد

آزادی کی ہمیشہ پوری حمایت کی ہے۔ عراق کا مستقبل درخشاں ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کے راستہ پر گامزن ہے۔ عراق میں منافع بازی پر دس فیصدی سیلنگ لگادی گئی ہے اور بہت زیادہ منافع خوروں کو سخت سزائیں ملیں۔

امریکہ اسرائیل حکمت عملی

سینا سمجھوتہ امریکہ اسرائیل حکمت عملی کا کرشمہ ہے۔ باوجود ناقابل تلافی نقصانات کے جو مصر کو اسرائیل نے پہونچائے تھے۔ اسرائیل نے معاہدہ پر دستخط کرنے سے انکار کردیا تھا حالانکہ مصر کی طرف سے پہلے ہی دستخط ہوچکے تھے۔ اسرائیل نے محض اس لئے اپنے دستخط روکے تھے کہ اس دوران امریکی کانگریس پر دباؤ ڈال کر اور زیادہ ہتھیار حاصل کئے جاسکیں۔ اسرائیل سے وعدہ کردیا گیا کہ اس کو امریکہ کی طرف سے دور مار میزائل۔ میراج ہوائی جہاز اور ۲۰۰ سے زیادہ پیٹن ٹینک دیئے جائیں گے۔ جب اسرائیل مطمئن ہوگیا اور سینائی کے علاقہ میں امریکی جاسوسوں کی تعیناتی کے مکمل انتظامات ہوگئے تو اسرائیل نے معاہدہ پر دستخط کئے تھے۔ اس سمجھوتہ میں ہر ہر لفظ سے اسرائیل کے مفاد عیاں ہیں ماہرین سیاست نے اس معاہدہ کو امریکہ اسرائیل کی حکمت عملی کا کرشمہ جدیدہ کا نام دیا ہے۔ اسرائیل مصر کے سمجھوتہ کی وجہ سے لیبیا شام اور کویت کو مصر سے ناراضگی پیدا ہوگئی ہے۔ اور سعودی عرب کے فرمانروا شاہ خالد اس ناراضگی اندکشیدگی کو دور کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تمام عرب ممالک متحد ہوکر رہیں۔

سعودی عرب ترقی کے راستہ پر گامزن

دورِ جدید میں سعودی عرب اس بات کا کوشاں ہے کہ ملک کی خوشحالی ترقی کے لئے ملک کے اندر ہی بنیادی ضرورتیں مہیا کی جاسکیں۔ یہاں منصوبہ بندی کمیشن نے زرعی ترقی کا ایک بہت بڑا منصوبہ تیار کیا ہے۔ اولین نشانہ یہ مقرر کیا گیا ہے کہ ۱۹۸۲ء تک ملک کی خوراک کی تمام ضرورتوں اناج۔ گوشت۔ دودھ اور ترکاریوں کے معاملہ میں مکمل طور پر خودکفیل ہوجائے گا۔ اس عظیم منصوبہ پر تقریباً ساٹھ ارب ڈالر خرچ ہونگے۔ صحرا کو سرسبز و شاداب بنانے کے اس کام میں مختلف ملکوں کے ماہرین سرکاری طور پر سعودی عرب میں کام کررہے ہیں غیر سرکاری ملازمتوں میں کام کرنے والے ہندوستانی ماہرین کی تعداد اور اور بھی زیادہ ہے۔

بیروت کے فرقہ وارانہ شعلے بیروت لبنان کا دارالحکومت ہے۔ یہاں عیسائی لوگوں کی مسلح فوجوں نے فلسطینی مہاجرین کے دنداں شکن جواب اور تحریک آزادی فلسطین کے لیڈر یاسر عرفات کی مداخلت پر جنگ بندی کا معاہدہ ہو گیا تھا لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد عیسائیوں نے محکمۂ اوقاف کے زیر نگرانی ایک عمارت کو آگ لگا دی جو جل کر بالکل راکھ ہو گئی اور دیگر عمارتوں کو بھی شدید نقصان پہنچا اور دونوں کے درمیان بھیانک جنگ و جدل ہوئی۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۷۵ء کو بیروت اور اس کے آس پاس کا علاقہ شعلہ پوش تھا۔ عین الرمانہ کا علاقہ سب سے زیادہ متاثر تھا۔ عیسائی اور مسلم مسلح دستے ایک دوسرے کی آبادیوں پر راکٹوں کی بارش کر رہے تھے۔ فندق عربی۔ محلہ اشرفیہ۔ اور محلہ کرنیتا میں لاشیں نظر آتی تھیں شارع حمراء میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۵ء کو اعلان کیا گیا کہ دونوں فریقوں نے جنگ بندی منظور کر لی ہے معاہدے کے چار گھنٹے بھی نہیں گذرے تھے کہ اندرونی علاقوں میں گولیاں چلنے لگیں۔ رشید کرامی اور ڈاکٹر عرفات کسی نتیجے پر نہیں پہونچ سکے۔ وزراء کا خیال تھا کہ تشدد کی کارروائیوں کو روکنے کے لئے فوجیں استعمال کی جائیں وزیر اعظم رشید کرامی نے دھمکی دی ہے کہ اگر ہنگاموں کو روکنے کے لئے فوج کا استعمال کیا گیا تو وہ استعفیٰ پیش کر دیں گے۔ فوج میں عیسائیوں کا غلبہ ہے اسی لئے لبنان کے تمام مسلم لیڈر اور علماء نے فوج کے استعمال کی مخالفت کی تھی۔ طرابلس میں توپوں نے اتنی تباہی و بربادی کی کہ شاید ہی کوئی عمارت نقصان سے بچی ہو۔ فرانس کے اعلان کے مطابق فرانس بیروت کی ناگفتہ بہ حالات سے بے تعلق نہیں رہ سکتا۔ شام نے سلیمان فرنجیہ سے صاف صاف بتا دیا ہے کہ عیسائی تشدد پسندوں کی جارحانہ سرگرمیوں کی وجہ سے اسرائیل کو فلسطینیوں کے خلاف حملہ کرنے کی شہ ملی ہے اس کو شامی حکومت برداشت نہیں کر سکتی۔ باہمی خونریزی کا سنگین پہلو یہ ہے کہ لبنان کے عیسائی صدر سلیمان فرنجیہ اور وزیر اعظم رشید کرامی کے اختلافات ختم ہونے کی شکل نظر نہیں آتی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لبنان کے مسلمانوں کو بھی قبرصی ترکوں کی طرح ایک علیحدہ اسٹیٹ کے لئے جد و جہد کرنا پڑے گی کیونکہ ان کے باہمی معاہدے دائمی شکل اختیار نہیں کرتے ہیں اور ذرا ذرا سی بات پر باہمی تصادم کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں۔

لبنان پر اجمالی نگاہ لبنان کی تاریخ نے موڑ لیا۔ حالات نے سنگین صورت اختیار کی۔ سیاسی ماحول خطرناک ہو گیا رشید کرامی مستعفی ہوئے۔ ۴۰ویں جنگ بندی ناکام رہی لبنان بربادی کے دہانے پر پہونچ گیا۔ یہی نہیں بلکہ لبنان کی راجدھانی بیروت میں گھمگھور جنگ چلی بستی بموں کا آزادانہ استعمال ہوا۔ سیکڑوں آدمی موت کے گھاٹ اتر گئے۔ انتہا پسند عیسائیوں کی رکاوٹوں اور وارننگ کے باوجود فلسطینی جوان ان رکاوٹوں کو توڑ کر آگے بڑھ گئے تصادم ہوا۔ دونوں پارٹیوں کو سخت جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ شمالی لبنان میں طرابلس شہر کے پاس مسلمانوں کے مسلح گروہ نے جیل پر حملہ کیا اور سو سے زیادہ قیدیوں کو رہا کر دیا۔ کئی بار دونوں گروپ میں مفاہمت کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کئی بار جنگ بندی بھی ہوئی لیکن جنگ بندی پائیدار ثابت نہیں ہوئی۔ شام کی دھمکی شائع ہوئی تھی کہ اگر لبنان کی سرزمین کو دو مختلف مذاہب کی بنیادوں پر تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی تو شام اس میں مداخلت کرے گا۔ اور پوری ریاست کو شام میں شامل کر لیا جائے گا۔ شام کے وزیر خارجہ عبدالحلیم خدام نے کہا " فرانس کے دور میں پہلی جنگ عظیم کے بعد لبنان شام کا ہی حصہ تھا اس لئے اگر خانہ جنگی کا ڈرامہ کھیل کر ریاست کو تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی تو شام لبنان کو پھر سے اپنے اندر شامل کرے گا۔ عیسائی فلانجسٹ لیڈر مسٹر پیرے جمال نے بھی خبردار کیا ہے کہ اگر خانہ جنگی کا نتیجہ لبنان کی تقسیم کی شکل میں نکلا تو تیسری عالمگیر جنگ شروع ہو جائے گی۔

لیبیا اور الجزائر پر طائرانہ نظر گذشتہ دو سالوں میں لیبیا اور الجزائر کے باہمی تعلقات میں ایک نیا موڑ آیا اور ایک دوسرے کے بہت قریب آگئے۔ صدر قذافی اور صدر بومدین گذشتہ سال دو بار تفصیلی ملاقات کر چکے ہیں۔ مسئلہ فلسطین اور ہسپانوی صحارا کے بارے میں دونوں ہم خیال ہیں اور دونوں ہی ملدی اقدامات کو صحیح نہیں سمجھتے لیبیا میں لوہے اور فولاد پلانٹ کی اسکیم اہم ہے۔ لیبیا نے تیل کے علاوہ معدنیات کی فراہمی

پر بھی توجہ دی ہے

سعودی عرب پر سرسری نگاہ

ابو ظہبی میں مردم شماری کا کام مکمل ہوا - دور دراز ریگستانوں - ساحلوں اور جزیروں میں آباد باشندوں کی مردم شماری پہلے ہی مکمل ہو چکی تھی - ترقیاتی اور صحت و صفائی کا پروگرام زیادہ بہتر اور منظم طریقے سے انجام کیا جا رہا ہے نئی ابھرنے والی نسل کی تعلیم و تربیت کا کام بہتر ڈھنگ سے ہو رہا ہے ابو ظہبی میں نئے ہجری سال کا خیر مقدم بڑے اہتمام سے کیا گیا - مساجد و دینی مراکز میں وعظ ہوئے نئے سال کی مبارک باد دیتے ہوئے لوگوں نے ایک دوسرے کو دعائیں دیں - نئے ہجری سال کی تقاریب کا اہتمام متحدہ عرب امارات کی اسلامی امور اور اوقاف کی وزارت کی طرف سے کیا گیا تھا - سن ہجری کا آغاز رسول اکرم حضرت محمد صلعم کی مکہ معظمہ سے مدینہ شریف کے لئے ہجرت کے وقت سے ہوا ہے - جس کو اب ۱۳۹۵ سال گزر چکے ہیں -

اردن کی ایک جھلک

اردن میں تمام صحت مند مردوں کے لئے فوجی خدمات لازمی قرار دے دی گئی ہیں - شاہی فرمان کے مطابق ۱۸ برس سے ۴۰ برس تک کے تمام اردنی باشندوں کو کم سے کم دو برس تک فوجی خدمات میں حصہ لینا ہوگا - تاہم طلبہ اور معذور افراد کو اس لازمی فوجی خدمت سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے -

اسرائیل کی مسلسل جارحانہ کارروائیوں کو دیکھتے ہوئے عرب ممالک میں دفاعی تیاریاں بھی زیادہ زور پکڑ رہی ہیں - اردن سے پہلے کویت اور لبنان میں بھی فوجی تربیت لازمی قرار دی جا چکی ہے - اور وہاں بھی تمام صحت مند مردوں کے لئے فوجی تربیت لازمی قرار دی گئی -

ابو ظہبی میں سہ روزہ کانفرنس

متحدہ عرب امارات کے دارالخلافہ ابو ظہبی میں خلیجی ملکوں کے وزرائے

اطلاعات کی ایک سہ روزہ کانفرنس ہوئی تھی - اس کانفرنس میں ان ملکوں کے مابین باہمی تعاون اور رابطہ بڑھانے کے بارے میں تبادلہ خیالات کیا گیا تھا - اس کانفرنس میں متحدہ عرب امارات - سعودی عرب - کویت - قطر - بحرین - عراق اور اومان کے وزرائے اطلاعات نے شرکت کی تھی - باہمی بات چیت میں ایران کے اس اعلان کا تذکرہ بھی کیا گیا تھا کہ "جو ممالک خلیج فارس کو خلیج عرب کہیں گے ایران ان ممالک سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کرے گا - اس سلسلہ میں ایران نے خاص طور سے عرب ملکوں میں موجود اپنے سفارتی نمائندوں کو مشورہ کے لیے ایران طلب کیا تھا -

متحدہ عرب امارت کے قوانین میں یکسانیت لانے کی سعی مسلسل

عرب ملکوں کے وزرائے انصاف کی کانفرنس فرور ی کے وسط میں بغداد میں بلانے کا فیصلہ کیا گیا ہے - باہمی امور کے سوالات پر تبادلہ خیالات ہوگا اس کانفرنس کا مقصد عرب ملکوں کے قوانین میں ہم آہنگی اور یکسانیت پیدا کرنے کے امکانات کا جائزہ لینا ہے - متحدہ عرب امارات کے وزیر انصاف احمد بن سلطان القاسمی کو بھی اس کانفرنس میں شامل ہونے کا دعوت نامہ موصول ہوا ہے - بار ایسوسی ایشن نے عرب ملکوں سے اپیل کی تھی کہ وہ اپنے سب ہی قوانین میں ہم آہنگی اور یکسانیت خاص طور پر دیوانی اور فوجداری قوانین کے پورے عرب ملکوں میں ایک جیسا بنانے کے لئے عمل قدم اٹھائیں - عرب ملکوں کی سرکاروں سے بھی اپیل کی گئی تھی کہ عرب لیگ اور اقوام متحدہ کے درمیان جو بھی معاہدے ہوئے ہیں سب ہی عرب ملک اس میں شامل ہو جائیں - عرب ملکوں کی بار ایسوسی ایشن نے عرب دنیا کے قانون کے طلباء سے یہ سفارش کی تھی کہ سب ہی عرب ملکوں کے قوانین کا تقابلی جائزہ لیں اور ان میں یکسانیت لانے کے لئے اپنی سفارشات پیش کریں - اس طرح متحدہ عرب امارت کے قوانین میں یکسانیت لانے کی ہر ممکن سعی مسلسل کی جا رہی ہے -

متحدہ عرب امارات میں بچوں کی اہمیت اور یوم اطفال

بچے درحقیقت ملک کی دولت ہیں۔ متحدہ عرب امارات بچوں کی اہمیت کو سمجھتی ہے اور بچوں کے پروگرام میں

بھرپور دلچسپی لی جاتی ہے۔ ان ہی بچوں پر ملک کی تاریخ و تہذیب و تمدن کا انحصار ہے جیسے آج بچے ہیں ویسا ہی ملک کا مستقبل ہوگا۔ گذشتہ ماہ متحدہ عرب امارات میں خلیجی ملکوں میں یوم اطفال منایا گیا۔ اس موقع پر سبھی اسکولوں اور خواتین کی انجمنوں کی طرف سے بچوں کے لئے خصوصی پروگرام اور جشن منعقد کئے گئے۔ نیز ریڈیو، اور ٹیلی ویژن پر خصوصی پروگرام نشر کئے گئے۔ وزارت تعلیم و اقوام متحدہ کے بچوں کے لئے بین الاقوامی ہنگامی فنڈ کے ادارے کی طرف سے بھی ابوظبی ریڈیو اور ٹیلیویژن تھیٹر میں بچوں کے خصوصی شو پیش کئے گئے۔ اس دن ابوظبی اسکولی بچے اسپتالوں گئے بیمار بچوں کی مزاج پرسی کے لئے اور انھیں تحائف پیش کرنے گئے۔ اسکولی بچوں کو بھی مختلف تنظیموں کی طرف سے تحائف تقسیم کئے گئے۔ ابوظبی کی خواتین کی پروگریس سوسائٹی کے ارکان بھی مختلف اسپتالوں میں گئے اور مریض بچوں کی مزاج پرسی کی اور انھیں تحائف دیئے۔ ابوظبی کی خواتین کی انجمن کی طرف سے ایک خصوصی سمینار خاتونِ اوّل کی سرپرستی میں منعقد ہوا جس میں بچوں کی فلاح وبہبود سے متعلق مختلف تجاویز پیش کیں۔

کویت پر طائرانہ نگاہ خلیج عرب ریاستوں میں ایک مشترکہ جہازراں کمپنی قائم کرنے کا فیصلہ ہوا ہے۔ اس کمپنی کا نام گلف شپنگ کمپنی ہوگا۔ اس کا سرمایہ پچاس کروڑ کویتی دینار (۹۰ کروڑ پاؤنڈ اسٹرلنگ) ہوگا۔ کویت کے وزیر خزانہ مسٹر عبدالرحمٰن العتیقی کے مطابق کویت شپنگ کمپنی اپنا پورا اثاثہ گلف شپنگ کمپنی کے حوالے کردے گی۔ سعودی عرب۔ عراق۔ متحدہ عرب امارات، قطر اور بحرین بھرپور مدد کے لئے تیار ہیں۔ یہ کمپنی خلیجی ملکوں کا درآمدی مال لائے گی اور اس طرح کروڑوں دینار کمانے کی شکل میں مدد دے گی۔ اس کمپنی کے پاس کچھ خصوصی جہاز بھی ہونگے جو ۱۰۰ ٹن وزن بھی لے جا سکتے ہیں۔

جدید مصر پر اجمالی نظر دور جدید میں مصر میں طیاروں اور میزائلوں کی تیاری کی رفتار میں نمایاں اضافہ ہے۔ مصر کی اسلحہ کے معاملات میں اب پہلے سے زیادہ پوزیشن ہوگئی ہے۔ اب مصر نے بڑے پیمانے پر فرانس سے اسلحہ منگانا شروع کردیا ہے۔ گزشتہ دنوں فرانس اور مصر کے درمیان ایک اہم معاہدہ ہوا ہے۔ یہ معاہدہ

یقینی طور پر نہایت اہم تاریخی واقعہ ہے۔ مصر کے وزیر خارجہ مسٹر اسماعیل فہمی نے کہا ہے۔ فرانس صرف تیار شدہ جدید اسلحہ ہی مصر کو نہیں دے رہا ہے بلکہ وہ جدید قسم کے جنگی طیارے اور [illegible] تیار کرنے کے لئے مصر میں ہی ایک بڑا کارخانہ قائم کرنے میں بھی پورا تکنیکل تعاون دیگا۔ اس طرح مصر ہتھیاروں کے معاملہ میں خود کفیل ہو جائیگا اس کارخانے کی تیاری میں سعودی عرب قطر۔ اور متحدہ عرب امارات بھرپور سرمایہ لگائیں گے۔ مغربی جرمنی نے مصر کو تیرہ کروڑ مارک (یا پانچ کروڑ ڈالر) کا ایک قرض دینا منظور کر لیا ہے۔ اقتصادی مدد لینے کے سلسلے میں مصری وفد نے بون کا دورہ کیا تھا۔ آجکل مصر اور مغربی جرمنی ایٹمی نیوکلیر تحقیق، شمسی توانائی۔ آب پاشی ٹکنالوجی اور سمندر کے کھاری پانی کو میٹھا پانی میں تبدیل کرنے میں بھرپور تعاون کر رہے ہیں پچھلے دنوں مصر کے وزیر ریسرچ محمود عبدالمعبود لندن گئے تھے۔ مصر مصنوعی سیارے میں بھی کافی دلچسپی رکھتا ہے۔

لیبیا اور شام کا تعاون اور نیپال سے سفارتی تعلقات

عرب یونین برائے زمینی ٹرانسپورٹ جو عرب ری پبلکن یعنی لیبیا، مصر اور شام کی فیڈریشن سے کافی تعلق ہے کے بورڈ آف ڈائرکٹرز کی پہلی میٹنگ لیبیا کے شہر بن غازی میں منعقد ہوئی جس میں ان تینوں ملکوں کے درمیان زمینی ٹرانسپورٹ کو زیادہ بہتر اور آرام دہ بنانے کے سوال پر غور کیا گیا کہ ڈائرکٹرز کی دوسری میٹنگ بہت جلد بلائی جائے اور اس میں نئی تجویزوں پر غور و فکر کے علاوہ درپیش ٹیکنیکل مسائل پر غور کیا جائے۔ لیبیا۔ عرب جمہوریہ اور نیپال نے ایک دوسرے کے ساتھ سفارتی تعلقات کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیبیا عرب جمہوریہ کے سرکاری اعلان کے مطابق نیپال سے سفارتی تعلقات باہمی تعاون اور دوستی کو فروغ دینے کے جذبے کے تحت قائم کئے جائیں گے۔

تھائی لینڈ پر ایک نظر

تھائی لینڈ میں مسلمانوں اور سرکاری نمائندوں کے درمیان ایک تاریخی معاہدہ ہو گیا ہے اس معاہدہ کے ہو جانے کے بعد جنوبی تھائی لینڈ کے ہزاروں مسلمانوں نے احتجاج اور مظاہروں کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔ گذشتہ دنوں پانچ مسلمانوں کو ہلاک کرنے کے واقعہ کے خلاف احتجاج و مظاہرہ کیا گیا تھا۔ لیتوں صوبوں کی مسلم تنظیموں کے کہنے کے مطابق سرکاری بحری فوجی دستوں کے اوپر مسلمانوں سے ہلاک ہونے

کی ذمہ داری ہے۔ دستی بم استعمال کئے گئے تھے اور بارہ آدمی ہلاک ہو گئے تھے۔ معاہدہ میں طے ہوا ہے کہ مسلمانوں کے قاتلوں کو گرفتار کر کے انکو سزا دی جائیگی۔ ہلاک شدگان کے وارثوں کو معاوضہ دیا جائے گا اور تعینات بحری دستہ کو فوراً ہٹا لیا جائے گا! اس طرح حالات پر قابو پا لیا گیا۔

الجزائر اور مراقش میں تصادم

اسپینی صحارا کے سوال پر الجزائر اور مراقش کی فوجوں میں خونریز تصادم ہوا۔ الجزائر کی فوجوں نے صحارا کے ایک اہم قصبہ پر قبضہ کر لیا۔ مراقش کی فوجوں نے بھی الجزائر کو زبردست جانی نقصان پہونچایا۔ صحارا سے اسپینی فوجوں کی واپسی کے ساتھ ساتھ مراقش اور ماریطانیہ کی فوجوں نے ایک معاہدے کے تحت اسپینی فوجوں سے خالی ہونے والے علاقوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ صحارا کے ایک حصہ پر الجزائر نے بھی اپنا دعویٰ کیا تھا۔ اور جو اسی کے قبضہ میں تھا۔ لیکن مراقشی فوجوں نے اسے بھی بزور طاقت اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اس طرح کشیدگی ہوئی اور جنگی تیاریاں ہوئیں اور عربوں میں ٹکراؤ کے امکانات پیدا ہو گئے۔ دونوں ملکوں میں مصالحت کے لئے سفارتی سرگرمیاں ہو رہی ہیں۔

کویت روس تعاون

کویت کے وزیر خارجہ الاحمد الجبار کے قول کے مطابق سلامتی کونسل مسئلہ فلسطین کو حل کر سکے گی کیونکہ اسرائیل اپنی ہٹ دھرمی کی پالیسی پر قائم ہے اور نہ انصاف اپنانے پر آمادہ ہے جبتک کہ امریکہ اپنی پالیسی نہیں بدلے گا کوئی منصفانہ حل نہیں نکل سکتا۔ بقول کویت کے وزیر خزانہ عبدالرحمٰن عتیقی امریکہ، اسرائیل کی ہتھیاروں سے برابر مدد کرتا رہا ہے اور اگر امریکہ نے اسرائیل کی مدد جاری رکھی تو عرب ملک امریکہ کا بائیکاٹ کر دیں گے۔

کویت نے روس سے ہتھیار خریدنے کا ایک معاہدہ کیا ہے۔ یہ معاہدہ سیاسی اغراض و مقاصد سے بالاتر ہے۔

قطر۔ متحدہ عرب امارات تعاون

متحدہ عرب اور قطر کے درمیان وزارتی سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ یہ کمیٹی دونوں ملکوں کے درمیان باہمی تعاون کے نئے مزید امکانات کا جائزہ لے گی۔ اقتصادی و ثقافتی شعبوں میں تعلقات بڑھانے کے لئے اپنی سفارشات پیش کرے گی۔ قطر کے حکمراں الشیخ خلیفہ بن محمد الثانی نے عرب امارات

کا دورہ بھی کیا ہے۔ باہمی تعلقات بڑھانے میں سنجیدگی سے غور کیا جا رہا ہے۔ یہ بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ قطر بھی متحدہ عرب امارات کا ایک حصہ بن جائے۔

عالمی پوسٹل یونین کانفرنس

لسانا (سوئٹزرلینڈ) میں عالمی پوسٹل یونین کانفرنس کی تجاویز کے بعد متحدہ عرب امارات نے بھی غیر ممالک کو جانے والی ڈاک کے ساتھ ساتھ اپنے ملک میں بھیجی جانے والی ڈاک کی شرح بھی بڑھائی ہے۔ ہندوستان نے بھی غیر ممالک کو جانے والی ڈاک کی شرح میں اضافہ کا اعلان کر دیا ہے لیکن ہندوستان نے اپنے ملک میں بھیجی جانے والی ڈاک کی شرح میں کسی طرح کا اضافہ نہیں کیا ہے۔

بحرین کی اہمیت اور ترقیات

بحرین کی ریاست تیس جزیروں پر مشتمل ہے۔ اس کا رقبہ دو سو چھبیس مربع میل ہے منامہ اس ریاست کا دارالخلافہ ہے۔ قدیم زمانہ میں بحرین ایک عمدہ اور اہم بحری بندرگاہ شمار کیا جاتا تھا اور ایران افغانستان کی برآمدات کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ بحرین ساڑھے تین سو سال تک اسلامی حکومت کے ماتحت رہا۔ اس کی اہم سیاسی پوزیشن کی وجہ سے پرتگیزیوں اور ایرانیوں نے اس پر اپنا تسلط جمالیا۔ پھر بحرین پر انگریزوں کا اقتدار قائم ہو گیا۔ ۱۹۷۱ء میں انگریزوں کے تسلط سے آزاد ہو گیا اور شیخ عیسٰی بن سلمان الخلیفہ بحرین کے امیر ہو گئے۔ صرف ۴ سال کے اندر بحرین نے تعلیمی، صنعتی اور سیاسی لحاظ ایک اہم پوزیشن حاصل کر لی ہے اور اب بحرین کا شمار عرب لیگ اور اقوام متحدہ کے ممتاز ممبروں میں ہے۔ عراق نے معاہدہ کیا ہے کہ وہ بحرین کو سمینٹ۔ کپڑا۔ غذائی مصنوعات۔ پلاسٹک اور ربر کی مصنوعات۔ خوردنی تیل۔ ایر کنڈیشنڈ مشینیں سپلائی کرے گا۔ عراق تیار ہے کہ وہ مشترکہ سرمائے سے بحرین میں پلاسٹک۔ کیمیاوی کھاد اور الکٹرونک مصنوعات کے کارخانے اور فیکٹریاں قائم کرے گا۔ سعودی عرب اور بحرین کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے اور سعودی عرب بحرین کے مشرقی خطہ میں سمنٹ بنانے کا ایک بڑا کارخانہ تعمیر کرنے میں ہر طرح کی مدد کو تیار ہے۔ بحرین کی ترقی کا دار و مدار پیٹرول پر ہے۔ یہاں جبل الدخان کے علاقہ میں پیٹرول پایا جاتا ہے بحرین پیٹرولیم کمپنی نے کیلیفورنیا آئل کمپنی کے تعاون سے ایک بہت بڑی ریفائنری قائم کی ہے جو مشرق وسطٰی کی سب سے بڑی ریفائنری ہے۔ بیرونی تجارت کو فروغ دینے کے لئے سلمان

پورٹ کی تعمیر از سر نو کی گئی ہے۔ بحرین میں سرمایہ کاری کرنے والوں سے کوئی انکم ٹیکس نہیں لیا جاتا ہے۔ کاروبار سے حاصل شدہ سرمایہ دوسرے ممالک میں لے جانے پر کوئی پابندی نہیں ہے صنعتوں میں ترقی دینے کے لئے ستراہیں ایک نیا پاور اسٹیشن حکومت نے بنا کر بجلی کی کمی کو دور کر دیا ہے۔ بحرین میں ہزاروں ٹن المونیم تیار کیا جاتا ہے۔

لبنان کے حالات کا جائزہ

ماہ پرانی خانہ جنگی نے انتہائی خطرناک صورت اختیار کی جب ۱۸ جنوری کی شام لبنانی ایر فورس نے فلسطین مہاجرین کے خیموں پر شدید بمباری کی۔ لبنانی فوجی دستہ جو ٹینکوں اور توپوں سے مسلح تھا فلسطینیوں نے گرفتار کر لیا تھا۔ بقول مجاہد اعظم یاسر عرفات بیروت سے بیس میل دور ضبیہ کے فلسطینی مہاجرین کی بستی کو عیسائی تشدد پسندوں نے گھیر رکھا تھا۔ اور ان پر سخت حملے کر رہے تھے اور محصور مہاجرین ڈٹ کر مقابلہ کر رہے تھے۔ لبنانی فوجی محصورین کو غذائی رسد پہونچانے کے نام پر مہاجرین کی بستی کو تباہ برباد کرنے کے لئے تشدد پسند عیسائیوں کی مدد کو جا رہے تھے۔ لبنانی فوج کے افراد توپوں کے ساتھ مدد کر رہے تھے لیکن مہاجرین زیر نہیں ہو سکے تھے۔ لبنانی فوج کے ٹینک ضبیہ کی خیمہ گاہ تک پہونچے پانچ دن گھمسان کی جنگ کے بعد لبنانی فوج اور عیسائی تشدد گولہ باری کی آڑ میں ضبیہ کی مہاجر بستی پر قابض ہو گئے۔ فلسطینی مہاجرین صنوبر کے جنگلوں میں چھپ گئے۔ یاسر عرفات کو جب اس حادثہ کی خبر ملی تو انہوں نے صدر سادات کو آگاہ کیا کہ ضبیہ پر عیسائیوں کا قبضہ اس بات کا ثبوت ہے کہ لبنانی فوج کھلم کھلا عیسائی تشدد پسندوں کی مدد کر رہی ہے اور لبنانی فوج اور تشدد پسندوں نے تل زعتر۔ جسر باشا اور کرنیا کی بستیوں کا محاصرہ کر لیا ہے۔ لبنانی فوج نے جدید ترین اسلحہ۔ توپوں۔ بکتر بند گاڑیوں کا استعمال کیا۔ لیکن مہاجرین اور بائیں بازو کے جوانوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انھوں نے زعترط دامور۔ زحلہ۔ سعدیات کے عیسائی شہروں کو اپنے محاصرہ میں کر لیا۔ فلسطینی مہاجرین کے مسلح دستوں نے جب سعدیات کو چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لے لیا تو بیروت کے گرجا گھروں میں گھنٹے بجنے لگے اور دعائیں مانگی جانے لگیں لبنان کے وزیر داخلہ کمیل شمعون کو مجاہدوں کے نرغے سے نکالا۔ عیسائی مسلح دستوں کے ساتھ لبنان کی مسلح باقاعدہ افواج کے علاوہ ان کی فوج کے ریٹائرڈ سپاہی بھی شامل ہو گئے تھے۔

عیسائی تشدد پسندوں کے مرکزوں پر فلسطینی مجاہدین نے دھاوا بول دیا - یہ بیروت کے فیشن ایبل علاقے ہیں - فلسطینی مجاہدین اور عیسائی تشدد پسندوں کے درمیان خوفناک و خونریز جنگ ہوئی اور سیکڑوں آدمی روزانہ مرے مصر کے صدر انور سادات نے اپنے اعلیٰ مشیروں کی میٹنگ کی - سعودی عرب کے شاہ خالد بن عبدالعزیز نے ولی عہد اور وزیر اعظم شہزادہ فہد کو احکامات دیئے کہ مہاجرین کے لئے خوراک - دوائیں اور دوسری اشیاء بھیجی جائیں - تل زعتر اور جسر باغ پر عیسائی تشدد پسندوں کے محاصرے سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ لبنانی عیسائی اسرائیل کے اشارے پر فلسطینیوں کو تباہ و برباد کر دینا چاہتے ہیں - بالآخر جنگ بندی کا سمجھوتہ ہوا - جنگ بندی کے نئے سمجھوتے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ حالیہ خانہ جنگی میں بائیں بازو کے مسلمانوں اور فلسطینی مسلمانوں نے میدان مار لیا تھا اور دائیں بازو کے عیسائی جن کی مدد کی کچھ مسلم عناصر بھی کر رہے تھے - انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں تقریباً مکمل شکست کا احساس کرتے ہوئے بائیں بازو کے مسلمانوں کے تمام مطالبات مان لئے جن میں سب سے اہم ملکی سیاست میں عیسائیوں اور مسلمانوں کی پچاس پچاس فیصدی نمائندگی کا مطالبہ تھا - اس طرح لبنان میں جنگ بندی کے سمجھوتہ سے ظاہر ہو گیا کہ فلسطینیوں کو لبنان سے نکالنے کی صیہونی اور سامراجی سازش بڑی بری طرح سے ناکام ہو کر رہ گئی - جنگ بندی جن شرائط پر ہوئی - اس سے ظاہر ہو گیا کہ فلسطینی حریت پسند اب بھی اس علاقہ میں کلیدی رول ادا کریں گے اور صیہونی جارحیت کے خلاف انکی کارروائیاں جاری رہیں گی (UNCTAD) یعنی اقوام متحدہ کے ترقی پذیر ملکوں اور ترقی یافتہ ملکوں کی تجارتی اور اقتصادی تنظیم میں بھی فلسطین کی نمائندگی تسلیم کر لی گئی - واقعی فلسطینی عوام کی یہ بہت بڑی فتح ہے -

مصر اسرائیل سمجھوتہ کے نفاذ کا ایک موثر قدم اور اس معاہدہ پر شام کا نظریہ

اسرائیل اور مصر کے درمیان معاہدے کے نتیجہ میں سینا کے علاقہ میں موجود تھا کہ اس مدار کے تیل کے کنوؤں کو مصر نے ۱۵ اکتوبر کو دوبارہ اپنی تحویل میں لے لیا ہے - پروگرام کے مطابق اسرائیل ۲۲ فروری ۱۹۷۶ء تک معاہدہ میں درج تمام علاقوں سے اپنا قبضہ ہٹا لے گا - مصر کے اخبار "الاہرام" کے حالیہ اشاعت کے مطابق یہ معاہدہ جو اسرائیل اور مصر کے درمیان

ہوا ہے غیر مشروط ہے اور اگر امریکی کانگریس میں سیناء میں دو سو امریکی ماہروں کو تعینات کرنے کی اجازت نہیں بھی دیتی تو بھی اس معاہدہ پر عمل درآمد کیا جائے گا۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شام کے وزیر خارجہ عبدالحکیم خدام نے کہا کہ شام اب بھی مصر اور اسرائیل کے معاہدہ کو گمراہ کن سمجھتا ہے۔ یہ سمجھوتہ امن کی راہ سے دور لے جائیگا مسٹر خدام کے نظریے کے مطابق اس معاہدے سے عربوں کے اتحاد کو زبردست نقصان پہنچا ہے اور اس معاہدے نے ان میں اختلافات پیدا کر دیئے ہیں۔ شام کے وزیر خارجہ کا مطالبہ ہے کہ اسرائیل فلسطینی محاذ آزادی کو تسلیم کرلے۔ لیکن اسرائیل کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ اسرائیل فلسطینی محاذ آزادی کے ساتھ تبادلۂ خیالات نہیں کر سکتا۔ اسرائیل سمجھتا ہے کہ فلسطینیوں کو عربوں کی طرفداری کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شام اور مصر کے اختلافات سعودی عرب کے شاہ خالد کی کوششوں کے باوجود ابھی تک دور نہیں ہو سکے۔ شام کے صدر حافظ الاسد کا خیال ہے کہ مصر اسرائیل معاہدہ سے اسرائیل کو مہلت اور موقع ملے گا کہ از سر نو مسلح ہو جائے۔ اسرائیل کے جارحانہ توسیع پسندانہ منصوبوں کو ہر شخص جانتا ہے معاہدہ میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ مقبوضہ علاقوں کے بارے میں بات چیت کے ذریعہ کوئی حل نکالا جائیگا دشمن کے ساتھ اس طرح کا معاہدہ کرنا کسی حالت میں مناسب نہیں ہوتا ہے۔ جہاں تک نہر سوئز سے اسرائیل کا مال واسباب دوسرے جہازوں کے ذریعہ لانے کا اور لے جانے کا سوال ہے یہ اور بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اگر دو ملکوں کے درمیان جنگ جیسے حالات ہوں تو کوئی بھی ملک دشمن کو اپنے علاقوں سے مال واسباب گزرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ شام کے صدر حافظ الاسد نے ڈاکٹر کسینجر سے ایک سوال پوچھا تھا "اگر روس اور امریکہ کے درمیان جنگ جیسے حالات ہوں تو کیا امریکہ اپنے علاقوں سے روسی مال واسباب گزرنے کی اجازت دیگا؟" ڈاکٹر کسینجر اس بات پر بالکل خاموش ہو گئے ان کا چہرہ بتا رہا تھا کہ جنگ جیسے حالات میں امریکہ روسی مال اسباب کو اپنے علاقوں سے گزرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ جو بات امریکہ اپنے لئے نہیں چاہے گا وہ مصر سے کروانا چاہتا ہے۔ شام کے صدر حافظ الاسد کا نظریہ ہے کہ اب جب صدر سادات نے یہ معاہدہ مصر اور عرب ممالک کے مفادات کی

حفاظت کے کیا ہے۔ لیکن عرب ممالک کی اکثریت اس معاہدہ کو خود مصر کے لئے بھی نقصان دہ سمجھتی ہے۔ اس لئے مصر کو لازمی ہے کہ اس معاہدے کو ختم کردے تاکہ مستقبل میں کوئی نقصان نہ پہونچے

کویت کا جدید فیصلہ

کویت کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ تیل کی قیمت صرف ڈالر اور جرمن فرانک میں لی جائے گی۔ نئے اعلان کے مطابق انگریزی پونڈ کا لیا جانا پوری طرح روک دیا گیا ہے۔ کویت طے کر چکا ہے کہ وہ رقم جو تیل کی فروخت سے حاصل ہوئی ہے اور وہ رقم جو برطانیہ کے بنکوں میں جمع ہے اسے بھی ڈالر یا جرمن فرانک میں بدل دیا جائے گا۔ اگر ایسا ہوا تو تقریباً ۲۰ ارب پاؤنڈ اسٹرلنگ کی قیمتی سرمایہ انگریزی بنکوں میں موجود ہے ایک دم نکل جائے گی اور انگریزی پونڈ کی ساکھ پر اس کا اثر پڑے گا۔

الجزائر کا ترقیاتی پروگرام

الجزائر نے اپنے ملک کے لئے ایک بہت بڑا ترقیاتی پروگرام تیار کیا ہے صنعتی ترقی کے لئے الجزائر کو چالیس کروڑ ڈالر کی مالیت کا قرضہ دیا گیا ہے۔ یہ قرضہ چھیالیس عالمی بینکوں کے مشترکہ ادارے کی طرف سے ملا ہے۔ اس میں امریکہ کے کئی بڑے بنک شامل ہیں۔ صدر بومدین نے کہا ہے کہ ان کا ملک اخراجات کے سرمایہ میں اضافہ کر کے اسے موجودہ چار سالہ منصوبے کے دوران اٹھائیس ارب ڈالر تک بڑھا دینا چاہتا ہے۔ عظیم پروگرام میں سیمنٹ کے کارخانے ٹکسٹائل مل۔ گیس کی پائپ لائن اور الکٹرانکس سازوسامان کی صنعت کا قیام بھی شامل ہے۔ الجزائر نے اپنے خام تیل کی قیمت میں ایک ڈالر فی بیرل کے حساب سے اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ ملک کی آمدنی میں اضافہ ہو اور تعمیری کاموں میں تعاون حاصل ہو۔

وفاقِ ملیشیا میں نئی شہنشاہیت

ملیشیا میں شہنشاہ سلطان عبدالحلیم اپنے عہد کی میعاد مکمل کرنے اور نئے شہنشاہ سلطان یحییٰ کو اپنے اختیارات تفویض کرنے کے بعد دارالحکومت کوالالمپور سے اپنی آبائی ریاست کیدہ چلے گئے ہیں۔ کیدہ ملیشیا کے شمال مغربی علاقہ میں واقع ہے۔ رخصت ہوتے وقت سلطان عبدالحلیم شاہ کو ۲۱ توپوں کی الوداعی سلامی دی گئی۔ نئے سلطان نے اگرچہ اپنے عہدہ کا حلف ۲۱ ستمبر کو لیا ہے لیکن انکی تاجپوشی کی رسم ۱۹۷۶ء کے شروع میں انجام پائی نئے شہنشاہ سلطان یحییٰ

جزیرہ کیلامنان کے سلطان ہیں۔ ملیشیا ۱۹۵۷ء میں انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا تھا۔
متعدد ریاستوں کا وفاق ہے جو مقررہ مدت کے لئے اپنے آئینی سربراہ یعنی شہنشاہ کا انتخاب
کرتی ہے۔ اس انتخاب میں سب ہی ریاستوں کے سلاطین ووٹ دیتے ہیں۔ اب تک ملیشیا میں
نصف درجن شہنشاہ منتخب ہو چکے ہیں جن میں سے کچھ تو اپنی میعاد مکمل کرنے سے پہلے ہی انتقال
کر گئے۔ انتقال ہو جانے پر نائب شہنشاہ، سربراہی کے فرائض انجام دیتے ہیں اور باضابطہ الیکشن
مقررہ میعاد پوری ہونے پر ہی کرائے جاتے ہیں۔

مسئلہ جزیرۂ قبرص اور یونان و ترکی کے نظریات

جزیرۂ قبرص میں حالات سنگین نظر آتے ہیں۔ یونانی حکمراں پریشان ہیں ترک لیڈر اپنی پالیسی میں مضبوط اور مستحکم
ہیں۔ دائیں بازو کی پارٹیاں قبرص کے مسئلہ پر جسٹس پارٹی کے خلاف ترکی میں رائے عامہ بیدار
کر سکتی ہیں۔ ترکی اپنی قدرتی اور فوجی اہمیت سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور امریکہ
سے جدید ترین اسلحہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن امریکہ نے قبرص پر ترکی حملے کی وجہ سے اسلحہ کی سپلائی
روک دی ہے۔ یونان، ترکی سے اس وقت تک مصالحتی گفتگو نہیں کر سکتا جب تک ترک فوجیں
مفتوحہ علاقوں سے واپس نہ چلی جائیں۔ ترکی اس وقت تک اپنی فوجیں واپس نہیں بلا سکتا جب تک
کہ قبرص کے ترکوں کے بارے میں کوئی مناسب فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ ترکی مفتوحہ علاقوں کو آزاد
اسٹیٹ قرار نہیں دے سکتا کیونکہ اس سے بین الاقوامی رائے عامہ اس کے خلاف ہو جائیگی
امریکہ اور برطانیہ کے علاوہ ترکی کے یورپی دوست بھی مخالف ہو جائیں گے۔ یونان کے وزیر
اعظم مسٹر منلیسن جزیرۂ قبرص پر تہائی علاقہ میں ترکی کے قبضہ کو یونان کے لئے باعثِ شرم
سمجھتے ہیں اور اس ذلت کے داغ کو برداشت نہیں کر سکتے یونانیوں کا خیال ہے کہ امریکہ قبرص کے
معاملہ میں یونان کا ساتھ دیگا۔ غیر منقسم قبرص کے سابق صدر آرچ بشپ میکاریوس نے ڈاکٹر
کسینجر کو ہموار کرنا شروع کر دیا ہے مسٹر میکاریوس کا نظریہ ہے کہ ڈاکٹر کسینجر مصر کی طرح
ترکی پر بھی دباؤ ڈال کر سوالات کرا سکتے ہیں۔ لیکن قبرص کا مسئلہ مشرق وسطی کے مسئلہ سے مختلف
ہے قبرص میں چالیس فیصدی علاقہ پر ترکی فوجیں قابض ہیں جب کہ مشرق وسطی میں اسرائیل عربوں

کے علاقہ پہ قابض ہے اور کچھ حصہ پر قبضہ چھوڑ کر اس کے بدلے میں عربوں سے نفع بخش رعایتیں حاصل کرلیتا ہے۔ لہٰذا اگر ڈاکٹر ڈ کسینجر نے قبرص کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی تو انھیں یونان کے مقابلہ میں ترکی کو زیادہ رعایتیں دینی پڑیں گی۔ یونانی حکمراں قبرص کا ایک چھوٹا سا علاقہ ترکوں کو دینے پر آمادہ نظر آتا ہے۔ لیکن یونانی حکمراں وہ تمام علاقے کسی صورت میں دینا نہیں چاہتے جن کو ترک فوج نے فتح کر لیا۔ ترکی عوام اور قبرصی ان تمام علاقوں پر ایک ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں جن پہ ترکوں کا قبضہ ہے۔ اس طرح مسئلہ قبرص پیچیدہ ہے اور کسی وقت بھی سنگین شکل پیدا ہو سکتی ہے۔

جدید سعودی عرب پر طائرانہ نگاہ

سعودی عرب میں ضروریات زندگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ رہائشی کالونیاں تیزی سے تعمیر کی جا رہی ہیں عرب کی راجدھانی ریاض کی آبادی دس لاکھ ہے۔ ریاض کے نواحی علاقوں کے ریت کے پہاڑوں کو کاٹ کر مکانات کی تعمیر کی جا رہی ہے۔ ایک عظیم پہاڑ میں ایک غار کے اندر شاہ عبدالعزیز مرحوم اپنے بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ بیٹھ کر اکثر عبادت کیا کرتے تھے۔ اس پہاڑ کے چاروں طرف رہائشی پلاٹ اور کاروباری دفاتر تعمیر ہو گئے ہیں۔ سعودی عرب کے ریت کے پہاڑ شام کے وقت سورج کے ڈوبنے کا نظارہ کرنے کے لئے کافی مشہور ہیں۔ یہاں لوگ تفریح کے لئے جمع ہوتے ہیں اور رات گئے تک وہاں بیٹھے خوش گپیاں کرتے رہتے ہیں۔ مکان کا کرایہ بڑھ گیا ہے۔ زمین کی قیمت میں کافی اضافہ ہو گیا ہے پہلے ایک مربع میٹر زمین ایک یا دو ریال میں مل جاتی تھی اب گذشتہ پانچ سال کے اندر تین سو سے پانچ سو ریال فی مربع میٹر تک پہونچ گئی ہے۔

مصری ترقیاتی پروگرام

مصر میں ترقیاتی کام تیزی سے ہو رہے ہیں۔ نہر سوئز کے نیچے نئی سرنگیں تعمیر کی جانے کی تجویزیں زیر غور ہیں۔ لوگوں کو جدید اور ترقی یافتہ زندگی سے روشناس کیا جا رہا ہے۔ مصر کے مکانات اور تعمیر نو کے وزیر السید عثمان احمد نہر سوئز کے علاقہ میں تعمیر نو اور ترقیاتی منصوبوں کو تیزی سے عملی شکل دے رہے ہیں منصوبہ بندی کی ترجیحی اسکیمیں عالمی شہرت کے ماہرین نے تیار کی ہیں۔ مصر میں تعلیم۔ زراعت، صنعت و حرفت، آبپاشی اور مواصلاتی نظام میں حیرت انگیز ترقی ہو رہی ہے۔ آمد و رفت میں سہولت

ہو گیا ہے اور ترقی کے کام کی تکمیل میں تیزی آ جائے گی۔

عرب سرمایہ کاری اور آزاد کرائے گئے علاقے کے بورڈ آف اتھارٹی نے عربوں کے لئے چونتیس پروجیکٹوں کو شروع کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ ان پروجیکٹوں میں سے تیس مصر کے اندر اور چار آزاد کرائے گئے علاقوں میں شروع کئے جائیں گے۔ ان میں متعدد کیمیاوی پلانٹ کی تعمیر، بجلی کیبل اور فاؤنٹین پن و دیگر قلموں کے تیار کرنے کے کارخانے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ایک پروجیکٹ کے تحت مویشیوں کے لئے چارہ تیار کرنے کا پلانٹ تعمیر کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں مصری ہوٹل کمپنی، سیاحوں کے ہوٹل و اسپتال اور جدید طرز کے ریستوران کا قیام بھی ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ ایک ہاؤسنگ بستی قائم کی جائے گی۔ آزاد کرائے گئے علاقوں میں مصری ملکیت والی ایک بیرونی تجارتی کمپنی اور مختلف دھاتوں سے سامان تیار کرنے کا بھی پروجیکٹ ہے۔ اس طرح جدید مصر اپنے ترقیاتی پروگرام کے راستے پر تیزی کے ساتھ گامزن ہے۔ مصر نے برطانیہ اور امریکہ کے ساتھ جدید فوجی ساز و سامان کا سمجھوتہ کیا۔

جدید کینیا پر اجمالی نگاہ

یہ مسلم اکثریت والا ایک افریقی ملک ہے۔ یہاں کے مسلم لوگ حضرت امام مالک کے مسلک پر عمل کرتے ہیں۔ یہاں کے صدر احمد سکو تیرہیں۔ انہوں نے سعودی عرب سے آئے ہوئے حنبلی وفد سے صلاح و مشورہ کے بعد ایک اعلان کیا ہے جس کے تحت چوری کے جرم کی سزا موت ہے۔ نشہ کرنے والوں کو بھی صدر احمد کے احکامات کے مطابق سخت سزائیں دی جائیں گی۔ اگر سرکاری ملازم نشہ کے جرم کے مرتکب ہوئے تو انھیں ملازمت سے الگ کر دیا جا دیا جائے گا۔ نشہ باز سیاست دانوں کو بھی ان کے عہدے سے ختم کر دیا جائے گا۔ تعویذ گنڈے کرنے والوں کو دس سال کی سخت قید کی سزا دی جائے گی۔ تجہیز و تکفین میں مشرکانہ رسم ادا کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ صدر احمد سیکو تیرے کے اعلان کے مطابق سوشلزم کے لئے طبقہ وادی جد و جہد اسلامی زندگی کے اصولوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔

بنگلہ دیش پر طائرانہ نگاہ

۱۵ر اگست ۱۹۷۵ء کو صبح بنگلہ دیش میں سیاسی سازشوں اور فوجی افسروں کی اسکیموں نے تباہی و بربادی کی فضا

پیدا کردی۔ شیخ مجیب الرحمٰن اور ان کے افراد خاندان بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیئے تھے۔ قتلِ مجیب کے بعد مشتاق احمد نے حکومت کی باگ سنبھالی تھی۔ پاکستان نے مشتاق حکومت کی حمایت کی اور جہاز بھر کے چاول بھیجنے کی خبر دی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ جب سے شیخ مجیب نے خندکار مشتاق احمد سے وزارت خارجہ کا قلمدان لے لیا تب ہی سے ان کے اندر انتقامی جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ بالآخر انھوں نے عوامی لیگ کے تمام لیڈروں کو انتقام کا نشانہ بنایا۔ اس انتقامی جذبہ کو عملی شکل دینے میں اُن مغربی ملکوں کی سازش شامل تھی جو بنگلہ دیش کی آزادی کا اور خود مختاری پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ تباہ کن عناصر نے بنگلہ دیش میں تباہی و بربادی کر ڈالی۔ شیخ مجیب الرحمٰن نے تخریبی عناصر کی بیخ کنی کی تھی۔ پورے ملک کو سولہ اضلاع میں تقسیم کیا تھا۔ ہر جگہ ایماندار حکمراں مقرر کئے گئے تھے۔ نئی نسل کو ترقی کے راستہ پر گامزن کرنے کا تعمیری پروگرام تھا۔ شیخ مجیب الرحمٰن یکم ستمبر سے اصلاح کرنا چاہتے تھے ۱۴ اگست کی شام کو مجیب الرحمٰن نے گورنروں کی کانفرنس بلائی تھی۔ اسی رات کو شیخ مجیب الرحمٰن اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا گیا۔ عوامی لیگ کے لیڈروں کو چن چن کر حراست میں لیا گیا۔ منصور علی اور ان کا لڑکا نکل بھاگے لیکن منصور علی کو بہتر گھنٹے کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔ بالآخر اُن سے کہا گیا کہ وہ خندکار کی سرکار کی حمایت کا اعلان کریں۔ اس وقت منصور علی نے کہا "مجھ کو مرنا منظور ہے مگر ان لوگوں سے ہاتھ نہیں ملا سکتا جن کے ہاتھ بنگلہ بندھو اور ان کے گھر والوں کے خون سے سرخ ہیں"! مشتاق احمد پر سناٹا طاری ہو گیا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد منصور علی کے لڑکے روپوش ہو گئے۔ تاج الدین۔ نذر الاسلام منصور علی قمر الزماں اور عبد الصمد نے وطن پرستی پر قربانیاں دیں۔ تاریخ میں یہ لوگ آزادی اور سالمیت کے علمبردار کی حیثیت سے درخشاں ہیں۔ اس خونی پس منظر میں ۲ نومبر ۱۹۷۵ء کو بھی بغاوت ہوئی۔ اس طرح انقلابات اور بغاوتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ خندکار مشتاق احمد نے جنرل شفیع اللہ کی جگہ میجر جنرل ضیاء الرحمٰن کو چیف آف آرمی اسٹاف مقرر کر کے افواج کی حمایت حاصل کرنا چاہی کیونکہ ضیاء الرحمٰن مسلح افواج میں مقبول افسر تھے۔ خندکار مشتاق احمد کی چال کامیاب نہیں ہو سکی۔ ۳ اکتوبر ۱۹۷۵ء کو فوجی بغاوت کا پلان بنایا گیا۔ ضیاء الرحمٰن کے قریبی ساتھی خالد مشرف نے ایک منظم پلان کے تحت فوجیوں کو اپنی حمایت میں لیا۔ ۸ نومبر سے ہی

خند کار مشتاق احمد نے ہندوستان کے خلاف جذبات بھڑکانا شروع کر دیئے تھے تاکہ فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو جائے اور فوجیوں کے سازشی جذبہ کا رُخ بدل جائے بنگلہ دیش کی فوج دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ نظم و نسق ٹھپ ہو گیا۔ ۳ نومبر کا انقلاب برپا کرنے والے میجر جنرل خالد مشرف جن کو ختم کرنے کا منصوبہ تھا، بنگلہ دیش سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے لیکن سازشیوں نے انکی ضعیف ماں اور دیگر گھر والوں کو قتل کر دیا۔ اس سلسلہ میں عنایت اللہ خاں خند کار مشتاق احمد کے دست راست تھے ان کو مجیب الرحمٰن نے داخل زنداں رکھا تھا لیکن مجیب الرحمٰن کے قتل کے دوسرے ہی دن ان کو چھوڑ دیا گیا تھا اور یہ ۲۴ نومبر کو بذریعہ طیارہ کلکتہ ہوتے ہوئے فرینکفرٹ کے ایک سمینار میں شرکت کرنے کے لئے مغربی جرمنی چلے گئے تھے۔ میجر والم اور دوسرے قاتل بھاگ کر بنکاک چلے گئے تھے۔ امریکہ نے جب پناہ نہیں دی تو پھر یہ لوگ لیبیا میں پہونچے جہاں ان کو پناہ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ بنگلہ دیش کے حالات میں ابھی تک استحکام کی صورت نظر نہیں آرہی ہے۔ خند کار مشتاق احمد پس پردہ ہیں مگر صدر اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صائم کی قیادت میں حکومت چل رہی ہے۔

الفارابی سے متعلق ایک تاریخی و تمدنی پروگرام

الفارابی عالم اسلام کے مشہور و معروف فلسفی تھے۔ انہوں نے انسانی تہذیب اور عرب تمدن کو اپنی برکات و فیوض سے نوازا ہے۔ بغداد میں چار روزہ سمینار ہوا جو ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء سے شروع ہوا تھا۔ الفارابی اور انسانی تہذیب اس سمینار کا عنوان تھا۔ اس میں سائنس فلسفہ اور منطق کے مقالے پڑھے گئے تھے۔ عراقی میوزیم کی لائبریری میں ایک مخصوص شو کا انتظام کیا گیا تھا۔ الفارابی کی تصانیف اور اُن سے متعلق اب تک کی شائع کی ہوئی لاتعداد دوسری کتابوں کی نمائش کی گئی اور بغداد کے مشہور زوراپارک کے اندر الفارابی کے قد آدم مجسمہ کی نقاب کشائی کی رسم بھی ادا کی گئی تھی۔ اس چار روزہ سمینار میں شرکت کرنے کے لئے مختلف ملکوں سے ممتاز شخصیتیں آئی تھیں۔ الفارابی سے متعلق یہ پروگرام تاریخی و تمدنی اعتبار سے نہایت اہم قرار دیا گیا ہے۔

ایتھوپیا کے فوجی مظالم و بربریت اور مجاہدین آزادی کی شجاعت و استقلال

اریٹیریا کے مسلمانوں پر ایتھوپیا کے فوجی مظالم جاری ہیں۔ اریٹیریا آزادی مجاہدین کے صدر عثمان صالح کے حالیہ بیان کے مطابق ایتھوپیا کے حکام اریٹیرا کے دیہاتوں کو برباد اور مویشیوں کو مار ڈالتے ہیں۔ فروری ۱۹۷۰ء کی جھڑپوں میں مسلمان مجاہدین نے پانچ ہزار سے زیادہ فوجیوں کا صفایا کر دیا تھا۔ جب ہی سے فوجی حکام وحشیانہ سلوک اور بربریت پر اتر آئے ہیں مجاہدین نے ربیف کا علاقہ آزاد کر لیا ہے۔ مجاہدین آزادی کا خوف فوجیوں پر طاری ہو گیا ہے اور فوجی حکام توپیں اور ٹینک لے کر گشت لگاتے ہیں۔ حالات کو دیکھتے ہو فوجی افسروں نے عدیس آبابا کے حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ مجاہدین سے مصالحتی بات چیت کی جائے۔ جنگ بند کرنے والوں کا مطالبہ فوجی کمانڈروں نے رد کر دیا اور سپاہیوں کو جھوٹے الزامات لگا کر فوج سے سبکدوش کر دیا گیا ہے یہ سبکدوش شدہ سپاہی مجاہدین میں شامل ہوتے جا رہے ہیں۔ مجاہدین آزادی کے اعلیٰ کمان نے اختلافات کو مصالحت میں بدل دیا ہے، دمشق، بغداد، خرطوم اور بیروت میں عرب حکام کے ذریعہ بات چیت کے بعد مجاہدین کے باہمی اختلافات بالکل ختم ہو گئے ہیں۔

تین اعلیٰ کمیٹیاں بن گئی ہیں ان میں آزمودہ۔ تجربہ کار اور ماہر سیاست داں شامل ہیں۔

ایتھوپیا کو امریکہ کی سیاسی اور فوجی امداد حاصل ہے۔ ایتھوپیا کی فوجوں کی بربریت اور تشدد کی وجہ سے بہت سے پناہ گزیں سوڈان کے سرحدی علاقوں میں چلے گئے ہیں۔ مجاہدین آزادی نے عوام کی حفاظت کے واسطے مستقل دستے تیار کر دئے ہیں جو عوام کی اجتماعی طور پر حفاظت کرتے ہیں۔ ایتھوپیا کی فوجوں نے کھڑی فصلیں تباہ کر دیں۔ گھروں پر ڈائنامیٹ اور بلڈوزر چلائے ہیں توپوں اور مشین گنوں کا کثرت سے استعمال ہوا ہے پھر مجاہدین آزادی صبر و تحمل اور شجاعت و استقلال کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں اور ان کو یقین کامل ہے کہ آخر میں فتح و نصرت کامیابی و کامرانی انکے حصہ میں آئیگی۔

ہندوستان میں قرأت کا بین الاقوامی مقابلہ اور صدر جمہوریہ ہند کی افتتاحی تقریر

آل انڈیا مسلم مجلس تبلیغ قرآن مجید نے فیصلہ کیا ہے کہ ملیشیا کی طرح ہندوستان

ن میں بھی بین الاقوامی قرأت مقابلہ ۱۹۷۶ء سے ہوا کرے گا۔ کل ہند قرأت قرآن مجید کانفرنس کے جلسۂ افتتاح کے موقع پر صدر جمہوریہ ہند جناب فخرالدین علی احمد نے اپنی افتتاحی تقریر میں کہا "حیاتِ انسانی کا کوئی ایسا پہلو نہیں ہے جس میں قرآن کریم سے ہدایت اور رہنمائی حاصل نہ ہو سکتی ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ قرآن پاک ایک کامیاب زندگی کا نہایت اعلیٰ دستور العمل ہے۔ وہ ایک مقدس کتاب ہی نہیں بلکہ انسانیت کے لئے شفا و رحمت ہے۔ قرآن مجید وہ طاقت ہے جس نے پست کو بلند کیا جس نے زیر کو زبر کیا جس نے تفریق و امتیاز کی شکار انسانیت کو محبت، اخوت اور مساوات کا درس دیا۔۔۔ قرآن مجید صرف مسلمانوں کے لئے ہی ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ نہیں ہے بلکہ اس سے دنیا کے تمام مفکروں اور مصلحوں نے بھی فیضان حاصل کیا ہے۔۔۔۔"

لیبیا غذائی خودکفالت

کرنل قذافی واقعی لیبیا کے لئے باعث فیوض و حسنات و برکات ہیں۔ لیبیا اپنے صنعتی اور زرعی منصوبوں میں ترقی کی راہ پر تیزی کے ساتھ گامزن ہے۔ لیبیا میں بے شمار علاقے سنسان پڑے ہیں۔ کرنل قذافی نے منتے پہلا کام یہ کیا کہ بڑی تیزی کے ساتھ زرعی منصوبے تیار کئے تاکہ خودکفیل بن کر اسرائیل اور اس کے سرپرست (کیمپ) اور غذائی مصنوعات کی سپلائی روک دینے کی دھمکی سے آزاد ہو جائے کرنل قذافی نے اپنی راجدھانی طرابلس کے مشرقی اور مغربی علاقوں کو زرعی منصوبوں کے لئے سب سے پہلے منتخب کیا ہے طرابلس کے سبھی علاقوں کو زراعتی فارموں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ آب پاشی پائپوں کے ذریعہ کی گئی ہے۔ اس کے بعد ساری زمین کو کاشتکاری میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ بڑے جوش اور لگن سے کام ہو رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ بن غازی اور قطارہ کے علاقوں میں ایک لاکھ آٹھ ہزار نو سو ہیکٹر زمین کاشت ہو چکا ہے۔ جو لیبیا کچھ دنوں پہلے غذائی معاملات میں دوسرے ممالک کا حاجتمند تھا اب اس کے بازار ملکی زراعتی پیداواروں سے بھرے پڑے ہیں۔ کاشتکاروں کو زراعت میں دلچسپی دلانے کی غرض سے حکومت نے ایک نیا طریقہ اپنایا ہے۔ ہر کسان کو سال کے شروع میں ایک چھوٹا قطع اراضی دیدیا جاتا ہے جو کسان سال کے آخر میں جتنی پیداوار دکھاتا ہے اسی لحاظ سے حکومت انھیں زیادہ بڑے علاقے زراعت کے لئے الاٹ کرتی ہے اس طرح کی تجرباتی کھیتیاں لیبیا کے مختلف علاقوں میں ہو رہی ہیں۔ بن غازی، جبل اخضر، جفارة اور

سیر سیر کے میدانی علاقے حکومت کی سرگرمیوں کا خاص مرکز ہیں۔ جبل اخضر کے علاقے میں چار لاکھ بیالیس ہزار سات سو باون ہیکڑ کا زرعی سروے ہو چکا ہے۔ عوام میں عزم و جوش و خروش سے صدر قذافی بذات خود زرعی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں اور کسانوں کی معمولی سے معمولی دشواریوں کو ختم کر دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ حکومت دشوار گزار جنگلات اور پہاڑوں کی وادیوں میں بھی فضائی سروے کر چکی ہے۔ جبل اخضر کی مٹی سرخی مائل ہے۔ ابتدائی تجربات کے مطابق یہ مٹی زراعت اور باغات کے لئے انتہائی موزوں ثابت ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت کی سرگرمیوں کا خاص نشانہ جبل اخضر ہے۔ حکومت لیبیا کی جانب سے جو خود کفالتی مہم چلائی جا رہی ہے اس کی تیز رفتار دیکھ کر یہ بات بآسانی واضح ہو جاتی ہے کہ لیبیا خوراک کے بارے میں بہت جلد مغربی ممالک سے بے نیاز ہو جائیگا۔

الجزائر کے ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل الجزائر نے اپنے دس لاکھ باشندوں کی قربانی دے کر فرانسیسی سامراج سے آزادی حاصل کی ہے اور اب ناوابستہ ممالک میں ایک ممتاز حیثیت کا مالک ہے۔ الجزائری باشندے ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل میں مصروف ہیں تعلیم، صنعت، زراعت اور دیگر تعمیری کاموں میں منہمک ہیں۔ کئی یونیورسٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم و تربیت کے بہترین ذرائع مہیا کئے گئے ہیں۔ فرانسیسی دور اقتدار میں پورے الجزائر میں صرف ایک یونیورسٹی تھی۔ لیکن آزادی کے بعد بہت سی یونیورسٹیاں قائم ہو گئی ہیں۔ ان میں قسطنطنیہ یونیورسٹی۔ تہران یونیورسٹی اور ربو ہران یونیورسٹی زیادہ مشہور ہیں ان کے علاوہ عنابہ شہر میں عبدالقادر یونیورسٹی زیر تعمیر ہے۔ آزادی کے بعد فرانسیسی زبان کے بجائے عربی زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا گیا ہے۔ اسکولوں میں کتابیں اور دیگر چیزیں مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ ناخواندگی کو دور کرنے کے لئے ہر شہری پر تعلیم لازم قرار دی گئی ہے اور عربی زبان سے پوری طرح واقفیت بھی لازم قرار دی گئی ہے۔ فرانسیسی تہذیب و تمدن سے چھٹکارا حاصل کرنے کی بھرپور کوشش میں ہر شہری منہمک ہے اور فرانسیسی تہذیب و تمدن کی جگہ عرب تہذیب و تمدن کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

الجزائر نے صنعتی میدان میں لوہے اور فولاد سازی کے لحاظ حیرت انگیز ترقی کی ہے۔

صنعتی آلات کی تیاری میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ کپڑے اور پٹرول کی مصنوعات کے لحاظ سے بھی ترقی یافتہ ملک شمار کیا جاتا ہے۔ زرعی میدان میں بھی کافی ترقی ہوئی ہے۔ بہت سی شمال بستیاں حکومت نے آبادکی ہیں یہاں مشترکہ کھیتی باڑی کا انتظام رائج ہے اور جدید طریقے سے کاشت کی جاتی ہے۔ نئی سڑکیں تعمیر کر کے الجزائر میں چھوٹے بڑے شہروں کو ملا کر آمد و رفت میں سہولتیں پیدا کر دی گئی ہیں۔ فرانس کے دور اقتدار میں صرف بڑے شہروں میں ہی آمد و رفت کی سہولتیں میسر تھیں لیکن آزادی کے بعد عوامی حکومت نے سڑکوں کا جال بچھا دیا ہے۔

الجزائر میں اونچے پہاڑوں پر چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں۔ دراصل ان چھوٹی چھوٹی بستیوں میں ان مجاہدین آزادی کے اہل و عیال آباد ہیں جنھوں نے فرانسیسی سامراج سے ٹکر لی تھی اور ناسازگار حالات کی وجہ سے ان کو ان پہاڑوں میں پناہ لینی پڑی تھی۔

پہاڑوں کی ان بستیوں کو شہروں سے مربوط کر دیا گیا ہے۔ پہاڑوں کی بلندیوں پر یہ سرسبز و بہات بڑے دلفریب مناظر پیش کرتے ہیں حکومت نے ان پہاڑی دیہاتوں کو محکمہ سیر و سیاحت کے کنٹرول میں دیدیا ہے۔ الجزائر میں اب بھی فرانسیسی زبان بولی جاتی ہے اور اس زبان میں اخبارات و رسائل اور کتابیں بازاروں میں بھرے پڑے ہیں الجزائر کی انقلابی حکومت فرانسیسی تہذیب و تمدن کے اثرات ختم کرنے کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے اور عرب تہذیب و تمدن کو مقبول بنایا جا رہا ہے۔

شہنشاہ ایران کے تخیلات

شہنشاہ ایران کے خیال کے مطابق علاقائی تعاون برائے ترقی (آر۔ سی۔ ڈی) کو فروغ دینا اور مشترکہ طور پر دفاعی صنعت قائم کرنا ایک ایسا منصوبہ ہے جو کسی حال میں ہندوستان یا روس کے خلاف نہیں ہے۔ اس منصوبہ کا صرف اتنا مقصد ہے کہ اس خطہ میں اقتصادی اور فوجی رابطے مضبوط ہوں اور کوئی ملک ہتک آمیز برتاؤ نہ کر سکے جیسا کہ امریکہ نے ترکی کو ملنے والے ہتھیاروں پر پابندی لگا کر ہتک آمیز رویہ اختیار کیا۔

آر۔ سی۔ ڈی کی ترقی و توسیع شہنشاہ ایران کی عین خواہش ہے۔ یہ کام ہندوستان افغانستان بنگلہ دیش اور عراق کو ساتھ لے کر کرنا چاہتے ہیں۔ روس کے خلاف کوئی

گٹھ جوڑ کا سوال ہی نہیں اُٹھتا۔ شہنشاہ ایران نے کہا "روس ایران پر حملہ ہی کیوں کرنے لگا؟ مان لیا جائے کہ ان ملکوں کے درمیان کوئی دفاعی گٹھ جوڑ ہو بھی رہا ہے تو نیوکلیر ہتھیار سے لیس کسی بھی ملک کا یہ ممالک کیا بگاڑ سکتے ہیں؟ لہذا ایسی کسی بات کا دور دور تک پتہ نہیں ہے۔ خاص کر ایسی حالت میں جبکہ ایران روس سے گیس اور دوسری چیزوں کے لئے انتہائی بسیط معاہدہ کر رہا ہے یہ کام تعاون اور اشتراک ہی سے ہو سکتا ہے۔ روس کے خلاف صف آرائی کر کے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ شاہ ایران کے خیال کے مطابق اگر چند ممالک اقتصادی تعاون کریں اور اس کے ساتھ دفاعی صنعت کو بھی فروغ دیتے ہیں تو اس سے روس یا کسی اور ملک کی مخالفت کہاں ظاہر ہوتی ہے۔ ترکی کو ہتھیار دینے میں پابندی لگائی گئی۔ یہ بے بسی کی بات ہے۔ اور بے عزتی کی بھی۔ شاہ ایران کا خیال میں" ہم نہیں چاہتے کہ پھر کسی ملک کے ساتھ اس قسم کا ہتک آمیز سلوک کیا جائے۔ ترکی کے تجربے سے ہم لوگ سبق لینا چاہتے ہیں یا پھر ان ملکوں سے رابطہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

جو ہتھیار دینا بند نہیں کریں گے کوئی ملک ہمیں ڈرا دھمکائے یا دھر تساعے تو ہم اس کی دھونس میں کیوں آئیں؟ ہم نے اس مقصد سے علاقائی سطح پر دفاعی کارخانے بنانے کی باتیں کی ہیں۔ آر سی۔ ڈی کی توسیع میں بھی ہندوستان کو شرکت کی دعوت دی ہے۔ شاہ ایران کے کہنے کے مطابق ہندوستان کے روس کے ساتھ دوستانہ اشتراک اور تعاون سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان ایران سے ہتھیار خرید سکتا ہے اور ایران ہندوستان سے اسلحہ لے سکتا ہے اور ہو تو دونوں مل کر ہتھیار بنا بھی سکتے ہیں۔ شاہ ایران نے کہا ہم تو سب سے مل کر رہنا چاہتے ہیں۔ ہم روس فرانس۔ جرمنی اور برطانیہ سب سے مال لیتے ہیں۔ ہم روس اور امریکہ دونوں ہی سے کافی اچھے تعلقات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ بڑے یا چھوٹے کی تمیز کے بغیر ہم سب سے مل کر رہنا چاہتے ہیں۔ اس کے باوجود ہمیں خود کفیل بھی ہونا چاہیئے کہ کوئی ہتھیار دینے پر پابندی لگائے تو لگایا کرے۔

جدید دور میں جہیز کے خلاف قانونی پیشقدمی

آجکل جہیز کی رسم ناقابل برداشت شکل اختیار کر چکی ہے جیسے پاکستان

اور ہندوستان میں اس پریشان کن دستور کے خلاف قانونی پیش قدمی کی جا رہی ہے اور اس خراب اور زیر بار رواج کو مٹانے کی غرض سے ہر ممکن تجویز پر عمل کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان میں اس رسم کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہے اور سماج میں اس رسم کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ لیبیا میں بھی ایسے قوانین بنائے جا رہے ہیں جن کے ذریعہ اس بدترین رواج کا خاتمہ کر دیا جائے۔ پاکستان میں جہیز کی خراب رسم کے خلاف قانون منظور کرانے کے لئے ایک بل پیش کیا گیا ہے جس کے تحت کوئی بھی شخص اپنی لڑکی کی شادی میں پانچ ہزار روپے سے زیادہ مالیت کا جہیز نہیں دے سکیگا جہیز کے ساتھ ساتھ باراتیوں پر بھی پابندی لگانے کی تجویز ہے نئے قانون کی رو سے اب کسی بھی بارات میں ۵۰ سے زیادہ باراتی شریک نہیں ہو سکیں گے۔ اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے کی بھی وارننگ دی گئی ہے۔ جہیز لینے اور دینے والے دونوں ہی کے خلافِ قانون کام کرنے والے سمجھے جائیں گے اور اس جرم کے کرنے والے پر پانچ ہزار روپے تک کا جرمانہ اور دو سال تک کی قید کی سزا دی جا سکے گی۔ پاکستانی اخبار جہیز کی رسم کے خلاف بہت دنوں سے مہم چلا رہے ہیں کم جہیز لانے والی لڑکیوں کی پراسرار موت کے واقعات ہوئے ہیں سیاسی سطح پر بھی سرگرمیاں ہیں۔ کم جہیز لانے والی لڑکیوں کو سسرال میں عموماً زیادہ پریشانیاں پیش آتی ہیں جہیز کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اکثر لڑکیاں کنواری بیٹھی رہتی ہیں اور دردناک واردات کا شکار ہوتی ہیں کچھ لڑکیاں اپنی زندگی سے تنگ آ کر خودکشی کر لیتی ہیں۔ اس بُری رسم سے متعلق بل کی پاکستان میں کسی طرح کی مخالفت نہیں ہے امید کی جاتی ہے کہ یہ بل قانونی شکل اختیار کر لیگا۔

اسلامی تنظیم کو صدر سوڈان کا پرخلوص مشورہ

سوڈان کے صدر جعفر النمیری نے اسلامی تنظیم کو مشورہ دیا ہے کہ اس میں صرف مسلم حکومتوں کے سلسلہ ہی شامل نہ ہوں بلکہ غیر جانبدار غیر مسلم ملکوں کو بھی اس تنظیم میں شامل کیا جائے جن میں مسلمان کافی تعداد میں موجود ہوں۔ اگرچہ اسلامی تنظیم اپنے طور پر کافی اچھا کام کر رہی ہے۔ لیکن پھر بھی چونکہ اس کے سارے کام سیاسی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ تبلیغی و فلاحی کام بھی اپنے ہاتھوں میں لے تا کہ

ان غریب مسلمانوں کا بھی بھلا ہو سکے جو، کی طرف بڑے لوگ، اپنے نجی جھگڑوں اور مفادات کی وجہ سے دیکھتے بھی نہیں ہیں۔ صدر نمیری نے صدر جمہوریہ فخر الدین علی احمد سے بھی اس سلسلہ میں تفصیلی گفتگو کی تھی اور صدر فخر الدین علی احمد نے اپنے ملک کی طرف سے انکی اس کوشش میں پورا تعاون دینے کا وعدہ کیا ہے۔ لیبیا کے صدر کرنل قذافی کی پوری حمایت، صدر نمیری کو حاصل ہے۔ انکی خواہش ہے کہ عرب ملک اور خاص طور سے اسلامی تنظیم ان غریب مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے بھی کام کر سکے جو غیر اسلامی ملکوں میں رہتے ہیں۔

انڈونیشیا میں کتابوں کی اہمیت اور ایک ارب روپے کی پانچ سالہ منصوبہ میں مختص رقم برائے خریداری کتب

حکومت انڈونیشیا نے اپنے دوسرے پانچ سالہ منصوبہ میں کتابوں کی خریداری کے لئے ایک ارب روپے کی رقم منظور کی ہے جس سے ادبی اور مذہبی تعلیم کی معیاری کتابیں خریدی جائیں گی اور ان کو ملک کے ۶۵ ہزار ابتدائی اسکولوں میں تقسیم کیا جائیگا اور سنہ ۱۹۷۹ء تک سب ہی پرائمری اسکولوں میں پانچ پانچ چھ چھ سو معیاری کتابوں کی ایک معیاری لائبریری تیار کی جائے گی۔ سنہ ۱۹۷۲ء سے انڈونیشیا کی راجدھانی جکارتہ میں گشتی لائبریری کا سلسلہ بھی شروع ہے اور بہت جلد اس سلسلہ میں تین گاڑیوں کا اضافہ کیا جائیگا۔ گشتی لائبریری میں انواع و اقسام کی کتابیں ہوتی ہیں۔ حکومت زیادہ سے زیادہ مذہبی کتابیں گشتی لائبریری میں رکھنا چاہتی ہے تاکہ ان مذہبی کتابوں کے ذریعہ عوام کا اخلاق بہتر بنایا جا سکے۔

ہند ایران معاہدہ

ہندوستان کی صنعت کاروں اور تاجروں کا ایک وفد ایرانی دورہ نے کیا اور دونوں ملکوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے جس کے مطابق دونوں ملکوں کے مشترکہ پروجیکٹ کے تحت ایران میں کپڑا بننے کی مشینوں کے فاضل پرزے تیار کرنے کا ایک کارخانہ تعمیر کیا جائے گا۔ ہندوستانی وفد کا ایران جانے کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان اور ایران کے درمیان تجارت کو وسعت دی جائے اور اقتصادی تعاون بڑھایا جائے۔ تجارت کو فروغ دینے کے لئے دونوں ملکوں کے درمیان ایک تنظیم بھی قائم کر دی گئی ہے۔ اس تنظیم کا اجلاس ایران اور نئی دہلی میں باری باری ہوا کریگا۔ ایران کی سرکار چاہتی ہے کہ اس کی ضرورت کا کپڑا زیادہ سے زیادہ ملک ہی میں تیار ہونے لگے اور اسی مقصد سے ایران اپنے ملک کے اندر کپڑا بننے کی مشینوں کے

پرزے تیار کرنے کا کارخانہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس کارخانہ کی تیاری کے لئے تمام تکنیکی جانکاری ہندوستان کی طرف سے مہیا کی جائے گی اور ہندوستان میں ایران کے انجینیروں کو تربیت دینے کا بھی انتظام ہوگا۔

برٹش ایر کرافٹ کارپوریشن اور ایران کا معاہدہ (بی اے سی) یعنی برٹش ائیر کرافٹ کارپوریشن نے ایران کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کئے ہیں۔ اس معاہدہ کی رو سے اٹھارہ کروڑ ساٹھ لاکھ پونڈ کی مالیت کے میزائل ایران کو سپلائی کئے جائیں گے ان میزائل کی سپلائی کے بعد ایران پہلے سے کہیں زیادہ بہتر انداز پر اپنی دفاع کر سکے گا۔ امریکہ اور فرانس سے بھی ایران اربوں روپے کے جدید ترین ہتھیار خرید چکا ہے۔

آسٹریا کی راجدھانی ویانا کے اجلاس کی واردات مقررہ وقت پر تنظیم اوپیک کے تمام ارکان اجلاس میں شریک ہوئے اور میٹنگ کا پہلا دن بخیر گزر گیا۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۷۵ء کو اجلاس شروع ہونے میں کچھ دیر ہوئی۔ ابھی اختتامی کانفرنس کے ہال کے باہر گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں۔ کویتی وفد وزیر تیل عبدالمطلب کاظمی کے ساتھ اوپیک کی عمارت کی طرف چلا اور کویتی وفد کانفرنس ہال میں داخل ہو گئے۔ حملہ آور بھی آگئے گولیوں کی آواز ہوئی۔ کانفرنس ہال کا ایک محافظ ہلاک ہو گیا اور دوسرا سخت زخمی ہو گیا۔ محافظوں نے جب ان لوگوں کی تلاشی لینا چاہی تھی تو انھوں نے ان کے اوپر خاک جھونک دی تھی۔ ایک حملہ آور نے سائیلنسر لگے ہوئے پستول سے ان پر گولی چلا دی۔ ایک محافظ مر گیا دوسرا شدید طور پر زخمی ہو گیا حملہ آوروں پر ہال کے دروازے ہی پر پانڈر کی طرف عراقی وفد کے ساتھ آئے ہوئے ایک فوجی نے حملہ کر دیا اور ایک حملہ آور ہلاک ہو گیا اور لیبیا کے وفد کے ایک رکن نے حملہ آوروں کے لیڈر کارلوس سے مشین گن چھیننی چاہی اور کویتی وفد کے ایک ممبر سہیل نام نے جھپٹ کر کارلوس کی گردن دبوچ لی تھی اور گھسیٹ کر ہال سے ملے ہوئے چھوٹے کمرہ کی طرف لے گئے لیکن دروازہ پر تالا لگا ہوا تھا وہ کارلوس سے ہتھیار چھین ہی رہے تھے کہ ان کے ساتھ آئی ہوئی لڑکی نے دونوں پر فائرنگ کر دی جس کی وجہ سے سہیل نامی کے ہاتھ میں زخم آیا اور لیبیائی وفد کی پیٹھ گولیوں سے چھلنی ہو گئی تھی اور وہ ہلاک ہو گیا اس کے بعد پانچوں حملہ آور کانفرنس ہال میں داخل ہو گئے

کارلوس کے حکم کے مطابق بحالت مجبوری وزرائے تیل اور اعلیٰ حکام کھڑے ہو گئے۔ کارلوس نے بتایا کہ ان کا قتل کرنا مقصد نہیں۔ پھر کارلوس نے بتایا کہ "ہمارے کچھ مطالبات ہیں جنھیں پورا کرنا آپ کا کام ہے۔" اس کے بعد فرانسیسی زبان میں لکھا ہوا کاغذ کارلوس نے ان کے سامنے پیش کیا کارلوس نے مطالبات کی ایک تحریر عربی زبان میں بھی دی تھی۔ کارلوس اور اس کے ساتھی یرغمال وزراء اور حکام سے ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ شام ہو گئی حملہ آوروں نے یرغمالوں کے لئے آسٹریا پولیس سے کھانا منگوایا۔ لیکن عرب وزراء اور حکام نے سور کا گوشت کھانے سے انکار کر دیا۔ آسٹریا میں عراقی معاملات کے نگراں افسر نے تلاش کر کے تھوڑا کھانا منگوایا پھر ہلٹن ہوٹل سے کھانا منگوایا۔ حملہ آوروں نے بھی یرغمال وزراء کے ساتھ کھانا کھایا۔ انھوں نے صبح کو یرغمال افراد کو ساتھ لیا اور آسٹریا حکومت نے ان کو اس شرط پر جہاز مہیا کیا کہ یرغمال وزراء اور حکام کو کوئی نقصان نہیں پہونچایا جائے۔ حملہ آوروں نے حکومت آسٹریا سے ایک بیان نشر کرنے کو کہا جس میں شاہ ایران اور صدر سادات کو امریکہ اور صیہونیوں کا ایجنٹ بتایا گیا تھا لیکن آسٹریا کے حکام نے ان کے اس مطالبہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حملہ آوروں نے یرغمال وزراء، حکام اپنے زخمی ساتھی اور آسٹریا کی نرس کو جہاز میں سوار کیا اور ۱۱ بجکر ۲ منٹ پر ان کا جہاز الجزائر کے ہوائی اڈے پر اترا۔ حملہ آوروں نے عرب تیل وزراء اور حکام کے علاوہ تمام یرغمالوں کو رہا کر دیا۔ شام کو وہ پھر روانہ ہوئے اور پھر طرابلس کے ہوائی اڈے پر اترے وہاں چند یرغمالوں کو رہا کر دیا۔ لیبیا کے حکام نے دوسرے یرغمالوں کو بھی رہا کرنے کی درخواست کی مگر حملہ آوروں نے انکار کر دیا۔ حملہ آوروں نے لیبیا کی حکومت سے جہاز مہیا کرنے کی درخواست کی لیکن لیبیا کے حکام نے معذوری ظاہر کی۔ کہا جاتا ہے کہ حملہ آوروں نے بغداد اور تونس سے رابطہ قائم کیا مگر وہاں ان کے اترنے کی اجازت نہیں ملی۔ ۲۳ر دسمبر ۱۹۷۵ء کو چار بج کر پانچ منٹ پر حملہ آوروں کا جہاز دوبارہ الجزائر کے ہوائی اڈے پر اترا۔ اب ان کے ساتھ پندرہ یرغمال تھے۔ حملہ آوروں نے الجزائر کے حکام سے دوسرا جہاز مانگا لیکن ان کے مطالبہ پر غور نہیں کیا گیا بلکہ الجزائر کے حکام نے حملہ آوروں سے کہا "آپ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دیں" حملہ آوروں نے اپنے آپ کو الجزائری حکام کے حوالے کر دیا اور اپنے اسلحہ بھی الجزائری حکام کے سپرد کر دیئے۔ تمام عرب وزرائے تیل جن میں سعودی عرب کے وزیر تیل شیخ احمد ذکی یمانی بھی شامل تھے آزاد ہو گئے۔

بنگلہ دیش کا علاقائی مارشل لا ایڈمنسٹریشن

بنگلہ دیش کے صدر۔ ایس ایم ھائم نے بنگلہ دیش کو سات زونوں میں تقسیم کر دیا ہے اور ہر زون کے انتظام کے لئے سات علاقائی مارشل لا ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دئیے ہیں۔ یہ افسران اپنے علاقوں میں امن وامان قائم رکھنے کے ذمہ دار ہیں۔ یہ مارشل لا ایڈمنسٹریٹر چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کے نمائندے کی حیثیت سے کام کریں گے۔ صدر بنگلہ دیش کے فرمان کے مطابق ایم ایل اے قومی کونسل کی خاطر کسی بھی فرد یا ادارے سے اپنے کسی بھی قسم کی جواب طلبی کر سکیں گے۔ نیز وہ متعلقہ سول حکام کے ساتھ رابطہ قائم کر کے امن وامان قائم رکھنے کے سلسلے میں انھیں ہدایات دے سکیں گے۔ صدر کے اس آرڈی نینس کے ذریعہ تمام ایم ایل اے کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی کی جانب سے پیش کردہ شکایت کو چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر میں پیش کرے یا متعلقہ حکام کو مناسب کارروائی کے لئے بھیج دے۔

بنگلہ دیش کے یہ نئے ایم۔ایل۔اے اور ڈی۔سی ایم ایل اے کی جانب سے وقتاً فوقتاً جاری کئے گئے احکامات پر عمل درآمد کرانے کا بھی مجاز قرار دئیے گئے ہیں۔

پاک متحدہ عرب امارات تعلقات کی اہمیت

پاک متحدہ عرب امارات کے تعلقات میں خوشگواری و استواری پیدا ہو گئی ہے دونوں ممالک کے درمیان باہمی تجارتی و اقتصادی تعلقات نہایت خوشگوار و استوار ہیں ۱۹۷۳ء میں وزیر اعظم بھٹو نے یو اے ای کا دورہ کیا تھا۔ ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۴ء میں متحدہ عرب امارات کے صدر شیخ زید بن سلطان النہیان کے دوروں سے بھی باہمی تعلقات کو تقویت ملی دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعلقات کو مستحکم بنانے کے لئے مارچ ۱۹۷۴ء میں ایک مشترکہ وزارتی کمیشن بھی قائم کیا گیا تھا دونوں ملکوں کے درمیان تجارت اور اقتصادی تعاون کو فروغ دینا اس کمیشن کا مقصد تھا متحدہ عرب امارات ملتان میں کیمیاوی کھاد تیار کرنے کا ایک کارخانہ اس سال کے آخر تک مکمل کریگا۔ اس کارخانہ میں ہر سال تیس ہزار ٹن کھاد تیار ہوگی۔

ملتان ہی میں اٹھارہ کروڑ ڈالر کی مالیت سے ایک تیل صاف کرنے والا کارخانہ

بھی قائم کیا جا رہا ہے۔ یہ کارخانہ دسمبر ۱۹۷۶ء تک مکمل ہو جائے گا۔ پاکستان بھی متحدہ عرب امارات کو مختلف میدانوں میں اپنی ماہرانہ خدمات اور تکنیکی معلومات مہیا کر رہا ہے۔ اگست ۱۹۷۴ء میں شہری ہوابازی اور مواصلاتی شعبوں میں بھی تعاون بڑھانے کے لئے دونوں ملکوں میں جو تبادلۂ خیالات ہوا تھا اس سلسلہ میں پاکستان انٹرنیشنل ایرلائنز نے متحدہ عرب امارات کی ایرلائنز کے لئے ایک مطالعاتی رپورٹ تیار کی ہے جس کے منصوبوں پر تین کروڑ پچاس لاکھ روپے خرچ ہونے کا اندازہ ہے۔ پاکستان انٹرنیشنل ایرلائنز نے متحدہ عرب امارات کے عملے کو تربیت دینا بھی شروع کر دیا ہے۔

مسقط ترقی و فروغ کے راستہ پر گامزن

مسقط زیادہ مالدار ریاست نہیں ہے یہاں تیل کے ذخائر بہت کم دریافت ہوئے ہیں۔ یہاں کے زیادہ تر باشندوں کا پیشہ زراعت ہے یہاں کی حکومت اپنے عوام کی تعلیم و صحت کے لئے ہمہ گیر منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ یونیسکو اور عالمی بینک کی امداد سے مسقط میں کئی کالج کھل گئے ہیں مسقط اور صحار میں ایسے مراکز قائم ہیں جہاں درس و تدریس کے ساتھ طلبا اور طالبات کو ٹیکنیکل تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ یونیسکو نے جدید علوم کے ماہرین کی ایک بڑی تعداد حکومت مسقط کے حوالے کی ہے تاکہ حکومت مسقط حسب ضرورت ان ماہرین سے استفادہ حاصل کرے۔ مسقط کے حکمراں سلطان قابوس بذات خود تمام سرگرمیوں میں دیکھ بھال کرتے ہیں۔ دوسرے مسلم ممالک سے رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ مصر۔ ایران اور ملیشیا سے معاہدے کئے گئے ہیں۔ یہ ممالک مسقط کو تعلیمی و ثقافتی تعاون دیں گے اور اپنے تعلیمی ماہرین کی خدمات مسقط کو پیش کریں گے۔ اب بدوی قبائل تعلیم کے فوائد سے آشنا ہو گئے ہیں۔ چھوٹے بچوں کے علاوہ بڑی عمر کے بدوی اور پہاڑی باشندے بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ تعلیم بالغان کے لئے حکومت نے علیٰحدہ طور پر اسکول کھولے ہیں ایسے اسکولوں کی تعداد دو سو سے بھی زیادہ ہے اور ان اسکولوں میں چھ ہزار سے زیادہ مرد اور عورتیں زیر تعلیم ہیں بچوں کی ابتدائی تعلیم کے لئے مسقط کے ہر شہر اور ہر قصبہ میں اور ہر دیہات میں بے شمار مدرسے ہیں۔ ابتدائی اسکولوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار ہے مسقط میں ثانوی تعلیم کا بھی معقول انتظام کیا گیا ہے لیکن اعلیٰ تعلیم کے لئے ان کو دوسرے عرب ممالک میں جانا پڑتا ہے۔ تعلیم کے علاوہ مسقط میں عوام کی صحت و تندرستی کے لئے بھی انتظامات کئے گئے ہیں سیلابی

قسم کے اسپتال قائم ہیں۔ معالجاتی سہولتیں ملتی ہیں۔ عمان کے قریب خولہ نامی علاقہ کا اسپتال نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں جدید طب کے ماہرین کام کرتے ہیں۔ ایک چلتا پھرتا بلڈ بنک ہے۔ یہ بنک عمان کے علاقوں میں مختلف گردیوں سے خون جمع کرتا ہے اور اسپتالوں کی ضروریات کے مطابق خون فراہم کرتا ہے۔ سلالہ میں ایک جدید اسپتال زیر تعمیر ہے۔ مسقط میں اسپتالوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ وزارت صحت اپنی نگرانی میں لیبارٹریوں اور دواؤں کے اسٹور کھول رہی ہے تاکہ خطرناک امراض میں کام آنے والی دوائیں ضرورت کے وقت فوری طور پر دستیاب ہو سکیں۔ مسقط کے باشندے ہی ان اسٹوروں اور لیبارٹریوں میں کام کرتے ہیں۔ حکومت چاہتی ہے کہ ریاست ہی میں بڑی تعداد میں ماہرین تیار کئے جائیں جو پوری طرح ان کاموں کو سنبھال سکیں۔ اسی مقصد سے حکومت ہر سال مسقط سے طلباء اور طالبات کی بڑی تعداد کو غیر ممالک میں تعلیم اور ٹریننگ کے لئے باہر بھیجا کرتی ہے۔ ۱۹۷۶ء میں متعدی امراض اور وبائی امراض پر قابو پانے کے لئے غیر ممالک کے کامیاب معالجاتی تجربات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے عمانی ماہر طب نے مصر شام کے علاوہ یورپ کے بعض ممالک کا بھی دورہ کیا تھا۔ تقریباً ڈھائی ہزار طلبہ، طالبات اور ماہرین غیر ممالک کے دورے پر گئے تھے تاکہ ان ملکوں کے تجربات سے استفادہ حاصل کیا جا سکے اس طرح مسقط بڑی تیزی کے ساتھ ترقی و فروغ کے راستہ پر گامزن ہے۔

مسئلہ فلسطین پر کویت کے نظریات اور کویت روس تعاون کی شاہراہ پر

کویت کے وزیر خارجہ الاحمد الجبار نے کہا ہے کہ انھیں اب بھی امید نہیں ہے کہ سلامتی کونسل مسئلہ فلسطین حل کرنے کی کوئی راہ نکال سکے گی کیونکہ اسرائیل اپنی ہٹ دھرمی کی پالیسی پر اب بھی قائم ہے اور کسی بھی طرح انصاف کی راہ اپنانے پر آمادہ ہوتا نظر نہیں آتا۔ کویت کے وزیر خزانہ عبدالرحمٰن عتیقی نے کہا ہے کہ امریکہ، اسرائیل کی مدد ہتھیاروں سے برابر کرتا آرہا ہے اور اگر امریکہ نے اسرائیل کی مدد جاری رکھی تو عرب ملک امریکہ کا بائیکاٹ کر دیں گے۔

کویت نے ہتھیار خریدنے کا معاہدہ روس کے ساتھ کیا ہے یہ معاہدہ سیاسی اغراض و مقاصد سے بالاتر ہے۔

قطر اور متحدہ عرب امارات کا تعاون

متحدہ عرب امارات اور قطر کے درمیان

وزارتی سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ یہ کمیٹی دونوں ملکوں کے درمیان باہمی تعاون کے مزید امکانات کا جائزہ لے گی اور اقتصادی و ثقافتی شعبوں میں تعلقات بڑھانے کے لئے اپنی سفارشات پیش کرے گی۔ وزارتی سطح پر کمیٹی کی تشکیل قطر کے حکمراں شیخ خلیفہ بن حمد الثانی کے عرب امارات کے حالیہ دورے کے موقع پر کی گئی تھی

فلسطینی اور لبنانی خواتین کا درخشاں رول

لبنان کی جنگ میں فلسطینی اور لبنانی خواتین نے اپنے بھائیوں کے دوش بدوش سرگرم حصہ لیا۔ یہ دوشیزائیں جدید ترین ہتھیاروں سے لیس ہو کر وطن کی آزادی اور علاقائی یکجہتی کی حفاظت کے لئے میدان جنگ میں اتر آئیں۔ ان خواتین نے دامور کے قصبہ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور دشمن کے چھکے چھڑا دیئے تھے۔ یہاں پر پانچ ہزار فلانجسٹ فوجی موجود تھے جنھوں نے دامور کے بیس ہزار عیسائیوں کو گمراہ اور دو چار ہزار مسلمانوں کو نکال باہر کیا تھا۔ فلسطینی مجاہدین نے اس شہر کی ناکہ بندی لڑکیوں کے سپرد کر دی تھی۔ پانچ دن تک یہ دو ہزار لڑکیاں دامور کے اندر سے ہونے والی گولہ باری اور فلانجسٹوں کے زوردار حملوں کا بڑی بہادری کے ساتھ مقابلہ کرتی رہیں۔ انہوں نے کسی طرح نئی کمک دامور نہ پہنچنے دی اور نہ ہی وہاں چھپے ہوئے فلانجسٹوں کو باہر نکلنے کا موقع دیا۔ یہ بہادر لڑکیاں نہ صرف عام ہتھیاروں کے استعمال سے واقف تھیں بلکہ وہ جدید جنگ کے دوسرے لوازمات مثلاً برقی مواصلاتی نظام سے رابطہ قائم کرنا جیپ اور ٹرک چلانا اور فوجی انجینئرنگ سے بھی اچھی طرح واقفیت رکھتی تھیں۔ یہ لڑکیاں زیادہ تر فلسطینی خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں لیکن ان لڑکیوں میں لبنانی دوشیزاؤں کی تعداد بھی کافی زیادہ ہے۔ سب کی سب کالجوں میں پڑھنے والی لڑکیاں ہیں۔ سیاسی شعور کی بدولت میدان جنگ میں اتر کر نہایت اہم اور شاندار رول ادا کیا جس کو تاریخ و تہذیب عالم میں عرب سماج کی ترقی کی حیثیت سے اعلیٰ مقام دیا جاتا رہے گا اور ان کی جدوجہد کے درخشاں پہلو سے آنے والی نسلوں کو تقویت ملتی رہے گی۔

اسرائیلی فوجوں کی واپسی کا آغاز

۲۶ جنوری کو اسرائیل نے پچھلے سال مصر سے امن سمجھوتہ کے مطابق سینائی سے اپنی مزید

فوجیں واپس بلا لی ہیں۔ مصر کے ایک فوجی ترجمان کے مطابق اس بار اسرائیل نے بندر فیاد سے قسلنر تک کا علاقہ خالی کر دیا ہے جس پر مصری فوجوں نے اپنا قبضہ بحال کر کے اپنا جھنڈا بھی لہرا دیا ہے بتایا گیا ہے کہ معاہدے کے مطابق اسرائیلی فوجوں کی واپسی کا اگلا مرحلہ اس ماہ فروری ۱۹۷۶ء میں کسی وقت عمل میں آئے گا

مصر و سعودی عرب معاہدہ

سعودی عرب اور مصر میں معاہدہ ہوا ہے اس معاہدہ کی رو سے سعودی عرب نے مصر کو چار کروڑ ۸۶ لاکھ امریکی ڈالر کے قرضے دینے کی منظوری دی ہے یہ رقم ترقیاتی پروجیکٹوں پر خرچ کی جائے گی۔ قرض کی دو کروڑ ۳۰ لاکھ امریکی ڈالر پہلی رقم زرعی اصلاحاتی نظام کو فروغ دینے پر خرچ کی جائے گی اور دو کروڑ ۵۶ لاکھ امریکی ڈالر کی دوسری رقم کتائی بنائی کے کارخانوں میں توسیع کرنے نیز کتائی بنائی کے نئے کارخانے تعمیر کرنے پر خرچ کی جائیگی۔

پاکستانی کابینہ میں نمایاں تغیر و تبدل

۵ فروری کو نئی فوجی اور سیاسی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں جنرل ٹکا خاں کو وزیر اعظم کا مشیر مقرر کیا گیا ہے۔ انھیں سینئر وزیر کا درجہ دیا گیا ہے۔ مسٹر عزیز احمد کا درجہ بڑھا دیا گیا ہے۔ صوبہ سرحد میں ریٹائرڈ میجر جنرل غواث کو تبدیل کر کے میجر جنرل بابر کو لایا گیا۔ ٹکا خاں کے عہدے میں تبدیلی نہایت اہم ہے۔ ان کو فوجی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر کے نیم شہری انتظامیہ میں کابینی درجہ کا سینئر وزیر اور قومی سلامتی معاملات کا مشیر بنایا گیا ہے۔ ان کے قومی سلامتی کے مشیر بنائے جانے سے دفاع کے تمام معاملات، ان کی نظروں سے گزریں گے اور انکی ماہرانہ رائے کی اہمیت ہوگی۔ یہ بھی طے پایا ہے کہ مسٹر بھٹو ان فوجی افسروں کو آرمی چیف نہیں بنائیں گے جو ٹکا خاں کے مخالف رہے ہیں۔ ٹکا خاں کی جگہ پر جنرل ضیاء الحق کو فائز کیا گیا ہے اور اب ضیاء الحق صاحب پاک آرمی کے چیف آف اسٹاف ہیں اور لفٹننٹ جنرل محمد شریف جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی کے چیرمین ہیں۔ یوسف بچ کو ترقی دے کر وزیر اعظم کا دفاعی معاون مقرر کیا گیا ہے۔ مسٹر عزیز احمد کا رتبہ تو بڑھا دیا گیا ہے لیکن ان کے دونوں پورٹ فولیو وزیر اعظم بھٹو کے ہی پاس ہیں۔ مسٹر عزیز احمد عرصہ تک دفاع اور خارجہ امور کے وزیر مملکت رہے ہیں۔ عبدالقیوم خاں سے وزارت داخلہ کا اہم پورٹ فولیو نہیں لیا گیا ہے۔ سرحدی صوبہ میں عبدالقیوم خاں ہی کے آدمی کو بنایا گیا تھا

بلوچستان میں فوجی اقتدار ہے اور سرحدی صوبہ بھی ایک میجر جنرل کی نگرانی میں دے دیا گیا ہے۔
بھاولپور کے نواب محمد عباسی کو پنجاب کا گورنر بنایا گیا ہے۔ سندھ کی گورنری جوناگڈھ کے پرنس
دلاور خاں کو دی گئی ہے۔ سابق خان قلات بلوچستان کے گورنر ہیں اور سبیلا کے جام صاحب
بلوچستان کے گورنر کے خصوصی مشیر ہیں۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی ۲۵ ویں کانگریس کا تاریخی جائزہ

دور جدید میں سوویت یونین بین الاقوامی میدان میں جو اہم رول ادا کر رہا ہے اس میں
سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۵ ویں کانگریس کی تاریخی اہمیت ناقابلِ فراموش ہے ۲۴ ویں اور ۲۵ ویں
کانگریس کی درمیانی مدت میں ویت نام۔ موزمبیق اور گنی دیائی کے عوام نے فتوحات حاصل کی ہیں
انگولا کی عوامی تحریک آزادی نے امریکہ اور جنوبی افریقہ کی سازش کو ناکام بنا دیا اور شاندار کامیابی
حاصل کی۔

سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے جنرل سکریٹری لیونڈ ایلیچ بریژنیف
کی پیش کردہ رپورٹ بھی کامیابی و کامرانی کی ایک اہم کڑی ہے۔ اس میں معاشی اور سماجی پالیسی
کے بنیادی اور فوری مسائل پر ہمہ گیر غور و خوض کیا گیا ہے۔ اس میں کمیونزم کی مادی اور تکنیکی بنیاد
کی تعمیر کے لئے ایک بھرپور پروگرام ہے۔ اس مسودہ میں کمیونسٹ شعور و آگہی کی بلندی۔ محنت کش
عوام کی پیداواری۔ سوشلسٹ ریاست کے استحکام اور برادرانہ تعاون، و عوام کے اتحاد کا تذکرہ
کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی معاملات میں سوشلسٹ عوام سے شلسٹ برادری کے ممالک کے ساتھ روابط
میں ہمہ گیر توسیع۔ ہم آہنگی اور استحکام ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں بلغاریہ ہنگری۔ جرمن جمہوری
ری پبلک۔ کیوبا۔ منگولیا۔ پولینڈ۔ رومانیہ اور چیکوسلواکیہ قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ
سوویت یونین اور سوشلسٹ وفاقی جمہوریہ یوگوسلاویہ، ڈیموکریٹک جمہوریہ ویتنام اور
کوریائی جمہوری ری پبلک کے مابین دوستی کے روابط زیادہ مستحکم ہوئے۔ جنرل سکریٹری بریژنیف
کی قیادت میں مارکسزم لینن ازم کی روشنی میں سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی کل داخلی اور
خارجہ پالیسی کی صورت گری اور کامیاب عمل پیرائی کو یقینی بنانے میں سیاسی بیورو نے زبردست
توانائی مقصد کی وحدت کا مظاہرہ کیا۔

کا بنیادی سمتوں" سے متعلق مسودہ کو کانگریس کے غور و خوض کے لئے پیش کیا گیا۔ محنت کش عوام نے کمیونسٹ تعمیر کے پیچیدہ اور بنیادی سوالات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان تمام مسائل کو زیر بحث لایا گیا جو کارخانوں میں تعمیرات کے مقامات پر اور اجتماعی و ریاستی فارموں کے سامنے اٹھتے ہیں۔ وزارتوں، محکموں اور اداروں پر زور دیا گیا کہ پیداوار کی تنظیم میں کوتاہی کو دور کریں اور پیداواری سہولتوں پر دھیان دیں۔ جدید مشینری، اوزار، آلات اور کھیتی باڑی کے مشینی نظام کو فروغ کی اہمیت بتائی گئی۔ محنت کی پیداواریت بڑھانے، فصلوں اور مویشیوں میں اضافہ کرنے پر بھی شدت سے زور دیا گیا۔ معدنی کھادوں اور زراعت کے لئے وقف شدہ اور دوسرے وسائل کے استعمال کی اہمیت بتائی گئی۔ اشیائے صارفین کی کوالٹی بہتر کرنے اور منصوبہ بندی، بنیادی تنظیم، مادی و تکنیکی سپلائی کے انفرادی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔

سوویت یونین میں عوام نے دسویں پانچسالہ منصوبہ کی مدت کے پیش کردہ پروگرام کا خیر مقدم کیا۔ پارٹی کی رہنمایانہ اور تنظیمی سرگرمی نے معیشت کی استوار ترقی کو یقینی بنایا ہے۔ پانچ سالہ منصوبے کے خاص سماجی معاشی نشانے پورے ہو گئے ہیں"۔

عوام کی فلاح و بہبود میں اضافہ۔ سوشلسٹ پیداوار کی ترقی۔ سائنسی و تکنیکی ترقی کی تیز رفتار قابل ذکر ہے۔ ملک کی دفاعی طاقت کو مطلوبہ سطح پر برقرار رکھا گیا ہے۔ مرکزی کمیٹی کی رپورٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مزدور طبقہ نے اجتماعی فارموں کے کاشتکاروں اور دانشوروں نے شاندار فتوحات حاصل کی ہیں۔ عوام نے جو محنت کے کارنامے انجام دیئے ہیں نہایت شاندار، تابناک اور پُرشکوہ ہیں اور ایک عظیم سیاسی فتح کے مترادف ہیں۔ نویں پانچ سالہ منصوبہ کی مدت کے دوران قومی آمدنی میں آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے مقابلہ میں ۴۳ فیصدی اضافہ ہوا۔ مجموعی قومی آمدنی کا ۷۵ فیصدی حصہ کھپت کے لئے اور باقی مرتکز سرمایہ کے لئے استعمال کیا گیا ہے قومی آمدنی کا ۴۰ فیصدی سے زائد حصہ روانہ صرف فنڈ اور مرتکز سرمایہ کے وسائل پر مشتمل تھا جو تعمیر مکانات، اسکولوں، اسپتالوں، تعلیمی اور کھیل کود کے اداروں کی تعمیر نیز آبادی کے لئے میونسپل اور روزمرہ خدمات کی فراہمی کے لئے وقف کئے گئے۔

عوام کے معیار زندگی میں قابل ذکر اضافہ کیا گیا۔ کام کرنے والوں کی اوسط ماہانہ نقد

اجرتوں میں ۲۰ فیصدی اضافہ ہوا۔ دیہات کے محنت کش عوام کے حالات زندگی میں ترقی لائی گئی
محنت کے معاوضہ میں اضافہ ہوا۔ ملازمین کی کم از کم اجرتیں اور شرح اور تنخواہیں بڑھائی گئیں
صنعتی اور دفتری کارکنوں۔ اجتماعی کاشتکاروں اور فوجیوں کے لئے پیری اور معذوری پنشنوں
اور اعلیٰ اسکولوں، خصوصی ثانوی اسکولوں اور ٹکنیکی کالجوں کے طلبا کے وظائف میں اضافہ
کیا گیا۔ پانچ سال کے اندر پھٹکر تجارت میں ۳۶ فیصدی اضافہ ہوا۔ بنیادی غذائی اشیاء
اور مصنوعات کی ریاستی پھٹکر قیمتیں مستحکم رہیں۔ گوشت۔ گوشت سے بنی ہوئی اشیاء
انڈوں اور دوسری پیداواروں میں تیز رفتاری سے اضافہ ہوا۔ فرنیچر۔ ٹیلی ویژن، ریڈیو۔
سلائی اور دھلائی کی مشینوں۔ ریفریجریٹروں گھڑیوں اور دوسری پائیدار اشیائے
صارفین کی فروخت بہت زیادہ ہوئی۔ پانچ سال کے عرصہ میں ایک کروڑ دس لاکھ فلیٹ
اور انفرادی مکان تعمیر کئے گئے۔ تیل، گیس، کوئلہ، بجلی۔ ایندھن۔ توانائی۔ فولاد۔ معدنی
کھاد اور سمینٹ کی پیداوار میں حیرت انگیز ترقی ہوئی انجینئرنگ کی صنعت نے اپنی پیداوار
میں ۳،۷ فی صدی اضافہ کیا۔ کاروں کی پیداوار دوگنی سے زیادہ ہو گئی۔ فارم مشینوں کی پیداوار
میں ۸،۷ فیصدی اضافہ ہوا۔ آلات اور ذرائع خودکاری میں ۹۰ فیصدی اضافہ ہوا۔

تمام اجتماعی اور ریاستی فارم کو بجلی کی فراہمی ہو چکی ہے۔ ۹۶ فیصدی گھروں میں
بجلی کا استعمال ہوتا ہے۔ دیہاتی آبادی کی اکثریت کے پاس ٹیلی ویژن ہے۔ دیہات کو ریڈیو
ٹیلی ویژن سیٹ۔ ریفریجریٹر اور دیگر ثقافتی اور روزمرہ ضروریات کی اشیاء میسر ہوتی
ہیں۔ یہ گہرائی تک جانے والے سماجی معاشی تغیرات ہیں۔ زرعی پالیسی کا رخ زراعت کی
ایک ریڈیکل تکنیکی تعمیر کی جانب ہے نئی مشینیں اور نئے قسم کے ساز و سامان اور آلات
کی تعداد دوگنی ہو گئی ہے۔ ٹرانسپورٹ اور مواصلات کی تمام اشکال پارٹی کی ۲۴ ویں
کانگریس کی ہدایات کے مطابق ترقی کرتی رہیں۔

سرمایہ دار دنیا ایک سنگین معاشی بحران میں گرفتار ہے۔ معیشت کی لامتناہی
عسکریت بندی اور فوجی اخراجات میں اضافہ شدید افراط زر مالیاتی میکانزم کے درہم
برہم ہونے اور سرمایہ دار کرنسیوں کے معاملہ میں بے اعتباری نیز توانائی کے بحران

کی بدولت شدت پیدا ہو گئی جو کہ معاشی ڈھانچہ کا ایک بحران ہے۔ سرمایہ دار ملکوں میں بے روزگاری اونچی سطح پر پہونچ گئی ہے اور اپنے حقوق کے لئے محنت کش عوام کی جدوجہد بڑھتی جا رہی ہے سرمایہ دار نظام عہد حاضر کے ارتقا کے فریضوں کی تکمیل کو قاصر ہے۔

سوشلسٹ برادری کے سامنے ترقی کے واضح امکانات موجود ہیں۔ تمام منصوبے وسیع محنت کش عوام کے مفادات کی امن اور سماجی ترقی کے مفادات کی تکمیل کرتے ہیں دسویں پانچ سالہ منصوبے کے فریضوں کو سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے مسودہ" سوویت یونین کی قومی معیشت کی ترقی بابت ۱۹۷۶ء تا ۱۹۸۰ء کی "بنیادی سمتیں" میں معین کیا گیا ہے۔

دسویں پانچ سالہ منصوبہ سماجی معاشی ترقی اور سائنسی اور تکنیکی انقلاب کے فروغ کے حالات میں کمیونزم کی مادی اور تکنیکی اساس کی تعمیر سے متعلق پارٹی کی طویل مدتی روش میں ایک نیا مرحلہ ہے تمام منصوبوں، پارٹی اور عوام کی مساعی کا رخ معیشت کی ہمہ جہتی ترقی کو یقینی بنانے۔ اس کے جامع اور ہم آہنگ فروغ نیز سوویت عوام کی فلاح و بہبود میں اضافہ کی جانب ہوگا۔ معاشی منصوبوں میں اصل زور سائنسی اور تکنیکی ترقی اور ممکنہ حد تک زیادہ سے زیادہ کفایت شعاری کی بنیاد پر پیداوار میں شدت کاری پر ہوگا اس پانچ سالہ مدت کے نشانوں کے حصول میں بین الاقوامی معاشی تعاون ایک عظیم تر رول ادا کرے گا۔ معاشی منصوبوں کا رخ سوشلسٹ معاشی یکجہتی کو مزید گہرا کرنے اور محنت کی بین الاقوامی تقسیم کے فوائد سے بھرپور استفادہ کی جانب ہوگا۔ نئی پانچ سالہ مدت کے دوران ملک میں بڑے پیمانے پر رہائشی سہولتیں بدستور جاری رہیں گی۔ مکانات کی تعمیر کے معیار کو بہتر بنایا جائے گا۔ رہائشی سہولتوں اور عام افادہ کی تعمیرات پر تقریباً ۰۰۰۰ اکروڑ روبل خرچ کیا جائے گا۔ زیادہ تر مکانات ریاست کے ذریعہ ہی تعمیر کئے جائیں گے۔ مکانات تعمیر سے متعلق امداد باہمی کے اداروں کی اور چھوٹے شہروں، مزدور بستیوں نیز دیہاتی علاقوں میں انفرادی طور پر مکانات کی تعمیر کی ہمت افزائی کی جائے گی۔ بچوں کے اداروں، روزگار یافتہ خواتین۔ صنعتی مراکز۔ نئے شہروں کے لئے زیادہ سے زیادہ رقوم منظور کی جائے گی سوویت یونین کی ریاستی منصوبہ بندی کمیٹی، یونینی جمہوریاؤں کی ریاستی منصوبہ بندی

کمیٹیوں تعمیراتی وزارتوں کو چاہیئے کہ وہ رہائشی سہولتوں اور عوامی افادیت کی تعمیرات کے صحیح تناسب کو یقینی بنانے پر نیز پانی اور گیس کی لائنیں بچھانے، ٹرانسپورٹ عامہ کی لائنوں اور خرید و فروخت کی سہولتوں کی فراہمی میں تاخیر سے بچنے پر خصوصی توجہ دیں۔ اعلیٰ پیداواری صلاحیت کی حامل محنت اور عوام کی تخلیقی صلاحیتوں کے وسیع استعمال کے لئے زیادہ سازگار حالات پیدا کرنے کی غرض سے پیداواری سلسلہ ہائے عمل کی مشین بندی و خودکاری میں اضافہ اور سخت و غیر دلکش جسمانی محنت کو بتدریج ختم کرنے کی روش پر روسی عوام بدستور گامزن رہیں گے۔ نئی پانچ سالہ مدت کے دوران پیداوار کی توسیع اور اس کارکردگی میں توسیع میں سماجی عوامل کے رول میں ٹھوس اضافہ ہوگا۔ نئی پانچ سالہ مدت میں طبی خدمات کے معیار کا بڑھانا۔ ڈاکٹروں اور درمیانہ درجہ کے طبی عملہ کے کام کی تنظیم کو بہتر بنانا نیز طبی اداروں کی کارکردگی میں اضافہ کرنا ہے۔ عام اسکولی تعلیم کے مزید فروغ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ نوجوان مزدوروں کو تکنیکی اسکولوں میں تربیت دی جائے گی۔ مزید ماہرین سائنس و ٹکنالوجی کی نئی شاخوں میں گریجولیشن کریں گے کتابیں اور دیگر مطبوعات بھاری تعداد میں شائع کی جائیں گی۔ ٹیلیویژن نئے علاقوں تک پہونچے گا۔ آرٹ اور ادب کی ہر ایک صنعت کو مزید فروغ حاصل ہوگا اور ثقافتی اداروں کے مادی وسائل کو مستحکم بنایا جائے گا۔

ثابت شدہ معدنی ذخائر کی تیز رفتار نشوونما کا خاص اہتمام کیا جائے گا اور خام مال کے استعمال کو بہتر بنایا جائے گا۔ پورے تکنیکی سلسلہ عمل کا بھرپور احاطہ کرنے والے مشینی نظاموں کا فروغ پیداوار کی شدید محنت طلب لائنوں کی مشین بندی و خودکاری کا لحاظ رکھا جائے گا خاص کر ان صنعتوں میں جہاں مزدوروں کی قابل لحاظ تعداد سخت جسمانی محنت کرتی ہے نیز زیر زمین اور مضر صحت کاموں میں مصروف ہوتی ہے۔ بھٹی کے بغیر دھات سازی۔ تکلوں کے بغیر کتائی اور نلکیوں کے بغیر بنائی کا اہتمام ہوگا۔ کفایت شعاری میں اضافہ ٹکنالوجی کا فروغ اور ماحول کا تحفظ کیا جائے گا۔ ایٹمی برقی توانائی سے متعلق علوم کا تیز رفتار فروغ ہوگا۔ بن بجلی گھروں۔ کم لاگت

کے کوئلہ سے چلنے والی توتی طاقت کے حرارتی بجلی گھروں کی تعمیر نیز بڑے اور
زیادہ کارکردہ جنریٹروں کی تیاری اعلیٰ قسم کی فولاد کی پیداوار میں خاص کر
الکٹرو سلیگ اور پگھلانے کے ریکیوم طریقوں کی مدد سے اضافہ۔ تیار سامان
کی درجہ بندی میں اضافہ۔ ڈھانچہ جاتی سازوسامان کی مجموعی پیداوار میں۔ المونیم
ٹیٹانیم اور پولیمیروں کے حصہ میں اضافہ ہوگا۔ سائنسداں کنٹرول شدہ تھرمونیو
کلیائی ردعمل اور اعلیٰ تر ایصالیت (سپر کنڈکٹوٹی) جیسے مسائل کے حل کی رفتار تیز کرنے
کے لئے کام کریں گے۔ کانگریس کے لئے مرکزی کمیٹی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے "ہمارے سماج کی دولت میں
خواہ کتنی ہی تیز رفتاری کے ساتھ اضافہ کیوں نہ ہو سختی کے ساتھ بچت اور کفایت شعاری
کو معاشی ترقی اور عوام کے معیار زندگی میں اضافہ کی بنیادی شرط کی حیثیت
حاصل رہے گی۔" "بنیادی سمتوں" کا مسودہ منصوبہ بندی و انتظامیہ کو نیز پورے
معاشی میکانزم کو بہتر بنانے کے طریقوں کی نشاندہی کرتا ہے" بریژنیف نے کہا ہے "ہم
پر یہ لازم ہے کہ معاشی انتظام کو بہتر بنانے سے متعلق اقدامات کو ایک بڑی محفوظ صلاحیت
تصور کریں جس سے استفادہ دسویں پانچ سالہ منصوبے کی کامیاب عمل آوری میں مدد
دیگا" مصنوعات کی کوالٹی کو بہتر کیا جائے بہتر فنشنگ ہو۔ محنت کی پیداواری صلاحیت
میں اضافہ کی رفتار کو تیز تر کیا جائے۔ دسویں پانچ سالہ منصوبہ کی مدت میں سوویت
یونین کی ریاستی منصوبہ بندی کمیٹی کو لازمی طور پر چاہیے کہ وہ ایسے جامع پروگرام وضع کرے
جو قومی معاشی منصوبے کے شعبہ جاتی و علاقائی پہلوؤں سے ہم آہنگ ہوں۔

دسویں پانچ سالہ مدت میں انتظامیہ کے تنظیمی ڈھانچہ کو بہتر بنانے سے متعلق
پارٹی کی وضع کردہ لائن بدستور جاری رہے گی۔ صنعتوں میں پیداواری انجمنوں کے
قیام کو دسویں پانچ سالہ منصوبے کی مدت میں پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ یہ انجمنیں
ایک ہم آہنگ پیداواری معاشی کامپلکس ہیں۔ یہ انجمنیں تخصیص کاری و تعاون
کو وسیع پیمانہ پر فروغ دیتی ہیں۔ زراعت میں بین فارم تعاون اور زرعی صنعتی

یکجہتی کو وسیع پیمانہ پر فروغ دینا چاہیے اور اس کی بنیاد پر تخصیصی کارخانوں اور انجمنوں کا قیام عمل میں لانا ہے۔

تکمیل شدہ پرجکٹوں کو چالو کیا جائے۔ مادی انسانی قوت اور مالی وسائل کے استعمال میں روز افزوں کارکردگی حاصل کی جائے۔ تعاون پر مبنی فراہمیوں کی سخت گیری کے ساتھ تکمیل پر خصوصی طور پر زور دیا جانا چاہیے۔ مادی و تکنیکی سپلائی سے متعلق ریاستی کمیٹی اور اس کی ایجنسیوں نیز وزارتوں اور محکموں کے کام میں اہم تبدیلیاں ہونی چاہئیں۔ اور ان کو اپنی ذمہ داری قبول کرنی ہوگی۔ پیداواری انجمنوں کا قیام پائیدار انجمنوں (پانچ سالہ) معاشی شرحوں اور معیارات۔ مثلاً اثاثوں کے لئے مختصات اور دیگر ادائیگیوں کی بجٹ میں شمولیت۔ منافع کی تقسیم کی شرح اور تنخواہوں سے متعلق کی تشکیل کے رول میں اضافہ کرنا ہے۔ ہر کارخانہ اور ہر انجمن کی لکڑ پیداوار کی شدت کاری محنت کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کوالٹی میں سدھار اور تکنیکی ترقی کو آگے بڑھانے کے نتائج پر ہونا چاہیے۔ دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ کارخانوں اور انجمنوں میں ان وسائل کو دیگر ضرورتوں کی طرف منتقل کرنے کے بجائے صرف انھیں مقاصد کے لئے استعمال کیا جانا چاہیے جن کے لئے وہ مختص کئے گئے ہیں۔ اس نئے پانچ سالہ منصوبے کے تحت اعلیٰ کوالٹی کی اشیاء کی زیادہ پیداوار کے فروغ کے لئے محنت کے انعام کا وسیع پیمانے پہ اطلاق عمل میں آئے گا۔ دسویں پانچ سالہ منصوبہ میں فریضہ یہ ہے کہ پیداواری وسائل کے معقولات پسندانہ استعمال میں محنت کی پیداوار کی صلاحیت میں اضافہ کی رفتار کی جائے۔ لاگت میں کٹوتی اور پیداوار میں محفوظ صلاحیتوں کو استعمال کرنے میں کریڈٹ کے رول اور اس کی کارکردگی میں کیا جائے۔ تعمیرات کے میدان میں خاص طور سے خریداروں کو طویل مدتی کرایات کی منظوریوں کے ذریعہ کریڈٹ تعلقات کو اور زیادہ وسیع پیمانہ پر فروغ دیا جاتا ہے۔ اس سے چالو کارخانوں کی اشیائے مارفنین کی مدت میں توسیع اور آبادی کی خدمات کی فراہمی کے مقصد کے پیش نظر

ازسرنو [illegible]

کے مزید استحکام کو اور سوویت روبل کی قوت خرید کی مضبوطی کو قومی معیشت کے متوازن فروغ کے ذریعہ نیز اشیاء کے بڑھتے ہوئے لین دین اور قیمتوں کے استحکام کے ذریعہ یقینی بنایا جائے گا۔

ایک منتظم کو نئے سائنسی اور تکنیکی رویوں کو اور محنت کی تنظیم و انتظامیہ میں ترقی یافتہ طریقوں کو اختیار کرنا چاہیئے۔ پیداوار میں محفوظ صلاحیتوں کی تخلیقی تلاش و جستجو میں۔ بدلتی ہوئی ضرورتوں اور مانگوں کا بھرپور لحاظ رکھے۔ اپنے کاروبار کے بارے میں بھرپور معلومات حاصل کرے۔ اس کو اجتماعیہ میں ایک معلم اور پیداوار کے منظم کنندہ کی حیثیت سے کام کرنا چاہیئے تنقید اور خود تنقیدی کو فروغ دیا جائے تاکہ معاشی منتظمین میں ذمہ داریوں کے احساس کی شدت پیدا ہو جائے۔

دسویں پانچ سالہ منصوبہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے بین الاقوامی تقسیم میں قومی معیشت کی شمولیت اور بین الاقوامی معاشی تعاون کی ایک طویل مدتی بنیاد کی۔ طرف منتقلی ہو گئی۔ چونکہ بیرونی تجارت قومی معیشت کی ایک اہم شاخ بن گئی ہے اس لئے بیرونی منڈیوں کی خصوصی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے برآمداتی رُخ کی حامل متعدد صنعتوں کا قیام عمل میں آنا ضروری ہے۔ تمام ملکوں کے ساتھ بیرونی معاشی تعلقات کی توسیع بین الاقوامی امور میں مرکزی کمیونسٹ پارٹی کی پالیسی کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے۔ سوشلسٹ ملکوں کے ساتھ تعاون کو فروغ دیا جائے گا اور اُسے مضبوط و مستحکم بنایا جائے گا۔ کہا گیا ہے" سوویت یونین چاہتا ہے کہ ترقی پذیر ملکوں کے ساتھ اس کا تعاون محنت کی تقسیم کی ایک پائیدار اور باہم فائدہ بخش شکل اختیار کرلے۔ ان مقاصد کی تکمیل طویل مدتی معاشی سمجھوتوں سے متعلق ان معاہدوں اور سمجھوتوں کے ذریعہ ہوتی ہے جو ایشیا۔ افریقہ اور لاطینی امریکہ کے بہت سے ملکوں کے ساتھ حالیہ برسوں میں طے پائے ہیں۔ ہم ترقی پذیر ملکوں کے ساتھ تعاون کو جمہوری اور مساویانہ اصولوں پر توسیع دیں گے اور انھیں اپنی معاشی خود مختاری کے استحکام میں مدد دیں گے"

ہم اپنے ملک میں صنعتی پروجیکٹوں کی تعمیر میں تعاون اور مغربی ملکوں میں صنعتی اداروں کی تعمیم میں سوویت تنظیموں کی شرکت سے متعلق بڑے پیمانے کے سمجھوتوں پر دستخط کی روایت کو بدستور برقرار رکھیں گے۔ ان ملکوں کے ساتھ ہماری تجارت اور ہمارے معاشی تعلقات کو تیز رفتار کیساتھ فروغ حاصل ہوگا جو تعاون کے لئے مخلصانہ خواہش اور اس کے فروغ کے لئے نارمل اور مساویانہ حالات کو یقینی بنانے کے فکر مندی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

سوویت یونین کی معاشی ترقی بابت ۱۹۷۶ء تا ۱۹۸۰ء کے لئے بنیادی سمتوں کے مسودے میں۔ معین کردہ سماجی و معاشی فریضے کمیونسٹ تعمیر کے موجودہ مرحلے میں پارٹی کی پالیسی سے قطعی طور پر ہم آہنگ ہیں۔ عوام کے معیار زندگی میں مزید اضافہ پیداوار کی شدت کاری اور کام کے معیار میں بہتری۔ ساتھ ہی ساتھ طویل مدتی فریضے بھی ہیں جن پر دسویں پانچ سالہ منصوبے کی مدت سے آگے بھی کام کیا جاتا رہیگا اس منصوبہ کی مدت کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ ٹھیک ان برسوں میں روسی قوم اپنی معشیت میں سماجی پیداوار کے فروغ کی شدت کاری پر مبنی اور کیفیتی عوامل کے ترجیحی استعمال کی طرف عبور کو مکمل کرلیں گے۔

دسویں پانچ سالہ مسودے میں صنعت کی ہر شاخ کے لئے اہم فریضے معین کئے گئے ہیں۔ منصوبہ بند فریضے شدت کاری پر مبنی ہونے کے ساتھ ساتھ حقیقت پسندانہ بھی ہیں اور ماہرانہ انتظام کی صورت میں ان کی زائد تکمیل ممکن ہے۔

" بنیادی سمتوں " کے مسودے میں مادی پیداوار کے فروغ۔ اس کے ڈھانچے کو بہتر بنانے اور مصنوعات کی اعلیٰ کوالٹی اور تکنیکی سطح کے حصول کا ایک پروگرام پیش کیا گیا ہے۔ آئندہ پانچ برسوں کے دوران صنعتی پیداوار میں ۳۵ تا ۳۹ فیصدی اضافہ ہوگا۔ گروپ اے کی صنعتوں کی پیداوار میں ۳۸ تا ۴۲ فیصدی اضافہ ہوگا۔ بھاری انجینئرنگ صنعت میں اور خاص کر آلات محنت کی پیداوار جس میں آئندہ پانچ برسوں کے دوران تقریباً ۶۰ فیصدی اضافہ ہوگا۔ ایٹمی دھات

اور کیمیکل انجینئرنگ کی صنعتوں نیز برقی انجینئرنگ کی بعض شاخوں۔ ریڈیو الیکٹرونکس۔ مشین ٹول اور اوزار سازی کی صنعتوں کے ترجیحی فروغ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس طرح قومی معیشت کی تمام شاخوں کی تمام ترقی ریڈیکل انداز کی کیفیتی تبدیلیوں کی بنا استوار کی جائے گی۔ پنجسالہ منصوبے میں ان مشینوں کی تیاری کے لئے خصوصی مفروضات کا اہتمام کرنا ہوگا جو جسمانی محنت میں بڑے پیمانے پر تخفیف کرتی ہوں اور تمام صنعتوں میں محنت کی اعلیٰ تر پیداواری صلاحیت کو یقینی بناتی ہوں۔ تعمیرات مال وغیرہ کو اوپر پہنچانے، نقل وحمل لدائی اور گوداموں سے متعلق سخت ومحنت طلب کام کی مشین بندی کے وسائل کی تیاری میں تقریباً اضافہ عمل میں آئے گا۔

دسویں پانچ سالہ منصوبہ کی مدت کے دوران انتہائی نازک بلنکوں (پتیروں) کی تیاری کے لئے خودکار فاؤنڈریوں۔ فورجنگ۔ پریسنگ اور ویلڈنگ مشینوں نیز پیداواری لائنوں اور آلات کی اسٹوں کی تیاری کی رفتار تیز تر ہوگئی۔ اسیمبلنگ سازی کے آلات کی پیداوار مخلوط طریقوں کے بشمول نئے طریقوں کے استعمال کے ساتھ مثلاً الیکٹرک۔ سیلنگ۔ کاٹنگ۔ کاسٹ اسٹیمپنگ۔ ویلڈ اسٹیمپنگ اور پاور دھات سازی وغیرہ منظم کی جائیں گی۔

آنے والے برسوں کے دوران ایٹمی مشین سازی کو تیز رفتار کے ساتھ فروغ ہوگا اور فارم مشینوں کی صنعت گذشتہ پانچ برسوں کے مقابلہ میں ۵۰ فیصدی زائد مشینیں تیار کرے گی۔ زراعت کے لئے یہ زیادہ طاقت ور ۳۰۰، ۱۵۰ ہارس پاور کے ٹریکٹروں کی تیاری میں قابل لحاظ اضافہ کرے گی۔ اناج کی کٹائی کی "کولوس" اور "مہاپک" قسم کی خودکار مشینوں کی تیاری میں قابل لحاظ اضافہ کیا جائیگا۔ طاقتور ٹریکٹروں کیلئے ٹریلر آلات کے سیٹوں کی تیاری کا سلسلہ شروع کیا جائیگا۔ کپاس، چقندر، آلوؤں اور دیگر سبزیوں و ترکاریوں کی بوائی اور کٹائی کے لئے مشینری کی تیاری میں مویشی پالن کے بڑے بڑے فارموں اور کامپلکسوں کے لئے آلات کے سیٹوں کی تیاری میں اضافہ کیا جائے گا۔

دھات سازی کی صنعت کے لئے آلات کی تیاری کو وسعت دی جائیگی۔ رولنگ آلات، فولاد کو مسلسل انڈیلنے والی تنصیبات اور ۴۰۰ ٹن سوٹننگ کی صلاحیت کے

حامل آکسیجن کنورٹروں کی تیاری جس سے محنت کی پیداواری صلاحیت میں دو گنے سے زیادہ اضافہ ہوگا۔ نیز نئی خودکار پائپ ویلڈنگ و پائپ رولنگ ملوں کی تیاری میں قابل لحاظ اضافہ ہوگا۔ ریڈیو انجینئرنگ۔ الیکٹرونکس۔ اوزار سازی اور پریشسن مشینوں کی صنعتوں کو اہمیت دی جائے گی۔ کیمیکل اور تیل کی مشینوں کی صنعت میں یہ منصوبہ بنایا ہے کہ کیمیکل تیل گیس اور کاغذ و لکڑی کی صنعتوں میں انتہائی اعلیٰ کفایتی تکنیکی سلسلہ ہائے عمل کے لئے آلات اور اوزار کی پیداوار شروع کی جائے گی۔ ہلکی اور غذائی صنعتوں کے لئے آلات کی بنیادی طور پر متعدد نئی اقسام کو فروغ دیا جائے گا۔ ہیکلوں کے ذریعہ بنائی اور شٹل لوموں کے بجائے بڑے پیمانے پر بغیر ہیکلے کی ایسی نئی بنائی مشینوں کی تیاری شروع کی جائے گی جو محنت کے صرفہ کو ۵۰ تا ۶۰ فیصدی گھٹاتی ہیں اور ایسے بغیر شٹل کے لوم تیار کئے جائیں گے جو محنت کے صرفہ میں ۴۰ تا ۵۰ فیصدی تخفیف کے ساتھ ساتھ شور و غل کی سطح کو بھی قابل لحاظ حد تک گھٹاتے ہیں غذائی صنعت کے خودکار خانوں کے لئے خودکار کامپلکسوں کی پیداوار شروع کی جائے گی۔

علاوہ ازیں ایندھن اور توانائی کامپلکس میں اضافہ ہوگا۔ پن بجلی، ایٹمی ایندھن اور سستے کوئلے کی اہمیت پر زور رہے گا۔ جہاں تک تیل اور گیس کا تعلق ہے ان کی پیداوار میں اضافہ کو روز افزوں طور پر تکنیکی ضرورتوں کے سلسلے میں استعمال کیا جائے گا۔ ملک کے مشرقی خطوں کو ایندھن اور برقی قوت کی فراہمی کے سلسلے میں کوئلہ اور بھی زیادہ اہم رول ادا کریگا کیمیاوی صنعتوں اور گھریلو استعمال کے لئے قدرتی گیس کی مسلسل فراہمی کے لئے ماسکو اور لینن گراڈ کے علاقوں میں، یوکرین سودیت بالٹک جمہوریاؤں اور ماورائے قفقاز میں گیس کے ذخیرہ کی زمین دوز صلاحیتوں کی توسیع کی جائے گی۔

معشیت کی شدت کاری اور اس کی کارکردگی میں اضافہ کیا جائے گا۔ آہنی اور غیر آہنی دھات سازی اور کیمیکل صنعتوں میں توسیع ہوگی۔

سنہ ۱۹۸۰ء تک معدنی کھاد کی پیداوار ۱۴ کروڑ ۳۰ لاکھ ٹن تک پہنچے گی۔ چوبینہ چوب کاری۔ لکڑی اور کاغذ کی صنعتوں میں بھی اضافہ کیا جائے گا۔ درختوں میں کٹائی میں مشین بندی کی سطح میں اضافہ ہوگا اور کاٹی گئی لکڑی کے استعمال کو بہتر بنایا جائے گا۔ اس

طرح درختوں کی کٹائی، چوبی ٹکڑوں اور چوبی ریشوں کے تختوں کی تیاری میں اضافہ ہوگا۔ لگدی
فرنیچر۔ اخباری کاغذ اور چھپائی کے کاغذ کی پیداوار پر مسلسل زور دیا جائے گا۔ اور کوالٹی کو مزید بہتر
بنانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ تعمیراتی ساز و سامان اور تعمیری اجزا کی صنعت کی اہمیت جاری رہے گی

فضا میں مضر صحت فضلے کے اخراج کے کنٹرول کے لئے نئے وسائل اور طریقے اختیار کئے
جائیں گے۔ استعمال شدہ پانی کو صاف کر کے اسے دوبارہ استعمال کرنے کا طریقہ عمل اختیار کیا جائیگا

دسویں پنجسالہ منصوبے کی مدت میں شمالی سائبریائی دریاؤں کے پانی کی نکاسی کے ایک حصہ
کا رُخ وولگا کی وادی، قزاخستان اور وسطی ایشیا کی طرف موڑنے پر تحقیق کی جائیگی۔ زراعت
کو مرکزی کمیٹی کی رپورٹ میں ایک خصوصی مقام دیا گیا ہے۔ پارٹی کی زرعی پالیسی کی استقامت
اور ثابت قدمی کے ساتھ عمل آوری کی جائے گی۔ زراعت کو ایک انتہائی کارکردگی اور
اعلیٰ پیداواری صلاحیت کی حامل شاخ میں تبدیل کیا جائے گا۔ فارم پیداوار پر ملک کے
بھروسہ کو قابل لحاظ حد تک بڑھایا جائے گا اس کی کوالٹی کو زیادہ بہتر بنایا جائے گا۔ موسم
پر انحصار کو گھٹایا جائے گا۔ شہری اور دیہی علاقوں میں زندگی کے حالات کو اور بھی
زیادہ یکساں سطح پر لانے کے سلسلے میں مزید پیش قدمی کی جائے گی ۱۹۷۶ء تا ۱۹۸۰ء
کی درمیانی مدت میں فارم پیداوار کی اوسط سالانہ پیداوار میں منصوبہ بند اضافہ نمایاں طور
پر ہوگا۔ دسویں پنجسالہ منصوبے میں زراعت کے لئے ۱۷۰ اکروڑ روبل مختص کئے جائیں گے
علاوہ ازیں زراعت کو مشینری کھادیں اور دیگر مادی و تکنیکی وسائل فراہم کرنے والی صنعتوں
کے لئے بھی بڑے بڑے فنڈ مختص کئے جائیں گے۔ اجتماعی اور ریاستی فارم نئی مشینوں اور
ٹرانسپورٹ کے وسائل کی بھاری مقدار حاصل کریں گے۔ فارم آلات کا پورا سیٹ فراہم کیا
جائے گا۔ زیادہ طاقتور ٹریکٹروں کی تیاری میں اضافہ کیا جائے گا۔ اناج کی معیشت اور چقندر
کی کاشت کی جامع مشین بندی کو تکمیل کے قریب پہنچایا جائے گا۔ دیگر فصلوں کی کاشت
اور کٹائی میں نیز مویشی پالن اور چارے کی پیداوار میں مشین بندی کی سطح میں قابل لحاظ
اضافہ ہوگا۔

مویشی پالن کے لئے چارے کے وسائل کی سطح کو وسیع کرنے کے لئے تدبیریں اختیار

کی جائیں گی۔ مرکب چارے کی پیداوار میں نمایاں طور پر اضافہ کیا جائے گا۔ مویشی پالن کے موجود فارموں کی ازسرنو تعمیر ہوگی۔ دودھ اور گوشت کی پیداوار میں مسلسل اضافہ ہوتا رہیگا اس کے علاوہ سماج بند ریشی پالن کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کیا جائے گا۔ اس پنجسالہ منصوبے کی مدت میں مویشیوں کی آبادی اور چارے کے وسائل میں ایک متوازن مناسب حاصل کیا جائے گا اور غیر متوقع ناسازگار موسمی حالات کے لئے چارہ کا ضروری ذخیرہ تیار کیا جائے گا۔

زراعت کی توسیع اور شدت کاری کے بے پناہ امکانات زمین کو بہتر بنانے میں مضمر ہیں بہتر بنائی گئی زمین پر سنہ ۱۹۸۰ء میں اناج۔ چقندر۔ سویا بین، سبزیوں اور دیگر فارم اشیاء کی پیداوار میں قابل لحاظ اضافہ ہوگا۔ زراعت کی کیمیا کاری کے ذریعہ بھی پیداوار میں وسیع پیمانہ پر اضافہ کیا جائے گا۔ آئندہ کے پانچ برسوں میں زراعت کو ۴۶ کروڑ ۷۰ لاکھ ٹن معدنی کھادیں مہیا کی جائیں گی۔ جراثیم کش اور گھاس پوس ختم کرنے والی ادویہ کی پیداوار میں بھی اضافہ کیا جائے گا۔

اشیائے صارفین تیار کرنے والے کارخانوں اور پیداواری انجمنوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے طور پر آبادی اور تجارتی اداروں کی مانگوں کا زیادہ قریب سے مطالعہ کریں۔ اس کے لئے انھیں یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ کمپنیکر فروخت کی اپنی دوکانیں کھولیں اور صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے اس رعایت کو وسیع پیمانے پر استعمال کرنا ان کا فرض ہے۔ ٹرانسپورٹ اور مواصلات میں قابل لحاظ ترقی و فروغ کیا جائے گا۔ ٹریفک کی زیادہ معقولیت پسند تنظیم کی طرف توجہ دی جائیگی۔ ریلویز، ٹریفک اور مال برداری کی صلاحیت میں توسیع کے لئے اور روڈ بہ بندی کے فروغ کے سلسلے میں اہم قدم اٹھائے گی۔ موٹر ٹرانسپورٹ کی صنعت نئے قسم کے سینکڑوں ہزاروں "کاماز" "زل" اور "بیلاز" ٹرک حاصل کرے گی ہوائی ٹرانسپورٹ کی صنعت مسافر لائنوں کو جدید ساخت کے آرام دہ ہوائی جہازوں کے نئے زمروں سے لیس کرنے کے ایک وسیع پروگرام کو روبہ کار لائے گی۔ مال برداری میں

ٹھوس اضافہ ہوگا۔ بحری ٹرانسپورٹ کے مادی اور تکنیکی وسائل میں اضافہ کیا جائے گا۔ بندرگاہوں کی تنصیبات میں توسیع ہوگی۔ گودام کامپلکسوں کی تعمیر کی جائے گی۔ بحری بیڑے کو زیادہ ٹنوں کے اور خصوصی مقاصد کے حامل بحری جہاز مہیا کئے جائیں گے۔ دریائی بیڑے کے باربرداری کے حجم اور تکنیکی آلات میں اضافہ ہوگا۔ اسے اعلیٰ صلاحیت کی طاقت والی کشتیوں کے بیڑے اور سمندروں میں جانے والے دریائی جہاز فراہم کئے جائیں گے۔ پائپ لائن ٹرانسپورٹ کو بڑھی ہوئی شرح کے ساتھ فروغ دیا جائے گا۔ ہمہ اقسام کے مواصلات کو فروغ دیا جائے گا۔

تعمیری کام کی رفتار میں اضافہ ہوگا۔ تعمیراتی وزارتوں کے ساتھ مل کر بنیادی سرمایہ کاروں کا ایسا منصوبہ تیار کیا جائے گا جس میں پروجیکٹوں کی تعمیر اور ان کے چالو کرنے کے لئے تمام ضروری مادی وسائل فراہم کئے جائیں گے۔ دسویں پنجسالہ منصوبہ میں تعمیراتی سازوسامان کی صنعت کے لئے ایسے متعلقہ نشانے شامل کئے جائیں گے جو تعمیراتی اجزاء کی پہلے سے تیاری کو بنیادی طور پر وسیع کریں گے۔

دسویں پنجسالہ مدت میں یونینی جمہوریاؤں اور روس کے خطوں کے باہمی معاشی رشتوں میں سوویت یونین کی وحدانی معیشت کے ڈھانچہ میں اور زیادہ قربت پیدا ہوگی۔ تمام یونینی اور خودمختار جمہوریاؤں، معاشی خطوں، خوداختیار خطوں اور قومی علاقوں کی قابل لحاظ معاشی ترقی کو یقینی بنایا جائے گا۔ دسویں پنجسالہ منصوبہ کی مدت میں ہماری وحدانی سوشلسٹ منصوبہ بند معیشت اور جمہوریاؤں کی وسیع پہل کاری کی بنیاد پر ترقیاتی سطحوں کو متوازن بنانے کا کام بدستور جاری رہے گا۔

سوویت یونین کی معاشی ترقی بابت ۱۹۷۶ء تا ۱۹۸۰ء کے لئے بنیادی سمتوں کے مطبوعہ مسودے میں یونینی جمہوریاؤں کی معاشی ترقی کے ٹھوس پہلوؤں کو مناسب تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اور یونینی جمہوریاؤں کی کمیونسٹ پارٹیوں کی حالیہ کانگریسوں میں ان کی بھرپور چھان بین کی گئی۔

مسودے کے مطابق مشرقی خطے خاص طور پر سائبیریا کو ترجیحی شرحوں کے ساتھ

فروغ دیا جائے گا زیادہ توانائی صرف کرنے والی صنعتیں، ایندھن کی صنعت اور زراعت کو نیز ان کے ساتھ پورے تحتی ڈھانچوں کو جن میں رہائشی سہولتیں، عوامی استفادہ کے ادارے۔ ثقافتی اور پنچایتی ادارے اور شہری ٹرانسپورٹ شامل ہیں۔ خاص طور پر سائبریا اور سوویت مشرقِ بعید میں خصوصی اعلیٰ شرحوں کے ساتھ وسیع کیا جائے گا محنت کی شدت کاری پر مبنی پیداوار کے مقام کو انسانی قوت کے زیادہ سازگار توازن کے حامل علاقوں میں معین کیا جائے گا۔ سوویت یونین کے یورپی علاقے اور یورال میں صنعتی ترقی بڑی حد تک چالو کارخانوں کی تکنیکی اختیار سے ازسرِ نو لیس کرنے اور ان کی ازسرِ نو تعمیر کے خطوط کی پیروی کرے گی۔

دسویں پنجسالہ مدت کو کارکردگی اور کوالٹی کی مدت کہا جاتا ہے۔ کارکردگی اور کوالٹی میں اضافہ کا مسئلہ خالصاً تکنیکی اور معاشی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایک سماجی اور نظریاتی مسئلہ بھی ہے۔ دسویں پنجسالہ منصوبے کے نشانے تمام محنت کش عوام کے لئے کمیونزم کے تمام معماروں کے لئے ایک ٹھوس لائحہ عمل ہیں جن کا مقصد ملک کی معاشی ترقی اور سوویت عوام کی زندگی میں ایک نئی اور اعلیٰ تر سطح کا حصول ہے۔ ۲۵ کانگریس کمیونسٹ پارٹی کی داخلی و خارجہ پالیسی کے اتحاد کی قائل کن طور پر مظہر ہے۔

دنیا میں ایسی قوتیں بہرحال ہیں جو صلح و آشتی کی دشمن ہیں اور مختلف سماجی نظاموں کی حامل ریاستوں کے درمیان تعلقات کی بنیاد کی حیثیت سے پُرامن بقائے باہم کے اصول کو مسترد کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ملک پہلے کی طرح اب بھی اپنی عظیم الشان مسلح فوج پر بدستور توجہ دیتے رہیں گے۔

اپنی نوعیت اور اپنے سارے رخ کے اعتبار سے نیا پنجسالہ منصوبہ امن اور بین الاقوامی صلح و آشتی میں اضافہ کا منصوبہ ہے اور یہ پوری نوعِ انسانی کو پُرامن تعمیر کے تئیں سوویت عوام کی گہری لگن نیز کمیونسٹ پارٹی اور سوویت ریاست کی امن پالیسی سے روشناس کراتا ہے۔ دسویں پنجسالہ منصوبے کی عمل آوری میں کمیونسٹ پارٹی اور سوویت یونین کے سارے عوام پہلے کی ہی طرح امن، قومی آزادی اور

اور سوشلزم کے بلند مقصد کے لئے تمام انقلابی اور ترقی پسند قوتوں کے شانہ بشانہ جدوجہد کرتے رہیں گے۔ ان برسوں کے دوران پارٹی اور سودیت یونین کے سارے عوام کی تخلیقی وتعمیری سرگرمی ۷۵ویں کانگریس کے معین کردہ عظیم فریضوں پر مرکوز ہو گی۔ اس دسویں پنجسالہ منصوبے کے دوران جری مزدور طبقہ اجتماعی فارموں کے عظیم الشان کاشتکار اور عوامی دانشور عظیم لینی کمیونسٹ پارٹی کے تصورات کی فتح مندی کے لئے نئی تاریخی کامیابیاں حاصل کریں گے۔

قضیہ لبنان سید احمد قادری کی نظر میں

بقول سید احمد قادری "قضیہ لبنان اور قضیہ فلسطین میں بڑی مماثلت ہے۔ یورپ کی قوموں نے دنیا کے جن ملکوں پر قبضہ کیا ان میں ان کی پالیسیاں تقریباً یکساں رہی ہیں۔ انگریزوں نے پوری بے شرمی کے ساتھ فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنا دیا اور فرانسیسیوں نے لبنان کو شام سے الگ کر کے اسے ایک عیسائی مملکت بنا دینے کی بھرپور کوشش کی۔ مسلمان جو اکثریت میں تھے اقلیت بنا دیے گئے اور ملک کا اقتدار عیسائیوں کے سپرد کر دیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ یہودی وطن کے پڑوس میں ایک مسیحی وطن وجود میں آجائے تاکہ دونوں کی ملی بھگت مسلمانوں کے سروں پر تلوار کی طرح لٹکتی رہے۔ فرانس کی یہ سازش ڈھکی چھپی نہیں تھی۔ مسلمان عرب اچھی طرح واقف تھے لیکن ان میں اتنا دم نہیں تھا کہ اس سازش کو ناکام بنا سکتے۔ محمد الغزالی اور دیگر اہل علم نے اپنی تصنیفات میں اس سازش کے بخیئے ادھیڑے ہیں۔ مسلمانوں کو دبانے کچلنے اور اسلام سے بیزار کرنے کی تمام تدابیر اختیار کی گئیں محمد الغزالی نے اپنی کتاب "کفاح دین" میں اس کی تفصیلات پیش کی ہیں۔ اب ان کو یہاں دہرانا بیکار ہے۔ اب تو فرانس کی سازش اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہے اور حالات بتا رہے ہیں سازش ناکام ہو جائے گی اور لبنان خالص عیسائی ملک نہیں بن سکے گا۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اگر کسی بڑی طاقت نے مداخلت نہ کی تو مسلمان اپنا

حق وصول کر کے دم لیں گے۔ جب اس میں مسلمانوں کو کچلنے اور دبانے کی تدبیر ناکام ہو گئی تو صدر لبنان کے انتہا پسند عیسائیوں نے مخفی طور پر عیسائی حکومت کی زیر سرپرستی ایک تنظیم قائم کی جس کا نام فلانجسٹ تنظیم رکھا۔ اخبارات میں اس تنظیم کے بارے میں کچھ تفصیل شائع ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اہم تنظیم پہلے پہل اسپین میں بنی تھی۔ اس صدی کے دوسرے عشرہ میں اسپین کے بادشاہ الفانسو جب اپنا اقتدار بچانے کے لئے انتہا پسند عیسائیوں کی ایک تنظیم قائم کی جس کے لئے فلانجسٹ کی اصلاح استعمال کی گئی اس کو غیر عیسائی روایات کے خلاف ابھارا گیا اور بالخصوص مسلمانوں کے جو آثار اسپین میں باقی رہ گئے تھے اسے مٹا دینے کی مہم سپرد کی گئی تاکہ عوام کی توجہ حکومت کی بدعنوانیوں سے ہٹا کر ادھر لگا دی جائے اور الفانسو سیزدہم کا اقتدار سلامت رہے لیکن وہ اپنی سازش میں ناکام رہا اور جنرل فرانکو نے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ لبنان کے عیسائیوں نے بھی وہاں کے مسلمانوں کے خلاف جو پارٹی بنائی اس کے لئے فلانجسٹ ہی کی اصلاح استعمال کی۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ لبنان پر عیسائی بالادستی قائم رکھی جائے اور مسلمان اور ان کی تہذیب کو زبردستی پر مجبور کیا جائے لیکن ان احمقوں نے یہ نہیں سمجھا کہ اب حالات بہت بدل چکے ہیں۔ وہاں کے مسلمان اب پہلے کی طرح بے بس نہیں ہیں۔ اس تنظیم نے لبنان کو خانہ جنگی میں مبتلا کیا اور دس ماہ تک وہاں عیسائیوں اور مسلمانوں میں اس طرح جنگ ہوتی رہی جس طرح دو حکومتوں کے درمیان ہوتی ہے۔

اخبارات میں خبریں پڑھ کر حیرت ہوتی تھی کہ ایک باضابطہ حکومت کے زیر سایہ وہاں کے دو فرقوں کے درمیان اس طرح کی جنگ کیسے ہو رہی ہے۔ اندازہ ہوا کہ وہاں کی عیسائی حکومت یہ چاہتی تھی کہ بالواسطہ وہاں کے مسلمانوں کو فوجی طاقت کے ذریعہ اس طرح کچل دیا جائے کہ وہ پھر سر نہ اٹھا سکیں۔ فلسطینی مہاجرین کی سرگرمیوں کو اس تنظیم نے بہانا بنایا اور میدان جنگ میں اتر آئے۔ بلاشبہ وہاں کے مسلمان بے انتہا جانی و مالی نقصانات اٹھا تو رہے ہیں لیکن قربانیوں کے بغیر آزادی و عزت ملتی کب ہے۔ شام کی کوشش سے دس ماہ کی خانہ جنگی کے بعد ایک معاہدہ ہوا لیکن اس کی سیاہی خشک بھی نہیں

ہوئی تھی کہ دس کی دھجیاں بکھر گئیں۔ فلانجٹ تو اس سے ناخوش تھے ہی۔ اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمان قومی بھی اسے ناپسند کر رہے تھے۔ ساری طاقت عیسائی صدر کے ہاتھ میں ہے اور مسلمان وزیراعظم اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں مسلمان وزیراعظم بار بار استعفیٰ دیتے رہے ہیں۔ جو معاہدہ طے پایا تھا اس میں ۳۲ برسوں کے بعد پارلیمنٹ میں مسلمانوں کو مساوی نمائندگی کا حق دیا گیا تھا جبکہ فی الواقع وہ ہمیشہ سے اکثریت میں ہیں۔ فوج کا حال یہ ہے کہ اس میں عیسائیوں کی تعداد ۵۰ فیصدی ہے۔ یہی حال اونچے عہدوں کا ہے اور یہی حال تعلیمی اداروں کا ہے۔ لبنان جیسے چھوٹے ملک میں تین یونیورسٹیاں ہیں اور وہ سب عیسائیوں کے زیر نگرانی ہیں۔ اونچی تعلیم تمام تر عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس معاہدے سے فلانجٹ اس لئے ناخوش ہونگے کہ ان کے مقصد کے خلاف مسلمانوں کو مساوی نمائندگی کا حق کیوں دیا گیا اور مسلمان اس معاہدے سے اس لئے ناخوش ہونگے کہ جب سارے اختیارات اب بھی عیسائی صدر کے ہاتھ میں ہیں اور مسلمان وزیراعظم برائے نام ہے تو حالات میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں ہوتی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق و انصاف کو سربلندی عطا کرے اور وہ چھوٹا سا ملک تقسیم کی لعنت سے بچ جائے۔"

لبنان میں خون خرابہ کا نیا دور

لبنان میں بائیں بازو کے فوجیوں اور شام نواز گوریلوں کے درمیان طرابلس میں وحشیانہ تصادم ہو گیا۔ یہ مسلح تصادم تھا جس میں الفتح کے چار فوجی ہلاک اور دو زخمی ہو گئے فلسطینی لیڈروں نے پی۔ ایل۔ او کے فوجیوں کو شہر سے نکلکر شمالی لبنان میں مورچہ سنبھالنے کی ہدایت کی ہے جہاں دائیں بازو کی فوج سے مقابلہ درپیش ہے۔

لبنان میں نئے صدر کے انتخاب کے بعد حالات پر تبصرہ

پارلیمنٹ نے مسٹر ایلیاس کو بکثرت آرا اس عہدۂ صدارت کے لئے منتخب کیا ہے لیکن انتخاب کے بعد بھی خانہ جنگی کے شعلے فرو نہیں ہوئے اور پارلیمنٹ کا یہ الیکشن دوبارہ ہوا۔ کیونکہ پہلی ووٹنگ میں مسٹر الیاس کو دو تہائی کی اکثریت حاصل نہ ہو سکی۔ وہاں کے آئین کی رو سے صدر کا انتخاب دو تہائی اکثریت سے ہونا ضروری ہے۔ پارلیمنٹ کا الکشن اس حال میں ہوا تھا کہ توپوں اور مشین گنوں کی فائرنگ کا سلسلہ جاری تھا۔ سلیمان فرنجیہ نے ایک بار

پھر اپنے استعفیٰ کا اعلان کیا۔ کہا جاتا ہے کہ سلیمان فرنجیہ اپنا صدارتی عہدہ اس حال میں اپنے جانشین کو دیں گے جبکہ ان کو اس کا پورا اطمینان ہو جائے گا کہ اب لبنان میں مکمل امن و امان قائم ہو گیا اور خانہ جنگی کی آگ بجھ گئی۔

مسٹر سلیمان فرنجیہ دائیں بازو کی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ نئے صدر کے انتخاب کو مان لیں۔ لیکن بائیں بازو کی پارٹی نے خواہ مسیحی ہوں یا مسلمان ہوں اس انتخاب کو ماننے سے انکار کر دیا انھوں نے اس ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔ مسیحی فلانجسٹ پارٹی کے لیڈر مسٹر شمعون اور دونوں قبائل کے لیڈر مسٹر جنبلاط جو خانہ جنگی میں مخالف فریقین کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس نئے صدر کی مخالفت میں ہم خیال ہیں لبنان کی صورت حال پہلے سے زیادہ خلفشار نظر آ رہی ہے۔

حکومت شام کی کوشش رہی کہ اب تک لبنان میں جو نظام حکومت فرقہ وارانہ توازن پورا کرنے کی غرض سے قائم چلا آ رہا تھا اس کی اس طرح ترمیم و اصلاح عمل میں آئے کہ مسلم آبادی کو اس کا عددی تناسب حاصل ہو سکے۔ شام کی حکومت مسلم آبادی کو اس کا جائز حق دلانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتی ہے کہ فرقہ وارانہ مفاہمت کے جس فارمولے پر موجودہ نظام حکومت سالہا سال سے چل رہا ہے اس کو موجودہ حالت پر قائم رہنے دیا جائے لیکن مسٹر جنبلاط شام کی اس روش پر زور و شور کے ساتھ غصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ لبنان میں مکمل سیکولر نظام حکومت فی الفور قائم کیا جائے اور موجودہ فرقہ وارانہ نظام حکمرانی ختم و منسوخ کر دیا جائے فلسطین پناہ گزین جو لبنان میں عرصہ سے مقیم ہیں دو گروہوں میں منقسم ہو گئے ہیں ایک شام کا حامی ہے اور دوسرا عراق کا حامی ہے۔ ان حالات میں اس ملک میں امن و صلح کی منزل بدستور انتہائی دور نظر آ رہی ہے۔

ہندوستان و پاکستان کے درمیان حالیہ تعلقات پر طائرانہ نظر

ہندوستان اور پاکستان سفارتی تعلقات بحال کرنے پر رضامند ہو گئے ہیں جو دسمبر ۱۹۷۱ء میں ہندوستان کے بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کے بعد منقطع ہو گئے تھے۔ ہر ملک کی نمائندگی کرنے کے لئے متعلقہ راجدھانیوں میں سفیر مقرر کیا جائیگا۔ مشترکہ بیان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ دونوں ملک ہوائی جہازوں، ٹرینوں اور موٹر گاڑیوں کی آمد و رفت پر رضامند ہیں۔ ریڈیو پاکستان کی اطلاع کے مطابق ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تعلقات کی بحالی کے بارے میں ایک

سمجھوتہ ہو گیا ہے جس کو خوش آئند اقدام کہا جا رہا ہے۔ بقول مسٹر چاون ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ہوائی جہازوں ٹرینوں اور موٹر گاڑیوں کی آمد و رفت جولائی کے وسط تک شروع ہو جائے گی، سفارتی تعلقات کی بحالی ایک ساتھ عمل میں آئے گی۔ معاہدہ شملہ کے بعد ہندوستان برابر خوشگوار تعلقات کے لئے کوشاں رہا ہے۔ وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کے تاثرات ہیں کہ انھیں امید ہے کہ ہندوستان اور پاکستان اب مفید اور بامقصد اشتراک و تعاون کے ایک نئے عہد میں قدم رکھیں گے۔ بقول وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو پاکستان ۷ مئی ۱۹۷۶ء سے لے کر ۲ جولائی ۱۹۷۶ء کی مقررہ مدت میں معاہدہ اسلام آباد کو عملی جامہ پہنا دیگا۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے ایک خط میں پیش کش کی تھی "ہم بین الاقوامی شہری ہوا بازی تنظیم کے سامنے جو مقدمہ ہندوستان کے خلاف پیش ہے اُسے واپس لینے پر تیار ہیں۔

۱۹ مئی ۱۹۷۶ء ہند اور پاکستان کے وزرائے اعظم میں پیغامات خیر سگالی کا جو تبادلہ ہوا وہ اور زیادہ خوش آیند اور اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ فریقین صدق دلی سے ان سمجھوتوں پر عمل کر کے تلخیوں اور کشیدگیوں کو دور کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ پہلا پیام وزیر اعظم بھٹو کا ہے جو وزیر اعظم ہند کو ارسال کیا تھا۔ اس فضائی پیام میں وزیر اعظم بھٹو نے اس یقین و اعتماد کا اظہار کیا ہے کہ دونوں ملکوں میں جو تازہ سمجھوتہ ہوا ہے وہ دونوں کے مابین تعلقات میں خوشگوار فضا پیدا کر دے گا اور پائیدار ثابت ہوگا۔ وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے بھی اس فضائی پیغام کا جواب اس بہتر فضا پیدا کرنے والے انداز میں ان الفاظ میں دے کر ان کے خیر سگالی پیغام کا شکریہ کرتے ہوئے کہا "آپ نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے "میں بھی انھیں جذبات کا اظہار کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ اسلام آباد کے مذاکرات کی کامیابی کے بعد ایک مناسب فضا پیدا ہوگی اور اس کے بعد دونوں ملکوں کے مابین مفید تعاون کا دور شروع ہو جائے گا۔"

اکیسواں باب

توسیع سلطنت اور نوآبادیاتی نظام

Imperealism and Colonialism

توسیع اقتدار مملکت اور اس کا مفہوم
IMPERCALISM AND ITS MEANING

سیاسی و اقتصادی منافع خوری کی غرض سے مختلف ممالک کی فتوحات اور توسیع و نظام نوآبادیات سلطنت کو امپیریل ازم (Imperealism) کہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں امپیریل ازم (IMPERCALISM) ایک نئے قسم کا توسیع واقتدار کا سیاسی نظام ہے جس کے تحت اعلیٰ معیار کی صنعت یافتہ سرمایہ دار ممالک ہر ممکن طریقہ سے زیادہ سے زیادہ دنیا کے غیر ترقی یافتہ اور غیر صنعت یافتہ پس ماندہ ملکوں کو مغلوب مفتوح اور اپنے زیر اقتدار لانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اپنے ممالک کے تیار کردہ سامان کے لئے تجارتی منڈی مہیا کریں اور بغیر کسی دوسرے ممالک کی شرکت کے زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کریں۔

یورپ کے ممالک کی سرمایہ داری نے صنعتی انقلاب کے زیر اثر پیداوار کے طریقہ میں بھی تبدیلیاں کر لیں جس کام کے کرنے میں پہلے سینکڑوں لوگوں کو لگایا جایا کرتا تھا۔ مشینوں کی ایجاد ہونے سے اب اس کام کو چند آدمی کر سکتے ہیں کام مشین کرتی تھی اور مشین کی دیکھ بھال کرنے کے لئے چند لوگوں کو کم سے کم مزدوری پر رکھ لیا جایا کرتا تھا۔ کارخانوں کے مالک کم سے کم مزدوری دے کر مشینوں کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ سرمایہ کماتے تھے اس طرح سرمایہ دار طبقہ وجود میں آیا۔ سرمایہ دار لوگوں نے اپنے سرمایہ کو جدید قسم کی مشینوں کے خریدنے اور کارخانوں کے، اسکے دیگر ضروری سامان مہیا کرنے پر صرف کیا۔ عمدہ اور تیز رفتار مشینیں استعمال میں آنے لگیں۔ سرمایہ دار ممالک کے اندر اتنا سامان پیدا ہوتا تھا کہ سب سامان کی کھپت ان ہی ملکوں میں نہیں ہو سکتی تھی۔ اپنے فاضل سامان کو فروخت کرنے کے لئے ان سرمایہ دار اور صنعت یافتہ ممالک کو نئی تجارتی منڈیوں کی تلاش لازمی ہو گئی۔ تاکہ وہاں سے ان کو کچا مال بھی مل سکے جس کو اپنے ملک کے کارخانوں میں لا کر مشینوں کے ذریعہ سامان تیار کیا

جاسکے اور زیادہ سے زیادہ منافع کمایا جاسکے۔ یورپ کی صنعت و حرفت سے متعلق طبقہ کی امداد حکومت کرتی تھی۔ اس طرح یورپ کے لوگ تجارتی منڈیوں کی تلاش میں دوڑ لگانے لگے یورپ کی اقوام نے امریکہ۔ افریقہ اور ایشیا کے بہت سے ممالک میں پہونچنا شروع کر دیا۔ تجارتی کمپنیاں بنائی گئیں۔ ان یورپ کی اقوام نے اپنے تلاش کردہ علاقوں میں اپنا سیاسی اقتدار بھی قائم کرنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ صنعتی انقلاب کے بعد سارا ایشیاء۔ افریقہ۔ امریکہ اور آسٹریلیا بھی مختلف صنعتی اقوام کے قبضہ میں آ گئے۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں نے سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا۔

جدید عہد کی تاریخ نشاۃ ثانیہ کے زمانے سے یورپین اقوام کی نو آبادیات کی حکومتوں کی تاریخ ہے۔ یہ ان کے عروج و اقتدار کی تاریخ ہے۔ نو آبادیات کی حکومتیں قدیم زمانے میں بھی تھیں۔ قدیم مصری۔ ایرانی۔ یونانی اور رومن لوگوں نے بھی نو آبادیات قائم کر کے وہاں حکومتیں بنائی تھیں۔ ہندوستان کے قدیم ہندو بادشاہ نو آبادیات میں اپنی سلطنتیں قائم کیا کرتے تھے۔ اس طرح کی سلطنتیں مغربی ایشیا۔ شمالی افریقہ اور جنوبی مشرقی یورپ میں رہی ہیں۔ لیکن جدید توسیع اقتدار کی پالیسی یہ ہے کہ دوسرے ممالک کو اپنے اقتصادی منافع خوری کے لئے زیادہ سے زیادہ استعمال کی جائے۔ برخلاف اس کے ابتدائی توسیع اقتدار کی پالیسی صرف سیاسی تھی۔

دنیا میں نو آبادیات کی سلطنتیں قائم ہونے کے اسباب اور ان کی توسیع کے مختلف وجوہات

نو آبادیات کا خاص مقصد اقتصادی منافع خوری تھا۔

۔ روم اور عرب کے لوگوں نے بھی پس ماندہ علاقوں میں اپنی نو آبادیات کی سلطنتیں قائم کی تھیں لیکن ان کا مقصد اقتصادی نہیں تھا بلکہ سیاسی اقتدار تھا۔ جدید شہنشاہی حکومتیں نو آبادیات اس غرض سے قائم کرتی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کریں اور ذاتی اغراض کے حصول کے لئے ان پر اپنا اقتدار جمائے رکھیں۔ کسی دوسرے ملک کی شرکت برداشت نہیں کی جا سکتی۔ انگلستان۔ فرانس، اسپین و پرتگال نے اپنی نو آبادیات کی حکومتیں امریکہ۔ افریقہ اور ایشیا میں تجارتی نکتۂ نظر سے قائم کی تھیں ان نو آبادیاتی حکومتوں کا مقصد یہ تھا کہ ان علاقوں سے کچا مال حاصل کیا جائے اور کچے مال سے اشیاء تیار کر کے ان نو آبادیاتی علاقوں میں ان کو فروخت

کر کے سرمایہ کمایا جائے۔ جدید اقوام کا مقصد آجکل سیاسی نہیں ہوتا ہے بلکہ ان کا خاص مقصد اقتصادی ہوا کرتا ہے۔ سیاسی اقتدار کی توسیع نہیں بلکہ کچا مال حاصل کرنا اس سے سامان تیار کر کے اپنے مفتوحہ و مغلوب علاقوں کے بازاروں میں اپنی فاضل تیار شدہ چیزوں کو فروخت کرنا جدید زمانہ کی خصوصیت ہے۔ فروغ تجارت اور منافع حاصل کرنا سب سے پہلا مقصد ہوتا ہے اور سیاسی اقتدار کو ثانوی حیثیت دی گئی ہے۔ اس قسم کے اقتدار کو اقتصادی اقتدار کی توسیع کہا جاتا ہے۔ یورپ کی صنعت یافتہ قومیں ایشیائی ملکوں کی بے شمار دولت دیکھ کر یہ سوچنے لگتی تھیں کہ کس طرح ان کی دولت کو ملکی اور قومی مفاد کے لئے استعمال کیا جا سکے۔ ایشیا کی دولت۔ مرکزی اور جنوبی امریکہ کا سونا چاندی اور افریقہ سے غلاموں کی خریداری ان سرمایہ دار اقوام کا خاص مقصد رہتا ہے۔

جدید توسیع سلطنت کے وجوہات

جدید امپریل ازم
MODERN - IMPERIALSM
Causes of Modern Imperialism

جدید امپریل ازم کے فروغ۔ وسیع کے مندرجہ ذیل وجوہات ہیں (۱) خام مال کے ذرائع (Sources of raw material) (۲) بازاروں کی تلاش (SEA CH OF MARKETS) (۳) محفوظ سرمایہ کا تصرف (SAFE IN VESTMEN T) (۴) تبادلۂ آبادی (Transfer of Population) (۵) فوجی اسباب (MILITARY REASONS) (۶) جغرافیائی انکشافات (GEOGR P HICAL DISCOVERIES) (۷) مذہبی جوش و خروش Religion Spirit

۱۔ خام مال کے وسائل

توسیع حدود اقتدار و سلطنت کا خاص مقصد ایسے علاقوں کی تلاش رہی ہے (Sources of raw material) جہاں پر صنعت و حرفت والی اقوام کو یہ خواہش رہی کہ دنیا کے ان علاقوں پر بغیر شرکت غیر قوم اپنا مکمل حق و اقتدار قائم کر لیا جائے تاکہ ان علاقوں سے وہ لوگ خام مال حاصل کر سکیں اور پھر اس خام مال سے اپنی صنعت کو فروغ دیں اور عمدہ عمدہ اشیا تیار کریں۔ انگلستان اٹھارہویں صدی عیسوی میں صنعت یافتہ ملک ہو گیا تھا لیکن انگلستان اتنی روئی کی پیداوار نہیں کر سکتا جو اس کی سوتی صنعت کی

تمام ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ روئی کی زیادہ تر ضرورت باہر کے ملکوں سے پوری کی جاتی تھی۔ انگلستان اپنی امریکن نوآبادیات کو کچے مال کے دستیاب کرنے کے ذرائع کی حیثیت سے استعمال کیا کرتا تھا۔ انگلستان صنعت و حرفت کے فروغ کو امریکہ کے اندر ہرگز پسند نہیں کرتا تھا۔ امریکہ کے لوگوں کی یہی شکوہ شکایت رہی کہ انگلستان نے امریکہ کی فروغ و ترقی سے متعلق کبھی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ انگلستان کے لوگوں نے امریکہ کے لوگوں پر ظلم و تشدد کئے اور منافع خوری کے لئے اس کو ہمیشہ استعمال کیا۔ یہ وجوہات تھے کہ امریکن لوگوں نے انقلاب کے نعرے لگائے۔ آزادی کی تحریک شروع ہوئی اور آخر میں جنگ آزادی لڑ کر انگریزوں کی غلامی سے چھٹکارا حاصل کیا۔ اسی وجہ سے انگریزوں نے ہندوستان میں فتوحات حاصل کی تھیں وہاں تجارتی کمپنی بنائی اور آخر میں اپنی سلطنت قائم کرلی۔ ہندوستان کو برطانوی صنعت و حرفت کی نوآبادی بنایا گیا تھا۔

۲- بازار کی تلاش
SEARCH OF MARKET

صنعت یافتہ ممالک نوآبادیات کو صرف کچا مال حاصل کرنے کی غرض سے ہی قائم نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی یہ بھی غرض تھی کہ تیار شدہ مال کو فروخت کرنے کے واسطے بھی ان نوآبادیات کو بازار بنایا جائے اور زیادہ سے زیادہ منافع کمایا جائے۔ صنعت و حرفت کے میدان میں سب سے پہلے انگلستان آیا اور اس نے دنیا کی تمام قوموں کو راستہ دکھایا۔ اٹھارہویں صدی کے اختتام تک انگلستان "دنیا کا کارخانہ" (WORLD WARKSHOP) بن گیا۔ انگلستان کے اندر لاتعداد چیزیں تیار کی جایا کرتی تھیں۔ انگلستان کی اپنی ذاتی تمام ضرورتیں پوری ہونے کے بعد کافی تیار شدہ سامان فاضل رہتا تھا۔ یورپ کے بازار انگلستان کے ہاتھ سے نکل گئے۔ انگلستان کو یورپ کے حدود سے باہر اپنے تیار شدہ مال فروخت کرنے کے واسطے بازار کی ضرورت تھی۔ اسلئے ہندوستان، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کی طرف توجہ کی اور اپنے تیار کردہ سامان کے فروخت کرنے کے لئے محفوظ بازاروں کی غرض سے بہت سے ممالک فتح کئے۔

۳- سرمایہ کا محفوظ مصرف
Save investment

یورپ کی قومیں اپنی نوآبادیات کو خام مال کی سپلائی کے علاقے اور تیار شدہ مال کے بازار

کی حیثیت سے استعمال کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں سرمایہ دار صنعت یافتہ اقوام اپنے فاضل سرمائے کو محفوظ طریقے سے مصرف میں لانے کے لئے بھی اپنی نوآبادیات کو مناسب علاقے سمجھتی تھیں اور اپنا فاضل سرمایہ ان علاقوں میں لگا دیا کرتی تھیں۔ برطانیہ نے ہندوستان کے اندر ریلوے کے بنانے پر جہاز رانی پر۔ کانوں پر اور دیگر کاموں پر اپنا سرمایہ لگایا تھا۔ انھوں نے اپنا تھوڑا سرمایہ لگا کر زیادہ سے زیادہ منافع کمایا۔ یہ کام برطانیہ کے مفاد کے مقصد سے کیا گیا تھا۔ جب تک یہ نوآبادیات صنعت یافتہ اقوام کے زیر اقتدار رہیں ان کا لگایا ہوا سرمایہ محفوظ رہا۔

۴۔ تبادلہ آبادی

Transfer of population

صنعتی ترقی یافتہ ملکوں کی آبادی اتنی بڑھ گئی کہ آپکے رقبے میں اس کا رہنا ناممکن ہو گیا اور ان کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ نوآبادیات کی توضیع کی جائے۔ اسی طرح جاپان نے نوآبادیات میں اپنی سلطنت قائم کی۔ جاپان میں چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں اور ان کے اندر جاپانی صنعت کے واسطے کچا مال نہیں مل سکتا تھا۔ اس لئے جاپان نے یہ مناسب سمجھا کہ ایسے علاقے اس کو مل جائیں جہاں وہ اپنی آبادی کا تبادلہ کر سکے اور اس بڑھتی آبادی کے مسئلہ کو حل کر لے۔ جاپان آسٹریلیا میں نوآبادیات قائم کرنا چاہتا تھا لیکن وہاں پہلے سے ہی برطانیہ کا کنٹرول تھا۔ پھر اس نے اپنی توجہ چین کی طرف کی جو اس وقت کمزور تھا اور بٹا ہوا تھا۔ اس نے چین کا کافی حصہ ۱۹۳۱ء اور ۱۹۳۷ء میں فتح کر لیا تھا اور منچوکو کی ریاست کو کٹھ پتلی بنا لیا تھا۔ اس نے دوسری جنگ عظیم میں شرکت کی وہ چاہتا تھا کہ اپنی سلطنت کے حدود بڑھائے لیکن اس کو تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑا۔ جرمنی کے اندر بھی آبادی حد سے زیادہ بڑھی اور جرمنی نے بھی نوآبادیات قائم کرنے کی پالیسی کو اختیار کیا۔ قدیم زمانے میں برطانیہ کی نوآبادیات کے مثل کناڈا، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ نے برطانیہ کی فاضل آبادی کو اپنے اندر رکھ لیا تھا دوسری قوموں نے بھی یہی پالیسی اختیار کی۔

۵۔ فوجی وجوہات

Military Reasons

نوآبادیات قائم کرنے میں شہنشاہوں نے فوجی حکومت عملی کو بھی پیش نظر رکھا۔ برطانیہ نے بحری

قوت کو مد نظر رکھتے ہوئے سارے سمندر میں نو آبادیات اپنی سلطنت اور اپنا اقتدار قائم رکھا ہے برطانیہ نے جبرالٹر، مالٹا، عدن اور سنگھاپور میں فوجی مصلحت کو مد نظر رکھکر توسیع سلطنت کی اپنا تسلط قائم کیا تھا۔ نو آبادیات میں فوجی اڈے قائم کر کے برطانیہ حکومت اپنے اُن مشرقی علاقوں کو محفوظ بنانا چاہتی تھی جو نہایت اہم تھے۔ فرانس کی حکومت نے فوجی مصلحت کے اعتبار سے الجیریا، ٹیونس اور مراکو کے علاقے کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

جغرافیائی انکشافات

جغرافیائی انکشافات کے ذریعہ یورپ کی اقوام دور (Geographical Discoveries) دراز کے ممالک سے واقف ہو گئی تھیں۔ ان علاقوں میں پچھڑی نسلیں آباد تھیں اور جدید ترقی یافتہ قوموں نے ان علاقوں کو یہاں کے باشندوں کو اپنے ذاتی مفاد کے حصول کے لئے استعمال کیا۔ جغرافیائی انکشافات کے میدان میں سب سے پہلے اسپین اور پرتگال آئے۔ اور ان لوگوں نے سب سے پہلے سمندر پار کے علاقوں میں اپنی نو آبادیات قائم کیں اور ان نو آبادیات کے اندر اپنی حکومت و اقتدار کا آغاز کیا۔ کولمبس نے امریکہ کی کھوج کی اور اسپین نے مرکزی اور جنوبی امریکہ میں نو آبادیاتی سلطنت (Colonial Empire) کی بنیاد ڈالی۔ واسکوڈی گاما نے ہندوستان کا نیا سمندری راستہ معلوم کیا اور پرتگالیوں نے مشرق میں نو آبادیات قائم کیں۔ انیسویں صدی عیسوی میں لونگ اسٹون (Livingstone) سٹینلی (Stanley) اور مارچینڈ (Marchand) وغیرہ نے سمندری سفر کر کے انکشافات کئے۔ انگلستان۔ فرانس اور دیگر یورپین اقوام نے اپنی نو آبادیاتی سلطنتیں قائم کیں

مذہبی جوش و خروش

توسیع سلطنت میں مذہب نے بھی کام کیا۔ عرب (Spirit of Religion) نے مغربی ایشیا۔ شمالی افریقہ اور جنوبی مغربی یورپ میں اسلام کی اشاعت کے سلسلے میں فتوحات کیں اور اسلامی سلطنتوں کا وجود ہوا۔ مذہبی مقام کی وجہ سے لوگوں پر مظالم ہوئے۔ اور بہت سے عیسائیوں نے اپنے وطن کو چھوڑ دیا اور دور دراز علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے اُس طرح بھی نو آبادیات کا وجود ہوا۔ مثلاً

پیورٹین لوگوں نے (Puritans) جن کو پلگرم فادرس (Pilgrim Fathers) کہتے ہیں اپنے وطن انگلستان کو چھوڑ دیا تھا کیونکہ کیتھولک (Catholics) لوگوں کے مظالم سے پیورٹین لوگ تنگ آگئے تھے انھوں نے امریکہ میں جا کر اپنی نو آبادیات قائم کر لیں کبھی کبھی عیسائی مذہب کی تبلیغی جماعتوں (Missionaries) نے بھی اپنی حکومت کو مجبور کیا کہ غیر عیسائی لوگوں کو مفتوح و مغلوب کریں۔ ان کو عیسائی بنائیں اور ان کو تہذیب سکھائیں۔

اس طرح مندرجہ بالا وجوہات سے دنیا کے مختلف علاقوں میں نو آبادیاتی سلطنتوں کا وجود ہوا اور توسیع مملکت کا آغاز ہوا۔

توسیع سلطنت کے ابتدائی مدارج اور نو آبادیاتی سلطنت قائم کرنیوالی اقوام

Early stages of Imperialism and Nation establishing their colonial empires

توسیع سلطنت (Imperialism) کے میدان میں سب سے پہلے اسپین اور پرتگال والوں نے کام کیا اور سمندر پار جا کر مختلف علاقوں میں حکومتیں قائم کیں۔ اسپین اور پرتگال والوں کا مقصد اقتصادی منافع کمانا تھا اور ساتھ ہی ساتھ مذہبی تبلیغ کرنے کا جوش و خروش بھی کام کرتا تھا۔ پرتگال اور اسپین والوں نے مسلسل جدوجہد کے بعد مسلمان عربوں کے اقتدار سے خود کو آزاد کیا۔ پرتگال اور اسپین سینکڑوں سال تک مسلمان عربوں کی حکومت کے زیر سایہ رہے تھے۔

پرتگالی نو آبادیاتی سلطنت

جدید عہد میں سمندری سیاحی کا آغاز پرتگالیوں نے کیا۔ شہزادہ ہنری نامی ایک مشہور ماہر جہاز رانی تھا۔ پرتگالی لوگ سمندری راستوں کی تلاش میں اور نئے ملکوں کی کھوج میں نکل پڑے تھے۔ پندرھویں صدی کے وسط میں پرتگالیوں نے بحر اٹلانٹک میں مدیرا (Madeira) اور ازورس (Azores) کے جزائر کی کھوج کی اور انہیں نو آبادیات قائم کیں ۱۴۹۸ء میں پرتگالی واسکوڈی گاما (Vasco da Gama) نے کیپ آف

گڈ ہوپ (Cape of Good Hope) کا چکر لگایا اور ہندوستان کے کالی کٹ (Calicut) کے مقام پر پہونچا بعد کو پرتگالیوں نے گوا۔ ڈامن۔ ڈیو میں نوآبادیات قائم کیں ۱۵۱۱ء میں البقرق کی رہبری میں پرتگالیوں نے گرم مسالہ کے جزائر (Spice Island) میں ملاکا (Malacca) پر قبضہ کر لیا۔ چین کے اندر جا کر پرتگال لوگوں نے مکاؤ پر قبضہ کر لیا اور خلیج فارس میں ارمز (Ormuz) پر قبضہ کر لیا گیا۔ ۱۵۰۰ء میں پرتگالی لوگوں نے اس علاقہ پر قبضہ کر لیا جس کو آجکل براذیل (Brazil) کہتے ہیں۔ پرتگالیوں نے افریقہ کے مغربی ساحل پر بھی غلاموں کے حاصل کرنے کے لالچ میں قبضہ کر لیا تھا۔ پرتگالیوں نے بحری انکشافات کئے۔ نوآبادیات پر قبضہ کیا لیکن وسیع سلطنت قائم کرنے کے وسائل پرتگالیوں کے پاس نہیں تھے۔ پرتگالی لوگ یورپ کی دیگر اقوام کا مقابلہ نہیں کر سکے اور خاص طور سے اسپین کا مقابلہ بالکل نہیں کر سکا۔

اسپین کی نوآبادیاتی سلطنت (Spanish Colonial Empire) اکتوبر ۱۴۹۲ء کو لمبس (Columbus) امریکہ کی سرزمین پر پہونچ گیا۔ اسپین کی حکومت نے اپنے تمام وسائل کو امریکہ میں ہی لگایا۔ کولمبس نے کیوبا (Cuba) اور ہسپنیولا (Hispaniola) پر قبضہ کر لیا۔ اسپین نے جمیکا (Jamaica) اور پیورٹو ریکو (Puerto Rico) پر بھی اپنا قبضہ کر لیا تھا۔ اسپین نے ۱۵۱۳ء میں امریکہ سے فلوریڈا (Florida) کے ساحل پر قبضہ کر لیا۔ ۱۵۲۱ء میں میکسیکو پر بھی اسپین والوں نے قبضہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اسپین والوں نے بولیویا (Bolivia) چلی (Chile) ارجنٹائنا (Argentina) اور پاراگوئے (Paraguay) پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس طرح اسپین نے شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ میں اپنی نوآبادیاتی سلطنت قائم کر لی تھی۔ اسپین کی نوآبادیاتی سلطنت میں۔ یو۔ ایس کا شمالی مغربی علاقہ۔ فلوریڈا میکسیکو۔ مغربی انڈیز۔ مرکزی امریکہ اور براذیل کو چھوڑ کر پوری جنوبی امریکہ کے علاقے شامل تھے۔ اس وسیع نوآبادیاتی سلطنت کی وجہ سے اسپین والوں کو کافی دولت ملی تھی اسپین کے شہنشاہ نے پوپ سے التجا کی کہ وہ تمام معلوم کئے گئے علاقوں کو اسپین اور پرتگال

کے درمیان تقسیم کردے۔ اور دیگر یورپین اقوام کو دور رہنے کا حکم دیدے۔

ڈچ کی نو آبادیاتی سلطنت دور جدید کے ابتدائی حصہ میں ہالینڈ Holland
The Dutch colonial Empire اسپین کی سلطنت کا حصہ تھا مذہبی اصطلاحات
کے زمانہ میں ہالینڈ نے کیلوینسٹک قسم کے پروٹسٹنٹ عقائد اختیار کر لئے تھے۔ ڈچ
لوگ اپنے ملک میں اسپین کے کیتھولک آقاؤں کی حکومت گوارا نہیں کرتے تھے۔ ڈچ لوگوں نے
جنگ آزادی لڑی اور اسپین کی حکومت و اقتدار سے اپنا پیچھا چھڑا لیا۔

اس آزادی حاصل کرنے کے بعد ڈچ لوگوں نے بیرون یورپ نو آبادیاتی سلطنت
کے لئے دوڑ لگانا شروع کی۔ ہنری ہڈسن نے ڈچ لوگوں کی طرف سے سمندری سفر طے کئے اور
امریکہ پہونچا اور ۱۶۲۳ء میں ڈچ لوگوں نے نو آبادیات قائم کیں جن کو نیا نیدرلینڈ
(New Netherlands) کہتے ہیں۔ چالیس سال بعد ڈچ لوگوں کی اس کالونی
(Colony) پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ پھر ڈچ لوگوں نے مشرق کی طرف اپنی توجہ کی۔ اور
ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی Dutch East India company قائم کی گئی تھی اور اس کمپنی
کی ڈچ حکومت نے مدد کی۔ ہندوستان اور ایشیا کے دیگر ملکوں میں ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی
نے اپنی تجارتی آبادیاں قائم کیں۔ ڈچ لوگوں نے وسیع نو آبادیاتی سلطنت قائم کی جو تاریخ
میں ڈچ ایسٹ انڈیز کے نام سے مشہور ہے اور آجکل آزاد انڈونیشیا
(Independent Indonesia) کہلاتا ہے۔ ڈچ لوگوں نے سیلون (CEYLON)
پر بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن نیپولین لڑائیوں کے دوران سیلون (CEYLON) انگریزوں
کے قبضہ میں چلا گیا۔ ڈچ لوگوں نے ہندوستان اور آزاد افریقہ کے پرتگالی علاقوں پر بھی
قبضہ کر لیا تھا۔

انگریزوں کی نو آبادیاتی سلطنت جغرافیائی انکشافات اور نو آبادیات
English Colonial Empire قائم کرنے کی دوڑ میں انگریزوں نے
بہت بعد میں حصہ لیا لیکن سنجیدگی کے ساتھ نو آبادیات قائم کرنے کے میدان میں تیز رفتاری
سے کام لیا۔ ملکہ ایلزبتھ کے عہد میں انگریزوں نے نو آبادیات کے سلسلہ میں یورپ کی

اقوام کے مقابلہ میں شرکت کی۔ سمندری لیڈروں نے پیشقدمی کی۔ ڈریک (Drake)
ریلے (Raleigh) اور ہاکنس (Hawkins) نے سمندروں پر اسپین کے جہازوں
کو لوٹا اور مسلسل حملے کر کے ان کو نقصان پہونچایا۔

۱۵۸۳ء میں گلبرٹ (Gilbert) نے نیو فاؤنڈ لینڈ (New found land)
پر قبضہ کر لیا لیکن یہاں کالونی (Colony) نہیں بنائی۔ ریلے (Raleigh) نے
ورجینیا (Virginia) میں کالونی (Colony) قائم کرنے کی ناکام کوشش کی۔ نجی افراد ناکام
رہے لیکن کمپنیاں کامیاب رہیں۔ لندن (LONDON) میں بہت سی کمپنیاں بنائی گئیں تاکہ دنیا
کے مختلف حصوں میں جاکر تجارتی اور اقتصادی منافع حاصل کریں اور بیرونی علاقوں کو اپنے
ذاتی مفاد کے لئے ہر طرح سے استعمال کریں۔ ۱۶۰۶ء میں انگریزی کمپنی نے امریکہ میں
پہلی انگریزی کالونی ورجینیا (Virginia) میں قائم کی۔ اس کے بعد پلگرم فادرس نے
نے ماچوسیٹس (Massachusetts) اور نیو انگلینڈ (NEW ENGLAND) کی
نوآبادیات قائم کیں ۱۷۳۳ء میں جارجیا کی کالونی (Georgia Colony) قائم کی انگلستان
نے امریکہ میں بڑے پیمانے پر نوآبادیات قائم کیں۔ شمالی امریکہ میں نوآبادیات قائم کرنے کے ساتھ
ساتھ انگلستان نے مشرق کی طرف بھی اپنی توجہ کی۔ لندن ایسٹ انڈیا کمپنی (London
East India Company) نے ہندوستان میں اور ایشیا کے دیگر حصوں میں تجارتی
بستیاں قائم کیں۔ مغل شہنشاہوں کی بڑھتی ہوئی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسٹ
انڈیا کمپنی نے سیاسی معاملات میں مداخلت کرنا شروع کردیا۔ اس کمپنی نے مغل شہنشاہوں
سے بہت سی رعایتیں (concessions) حاصل کیں۔ زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ
ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنی بستیوں کو مضبوط بنایا اور فوجیں (Armies) رکھنا شروع
کیا۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے وسط تک ایسٹ انڈیا کمپنی کافی طاقتور ہوگئی اور ہندوستانی
سیاست میں خوب حصہ لیا۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان کئی لڑائیاں ہوئیں
اور انگریزوں کو فتح حاصل ہوئی اور انگریزی اقتدار بڑھ گیا۔

۱۷۵۷ء کی پلاسی کی جنگ نے ہندوستان کے اندر انگریزی سلطنت قائم کردی۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں ہندوستان بہت سی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔ یہ ریاستیں آپس میں لڑتی رہتی تھیں۔ سب سے اہم طاقت مرہٹوں کی تھی۔ تین مرہٹہ لڑائیوں میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے مرہٹہ طاقت کو پوری طرح سے تباہ و برباد کر دیا۔ ہندوستان میں چاروں طرف ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت قائم ہو گئی۔ ۱۸۴۹ء میں جب سکھوں کی دوسری لڑائی میں انگریزوں کو فتح حاصل ہوئی تھی تو سارے ہندوستان میں یا تو برطانیہ کی حکومت تھی یا ہندوستانی شہزادے اور نواب آزاد طریقے سے حکومت کرتے تھے۔ برطانیہ نے کچھ فوجی مصلحت سے نوآبادیات قائم کیں جیسے مالٹا۔ سیلون۔ سنگاپور اور [illegible] وغیرہ۔

بیرون ایشیا میں بھی برطانیہ نے بہت سی نوآبادیات قائم کیں۔ ان میں سے آسٹریلیا بھی تھا۔ شمالی امریکہ میں سات سالہ جنگ میں برطانیہ نے فرانسیسیوں کو کنیڈا (Canada) سے باہر بھگا دیا تھا۔ انیسویں صدی عیسوی کے ابتدائی حصہ میں برطانیہ نے بور کی نوآبادیات (Boer Colonies) پر قبضہ کر لیا تھا جن سے مل کر بعد کو جنوبی افریقہ بنا۔ اس طرح انیسویں صدی کے ابتدائی حصہ میں دنیا کے تقریباً تمام حصوں پر انگلستان کی حکومت تھی۔

فرانسیسی نوآبادیاتی سلطنت The French Colonial Empire

سمندر پار نوآبادیات قائم کرنے میں اور نوآبادیاتی سلطنت بنانے میں فرانس نے کافی دیر سے کام شروع کیا۔ فرانسیسی لوگ یورپ میں براعظم سے متعلق معاملات میں الجھے ہوئے تھے۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں نوآبادیاتی دوڑ میں فرانس نے شرکت کی۔ فرانس نے کنیڈا میں اپنی کالونی (Colony) قائم کی تھی لیکن بعد کو یہ کالونی (Colony) برطانیہ کے قبضہ میں چلی گئی۔ فرانس نے مسی سیپی کی وادی میں کالونی (Colony) قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن برطانیہ نے فرانسیسی لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا۔ فرانس نے افریقہ میں سنیگل (Senegal) کے مقام پر کالونی (Colony) قائم کی تھی نپولین عہد میں فرانس نے مصر پر عارضی طور پر قبضہ کر لیا تھا لیکن قبضہ چھوڑنا پڑا تھا۔ انیسویں صدی عیسوی میں فرانس نے افریقہ اور جنوبی مشرقی ایشیا میں وسیع سلطنت قائم کی تھی۔

قدیم اور جدید نوآبادیاتی توسیع سلطنت
OLD AND NEW IMPERIALISM

قدیم نوآبادیاتی نظام کے مطابق

نو آبادیات کو حکمراں طبقے اپنا محکوم سمجھتے تھے اور دولت حاصل کرنیکا ذریعہ خیال کرتے تھے۔ امریکن
انقلاب کے اثرات کی وجہ سے جدید نو آبادیاتی نظام کا وجود ہوا۔ برطانیہ نے اپنی سفید نسل کی
نو آبادیات کے سلطنتی تشکیل کی جگہ دولت مشترکہ (Commonwealth) کی اصطلاح
استعمال کیں۔ جیسے جیسے وقت گذرا کنیڈا اور آسٹریلیا نے اپنی نو آبادیاتی خصوصیات کو چھوڑ
کر برطانیہ کی ڈومینین کی شکل اختیار کر لی۔ یہ علاقہ دولت مشترکہ (Commonwealth)
کے حصہ دار ہو گئے۔ انیسویں صدی عیسوی کی ملت پروری و قوم پرستی اور جمہوریت نے نو آبادیات
کی آزادی میں بیحد اضافہ کیا۔ برطانیہ نے نو آبادیات کو آزادی دی یورپ کی دیگر اقوام نے
کم و بیش برطانیہ کی تقلید کی۔ نو آبادیات کے باشندوں کے مفاد کا بھی خیال کیا جانے لگا
پہلی جنگ عظیم کے بعد منڈیٹری نظام (Mandatory System) آیا اور دوسری جنگ عظیم
کے بعد ٹرسٹی شپ نظام (Trusteeship System) کا ظہور ہوا۔

انیسویں صدی عیسوی میں سمندر پار علاقوں میں یورپ کی طاقتوں نے نو آبادیاتی سلطنت کی
توسیع میں تیزی اختیار کی۔ انیسویں سدی کے ابتدائی نصف حصہ میں برطانیہ نے ہندوستان کی
فتح مکمل کر لی۔ سیلون کا الحاق کر لیا گیا۔ سنگاپور پر قبضہ کر لیا۔ پرشیا (Persia) اور
چین میں برطانیہ نے اپنے اثرات بڑھائے۔ فرانس نے الجیریا میں اپنی نو آبادیاتی حکومت قائم
کر لی۔ انیسویں صدی کے آخر نصف حصہ میں یورپ کی قوموں نے اپنے نو آبادیاتی علاقوں میں اپنی
حکومت کو وسعت دی۔ دنیا پر یورپ کا رنگ چھا گیا تھا۔ ۱۸۶۹ء میں سوئیز نہر کھلی۔ افریقہ
میں یورپ کی قوموں نے انکشافات کئے تھے۔ یورپ کی صنعت یافتہ قوموں کے درمیان
مقابلہ ہوا۔ افریقہ کے باشندوں میں کمزوری آ گئی تھی۔ فرانس نے الجیریا کی فتح کو مکمل
کیا اور ٹیونس و مراکش پر قبضہ کیا۔ ۱۸۸۲ء برطانیہ نے مصر پر قبضہ کیا اور سوڈان کو بھی فتح
کر لیا اور مشرقی افریقہ میں قدم جمائے اور روڈیشیا کا علاقہ برطانیہ کے ہاتھوں میں آ گیا
جرمنی بھی نو آبادیاتی دوڑ میں شامل ہو گیا اور افریقہ میں نو آبادیات قائم کیں جن کو جرمن
مغربی افریقہ۔ جرمن مشرقی افریقہ۔ توگو لینڈ۔ کیمرون وغیرہ کہتے ہیں۔ لیوپولڈ بادشاہ
دوئم نے جو بلجیم کا بادشاہ تھا ایک وسیع علاقہ پر قبضہ کر لیا اس علاقہ کو بعد کو بلجیم قوم

کے نام کر دیا گیا جس کو کانگو کی آزاد ریاست کہتے ہیں۔

ایشیا میں برطانیہ نے برما کا الحاق کیا اور فرانس نے اپنی نوآبادیاتی سلطنت کو انڈوچین میں قائم کیا۔ یورپین اقوام نے چین میں بھی اپنے اثرات کے علاقے بنا لئے۔ انیسویں صدی کے آخری دنوں میں جاپان میں ایشیا نوآبادیاتی طاقت نظر آئی۔ جاپان نے فارموسا کو چین کے قبضہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جاپان نے کوریا کا بھی الحاق کر لیا۔ شانٹنگ پر بھی کچھ عرصہ تک جاپان کا قبضہ رہا۔ چینیوں کی کمزوری اور اندرونی پھوٹ و نااتفاقی سے جاپان نے فائدہ اٹھایا۔ ۱۹۳۱ء میں جاپان نے چین پر حملہ کیا منچو کو (Manchukuo) کی کٹھ پتلی ریاست قائم کی۔ مشترک ایشیائی اصول کے نام سے جاپان نے دور مشرق میں اپنے اثرات کی توسیع کی۔ یو۔ ایس۔ اے بھی نوآبادیات دوڑ میں شامل ہو گیا اور فلپائن جزائر کو اسپین سے لے کر اپنے قبضہ میں کر لیا۔

جدید رجحانات آزادی
Modern Tendencies of Independence

اگر انیسویں صدی میں دنیا نے یورپین اثرات کو قبول کیا تو بیسویں صدی میں دنیا نے یورپین اثرات سے آزادی حاصل کر لی ہے۔ دو عالمی جنگوں (Two world wars) نے یورپین اقوام کو مکمل طور سے کمزور کر دیا اور یورپ کی اقوام اپنی سابقہ روایات سے دستبردار ہو گئیں۔ برطانیہ کو ہندوستان۔ پاکستان۔ سیلون اور برما کو آزاد کرنا پڑا۔ اور برطانیہ ان علاقوں کو چھوڑ کر چلے جانے پر مجبور ہو گیا۔ ڈچ لوگوں کو ڈچ ایسٹ انڈیز کو آزاد کرنا پڑا۔ جاپان کے قبضہ سے اس کی سابقہ نوآبادیات نکل کر آزاد ہو گئیں۔ جرمنی کے قبضہ سے اس کی وہ تمام نوآبادیات نکل کر آزاد ہو گئیں جن پر جرمنی نے افریقہ اور پیسفک میں قبضہ کر رکھا تھا۔ فرانس کو انڈوچین چھوڑنا پڑا۔ برطانیہ کو اپنی بہت سی نوآبادیات چھوڑنا پڑیں۔ مثلاً مصر، سوڈان، کینیا وغیرہ برطانیہ کے قبضہ سے نکل گئے۔ فرانس کو الجیریا، ٹیونس اور مراکو کو چھوڑ کر جانا پڑا۔ کانگو کی ریاست بلجیم کے قبضہ سے نکل گئی۔ یورپ کی نوآبادیات کے سلطنت

کے زوال کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایشیا اور افریقہ میں بہت سی آزاد ریاستوں کا ظہور ہوا۔ یہودیوں نے فلسطین میں اسرائیلی ریاست بنائی۔ ۱۷ اگست ۱۹۴۹ء کو انڈونیشیا آزاد ہو گیا۔ ۱۵ مئی ۱۹۵۵ء کو آسٹریلیا نے آزادی کا اعلان کر دیا۔ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۳ء کو ملیشیا نامی ریاست جنوبی ایشیا میں بن گئی۔ ۹ اگست ۱۹۶۵ء آزاد قوم بن گیا۔ ۱۱ نومبر ۱۹۶۵ء روڈیشیا نے آزادی کا اعلان کر دیا۔ ۱۷ اپریل ۱۹۷۱ء بنگلہ دیش آزاد ہو گیا۔ ۱۰ جولائی ۱۹۷۳ء اکتوبر ۱۹۷۴ء کو گامنا بسو آزاد ہو گیا تھا۔ بہاماز جزائر آزاد ہو گئے۔ ۲۵ جون ۱۹۷۵ء کو موزمبیق آزاد ہو گیا۔ ۱۶ جولائی ۱۹۷۵ء کو مورو کی آزادی کا اعلان کیا گیا۔ جولائی ۱۹۷۵ء میں ہی ساؤ توم اور پرنسی پی نے پانچ سو سال غلامی کے بعد آزادی کی خوشی منائی۔ کیپ ورڈے جزائر ۵ جولائی ۱۹۷۵ء کو آزاد ہو گیا اور انگولا کو ۱۱ نومبر ۱۹۷۵ء کو آزادی مل گئی۔ اس طرح جو امپیرلزم ([illegible]) انیسویں صدی میں شروع ہوا۔ بیسویں صدی میں اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ لاکھوں ایشیائی اور افریقائی علاقے آزاد ہو چکے ہیں اور اپنی فلاح و بہبودی کے تعمیری کام میں مصروف ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ایشیائی اور افریقائی ممالک اپنے ترقی کے معیار کو اتنا اعلیٰ و افضل بنائیں کہ مغربی ترقی یافتہ اقوام کے نہ صرف مساوی ہوں بلکہ اُن سے سبقت لے جائیں۔ دورِ جدید میں دنیا دو مختلف بلاکوں میں منقسم نظر آتی ہے۔ ایک تو سرمایہ داری بلاک ہے جس کی رہبری و رہنمائی یو۔ ایس۔ اے کرتا ہے اور دوسرا سماج وادی بلاک ([illegible]) ہے جس کا رہبر و رہنما روس ہے۔ یو۔ این۔ او (U.N.O) کو اپنی نگاہ اس بات پر مرکوز رکھنا چاہیئے کہ کہیں پھر نوآبادیاتی تصورات و تخیلات رونما نہ ہو جائیں، توسیع سلطنت کی دوڑ کا پھر سے آغاز نہ ہو جائے۔

ضمیمہ

باب اوّل (الف)

نوع انسان کی ابتدا اور ارتقا

MANKIND ORIGIN AND EVOLUTION

ماقبل تاریخی عہد کے سماج

(9) MCANC agg AND PREBISTARY-LIFE BEGINS IN FARTH EVABUTOR OF MAN-THE PALEOLITHIC AGC- THE NEOBITBIC AGC

(الف) علم آثار قدیمہ اور ماقبل تاریخی عہد زمین پر زندگی کا آغاز ہوا۔ انسانی ارتقاب قدیم پتھر کا زمانہ)

آثار قدیمہ اور ماقبل تاریخی سماج
Archoglogy Prehistorce Soeatics

ماقبل تاریخی سماج سے مراد اس زمانہ کا سماج ہے جب فن تحریر کا وجود نہیں تھا اس سماج کے حالات تحریری شکل میں نہیں تھے۔ فن تحریر کی ایجاد سے ہزاروں سال پہلے بھی اس زمین پر انسان کا سماج تھا۔ اس زمانے کے بارے میں اس وقت معلومات حاصل ہوئی ہیں جب اُن مقامات کی کھدائی ہوئی جہاں ماقبل تاریخی عہد کا سماج رہا کرتا تھا۔ اس علم کو علم آثار قدیمہ کہتے ہیں۔ اس علم کے ذریعہ ماقبل تاریخی سماج پہ کافی روشنی پڑتی ہے۔ اس زمانے کے اوزار۔ ہتھیار برتن۔ رہائش گاہ انسانوں اور جانوروں کی ہڈیوں کو دیکھ کر اس سماج کے طور طریقہ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ علم آثار قدیمہ (ARCHAEOLOGY) کے ذریعہ ماضی کی از سر نو تعمیر کی جاتی ہے۔ پیڑوں اور پودوں کے فاضل (FOSSILS) کے ذریعہ سے بھی اس سماج کے بارے میں علم حاصل ہوا ہے۔ اس زمانہ کے سماج کے لوگ زمین کے مختلف علاقوں میں رہا کرتے تھے۔ تمام بے لحاظ اور انسان کی تقسیم کی گئی ہے۔ اس طرح آثار قدیمہ کے علم کے ذریعہ ہم کو کئی طرح کے انسانوں کے بارے میں معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً (۱) پیکنگ انسان (PEKNY MAN) (۲) پلیٹ فلیٹز

انسان (MAN) (۳) جاوا انسان (JAVA MAN) (۴) ہیڈلبرگ انسان (HEIDLEBWG MAN) (۵) نینڈرتھل انسان (NEANDERTHAL MAN) (۶) کرومیگنان انسان۔ علم آثار قدیمہ (ARCHAEOLOGY) سے ہم کو ماقبل تاریخی سماج انسان کی مختلف ارتقائی منازل و مدارج کے بارے میں بھی معلومات ہوئی ہیں۔ ماقبل تاریخی سماج کا علم حاصل کرنے میں ہم کو علم الانسان (Anthropology) علم زمین (Geology) علم حیوانات (Zoology) کاربن ۱۴ ڈوزنگ (Carbon 14 Dozing) سے کافی مدد ملتی ہے۔ علاوہ ازیں ماقبل تاریخ کے سماج کا علم اُن قدیم قبیلوں کے سماج کو دیکھ کر بھی ہوتا ہے جو اب تک اپنی زندگی ماقبل تاریخی عہد کے سماج کے لوگوں کی طرح بسر کرتے ہیں۔ یہ قبیلے ہندوستان، افریقہ، امریکہ اور میں آج وہی سماجی طریقے رکھتے ہیں جو ماقبل تاریخی عہد کے سماج کے تھے ابتدائی سماج کی تفصیل سے قبل ہم کو آغاز زندگی پر اجمالی نظر ڈالنا ضروری ہے۔

زمین پر زندگی کا آغاز **Life begins on Earth** پانی اور مٹی یا آب و ہوا کے لحاظ سے اور قدرتی حالات کے اعتبار سے انسان کی زندگی کا آغاز ہوا اور اس کو فروغ کی مختلف منزلوں کو طے کرنا پڑا۔ زمین کو انسان کا گھر کہا گیا ہے۔ اس زمین کی خاصیت نے انسان کی زندگی کو فروغ کے مدارج طے کرائے۔ انسان کی زندگی کے رسم و رواج اور عادات و خصائل پر زمین نے گہرے اثرات ڈالے۔ پہاڑ، میدان اور ندیوں کی وادیں، گرمی اور سردی نے انسان کے لباس وضع قطع، غذا اور دیگر شعور زندگی کو متاثر کیا۔ جغرافیائی حالات کے مطابق اس کی زندگی میں تبدیلیاں آتی رہیں اور اس کے سماج کا معیار بدلتا رہا اور زندگی بتدریج فروغ کے مدارج طے کرتی رہی۔ زندگی زمین کی اندرونی قوتوں اور ہوا بارش اور برف سے بھی متاثر ہوئی۔ زمین کے تغیرات نے پہاڑ۔ میدان۔ وادیاں۔ ندیاں اور سمندر پیدا کئے۔ ان تغیرات سے زندگی پر اثرات پڑے اور ان ہی تبدیلیوں کے مطابق زندگی کی ارتقائی منزلیں بدلتی رہیں۔ علم زمین سے بھی زندگی کے آغاز اور فروغ کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ چٹانوں کے مختلف پرت لاکھوں سال قبل کی زندگی کا سراغ لگاتے ہیں۔ علم زمین کے لحاظ سے ۵ نمایاں دور یا عہد گزرے ہیں اور اسی اعتبار سے

زندگی کے بھی پانچ مدارج رہے ہیں اور ان ہی خصوصیات کے مطابق زندگی کی مختلف اشکال کا ظہور ہوا ہے جس کی تقسیم مندرجہ ذیل ہے (۱) ایزوائک عہد۔ اس زمانہ کو نیچے درجہ کا ماقبل کیمبرین عہد کہتے ہیں جو تین ہزار (۳۰۰۰) ملین سال سے بارہ ہزار (۱۲۰۰) ملین سال کی مدت ہے (۲) دوسرا ایپروائک عہد اس زمانہ کو اعلیٰ ماقبل کیمبرین عہد کہا جاتا ہے۔ یہ زمانہ بارہ سو ملین سال سے چھ سو (۶۰۰) ملین سال پہلے تھا (۳) پیلیو ائیروائک عہد یہ زمانہ کیمبرین آرڈوویسین۔ سلورین۔ ڈی وینین۔ کاربونی فیرس اور پرمین کا زمانہ تھا۔ یہ زمانہ چھ سو (۶۰۰) ملین سال سے (۲۱۰) سال پہلے تھا (۴) میسوزوائک عہد۔ یہ ٹرائی ایٹک جوراسیک اور کری ٹے رسینش کا زمانہ کہلاتا ہے۔ یہ زمانہ دو سو دس ملین (۲۱۰) سال سے ستر (۷۰) ملین سال پہلے تھا (۵) کینوزوائک عہد۔ یہ پیلیوسین۔ یوسین۔ اولیگوسین پلیوسین اور پلیسٹوسین کا زمانہ کہلاتا ہے۔ یہ زمانہ ستر (۷۰) ملین سال پہلے سے زمانہ حال تک کا ہے۔ علم الانسان۔ علم حیوانات۔ علم نباتات۔ علم زمین وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین اور ساتھ ساتھ تمام جاندار مخلوق میں مسلسل تبدیلی آتی رہی ہے اور اسی تبدیلی کے ذریعہ زندگی میں یا جاندار مخلوق میں ارتقا اور فروغ کا سلسلہ چلتا رہا ہے۔ سائنس داں اور مورخ دونوں اسی ارتقا کا مطالعہ کرتے ہیں۔ سائنس داں حیوانات اور نباتات کی ارتقا کے مطالعہ میں دلچسپی رکھتا ہے اور مورخ کو تمدنی ارتقا کے مطالعہ کا شوق ہوتا ہے۔ زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایسے پودے اور حیوانات زندگی کو برقرار رکھ سکے اور صورتیں بھی بدل گئیں۔ زندگی جو لاکھوں سال پہلے سمندر کے اندر ایک سیل کی شکل میں - Single call (سنگل سیل) تھی بعد کو کمپلیکس سیل کے مرکب میں تبدیل ہو گئی۔ انسان اور ادنیٰ درجہ کے جانوروں کی جسمانی ساخت اور افعال و حرکات میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ اسی لئے انسان کو میمل اور ورٹی بریٹس (Mammals) اور (Vertebrates) کہا جاتا ہے۔ اس طرح انسان اپنے مورث اعلیٰ کے اعتبار سے میملس (Mammals) اور ورٹی بریٹس کا شریک حال ہے۔ ڈارون کے تخئیل کی تصدیق ان فاسلس سے ہوتی ہے جو سخت چٹانوں کے نیچے سے نکالے گئے ہیں

یہ نا سا مس مختلف قسم کے حیوانات کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہیں۔

انسان کی ارتقا
Evolution of Man

انسان کا ارتقائی زمانہ بہت طویل رہا ہے۔ بے انتہا تبدیلیاں آتی رہی ہیں۔ شروع میں زمین گرم تھی۔ زمانہ کے گذرنے سے ٹھنڈی ہوتی گئی اور اس میں تبدیلیاں ہوتی گئیں۔ جو حصے اونچے اٹھ گئے پہاڑ بن گئے اور جو علاقے دھنس گئے اور پانی سے بھر گئے سمندر بن گئے۔ ایک۔ چھ لاکھ سال سے دس ہزار سال تک کا عرصہ ہوا کہ ایشیا۔ یورپ اور شمالی امریکہ ٹھنڈی اور گرم آب و ہوا کے علاقے رہے۔ اسی طرح گلیشیل اور برفانی عہد گذرے ہیں۔ دراصل چار نمایاں طور پر گلیشیل زمانے گذرے اور اس کے اندر تین انٹر گلیشیل زمانے ہوئے ہیں جن میں ابتدائی انسان نے بہت زیادہ ترقی و فروغ کیا۔ آب و ہوا کی تبدیلی نے نباتات اور حیوانات پر قدرتی طور پر بہت زیادہ اثر ڈالا اور گرمی اور ٹھنڈک کے لحاظ سے بانداز شمال یا جنوب کی طرف ہٹ کر چلے گئے۔ ٹنڈرا۔ گھاس کے میدان اور جنگلات کی پٹیاں برف کے ساتھ شمال یا جنوب کی طرف ہٹ گئیں۔ اسی طرح بہت آگے جنوب میں خشک اور تر علاقے پیدا ہو گئے تھے۔ ایسے جانور جو مخصوص قسم کے پودوں سے اپنی غذا حاصل کرتے تھے یا تو ان تبدیل شدہ علاقوں سے چلے گئے اور یا بدلے ہوئے نئے غذا کے سامان کے مطابق گذارا کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ان علاقوں میں (Hippopotamuses) رہینو سیروس چیتے۔ شیر۔ ہاتھی لکڑ بھگے۔ گرم انٹر گلیشیل زمانہ میں رہتے تھے۔ اس زمانے کے بعد والے گلیشیل عہد میں۔ میمتھ۔ اون والے۔ رہینو سیروس اور رینڈیر پائے جاتے تھے۔ کبھی کبھی زمین اور سمندر پر ایسی رکاوٹیں آئیں کہ بہت سی نسلیں نہیں بچ سکیں۔ اور تبدیل شدہ آب و ہوا کے مطابق خود کو نہیں بنا سکیں اور نئی غذا پر گذر نہیں کر سکیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی نسلیں مر گئیں۔ کچھ نسلیں تغیر و تبدل کے مطابق اپنے وجود کو قائم رکھتی رہیں اور ان کے اندر بھی ارتقاء اور نشو و نما ہوتی رہی۔ ایسی نسلیں جنھوں نے آب و ہوا کی تبدیلیوں میں اپنی زندگی کو برقرار رکھا ترقی یافتہ پریمیٹس تھے اور خاص طور سے انسان۔

انسان کا ظہور
Man Appearance

انسان کا تعلق اس میمل گروپ سے ہے جس کو پریمیٹس کہتے ہیں۔ اس تقسیم میں صرف انسان ہی نہیں بلکہ بے دم کے

بندر۔ معمولی بندر۔ لیمور اور پیڑ پر رہنے والے (Tree shrews) بھی شامل ہیں۔
چٹانوں کے اندر دبے ہوئے فاسل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پریمیٹس کی ارتقا کیفوزوائیک
زمانہ کے ابتدائی حصہ میں ہوا تھا۔ جدید انکشافات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انسان کا ظہور
اولین دو ملین سال پہلے ہوا تھا۔ تین ہزار سال یا چالیس ہزار سال پہلے ہماری اپنی انسانی نسل
ہوموسیپائن کا ظہور ہوا۔ پیڑ پر رہنے والے بے دُم کے بندر۔ دراصل گوریلا۔ چمپانزی
اور انسان کے مورث اعلیٰ مانے گئے ہیں۔ دس ملین سال پہلے یہ رہا کرتے تھے۔ ان میں سے کچھ
بے دم کے بندر پیڑ سے زمین پر اتر کر رہنے لگے اور رفتہ رفتہ کھڑا ہونا اور تب پچھلی ٹانگوں پر
چلنا سیکھا کچھ نے جھک کر چلنا سیکھا اور آخر میں بالکل سیدھا کھڑے ہو کر چلنے لگے اور
موجودہ انسان کی طرح چلنے لگے۔ زمین پر ان کی زندگی نے اُن کے اندر جسمانی تبدیلیاں پیدا
کر دیں۔ کلائی کی ہڈی کا فروغ ہوا۔ ہاتھوں کو چیزوں کے پکڑنے کی عادت ہو گئی۔ اگلی ٹانگیں
ہاتھ بن گئیں اور ان میں لکڑی اور ہتھیار پکڑنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔ کچھ زمانہ گزرنے
پر ہاتھ میں سے انگلیاں اور انگوٹھے بن گئے۔ اس نئی تبدیلی نے انسان کو کاریگر بنا دیا وہ
چیزوں کو پکڑ کر آنکھ کے قریب لانے لگا۔ ساتھ ساتھ جسم کے اندرونی اعضاء کی پوزیشن
بھی تبدیل ہو گئی اور بالکل سیدھا کھڑا ہونے لگا اور جانوروں سے اعلیٰ و افضل بن گیا
اس نے اپنے ساتھی دیگر انسانوں کے ساتھ کام کرنا سیکھا۔ انسانی ارتقا سے متعلق ۱۸۹۴ء
کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ انسان کی ارتقا مختلف علاقوں میں ہوئی ہے۔ ان ہی علاقوں کے
لحاظ سے انسان کی تقسیم بھی حسب ذیل ہے۔ (۱) جاوا انسان۔ جاوا میں ترنیل کے مقام پر
انسان جیسی مخلوق یا بے دُم کے چلنے والے بندر کی ہڈیاں ملی ہیں۔ کھوپڑی اور دانت بھی ملے
ہیں۔ ایک ایسی مخلوق کے کولہے کی ہڈی ملی ہے جو سیدھا کھڑے ہو کر چل سکتا تھا اس کی
کھوپڑی بے دم کے بندر کی کھوپڑی سے بڑی ہے لیکن آجکل کے انسان کی کھوپڑی سے
کافی چھوٹی ہوتی تھی۔ اس کا وجود ......۵ سال قبل تھا۔ آدھا انسان اور آدھے
بے دم کا بندر تھا (۲) پیکنگ انسان (The Peking Man) سنہ ۱۹۲۹ء میں پیکنگ
کے قریب ایک غار میں انسانی جیسی مخلوق کی ہڈیاں اور پتھر کے اوزار ملے ہیں جن سے ظاہر ہوتا

ہے کہ انسان نے اپنے ہاتھوں اور اپنے دماغ کو استعمال کر کے پتھروں کے اوزار بنانا سیکھ لیا تھا۔ گھریلو ساز و سامان بھی ملا ہے اس سے انسان کی ارتقائی پیش قدمی ظاہر ہوتی ہے (۳) ہیڈلبرگ انسان۔ آج سے تین لاکھ سال قبل ایک مخلوق رہتی تھی جو جاوا انسان اور پیکنگ انسان سے زیادہ ترقی یافتہ اور شائستہ تھا۔ ۱۹۰۷ء جرمنی میں ہیڈلبرگ کے مقام پر انسان جیسی مخلوق کے جبڑے کی ہڈیاں ملی ہیں۔ اس کے دانت انسان سے مشابہ ہیں اس کی تھوڑی نے زیادہ نشوونما نہیں پائی تھی۔ یہ مخلوق اپنی زبان کو اچھی طرح حرکت نہیں دے سکتی تھی۔ اس کو بات چیت پر قدرت نہیں تھی۔ بہرحال اس کی صلاحیت جاوا انسان اور پیکنگ انسان سے زیادہ تھی۔

(۴) **پلٹ ڈاؤن انسان** ۱۹۱۲ء انگلینڈ میں سسیکس (Sussex) کے اندر پلٹ ڈاؤن کے مقام پر کھدائی کی گئی اور The Pilt down Man انسان جیسی مخلوق کا انکشاف ہوا۔ اس کی کھوپڑی موٹی ہے اور نیچے کا جبڑا غیر معمولی طور پر طاقتور ہے۔ اس کی دماغی صلاحیت گذشتہ انسانی مخلوق سے اعلیٰ ہے۔

(۵) **نینڈرتھل انسان** جرمنی میں ایک اور انسانی مخلوق کا علم حاصل ہوا ہے۔ جرمنی میں نینڈرتھل کے مقام پر اس کی ہڈیاں ملی ہیں۔ The Neanderthal Man اس قسم کی ہڈیاں اور متعلقہ اشیاء فلسطین۔ اسٹریا۔ اسپین۔ فرانس اور بلجیم میں پائی گئی ہیں نینڈرتھل انسان آج سے ایک لاکھ سال پہلے رہتا تھا۔ ان انسانوں کے ڈھلوان سر ہوتے تھے۔ جبڑے اور دانت بھاری ہوتے تھے۔ یہ لوگ غاروں میں رہتے تھے اور آگ کا استعمال کرنا جانتے تھے۔ یہ لوگ جنگلی جڑی بوٹیوں پہ زندگی بسر کرتے تھے پتھروں کی بنی ہوئی کلہاڑ نما ہتھیاروں سے چھوٹے چھوٹے جانوروں کو مارڈالتا تھا۔ اس کے جبڑے کی سختی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انسان بات چیت نہیں کر سکتا تھا۔

(۵) **کرومیگنان انسان** آج سے پینتیس ہزار سال پہلے کرومیگنان انسان رہا کرتا تھا وہ گم دیش جدید انسان کی طرح تھا وہ قوی ہیکل ہوتا تھا۔ لمبی اور کم چوڑی کھوپڑی ہوتی تھی۔ عمدہ پیشانی۔ پتلی ناک۔ اچھی ٹھوڑی ہوتی تھی۔ وہ غاروں میں رہا کرتا تھا اور اعلیٰ قسم کا شکاری تھا۔ اس کی دماغی صلاحیت سابقہ انسان سے زیادہ بہتر تھی۔ اس کو فن کا ذوق و شوق تھا۔ غاروں

کی دادیوں پرنمایاں رنگین تصویریں ملی ہیں۔ جنگلی جانوروں کے دانت۔ گھونگے اور سیپ سے بنے ہوئے زیورات استعمال کئے جاتے تھے۔ یہ انسان نوکیلی برچھیاں۔ بھالے۔ چاقو اور مچھلیاں پکڑنے کے کانٹے اور خمدار نبسی استعمال کرتے تھے۔ جنگلی جانوروں اور گھوڑوں کا شکار کرتا تھا گھوڑا نہیں پالا جایا کرتا تھا۔

زندگی کے طور طریقے **Modes of Life** ابتدائی زمانہ کا انسان برچھیوں اور پتھروں سے شکار کرتا تھا۔ جھیلوں اور ندیوں سے مچھلیاں حاصل کی جاتی تھیں ہڈیوں سے اوزار بنتے تھے۔ یہ لوگ یا تو ننگے رہتے تھے یا جانوروں کی کھال سے جسم ڈھکا جاتا تھا مردہ جسم کو بڑی احتیاط سے دفن کیا جایا کرتا تھا۔ خراب ارواح کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے عجیب و غریب قسم سے ناچ ہوا کرتے تھے۔ غاروں کی دیواروں پر ناچ کے مناظر کی تصویریں پائی گئی ہیں۔ قدیم انسان میں بھی مذہبی عقائد تھے۔

ابتدائی انسان کی شکل وصورت **Features of an Early Man** جسمانی ساخت کے لحاظ سے قدیم انسان جدید انسان سے مختلف تھا تھوڑا جھک کر چلتا تھا۔ وہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ جدید انسان کی ہڈیوں کا ڈھانچہ، وزن کے اعتبار سے ہلکا ہوتا ہے اور حالات و ماحول کے مطابق رفتار تیز کر سکتا ہے۔ مرضی کے مطابق اعضاء کو حرکت دے سکتا ہے۔

ابتدائی انسان کے مہذب ہونیکے مختلف مدارج **Various stages of Civilization of The primitive Man** ایک نظریہ کے مطابق انسانی تہذیب کے فروغ کے مندرجہ ذیل مدارج بتائے گئے ہیں۔

(۱) ابتدائی پتھر کا زمانہ (۲) قدیم پتھر کا زمانہ (۳) جدید پتھر کا زمانہ

۱۔ ابتدائی پتھر کا زمانہ۔ **The Early Stone Age.** ابتدائی پتھر کے زمانہ ہی میں انسان نے سیدھا کھڑا ہونا سیکھا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی روز بروز سیدھی ہو گئی۔ اس کی اگلی ٹانگیں باہیں بن گئیں۔ اگلے پنجے ہاتھوں پر کھر طبے ہو گئے اور ان میں

ہر قسم کے حرکات کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔ ابتدائی انسان بکھرے ہوئے پتھروں اور کنکروں کو اٹھا لیتا تھا۔ ان پتھروں کو ہتھیاروں کی طرح استعمال کیا جایا کرتا تھا اور شکار کر کے غذا حاصل کرتا تھا۔ اس میں کافی قوت آگئی تھی اور اس میں اپنے وجود کو قائم رکھنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی

(۲) قدیم پتھر کا زمانہ آج سے تین لاکھ سال قبل قدیم پتھر کا زمانہ شروع ہوا تھا اور پندرہ ہزار سال پہلے ختم ہوا۔ The Palaeolithic Stone Age لوگ غاروں میں رہتے تھے۔ پتھروں کے اوزار بنائے جاتے تھے۔ جانوروں کی کھال کا لباس تیار کیا جاتا تھا۔ آگ کے ذریعہ گرمی روشنی اور جانوروں سے حفاظت حاصل کی جاتی تھی۔ غار کے اندر کی تصویروں اور سنگ تراشی کے نمونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو فن کا شوق تھا۔ انسان شکاری تھا گھومتا پھرتا تھا۔ مذہب کے ابتدائی اصولوں کی ابتداء ہو گئی تھی۔ انسانی تہذیب کا آغاز ہو گیا تھا۔

(۳) جدید پتھر کا زمانہ آج سے تقریباً ۱۵ ہزار سال پہلے جدید پتھر کا زمانہ یا The New Stone Age شروع ہوا تھا اور دھات کے زمانے کے ساتھ ختم ہوا۔ اس عہد کا انسان اپنے مورث اعلیٰ سے کافی بہتر تھا۔ اس نے ابتدائی انسان کے تجربے سے فائدہ اٹھایا اور اپنے ذاتی نئے خیالات کا اضافہ بھی کیا اس نے اپنے اوزاروں کو سدھارا وہ صرف شکاری ہی نہیں تھا بلکہ چرواہا بھی تھا۔ اس نے تہذیب میں سب سے اہم اضافہ کیا کہ اس نے زراعت کے اصول اور تکنیکی کام کو فروغ دیا اسطرح دیہاتوں اور شہروں کی بنیاد پڑی۔ تجارت کے ابتدائی اصول بھی اس جدید پتھر کے زمانے میں بن گئے تھے۔ اس عہد کا انسان زراعت کرتا تھا۔ برتن بناتا تھا۔ مکانوں کی تعمیر کرتا تھا اور رہتا تھا۔ اس نے کتا۔ گائے۔ بھیڑ اور بکری کا پالنا سیکھ لیا تھا اور فن کو بھی فروغ دیا تھا۔ اس عہد میں اچھے قسم کے اوزار بنائے گئے۔ زراعت کا آغاز ہوا۔ جانوروں کا پالنا سب سیکھا گیا کشتی کا بنانا بھی شروع کیا گیا اور تجارت کا بھی آغاز ہو گیا۔

(ب) فروغ انسانی تہذیب کے مختلف مدارج Various Stages of The development of civilization ابتدائی انسان کی زندگی کسی ایک مقام سے وابستہ نہیں تھی۔ برسوں تک اس

کی زندگی غیر محفوظ رہی ہے۔ قدیم پتھر کے عہد میں اور جدید پتھر کے عہد میں ابتدائی انسان کو اپنی زندگی کے تحفظ کی غرض سے دوسرے جانوروں سے لڑنا پڑا ہے اس کو اپنی غذا حاصل کرنے کے لئے بھی دیگر جانوروں سے مقابلہ کرنا پڑا ہے اور موسم کی تبدیلیوں کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے۔ قدیم زمانہ کا انسان بھی دیگر جانوروں کی طرح اپنی غذا کی تلاش میں دوڑتا پھرتا تھا۔ وہ جنگلی اشیاء اور شکار کئے ہوئے جانور سے اپنی غذا کا سامان مہیا کرتا تھا۔ غذا حاصل کرنے میں قدیم انسان کو بڑی مشکلات پیش آیا کرتی تھیں۔ مسلسل کئی کئی دن تک اس ابتدائی انسان کو بھوکا رہنا پڑتا تھا۔ قدیم لوگ اکثر و بیشتر بھوک اور فاقہ سے مرجایا کرتے تھے۔

قدرت نے انسان کو غور و خوض کرنے کی قوت عطا کی تھی۔ قدیم انسان نے اپنے ماحول میں تبدیلی پیدا کرنے کی سعی مسلسل اور جدوجہد پیہم کی۔ غذا اور تحفظ کی یہ جدوجہد شدید تکلیف دہ اور بڑی طول طویل تھی۔ لاکھوں برسوں میں انسان نے اپنی متواتر جدوجہد کر کے زندگی کے تکنیکی طور طریقے معلوم کئے۔ اس نے پتھر کے اوزاروں کا بنانا سیکھا۔ جانوروں کی کھال کو لباس کے طور پر استعمال کیا اور اپنی زندگی کے تحفظ کے لئے قدیم انسان نے غار بنائے۔ اس طرح انسان کو اپنی غذا۔ اپنے لباس اور اپنی رہائش کی جستجو میں بہت سے مدارج سے گذرنا پڑا۔ ان کو انسانی تہذیب کے مختلف مدارج کہا جاتا ہے۔

(۱) شکار کی اسٹیج THE HINTING STAGE

ابتدائی انسان اپنے عہد شکار میں خانہ بدوش زندگی بسر کیا کرتا تھا۔ غذا کی تلاش میں اس کو جنگل میں بھاگ دوڑ کرنی پڑتی تھی۔ اس کی زندگی بے حد غیر محفوظ تھی۔ اس کو تمام قسم کے خطرات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ جنگل کے جانوروں کا ڈر۔ بارش۔ دھوپ۔ سیلاب اور بیماریوں کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ قدیم انسان شکار پر زندگی بسر کرتا تھا۔ وہ چھوٹے جانوروں کو مارتا تھا اور ان کا کچا گوشت کھاتا تھا کبھی کبھی ابتدائی انسان کو خونخوار جانوروں کا تعاقب بھی کرنا پڑتا تھا اور وہ اس کے دست وغیرہ کے بغیر جانور کے دھڑ پہ اکتفا کر لیا کرتا تھا جو خونخوار جانور چھوڑ کر چلے جایا کرتے تھے۔ قدیم انسان کے پاس شکار کے لئے تیر کمان نہیں تھے۔ اس کے پاس برچھیاں نہیں تھیں۔ اس کے پاس مچھلی کے شکار کے لئے جال اور کانٹے بھی نہیں تھے۔ شروع میں اس کو محض اپنے ہاتھوں سے ہی شکار کرنا پڑتا تھا۔

اس ابتدائی انسان کا دماغ دوسرے جانوروں سے اعلیٰ تھا اور اس میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ اپنی حاصل کردہ معلومات اپنے ساتھی انسانوں کے سپرد کردیا کرتا تھا۔ اس کے ذہن نے اس کو بتایا کہ وہ بکھرے ہوئے پتھروں سے جانوروں کو مار سکتا تھا۔ اس نے ان پتھروں کو تیز کرنا سیکھا اور ان پتھروں سے اس کے اوزار۔ اور ہتھیار بنائے۔ اس طرح وہ باقاعدہ اپنی غذا حاصل کرنے لگا۔ ابتدائی انسان کو کپڑے کا شعور نہیں تھا وہ ننگا گھوما کرتا تھا بعد کو اس نے اپنے جسم کو مردہ جانوروں کی کھال سے ڈھکنا شروع کردیا۔ اس طرح اس نے اپنے جسم کو شدید ٹھنڈ اور بیحد گرمی سے محفوظ کیا۔ یہ قدیم انسان خانہ بدوش تھا اور غذا کی تلاش میں گھومتا پھرتا تھا۔ اس کا مستقل گھر نہیں تھا وہ غاروں اور پیڑوں کے جھنڈ کے اندر پناہ گزیں ہوتا تھا۔ شکار کرنے میں پوری رات گذر جایا کرتی تھی۔ اکثر تو بہت دنوں تک گھومتا رہتا تھا۔ پھر بھی نہ شکار ملتا تھا اور نہ جنگلی پھل وسبزی ہاتھ آتی تھی۔ اس کی غذا شکار کردہ جانور کے کچے گوشت۔ جنگلی گری دار میوے بغیر گٹھلی والے گودے دار پھل۔ چڑیوں کے انڈوں اور مچھلی پر مشتمل ہوتی تھی۔

(۲) چرواہوں کا دور Pastoral stage قدیم انسان کے تجربے نے اس کو سکھایا کہ کچھ جانور دیگر جانوروں کے مقابلہ میں کم خونخوار تھے۔ ابتدائی انسان کو شعور ہوگیا تھا کہ بھیڑ، گائے اور بھیس کو پالا جا سکتا تھا۔ ان پالتو جانوروں سے اس قدیم انسان کو دودھ اور گوشت دستیاب ہونے لگا تھا۔ اگرچہ وہ اب بھی شکار کرتا تھا اور مچھلی پکڑتا تھا۔ پھر بھی اس نے گائے بکری۔ بھیڑ۔ گھوڑے۔ رین ڈیر۔ یاک کو پالنا شروع کردیا تھا۔ اس طرح غذائی مسئلہ بڑی حد تک حل ہو گیا تھا۔ اب انسان کی زندگی زیادہ محفوظ ہو گئی تھی۔ اس کی زندگی زیادہ ترقی یافتہ ہوگئی تھی اور اس دور نے ایک نئے تہذیب کا آغاز کردیا تھا۔ ابتدائی انسان اپنے پالتو مویشیوں کو گھاس پر چرانے کے لئے ہری بھری چراگاہوں کی تلاش میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر گھومتا پھرتا تھا۔

غذا کے ساتھ ساتھ لباس اور پناہ گاہ میں بھی بہتری پیدا کی گئی۔ شروع میں ابتدائی

انسان ننگا رہتا تھا پھر اس نے مردہ جانوروں کی کھال سے اپنے جسم کو ڈھانپا اس کے کے بعد اس نے کھال کے ریشوں گھاس، اور پتوں سے کپڑے بنایا۔ اب انسان نے جھونپڑیوں میں رہنا شروع کر دیا تھا۔ اور ان جھونپڑیوں کو شاخوں اور تنکوں سے بنایا جاتا تھا۔ اس زمانے میں انسان مستقل خاندان بنا کر رہنے لگا۔ شکار کے دور میں باقاعدہ خاندان ناممکن تھا کیونکہ ابتدائی انسان کو کھانے کی تلاش میں میلوں دوڑنا پڑتا تھا۔ قدیم انسان اپنے چھوٹے بچوں کو لے کر گھوم پھر نہیں سکتا تھا۔ چرواہوں کے دور میں خاندان بنا کر رہنا ممکن ہو گیا۔ بیوی بچے گائے۔ بکری اور بھیڑ کے بچوں کی دیکھ بھال کرتے تھے اور مرد مویشیوں کو چرانے لے جایا کرتا تھا۔ شام کو اپنی جھونپڑی میں واپس آتا تھا۔ اس طرح چراگاہوں کے زمانے میں انسان کی مستقل رہائش گاہ ہو گئی تھی۔ باقاعدہ خاندان بنا کر رہنے لگے تھے زندگی میں استحکام آگیا تھا۔

(۳) زراعتی دور Agricultural Stage ابتدائی انسان نے بیج بو کر گیہوں۔ چاول اور جو وغیرہ زرخیز مقامات پر پیدا کرنا سیکھا۔ قدیم انسان نے عرصۂ دراز تک گھاس کے بیج کو کھانے کی حیثیت سے استعمال کیا تھا۔ گیہوں کے پودے مشرق وسطیٰ کی چراگاہ میں عام طور سے پیدا ہوتے تھے اور چاول کا پودا مصر۔ میسوپوٹامیہ۔ ہندوستان اور چین میں عام طور سے پیدا ہوتا تھا۔ ان کے بیج کو بو کر ابتدائی انسان نے معلوم کر لیا کہ ان بیجوں کو زرخیز مقامات میں بو کر ہر سال ایک ہی مقام سے اپنی غذا حاصل کر سکتا تھا۔ گیہوں۔ چاول اور جو کی کاشت کے واسطے ایک مقام پر سکونت اختیار کرنا ضروری ہو گیا۔ لہذا بہت سے خانہ بدوش لوگوں نے خانہ بدوشی کی زندگی چھوڑ دی۔ یہ لوگ کسان ہو گئے اور مستقل طور سے بستی بنا کر رہنے لگے۔ یہ لوگ ایک مقام پر آباد ہو گئے اور مستقل طور سے ہر سال اپنے کھیتوں میں کاشت کرنے لگے۔ جن مقامات پر یہ لوگ بستے تھے وہاں زمین زرخیز ہوتی تھی۔ کافی بارش اور گرم آب و ہوا ہوتی تھی ایسے مقامات دریاؤں کی وادیاں ہوا کرتی تھیں جیسے دریائے نیل کی وادی اور دریائے گنگا کی وادی۔

انسان کی تاریخ میں زراعتی دور نہایت اہم تھا۔ اس دور کی زندگی میں انسان نے

مکانات بنانے اور اپنے لئے دیہات بسائے جو آگے چل کر شہر بن گئے اب انسان کو اپنی غذا کا یقین ہو گیا کہ وہ اس کو ملے گی۔ اسی نے جنگلی درندوں اور خونخوار جانوروں اور خراب موسموں سے پناہ حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ اپنا گھر بنا لیا تھا وہ اپنے گھر میں سکون کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہنے لگا۔ اس نے سماج کے بہتر حالات کو فروغ دیا۔ اس طرح انسانی تہذیب و تمدن کا آغاز ہو گیا۔

بہ حیثیت کسان کے انسان کو کافی فرصت کا وقت مل گیا اس نے زراعت کے لئے نئے اوزار ایجاد کئے اور دیگر چیزیں بنائیں اس نے زراعت میں کام آنے والے سامان کو نہایت عمدہ طریقے سے تیار کیا اور دیہات کی زندگی میں استقلال پیدا ہونے کے بعد لوگوں نے خاص خاص قسم کے پیشے اختیار کر لئے نتیجہ یہ ہوا کہ اوزار بنانے والے لکڑی کا کام کرنے والے یعنی بڑھئی برتن بنانے والے یعنی کمہار اور کان میں کام کرنے والے وجود میں آئے اس طرح زمین کے اندر سے ان لوگوں نے چقماق نکالا اور عمدہ قسم کے پتھر کے اوزار بنائے مخصوص قسم کے پیشوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ سامان کے لین دین کا آغاز ہو گیا اور ایک سودے کے بدلے میں دوسرا سودا لینے کا رواج شروع ہو گیا۔ زراعتی دور ہر جگہ اور ہمیشہ چرواہوں کے دور کے خاتمہ پر نہیں آیا۔ بہت سے مقامات پر زراعتی دور اور چرواہوں کا دور ساتھ ساتھ جاری رہا۔ ابتدائی انسان نے کتا۔ بکری بھیڑ گائے وغیرہ پالنا شروع کر دیں تھیں لیکن اپنی خانہ بدوشی کی زندگی کی وجہ سے کافی تعداد میں جانوروں کو نہیں پالتا تھا اس کو اپنے پالتو جانوروں کے واسطے چراگاہ تلاش کرنی پڑتی تھی لیکن زراعتی دور کے آغاز کے بعد اس کو اپنے واسطے اور اپنے پالتو جانوروں کے لئے کافی غذا دستیاب ہونے لگی۔ اس دور میں مویشیوں کا غذائی انتظام دشوار مسئلہ نہیں تھا اس لئے اس نے کافی تعداد میں مویشی پالنا شروع کر دئے اب مویشی پالنا ایک باقاعدہ پیشہ بن گیا۔ اب انسان مویشیوں کو پال کر نہ صرف اپنی غذائی ضرورت پوری کرتا تھا بلکہ گوشت اور دودھ دیگر لوگوں کو بھی کچھ اور خدمت کے بدلہ دیا کرتا تھا۔ مویشی اس غرض سے بھی پالا جایا کرتے تھے کیونکہ بھیڑوں اور اونٹوں سے کپڑا بنانے کے لئے اون ملتا تھا۔

زراعتی دور کے آغاز سے کپڑے میں کافی سدھار پیدا ہو گیا اب ابتدائی انسان نے

روئی کا پودا اگانا شروع کر دیا۔ اس طرح سوتی کپڑا تیار ہونے لگا۔ سوتی کپڑا گرمی کے موسم کے واسطے اچھا تھا لیکن جاڑے کے موسم کے واسطے سوتی کپڑا اچھا نہیں تھا۔ جاڑے کے موسم میں کپڑے کی غرض سے اُس نے بھیڑوں اور بکریوں کی پیٹھ پر سے اُون حاصل کرنا شروع کر دیا۔

(ج) ابتدائی انسان اوزاروں کی ایجاد اور نظام زندگی کی تبدیلیاں

Primitive man inventions of tools and changes in the Pattern of Life

انسان نے اپنے ہاتھوں اور دماغ کی بدولت اپنی زندگی میں سدھار پیدا کیا اور دیگر جانوروں سے سبقت لےگیا

شروع میں انسان تیز چیز لکڑی یا پتھر کے ذریعہ دشمن سے مقابلہ کرتا تھا۔ جڑوں کو کھودا کرتا تھا اور گوشت کو کاٹا کرتا تھا۔ یہ قدرتی چیزیں تھیں اور استعمال کرنے کے بعد پھینک دی جاتی تھیں لیکن غاروں میں رہنے سے اسے کافی فرصت کا وقت مل گیا اور اُس نے اپنے اوزاروں کو سدھارا۔ اُس نے اوزار کو تیز کرنا اور اُن پہ پالش کرنا شروع کر دیا اُس نے اپنے ہتھیاروں کو بھی بہتر بنایا اُن کو بھی تیز کیا اور اُن پر بھی پالش کی اور ان اوزاروں اور ہتھیاروں کی ساخت بہتر ہو گئی۔ مختلف کاموں کو کرنے کے واسطے مختلف قسم کے اوزار اور ہتھیار بنائے جیسے چاقو۔ کلہاڑی، برچھی اور ڈھال ایجاد کئے۔ شروع میں انسان نے پتھر کا استعمال کیا لیکن بعد کو اس نے ہڈیوں۔ سینگھیوں اور ہاتھی دانت کو اپنے اوزاروں اور ہتھیاروں کے بنانے میں لگایا۔ ابتدائی انسان کا خاص اوزار اور ہتھیار کلہاڑی تھا جسکو ہتھوڑے۔ چاقو۔ چھری خنجر کی حیثیت سے بھی کام میں لایا جاتا تھا۔ جدید پتھر عہد کے انسان نے سینگھ۔ ہڈی اور ہاتھی دانت سے کمان۔ تیر۔ برچھی اور بھالے تیار کئے۔ نئے اوزاروں اور ہتھیاروں کی مدد سے اس قدیم انسان نے آسانی کے ساتھ اپنی غذا کا انتظام کیا۔ کپڑا تیار کیا اور پناہ گاہ بنائی۔ اس نے زمین سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے ہل اور کھرپے ایجاد کئے شروع میں انسانی محنت کے ذریعہ زمین کی جُتائی کی جاتی تھی۔ بعد میں انسان نے بیلوں۔ اُونٹوں۔ گھوڑوں اور گدھوں کے ذریعہ زمین کی جُتائی شروع کر دی۔ جدید پتھر کے عہد کی سب سے اہم ایجاد ہنسیا ہے جس کو فصل کے کاٹنے اور اکٹھا کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔

(ر) آگ کا پیدا کرنا اور ابتدائی انسان کی زندگی کے معیار میں تبدیلیاں
The discovary of fire and changis in the standard of tha life of Primitive man

آگ کا بنانا۔ ابتدائی انسان کا ایک نہایت اہم علم تھا۔ ہزاروں سال ایسے بغیر آگ کے استعمال کئے گذارنا پڑے تھے۔ قدیم انسان مسلسل معلومات کی تلاش میں رہا اُن میں سے کسی نے ایک پتھر کو دوسرے پتھر پر رگڑنے سے چنگاری نکلتے دیکھی اس چنگاری نے قریب میں پڑی ہوئی سوکھی گھاس کو جلا دیا۔ اس واقعہ کے گہرے مشاہدے نے آگ کی ایجاد کی طرف ابتدائی انسان کی رہنمائی کی تھی وہ ایک پتھر کو دوسرے پتھر پہ مار کر آگ پیدا کیا کرتا تھا۔ آگ کے ذریعہ قدیم انسان کے بہت سے کام پورے ہوتے تھے وہ گوشت کو آگ پہ پکا کر کھانے لگا۔ پکا ہوا گوشت جلدی ہضم ہوتا تھا اور کھانے میں بھی کافی مزیدار ہوتا تھا۔ آگ کے ذریعہ ابتدائی انسان اپنے غار کو گرم رکھنے لگا اور اس کی زندگی زیادہ خوشگوار ہو گئی۔ آگ کے ذریعہ اس نے جنگلی خونخوار جانور مثلاً چیتے وغیرہ کو ڈرا کر بھگا دیا اور خطرہ دور ہو گیا۔ آگ میں قدیم انسان اپنے اوزاروں اور ہتھیاروں کو تیز بھی کرنے لگا اس طرح آگ نے ابتدائی انسان کی زندگی کے معیار کو اعلیٰ کر دیا۔

(س) ابتدائی انسان کا مذہب اور فن
Religion and art of Premitive mtn

خوف ابتدائی انسان کی زندگی پر چھایا رہتا تھا وہ بجلی کی چمک، گرج سے ڈرتا تھا۔ طوفان، سیلاب، بیماریاں اور جنگلی جانور اس کے دل و دماغ میں ڈر پیدا کرتے تھے۔ اس کا عقیدہ ہو گیا کہ طوفان، گرج نے بجلی کی چمک اور بیماریوں میں اچھی اور خراب روحیں ہیں۔ اس زمانہ کا انسان اپنی حفاظت کی غرض سے ان روحوں کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کا خواہشمند رہتا تھا۔ موت کے بعد دوسری زندگی میں اس کا عقیدہ تھا مردوں کو دفن کیا جایا کرتا تھا۔ مردہ کے ساتھ اس کے اوزار اور ہتھیار بھی رکھ دئے جاتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ موت کے بعد دوسری زندگی میں ان چیزوں سے اس کو مدد ملے گی۔ موت کے بعد زندگی کے تخیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائی انسان کے ذہن میں روح کا تصور تھا۔ قدیم انسان ارواح سے ڈرتا تھا اُن سے فائدہ اُٹھانے کی غرض سے اُن کے

غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کا خواہشمند رہتا تھا۔ اس مقصد سے اُس نے مخصوص شخص کی خدمات حاصل کیں جن کے قبضہ میں ارواح تھیں اور جن کو مافوق الفطرت قوت ملنے کا تصور اس ابتدائی انسان کے ذہن میں تھا۔ اس طرح سے مذہبی رہنماؤں اور دینی علماء کے طبقہ کا فروغ ہوا۔ یہ مذہبی پیشوا اپنی مخصوص رسومات کے ذریعہ ارواح کو اپنے قبضہ میں کرکے ان سے فائدے اٹھایا کرتا تھا۔ اس طرح مذہبی رسومات کا آغاز ہوا جو آگے چل کر مذہبی خصوصیات بن گئیں۔ انسان اپنی فصل کو بہتر کرنے کے لئے بارش کی اہمیت کو محسوس کرنے لگا اور مناسب وقت پر بارش کی خواہش میں مذہبی رسومات کی ادائیگی ہونے لگی۔ شادی سے متعلق بھی رسومات شروع ہوگئیں اور مذہبی شکل اختیار کرلی۔ ان مذہبی پیشواؤں نے ابتدائی انسانوں کی نظر میں بڑی وقعت اور ہر دلعزیزی پیدا کرلی تھی۔ قدیم انسانوں کا عقیدہ تھا کہ یہ مذہبی علماء دیوتاؤں سے بات چیت کرسکتے تھے ان کو راضی کرنے پر قدرت رکھتے تھے۔ بیماریوں کا علاج کرسکتے تھے اور بارش لا سکتے تھے۔ اس طرح ابتدائی انسانوں کے مذہب میں باطنی عنصر کا کافی اثر تھا اور تصوف کا زور تھا۔ عام لوگ ان مذہبی صوفی علماء سے ڈرتے تھے اور ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ان کو خصوصی اختیارات دئیے گئے تھے اور ان کو سماج میں اعلیٰ مرتبہ حاصل تھا۔

(ک) جادو (Magic) مذہبی فروغ کے ساتھ ساتھ جادو کو بھی فروغ حاصل ہوا۔ ارواح کو خوشی کرنے اور اس کو راضی کرکے ذاتی مفاد کے لئے استعمال کرنے کا ایک طریقہ تو مذہبی رسومات کی ادائیگی کا تھا اور ان کو رضامند کرنے کا دوسرا طریقہ جادو تھا۔ ابتدائی انسان اکثر جادو کے ذریعہ ارواح کو اپنی ذاتی مرضی کے مطابق کام کرنے پر راضی کیا کرتا تھا۔ حکیم اور مذہبی پیشوا عموماً جادوگر بھی ہوا کرتا تھا۔

(گ) **فن** (Art) قدیم پتھر کے عہد کے لوگوں کی نمایاں کامیابی اور کامرانی فن کا فروغ ہے تحریر سیکھنے سے قبل ابتدائی فنکار تھا۔ قدیم فن ماقبل تاریخی عہد کے حالات معلوم کرنے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ ابتدائی انسان اپنے غار میں محفوظ ہونے کے بعد فرصت کے وقت تصویریں بنانے اور ان کو رنگنے میں مصروف رہتا تھا۔ ان میں سے کچھ تصویریں اب تک جنوبی فرانس اور شمالی اسپین میں غاروں کی دیواروں پر پائی جاتی ہیں یہ تصویریں بھدی ہیں اور ان میں

خامیاں نظر آتی ہیں پھر بھی ان تصویروں کو دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائی انسان چلتے پھرتے جانوروں کی تصویریں کھینچنے میں کافی شعور رکھتا تھا۔ غاروں کی پینٹنگ کے علاوہ قدیم زمانہ کا انسان اپنے اوزاروں اور ہتھیاروں کو نقش و نگار کر کے ان کو سجایا کرتا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سجاوٹ کے فن کا بھی بڑا شوقین تھا۔ چاقو اور برچھی کے دستے پر فنی طور پر سجاوٹ کی جایا کرتی تھی۔ ابتدائی انسان جن جانوروں کو شکار کر کے مارنا چاہتا تھا ان کی تصویریں چاقو اور برچھی کے دستوں پر کھود کر بنایا کرتا تھا اس کا عقیدہ تھا کہ ایسا کرنے سے وہ اپنے مقصد میں یقینی طور پر کامیاب ہوگا۔ مذہبی رسومات کی ادائیگی میں بھی قدیم عہد کا انسان، تصویروں کے فن کا استعمال کرتا تھا کیونکہ اس کا عقیدہ تھا کہ تصویروں اور نشانات کے ذریعہ ارواح کو اپنی طرف متوجہ کیا جا سکتا تھا۔ ابتدائی انسان اپنے جسم کو بھی طرح طرح سے رنگ کر سجایا کرتا تھا اور ریڈ انڈین (Red Indians) لوگوں میں یہ طریقہ اب تک رائج ہے۔ جنگ اور صلح و امن و امان کے موقع پر الگ الگ رنگ کا استعمال کیا جایا کرتا تھا۔ عشق و محبت کو ظاہر کرنے کے لئے بھی مخصوص قسم کے رنگ استعمال ہوا کرتے تھے۔ ابتدائی انسان نہ صرف اپنے اوزاروں۔ ہتھیاروں اور رسومات سے متعلق چیزوں کو سجایا کرتا تھا بلکہ سینگ۔ ہاتھی دانت اور چوڑی ہڈیوں پر بھی نقش و نگار بنایا کرتا تھا۔

(ل) **ناچ** (Dance) قدیم انسان میں دیگر فنون کو فروغ دینے سے بہت پہلے رقص یعنی ناچ کو فروغ دیا جاتا تھا کیونکہ اس کو سازوں کی ترتیب۔ تال اور موسیقی کے فن میں بڑا لطف آتا تھا اس نے بات چیت کرنے سے پہلے گانا سیکھ لیا تھا اور گانے کے ساتھ ساتھ وہ ناچا بھی کرتا تھا۔ سُر اور تال کے مطابق حرکات کرنا دیگر جانوروں میں بھی فطری طور پر پایا جاتا ہے۔ حیوان اور انسان دونوں ہی ساز کے ساتھ خود بخود ناچنے لگتے ہیں بادلوں کو دیکھ کر مور ناچنے لگتا ہے اور بین کی آواز پر سانپ رقص کرنے لگتا ہے۔ چڑیاں جھنڈ میں ناچا کرتی ہیں۔ انسان اور حیوان اپنی خوشی کے دلی جذبات کا اظہار کرنے کے لئے ناچنے لگتے ہیں۔ ابتدائی انسان آدھا حیوان اور آدھا انسان تھا اور اس نے بھی

ناچ کے ذریعہ اپنی خوشی کے جذبات کا اکثر و بیشتر اظہار کیا تھا۔ جدید زمانے کے لوگ رقص کرکے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں قدیم انسان کی نظر میں ناچ ایک نہایت سنجیدہ معاملہ تھا۔ وہ اپنے ناچ کے ذریعہ اُن ارواح کو خوش کرنا چاہتا تھا جن سے وہ ڈرا کرتا تھا۔ اس طرح وہ ان ارواح کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کیا کرتا تھا۔ قدیم عہد کا انسان مختلف مقاصد کے حصول کے لئے مختلف اوقات پر ناچ کا اہتمام کیا کرتا تھا۔ جنگ کے وقت جوش و خروش پیدا کرنے کی غرض سے ناچ ہوا کرتا تھا۔ فتح حاصل کرنے کے بعد خوشی کے اظہار کے لئے بھی ناچا جایا کرتا تھا۔ خوشیوں کے دیگر اوقات پر بھی ناچ ہوا کرتا تھا۔ سورج کے دیوتا، بارش کے دیوتا اور ہوا کے دیوتا کو خوش کرنے اور ان کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے بھی ناچ کا پروگرام بنایا جاتا تھا۔ اپنے ذاتی تحفظ کی غرض سے مافوق الفطرت ارواح کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے لوگ ناچتے تھے تا کہ انکی امداد حاصل کر سکیں۔ کسی کے مرجانے کے موقع پر بھی ناچ ہوا کرتا تھا۔ اس قدیم عہد کے لوگ اپنی نسل کو بڑھانے کے سلسلے میں بھی ناچا کرتے تھے۔

پہیے کی ایجاد۔ ابتدائی لوگوں کی زندگی میں انقلاب اور جدید تہذیب کا آغاز

THE INVENTION OF THE WHEEL THE REVOLUTION IN THE LIFE OF PREMITIVE MAN AND STARTING PAINT OF MADERN CIVILIZATION

پہیے کی ایجاد نے انسانی تاریخ کے نئے دور کا آغاز کر دیا۔ پہیئے کی ایجاد سے پہلے چیزوں کی رفتار بہت سست تھی اگر ابتدائی انسان کو کہیں سفر کرنا ہوتا تھا تو پیدل بڑی مدت تک سفر کرنا پڑتا تھا۔ بہت بعد میں اس سامان لے جانے کے لئے گھوڑے اور اونٹ کا استعمال شروع کیا پہیئے کی ایجاد کے بعد گاڑیاں بنائی گئیں جن کو گھوڑے اور اونٹ کھینچا کرتے تھے اور اب صرف سامان بلکہ انسان اپنے پورے خاندان کے ساتھ نہایت تیزی اور آرام کے ساتھ کم وقت میں اپنی منزل تک پہونچنے لگا۔ پہیئے سے انسان نے دوسرے کاموں میں بھی فائدہ اٹھایا۔ پہلے سوت اور اُون کو ہاتھ سے کاتنا پڑتا تھا۔ اس کام میں بہت زیادہ تکلیف ہوا کرتی تھی اور بہت وقت خرچ ہوا کرتا تھا۔ پہیئے کے ایجاد ہونے کے بعد کاتنے والی تکلیاں یعنی تکلی کو پہیئے میں جوڑ کر

بڑی آسانی کے ساتھ، کتائی کا کام ہونے لگا۔ سوت اور اون کی کتائی میں بڑی سہولت پیدا ہو گئی۔ اب زیادہ سے زیادہ لوگوں کو کپڑا ملنے لگا۔ برتن بنانے کے فن کے فروغ میں بھی پہیے سے بڑی مدد ملی تھی۔ پہلے برتن ہاتھ سے بنائے جاتے تھے اب کمہار نے بھی پہیے کو استعمال کر کے کافی تیزی پیدا کر دی۔ اسی لئے پہیے کی ایجاد کو جدید تہذیب کا آغاز کہا جاتا ہے۔ موٹر۔ بس موٹر سائیکل۔ اسکوٹر۔ ریل گاڑی اور تمام قسم کے انجن اسی پہیے کی میکنزم پر کام کرتے ہیں۔ اس طرح پہیے کو بنیادی ایجاد کہا جاتا ہے جن پر انسانی تہذیب کی ساری عمارت قائم ہے۔

دور جدید کی دنیا میں ابتدائی سماج کے وجود کے مختلف علاقے

VARIOUS REGIONS IN THE MODERN WORLD WHERE PREMETIVE SOCIETIES EXISTENCE

اگرچہ آج انسانی تہذیب نے فروغ کے بہت سے منازل و مدارج طے کر لئے ہیں پھر بھی دنیا میں کچھ ایسے علاقے ہیں جہاں اب بھی ابتدائی انسان یا ماقبل تاریخی عہد کے لوگوں کا وجود باقی ہے۔ بلاشبہ دنیا میں بیحد شائستہ، ترقی یافتہ اور سائنس داں لوگ پائے جاتے ہیں لیکن پھر بھی دنیا کے تمام علاقوں میں یکساں طور پر تہذیب و ترقی نہیں پھیلی۔ آجکل بھی دنیا میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو پتھر کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں کچھ لوگ چرواہوں کی منزل پر آ گئے ہیں اور کچھ لوگ زراعتی منزل پر ہیں۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اگر دنیا میں اسی قسم کی صنعت و حرفت والی قومیں ہیں تو اس زمانہ میں کچھ ایسے انسان بھی رہتے ہیں جن کا تعلق اس قدیم عہد سے ہے جس کو ہماری تہذیب نے ہزاروں سال ہوئے ترک کر دیا تھا۔ لہذا ان قدیم عہد سے تعلق رکھنے والے علاقوں پر نظر ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ہندوستان میں ابتدائی تمدن

PREMITIVE CULTURES IN INDIA

ہندوستان کے ابتدائی لوگ تمام ملک میں بکھرے پڑے ہیں

لیکن ان کو تین طرح کے قبیلوں (TRibes) میں منقسم کیا جا سکتا ہے (۱) شمالی اور شمالی مشرقی علاقوں میں رہنے والے قبیلے (۲) وسطی پٹی میں رہنے والے قبیلے (۳) جنوبی مغربی پٹی میں رہنے والے قبیلے۔ (۲) مغربی جنوبی پٹی میں رہنے والے قبیلے۔

یہ قبیلے جسمانی خصوصیات۔ زبان اور تمدن کے لحاظ سے ایک دوسرے سے نمایاں طور پر مختلف ہیں۔ یہ لوگ ہندوستان کے اصلی باشندے ہیں جن کو ہندوستان کے آدیواسس (ADIVASIS) کہا جاتا ہے۔ ترقی کے اعتبار سے کمترین درجہ کا تیسرا گروپ ہے۔ ان میں سماجی و اقتصادی یکجہتی نہیں ہے۔ یہ لوگ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مستقل طور سے سکونت اختیار نہیں کرتے۔ ان کی زندگی شکار اور غذا اکٹھا کرنے میں گذرتی ہے۔ کھانے کے لائق جڑوں کو کھودا کرتے ہیں۔ شہد اکٹھا کرتے ہیں چھوٹی چڑیوں اور جانوروں کا شکار کیا کرتے ہیں، حال ہی آگ بنانا سیکھا ہے گھاس اور پتیوں سے جسم ڈھکتے ہیں۔

دوسری قسم کا قبیلہ نربدا اور گوداوری ندیوں کے بیچ کی پہاڑی پٹی میں رہتا ہے۔ ان کی تعداد کئی لاکھ ہے۔ ان میں تمدنی فروغ ہوا ہے۔ ان پر ہندو تمدن رسم و رواج کے اثرات پڑے ہیں۔ یہ لوگ کھرپے اور کلہاڑی کے ذریعہ کھیتی کرتے اور ڈلیاں۔ ٹوکریاں اچھے طریقے سے بناتے ہیں۔ لکڑی پر نقش و نگار کا کام بھی کرتے ہیں۔ باقاعدہ سکونت اختیار کرتے ہیں۔ گاؤں کی کونسل کے علاوہ ساری قوم کی بھی کونسل ہوتی ہے جس کے قبضہ میں جو عورت آجائے عام طور سے اسی سے شادی ہو جایا کرتی ہے۔ ان کی زندگی میں ناچ اور موسیقی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

ابتدائی قبیلہ کا تیسرا گروپ ہمالیہ کے علاقہ میں اور مشرقی ہندوستان کی پہاڑی وادیوں میں رہتا ہے۔ مشرقی طرف ناگالس، میزالس اور خاسیس لوگ رہتے ہیں۔ ہمالیہ کی شاخوں میں رہنے والے اعلیٰ تمدن رکھتے ہیں۔ یہ لوگ وسطی اور جنوبی ہندوستان کے لوگوں سے بہتر ہیں۔ یہ لوگ کاشت کرتے ہیں یعنی ان میں دو طرح کی کاشت کا دستور ہے۔

SHIFT CULTIVATION (۲) TERRACE CULTIVATION (۱)

کرتے ہیں۔ مرد کھیتوں کی نگرانی کرتے ہیں، کپاس چاول اور باجرہ پیدا کرتے ہیں۔ ان کی عورتیں کتائی اور بنائی کا کام کرتی ہیں۔ کچھ قبیلے انڈمان جزیروں میں بھی رہتے ہیں۔ اونگس لوگوں کی زندگی بہت سادہ ہوتی ہے۔ یہ لوگ کاشت کرنا نہیں جانتے جو کچھ ان کو سمندر سے یا جنگل سے مل جایا کرتا ہے ان پر ان کی زندگی بسر ہوتی ہے۔ سمندر سے یہ لوگ مچھلی اور کچھوے پکڑتے ہیں یہ لوگ سور کا شکار کرتے ہیں اور جنگل سے شہد اور کھانے کی چیزیں اکٹھا کرتے ہیں۔ شکار میں کبھی کبھی ان کی عورتیں بھی شامل ہو جایا کرتی ہیں۔ آگ بنانا نہیں جانتے لیکن آگ کو لگاتار جلتا رکھتے ہیں۔ یہ لوگ تیر د کمان سے شکار کرتے ہیں۔

افریقہ نیوزی لینڈ اور شمالی امریکہ کے ابتدائی قبیلے

PREMITION TREBES IN AFRICA NEWZEALAND AND NARTH AMERICA

افریقہ میں آج بھی لاکھوں لوگ تمدنی اعتبار سے پتھر کے عہد کے لوگوں کے مشابہ ہیں۔ یہ لوگ بکھری ہوئی بستیوں میں ہیں۔ چھپر کی جھونپڑی میں رہتے ہیں ان کو جدید قسم کی سہولتیں حاصل نہیں ہیں اور وہ نہ اُن سے واقف ہیں۔ یہ لوگ شکاری ہیں مثلاً ہٹنٹس اور بشمین۔ آج کل شکار کے عہد میں ہیں۔ افریقہ کے اس قبیلہ کی کھیتی کے طریقے اوزار اور ہتھیار بھدے اور ابتدائی قسم کے ہیں۔ کچھ برسوں سے شفٹ کاشتکاری شروع کر دی گئی ہے۔ نئے نئے علاقوں میں کاشت کرتے ہیں۔ انکی گائے اور مویشی ہی ان کا سرمایہ ہوتا ہے وہ اس دولت کو بڑھاتے ہیں تا کہ خوشحالی رہے وہ اپنی قابل کاشت زمین کو اپنے مویشی کی چراگاہ بنا لیا کرتے ہیں اگرچہ وہ خانہ بدوش نہیں ہے لیکن چرواہوں کے تمدن کی زندگی گذارا کرتے ہیں۔ وہ ارواح میں عقیدہ رکھتے ہیں اور انکے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

نیوزی لینڈ میں ماؤرس لوگ رہتے ہیں۔ شمالی امریکہ میں اسکیمو رہتے ہیں

اور برچھی پھینک کر شکار کرتے ہیں۔ ان کا یہ طریقہ نئے پتھر کے عہد کے طریقہ سے بہت مشابہ رکھتا ہے۔ امریکن انڈین نئے پتھر کے تمدن کی اچھی مثال ہے اور کوئسن لوگ آج بھی لکڑی اور پیڑ کی چھال سے اپنے گھر بنایا کرتے ہیں۔ عورتیں جنگل صاف کیا کرتی ہیں اور ان میں کاشت کیا کرتی ہیں۔ گاؤں کی زمین کسی ایک شخص کی نہیں ہوتی بلکہ تمام قبیلہ کی ہوا کرتی ہے۔ قبیلے کو چھوٹے طبقوں اور خاندانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ قبیلہ پر ایک سردار کی حکومت ہوا کرتی ہے۔

ماقبل تاریخی عہد کی معلومات کے ذرائع علم آثار قدیمہ علم الانسان۔ علم زمین اور علم حیوانات اور ابتدائی سماج

SAURCES OF PREHISTORY KNAWLEDGE AR.CHAEOLOGY ANTHROPOLOGY, GEOLOGY AND ZOOLOGY

آج سے دس لاکھ سال پہلے بھی انسان زمین پر رہتا تھا لیکن ہمارے پاس پانچ ہزار قبل مسیح سے پہلے زمانہ کی تاریخی تحریریں نہیں ہیں کیوں کہ انسان فن تحریر سے واقف نہیں تھا۔ اسی وجہ سے اس زمانہ کو ماقبل تاریخی عہد (PREHISTORIC PEREAD) کہا جاتا ہے۔ ہمارے مورث اعلیٰ نے تحریریں نہیں چھوڑی ہیں کیونکہ یہ لوگ لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن اُن لوگوں نے اپنی زندگی کے طور طریقے کے آثار چھوڑے ہیں اور اُن آثار کے ذریعہ سے ہم لوگ انکی زندگی کے طور طریقے کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ ان معلومات کو حاصل کرنے میں ہمیں علم آثار قدیمہ (ARCHAE LOGY) علم الانسان (ANTHROPOLOGY) علم زمین (GEOLOGY) اور علم حیوانات (ZOOLOGY) سے کافی مدد ملتی ہے لہذا ان کا تذکرہ کرنا بھی اہم معلوم ہوتا ہے۔

ابتدائی انسان اور علم آثار قدیمہ

PREMETIVE MAN AND ARCHAELOGY

علم آثار قدیمہ میں زمین کی کھدائی کی جاتی ہے۔ اور ہڈیاں ہتھیار۔ اوزار۔ برتن اور کپڑے اُن لوگوں کے ملتے ہیں جو ماقبل تاریخی عہد میں اس زمین پر رہتے تھے۔ اس علم کے ذریعہ ماضی کی ازسرنو تعمیر کی جاتی ہے۔ ماضی کی تہذیب اور تمدن کا علم حاصل ہوتا ہے زمین کے پرت سے بھی اس زمانہ کے حالات کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جانوروں اور پودوں کے فاسل (FOSSILS) چٹانوں کو کھود کر نکالا گیا

ہے اور ان کے مطالعہ سے بھی معلومات حاصل ہوتی ہیں، علم آثار قدیمہ کے ماہرین نے اُن ارتقائی مدارج کا پتہ لگایا جن سے گذر کر بندر سے ترقی کر کے انسان نے موجودہ شکل اختیار کی علم آثار قدیمہ کے ماہرین نے ہم کو پیکنگ انسان پلٹ زیریں انسان، جاوا انسان، ہیڈ برگ انسان، نیندر تھل انسان اور کورگ میگنان انسان وغیرہ کے فاسل حاصل کئے ہیں۔ علم آثار قدیمہ کے ماہرین نے مصر میسو پوٹیا ہندوستان اور دیگر مقامات پر کھدائی کی اس کھدائی سے نئے پتھر کے عہد پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ آثار قدیمہ کے علم سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ مصری لوگ آج سے سات ہزار برس پہلے بھی کافی ترقی یافتہ تھے۔ ماہرین نے شمالی مشرقی عراق اور شمالی مغربی ایشیا میں کھدائی کی ہے اور بہت سے ابتدائی انسانوں کا پتہ چلایا ہے ان لوگوں نے سوئٹزر لینڈ میں کھدائی کر کے اُن ابتدائی لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں ہیں جو جھیلوں کے کنارے رہتے تھے ہندوستان میں موہن جو داڑو اور ہڑپا وغیرہ کے مقامات پر کھدائی کی گئی ہے اور قدیم شہر نکلے ہیں جن کو سیلابوں اور زلزلوں نے برباد کر دیا تھا۔ زمین کے اندر سے کھدے ہوئے پتھر نکلے ہیں۔ دھات مٹی اور قدیم زمانے کے سکے بھی نکلے ہیں ان ماہرین نے زمین کے اندر سے اوزار ہتھیار برتن زیورات حاصل کئے ہیں جن سے ان لوگوں کے حالات کا علم ہوتا ہے جو قدیم زمانے میں زمین پر رہتے تھے۔ علم آثار قدیمہ کے ماہرین نے پتھر کے عہد کا اور ماقبل تاریخ زمانے کے انسان کے سماج کا پتہ لگایا ہے ابتدائی انسان مشرق وسطیٰ کے علاقوں میں رہتا تھا جو نیل کی گھاٹی سے لے کر گنگا کے میدانوں تک پھیلے ہیں۔

ابتدائی انسان اور علم الانسان

PREMITINE MAN AND ANTHROLOGY

اوزاروں، ہتھیاروں۔ انسانی ڈھانچوں وغیرہ سے تو آثار قدیمہ کے ماہرین نے معلومات حاصل کیں ہیں اس سے بھی زیادہ اہم انسان کی خاندانی زندگی اس کے مذہبی عقاید اس کے رسم و رواج اس کے مذہبی امور کی ادائیگی اس کے قوانین اور نظام حکومت کا علم بھی نہایت اہم ہے ان باتوں پر روشنی ایک دوسرے علم کے ذریعہ پڑتی ہے اس کو علم الانسان (ANTHROPOLOGY) کہتے ہیں۔ علم الانسان کے ماہرین کی رائے ہے کہ موجودہ زمانے کے لوگوں میں بھی اپنے مورث اعلیٰ

لوگوں کے طور طریقے رسم و رواج اور عقاید پائے جاتے ہیں۔ علم الانسان کی بدولت ہم کو قدیم لوگوں کے طور طریقے اور ان کے اداروں کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ علم الانسان کے ماہرین زمانۂ حال کی مدد سے زمانۂ ماضی کے حالات معلوم کرتے ہیں۔ آجکل بھی قدیم زمانے کے انسان قبیلوں کی شکل میں افریقہ، نیوزی لینڈ آسٹریلیا اور ہندوستان میں رہتے ہیں موجودہ قبیلوں کی طرز زندگی کو دیکھ کر علم الانسان کے ماہرین ابتدائی لوگوں کے طور طریقے معلوم کرتے ہیں۔ افریقہ کے کچھ قبیلے بش مین اور پگمیز کا طرز زندگی پتھر کے زمانہ کی طرح کا ہے۔ آسٹریلیا کے قبیلے آج بھی شکار کرتے اور جنگل میں گھوم کر اپنی غذا اکٹھی کرتے ہیں۔

علم زمین اور ابتدائی سماج
GEOLOGY AND PREMUTIVE SOCETIES

علم زمین کے ماہرین چٹانوں کے پرت سے زمین کی تاریخ معلوم کرتے ہیں۔ یہ چٹانیں ہزاروں برسوں میں بنی تھیں۔ چٹانوں کا ہر ایک پرت زمین کی گذشتہ تاریخ اور اس کے باشندوں کے بارے میں معلومات مہیا کرتا ہے چٹانوں کے پرت کھلی ہوئی کتاب کی طرح ہیں جس کا ہر ایک صفحہ کچھ نہ کچھ بتلاتا ہے۔

علم حیوان اور ابتدائی تاریخ
ZOOLOGY AND PREMITIVE HISTARY

علم حیوان بتاتا ہے کہ ایک سیل سے مجموعی ساخت کا ظہور ہوا۔ انسان ارتقائی طریقہ کا اعلیٰ ترین پیداوار ہے۔ ڈارون کے خیالات کے مطابق انسان ایک ہی سیل سے ظہور میں آیا ہے اور ارتقائی منازل و مدارج طے کرنے کے بعد موجودہ شکل اختیار کی ہے۔ جیلی۔ مچھلی۔ سانپ۔ بندر۔ بے دُم کا بندر گوریلا اور چمپانزی انسان کی ارتقا کے مختلف مدارج ہیں۔

کاربن ۱۴ ڈوٹنگ
CARBAN 14 DOTING

فزکس کی سائنس بتلاتی ہے کہ تمام جاندار ریڈیو ایکٹو کاربن کو جذب کرتے ہیں جس کو کاربن ۱۴ کہتے ہیں۔ ریڈیو کیٹو میٹریل وہ اجزا ہیں جو بہت چھوٹے ذرات ایک مقررہ طور سے پھیلا دیتے ہیں۔ جانور اور پودے یہ کاربن کرۂ ہوا سے حاصل کرتے ہیں جب جاندار چیزیں مرتی ہیں تو اس کو چھوڑنے لگتی ہیں۔

سائنس داں زمین کے اندر دبے ہوئے پودوں اور جانوروں کے فاسلی کا عہد ایک آلہ کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں اس آلہ کو جیجن کاؤنٹر کہتے ہیں۔ ان سائنس دانوں کو خیال ہے کہ پودوں اور جانوروں کے فاسل ہزاروں سال سے زمین کے اندر دبے پڑے رہتے ہیں

ہوم سیپائینس انسان کا اصلی نام ہوم سیپائینس تھا جب انسان کے دماغ کا فروغ ہوا اور اچھے برے کی تمیز ہو گئی تو اس کو عقلمند انسان کا نام مورخوں نے دے دیا جدید دور کا انسان اسی نسل سے ہے۔

برفانی عہد (GLACIAL PERIADS) ہماری زمین پر بہت سے نشیب آئے ہیں ابتدائی زمانے میں زمین پر مسلسل زلزلے آتے رہے۔ شروع میں ہماری زمین بھی سورج کی طرح جلتی تھی۔ رفتہ رفتہ زمین ٹھنڈی ہو گئی اور زمین کے پرت میں شکن پیدا ہو گئی کچھ حصے اوپر اٹھ گئے اور پہاڑ بن گئے اور کچھ حصے دھنس گئے۔ بعد میں زمین کے چاروں طرف کرہ ہوا بھی ٹھنڈا ہو گیا اور بادلوں سے بارش ہونے لگی۔ کہا جاتا ہے کہ سینکڑوں سال بارش ہوتی رہی زمین میں پانی بھر گیا۔ اس طرح بڑے بڑے سمندر پیدا ہو گئے اس کے بعد بھی زمین ٹھنڈی ہوتی رہی اور برابر زلزلے آتے رہے۔ زمین اونچی نیچی ہوتی رہی جہاں اب ہمالیہ ہے اسی جگہ کسی زمانہ میں ایک بڑا سمندر تھا جب زمین اوپر کو اٹھی تو ہمالیہ پہاڑ بن گیا۔ اسی طرح آجکل جو سمندر ہیں کسی زمانے میں پہاڑ تھے جب زمین نیچے دھنس گئی اور پانی بھر گیا تو یہ پہاڑ سمندر میں تبدیل ہو گئے۔ اس ہماری زمین کی آب و ہوا اور موسم میں لاکھوں برس تبدیلیاں واقع ہوتی رہی ہیں۔

ہماری زمین پر ہزاروں برس برفانی عہد رہا ہے۔ زمین کی تاریخ میں چار برفانی عہد رہے ہیں۔ اس کے بعد گرم زمانہ گزرا ہے۔ ہر زمانہ میں زمین پر زندگی اور نباتات کو بڑی تبدیلیوں سے گزرنا پڑا ہے برفانی زمانے کو (GLACIAL AGE (ICEAGE بھی کہا جاتا ہے۔

باب اول (ب)

ابتدائی تہذیبی و تاریخی تجزیہ

ANALYSIS EALIYHISTORY AND CIVILIZATION

۱- دھاتوں کا زمانہ اور تہذیب کا ظہور
THE AGC OF METALS AND EM RGENCE OF SIVILIZATION

ندیوں کی وادیوں کی تہذیب سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری زمین پر تانبے کا زمانہ گذرا ہے۔ ندیوں کی وادیوں میں رہنے والے اپنے اوزار ہتھیار کو تانبے سے بناتے تھے۔ کچھ مدت گذرنے کے بعد تانبے کو دوسری دھاتوں کے ساتھ ملانا شروع ہوا۔ کانسی (BRONZ) سب سے اہم ملانے والی دھات تھی۔ یہ دھات زیادہ سخت ہوتی تھی اور اس سے ہل۔ ہنسیا۔ پھاوڑا وغیرہ بنایا جاتا تھا۔ اس کے بعد لوہا معلوم ہوگیا اور لوہے کی کلہاڑی بنائی گئی۔ اور جنگل کے پیڑوں کو گرایا گیا اور کاٹا گیا۔ کلہاڑی سے جنگل صاف کئے گئے۔ لوہے کے معلوم ہونے کے بعد ہل، ہنسیا، کھرپے پھاوڑے اور کدال کافی تعداد میں بنائے گئے ندی کی وادی والی تہذیب کے علاقہ کی کھدائی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان علاقوں میں لوہے کا بہت استعمال کیا جاتا تھا۔ اور تمام اوزاروں اور ہتھیاروں کو لوہے سے بنایا جایا کرتا تھا۔ زمین کے اندر سے لوہے کے ہتھوڑے۔ چمٹے۔ کیلیں اور لکڑیاں کاٹنے اور تراشنے کے اوزار نہیں ملے جاتے تھے۔ یہ لوگ طرح طرح کے ڈیزائن بھی بناتے تھے کچھ سماجوں میں دو ہزار سال پہلے بھی لوہے کا استعمال ہوا کرتا تھا۔ موسوپٹامیہ تہذیب کے لوگوں نے سب سے پہلے لوہے کو استعمال کیا۔ موسوپٹامیہ کے لوگوں نے سب سے پہلے گھوڑے کا استعمال سیکھا تھا اور لوہے کے پہیئے والے رتھ تیار کئے تھے۔ لوہے کے عہد سے پہلے کانسی اور تانبے کے تمدن کا زمانہ تھا۔ لوہے کی کھوج انسان کی تہذیب کی اہم نشاندہی کرتی ہے اور جدید زمانہ بذات خود لوہے کی پیداوار ہے۔

۲۔ ندیوں کی وادیوں میں تہذیب کا آغاز و فروغ

EARLY DAVELOPMENT OF CIVIELIZATION IN RIVER VALLEYS

آب و ہوا اور جغرافیائی حالات نے انسان پر کافی اثر مرتب ڈالے

جغرافیہ نے تاریخ و تہذیب کو فروغ دیا۔ آب و ہوا انسان کی صلاحیت اس کے کردار اور اس کی لیاقت پر بھی اثر ڈالتی رہی ہے۔ یہی وجہ ہے انسان کی بستیاں ان علاقوں میں شروع ہوئیں جہاں آب و ہوا گرم تھی۔ زمین زرخیز تھی اور کاشتکاری کے واسطے کافی مقدار میں پانی ملتا تھا۔ مصر۔ مسوپٹامیہ۔ سندھ و گنگا کی وادی اور چین میں یانگ سی کی وادی میں آب و ہوا کی موزونیت۔ ندیوں کی موجودگی اور زمین کی زرخیزگی کی سہولتوں کی وجہ سے مختلف تہذیبوں کو فروغ ہوا۔ ہر علاقہ کی تہذیب کی خصوصیات دوسرے مقام کی تہذیب سے مختلف تھیں۔ ان تہذیبوں کو ندیوں کی وادیوں نے عروج پر پہونچایا۔ مصر کی تہذیب سندھ وادی کی تہذیب اور چین کی تہذیب اہم ترین مانی گئی ہیں ایسے علاقہ میں جہاں شدید سردی اور گرمی پڑتی تھی انسان کی بستیاں قائم کرنے کے لائق نہیں تھے آجکل حالات مختلف ہیں۔ انسان سائنس کے ذریعہ نیچر کو اپنے حصول مقاصد کے مطابق اپنی مرضی سے جس طرح چاہتا ہے استعمال کر لیتا ہے۔ سائنس کی ایجادات کی بدولت انسان گرم علاقے میں ٹھنڈ اور ٹھنڈے علاقے میں گرمی حاصل کر سکتا ہے آجکل سائنس کے کرشمے سے ریگستانی علاقے سرسبز و شاداب نظر آتے ہیں لیکن قدیم زمانہ میں نیچر کو اپنے حصول مقاصد کے مطابق کنٹرول میں لانا آسان نہیں تھا یہی وجہ ہے کہ انسان نے اُن علاقوں میں بستیاں قائم کیں جہاں قدرت نے موزوں آب و ہوا کی سہولت عطا کی تھی۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے ڈھائی ہزار سال (۲۵۰۰ ق م) پہلے دنیا میں چار تہذیبوں کو فروغ ہوا (۱) سندھ وادی کی تہذیب (۲) مسوپٹامیہ کی تہذیب (۳) مصر کی تہذیب (۴) چین کی تہذیب۔ ان تمام تہذیبوں کے علاقوں میں زراعت کی ترقی ہوتی ہوئی۔ قدیم پتھر کے زمانہ میں کاشتکاری ہاتھ سے کی جاتی تھی اور پتھر ہی سے اوزار بنائے جاتے تھے۔ ہل میں پتھر لگا ہوتا تھا اور اس ہل کو خود انسان کھینچا کرتا تھا۔ ندی کی وادی والی

تہذیب کے زمانہ میں ہل کے اندر دھات کے۔ بنے ہوئے بلیڈ لگائے گئے۔ ندی کے قریب اگے ہوئے جنگلات کو تو صاف کر دیا گیا اور زمین میں کاشتکاری کی گئی۔ ڈائکس کی تعمیر کی گئی جو کھیت ندی کے کناروں سے دور ہوتے تھے ان کی سینچائی کے واسطے نہریں بنائی گئیں۔ اب فصل عمدہ ہونے لگی۔ عام لوگوں میں خوشحالی آگئی۔ بستیوں میں وسعت پیدا ہو گئی اور اب بڑے قصبوں اور شہروں کا وجود ہوا۔

تجارت کو فروغ
DEVELOPMENT OF TRADE

ندی کی وادی والی تہذیب کے علاقوں کی زائد فصل شہروں میں لائی گئی اور مختلف قسم کی چیزیں عام لوگوں کے استعمال کے واسطے تیار کی گئیں۔ شروع میں ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز کا لین دین شروع ہوا جس کو (BARTER SYRTEM) کہا جاتا ہے۔ بعد کو روپیہ پیسے کے ذریعہ لین دین کا کام ہونے لگا۔ اس طرح تجارت کو فروغ ہوا۔ صنعت و حرفت کو بھی ترقی ہوئی۔

گورنمنٹ کا عروج
RISE OF GOVERNMENT

ندی والی تہذیب کی بستیوں میں اس بات کی ضرورت پڑی کہ لوگوں کے باہمی طور طریقے کے اصول طے کئے جائیں۔ شروع میں یہ اصول رسم و رواج کی شکل میں تھے بعد کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسی طاقت ہونی چاہیئے جس کے زیر اقتدار رسم و رواج کے مطابق عمل درآمد ہو سکے۔ اس طرح گورنمنٹ کا وجود ہوا۔ کچھ مقامات میں بادشاہ کی حکومت ہوتی تھی اور کچھ مقامات پر لوگوں کے منتخب کردہ حضرات حکومت کرتے تھے۔

باقاعدہ مکانات کی تعمیر
CONSTRUCTION OF PLAIVNED HOUSES

ندی کی وادی والی تہذیب کے علاقوں میں آبادی بہت زیادہ بڑھ گئی۔ موہن جوداڑو اور ہڑپا جیسے بہت سے بڑے بڑے شہروں کا انکشاف ہوا ہے جو زمین کے نیچے دبے پڑے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تہذیب کے علاقوں میں بڑے بڑے شہر وجود میں آچکے تھے۔ اسی طرح فن تعمیر کو فروغ ہوا۔ مکانات کی تعمیر میں پکی ہوئی اینٹیں استعمال کی جاتی ہیں گندے نالے اور نالیاں بنائی جاتی تھیں جن کے ذریعہ گندگی کیچڑ وغیرہ بہائی جا سکتی تھی۔ غلہ کے ذخیرہ کو محفوظ رکھنے کے لئے گودام اور کھتیاں بنائی جاتی تھیں۔ بڑے بڑے حمام اور غسل خانے بنائے جایا کرتے

تھے تاکہ بہت سے آدمی ایک ساتھ نہا سکیں۔ میونسپل انتظام بھی آغاز ہو گیا۔

سندھ وادی کی تہذیب

سر جون مارشل اور اس کے رفقاء کار THE INDUS VALLEY CIVILIZATION کی تحقیقات اور انکشاف سے معلوم ہوتا ہے کہ آج سے ۵ ہزار سال پہلے سندھ کی وادی میں عظیم الشان تہذیب رہی ہے۔ کھدائی میں دو بڑے شہر موہن جو داڑو اور ہڑپا کا انکشاف ہوا ہے۔ یہ دونوں علاقے اب مغربی پاکستان میں ہیں۔ موہن جو داڑو ایک مربع میل سے زیادہ بڑا شہر تھا۔ شہر کے اندر سڑکیں تھیں۔ خاص سڑک تینتیس ۳۳ میل چوڑی تھی۔ سڑکوں کے علاوہ گلیاں بھی موجود تھیں۔ عمارتیں پکی ہوئی اینٹوں سے بنائی جاتی تھیں۔ مکانات میں کئی منزلیں ہوتی تھیں۔ عوام کے واسطے حمام اور غسل خانے ہوتے تھے۔ نالیاں بنائی جایا کرتی تھیں۔ شہر کی صفائی کا عمدہ انتظام تھا۔ گھروں کا گندہ پانی نالوں کے ذریعہ گندے نالوں میں چلا جایا کرتا تھا۔

مکانات اور پبلک بلڈنگ

مکانات کو اونچا تعمیر کیا جاتا تھا۔ معلوم HABISES AND PUBLIC BUILDINGS ہوتا ہے کہ شہر میں سیلاب کا خطرہ اکثر رہا کرتا تھا۔ آنگن میں دیوار ہوتی تھی گھروں میں غسل خانے ہوتے تھے۔ موہن جو داڑو میں مکانات کافی صاف ستھرے ہوتے تھے۔ بڑے بڑے ستونوں والا ہال تھا بادشاہ کے دربار کی طرح معلوم ہوتا ہے۔ پبلک حمام کے چاروں طرف گیلری اور کمرے بنے ہوئے تھے۔ نہانے کے تالاب تک پہونچنے کے واسطے سیڑھیاں بنی تھیں۔ یہ پانی سے بھرا رہتا تھا۔ پانی کے نکاس کی نالیاں بنی تھی۔ یہ ۱۰۸ فٹ لمبا اور ۱۰۸ فٹ چوڑا تھا۔ اس کے برابر گرم ہوا والا حمام بھی تھا۔ رکابیاں پیالے اور تشتریاں پائی گئیں ہیں۔ تانبے کانسے اور چاندی کے برتن بھی استعمال کئے جاتے تھے۔ ان لوگوں کو لوہے کا علم نہیں تھا۔ ان کی کلہاڑیاں چاقو اُسترے اور ہنسیے کانسی سے بنائے جاتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ کانسی عہد یعنی (BROONZE AGE) سے تعلق رکھتے تھے جو لوہے کے عہد سے قبل کا زمانہ تھا۔ کھدائی بچوں کے کھلونوں میں چھوٹی پہیے دار گاڑیاں ملی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ موہن جو داڑو

کے لوگ پہیئے دار گاڑیاں استعمال کرتے تھے جو اکھیلنے کا پانسہ بھی ملا ہے چیزوں کی تول کرنے میں پتھروں کے باٹ استعمال کرتے تھے۔

مذہب RELIGION موہن جوداڑو کے لوگ مایادیوی کی پوجا کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مایادیوی تمام انسانوں کو بنانے والی ہے ایک مذکر دیو کی بھی پوجا ہوتی تھی۔ کچھ چیزوں کے اوپر اس دیوی اور دیوتا کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ مہروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ موہن جوداڑو کے لوگ پیڑ اور جانور کی بھی پوجا کرتے تھے۔ یہ لوگ اپنے مردوں کو جلایا کرتے تھے اور ان کی راکھ اور خاک ان میں رکھتے تھے۔

اقتصادی نظام ECONOMIC ORGANIZATION آج سے ۵ ہزار سال پہلے سندھ کی وادی میں خوب بارش ہوا کرتی تھی لیکن آج کل زیادہ تر علاقہ ریگستان ہے پانچ ہزار سال قبل جب بارش کی افراط تھی لوگ کاشتکاری کرتے تھے۔ گیہوں اور جو کے نمونے کھدائی میں نکلے ہیں۔ سندھ ندی کے قریب ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ سینچائی کا مرکزی نظام تھا جیسا کہ اس زمانے کی میسوپٹامیہ اور مصر کی تہذیب کے علاقوں میں پایا جاتا تھا۔

تجارت اور لین دین TRAD AND COMMERCE موہن جوداڑو کے لوگ تجارت اور لین دین بھی کیا کرتے تھے۔ سمیریا میں ایسی مہریں ملی ہیں جہاں مہروں کی طرح ہیں جن کو موہن جوداڑو میں پایا گیا ہے۔ بغداد کے قریب گاؤں میں ایسی مہریں برتن اور مالا کے دانے پائے گئے ہیں جیسے موہن جوداڑو کی کھدائی میں نکلے ہیں۔ یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ میسوپٹامیہ اور سندھ وادی کی تہذیب کے لوگوں کے درمیان اقتصادی تعلقات تھے۔

فن اور دستکاری ART AND CROFTS موہن جوداڑو کی مہروں کے اوپر ہاتھی، بیل چیتا۔ بھینس۔ مگرمچھ۔ ہرن وغیرہ کی خوبصورت شکلیں بنی ہوئی ہیں۔ مٹی کی مورتیاں بچوں کے کھلونوں میں چڑیاں اور جانور بھی کھدائی میں ملے ہیں۔ موہن جوداڑو کے برتنوں پر پیڑ اور جانوروں کی شکلیں

کی سجاوٹ کی گئی ہے۔ موہن جو داڑو کے لوگ سونا۔ چاندی تانبا اور شیشہ استعمال کرتے تھے۔ تانبے سے برتن اور ہتھیار بنائے جاتے تھے۔ یہ لوگ برچھیاں کلہاڑیاں اور کمان کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ آری۔ چاقو۔ استرے۔ چھینی وغیرہ کو دھات سے بنایا جاتا تھا۔ ان چیزوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ موہن جو داڑو کے لوگوں نے فن اور دستکاری میں بھی کافی ترقی کرلی تھی اور فن و دستکاری کو فروغ ہوا تھا۔ یہ لوگ خوبصورت چوڑیاں اور ہار تیار کیا کرتے تھے۔ نہایت اعلیٰ قسم کی مہریں بنایا کرتے تھے۔ سوتی اور اونی کپڑے تیار کرتے تھے۔

مہروں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موہن جو داڑو کے لوگ تحریر سے واقف تھے سندھ کی وادی کی تہذیب میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے تعمیری کام ہوتا تھا۔ دوسری تہذیبوں کے علاقوں میں بادشاہوں کے محل اور مقبرے تعمیر کئے جاتے تھے۔ موہن جو داڑو میں نہایت ذہین اور تہذیب یافتہ لوگ رہا کرتے تھے۔ شہر کا انتظام نہایت عمدہ تھا بڑے جنگ کے ہتھیار نہیں پائے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موہن جو داڑو کے لوگ امن پسند لوگ تھے۔ اگر سندھ وادی کی تہذیب برباد نہ ہوتی تو ہندوستان دنیا میں سب سے زیادہ تہذیب یافتہ ملک ہوتا۔ مسوپٹامیہ۔ مصر۔ یونان۔ روم۔ ایران۔ اور چین بھی قدیم زمانہ میں تہذیب کے گہوارے رہے ہیں۔ جن کا تذکرہ مفصل طور سے "تاریخ و تہذیب عالم" میں الگ الگ باب قائم کرکے کیا گیا ہے۔

باب اوّل (ج)

اہم عالمی مذاہب

(IMPORTANT WORLD RELIGIONS)

دنیا کے اہم مذاہب
IMPHRTAVT WORLD RELIGIONS

دنیا میں تین مذہب نہایت اہم مانے گئے ہیں (۱) یہودیت (UDAISM) (۲) عیسائیت (CHRISTIANITY) (۳) اسلام (I.SLAM)

یہودیت (JUDAISM) یہودیوں کے مذہب کو یہودیت (JUDAISM) کہتے ہیں۔ یہ مذہب دنیا کا سب سے قدیم مذہب ہے۔ یہودیوں کو اسرائیلی (HEBREWS) بھی کہتے ہیں۔ شروع میں یہ لوگ مسوپٹامیہ میں آباد ہو گئے تھے۔ وہاں سے یہ لوگ فلسطین میں آکر رہنے لگے۔ فلسطین میں ایک بار قحط پڑا اور کچھ یہودی لوگ مصر چلے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دس احکام خداوند کریم نے وحی کے ذریعہ نازل کئے تھے۔ آج بھی یہودی لوگ ان دس احکام پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ بنیادی طور سے یہودی لوگ خدا پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ عدل وانصاف رحمدلی اور معافی کی تبلیغ کرنا مذہبی اصول ہے۔ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ایک دن مسیح آئیں گے اور ساری دنیا کو گناہوں سے پاک وصاف کر دیں گے۔ ان کے خیالات کے مطابق ابھی مسیح کا ظہور نہیں ہوا ہے۔ اولڈ ٹیسٹامینٹ اور اویریقا ان کی مذہبی کتابیں ہیں۔ یہودیوں کی عبادت گاہ میں مذہبی اور سماجی مجلس ہوا کرتی ہے۔ انکی عبادت کی اصلی زبان عبرانی (HEBRAW) ہوتی ہے لیکن عام یہودی لوگ اپنی عبادت مقامی زبان میں کیا کرتے ہیں۔ ان کی عبادت گاہ رفاہ عام کا مرکز ہوتا ہے اور مدرسہ کا کام بھی اسی عبادت گاہ میں ہوتا ہے۔ یہودیوں کے مذہبی علماء کو ربانی کہتے ہیں جو شادی شدہ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں اور علم کی اشاعت کرتے ہیں۔ یہودیوں میں بہت سی مذہبی رسومات بھی ہیں۔ سنیچر کا دن عبادت کا مخصوص ہوتا ہے۔ عید فصح (PASSOVAR) ان کا خاص مذہبی تہوار ہوتا ہے جن میں بھیڑ کی قربانی کی جاتی ہے۔ عید فصح آٹھ دن منایا جاتا ہے۔ یہودی لوگوں کا پیشہ لین دین ہے۔ یہ سود پر رقم دے کر اپنے بیوپار کو بڑھاتے رہتے ہیں۔ زمانۂ وسطیٰ میں یہ لوگ کافی پریشان حال تھے۔ نازی جرمنی نے ان لوگوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا اور وہاں سے ان کو نکال دیا گیا۔ یہودی لوگ یروشلم اور فلسطین کو اپنا وطن سمجھتے تھے۔ اسرائیل جو فلسطین کا ایک حصہ ہے ان کے قبضہ میں ہے۔ آجکل یہ ان کا وطن ہے۔ یہ لوگ ذہین، دولتمند اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ آجکل اسرائیل کے تنازعات خطرناک صورت اختیار کر رہے ہیں۔ اب تک کوئی مستقل حل نہیں نکال سکا ہے۔ کئی بار جنگ ہوئی۔ سمجھوتے ہوئے لیکن آج تک اطمینان بخش حالات پیدا نہیں ہو سکے ہیں۔

عیسائیت (CHRISTIANITY) عیسائی مذہب کے بانی حضرت عیسٰی علیہ السلام تھے۔ ان کی پیدائش یروشلم کے قریب بیتھلہیم کے مقام پر ہوئی۔ خدا کی قدرت سے بغیر باپ کے ان کی پیدائش ہوئی تھی۔ حضرت مریم ان کی والدہ تھیں۔ تیس سال کی عمر میں انھوں نے تبلیغ کا کام شروع کیا۔ محبت۔ تقویٰ۔ نرمی۔ رحم دلی۔ معافی۔ صبر و تحمل اور عدل و انصاف کی تبلیغ کی انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ خدا اُن لوگوں پر حسنات و برکات نازل کرتا ہے جو نیک۔ رحم دل۔ مسکین، غریب اور مظلوم ہوتے ہیں۔ حضرت عیسٰی مبلغ تھے مصلح تھے اور انھوں نے بہت سے معجزے دکھائے تھے اور خدا کی قدرت کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ اندھوں کو بینائی دیتے تھے۔ اپاہج کو چلنے کی قوت بخشتے تھے۔ سینکڑوں سال کے مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ حضرت عیسٰی نے صرف پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے لوگوں کے پورے مجمع کو جو بھوکا تھا پیٹ بھر کھانا کھلا دیا تھا۔ حضرت عیسٰیؑ کے ۱۲ خاص مرید تھے جن کو حواری کہتے تھے۔ حواری حضرت عیسٰی کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے۔ پیٹر اور پال دو بڑے اہم حواری تھے۔ حضرت عیسٰی یروشلم گئے اور یہودیوں کو بتلایا کہ ان کے اندر بہت سی خرابیاں ہو گئی ہیں۔ یہ سن کر یہودی لوگ اس قدر ناراض ہوئے کہ انھوں نے حضرت عیسٰی کو مجرم قرار دیا اور سولی کی سزا تجویز کی۔ حضرت عیسٰی کو رومی گورنر پیلیٹ کے حوالے کیا گیا اور ان کو سولی پر چڑھایا گیا۔ اس کو دفن کر دیا گیا لیکن تین دن کے بعد حضرت عیسٰی کے پیرو یعنی مرید اُن کے مزار پر پہنچے تو ان کے مزار کو خالی پایا۔ اس کے حضرت عیسٰی کئی بار اپنے مذہب ماننے والوں کے سامنے تشریف لائے۔ وعظ دیئے۔ مذہبی تبلیغ کو جاری رکھنے کی تلقین کی۔ عیسائی لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسٰی خداوند کے پاس ہیں اور عیسائیوں کے ساتھ بھی ہیں۔ پال نے ساری زندگی عیسائی مذہب کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھی۔ پال نے بیس ۲۰ سال تک فلسطین۔ سیریا۔ ترکی۔ یونان۔ سسلی اور روم کا سفر کیا اور عیسائی مذہب کی تبلیغ کی۔ پال نے روم میں عیسائی چرچ قائم کیا۔ کچھ زمانے تک رومن بادشاہوں نے عیسائیوں پر ظلم کیا لیکن آخر میں رومن شہنشاہ قسطنطین نے

نے خود عیسائی مذہب قبول کر لیا اور ان کو مسیحی سلطنت کا سرکاری مذہب بنا دیا گیا۔ اسپین اور پرتگال کے لوگوں نے اس مذہب کی تبلیغ کی ساری دنیا میں تبلیغی جماعتیں قائم کی گئیں۔ اس مذہب کے تین فرقے ہیں (۱) رومن کیتھولک چرچ (۲) ارتھوڈکس گریک چرچ (۳) پروٹسٹینٹ ازم۔ اس مذہب کے مندرجہ ذیل اصول ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا نے وحی کے ذریعہ انجیل مذہبی کتاب حضرت عیسٰی پر نازل کی تھی۔ خدا نے حضرت عیسٰی کو اپنا مقصد وحی کے ذریعہ بتایا تھا۔ عیسائی مذہب کی تعلیم انجیل کے اندر لکھی ہے جس کو بائیبل بھی کہتے ہیں۔ انسان گنہگار رہے لیکن خدا کی مہربانی اور عیسائی چرچ کے طفیل میں انسان بخش دیا جائے گا۔ اگر عیسائی مذہب پر عمل کیا جائے تو انسان کو نجات مل سکتی ہے۔ حضرت عیسٰی کو عیسائی لوگ خدا کا بیٹا بتاتے ہیں حضرت عیسٰی نے خدا کی حکومت قائم کی۔ خدا کی سلطنت میں وہی داخل ہو گا جو حضرت عیسٰی میں عقیدت رکھے گا۔ حضرت عیسٰی نے سولی پر چڑھ کر ساری دنیا کو نجات دلائی۔

(۳) اسلام دنیا کا عظیم ترین مذہب اسلام ہے۔ اس کی تعلیم یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور حضرت محمد صلعم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ۔ اس کے تمام رسولوں۔ فرشتوں۔ کتابوں پر ایمان رکھنا اسلام کا مذہبی عقیدہ ہے۔ مساوات اور تمام حقوق کی صبر و تحمل۔ توکل و قناعت اور ایک اللہ کی عبادت کرنا مذہبی اصول ہیں عدل و انصاف۔ رحمدلی۔ غریبوں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک اخلاقی فرض ہے۔ پانچ وقت کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنا فرض ہے۔ موت کے بعد زندہ ہو کر حشر و نشر اور سزا و جزا کے عقیدہ کے قائل ہیں۔

خدا کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔ حضرت محمد صلعم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ شرک و زنا گناہ کبیرہ ہیں۔ شراب۔ جوا۔ سود خوری بھی گناہ ہے۔ اسلام مذہب کی تعلیم قرآن شریف کے اندر جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلعم پر وحی کے ذریعہ نازل کیا ہے۔ قرآن کی تعلیم کو سمجھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض اوّلین ہے۔ اسلامی تعلیم و تاریخ کی تفصیل آٹھویں باب میں کی گئی ہے۔ اس باب میں عرب کی تہذیب و تمدن کی تفصیل دی ہے۔

آجکل امریکہ اور افریقہ سیاست کا مرکز بنے ہیں اور ان کے حالات حاضرہ کا تبصرہ

"تاریخ تہذیب عالم" میں کیا گیا ہے۔ ان علاقوں کی ابتدائی تہذیب کا تذکرہ کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

بابِ اوّل (د)

ابتدائی امریکن و افریقائی تہذیب اور بزنطیائن سلطنت

EARLY AMERICAN AND AFRIAN CIVILIZATION AND THE BYZANTIONE EMPIRE

(۱) ابتدائی امریکن اور افریقائی تہذیب

Early American and African civilization

وسطی اور جنوبی امریکہ میں انسانوں سے متعلق انکشافات ہوئے ہیں آج سے دس ہزار سال ق م میں ان علاقوں میں تہذیب کو فروغ ہوا۔ کچھ تہذیبیں زمانہ وسطی تک موجود رہی ہیں۔

(الف) ابتدائی امریکن تہذیب اور اسکا زوال

Early American civlization and fall.

وسط امریکہ میں ایانس اور ایزٹیکس دو مشہور تہذیبوں کی اہمیت قابل ذکر ہے انکس قدیم تہذیب کا دوسرا گہوارہ تھا۔ امریکہ میں انسان ہزاروں سال سے آباد ہے۔ یہاں بھی انسان کو فروغ کی تمام منزلیں طے کرنی پڑی تھیں (۱) قدیم عہد (۲) جدید عہد (۳) چرواہوں کا عہد (۴) زراعتی عہد۔ یہاں کھدائی کرنے پر۔ برچھی۔ چاقو۔ چھری وغیرہ چیزیں ملی ہیں جن کا تعلق قدیم پتھر کے عہد سے ہے۔ اس بات کی تصدیق ہو چکی ہے کہ ...۵ ق م اور ...۲۵ ق م میں قدیم امریکن لوگ کاشتکاری کرنا سیکھ گئے تھے۔ یہ لوگ مکا۔ لوکی۔ آلو۔ اور بین کی فصل پیدا کیا کرتے تھے۔ یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ امریکن لوگ گائے بھینس بکری۔ بھیڑ اور گھوڑا پالنا نہیں جانتے تھے۔ کچھ لوگ لاما اور الپیکا جانوروں کو ہی پالا کرتے تھے۔ پتھروں کے اوزاروں سے کھیتی کرتے تھے اور ان کے بال لمبے ہوتے تھے۔ ان کے

اون سے کپڑے بنائے جاتے تھے۔ پتھروں کے اوزاروں سے کھیتی کرتے تھے۔ یہ لوگ برتن بنانا جانتے تھے۔ کپڑے بننا بھی جانتے تھے۔ یہ لوگ جواہرات کو تراشنا اور چمکانا جانتے تھے۔ اُن کو نگینہ سازی کا کام بخوبی آتا تھا۔ اوہام پرستی اور جادو پر عقیدہ رکھتے تھے اور اس سے متعلق مذہبی رسومات کی ادائیگی کرتے تھے۔ مذہبی پروگرام کو وقت پکڑنے کی غرض سے انھوں نے کلینڈر بھی تیار کرلیا تھا۔ یہ لوگ مختلف دیوی دیوتاؤں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ مکا کے دیوتا کی پوجا کرتے تھے۔ سوتی کپڑے پہنتے تھے۔ فصل نہایت اہم مانی جاتی تھی۔ یہ لوگ اپنے کھیتوں کے قریب اپنی بستیاں قائم کرتے تھے۔ سوتی کپڑے پہنتے تھے۔ وہ رنگنے کا فن بھی جانتے تھے۔ وہ پردن کا کام کرنے میں بھی ماہر تھے۔ سونے اور جواہرات کے زیورات بنایا کرتے تھے۔ یہ لوگ پتھروں کی عمارتیں تعمیر کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ کاشتکاری اور آبپاشی کے طریقے جانتے تھے۔

سیاسی تنظیم
Political organization

انکس میں بادشاہ کو سورج کی اولاد سمجھا جاتا تھا۔ بادشاہ کے بعد دوسرے مرتبہ پر امراء اور مذہبی علماء تھے۔ کاشتکار و دستکار تیسرے سماجی طبقہ کے لوگ تھے۔

قدیم امریکن تہذیب کا زوال
The fall of Ancient American civilization

سولھویں صدی عیسوی میں ملک کی کھوج کرنے والے فتوحات کرنے والے اور نوآبادیاں قائم کرنے والے لوگ یورپ سے براعظم امریکہ میں آئے اور قابض ہوگئے۔ یہ لوگ اپنے ساتھ اپنی تہذیب بھی لائے تھے۔ امریکہ کے قدیم باشندوں اور ان یورپین لوگوں کے درمیان لڑائی اور تصادم میں امریکہ کے اصلی باشندے برباد ہوگئے۔ ان کی بستیاں تباہ ہوگئیں۔ قدیم باشندوں کی اکثریت ختم کردی گئی اور ان لوگوں میں سے جو باقی بچے تھے اُن کو یوروپین لوگوں نے اپنا غلام بنالیا۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ قدیم باشندوں کی تہذیبوں کا زوال ہوتا گیا اور جدید تہذیب کا فروغ ہوا۔

(ب) ابتدائی افریقائی تہذیب اور اس کا زوال
Early African civilization and its fall

چند سو سال پہلے افریقہ کو تاریک براعظم کہا جا

اور اس کے بارے میں دنیا کو کچھ بھی معلومات حاصل نہیں تھیں۔ یوروپین لوگوں نے اس علاقہ کی کھوج سب سے آخر میں کی تھی۔ پرتگالی لوگ سب سے پہلے افریقہ کے اندرونی علاقوں میں پہونچے تھے پرتگالیوں نے وہاں پر طاقتور حکومتوں کو پایا۔ ان پرتگالیوں نے افریقہ کے اندر ایک تہذیب کا وجود دیکھا اور اس کا تذکرہ بھی کیا لیکن دیگر یوروپین لوگوں نے ان کی معلومات پر دھیان نہیں دیا۔ انیسویں صدی عیسوی میں یوروپین قوموں نے افریقائی علاقوں کی فتوحات کی تکمیل کی۔ یورپ کی فاتح اقوام کا خیال تھا کہ افریقہ انسانوں کی آبادی کے فروغ کی مناسب جگہ نہیں ہے۔ ان یورپ کی اقوام کے نظریہ کے مطابق افریقائی لوگ قدیم پتھر کے عہد سے زیادہ سماجی ترقی نہیں کر سکے تھے۔

یوروپین لوگ فخر محسوس کرتے تھے کہ انھوں نے سیاہ فام نیم انسانی لوگوں کو ایک اعلیٰ تہذیب سے روشناس کرایا تھا۔

حالیہ تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ یورپ کی اقوام کے خیالات بے بنیاد تھے حقیقت یہ ہے کہ یوروپین اقوام کے افریقہ پہونچنے سے پہلے بھی مختلف افریقائی علاقوں میں کافی قومی تہذیبوں (civilizations) کا وجود تھا۔ دراصل یورپ کی قوموں نے افریقہ میں وہاں کی قدیم تہذیب کو تباہ و برباد کیا تھا۔ انھوں نے کوئی تعمیری تہذیبی کام نہیں کیا تھا۔ آثار قدیمہ کے ماہرین ابتدائی عرب سیاحوں کے تذکرے اور یورپ کے ابتدائی کھوج کرنے والوں کی تصنیفات قدیم اور افریقائی تہذیب پر کافی روشنی ڈالتے ہیں۔ افریقہ تین نمایاں قوموں اور نسلوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ یہ نسلیں (Races) تین طرح کی زبانیں بولتے ہیں۔ (۱) سوڈانک (۲) بانتو (۳) سیمیٹک سوڈان میں سوڈانک زبان بولی جاتی ہے۔ سوڈان کے جنوب کے علاقہ میں بانتو زبان بولی جاتی ہے۔ "ایتھوپیا" سومالی اور کینیا کے علاقوں میں سیمٹیک اور ہامیٹک زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اسلام اور عیسائیت نے افریقائی لوگوں پر گہرا اثر ڈالا۔ عیسوی کے ابتدائی حصہ میں شمالی مشرقی افریقہ میں عیسائی مذہب کی تبلیغ ہوئی تھی لیکن آٹھویں صدی عیسوی سے لیکر انیسویں صدی عیسوی تک افریقائی لوگ اسلام مذہب کو قبول کرتے رہے۔

(ج) قدیم زمانہ سے لوہے کے عہد تک کچھ ماہرین کا نظریہ ہے کہ ابتدائی ہوموسیپین
From old stage to The Iron Age کا گہوارہ افریقہ تھا۔ یہ وہ نسل ہے
جس سے جدید انسانی نسلوں کا تعلق ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلا اوزار بنانے والا انسان
تنزانیہ میں پیدا ہوا تھا۔ تنزانیہ افریقہ کا ایک حصہ ہے۔ حالیہ کھدائی سے معلوم ہوا ہے
کہ قدیم افریقائی لوگ برچھیاں۔ بلّم چاقو اور چھریاں وغیرہ استعمال کرتے تھے۔ یہ اوزار دس
ہزار سال پرانے ہیں۔ ان اوزاروں سے ثابت ہوتا ہے کہ افریقہ میں قدیم زمانہ میں اعلیٰ قسم کا
پتھر کا عہد موجود تھا۔ قدیم افریقائی لوگ عرصۂ دراز تک تہذیبی شکاری عہد میں رہے افریقہ
کے زیادہ تر علاقے آب و ہوا کے غیر مناسب ہونے کی وجہ سے زراعت کے قابل نہیں تھے۔ آج
سے دو ہزار سال پہلے افریقہ کے لوگوں کو لوہے کے استعمال کرنے کا علم ہوا۔ خام دھات کو صاف
کرنے کا فن (Metall urgy) مصر سے افریقہ میں آیا۔ مصر خود افریقہ کا حصہ ہے۔ لوہے
کے اوزاروں سے جنگلات صاف کئے گئے اور اعلیٰ پیمانہ پر زراعت شروع کر دی گئی۔ زراعت
کے فروغ کا نتیجہ یہ ہوا کہ طاقتور حکومتوں کا عروج ہوا۔ جن میں کش۔ نوبیا۔ اکسم اور
سوڈان بہت مشہور ہیں۔ کش کے لوگوں کی اپنی زبان اور اپنا رسم الخط تھا یہاں کے لوگ
دور و دراز کے ممالک کے ساتھ تجارت کرتے تھے اور ہندوستان کے ساتھ بھی تجارتی تعلقات
قائم تھے۔ نوبیا اپنے سونے کی کانوں۔ لوبان۔ ہاتھی دانت اور کھالوں کے لئے مشہور تھا۔
اکسم کے بادشاہ شاندار عمارتیں بنواتے تھے ان عمارتوں کو دیکھ کر مصر کی قدیم عظیم الشان عمارتیں
یاد آجاتی ہیں یونان اور رومن تہذیبوں کے زمانے میں سومالی تجارت درآمد کا مرکز تھا۔ اس
کو ساحل خوشبو (Aromatic coast) کہتے تھے کیونکہ یہاں لوبان اور دیگر خوشبودار
چیزوں کا خزانہ رہتا تھا۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی سوڈان کے لوگوں کا اپنا ترقی
یافتہ مذہب تھا۔ گھانا۔ مالی۔ سانگھے۔ کانگو اور بانتو کچھ دیگر سلطنتیں تھیں۔ علاوہ ازیں
افریقہ کے ساحل پر بہت سی چھوٹی سلطنتیں اور شہر آباد تھے۔ قدیم زمانہ میں افریقہ کے اندر بہت
سے سیاسی ادارے بھی قائم تھے۔ یوگینڈا۔ تنزانیہ برونڈی اور زائر کی سلطنتیں ماضی بعید

میں موجود تھیں۔ یہ ثابت ہوچکا ہے کہ یورپین اقتدار سے بہت پہلے افریقہ میں وہاں کا قدیم تمدن اور فروغ یافتہ تہذیب موجود تھی۔

(د) غلام کی تجارت اور افریقائی تہذیب کا زوال
Slave Trade and fall of African civilization

یورپ کے لوگوں نے افریقہ میں فتوحات کر کے وہاں کی قدیم تہذیبوں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ اس کے علاوہ یورپ کی حکمراں قوم نے وہاں غلاموں کی تجارت کو رائج کر دیا۔ افریقہ کے باشندوں کو گرفتار کر کے وہ اپنے قبضہ میں کرتے تھے۔ اور ان کو جہازوں میں لاد کر بیچنے کی غرض سے امریکہ روانہ کر دیا کرتے تھے۔ غلاموں کی تجارت جاری رہی اور افریقہ کے سماج ختم ہوتے گئے۔ افریقائی باشندوں پر یورپ کی قوم کا تسلط قائم ہو گیا۔ قدیم افریقائی تمدن نیست نابود کر دیا گیا اور قدیم افریقائی تہذیب تباہ و برباد کر دی گئی۔ انسان کو غلام بنا کر اس کی تجارت کا سلسلہ چار سو سال تک جاری رہا۔ افریقہ کی قوموں نے مسلسل یورپ کے حملوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کی قوموں کو افریقہ میں نوآبادیات قائم کرنے میں عرصۂ دراز لگ گیا اور انیسویں صدی عیسوی تک نوآبادیات کا سلسلہ جاری رہا۔

(س) بزنطائن سلطنت
The Byzantine Empire

دنیا کی تاریخ میں بزنطائن سلطنت (The Byzantine Empire) بہت مشہور ہے۔ رومن شہنشاہ کانسٹینٹائن ( ) نے قدیم یونانی شہر بزنطائن (Byzantium) میں ۳۳۰ء میں رومن سلطنت کے مشرقی علاقوں کی نئی راجدھانی قائم کی تھی۔ کانسٹینٹائن کے نام کے اعتبار سے قسطنطنیہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ چوتھی صدی عیسوی کے اختتام پر مغرب میں رومن سلطنت کا زوال ہو گیا۔ اس کے مشرقی علاقوں کو مشرقی رومن یا بزنطائن سلطنت کہتے تھے جس کا دارالخلافہ قسطنطنیہ (constantinople) تھا۔ بزنطائن سلطنت میں ایشیا کے بہت سے علاقے بھی شامل تھے۔ جسٹینین عہد میں یہ سلطنت کافی وسیع ہو گئی تھی۔ اس سلطنت میں سیریا، ایشیا مائنر، مصر اور فلسطین کے علاقے شامل تھے۔ بزنطائن سلطنت میں لگاتار نہایت ذہین اور لائق حکمراں ہوئے ہیں۔

ان حکمرانوں نے اس سلطنت کو بیرونی حملوں سے محفوظ رکھا۔ قوانین میں اصلاح کی گئی۔ تجارت کو فروغ ہوا۔ امن و امان اور خوشحالی نظر آنے لگی قسطنطنیہ یورپ کا سب سے بڑا شہر تھا جبکہ لندن اور پیرس صرف دیہات تھے۔ یہاں پر چوڑی سڑکیں۔ کتب خانے۔ اسپتال اسکول۔ تھیٹر۔ چرچ تھے۔ مشرقی ممالک کے ساتھ تجارت سے بزنطائن کے طور طریقے اور درباری زندگی پر گہرے اثرات پڑے تھے۔ یہاں ایرانی رنگ ڈھنگ نظر آنے لگا۔ بزنطائن کے شاہی درباروں میں ایرانی شان و شوکت آگئی۔

بزنطائن سلطنت میں زراعتی قوموں نے ریاستوں اور جاگیروں کی شکل اختیار کرلی اور ان میں سے زیادہ تر علاقوں پر عیسائی چرچ کا قبضہ تھا جو لوگ زمین پر کاشتکاری کا کام کرتے تھے ان کو رعیت، غلام و مزدور سمجھا جاتا تھا۔ کاشتکار لوگ فصل کا ایک حصہ ان ریاستوں اور جاگیروں کے مالک کو دیا کرتے تھے۔ کاشتکاروں کی خدمات کے عوض ان کو نہایت خراب قسم کا کھانا کپڑا ملتا تھا۔

(ش) **بزنطائن چرچ** بزنطائن کے شہنشاہوں کی عیسائیت کو مشرقی یا یونانی یا راسخ العقیدہ بطریق قسطنطنیہ کہا جاتا ہے۔ مشرق میں بہت سے عیسائی لوگ آج بھی اس چرچ ہی کو مانتے ہیں۔ اس کی رسومات میں رنگینی پائی جاتی تھی۔ بزنطائن سلطنت کے حکمراں اور شہنشاہ اُن علاقوں کے مذہبی پیشوا بھی ہوتے تھے جن علاقوں پر ان کی حکومت تھی۔

(ک) **بزنطائن فن عمارت اور دیگر فن** بزنطائن عہد کی مشہور و معروف عمارتیں وہاں کے چرچ کی عمارتیں **THE BYZANTINE ARCHITECTURE AND OTHERS ARTS** ہیں۔ ابتدائی گرجا گھروں کو رومن دیوان عام کے نمونے پر تعمیر کیا جایا کرتا تھا۔ اس کی چھت کو بہت سے ستونوں پر قائم کیا جایا کرتا تھا۔ بزنطائن کے لوگوں نے گرجا گھر میں ایک خاص قسم کے گنبد (Dome) کا اضافہ کیا۔ اس کی وجہ سے یہ گرجا گھر یونانیوں اور رومن لوگوں کی عبادت گاہوں سے مختلف نظر آتا تھا۔ یہ گنبد باہر کی طرف سے سادہ ہوتے تھے لیکن اندر کی طرف سے اس گنبد کو خوب سجایا جاتا تھا۔ بزنطائن پینٹنگ اور سنگتراشی کے شاہکار کم ہیں لیکن لکڑی۔ ہاتھی دانت اور دھاتوں کو تراش کر اور کھود کر نقش و نگار

کرنے کا ذوق ان لوگوں کے نقاشی اور کندہ کاری کے نمونوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ
پچی کاری کے نمونے دیکھ کر بزنطائن عہد کے بہترین فن کا ثبوت ملتا ہے۔ قسطنطنیہ شہر میں
سینٹ سوفیا کا چرچ فنکاری کا بہترین نمونہ آج تک موجود ہے۔ آجکل سینٹ سوفیا
کے گرجا گھر میں میوزیم ہے۔ دور دراز سے آئے ہوئے لوگ اس کو دیکھ کر اس کی خوبیوں
کی بیحد تعریف کرتے ہیں۔ اس کی نقاشی۔ پچی کاری اور کاری گری کو دیکھ کر ماؤنٹ آبو
کے جین مندروں کی شاندار فنکاری کی یاد آجاتی ہے۔ عہد وسطیٰ کی تفصیل۔ پاک رومن
سلطنت۔ چرچ کی تاریخ و خدمات۔ پوپ و شہنشاہ کے تنازعات چارلمین اعظم اور
گریگری کے حالات۔ صلیبی جنگوں کی وجوہات واقعات اور اثرات پر روشنی "تاریخ
تہذیب عالم" کے دسویں باب میں ڈالی گئی ہے۔